BUREAD READER BURAQ

تشنگی جان

تحریر: فروا خالد

باہر ڈھولک کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالے جا رہے تھے۔۔ خانوں کی حویلی کی رونقیں عروج پر تھیں۔۔۔

جبکہ اسی حویلی کے ایک بند کمرے میں بیٹھی وہ اپنے ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں سمیٹتی اپنی اذیت پر قابو پانے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی۔۔

جب بھی حویلی میں یہ شہنائیاں بجتی تھیں۔۔۔ وہ چاہنے کے باوجود اپنے درد کی شدت کو دبا پانے میں ناکام رہتی تھی۔۔۔ اس کی روح پر لگے زخم پھر

سے ادھیڑ جاتے تھے۔۔۔ جس سے رستہ خون وہ کسی کو دکھا پانے کے قابل بھی نہیں رہتی تھی۔۔۔

دس سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا اسے اس اذیت کا شکار ہوئے۔۔

مگر آج بھی اس کے زخم ہنوز تھے۔۔۔ درد کم ہونے کے بجائے دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔ اس کا مرض اب بالکل لا علاج ہو چکا تھا۔۔۔ جس کی دوا نہ اس کے گھر والوں کے پاس تھی۔۔۔ اور نہ ہی دنیا والوں کے پاس۔۔۔

ہاں بس دنیا والے ہر بار آکر اس کے زخموں پر نمک پاشی ٹھیک سے کر جایا کرتے تھے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ ایسے موقعوں پر وہ باہر نکلنے سے گریز کرتی تھی۔۔۔ مگر آج تو وہ یہ سب بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔ کیونکہ اس کی بہت پیارے بھتیجا اور بھتیجی کی شادی تھی۔۔۔

جن کی زندگی کے اتنے خاص موقع کو وہ اپنی منحوسیت کا شکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

بہت مشکل سے اپنے وجود کے بکھرے حصوں کو سمیٹتی۔۔۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

"نویرہ پھوپھو آپ کو نیچے دادی جان بلا رہی ہیں۔۔۔"

عدیلہ نے دروازہ بجانے کے ساتھ ہی باہر سے پیغام دیا تھا۔۔

شاید وہ اندر موجود نویرہ کی کیفیت سے واقف تھی۔۔۔اس وجہ سے اس کی ذات کا پردہ قائم رہنے دینے کی خاطر وہ اندر نہیں آئی تھی۔۔

نویرہ کی بے رونق آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے دوپٹے میں جذب ہوا تھا۔۔۔اس نے سینے سے لگائی تصویر ہٹاتے اس کو ڈبڈباتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

جس میں موجود وہ خوبرو شخص اس کے دل کا مکین تھا۔۔وہ بظاہر جتنا شاندار تھا۔۔۔دل کا اتنا ہی پتھر نکلا تھا۔۔۔

"دس سال کا انتظار کم تو نہیں ہوتا۔۔۔اب تو لوٹ آؤ۔۔۔"

نویرہ کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔

اس کے آنسو تصویر میں موجود شخص کے چہرے کو بھگونے لگے تھے۔۔۔

جو دیکھ نویرہ نے فوراً اپنا دوپٹہ تھامتے اس کی تصویر کو صاف کیا تھا۔۔۔وہ اس شخص کے معاملے میں ایسی ہی پوزیسو تھی۔۔مگر اس کی بدقسمتی ہی تھی کہ وہ شخص اس سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔

یا شاید اس نے خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا تھا۔۔۔

اور اس غلطی کی سزا وہ اب تک بھگت رہی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تمہارے گرد ہم اپنا گھیرا تنگ کر چکے ہیں۔۔۔فرار کا کوئی راستہ نہیں بچا تمہارے پاس۔۔۔اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو سرینڈر کر دو۔۔۔ورنہ تمہارا نام و نشان مٹانے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔۔۔"

کچی آبادی کے بیچ بنی ایک مٹی کی جھونپڑی میں چھپا شخص باہر لاؤڈ سپیکر پر

گونجتی آواز سنتا آنکھیں میچ گیا تھا۔۔وہ ایس پی اپنے کہے کا پورا نکلا تھا۔۔

اس نے اس کے سارے آدمیوں کو مار کر اسے ڈھونڈ نکالا تھا۔۔

لیکن وہ اپنا مقصد یوں ادھورا چھوڑ کر اتنی جلدی ہار ماننا نہیں چاہتا تھا۔۔

اس لیے اس نے اب اپنا آخری داؤ کھیلا تھا۔۔

اپنا وہ ترپ کا اکا پھینکنا تھا۔۔جو اس کے کھیل کو آگے بڑھانے والا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں تمہیں مجھے زندہ پکڑنے کا آرڈر دیا گیا ہے۔۔اور اگر تم

نے مجھے زندہ گرفتار کر لیا تو ہر جانب تمہاری کامیابی کا پرچم لہرایا جائے

گا۔۔اور سب سے اہم بات مجھ جیسا مجرم سلاخوں کے پیچھے ہو گا۔۔مگر

ایسا صرف تب ہو گا جب تم میری شرط پوری کرو گے۔۔ورنہ میں خود کو

مار دوں گا۔۔۔اور میرے مرتے ہی میرے سینے میں موجود تمام راز بھی دفن ہوجائیں گے۔۔۔جو تمہاری اور تمہارے محکمے کی سب سے بڑی ناکامی ہوگی۔۔۔"

اپنا موبائل نکال کر باہر کھڑے ایس پی فیروز تک اپنا پیغام پہنچاتے اس شخص کی آنکھوں میں ایک انجانہ سا خوف اُمڈ آیا تھا۔۔۔

اپنی موت کا ڈٹ کر سامنا کرنے والا اپنی زندگی کی عزیز ترین ہستی کی فکر سے خوف کھائے ہوئے تھا۔۔۔مگر یہ آخری موقع تھا اس کے پاس۔۔۔

"کیسی شرط۔۔۔؟؟؟"

سرد ترین لہجے میں پوچھا گیا تھا۔۔۔

"میری بھتیجی حانم شاہ پچھلے دو سال سے مینٹل ہاسپٹل لاہور میں ایڈمٹ ہے۔۔۔ بنا کسی قصور کے اسے مجرم قرار دے کر پولیس کسٹڈی میں رکھا گیا ہے۔۔۔ میں جانتا ہوں تم اسے وہاں سے نکلوا سکتے ہو۔۔۔ تمہیں اسے وہاں سے نکلوا کر اس سے نکاح کرنا ہو گا۔۔۔ اس کی پوری زمہ داری لینی ہو گی۔۔۔ اسی شرط پر میں اپنی گرفتاری دوں گا۔۔۔ ورنہ خود کو ختم کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا مجھے۔۔۔۔"

سلطان شاہ نے اپنی بات کہتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔۔ اب وہ ایک ہی صورت ایس پی سے بات کرنے والا تھا۔۔۔

جب وہ اس کی شرط پوری کر کے اس کے سامنے آنے والا تھا۔۔۔۔

جبکہ ایس پی فیروز نے بند فون کو اپنی مضبوط مٹھی میں سختی سے بھینچ لیا تھا۔۔۔

یہ شخص اسے ہر حال میں مطلوب تھا۔۔ جسے گرفتار کرنے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔۔۔ نکاح کرنا تو اس کے لیے بہت چھوٹی بات تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میر و کیا بچکانہ حرکت ہے یہ۔۔۔ آغا جان کو اگر پتا چلا تو جانتی ہو کتنا غصہ کریں گے وہ۔۔۔"

شمعہ بیگم میرب کا نیچے پھینکا دوپٹہ اٹھاتے اسے خفگی سے گھورتے ہوئے بولی تھیں۔۔

"آغا جان اچھا نہیں کر رہے یہ۔۔۔"

میرب اپنی ماں اور ان کے پیچھے اندر داخل ہوتی چچی اسماء بیگم کو دیکھ ناراضگی کا اظہار کرتے بولی۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟ ایسا کیا ظلم کر دیا آغا جان نے۔۔۔"

شمع بیگم نے اپنی لاڈلی بگڑی بیٹی کو گھورا تھا۔۔۔ جس کو بگاڑنے میں سب سے زیادہ ہاتھ اس کے آغا جان کا ہی تھا۔۔۔

"جو لوگ ہماری دشمنی کے قابل بھی نہیں ہیں۔۔۔ ان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی کیا تک بنتی ہے۔۔۔"

میرب جو بہت شوق سے فنکشن پر جانے کے لیے تیار ہوئی تھی۔۔۔ خانوں کی حویلی جانے کا سن کر وہ پوری طرح بدمزہ ہوئی تھی۔۔۔ آغا جان چاہتے تھے کہ ان کا پورا خاندان ایک ساتھ وہاں جا کر برسوں کی دشمنی ختم کر دیں۔۔۔

حویلی کے سب لوگ ہمیشہ کی طرح آغا جان کے کہے پر سر جھکا گئے تھے۔۔۔ مگر میرب کو آغا جان کا یہ فیصلہ بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

اس نے طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر جانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔ مگر آغا جان آج کسی کا بھی کوئی بہانہ سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔۔۔ اس لیے شمع بیگم اور اسماء بیگم اس کی منتیں کرنے میں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

"میر و ہر بات پر ضد نہیں کرتے۔۔۔ آغا جان ہر فیصلہ سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔۔ اس میں بھی کوئی بہتری ہی ہو گی۔۔ چلو اٹھو اب۔۔۔ اس سے پہلے کہ آغا جان خود تمہیں لینے آئیں۔۔۔"

اسماء بیگم نے پیار سے اسے پچکارا تھا۔۔۔

جس پر میرب کو نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھنا پڑا تھا۔۔۔

باہر آکر بھی اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ سب لوگ اس کا موڈ دیکھ اس وقت بالکل خاموش ہو گئے تھے۔۔

راجپوت خاندان کے تمام افراد اپنی بیٹیوں کو بے پناہ عزت اور محبت دیتے تھے۔۔۔

اس خاندان کے سربراہ حسین راجپوت تھے۔۔۔ جنہوں نے ہمیشہ اپنی بیٹیوں اور خاص کر اپنی پوتیوں کی مرضی اور خواہش کا ہمیشہ خیال رکھا تھا۔۔۔ وہ سب اپنی زندگی کے فیصلوں میں بالکل خود مختار تھیں۔۔

انہیں گھر کے بیٹوں کے برابر اہمیت دی جاتی تھی۔۔۔ انہوں نے تعلیم کے لیے جو بھی فیلڈ چوز کی تھی۔۔۔ کسی نے بھی انہیں اس حوالے سے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔

میرب اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔ جو اللہ نے انہیں بہت منتوں مرادوں کے بعد عطا کی تھی۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بہت زیادہ لاڈلی اور خودسر تھی۔۔ اگر کوئی بات اس کی مرضی اور مزاج کے خلاف ہوتی تھی تو وہ بالکل بھی برداشت نہیں کرتی تھی۔۔۔

اس وقت بھی اس کا بالکل بھی دل نہیں تھا خانوں کی حویلی جانے پر۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہاں وہ شخص ضرور موجود ہو گا۔۔۔ جس کے نام سے بھی چڑ تھی اسے۔۔۔

جس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ۔۔۔

مگر آغا جان کے فیصلے کے آگے وہ کچھ نہیں کر سکی تھی۔۔ وہ ان کی بات سے انکار کر کے اپنے پیارے آغا جان کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اس لیے اس شخص کی حویلی جانے پر ناچار اسے اپنی انا کو مارنا پڑا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سیاہ رات ہر سو اپنے پر پھیلا چکی تھی۔۔ آسمان خود پر ستاروں کی چادر پھیلائے چاند کی روشنی میں جگمگا رہا تھا۔۔۔ آج کی رات گزشتہ تمام راتوں سے کئی گنا روشن اور چمکدار تھی۔۔۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ہر شے کو اپنے سنگ جھومنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔۔

مگر اتنا خوشگوار موسم بھی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اس شخص کے مزاج پر کوئی اثر نہیں ڈال پایا تھا۔۔ وہ ہونٹ بھینچے، اپنی ڈارک براؤن سنجیدگی اور اشتعال میں ڈوبی نگاہوں کو سنسان پڑے روڈ پر گاڑھے اپنے دماغ کو پر سکون کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنی چوڑی مضبوط ہتھیلی کی مٹھی بنا کر اپنے گھنی مونچھوں سے سجے سیاہی مائل اعنابی ہونٹوں پر جما رکھی تھی۔۔۔

اس کے خوبرو سرخ و سپید چہرے کے نقوش ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مزید سخت ہو رہے تھے۔۔ جیسے جیسے اس کی منزل قریب آ رہی تھی۔۔ اس کے اضطراب میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔

اس کی گاڑی پہاڑی علاقے سے نکل کر اب خوشاب کے گاؤں شیرہ کوٹ کی جانب رواں دواں تھی۔۔۔

اتنا لمبا سفر طے ہو چکا تھا۔۔۔

مگر گاڑی میں ایک عجیب سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

ڈرائیونگ کرتے شرافت خان نے نگاہیں موڑ کر اپنے مالک کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی کیفیت اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔۔ اس کا یہ غصہ آنے والے وقت میں نجانے کیا طوفان برپا کرنے والا تھا۔۔۔

وہ بس سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

گاڑی فل سپیڈ میں چلتی ہوا کے دوش پر تھی۔۔۔جب اچانک فضا میں گونجتی فائرنگ کی آواز پر گاڑی میں بیٹھے دونوں افراد چونک اٹھے تھے۔۔۔

یہ بات تو وہ بہت اچھے سے جانتے تھے کہ یہ فائرنگ ان کی گاڑی پر نہیں کی گئی تھی۔۔۔کیونکہ اس علاقے میں اتنی جرأت کسی میں بھی نہیں تھی کہ ارشیان خان بندیال کی گاڑی پر فائرنگ کر سکے۔۔۔

لیکن جو بھی تھا یہ فائرنگ اس کے علاقے میں کی گئی تھی۔۔۔جو بات اس شخص کو کسی قیمت پر قابلِ قبول نہیں تھی۔۔۔وہ شرافت کو گاڑی روکنے کا اشارہ کرتا اپنی گن اٹھاتا فوراً باہر نکل آیا تھا۔۔۔

شرافت اپنے مالک کی اس جذباتی حرکت پر فوراً گاڑی وہی چھوڑتا اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔

وہ جتنا پاورفل تھا اس کے دشمن بھی اتنے ہی زیادہ تھے۔۔۔ یہ انہیں دشمنوں میں سے کسی کی سازش بھی ہو سکتی تھی۔۔۔ مگر ارشیان بندیال نے خوف کھانا اور چھپ کر بیٹھنا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔

تو اب بھلا کیسے رک جاتا۔۔۔

روڈ کے دائیں جانب جھاڑیاں اور کچا راستہ تھا۔۔۔ جہاں سے فائرنگ کی مسلسل آواز آرہی تھی۔۔۔ اور بھاگتے قدموں کی بھی۔۔۔

ارشیان آوازوں کے تعاقب میں اس جانب بھاگا تھا۔۔۔جب اس کے کانوں میں کسی کی نسوانی چیخوں کی آواز پڑتی اس کے اشتعال کو مزید ہوا دے گئی تھی۔۔۔

جبکہ ان چیخوں پر شرافت بھی اچھا خاصہ فکر مند ہوا تھا۔۔کیونکہ جو لوگ ان چیخوں کی وجہ تھے اب ان کا جو عبرت ناک انجام ہونے والا تھا۔۔۔وہ سوچ کر ہی شرافت نے جھرجھری سی لی تھی۔۔۔

ارشیان تیز قدموں سے دوڑتا گھنی جھاڑیوں کو چیرتا جیسے ہی آگے بڑھا۔۔۔اس کے کانوں میں مدھم سسکیوں کی آواز گونجی تھی۔۔جس کے ساتھ ہی سامنے نظر آتا منظر اس کی کنپٹی کی رگوں کو ابھار گیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ نکلے تھے۔۔۔

سامنے سے ایک لڑکی اندھا دھند بھاگتی سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔ بھاگنے کے دوران اس کی شال کہیں گر گئی تھی۔۔ وہ اس وقت کندھوں سے لڑھکے شیفون کے باریک سے دوپٹے کو ہاتھ میں پکڑے اپنی جان بچانے کی کوشش میں اس کے فولادی وجود کا حصہ آن بنی تھی۔۔۔

خود کو کسی کے حصار میں پا کر اس کا خوف کئی گنا بڑھ گیا تھا۔۔۔ اسے لگا تھا وہ ان لوگوں کے ہاتھ لگ چکی ہے۔۔ جو مسلسل کتنی دیر سے اس پر گولیاں برساتے اسے پکڑنے اور مارنے کی کوششوں میں تھے۔۔۔

مگر یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ وہ اب تک کسی کے ہاتھ نہیں آئی تھی۔۔۔

گولیاں اب بھی جاری تھیں۔۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ وہ اب تک ان لوگوں کے ہاتھ نہیں لگی تھی۔۔۔ تو پھر اس وقت وہ کس کے حصار میں تھی۔۔۔

شاہنور نے خوف سے لرزتے نگاہیں اٹھا کر اپنے مقابل موجود اس آہنی دیوار کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اسے بہت مضبوطی سے اپنے چوڑے سینے میں بھینچے کھڑا ان لوگوں کے حملوں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

وہ مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔۔

شاہنور نے اس کے سینے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جب اسی لمحے ارشیان کی نظر بھی اس پر پڑی تھی۔۔۔

گول گول ہیزل گرین آنکھیں، گھنیری پلکوں کی باڑ سے ڈھکیں اس لمحے خوف سموئے بے پناہ حسین لگ رہی تھیں۔۔

اس کا گلابی چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔ماتھے پر درخت سے ٹکرانے کی وجہ سے چوٹ نمایاں تھی۔۔۔ جبکہ ناک میں چمکتی نوز پن اندھیرے میں جگنو کی طرح معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

ارشیان کو لگا تھا لمحے بھر کو سب کچھ تھم سا گیا ہو۔۔۔ آخر کون تھی یہ لڑکی جس کی کشش اسے اپنے ساتھ باندھ گئی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب شاہنور کو اپنی پوری دنیا تھمتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اسے نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اس شخص کو دوبارہ کبھی اپنے سامنے دیکھ پائے گی۔۔۔

وہ آج بھی ویسا ہی تھا۔۔۔بے تحاشا حسین اور سحر انگیز شخصیت کا مالک۔۔۔

اس کے ماتھے پر بکھرے سیاہ بال۔۔۔شاہنور کی دھڑکنوں کو بڑھا گئے تھے۔۔۔گھنی مونچھیں اور ہلکی ہلکی بڑھی شیو۔۔اس کے ہونٹ ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے۔۔جبکہ آنکھیں آج بھی ویسی ہی تھیں ہر طرح کے احساس سے عاری بالکل سرد وسپاٹ۔۔۔

شاہنور اپنی نگاہیں پلٹنا بھول چکی تھی۔۔۔وہ بھول گئی تھی کہ وہ اس وقت کس سچویشن میں پھنسی ہوئی ہے۔۔۔اس کی جان کو شدید خطرہ ہے۔۔۔

وہ تو بس ساکت سی پتھر کا مجسمہ بنی کھڑی اس شخص کو دیوانہ وار نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔جو ہر روز اس کے خواب میں آتا تھا۔۔۔

جس نے اس جیسی لاپرواہ سی شاہنور کو اپنا اسیر بنا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

ارشیان جو پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھا۔۔سامنے سے آتے شخص کو نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔جس کی بندوق سے نکلنے والی گولی ارشیان کا بازو چیر گئی تھی۔۔۔

اس جھٹکے پر شاہنور نے لرزتی نگاہوں سے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اس کی ڈھال بنا کھڑا اس کے حصے کی گولی اپنے وجود پر کھا چکا تھا۔۔۔

یہ شخص اس کے دشمنوں میں سے تھا۔۔اس کے لیے بالکل اجنبی۔۔۔جو انسان اجنبی ہو کر جان وار دینے والا تھا۔۔۔اپنا بن کر وہ کیسا ہوتا۔۔۔

شاہنور ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ اس کے بازو سے نکلتے خون کے ساتھ اپنے حواس کھوتی وہیں لہرا گئی تھی۔۔۔

شرافت آگے بڑھ کر ان لوگوں کے ہاتھ پیر نکارہ کرتا۔۔انہیں بے بس کر چکا تھا۔۔۔

ان کے اپنے آدمی وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔ان تمام افراد کو وہاں سے لے جایا جاچکا تھا۔۔۔ارشیان اس لڑکی کے بے جان وجود پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالتا اسے بانہوں میں اٹھائے گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"کون ہے یہ لڑکی۔۔۔؟؟؟"

ارشیان حویلی جانے کے بجائے اپنے فارم ہاؤس پر آگیا تھا۔۔۔

جہاں حویلی میں ہونے والی تقریب کی وجہ سے اس وقت کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔۔

شاہنورا ابھی بھی بے ہوش تھی۔۔۔

اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی بھی نہیں گئی تھی۔۔۔

"سر یہ راجپوت خاندان کے منجھلے بیٹے فیصل راجپوت کی اکلوتی بیٹی ہے۔۔۔ شہر سے پڑھی ہے۔۔۔ اپنے دادا حسین راجپوت کی لاڈلی ہے۔۔۔"

شرافت ارشیان سے کچھ فاصلے پر سر جھکائے آن کھڑے ہوتے بولا۔۔۔

اس کے کہے جانے والے الفاظ ارشیان کے چہرے پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ بکھیر گئے تھے۔۔۔

"تو اس کا مطلب ہے راجپوتوں کی بربادی خود چل کر آئی ہے ہمارے پاس۔۔۔۔"

جلے ہوئے سیگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے وہ آرام دہ حالت میں تخت پر براجمان ہوا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے چہرے پر ابھرتے تاثرات شرافت خان کو اچھے سے سمجھا گئے تھے کہ اس کا مالک کیا سوچ رہا ہے۔۔۔

"اب آگے کیا حکم ہے سر۔۔۔"

شرافت چاہتا تھا کہ ارشیان اس لڑکی کو واپس بھجوانے کی اجازت دے دے۔۔۔ کیونکہ اس لڑکی کا ایک رات اپنی حویلی سے باہر رہنا اس کی خاندان کی بربادی کے ساتھ ساتھ اس کے کردار پر بھی انگلی اٹھا سکتا تھا۔۔۔

اور اگر ان لوگوں کو پتا چل جاتا کہ شاہنور راجپوت کی پوری رات ارشیان بندیال کے فارم ہاؤس پر گزری ہے۔۔ تو اس بات نے الگ ہی فساد برپا کر دینا تھا۔۔۔ جس کا خاتمہ نسلوں کے ساتھ ہی ہونا تھا۔۔۔

"آج رات یہ لڑکی یہیں رہے گی۔۔۔ کل صبح تم اسے اس کے گھر کے گیٹ پر چھوڑ کر آؤ گے۔۔۔ ایک رات کے لیے تڑپنے دو زرا ان راجپوتوں کو۔۔۔ دشمنی کے ناتے ہمارا اتنا حق تو بنتا ہے نا۔۔۔ "

ارشیان بندیال کے چہرے پر چھائی کمینگی بھری مسکراہٹ اس لمحے شرافت خان کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔۔

"سر آپ۔۔۔"

شرافت نے بے یقینی سے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں وہ قہقہہ لگا کر ہنستا شرافت کا کندھا تھپتھپا گیا تھا۔۔۔

"مانتا ہوں بہت برا ہوں۔۔۔ مگر ابھی اتنا بے ضمیر بھی نہیں ہوا کہ دوسروں کی عزت کا لٹیرا بن بیٹھوں۔۔۔ اس لڑکی کو نیند کا انجکشن لگوا

دو۔۔۔دو خواتین ملازمین پوری رات اس کے پاس ہونی چاہیے۔۔۔اسے ہوش نہیں آنا چاہئے۔۔۔اور نہ ہی یہ پتا چلنا چاہیے کہ وہ پوری رات کہاں رہی ہے۔۔۔۔"

ارشیان اپنا حکم سناتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

جبکہ شرافت کتنے ہی لمحے اس کی چوڑی پشت کو گھورتا وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔

وہ اپنے مالک کا بہت زیادہ وفادار تھا۔۔۔وہ بنا سوچے سمجھے ارشیان بندیال کی خاطر جان دے سکتا تھا۔۔۔

مگر راجپوت خاندان کا نام آتے ہی اس کا مالک جس طرح حیوان بن جایا کرتا تھا۔۔۔وہ چیز اسے شدید خوف میں مبتلا کر دیتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

یہ اس وقت مینٹل ہاسپٹل لاہور کا منظر تھا۔۔۔ جہاں کچھ لوگ وہاں اپنے عزیز رشتہ داروں سے ملنے آرہے تھے۔۔ جبکہ کچھ نم آنکھوں کے ساتھ دور سے ہی پلٹ رہے تھے۔۔۔

جیسے ہی وہاں کی ہیڈ کو ایس پی فیروز کی آمد کا پتا چلا وہ فورا اپنی کرسی چھوڑتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ ایس پی فیروز کا آنا عام بات نہیں تھی۔۔۔

"السلام وعلیکم سر۔۔۔۔"

زینت نے آگے بڑھ کر اندر داخل ہوتے فیروز کو سلام کیا تھا۔۔

جس کے چہرے کے تاثرات بالکل سرد وسپاٹ تھے۔۔ اسے دیکھ کر بالکل بھی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔۔ کہ اس وقت اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔۔

سر کے خم کے ساتھ جواب دیتے اس نے ہاتھ میں پکڑا لیٹر زینت کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

"اس لڑکی کو لینے آیا ہوں میں۔۔۔ اوپر سے آرڈر مل چکے ہیں۔۔۔ اس کی جو بھی مینٹل کنڈیشن ہے۔۔ اس کے باوجود آپ کو اسے میرے ساتھ بھیجنا ہی ہو گا۔۔۔"

لیٹر پر لکھی تحریر پڑھتے زینت کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔وہ جس لڑکی کو ساتھ لے جانے کی بات کر رہا تھا۔۔۔وہ ان کے ہاسپٹل کی سب سے زیادہ خطرناک مریض تھی۔۔۔

اس کی طبیعت کب بگڑ جاتی تھی۔۔۔۔وہ لوگ اب تک اس کے بارے میں ٹھیک سے سمجھ نہیں پائے تھے۔۔نہ ہی اس کا علاج ٹھیک سے ہو پا رہا تھا۔۔۔کیونکہ وہ کسی کو اپنے قریب ہی نہیں آنے دیتی تھی۔۔۔

دو بار وہ اپنا بازو کاٹ چکی تھی۔۔۔

وہ دھان پان سی لڑکی جب ضد پر آتی تھی تو اسے قابو کر پانا مشکل ہو جاتا تھا۔۔۔

"سر کیا واقعی آپ حانم شاہ کو ہی لینے آئے ہیں۔۔۔؟؟؟"

زینت نے ایک بار پھر سے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں ایس پی فیروز نے اسے جن نگاہوں سے گھورا تھا۔۔۔وہ بنا کوئی دوسرا سوال کیے اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

اندر کا منظر تو بہت زیادہ ہولناک تھا۔۔۔بڑے سے ہال کمرے کے اندر چھوٹی چھوٹی جیلز بنائی گئی تھیں۔۔۔جن میں رکھے بیڈ کے ساتھ وہاں موجود پاگل عورتوں کو ہتھکڑیوں سے باندھا گیا تھا۔۔۔

ایس پی فیروز کے ساتھ ایک لیڈی کانسٹیبل بھی تھی۔۔۔جو اردگرد کے مناظر دیکھتی خوف کھاتے نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔ جبکہ ایس پی فیروز ہنوز بے تاثر آنکھوں کے ساتھ آگے بڑھتا جلد از جلد اپنے مقصد کی تکمیل چاہتا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ایک جیل کے سامنے جا کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ جس میں موجود لڑکی اپنے بیڈ کے ساتھ زنجیر سے لگی ہتھکڑی سے بندھی زمین پر بیٹھی چہرا گود میں گرائے ہوئے تھی۔۔۔اس کے دونوں ہاتھ اس کے گھٹنوں کے گرد پھیلے ہوئے تھے۔۔۔

ملگجے سے حلیے میں چٹیا سے نکلے بکھرے بالوں کے ساتھ سکڑی سمٹی بیٹھی وہ آہٹ پر بھی سیدھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

ایس پی فیروز کی سرد نگاہیں اس لڑکی کے وجود پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ حیران تھا کہ اتنے ٹائم تک وہ اس لڑکی تک کیسے نہیں پہنچا تھا۔۔۔ اگر وہ پہلے اس لڑکی کے بارے میں جان جاتا تو اب تک اپنی منزل حاصل کر چکا ہوتا۔۔۔۔

"حانم۔۔۔اٹھو تمہیں لینے آئیں ہیں۔۔۔"

زینت دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

جس کے باوجود اس کے وجود میں زرا سی بھی ہلچل نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"حانم۔۔۔"

زینت نے فاصلے سے کھڑے ہو کر اسے پھر سے پکارا تھا۔۔۔شاید وہ لڑکی کسی کو بھی اپنے قریب نہیں آنے دیتی تھی۔۔۔زینت کی دو تین پکار کے بعد بھی وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔۔۔

جو دیکھ ایس پی فیروز کا صبر ختم ہوا تھا۔۔۔

اس نے اشارے سے زینت کو اس لڑکی کے پاس جانے کو کہا تھا۔۔۔

لیڈی کانسٹیبل بھی اندر جا چکی تھی۔۔۔

"حانم اٹھو۔۔۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔۔۔ تمہیں آزادی مل گئی ہے۔۔۔۔"

لیڈی کانسٹیبل نے بہت ہی نرم لہجے میں اسے پکارتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ مگر جیسے ہی حانم نے اپنے وجود پر کسی کا لمس محسوس کیا وہ زور سے چلا اٹھی تھی۔۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔ مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔۔"

حانم کی ہزیانی چیخوں سے جیل گونج اٹھی تھی۔۔۔

وہ نہ تو کسی کو اپنے قریب آنے دے رہی تھی اور نہ ہی کوئی بات سن رہی تھی۔۔۔۔

باہر کھڑا ایس پی فیروز اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔

"پاگل لڑکی۔۔۔"

وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائے مسلسل چلا رہی تھی۔۔۔ ایس پی فیروز کی نظر ابھی تک اس کے چہرے پر نہیں پڑی تھی۔۔۔ مگر وہ دور کھڑا اس ڈرامے سے بری طرح زچ ہو چکا تھا۔۔۔

لیکن اس کے پاس زیادہ ٹائم نہیں تھا کہ وہ ضائع کرتا۔۔۔

وہ گہرا سانس ہوا میں خارج کرتا آگے بڑھا تھا۔۔

ان دونوں لیڈیز کو اشارے سے سائیڈ پر کرتا وہ حانم کے مقابل جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اپنے مقابل اتنے قریب کسی مرد کو دیکھ حانم کی رنگت زرد پڑی تھی۔۔۔

اس نے خوفزدہ نگاہیں اٹھا کر مقابل کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو پہلے ہی اپنی سرد نگاہیں اسی پر گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔

اس لڑکی کی رنگت اس قدر سفید تھی۔۔۔کہ اس پر آنسوؤں کے نشان بھی واضح ہو رہے تھے۔۔۔شاید وہ ابھی کچھ دیر پہلے بہت زیادہ روئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں کا رنگ بہت زیادہ حسین تھا۔۔ڈارک براؤن کلر۔۔۔

جھیل سی گہری آنکھوں میں ہلکورے لیتا ایک انجانہ خوف ایس پی فیروز کو پل بھر کے لیے چونکا گیا تھا۔۔۔وہ لڑکی اپنے بگڑے حلیے سے پاگل لگ رہی تھی۔۔۔مگر اس کی آنکھوں کا تاثر عجیب سا تھا۔۔۔جو ایس پی فیروز جیسے زیرک نگاہ بندے سے چھپا نہیں رہ سکا تھا۔۔۔

اس شخص کی اس قدر گہری نگاہوں پر حانم گھبراتی فورا سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔۔"

اس کی چیخوں کا دورانیہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔۔۔وہ سامنے کھڑے شخص کی جانب دیکھنے سے گریزاں اس وقت روتی نگاہوں سے زینت کو گھور رہی تھی۔۔۔وہ صرف اسی سے مانوس تھی۔۔۔باقی لوگ اس کے لیے اجنبی تھے۔۔

فیروز نے زینت کو اس کی ہتھکڑی کھولنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی جانب دیکھے سے خوف کھاتی حانم مسلسل ہاتھ پیر مارتی اس کے ساتھ نہ جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔۔

ہتھکڑی کھلتے ہی حانم نے اٹھ کر وہاں سے بھاگنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے ہی اس کی کمزور کلائی ایس پی فیروز کی آہنی گرفت میں قید ہوئی تھی۔۔۔

حانم نے پلٹ کر اس پر وار کرنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے ہی فیروز اس کے ہونٹوں پر کلوروفارم بھرا رومال رکھتے اسے ہوش وحواس سے بیگانہ کر گیا تھا۔۔۔

حانم بے جان ہوتے وجود کے ساتھ اس کے بازوؤں میں لہرا گئی تھی۔۔۔

زینت افسوس بھری نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔ دو سال یہ لڑکی ان کے پاس رہی تھی۔۔۔ جو انہیں بہت معصوم اور سادہ سی لگی تھی۔۔۔

وہ انہیں اکثر روتی نظر آتی تھی۔۔۔اسے روتے دیکھ وہ کئی بار اس شک میں مبتلا ہوئی تھیں کہ وہ پاگل نہیں ہے۔۔۔مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔اس کے ٹیسٹ کبھی بھی نارمل نہیں آئے تھے۔۔۔۔

اس کی مینٹل کنڈیشن ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

فیروز اس کے دھان پان سے نازک وجود کو بانہوں میں اٹھا کر کندھے پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

زینت ایک افسردہ نگاہ حانم شاہ پر ڈالتی اپنی آنکھ سے گرا آنسو صاف کر گئی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حسین راجپوت اپنے پورے خاندان کے ساتھ خان حویلی پہنچ گئے تھے۔۔۔جہاں اس وقت رونقیں عروج پر تھیں۔۔۔خانوں کی جانب سے ان کا بہت ہی شاندار استقبال کیا گیا تھا۔۔۔

دونوں خاندانوں نے ایک دوسرے کو پورے دل سے قبول کیا تھا۔۔۔

خواتین بھی بہت محبت سے ملی تھیں۔۔۔ایک میرب ہی تھی جو ایک جانب منہ پھلائے کھڑی تھی۔۔۔اسے نہ تو اس حویلی میں کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی یہاں کے لوگوں میں۔۔۔

اس کا بس دل چاہ رہا تھا۔۔ کہ کسی بھی طرح یہاں سے غائب ہو جائے۔۔۔

وہ اپنے دشمنوں کو جیتتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔اور اس کے یہاں آنے میں۔۔۔اسے اپنے کسی بہت بڑے دشمن کی جیت ہوتی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

جو وہ مر کے بھی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ ہماری چھوٹی سی گڑیا کتنی بڑی ہو گئی ہے۔۔۔"

کوثر بیگم نے بہت ہی محبت کے ساتھ میرب کو اپنے گلے لگاتے کہا تھا۔۔۔

"اور پہلے سے بہت زیادہ پیاری بھی۔۔۔۔"

ان کا جملہ مکمل ان کی بڑی بہو مہرین بیگم نے کیا تھا۔۔۔جس پر شمع بیگم اور باقی سب دھیرے سے مسکرا دی تھیں۔۔۔جبکہ میرب مروتاً بھی نہیں مسکرا پائی تھی۔۔۔

کوئی اس سے پوچھتا کہ اس وقت وہ کتنی مشکل سے یہاں موجود تھی۔۔۔

"گل چھوٹے خان اٹھے نہیں ابھی۔۔۔؟"

کوثر بیگم نے وہاں سب کے بیچ بیٹھ کر اپنے لاڈلے پوتے کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔نام سنے بغیر ہی میرب سمجھ گئی تھی کہ یہ کس کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔۔۔

"جی خانم بی بی وہ اٹھ گئے ہیں۔۔۔ابھی پلوشہ بی بی ان کے لیے چائے لے کر گئی ہیں۔۔۔"

گل کوثر بیگم کو ان کا تسلی بخش جواب دیتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔جبکہ اس کا جواب چائے کا گھونٹ بھرتی میرب کا حلق تک کڑوا کر گیا تھا۔۔۔

اچانک اسے اچھو لگا تھا۔۔۔

سب خواتین فکر مندی سے میرب کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔۔۔

"میرو کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟"

اسے بری طرح کھانستا دیکھ شمع بیگم پریشان ہوئی تھیں۔۔۔

اس سے پہلے کہ میرب کوئی جواب دیتی۔۔۔اس کی نظر سیڑھیاں اترتی پلوشہ پر پڑی تھی۔۔۔

جس کے ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔

میرب کی آگ اگلتی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔

وہاں اتنے سارے لوگوں کے بیچ اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر لان میں آگئی تھی۔۔۔ہوا بہت زیادہ سرد تھی۔۔۔میرب کو ٹھنڈ اپنی ہڈیوں میں گھستی معلوم ہوئی تھی۔۔۔جب

اچانک خود پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس کرتے اس کی نظروں نے بے اختیار کسی کو تلاشا تھا۔۔

مگر اس کے ارد گرد کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔۔

کسی خیال کے زیرِ اثر اس نے ٹیرس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھ وہ پل بھر کے لیے پتھر کی ہوئی تھی۔۔۔

سینے پر بازو باندھے دائیں ہاتھ کی انگلی میں سیگریٹ دبائے وہ یک ٹک اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔ میرب کا چہرا بے اختیار لال ہوا تھا۔۔اس شخص کے چہرے پر سکون دیکھ میرب کے اندر شعلے بھڑک اٹھے تھے۔۔

دوسروں کی زندگی برباد کر کے آخر یہ شخص اتنا پر سکون کیسے رہ لیتا تھا۔۔۔

نجانے کتنی ہی دیر وہ دونوں نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو گھورتے رہے تھے۔۔۔ دونوں میں سے کسی نے بھی پیچھے ہٹنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ دونوں اپنی جگہ ڈٹے رہے تھے۔۔۔

"تمہارا یہ سکون برباد نہ کر دیا تو میرا نام بھی میرب راجپوت نہیں۔۔۔"

میرب اسے آگ اگلتی نگاہوں سے دیکھتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔ وہ مزید اس شخص کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

جبکہ میرب کے نظروں سے ہٹتے ہی زاراب خان نیازی بھی جلا ہوا سیگریٹ زمین پر پھینک کر پیر تلے مسلتا خاموشی کے ساتھ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ارشیان نہیں آیا۔۔؟"

یعقوب خان نے اپنے بیٹے فرمان خان کی جانب دیکھتے سوالیہ نگاہوں سے پوچھا تھا۔۔۔ جن کے صاحب زادے ہمیشہ اپنی دھن میں ہی رہتے تھے۔۔ اپنے دادا کے دیئے جانے والے ہر حکم کے خلاف جانا وہ اپنی اولین ترجیح سمجھتا تھا۔۔۔

"میری بات ہوئی تھی شام میں اس سے۔۔۔ تب تو اس کا کہنا تھا کہ وہ آئے گا۔۔۔ مگر نجانے کیوں ابھی تک پہنچا نہیں۔۔۔۔"

فرمان خان اپنی جگہ فکرمند ہوئے تھے۔۔۔

ان کا لاڈلا بیٹا ہر بار انہیں ایسے ہی سب کے سامنے شرمندہ کر کے رکھ دیتا تھا۔۔۔

مگر وہ پھر بھی اس سے ناراض نہیں ہو پاتے تھے۔۔۔ کیونکہ وہ ان کی مرحومہ بیوی کی اکلوتی نشانی تھا۔۔۔ وہ اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔۔۔ بیوی کو کھونے کے بعد وہ اب کسی قیمت پر اپنے بیٹے کو نہیں کھونا چاہتے تھے۔۔۔

لیکن اس کی یہ ہر بار کی جانے والی من مانیاں انہیں بری طرح زچ کر دیتی تھیں۔۔

"ارشیان سے کہو کچھ سیکھے زاراب سے۔۔۔ ہر معاملے میں بالکل پرفیکٹ ہے۔۔ کبھی نافرمانی نہیں کی اس نے۔۔۔ خاندان کی عزت کیسے رکھی جاتی ہے میرا پوتا بہت اچھے سے جانتا ہے۔۔۔ جبکہ ایک وہ ارشیان نیازی ہے۔۔۔ جس کی بس یہی کوشش ہوتی ہے کہ کب اور کیسے اپنے باپ دادا کی عزت کو مٹی میں ملانا ہے۔۔۔"

یعقوب خان نیازی آج بہت زیادہ غصے میں لگ رہے تھے۔۔۔

شاید وہ یہی چاہتے تھے کہ جیسے حسین راجپوت اپنے پورے خاندان کے ساتھ وہاں آئے تھے۔۔ اسی طرح وہ بھی اپنے سب بچوں کے ساتھ حویلی میں موجود ہوں۔۔۔

مگر ہمیشہ کی طرح ارشیان نے ان کی بات کے خلاف جاکر اس محفل میں شرکت کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔ جو بات یعقوب خان نیازی کو شدید غصہ دلا گئی تھی۔۔۔

"فکر مت کریں بابا جان۔۔۔ اس عمر میں لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ویسے بھی اماں سائیں ہمارے ان دونوں اڑیل

مزاج سپوت کو نکیل ڈالنے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔ ان شاء اللہ جلد ہی دونوں کے دماغ اپنی جگہ پر آجائیں گے۔۔۔"

اسفند خان نے ارشیان کے ساتھ ساتھ اپنے بیٹے زاراب کو بھی گھسیٹا تھا۔۔۔

جو اتنا اچھا بالکل بھی نہیں تھا جتنا یعقوب خان نیازی اسے سمجھتے تھے۔۔ ہاں بس فرق اتنا تھا کہ اس کی سوچ اور ذہینت بالکل اپنے دادا سے ملتی تھی۔۔۔ اس لیے وہ زیادہ تر ان کی باتیں مان لیا کرتا تھا۔۔۔

اس وقت بھی راجپوت خاندان سے تعلقات بہتر کرنے کے اس فیصلے پر ارشیان نے شدید مخالفت کی تھی۔۔۔ وہ راجپوتوں کو دوست نہیں بنانا چاہتا تھا بلکہ ان کے ساتھ اپنی دشمنی قائم رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب زاراب خان نیازی اپنے دادا کے اس فیصلے پر پوری طرح سے ان کی سپورٹ میں تھا۔۔۔اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔۔

کیونکہ زاراب خان گہرے راز رکھنے والا بندہ تھا۔۔۔اس کی سوچ تک پہنچ پانا ہمیشہ اسکے ارد گرد موجود لوگوں کے لیے مشکل رہا تھا۔۔۔

شیرہ کوٹ ہمیشہ سے وہاں موجود دو خاندانوں کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور رہا تھا۔۔۔جن کے بیچ کی دوستی اور دشمنی وہاں کے لوگوں کی توجہ کا مرکز رہی تھی۔۔۔

ہر سال دونوں خاندانوں کے بیچ کسی نہ کسی بدمزگی کا ہو جانا لازم ہوتا تھا۔۔۔ مگر اس بار وہاں کے لوگوں کو حیرت انگیز طور پر کچھ مختلف دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔

وہ تھا دونوں خاندانوں کے بیچ پروان چڑھتا دوستی کا رشتہ۔۔

بہت سے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ دونوں خاندان شروع سے ایک دوسرے کے دشمن ہی رہے تھے۔۔۔

مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔

حسین راجپوت اور یعقوب خان نیازی ایک دوسرے کے بہت اچھے دوست تھے۔۔۔ دونوں نے ہی برسوں سے چلتی آ رہی دشمنی کی روایات کو ختم

کر کے دونوں خاندانوں کو ایک کر کے دوستی کی بہت خوبصورت مثال قائم کی تھی۔۔۔

لیکن ہمیشہ ان کی دشمنی سے فائدہ اٹھانے والے کچھ لوگ یہ دوستی برداشت نہیں کر پائے تھے۔۔ انہوں نے کچھ ایسا کھیل کھیلا تھا۔۔ کہ دونوں خاندان کی دوستی ایک بار پھر سے دشمنی میں بدل گئی تھی۔۔۔

حسین راجپوت کے تین بیٹے تھے۔۔۔ سب سے بڑے سرمد راجپوت تھے جن کی ایک اکلوتی اور لاڈلی بیٹی میرب راجپوت تھی۔۔ میرب کو ہمیشہ ہر جگہ نمایاں رہنے اور سب کی توجہ کا مرکز بنے رہنے کی عادت تھی۔۔۔ اسے حویلی میں بھی سب بچوں سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔۔۔ کیونکہ سرمد راجپوت اور شمع بیگم کو بہت منت و مرادوں کے بعد اللہ نے اولاد کی نعمت

سے نوازا تھا۔۔۔ وہ اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے ہی اس کی ہر بات پوری کر دیتے تھے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ میرب بہت خود سر اور ضدی تھی۔۔۔

اسے ہر شے اپنے مطابق ہی چاہیے ہوتی تھی۔۔۔ اور جب ایسا نہیں ہوتا تھا تو ایک ایک طوفان کھڑا کر دیتی تھی۔۔۔

دوسرے نمبر پر فیصل راجپوت تھے جن کا بڑا بیٹا تیمور راجپوت ایک بہت ہی کامیاب لائر تھا۔۔۔ اسے شروع سے ہی وکالت کا بہت شوق تھا۔۔ حسین راجپوت نے کبھی بھی اپنے بچوں کو ان کی مرضی کرنے سے نہیں روکا تھا۔۔ تیمور زیادہ تر شہر میں ہی پایا جاتا تھا۔۔۔ اسے اپنے کام سے بہت پیار تھا۔۔۔ مگر وہ ہر ویک اینڈ پر اپنی حویلی ضرور آتا تھا۔۔۔ تیمور سے چھوٹی شاہنور تھی۔۔۔ جو حویلی کی بہت ہی سعادت مند اور سلجھی ہوئی بچی مانی جاتی تھی۔۔۔

اپنی زندگی کے ہر معاملے میں بڑوں کے صلاح مشورے سے چلنے والی دھیمے مزاج کی شاہنور سب کی فیورٹ تھی۔۔۔ میرب اور شاہنور میں بہت زیادہ پیار تھا۔۔۔ اگر میرب شعلہ جوالہ بنی رہتی تھی تو شاہنور ہر وقت اس کو سنبھالنے اور اس کا غصہ کم کرنے کی کوشش میں لگی رہتی تھی۔۔۔

دونوں کا ایک دوسرے کے بغیر گزارہ ممکن نہیں تھا۔۔۔

اکثر میرب شرارتیں کرتے پائی جاتی تھی۔۔ مگر شاہنور کو کچھ نہ کر کے بھی میرب کے ساتھ اس کے حصے کی سزا بھی بھگتنی پڑتی تھی۔۔۔

تیسرے نمبر پر نعمان راجپوت تھے۔۔ جو اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ میں رہتے تھے۔۔۔ وہ حسین راجپوت کی مرضی کے خلاف جا کر امریکہ پڑھنے گئے تھے۔۔۔ اور پھر وہیں کسی انگریز کلاس فیلو سے شادی کر کے اپنا گھر بسا

لیا تھا۔۔۔ نعمان راجپوت کے دو بیٹے تھے صائم اور حاشر۔۔۔ حسین راجپوت نے ان سے بالکل قطع تعلق کر رکھا تھا۔۔۔ وہ اپنے اس بیٹے کی اس گستاخی پر اس کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں تھے۔۔ اور گھر کے سب لوگوں کو سختی سے منع کر رکھا تھا کہ اگر کسی نے بھی نعمان راجپوت سے رابطہ رکھنے کی کوشش کی تو وہ انہیں بھی اپنی حویلی سے نکال دیں گے۔۔

یہی وجہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی چاہنے کے باوجود نعمان راجپوت سے رابطہ نہیں رکھ پائے تھے۔۔۔ مگر اس بات سے سب ہی ناواقف تھے کہ میرب اپنے چچازاد صائم سے رابطے میں تھی۔۔۔ اور وہ دونوں اب اسی کوشش میں تھے کہ کیسے اپنے دادا کا دل نعمان راجپوت کی جانب سے نرم کر سکیں۔۔۔ کیونکہ نعمان راجپوت اتنے سال اپنوں سے دور رہنے کے بعد اب حویلی واپس لوٹنے اور اپنے بابا کے سینے سے لگنے کے لیے تڑپ رہے

تھے۔۔۔ اپنی ماں کا تو آخری دیدار نہیں کر پائے تھے۔۔ مگر اب اپنے بابا سے معافی مانگ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے تھے۔۔۔

میرب اور صائم کی بہت اچھی دوستی تھی۔۔۔ وہ براہِ راست ایک بار بھی نہیں ملے تھے۔۔۔

مگر پھر بھی ایک دوسرے کو بہت اچھے سے سمجھتے تھے۔۔۔

میرب کی پوری کوشش تھی کہ وہ جلد از جلد ان کی یہاں آنے کی راہیں ہموار کروادے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ کو یہاں اس جگہ پر انگوٹھا لگانا ہے۔۔۔"

سامنے کھڑی وکیل کے سیاہ کوٹ میں ملبوس کھڑی علینہ نے حانم کو اشارے سے نکاح نامے پر انگوٹھا لگانے کو کہا تھا۔۔وہ یہی سمجھی تھی کہ بھلا یہ پاگل لڑکی سائن کرنا کہاں جانتی ہو گی۔۔۔

جبکہ حانم شاہ خاموش نگاہوں سے یک ٹک اسے دیکھے گئی تھی۔۔سٹائل سے کٹے خوبصورت بالوں کو ہاتھ سے جھٹکتی وہ لڑکی حانم کی نگاہوں سے کوفت کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔

حانم ابھی تک اپنے اسی ملگجے سے حلیے میں ہی بیٹھی تھی۔۔اسے کچھ دیر پہلے ہوش آیا تھا۔۔۔جس کے بعد سے اس نے اپنے ارد گرد صرف اس ایک لڑکی اور ایک لیڈی پولیس کانسٹیبل کو دیکھا تھا۔۔۔

"کیوں۔۔کیوں انگوٹھا لگاؤں۔۔۔۔؟؟؟تم خود لگا دو نا۔۔۔"

حانم نے چہرے پر معصومیت بھری تحریر رقم کرتے اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔اس نے اپنی نازک سی گلابی پنکھڑیوں کو ایسے موڑ رکھا تھا۔۔جیسے کوئی معصوم سی بچی ہو۔۔۔

حانم کی بات پر علینہ نے کھا جانے نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔اگر اس پر ہوتا تو وہ کب کی اس نکاح نامے پر سائن کر چکی ہوتی۔۔مگر افسوس کے وہ گھمنڈی ایس پی اسے بہت آرام سے فرینڈ زون کر چکا تھا۔۔۔

"دیکھو تمہارا ایس پی فیروز کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔۔تم اب ان کی بیوی بن جاؤ گی۔۔۔مگر نکاح کرنے کے لیے تمہارا اس نکاح نامے پر سائن کرنا یا

انگوٹھا لگانا بہت ضروری ہے۔۔۔ پلیز خدا کا واسطہ ہے تمہیں اس پر سائن کر دو۔۔"

علینہ اب کی بار روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ کیونکہ حانم اسے مسلسل کتنی دیر سے ایسے ہی زچ کیے ہوئے تھی۔۔۔

"کون ایس پی۔۔۔ تم خود نکاح کر لو نا اس ایس پی سے۔۔۔ جاؤ لے جاؤ اسے یہاں سے۔۔۔۔"

حانم نے اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر سامنے رکھے نکاح کے پیپرز اٹھاتے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔۔۔

جبکہ اس کی لمحے کے ہزارویں حصّے میں دکھائی گئی اس پھرتی پر علینہ آنکھیں پھاڑے شاکی نگاہوں سے اسے تکے گئی تھی۔۔۔

"یہ کیا کیا تم نے۔۔۔؟؟؟"

وہ دبی آواز میں چلائی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس پاگل لڑکی کا منہ توڑ دے۔۔۔

مگر حانم کی جانب سے کی جانے والی انگلی حرکت نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی۔۔۔

خود پر علینہ کا اس طرح چلانا اسے شاید شدید غصہ دلا گیا تھا۔۔۔اس نے سائیڈ پر رکھا پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر علینہ کے منہ پر اچھال دیا تھا۔۔۔

"حانم پر کوئی نہیں چلا سکتا۔۔۔چلی جاؤ تم یہاں سے۔۔۔حانم کو اکیلا چھوڑ دو۔۔۔ورنہ میں مار دوں گی تمہیں۔۔۔۔"

پانی ڈالنے کے بعد بھی اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ ہزیانی انداز میں چلاتی علینہ پر کانچ کا گلاس پھینکنے ہی والی تھی۔۔ جب لیڈی کانسٹیبل نے فوراً سے اسے اپنے قبضے میں لیتے علینہ کو اس کے حملے سے محفوظ رکھا تھا۔۔۔

جبکہ علینہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر خوفزدہ سی دروازے تک جا پہنچی تھی۔۔۔

"میرے خدایا یہ کتنی بڑی پاگل ہے۔۔ فیروز کو یہی ملی تھی نکاح کرنے کے لیے۔۔۔ ویسے وہ جتنا پاگل ہے اسے ایسی پاگل لڑکی ہی ڈیزرو کرتی ہے۔۔۔ دونوں ایک جیسے پاگل۔۔۔۔"

علینہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی اپنے بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کرتی روم سے نکل آئی تھی۔۔۔

وہ ایک وکیل تھی اور ساتھ ہی ایس پی فیروز کی بہت اچھی دوست بھی۔۔۔ فیروز کے کہنے پر ہی اس نے خفیہ طریقے سے کیے جانے والے اس نکاح میں اس کی ہیلپ کرنی چاہی تھی۔۔ مگر یہاں تو اس کی یہ مدد ہی اس کے گلے پر گئی تھی۔۔۔

وہ نجانے کب سے فیروز کو پسند کرتی آرہی تھی۔۔ فیروز بھی اسے اپنا بہت اچھا دوست مانتا تھا۔۔ مگر اس نے علینہ کی حوصلہ افزائی کبھی نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کی زندگی کا ایک مقصد تھا جسے پورا کیے بغیر وہ اپنی زندگی میں کوئی خوشی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اس نے ہمیشہ علینہ کو موو آن کرنے کا کہا تھا۔۔ مگر علینہ چاہنے کے باوجود بھی فیروز کی جانب سے اپنے دل کو نہیں سمجھا پائی تھی۔۔۔

وہ اب بھی پورے دل و جان سے اس کی منتظر تھی۔۔۔

لیکن اب یہ حانم نامی مصیبت اسے بالکل بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

فیروز نے اسے ساری حقیقت بتادی تھی۔۔ مگر پھر بھی علینہ کو حانم شاہ کی بے پناہ خوبصورتی نے بری طرح خائف کر دیا تھا۔۔۔

وہ بس یہی چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ نکاح ٹل جائے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خان حویلی کے بڑے سے ہال میں اس وقت تمام لوگ موجود تھے۔۔۔

ایک جانب خواتین اپنی رونق لگائے بیٹھی تھیں۔۔تو دوسری جانب مرد حضرات کی محفل سجی ہوئی تھی۔۔۔

سب لوگ ہی دونوں خاندانوں کے اس ملاپ سے بے پناہ خوش تھے۔۔

سوائے میرب کے۔۔۔

جو کوثر بیگم کے ساتھ ان کے تخت پر بیٹھی مسلسل پہلو بدل رہی تھی۔۔۔

اس شخص کی سرد نگاہیں نظروں کے سامنے سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔۔

میرب جس شے سے بچنا چاہتی تھی۔۔یہاں آکر اس کے ساتھ وہی ہو رہا تھا۔۔۔

"پلوشہ چھوٹے خان آئے نہیں ابھی تک۔۔۔۔"

کوثر بیگم نے سوالیہ نگاہوں سے اپنی پوتی کی جانب دیکھے استفسار کیا تھا۔۔۔

ارشیان ویسے ہی نہیں پہنچا تھا۔۔اس لیے وہ چاہتی تھیں کہ زاراب جلد از جلد مہمانوں کے بیچ آجائے۔۔

انہیں کہیں نہ کہیں یہی ڈر تھا کہ کیا پتا زاراب بھی وہاں آنا گوارہ نہ کرے۔۔

"وہ فریش ہو رہے تھے۔۔بس ابھی آتے ہی ہونگے۔۔۔وہ آ گئے۔۔۔"

پلوشہ نے مسکرا کر جواب دیتے سیڑھیوں کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔جس پر سب خواتین کی نگاہیں اس سمت اٹھی تھیں۔۔۔میرب چاہتے ہوئے بھی اپنی نگاہوں کی اس بے اختیار حرکت پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

سیاہ کھیڑ میں ملبوس بھاری مضبوط قدم زینوں پر رکھتا وہ نیچے اتر رہا تھا۔۔۔

بادامی رنگ کے لباس میں کندھوں پر سیاہ شال فولڈ کر کے ڈالے وہ اپنی

مسحور کن شخصیت کے ساتھ وہاں موجود تمام افراد کو پل بھر کے لیے

مسمرایز سا کر گیا تھا۔۔۔

اس کی شاہانہ چال میں دنیا فتح کر لینے کا غرور تھا۔۔۔اس کی روشن کشادہ

پیشانی اس کے مضبوط اور اٹل ارادوں کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ۔۔۔اللہ میرے خان کو نظر بد سے بچائے۔۔۔"

میرب جو اس بے مہر کے فسوں میں گرفتار ساکت سی آدھ کھلے ہونٹوں سے

اسے تکے جا رہی تھی۔۔۔اپنے عقب سے آتی کوثر بیگم کی آواز پر وہ فوراً

ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔۔۔

اور اپنی اس بے اختیار پر خود پر ڈھیروں لعنت بھیجتے وہ اپنی نگاہیں موڑ گئی تھی۔۔۔

یہ شخص صرف اس کی نفرت کے قابل تھا۔۔۔

"معاف کیجئے گا خانم بی بی۔۔۔۔ مگر آپ کے اس خان کو میری بری نظر سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔ اس کا یہ غرور تو میں توڑ کر رہوں گی۔۔۔"

میرب کوثر بیگم کی باتوں پر مسکراتی دل ہی دل میں ان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔ جب اچانک اس کی نظر پلوشہ پر پڑی تھی۔۔۔ جو ابھی بھی دیوانہ وار نگاہوں سے زاراب خان نیازی کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

سب لوگ زاراب کو اٹھ کر مل رہے تھے۔۔۔ جس کے بعد وہ اپنے دادا یعقوب خان نیازی کے پہلو میں جا بیٹھا تھا۔۔۔

اس نے راجپوت خاندان کے مردوں کو زیادہ لفٹ نہیں کروائی تھی۔۔۔ جو بات میرب کو مزید آگ لگا گئی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہاں مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی۔۔۔ دلہن دلہا کا نکاح پہلے ہو چکا تھا۔۔۔ اس لیے انہیں ایک ساتھ بیٹھا کر مہندی کی رسم کی جا رہی تھی۔۔۔

سب لوگ انہیں کی جانب متوجہ تھے۔۔۔

جب اچانک میرب کو خود پر کسی کی گہری نگاہوں کی تپش معلوم ہوئی تھی۔۔۔ میرب کی نگاہیں فوراً زاراب خان کی جانب گئی تھیں۔۔۔ مگر اسے مسکرا کے پلوشہ کی جانب دیکھتا پا کر میرب اندر تک جھلس اٹھی تھی۔۔

کیونکہ دوسری جانب پلوشہ کا شرمایا گھبرایا انداز صاف بتا رہا تھا کہ ان دونوں کے بیچ کیا چل رہا ہے۔۔۔

میرب چاہنے کے باوجود خود پر ضبط نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

"میں تمہیں کسی اور لڑکی کی زندگی برباد نہیں کرنے دوں گی زاراب خان۔۔۔ تم جیسا بے غیرت انسان نہیں دیکھا میں نے آج تک۔۔ جو اپنے ہی گھر میں نقب زنی کر رہا ہے۔۔۔"

میرب ہمیشہ غصے میں اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو دیتی تھی۔۔۔ اس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھی تھی اور پلوشہ کا ہاتھ تھامے اسے لیے ہال سے نکل آئی تھی۔۔۔

"میرب کیا ہوا آپ کو۔۔۔ کہاں لے کر جا رہی ہیں مجھے۔۔۔۔؟"

پلوشہ اس کے انداز پر حیران ہوتی اس کے ساتھ کھنچی چلی جا رہی تھی۔۔۔

میرب اسے لیے ایک کمرے میں آگئی تھی۔۔ وہاں آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔ وہ یہاں آرام سے پلوشہ سے بات کر سکتی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے پلوشہ۔۔ پلیز میری بات کا یقین کرنا۔۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔۔۔ اگر تم میری بات پر یقین کرو گی تو تمہاری زندگی برباد ہونے سے بچ جائے گی۔۔۔ تم نہیں جانتی تم خود کو ایک ان دیکھی آگ میں دھکیل رہی ہو۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے خود کو روک لو۔۔ ورنہ خود کو اس آگ میں جلنے سے نہیں بچا پاؤ گی۔۔۔۔"

میرب ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی تھی۔۔۔

جبکہ پلوشہ ناسمجھی بھری نگاہوں سے اسے تکے گئ تھی۔۔

"آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔؟؟"

میرب نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"زاراب خان نیازی سے دور رہو۔۔۔وہ اچھا انسان نہیں ہے۔۔۔وہ پہلے ایسے ہی اپنی سحر انگیز شخصیت کے جال میں پھنساتا ہے اور پھر۔۔پھر مقابل کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔۔۔تم بہت غلط سمت جارہی ہو۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے اپنے قدموں کو روک لو۔۔ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔۔۔"

میرب ایک ہی سانس میں بولے جارہی تھی۔۔۔جبکہ پلوشہ اسے ایسے دیکھ رہی تھی۔۔۔جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو۔۔۔

"خان آپ۔۔۔۔"

میرب جو اپنی ہی دھن میں بولی جارہی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"خدا کے لیے تم تو میرا ساتھ مت چھوڑو۔۔۔ تم تو محبت کرتی ہو نا مجھ سے۔۔۔ پوری دنیا کی نفرت برداشت کر سکتا ہوں۔۔ لیکن اگر تم مجھ سے دور ہوئی تو خود کو برباد کر دوں گا۔۔۔"

وہ لمبا چوڑا مرد اس نازک سی لڑکی کے سامنے کھڑا گڑگڑا رہا تھا۔۔

اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔۔

ہمیشہ سے کہا جاتا تھا کہ مرد آسانی سے روتا نہیں ہے۔۔

مگر آج وہ چٹانوں جیسا حوصلہ رکھنے والا مضبوط مرد رو رہا تھا۔۔۔ لیکن آج سامنے کھڑی محبت کے ریشمی دھاگوں سے گندھی لڑکی کا دل تو جیسے پتھر کا ہو چکا تھا۔۔۔

اسے آج اپنے محبوب کا رونا بھی فریب لگ رہا تھا۔۔۔

"چلے جائیں آپ یہاں سے۔۔۔ اب یہاں آپ کے لیے کچھ نہیں بچا۔۔۔ میں آپ جیسے انسان کی خاطر اپنے گھر والوں کو کبھی نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ جس کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔۔۔ جو کب اپنے مفاد کی خاطر مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دے۔۔۔ مجھے خود پر حیرت ہو رہی ہے۔۔ میں آپ کو پہلے کیوں نہیں پہچان پائی۔۔۔ میرا رب بہت رحیم ہے جس نے مجھے آپ کے شر سے بچا لیا۔۔۔ ورنہ میں بھی آپ کی حیوانیت کی بھینٹ چڑھ چکی ہوتی۔۔۔۔"

جس لڑکی کے ہونٹوں سے آج تک اس نے اپنے لیے محبت بھرے نرم الفاظ سنے تھے۔۔۔اس کی زبان سے نکلے یہ الفاظ اس شخص کو اندر سے بالکل کھوکھلا کر گئے تھے۔۔۔

جس لڑکی کے ہونٹوں سے آج تک اس نے اپنے لیے محبت بھرے نرم الفاظ سنے تھے۔۔۔اس کی زبان سے نکلے یہ الفاظ اس شخص کو اندر سے بالکل کھوکھلا کر گئے تھے۔۔۔

اسے لگا تھا اس کا دل درد سے پھٹ جائے گا۔۔۔سب کچھ اس سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔یہ واحد ہستی بچی تھی اس کے پاس۔۔جو اس کے جینے کی واحد امید تھی۔۔۔

مگر اس نے تو آج ایسا زخم دیا تھا کہ وہ مر کر بھی اس درد سے چھٹکارا حاصل نہ کر پاتا۔۔۔اس کی محبت اسے بے اعتبار کر گئی تھی۔۔۔اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس لڑکی کو اس سے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔۔

کیونکہ محبت کبھی اتنی بے رحم نہیں ہوا کرتی تھی۔۔ جتنی بے رحم اس وقت یہ لڑکی اس کے سامنے بن گئی تھی۔۔۔

آج زندگی میں پہلی بار اس شخص کو خود پر رحم آیا تھا۔۔وہ اب تک خود کو یہ سمجھ کر خوش قسمت تصور کرتا آیا تھا کہ یہ لڑکی بھی اسے دیوانوں کی طرح چاہتی تھی۔۔

مگر آج اس کی ہر خوش فہمی پر پانی پھر گیا تھا۔۔۔

وہ واپس مڑتا ایک سیکنڈ کے لیے رکا تھا۔۔۔

پھر پلٹ کر اس کے مقابل آیا تھا۔۔۔ جو اس وقت مہندی کے زرد جوڑے میں پھولوں اور مہندی کی خوشبو میں رچی بسی بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی مایوں کی دلہن تھی۔۔۔

اور کچھ گھنٹوں کے بعد اس کی زندگی میں بہار بن کر اترنے والی تھی۔۔۔ مگر چند لمحوں میں ہی حالات نے ایسا پلٹا کھایا تھا کہ سب کچھ الٹ کر رکھ دیا تھا۔۔۔

جو لڑکی کچھ دیر پہلے آنکھوں میں اس کے نام کے خواب سجائے اس کی منتظر تھی۔۔۔ وہ اب اس کی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے قطع تعلق کرنا چاہتی تھی۔۔۔

کب سے اپنے اندر بھڑکتے الاؤ پر قابو پانے کی کوشش کرتا وہ اس لڑکی کے الفاظ پر خود پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

اسے اپنی جانب پلٹتا دیکھ اس لڑکی کی آنکھوں میں خوف ابھرا تھا۔۔۔جو سلطان شاہ کو مزید پاگل کر گیا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھا تھا اور اس کی نازک کمر میں اپنی انگلیاں سختی سے پیوست کرتا اسے خود سے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

"تم نے ٹھیک کہا۔۔۔تمہارے رب نے تمہیں میری حیوانیت سہنے سے بچا لیا۔۔۔"

اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتا وہ ان میں سجائے گئے پھول نوچ گیا تھا۔۔۔ ایک ایک کرتے وہ اس کے سجے سجائے حلیے کو بالکل اجاڑ چکا تھا۔۔۔

وہ بے یقینی کے عالم میں بھیگی آنکھوں سے اس شخص کو تکے جا رہی تھی۔۔۔

جس نے آج تک اس سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔۔ مگر آج

اس کا لمس کسی حیوان سے کم نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے نہایت ہی بے دردی سے اس کا جھمکا کھینچا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے

اس کا کان زخمی ہو گیا تھا۔۔۔ مگر سلطان شاہ کو تو آج اس کی پرواہ تھی ہی

نہیں۔۔۔

وہ تو اس کی نفرت کے اظہار کے بعد بالکل پاگل ہو چکا تھا۔۔۔وہ برداشت

نہیں کر پایا تھا کہ کیسے یہ لڑکی اس کا بڑھا ہوا ہاتھ دھتکار سکتی تھی۔۔۔

"مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی سسک اٹھی تھی۔۔۔

"اب یہ تکلیف تمہیں ساری زندگی سہنی پڑے گی۔۔۔ کیونکہ تم کبھی میرے نام سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پاؤ گی۔۔۔"

سلطان شاہ اس کی نم آنکھوں میں اپنی لال انگارہ آنکھیں گاڑھتا اسے خوف سے سن کر گیا تھا۔۔۔

وہ جھکا تھا اور اس کے کپکپاتے گداز ہونٹوں کو اپنی بے رحم گرفت میں لیتا اس کی سانسوں کو اپنے قبضے میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ اس کی سخت ترین گرفت میں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ اٹھی تھی۔۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ وہ مر جائے گی۔۔۔ اب دوبارہ شاید کبھی سانس نہیں لے پائے گی۔۔ اس کی آگ اگلتی تپش زدہ سانسوں کے آگے اسے حواس ساتھ چھوڑتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

جب نجانے کیسے اس شخص کو اس پر رحم آ گیا تھا۔۔۔

وہ اسے آزاد کرتا اپنی پناہوں سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔

وہ لڑکھڑاتی دیوار کا سہارا لیتی خود کو گرنے سے بچا گئی تھی۔۔۔

وہ اس کی اجڑی بکھری حالت پر ایک آخری نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

"شدید نفرت کرتی ہوں میں تم سے سلطان شاہ۔۔۔ اللہ کرے تم مر جاؤ۔۔۔ دوبارہ کبھی تم میرے سامنے نہ آؤ۔۔۔"

وہ اٹکتی سانسوں کے ساتھ پیچھے سے چلائی تھی۔۔۔

اس لڑکی کی یہ پکار آج بھی سلطان شاہ کے کانوں میں گونجتی اسے بے سکون رکھتی تھی۔۔۔

مٹی سے اٹے اس تاریک کمرے میں زمین پر چت لیٹا وہ اپنی آنکھوں پر بازو رکھے ہوئے تھا۔۔۔جب اس لڑکی کی پکار اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔

اس کی سسکیاں آج بھی سلطان شاہ کو بے چین کر دیتی تھیں۔۔۔وہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا۔۔۔اگر اس کی لاڈلی بھتیجی حانم شاہ اس کی زندگی میں نہ ہوتی تو وہ کب کا خود کو اس اذیت ناک زندگی سے چھٹکارا دلا چکا ہوتا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

علینہ نے جا کر حانم کے سارے کارنامے ایس پی فیروز تک پہنچا دیئے تھے۔۔۔

"وہ لڑکی بالکل پاگل ہے۔۔۔ تم اس سے نکاح کر کے بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔۔۔ ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔ کہیں ساری زندگی پچھتانا نہ پڑ جائے۔۔۔"

علینہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ بھی کر کے فیروز کو اس نکاح سے روک لے۔۔۔ مگر فیروز کے چہرے کے سرد و سپاٹ تاثرات دیکھ اس کی اندرونی حالت کا پتا لگا پانا مشکل عمل تھا۔۔۔

وہ اس وقت صوفے کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔ اس کے دائیں جانب اس کا دوست وقار کھڑا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب کھڑی علینہ فکرمندی سے اسے تکے جا رہی تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ فیروز اپنی زندگی کا یہ غلط فیصلہ لے۔۔۔

فیروز کو اسی طرح بیٹھا دیکھ علینہ نے وقار کو اشارے سے اسے سمجھانے کا کہا تھا۔۔۔

"تم کیا سوچ رہے ہو۔۔۔؟؟ علینہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔ اس نکاح کے علاوہ کوئی اور حل بھی تو ہو سکتا ہے نا۔۔۔ تم صرف ایک مجرم کو پکڑنے کے لیے اپنی پوری زندگی خراب کر رہے ہو۔۔۔"

وقار نے بھی اپنی طرف سے ایک کوشش کی تھی۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایس پی فیروز جو سوچ چکا تھا وہ اسنے ہر حال میں کرنا ہی تھا۔۔۔

"تم دونوں کا بھی دماغ خراب ہو چکا ہے۔۔۔ میں اس لڑکی سے نکاح اس کے ساتھ گھر بسانے کے لیے نہیں کر رہا۔۔۔ اور نہ ہی اس دنیا میں ابھی کوئی ایسا پیدا ہوا ہے جو میری زندگی برباد کر سکے۔۔۔ تم لوگ میرا پاگل پن

جانتے ہو۔۔۔ جس کے آگے اس لڑکی کا پاگل پن کسی کام نہیں آنا۔۔۔ تم لوگ جاؤ باہر مولوی صاحب اور گواہان میں بیٹھو۔۔۔ میں اس لڑکی سے سائن کروا کر لاتا ہوں۔۔۔۔"

فیروز اپنے مخصوص انداز میں ان دونوں کی بولتی بند کرواتا صوفے سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے جاتے ہی علینہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ایس پی فیروز نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔۔۔

اس کے مضبوط قدموں کی چاپ دیوار کے ساتھ سکڑی سمٹی بیٹھی حانم کے دل پر اپنے نقش چھوڑتی اس کے نہایت قریب آن رکی تھی۔۔۔

حانم نے اپنا سر گود سے نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ مگر نا محسوس طریقے سے وہ اپنے ہاتھوں کو مزید مضبوطی کے ساتھ اپنے گھٹنوں کے گرد باندھ گئی تھی۔۔۔

"میرے سامنے ڈرامے بازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ خاموشی کے ساتھ اس نکاح نامے پر سائن کر دو۔۔۔ ورنہ میرا استعمال کیا گیا طریقہ تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہو گا۔۔۔"

اس کی سرد ترین آواز حانم کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔

وہ خود میں مزید سمٹ گئی تھی۔۔۔

ایس پی فیروز نے کچھ سیکنڈز اس کی جانب دیکھتے جواب کا انتظار کیا تھا۔۔۔ مگر اسے ہنوز ایک ہی جگہ پر جمے دیکھ وہ اس کی کلائی اپنی گرفت میں دبوچتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

حانم کے ہونٹوں سے بے اختیار چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی اس سے اپنے آپ کو آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔اس نے فیروز کے بازوؤں کو اپنے ناخنوں سے کھرچ ڈالا تھا۔۔۔

"جانے دو مجھے۔۔۔مار ڈالوں گی میں تمہیں۔۔۔۔"

وہ مسلسل چلارہی تھی۔۔۔جب فیروز اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیتا اسے پوری طرح سے بے بس کر چکا تھا۔۔۔

"اگر تم نے اس نکاح پر سائن نہ کیے تو میں سلطان شاہ کو جان سے مار ڈالوں گا۔۔۔اور اس کے بعد تمہیں بھی۔۔۔۔"

ایس پی فیروز اس کی کلائیوں کو کمر پر باندھ کر خود سے قریب تر کرتے اس کے کانوں میں سرگوشیانہ لہجے میں بولتا حانم شاہ کی دنیا اندھیر کر گیا تھا۔۔۔

ایک پل کے لیے اس کی مزاحمت رکی تھی۔۔۔اس نے نگاہیں اٹھا کر ایس پی فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کے ہونٹوں پر مضحکہ کن مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

جیسے وہ جو چاہتا تھا اسے وہ مل گیا تھا۔۔۔

"کک کون سلطان شاہ۔۔۔۔؟؟؟"

حانم شاہ کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔

یہ شخص کتنا شاطر اور چالاک تھا۔۔۔یہ سمجھنے میں حانم شاہ کو ایک سیکنڈ نہیں لگا تھا۔۔۔۔

اس کی جانب سے کی جانے والی زرا سی چوک اس کی زندگی خطرے میں ڈال سکتی تھی۔۔۔

"وہی۔۔۔ جس کی زندگی بچانے کے لیے۔۔ ابھی تم اس نکاح نامے پر سائن کرو گی۔۔۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زندگی بھر اپنے چچا سلطان شاہ کی صورت کو ترس جاؤ گی۔۔۔ جسے دیکھنے کی خاطر تم نے پچھلے دو سال پاگل بن کر اس مینٹل ہاسپٹل میں گزارے ہیں۔۔۔"

ایس پی فیروز خان نیازی کے الفاظ حانم شاہ کی ہستی فنا کر رہے تھے۔۔۔

اسے اپنی کلائیوں پر شدید تکلیف کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اس شخص کی گرفت سخت ترین تھی۔۔۔ جس میں کسی قسم کی نرمی نہیں تھی۔۔۔

حانم شاہ کو لگ رہا تھا کہ اس شخص کے سامنے اس کی پچھلے دو سال کی محنت ضائع ہو چکی ہے۔۔۔ جو اس نے پاگل پن کی ایکٹنگ کرتے مینٹل ہاسپٹل میں گزارے تھے۔۔۔

مگر وہ بھی حانم شاہ تھی اتنی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔

وہ مزاحمت ترک کر گئی تھی۔۔۔ جس پر فیروز نے بھی اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔ مگر جیسے ہی حانم زرا سا پیچھے ہوئی پیچھے موجود ٹیبل پر رکھا ڈیکوریشن اٹھا کر فیروز کی جانب اچھال دیا تھا۔۔۔

اگر وہ بروقت سائیڈ پر نہ ہو جاتا تو اب تک اس کا سر بری طرح پھٹ چکا ہوتا۔۔۔

"میں تمہیں مار دوں گی۔۔۔ جانے دو مجھے یہاں سے۔۔۔۔"

وہ دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتی اونچی آواز میں چلانے لگی تھی۔۔۔پل بھر کے لیے اس کی حالت دیکھ فیروز بھی شک میں پڑا تھا۔

کیا یہ لڑکی واقعی پاگل تھی۔۔۔کیونکہ ہاسپٹل میں موجود اس کی تمام رپورٹس میں یہی لکھا تھا۔۔۔

فیروز سمجھ گیا تھا اسے ابھی کیا کرنا ہے۔۔۔

وہ دھیرے سے آگے بڑھا تھا۔۔۔

"حانم۔۔۔۔۔"

اس نے نہایت ہی نرمی کے ساتھ حانم کی دونوں کلائیوں کو تھام کر اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔اب کی بار اس کا لمس بہت ہی نرمی کیے ہوئے تھا۔۔۔

حانم ایک بار پھر سے اس کے ٹریپ میں آتی دھیرے سے سر اٹھاتی خاموش نگاہوں سے اسے تکے گئی تھی۔۔۔

"ہمارا یہ نکاح ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔اگر تم آزادی چاہتی ہو تو تمہیں اس پر سائن کرنے ہونگے۔۔۔یہ صرف ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے۔۔ جس پر سائن کر کے تم کسی کی زندگی بچا لو گی۔۔۔"

ایس پی فیروز اس کی آنکھوں میں جھانکتا اسے خود پر یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

حانم خاموشی نگاہوں سے اسے تکے گئی تھی۔۔۔

فیروز نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے کرسی پر بیٹھایا تھا۔۔۔سامنے ہی ٹیبل پر پین اور پیپرز رکھے گئے تھے۔۔۔

فیروز نے پین حانم کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔ جسے وہ خاموشی کے ساتھ لرزتے ہاتھوں سے تھامتی پیپرز پر جھکی تھی۔۔۔

وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں اپنے جملہِ حقوق اس شخص کے نام کرنے جارہی تھی۔۔۔ جسے وہ بالکل بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔۔ جو اس کے لیے بالکل اجنبی تھا۔۔۔۔

حانم کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے خود کو پتھر کرتی وہ اس نکاح نامے پر سائن کر گئی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"زاراب خان نیازی سے دور رہو۔۔۔ وہ اچھا انسان نہیں ہے۔۔۔ وہ پہلے ایسے ہی اپنی سحر انگیز شخصیت کے جال میں پھنساتا ہے اور پھر۔۔ پھر مقابل

کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔۔۔ تم بہت غلط سمت جا رہی ہو۔۔۔

ابھی بھی وقت ہے اپنے قدموں کو روک لو۔۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔۔۔"

میرب ایک ہی سانس میں بولے جا رہی تھی۔۔۔ جبکہ پلوشہ اسے ایسے دیکھ

رہی تھی۔۔۔ جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو۔۔۔

"خان آپ۔۔۔۔"

میرب جو اپنی ہی دھن میں بولی جا رہی تھی۔۔ پلوشہ کی نگاہوں کے تعاقب

میں اس کی نظر جیسے ہی دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے زاراب خان پر

پڑی۔۔۔۔ وہ اگلے الفاظ ادا کرنا تو دور سانس لینا بھی بھول چکی تھی۔۔۔

زاراب خان بہت ہی سہولت کے ساتھ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا۔۔۔

سیگریٹ ہونٹوں میں دبائے اسے سلگھا رہا تھا۔۔۔ بظاہر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ

ان دونوں کی جانب متوجہ ہی نہیں ہے۔۔۔ مگر اس کی تمسخر اڑاتی آنکھیں میرب کو اچھے سے سمجھا گئی تھیں کہ وہ اس کی ساری باتیں سن چکا ہے۔۔۔

زاراب نے پلوشہ کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

جس پر وہ سعادت مندی کا مظاہرہ کرتی خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ زاراب سیگریٹ کے گہرے کش لیتا گہری نگاہوں سے میرب راجپوت کو گھور رہا تھا۔۔۔

جو اس وقت شیفون کی کریم کلر کی ایمبرائیڈڈ لانگ شرٹ اور کیپری کے ساتھ سر پر نیوی بلو کلر کا دوپٹہ اوڑھے ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ بہت ہی

حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس کے دائیں گال پر سیاہ تل آج بھی نمایاں تھا۔۔۔

ہاں مگر سختی سے ہونٹ بھینچے کی وجہ سے گالوں کے گڑھے واضح نہیں تھے۔۔۔ویسے بھی زاراب خان نیازی کے سامنے وہ گڑھے کم ہی کبھی واضح ہوا کرتے تھے۔۔۔

میرب اس کی نگاہوں سے اندر ہی اندر خائف ہو رہی تھی۔۔مگر بظاہر ایسے دکھا رہی تھی کہ اسے اس شخص کے دیکھنے سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔

"مجھ پر الزامات لگانے کی بہت شوقین ہیں آپ۔۔۔زرا وضاحت کرنا پسند کریں گی کہ میں نے اب تک کتنی لڑکیوں کو اپنی سحر انگیز شخصیت کے جال میں پھنسا کر برباد کیا ہے۔۔کسی ایک کا نام لے لیں۔۔۔میں خود پر لگے تمام

الزامات قبول کرلوں گا۔۔۔یہ وعدہ ہے میرا آپ سے مس میرب

راجپوت۔۔۔۔۔"

اچانک سے اس کی آنکھوں کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔

متبسم لہجہ میرب کا نام دہراتے دہک اٹھا تھا۔۔۔

میرب کو اس کے تیور دیکھ اپنے ہاتھوں پیروں سے پسینہ چھوٹتا محسوس ہوا

تھا۔۔۔

"تم مجھے اس طرح اپنی قید میں محصور کر کے مجھے خوفزدہ اور بلیک میل نہیں

کرسکتے۔۔۔۔"

میرب اس کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔۔اس کی نظریں مسلسل جھکی ہوئی تھیں۔۔۔جب اسے اپنے سے کچھ فاصلے پر اس کے کھیریوں میں مقید پیر رکتے نظر آئے تھے۔۔۔

میرب کی بات پر دوسری جانب سے گھمبیر قہقہ سنائی دیا تھا۔۔۔

"میں سمجھ نہیں پا رہا تم مجھ سے چاہتی کیا ہو۔۔۔ تمہیں تمہارے سوال کا جواب تو عرصہ پہلے دے چکا میں۔۔۔ مگر لگ رہا ہے میرب راجپوت کی زندگی کا محور ابھی بھی زاراب خان نیازی ہی ہے۔۔۔۔ تم ابھی بھی اسی جگہ کھڑی ہو۔۔۔"

زاراب خان نے اپنے مخصوص سٹائل میں آدھ جلا سیگریٹ زمین پر پھینک کر اسے اپنے پیر سے مسل ڈالا تھا۔۔۔

میرب نے خاموش نگاہوں سے اس کی یہ حرکت دیکھی تھی۔۔۔ جیسے وہ اپنے اس عمل سے اسے کچھ سمجھانا چاہ رہا ہو۔۔۔

میرب کا دل بے اختیار خوف سے بھر گیا تھا۔۔۔

وہ زاراب خان نیازی سے چند قدم دور ہٹی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں بے اختیار خوف بھر گیا تھا۔۔۔۔

جو محسوس کرتے زاراب خان کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔۔

وہی مقابل کو مسمار کر دینے والی سحر انگیز مسکراہٹ۔۔۔ جس کے سحر میں جکڑنے سے مقابل خود کو نہیں روک پاتا تھا۔۔۔

"میری زندگی میں اب تمہاری اوقات اس جلی ہوئی راکھ کے برابر بھی نہیں ہے زاراب خان نیازی۔۔۔ میں صرف اس معصوم لڑکی کو تمہارے شر سے بچانا چاہتی تھی۔۔۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔

"

میرب کو اس کے الفاظ انتہائی توہین آمیز لگے تھے۔۔۔ اسی لیے وہ بھی اسی کے انداز میں جواب دیتے بولی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے الفاظ پر زاراب نے جن سلگھتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ بے اختیار جذبز سی ہوئی تھی۔۔۔

"میرب راجپوت آخری بار وارن کر رہا ہوں۔۔ مجھ سے مت ٹکراؤ۔۔۔ نقصان اٹھاؤ گی۔۔۔۔"

زاراب اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتا مختصر الفاظ میں بولا تھا۔۔

جبکہ میرب اس کے لفظوں میں چھپی دھمکی محسوس کرتی سن ہوئی تھی۔۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔؟"

میرب کی آنکھیں بھی لال ہوئی تھیں۔۔۔

وہ بالکل اس کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

زاراب بھی اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کا سلکی دوپٹہ بار بار اس کے بالوں سے پھسل رہا تھا۔۔

"تمہاری مرضی جو بھی سمجھو۔۔۔"

زاراب پلٹا تھا۔۔۔

مگر میرب ایک جست میں پھر سے اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔

"میں تمہارا پیچھا زندگی بھر نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ تمہیں بھی برباد کر دوں گی اور خود کو بھی۔۔۔۔ نہیں چھوڑوں گی میں تمہیں۔۔۔۔"

میرب کی آنکھوں میں ایک عجیب سا درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کا لہجہ اتنا ہی نفرت آمیز تھا۔۔۔

زاراب کے ہونٹوں پر تلخی بھری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

"تم بھول رہی ہو میں زاراب خان نیازی ہوں۔۔۔ میری مرضی کے بغیر میری لائف میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔ تم سے مجھے کبھی کوئی دلی وابستگی نہیں تھی۔۔۔ اور نہ ہی آگے کبھی ہو گی۔۔۔ تم جتنی بار میرے سامنے آؤ گی میں اتنی بار تمہیں ٹھکراؤں گا۔۔۔ اور تم اپنی پوری زندگی مجھ سے بدلہ لیتے گزار دینا۔۔۔"

زاراب خان نیازی کا لہجہ انتہائی ہتک آمیز تھا۔۔۔

وہ اسے اچھے سے باور کروا گیا تھا کہ وہ اسے کبھی معاف نہیں کرنے والا تھا۔۔۔

"میرے دل میں اپنے لیے اتنی نفرت مت بھرو زاراب خان کہ بعد میں اسے ختم کرنے میں تمہاری پوری عمر بیت جائے۔۔۔۔"

میرب کی نگاہیں اس کے خوبرو چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔ جس چہرے کے اتار چڑھاؤ میں اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔"

زاراب خان لاپرواہی سے کندھے اچکاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ میرب کتنے ہی لمحے بند دروازے کی جانب تکے گئی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔ آخر کیوں یہ شخص اتنا کٹھور ہے۔۔۔ کاش میں اپنی زندگی سے اس کو نکال پاتی۔۔۔ کاش۔۔۔"

میرب نے اپنی نازک ہتھیلی کا مکا بناتے ٹیبل پر دے مارا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں وہ خود ہی درد سے بلبلا اٹھی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور نے اپنے بھاری ہوتے سر کے ساتھ آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔ خود کو اجنبی جگہ پر پا کر اس کی آنکھیں بے یقینی کے عالم میں پوری طرح سے وا ہوئی تھیں۔۔۔

"یہ کہاں ہوں میں۔۔۔۔؟؟؟"

وہ بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرتی لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔۔۔بڑے بڑے پردوں سے سجا وہ ایک بہت ہی شاندار کمرہ تھا۔۔۔جس کی ہر شے بہت ہی نفاست سے سجائی گئی تھی۔۔۔

سامنے کی دیوار پر دو بڑی بڑی بندوقیں کراس کی شکل میں آویزاں تھیں۔۔۔جو دیکھ شاہنور کی نگاہوں کے سامنے گزشتہ رات کا منظر گھوم گیا تھا۔۔۔

جس کے ساتھ ہی خوف کی لکیریں اس کے چہرے پر بکھرتیں اچانک سے اسے ارشیان خان نیازی کا خیال دلا گئی تھیں۔۔

وہ اپنے گھر والوں اور خاص کر میرب کو سرپرائز دینے بنا کسی کو بتائے یونی سے واپس آرہی تھی۔۔۔ جب راستے میں کچھ لوگ ان کی گاڑی کے پیچھے پڑتے ان پر حملہ آور ہوئے تھے۔۔۔ ڈرائیور تو آرام سے گاڑی وہیں چھوڑتا فرار ہو گیا تھا۔۔

جبکہ شاہنور خود کو بچانے کے لیے جنگل میں بھاگ آئی تھی۔۔۔ جس طرح وہ لوگ اس پر اندھادھند فائرنگ کر رہے تھے۔۔ اسے لگا تھا کہ وہ اب اس جنگل سے مردہ حالت میں ہی باہر نکلے گی۔۔۔ مگر۔۔

ارشیان خان نیازی نے وہاں ہیرو کی طرح انٹری مار کر اس کی جان بچالی تھی۔۔۔

ارشیان کا خیال آتے ہی شاہنور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔
مگر اگلے ہی لمحے وہ تشویش زدہ سی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

وہ اس وقت کہاں تھی۔۔۔؟

کیا وہ پوری رات حویلی سے باہر رہی تھی۔۔۔؟

اگر یہ بات اس کے گھر والوں تک پہنچ جاتی تو اس کی زندگی میں کبھی نہ ختم ہونے والا طوفان برپا ہو جانا تھا۔۔۔

"کیا میں ارشیان خان نیازی کے ڈیرے پر ہوں۔۔۔؟؟"

شاہنور کو پہلا خیال یہی آیا تھا۔۔۔

جب کے ساتھ ہی اس کی رنگت خوف کے عالم میں زرد ہوئی تھی۔۔۔
ارشیان نیازی کے لیے وہ صرف اس کے دشمنوں کی بیٹی تھی۔۔۔

وہ اسے اغوا بھی تو کر سکتا تھا۔۔۔

اس خیال کے آتے ہی شاہنور کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔وہ جلدی سے دروازے کی جانب بھاگی تھی۔۔۔اسے لگا تھا دروازہ لاک ہو گا۔۔۔مگر اس نے جیسے ہی دروازے پر ہاتھ رکھا دروازہ کھلتا چلا گیا تھا۔۔۔

اور باہر ہی ارشیان نیازی کا خاص ملازم شرافت خان سر جھکائے کھڑا اسی کے اٹھنے کا منتظر تھا۔۔۔

اس کی نظریں بالکل جھکی ہوئی تھیں۔۔۔جبکہ اس کے ساتھ ہی دو ملازمین بھی کھڑی تھیں۔۔

"بی بی جی خان کا حکم ہے کہ آپ کو پوری حفاظت کے ساتھ آپ کے گھر پہنچا دیا جائے۔۔۔"

شرافت جھکے سر کے ساتھ بولتا شاہنور کو باہر آنے کا اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ جبکہ شاہنور جو پچھلے چند سیکنڈز میں نجانے کون کون سے وسوسے پال چکی تھی۔۔۔ شرافت کی بات سن کر وہ ایک دم پرسکون ہوئی تھی۔۔۔

"میرا دل ٹھیک کہتا ہے۔۔۔ ارشیان نیازی برا نہیں ہے۔۔۔ جو شخص میری خاطر گولی کھا سکتا ہے۔۔۔ وہ بھلا میرے ساتھ غلط کیوں کرے گا۔۔۔ اس نے میری مدد کی ہے۔۔ مجھے اس کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیے نا۔۔۔"

شاہنور چلتے چلتے اچانک سے رکی تھی۔۔۔

دل میں اس خوبرو شہزادے کو ایک نظر دیکھنے کی خواہش جاگی تھی۔۔۔ وہ اس کی طبیعت دریافت کر کے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"مجھے ارشیان نیازی سے ملنا ہے۔۔۔۔"

شاہنور کے رکتے قدم اور اس کے ہونٹوں سے نکلتے الفاظ سن کر شرافت خان کو اپنی جگہ جھٹکا لگا تھا۔۔ یہ لڑکی بھلا کیسے جانتی تھی ارشیان خان نیازی کو۔۔۔

"خان اس وقت کسی سے نہیں ملنا چاہتے۔۔۔ ان کا حکم ہے کہ آپ کو فوری طور پر آپ کی حویلی پہنچا دیا جائے۔۔۔"

شرافت نے اپنی حیرت پر قابو پاتے جلدی سے بات بنائی تھی۔۔

جبکہ اس کی بات پر شاہنور منہ بناتی ایک نظر اس وسیع و عریض فارم ہاؤس پر ڈال کر گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔۔

"اتنی مدد کی ہے میری۔۔اب شکریہ بولنے کا موقع تو دینا ہی چاہیے ناخان صاحب۔۔۔"

شاہنور دل میں سوچتی ارشیان نیازی سے شکوہ کناں تھی۔۔۔

جبکہ ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا شرافت ابھی اسی بات میں الجھا ہوا تھا کہ یہ لڑکی بھلا ارشیان نیازی کو کیسے جانتی تھی۔۔۔

اس کے مطابق تو آج تک ان دونوں کی ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی۔۔

ارشیان نیازی نے بھی کل رات پہلی بار اس لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔پھر وہ اسے اس کے نام کے ساتھ کیسے جانتی تھی۔۔۔

بہت تجسس اور تشویش کے باوجود بھی شرافت اس سے سوال نہیں کر پایا تھا۔۔۔

کیونکہ اس لڑکی سے کوئی بھی بات کرنے کی اجازت نہیں تھی اسے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ذاکر تم جانتے بھی ہو تمہارا بیٹا آج کل کیا کرتا پھر رہا ہے۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتے کیسے باپ ہو تم لوگ۔۔۔ اللہ نے تم دونوں کو ایک ایک بیٹے سے ہی نوازا ہے۔۔ پر تم لوگوں سے وہ بھی سنبھالے نہیں جارہے۔۔۔"

یعقوب خان نیازی غصے سے بپھرے مسلسل چکر کاٹ رہے تھے۔۔۔ انہوں نے اپنے روم میں بیٹھک لگا رکھی تھی۔۔۔ جس میں فرمان نیازی اور ذاکر نیازی مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ اسفند نیازی اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کی سپورٹ کرنے کی پوتی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

"میں اسے بہت بار سمجھا چکا ہوں چچا جان مگر اس پر تو ایک ہی بات کا بھوت سوار ہے۔۔۔ وہ میری کوئی بات سن ہی نہیں رہا۔۔۔۔"

ذاکر نیازی بیچار گی سے بولے تھے۔۔۔

"سلطان شاہ کو گرفتار کر چکا ہے وہ۔۔۔ اب نجانے وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا۔۔۔۔"

یعقوب خان نیازی اپنا سینہ مسلتے کرسی پر ٹک گئے تھے۔۔۔

ان کا چہرا پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔۔

باقی سب ان کی کیفیت دیکھ گھبرا اٹھے تھے۔۔۔

"باباجان آپ پریشان مت ہوں۔۔۔اس طرح تو آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی۔۔"

اسفند نیازی فوراً اٹھ کر ان کے قریب آئے تھے۔۔۔

"میرے پوتے یہی تو چاہتے ہیں۔۔۔ کہ میں مر جاؤں اور انہیں ان کی من مانیاں کرنے کا موقع مل جائے۔۔۔"

یعقوب خان کی طبیعت آہستہ آہستہ بگڑ رہی تھی۔۔۔ مگر وہ ریلیکس ہونے کے بجائے مزید غصہ کر رہے تھے۔۔۔

" داداجان میں سمجھاؤں گا دونوں کو۔۔۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ سلطان شاہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔"

زاراب خان نیازی جو ابھی شہر کے لیے نکل رہا تھا۔۔۔ ملازم کے بتانے پر وہ فوراً وہاں پہنچا تھا۔۔۔

یعقوب نیازی اگر کسی کی بات سنتے اور سمجھتے تھے تو وہ صرف زاراب تھا۔۔۔ اسے وہاں آتا دیکھ باقی سب کی پریشانی میں کچھ کمی آئی تھی۔۔۔

وہ ان سب کو باہر جانے کا اشارہ کرتا یعقوب خان کو اپنے طریقے سے سمجھاتا انہیں کافی حد تک سنبھال گیا تھا۔۔۔

"فیروز کو کہو یہ فضول کی نوکری چھوڑ دے۔۔۔ کیوں اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے۔۔۔ ہمارا خون اتنا سستا نہیں ہے کہ ایسے ہی ضائع کر دیں۔۔۔ اور وہ ارشیان اس نے تو اپنی ہی دنیا بنا رکھی ہے۔۔۔ کتنے مشکل سے یہاں کے

حالات ٹھیک ہوئے ہیں۔۔۔ حسین راجپوت کے ساتھ تعلقات بہتر ہوئے ہیں۔۔۔میں ان تعلقات کو خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

یعقوب صاحب کو اپنے پوتوں کی فکر کھائی جا رہی تھی۔۔۔جو نجانے کیسے اتنے خود سر ہو گئے تھے۔۔۔انہوں نے آج تک اپنے تینوں بیٹوں کو اپنے قابو میں رکھا تھا۔۔۔ مگر بیٹوں کی اولادوں نے تو ان کو پوری طرح سے گھما کر رکھ دیا تھا۔۔۔

سالوں پہلے جو ہوا تھا۔۔۔وہ ان کا جوشیلا خون کسی طور بھی ٹھنڈا نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔۔

اسی بات کا خوف یعقوب نیازی کو اندر سے ہولائے دے رہا تھا کہ جس طوفان کو نجانے کب سے انہوں نے دبا رکھا تھا۔۔۔ وہ اب اگر اٹھ جاتا تو اس نے ایک بار پھر سب کچھ تباہ و برباد کر دینا تھا۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا کسی کو بھی۔۔۔ ہر بات خانوں کا خون بہے اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ اب کی بار چوٹ دوسری جانب ضرور لگے گی۔۔۔ اور چیخیں بھی ادھر سے ہی اٹھیں گی۔۔۔ ہاں بس تماشائی بن کر اس ڈرامے کا لطف تو ہم ہی اٹھائیں گے۔۔۔۔"

زاراب خان نیازی اپنے دادا کو تسلی دیتا دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

یعقوب خان نیازی اپنے علاقے کا بہت بڑا نام اور ایک بہت بڑی سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے والے نامور سیاسی شخصیت تھے۔۔۔ جنہیں ایک بار قومی اسمبلی اور دو بار صوبائی اسمبلی کی رکنیت حاصل ہوئی۔۔۔

مگر کچھ خاندانی مسائل اور خرابی طبیعت کے باعث انہوں نے پانچ سال پہلے سیاست کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔۔۔ ان کے بیٹوں میں سے کسی کو بھی سیاست میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ مگر ان کے لاڈلے پوتے نے یہاں بھی انہیں ناامید نہیں کیا تھا۔۔۔ یعقوب خان کی پارٹی کی باگ دوڑ اب زاراب خان نیازی ہی سنبھال رہا تھا۔۔۔ جس کے بعد اب ان کی پارٹی پہلے سے بھی کہیں زیادہ کامیاب تھی۔۔۔

یعقوب نیازی کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔۔

اسفند خان نیازی، فرمان نیازی، ذاکر نیازی اور سب سے چھوٹی نویرہ خان نیازی۔۔۔

زاراب خان نیازی اسفند خان کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔۔۔ جس سے چھوٹی حمنہ نیازی تھی۔۔۔۔ زاراب خان نیازی اپنے دادا کے بعد خاندان کی سب سے پاورفل شخصیت مانا جاتا تھا۔۔۔ یعقوب نیازی اکثر اپنے بہت سارے معاملات میں زاراب سے ہی مشورہ لیتے تھے۔۔۔۔ وہ اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ اہمیت زاراب کو دیتے تھے۔۔۔ سب کی نظروں میں بظاہر یہی تاثر تھا کہ زاراب یعقوب خان نیازی کی ہر بات مانتا ہے اور ان کا سب سے فرمانبردار پوتا ہے۔۔۔ جبکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ زاراب نیازی اپنے دادا کو اپنی باتوں میں ایسے قائل کرتا تھا۔۔ کہ وہ اسی کے مطابق اپنی ہر بات کا فیصلہ دیتے تھے۔۔۔

دوسرے نمبر پر فرمان نیازی تھے۔۔ جن کا ایک اکلوتا بیٹا ارشیان خان نیازی تھا۔۔۔ جو پورے خاندان میں خودسر اور باغی مشہور تھا۔۔۔ اس نے تو جیسے قسم کھا رکھی تھی کہ ہر حال میں اپنے دادا کے ہر فیصلے کے خلاف جانا ہے۔۔۔ لیکن اس کے پیچھے بھی اصل حقیقت کچھ اور تھی۔۔۔

ارشیان خان نیازی اپنے دادا سے شدید ناراض تھا۔۔ جو سب گھر والوں اور خاص کر فرمان نیازی کی بہت کوششوں کے بعد بھی کم نہیں ہوسکی تھی۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ان کو زچ کرنے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔۔۔ اس کا آج بھی اپنے دادا سے ایک ہی مطالبہ تھا۔۔۔ مگر اتنے سال گزر جانے کے بعد آج بھی یعقوب نیازی اس کی کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں تھے۔۔۔ یہی بات ارشیان کو ضد دلا دیتی تھی۔۔۔

ذاکر نیازی بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔۔۔ان کی تین اولادیں تھیں۔۔فیروز خان نیازی، بسمہ نیازی اور عاصم نیازی۔۔۔

فیروز خان شروع سے ہی بہت زیادہ غصے کا مالک تھا۔۔۔وہ اپنے سامنے کسی دوسرے کی کوئی بات برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔اسے ہمیشہ ہر شے اپنے مطابق کی چاہیے ہوتی تھی۔۔۔ مگر وہ اپنے خاندان والوں سے بہت محبت کرتا تھا۔۔۔

خاص کر اپنی اکلوتی پھوپھو نویرہ سے۔۔۔وہ بہت حساس طبیعت کا تھا۔۔۔ بہت کم عمری سے ہی وہ خاندان کی دشمنیوں اور جھگڑوں کو سمجھنے لگا تھا۔۔۔ وہ بہت کم گو تھا۔۔۔ مگر جب بولنے پر آتا تھا تو اپنے سامنے والوں کی بولتی بند کر کے رکھ دیتا تھا۔۔۔

خاندان کے ہر فرد نے نوٹ کیا تھا کہ اپنے سارے پوتے پوتیوں پر جان چھڑکنے والے یعقوب خان نیازی کی محبت فیروز تک آتے نجانے کیوں کم پڑ جاتی تھی۔۔۔ وہ سب کو گلے لگا کر ملتے تھے۔۔۔ مگر انہوں نے آج تک فیروز کو ایک بار بھی نہیں چھوا تھا۔۔۔ وہ اس کے پیچھے اس کی فکر میں تو ہلکان رہتے تھے۔۔۔ مگر اس کے سامنے آتے ہی ان کا رویہ بالکل تبدیل ہو جاتا تھا۔۔۔

وہ اپنے اس پوتے کے لیے بالکل اجنبی بن جایا کرتے تھے۔۔

جو بات فیروز بہت پہلے سے نوٹ کر چکا تھا۔۔۔ وہ بنا کسی سے اس بات کی شکایت کیے خود بھی ان سے دور ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔ اس نے ذاکر نیازی سے ضد کر کے اپنا شہر کے ہاسٹل میں داخلہ کروالیا تھا۔۔۔

جس کے بعد وہ تین چار مہینوں بعد لوٹ کر حویلی آتا تھا۔۔وہ بھی صرف دو سے تین دنوں کے لیے۔۔۔اس کا یہ رویہ گھر والوں کے لیے بہت پریشان کن تھا۔۔۔اس کے پیرنٹس سے بھی زیادہ نویرہ اس بات پر بہت اذیت میں مبتلا رہتی تھی۔۔۔

مگر ان میں سے کسی کی بھی اتنی جرأت نہیں تھی۔۔۔کہ وہ یعقوب نیازی کو اپنا رویہ بدلنے کا کہہ سکتے۔۔۔

آہستہ آہستہ فیروزان سب سے دور ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔اس نے پولیس فورس جوائن کی تھی۔۔۔جس پر یعقوب نیازی نے سب کو اسے یہ نوکری چھوڑنے کے لیے رضامند کرنے کو کہا تھا۔۔۔وہ اس کے اس فیصلے کے سخت خلاف تھے۔۔۔

مگر انہوں نے ایک بار بھی خود سے فیروز کو ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا۔۔۔وہ بھی پھر انہیں کا پوتا تھا۔۔۔ بھلا کیسے کسی اور کی بات مان لیتا۔۔۔

ذاکر نیازی ان دادا پوتے کے بیچ ہمیشہ بری طرح پس جاتے تھے۔۔۔اور دونوں طرف سے کوئی بھی ان کی بات نہیں مانتا تھا۔۔۔

فیروز زاراب اور ارشیان سے رابطے میں تھا۔۔۔وہ تینوں بظاہر ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے۔۔۔مگر یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان تینوں کی جڑیں آپس میں کتنی مضبوط تھیں۔۔۔

ذاکر نیازی ان دادا پوتے کے بیچ ہمیشہ بری طرح پس جاتے تھے۔۔۔اور دونوں طرف سے کوئی بھی ان کی بات نہیں مانتا تھا۔۔۔

فیروز زاراب اور ارشیان سے رابطے میں تھا۔۔۔وہ تینوں بظاہر ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے۔۔۔ مگر یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان تینوں کی جڑیں آپس میں کتنی مضبوط تھیں۔۔۔

وہ تینوں ایک دوسرے کی ہر بات سے واقف تھے۔۔۔زاراب خان نیازی جو دنیا والوں کے لیے ایک بہت ہی پر وقار اور پاور فل شخصیت تھا۔۔۔جو اپنے دادا کے نقشِ قدم پر چل کر ہر کام بہت ہی زمہ داری سے کر رہا تھا۔۔۔

درحقیقت وہ ہی اصل ماسٹر مائنڈ تھا۔۔۔

جس سے اگر یعقوب نیازی واقف ہو جاتے تو انہوں نے ہر شے کو ہلا کر رکھ دینا تھا۔۔۔

نویرہ خان نیازی جو سب سے چھوٹی اور گھر بھر کی چہیتی بیٹی تھی۔۔۔ جسے اس کے بابا اور بھائیوں نے کبھی کانٹا تک نہیں چھبنے دیا تھا۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی قسمت کی ستم ظریفی اسے کس موڑ پر لے جائے گی۔۔

خان حویلی جو دیکھنے والوں کو ہمیشہ خوشیوں اور مسرتوں کا گھوارہ لگی تھی۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس حویلی کے مکین اندر سے کس قدر کھوکھلے ہو چکے تھے۔۔۔

کوثر بیگم اپنی بیٹی کی یہ اجڑی ویران زندگی دیکھ اندر سے بالکل ختم ہو چکی تھیں۔۔۔ ان کی حالت دن بدن بگڑتی ہی جا رہی تھی۔۔۔

اس حویلی میں کبھی کوئی دل سے خوش نہیں ہو پایا تھا۔۔۔ ہر ایک کی کہانی ہی انتہائی تکلیف دہ تھی۔۔۔ سب کے دل ہی کہیں نہ کہیں ٹوٹے ہوئے تھے۔۔۔ جنہیں جوڑنے کی وہ تینوں ٹھان چکے تھے۔۔۔

وہ تینوں اپنے خاندان والوں کے لیے ایسی مضبوط چٹان بن چکے تھے کہ جس چٹان کو ہلا پانا اب ان کے دشمنوں کے لیے اتنا آسان نہیں رہا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

شاہنور ان سب کے اٹھنے سے پہلے ہی حویلی پہنچ گئی تھی۔۔۔ اس نے کسی کو بھی اپنے ساتھ پیش آئے واقع کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔۔۔ کیونکہ اگر بتا دیتی تو پھر اس کی انجان شخص کے پاس گزاری رات اس کے کردار کو سب کے سامنے سوالیہ نشان بنا دیتی۔۔۔

وہ کوئی طوفان برپا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے اس نے خاموشی میں ہی آفیت جانی تھی۔۔۔

مگر میرب اسے وہاں دیکھ بہت زیادہ خوش ہوئی تھی۔۔۔

"تم نے کل آنا تھانا۔۔۔ آج کیوں آئی۔۔۔؟ تمہیں تو سب سے زیادہ شوق تھا خان حویلی جانے کا۔۔۔۔"

میرب اسے ڈرائینگ روم میں ہی پکڑتی نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر شاہنور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔جسے اگلے ہی لمحے وہ چھپا گئی تھی۔۔۔کیونکہ اگر میرب کی نظر پڑ جاتی تو بس پھر خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔

اسے خان حویلی کے جس فرد کو دیکھنے کا اشتیاق تھا۔۔وہ اسے باہر ہی مل گیا تھا۔۔تو پھر خان حویلی جانے کا کیا فائدہ تھا۔۔۔

"وہ اسائنمنٹ رہ گئی تھی ایک۔۔۔اس وجہ سے لیٹ ہو گئی۔۔۔تم سناؤ تمہیں کیسا لگا خان حویلی جا کر۔۔۔۔اپنے جانی دشمن سے ملاقات ہوئی۔۔۔ ؟"

شاہنور میرب کو کسی قسم کا شک نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔۔اس لیے اس نے فوراً بات بدلتے میرب کی توپوں کا رخ زاراب خان نیازی کی جانب پھیر دیا تھا۔۔۔

"میں اس سے ملاقات کرنے نہیں گئی تھی۔۔۔ مگر وہ شخص ہمیشہ میرے راستے میں آجاتا ہے۔۔۔ زہر سے بھی برا لگتا ہے مجھے۔۔۔ گھٹیا، لوفر، ٹھرکی کہیں کا۔۔۔۔"

میرب زاراب خان کے ذکر پر ہمیشہ کی طرح بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

جبکہ زاراب کی القابات میں ہوا ٹھرکی کا اضافہ شاہنور کو اچھنبے میں ڈال گیا تھا۔۔۔

"ٹھرکی۔۔۔۔؟؟ مطلب اس نے تمہارے ساتھ کوئی الٹی سیدھی حرکت تو نہیں کی۔۔۔۔"

میرب کی بات پر فوراً تشویش کا شکار ہوتے شاہنور اس کے دونوں ہاتھ تھامتی پریشانی سے بولی تھی۔۔

جبکہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے میرب کا چہرا لال ہوا تھا۔۔۔

"اوہو نہیں۔۔۔۔وہ پلوشہ کے ساتھ۔۔۔۔"

میرب نے جلدی سے اس کی تصیح کرتے کل کا سارا واقع اسے سنا دیا تھا۔۔۔
ان دونوں کے بیچ کیا بات ہوئی تھی یہ اس نے پوشیدہ ہی رکھی تھی۔۔۔

جبکہ پلوشہ کے حوالے سے اس کی بات سنتے شاہنور اپنے قہقے پر قابو نہیں
رکھ پائی تھی۔۔۔

"تم پاگل ہو۔۔۔۔وہ زاراب خان کی خالہ کی بیٹی ہے۔۔۔ کزنز میں تو ہنسی
مذاق چلتا ہی رہتا ہے۔۔۔ تم اس کی کزن کے سامنے اس کے بارے میں یہ
اول فول بولتی رہی۔۔۔اس نے اگر خان حویلی میں سب کو بتا دیا تو پھر۔۔۔
تم جانتی بھی ہو زاراب خان ان لوگوں کے لیے کیا ہے۔۔۔۔"

شاہنور نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے فوراً اس کی سرزنش کی تھی۔۔۔ مگر میرب راجپوت پر بھلا ایسی باتوں کا اثر کہاں ہونا تھا۔۔۔ وہ بس زاراب خان نیازی کو اپنے آگے جھکانا چاہتی تھی۔۔۔ اسے دنیا والوں کے سامنے گرانا چاہتی تھی۔۔۔ جس کے لیے وہ ہر حربہ استعمال کرنے کو تیار تھی۔۔۔

شاہنور کی نصیحتوں کا اس پر کبھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

"بی بی جی آپ کو پتا ہے کل رات خانوں کے فارم ہاؤس پر ارشیان خان نیازی کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھا گیا ہے۔۔۔ پوری رات وہ لڑکی خان کے ساتھ ہی تھی۔۔۔"

وہ دونوں اپنی باتوں میں مگن تھیں۔۔۔

جب ان دونوں کی مشترکہ اور خاص ملازمہ شینا نے آکر شاہنور کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟کک کون لڑکی تھی۔۔۔؟؟ تمہیں کس نے بتایا۔۔۔؟"

شاہنور بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی ایک ہی سانس میں سوال کر گئی تھی۔۔۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے اچانک۔۔۔ڈر کے مارے سوال ایسے کر رہی ہو۔۔ جیسے وہ لڑکی تم ہی تھی۔۔۔ یہ لو پانی پیو۔۔۔ اور اپنی ڈائیٹ کا خیال رکھو۔۔۔ تم تو حد سے زیادہ کمزور ہوتی جا رہی ہو۔۔۔"

میرب اس کی اندرونی حالت سے انجان پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھاتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

جبکہ شینا بھی میرب کے مذاق پر ہنس دی تھی۔۔

مگر شاہنور سوالیہ نگاہوں سے شینا کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔اس سے پانی کا ایک گھونٹ بھی حلق سے نہیں اتارا گیا تھا۔۔۔

"یعقوب خان نیازی کے پوتے تو صرف نام کے ہی خان ہیں۔۔۔ غیرت نام کی شے نہیں ہے ان میں۔۔۔اپنی تو کوئی عزت ہے نہیں۔۔ گاؤں کی بھی عزت مٹی میں ملائیں گے۔۔۔۔"

میرب پھر سے ان کی شان میں رطب اللسان ہو چکی تھی۔۔۔ جبکہ شاہنور نے اس بات پر سکھ کا سانس لیا تھا کہ کسی کو فارم ہاؤس پر موجود لڑکی کے بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔۔۔وہیں میرب کے منہ سے ارشیان کے خلاف یہ سب سن کے اسے بہت برا لگا تھا۔۔۔

مگر میرب کی خانوں اور خاص کر زاراب خان نیازی کی نفرت کو کم کرنے کے لیے وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان شاہ نے اپنی گرفتاری دے دی تھی۔۔۔وہ زندہ سلامت پکڑا جا چکا تھا۔۔۔یہ خبر جیسے ہی شیرہ کوٹ کے لوگوں تک پہنچی ہر طرف ایک بار پھر سے الٹے سیدھے قصے کہانیاں شروع ہو چکے تھے۔۔۔

خان حویلی کے مکینوں میں اس خبر پر بالکل سناٹا چھا گیا تھا۔۔یہ کام کرنے والا کوئی اور نہیں ایس پی فیروز خان نیازی تھا۔۔۔اس بات نے سب سے زیادہ ہلچل مچا رکھی تھی۔۔۔

"تو کیا اب اپنی پھوپھو کو سلطان شاہ سے چھٹکارا دلانے کے لیے فیروز نیازی اسے مار دے گا۔۔۔؟"

یہ سوال ہر دوسری زبان پر تھا۔۔۔۔

یہ الفاظ نویرہ خان نیازی کو پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اپنے کانوں میں اترتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

اس کے دل پر آج دوہری قیامت ٹوٹی تھی۔۔۔۔

دس سال پہلے وہ شخص اسے ایسے ہی دنیا والوں کے سامنے تماشا بنا کر گیا تھا۔۔ آج ایک بار پھر سلطان شاہ کے نام کے ساتھ اس کی ذات کے پرخچے اڑ رہے تھے۔۔۔۔

دس سال گزر جانے کے بعد وہ نہ تو اس کی ذات کے تصور سے اپنی جان چھڑوا پائی تھی اور نہ ہی اپنے دل کو اس کے احساس سے خالی کر پائی تھی۔۔

"نویرہ بی بی آپ کو خانم بی بی نیچے بلا رہی ہیں۔۔۔۔"

نویرہ نے صبح سے خود کو اپنے کمرے میں بند کر رکھا تھا۔۔ جب کوثر بیگم نے ملازمین کے ہاتھ پیغام بھیجا تھا۔۔

نویرہ کا بالکل بھی دل نہیں تھا جانے پر۔۔۔گھر میں ابھی تک شادی والا ماحول تھا۔۔۔کچھ رشتہ دار خواتین اب بھی موجود تھیں۔۔۔نویرہ ان کی ہمدردی بھری نظروں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر کوثر بیگم نے حکم پر اسے ناچار جانا پڑا تھا۔۔۔

"میں نے سنا ہے سلطان شاہ کو پھانسی دے دی جائے گی۔۔۔فیروز اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑنے والا۔۔۔۔"

وہ اپنے دھیان میں سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہی تھی جب یہ الفاظ اس کی سماعتوں سے آن ٹکرائے تھے۔۔۔وہ اپنے حواس قائم نہ رکھ پاتے لڑکھڑائی تھی۔۔اس کا پیر سلپ ہوا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ سر کے بل سیڑھیوں سے پھسلتی نیچے آن گری تھی۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ اس سے پہلے کوئی اسے بچانے آتا نویرہ اپنے ہی خون میں نہاتی بے سدھ ہو چکی تھی۔۔۔

کچھ ہی لمحوں میں پوری حویلی خواتین کی چیخوں سے گونج اٹھی تھی۔۔۔

نویرہ کے سر سے بری طرح خون نکل رہا تھا۔۔۔اسے سر اور ماتھے پر گہری چوٹ آئی تھی۔۔۔

نویرہ کو فوراً ہاسپٹل پہنچایا گیا تھا۔۔۔۔

مگر اس کا خون بہت زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی کنڈیشن کافی سیریس تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب اس وقت اپنی ایک بہت اہم میٹنگ میں تھا۔۔۔جب اسے شہروز گیلانی کے آنے کی اطلاع ملی تھی۔۔۔اس کے دشمن اول کا اس طرح اس کے آفس میں آنا اس کے لیے بہت ہی حیران کن تھا۔۔۔شہروز گیلانی کا تعلق اس کی مخالف سیاسی جماعت سے تھا۔۔۔

لیکن دشمنی کی وجہ صرف یہی نہیں تھی۔۔۔۔اس کے علاوہ بھی دونوں خاندانوں کے بیچ بہت اختلاف تھے۔۔۔زاراب خان نیازی کو شہروز گیلانی ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔۔۔دونوں کے بیچ ہمیشہ ہر چیز میں مقابلہ رہا تھا۔۔۔جس میں کبھی زاراب کی جیت ہوئی تھی تو کبھی شہروز کی۔۔۔

مگر اب یہ شخص اس سے کس نیت سے ملنے آیا تھا۔۔یہ زاراب کے لیے کافی سوچنے کی بات تھی۔۔۔

اس کی میٹنگ تقریباً ختم ہو چکی تھی۔۔۔اس نے اپنے پی اے سے شہروز کو اندر بھیجنے کا کہا تھا۔۔۔

جب کچھ ہی دیر بعد اسے شہروز کا مسکراتا چہرا دکھائی دیا تھا۔۔۔اس شخص کی شکل دیکھ کر ہی وہ سخت بدمزہ ہو جاتا تھا۔۔۔

مگر وہ اس کے یہاں آنے کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔۔۔کیونکہ آج تک شہروز نے کبھی اس کے آفس تک آنے کی جرائت نہیں کی تھی۔۔۔

"کیا ہوا خوشی نہیں ہوئی مجھے یہاں دیکھ کر۔۔۔؟"

زاراب کے بنا کہے ہی اس کے سامنے پڑے صوفے پر براجمان ہوتے شہروز نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔

مگر اس کی بات کے جواب میں زاراب بالکل خاموش رہا تھا۔۔۔زاراب کی نظریں تو اس کے پیچھے کھڑے ملازم کے ہاتھوں میں موجود ڈھیر سارے مٹھائی کے ڈبوں پر تھیں۔۔۔

جو وہ ٹیبل پر رکھ کر واپس جا چکا تھا۔۔۔

"گیدڑوں کی طرح پیٹھ پیچھے وار کر کے کامیابی حاصل کرنے کے بعد میٹھائی بانٹنے کی عادت گئی نہیں تمہاری۔۔۔؟؟"

ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے زاراب نے گہرا طنز کیا تھا۔۔۔

جس پر برا منانے کے بجائے شہروز قہقہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔۔۔

"آج تم مجھے کچھ بھی کہو۔۔۔برا نہیں مناؤں گا میں۔۔۔کیونکہ آج میں بہت زیادہ خوش ہوں۔۔۔"

شہروز کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت بڑا مار کہ سر کر آیا ہو۔۔۔

"تمہاری طرح میرے پاس فضول کے لیے ضائع کرنے کا وقت نہیں ہے۔۔۔"

زاراب کا صبر اب جواب دے رہا تھا۔۔۔

"منہ میٹھا کرو پھر بتاتا ہوں اپنی خوشی کی اصل وجہ۔۔۔"

شہروز نے اس کے سامنے مٹھائی کا ڈبہ کھول کر رکھتے کمینگی بھری مسکراہٹ کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

مگر زاراب کی بھینچی مٹھیاں دیکھ اسے جلدی سے اصل وجہ بتانے کا خیال آیا تھا۔۔۔

"حسین راجپوت کی لاڈلی پوتی میرب راجپوت نے میرا پروپوزل ایکسیپٹ کرلیا ہے۔۔۔۔میری محبت میں کشش ہی اتنی تھی کہ وہ خود ہی میرے محبوب کو مجھ تک کھینچ لائی۔۔۔۔"

شہروز نے بہت ہی سکون کے ساتھ زاراب خان نیازی کی شہہ رگ پر وار کر دیا تھا۔۔۔۔جو مٹھیاں بھینچے بس خاموشی سے اس کی بکواس سنتا خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔۔وہ اس شخص کو ایسا کوئی بھی ری ایکشن نہیں دینا چاہتا تھا جس کی خاطر وہ یہاں آیا تھا۔۔۔

"زبردست بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔۔مجھے لگا تھا صرف میں تمہارا دشمن ہوں۔۔۔مگر تم تو خود ہی اپنے دشمن نکلے۔۔۔۔میرب راجپوت تم جیسے گیدڑ کے قابو میں آنے والی شے نہیں ہے۔۔۔۔مجھے ہمیشہ کے لیے ہمدردی رہے گی تم سے۔۔۔۔"

زاراب خان نیازی اپنی ہلکی ہلکی داڑھی پر مٹھی پھیرتا شہروز گیلانی اور اس کے ساتھ کال پر موجود میرب راجپوت کو اچھی طرح سلگھا گیا تھا۔۔۔

شہروز نہیں جانتا تھا کہ اس کی بہت احتیاط کے باوجود زاراب کی نظر اس کے موبائل پر پڑ چکی تھی۔۔۔

زاراب نے اپنے الفاظ سے شہروز کے ساتھ ساتھ میرب کو بھی جھلسا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"پچھلے دو سال سے تم مجھے پکڑنے کے لیے اپنا آپ بھلائے ہوئے ہو۔۔۔ کیا چاہتے ہو مجھ سے۔۔۔۔"

سلطان شاہ کو جیل پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔

جہاں پہنچ کر بھی اس کی اکڑ ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

وہ جس شاہانہ انداز میں سینے پر دونوں بازو باندھے فیروز سے یہ سوال پوچھ رہا تھا۔۔۔ فیروز کا دل چاہا تھا وہ اس کا منہ توڑ دے۔۔۔

اس پر اتنا تشدد کرے کہ یہ شخص اپنا نام تک بھول جائے۔۔۔

لیکن ابھی وہ ایسا کچھ بھی کرپانے میں بے بس تھا۔۔۔

"تم بہت اچھے سے جانتے ہو میں کیا چاہتا ہوں۔۔۔"

فیروز نے لال انگارہ آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکا دی تھیں۔۔۔

"بھول ہے تمہاری۔۔۔ لگتا ہے تمہارے گھر والوں نے بتایا نہیں تمہیں۔۔۔ جو سلطان شاہ سینے پر خنجر اور وجود پر چھ گولیاں کھا کر بھی نویرہ

خان نیازی سے دستبردار نہیں ہو سکا۔۔۔ تمہاری یہ لوہے کی سلاخیں اس کا کیا بگاڑ پائیں گی بھلا۔۔ بہت سخت مٹی کا بنا ہوں۔۔۔ ابھی بہت اذیت سہنے کا حوصلہ ہے مجھ میں۔۔۔۔ چاہو تو آزما سکتے ہو۔۔۔۔"

سلطان شاہ ایس پی فیروز خان کے غصے کو ہوا دے گیا تھا۔۔۔

فیروز لاک اپ کھولتا اندر گھس کر سلطان شاہ کو اپنے تشدد کا شکار بنانے ہی والا تھا۔۔۔ جب اسی لمحے پولیس کانسٹیبل ہاتھ میں اس کا موبائل اٹھائے قریب آیا تھا۔۔۔

"سر آپ کے گھر سے کال ہے۔۔۔۔"

اس کی بات پر فیروز کا مقابلہ کرنے کے لیے بالکل تیار کھڑا سلطان شاہ بھی چونکا تھا۔۔۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا احساس بھر گیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے فیروز کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ سلطان شاہ کو قیامت کی نذر کر گئے تھے۔۔۔

"کیا ہوا نویرہ پھوپھو کو۔۔ کونسے ہاسپٹل میں ہیں وہ۔۔۔۔؟؟"

فیروز نے ایک قہر آلود نگاہ سلطان شاہ پر ڈالتے دوسری جانب سے بولے جانے والے الفاظ سنتے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

"اگر نویرہ پھوپھو کو کچھ ہوا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ شدید نفرت ہو چکی ہے مجھے محبت نامی لفظ سے۔۔۔ لعنت ہے ایسے جذبے پر جس سے اذیت اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔۔۔"

فیروز کا چہرہ غم و غصے سے لال ہو چکا تھا۔۔۔ نویرہ کی حالت تشویشناک تھی۔۔۔ وہ اسی شخص کی وجہ سے پچھلے دس سال سے شدید اذیت کا شکار تھی۔۔۔

اگر اسے نویرہ کی دی گئی قسم کا خیال نہ ہوتا تو وہ آج اسی وقت سلطان شاہ کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر کے پھانسی چڑھ جاتا۔۔۔ لیکن اس کی یہی بے بسی ہی تو تھی جو اسے روکے ہوئے تھی۔۔۔

فیروز وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔ جبکہ سلاخوں کے پیچھے کھڑا سلطان شاہ اس کی بات سن کر جیسے تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"زبردست بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔ مجھے لگا تھا صرف میں تمہارا دشمن ہوں۔۔۔ مگر تم تو خود ہی اپنے دشمن نکلے۔۔۔ میرب

راجپوت تم جیسے گیدڑ کے قابو میں آنے والی شے نہیں ہے۔۔۔ تم ابھی جانتے نہیں ہو تم نے اپنے سر کتنی بڑی آفت مول لے لی ہے۔۔۔ مجھے ہمیشہ کے لیے ہمدردی رہے گی تم سے۔۔۔"

زاراب خان نیازی اپنی ہلکی ہلکی داڑھی پر مٹھی پھیرتا شہروز گیلانی اور اس کے ساتھ کال پر موجود میرب راجپوت کو اچھی طرح سلگھا گیا تھا۔۔۔

شہروز نہیں جانتا تھا کہ اس کی بہت احتیاط کے باوجود زاراب کی نظر اس کے موبائل پر پڑ چکی تھی۔۔۔

زاراب نے اپنے الفاظ سے شہروز کے ساتھ ساتھ میرب کو بھی جھلسا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ میرب جو سمجھ رہی تھی کہ زاراب خان نیازی کے لیے یہ بات

کسی دھچکے سے کم نہیں ہو گی اس کے اتنے سکون سے ادا کیے گئے الفاظ میرب کو انگاروں پر لوٹا گئے تھے۔۔۔۔

وہ جو اپنے ڈرائیور کے ساتھ باہر گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔اپنے غصے پر قابو نہ رکھ پاتے گاڑی سے نکلتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"یہ شخص آخر سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔۔میں آفت ہوں اس کے لیے۔۔۔ایڈیٹ خود کیا ہے بھلا۔۔۔"

میرب جو یہی سمجھ رہی تھی کہ زاراب شہروز کے منہ سے یہ بات سن کر غصے سے آتش فشاں بن جائے گا۔۔۔اس کے پر سکون لہجے میں ادا کیے گئے الفاظ سن کر اس کا دماغ گھوم چکا تھا۔۔۔

وہ سیدھی زاراب کے آفس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ باہر کھڑے گارڈز نے اس کے سامنے آتے راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر میرب ان کے بیچ سے راستہ بناتی تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے شہروز اسے زاراب کے آفس سے نکلتا نظر آیا تھا۔۔۔ زاراب بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔۔

شہروز کے چہرے کا جوش بھی اب ماند پڑ چکا تھا۔۔۔

زاراب خان نیازی ہمیشہ ایسے ہی اپنے دشمنوں کی چال انہیں پر الٹ کر رکھ دیتا تھا۔۔۔ وہ کبھی بھی اپنے دشمنوں کے آگے کمزور نہیں پڑتا تھا۔۔۔

چاہے اندر سے جل کر راکھ ہو جائے۔۔۔

ان دونوں کی نظر قریب آتی میرب پر پڑ چکی تھی۔۔۔

میرب کے قدم کچھ فاصلے پر آن رکے تھے۔۔۔

زاراب کے گارڈز نے میرب کو پکڑ کر باہر نکالنا چاہا تھا۔۔۔جب زاراب نے اپنی چوڑی ہتھیلی اٹھا کر انہیں میرب سے دور رکنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

شہروز نے اس کی یہ حرکت بہت غور سے نوٹ کی تھی۔۔۔

"میرب آپ یہاں۔۔۔۔؟؟"

شہروز کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اندر آجائے گی۔۔۔

مگر اس لمحے میرب شہروز کو نظرانداز کرتی زاراب کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"زاراب خان نیازی تم دن بدن اپنی لمٹس کراس کرتے جارہے ہو۔۔۔"

میرب کا چہرا غصے کی شدت سے لال ہو چکا تھا۔۔۔

وہ اس وقت بلیک کلر کی لانگ شرٹ میں ملبوس سیاہ اللہ بالوں کو کیچر میں مقید کیے۔۔ دوپٹے کو شانوں پر پھیلائے سادگی میں بھی قیامت کا حسن رکھتی تھی۔۔۔

شہروز گیلانی سے بھی اس پر سے نظریں ہٹا پانا مشکل ہوا تھا۔۔۔ جو بات زاراب خان نیازی کو مزید طیش دلا رہی تھی۔۔۔

"ابھی تک کوئی لمٹ کراس نہیں کی تھیں۔۔۔۔ مگر اب کروں گا۔۔"

زاراب ایک قہر آلود نگاہ شہروز پر ڈالتا۔۔ میرب کی کلائی دبوچ کر اسے اندر اپنے آفس کی جانب دھکیل چکا تھا۔۔۔

میرب کے ساتھ ساتھ شہروز بھی زاراب سے ایسی کسی حرکت کی توقع نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے پیچھے جانا چاہا تھا۔۔۔ مگر تب تک زاراب خود بھی آفس کے اندر داخل ہوتا شہروز کے منہ پر دروازہ بند کر چکا تھا۔۔۔

"یہ کیا گھٹیا حرکت ہے دروازہ کھولو۔۔۔۔"

شہروز نے دروازہ بجایا تھا۔۔۔ جب زاراب کے گارڈز نے پیچھے سے آتے اس کی کنپٹی پر اپنی گنز رکھ دی تھیں۔۔۔

"اگر آپ اگلے ایک منٹ کے اندر آفس سے باہر نہ گئے تو ہمیں خان کے حکم کے مطابق آپ کو گولی مار کر یہاں سے ہٹانا پڑے گا۔۔۔۔"

زاراب کے گارڈز نے اپنی بات کے ساتھ ساتھ گن کو ان لاک کیا تھا۔۔۔ ان کے خطرناک ارادے جان کر شہروز نے وہاں سے نکلنے میں ہی اپنی آفیت جانی تھی۔۔۔

"تم سے تو میں بعد میں نبٹوں گا زاراب خان نیازی۔۔۔اس حرکت کا جواب

تو تمہیں دینا پڑے گا۔۔۔"

بند دروازے کو آگ اگلتی نگاہوں سے دیکھتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز فوری طور پر ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔۔جہاں اب نویرہ کو ہوش آگیا تھا۔۔

مگر اس کی حالت دیکھ فیروز کے گھر کے باقی سب افراد اپنے درد پر قابو نہیں

پا سکے تھے۔۔

"یہ کیا حالت ہو گئی ہے میری پھول سی بچی کی۔۔۔۔اس نے تو آج تک کبھی

کسی کو برے الفاظ تک سے نہیں پکارا۔۔۔نہ کسی کی تکلیف کا باعث بنی

کبھی۔۔۔ پھر میری بچی کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہو رہا ہے آخر۔۔۔ کیا قصور ہے اس معصوم کا۔۔۔۔ آخر کب ختم ہو گی اس کی یہ اذیت۔۔۔ میں اپنی نویرہ کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ مر جاؤں گی میں۔۔۔۔"

کوثر بیگم کی آہ و بکا تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

ارشیان بھی کچھ دیر پہلے ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔۔

سب لوگ ہی ہاسپٹل میں جمع تھے۔۔۔

"میں مار ڈالوں گا اسے۔۔۔ یا پھر خود کو۔۔۔"

فیروز نے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔۔ وہ اس وقت فل یونیفارم میں ملبوس تھا۔۔۔ اس کا ہاتھ پینٹ کی جیب میں رکھی گن پر تھا۔۔۔

وہ اپنے گھر والوں کی اتنی اذیت نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

"اگر سلطان شاہ کو مارنا پھوپھو کی اس اذیت کو کم کر دیتا تو ہم یہ کام بہت پہلے کر چکے ہوتے۔۔۔ تم ابھی کوئی بھی جذباتی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔۔۔"

ارشیان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اپنی لال آنکھیں مسلتے بولا تھا۔۔جب اسی لمحے یعقوب نیازی نے اسفند نیازی کے ساتھ وہاں قدم رکھا تھا۔۔۔

"نویرہ کیسی ہے۔۔۔؟؟؟"

انہوں نے ایک جانب کھڑے فرمان نیازی سے پوچھا تھا۔۔۔

"زندہ ہیں ابھی۔۔۔ سن کر شاید افسوس ہو آپ کو۔۔۔"

جواب ارشیان کی جانب سے آیا تھا۔۔۔

"ارشیان۔۔۔"

فرمان نیازی نے فوراً پلٹ کر ارشیان کو تیز نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

فیروز تو ان کو دیکھ کر پہلے ہی رخ موڑ چکا تھا۔۔۔ جو بات وہاں موجود تمام افراد نے واضح طور پر نوٹ کی تھی۔۔۔

کوثر بیگم جو پہلے ہی اپنی بیٹی کے دکھ پر تکلیف سے چور تھیں۔۔۔ اپنے گھر کے مردوں کے بیچ چلتے ان اختلافات پر وہ مزید اذیت سے نڈھال ہوئی تھیں۔۔۔

"میری بیٹی ہے وہ۔۔۔ اس کے لیے کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔۔ بہت اچھے سے جانتا ہوں میں۔۔۔"

یعقوب نیازی ارشیان کا طنز برداشت نہیں کر پائے تھے۔۔۔

اس سے پہلے کے ارشیان کوئی جواب دیتا اور دونوں کے بیچ تلخ کلامی میں اضافہ ہوتا اسفند نیازی کے آگے آکر منت بھرے انداز میں ارشیان کی جانب دیکھنے پر وہ ایک سرد نگاہ اپنے دادا پر ڈالتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم کو پورے دو دن ہو چکے تھے اس فل فرنشڈ لگژری فلیٹ میں آئے۔۔۔ جس میں ہر شے بہت ہی بیش قیمت تھی۔۔ اور نہایت ہی نفاست سے سجائی گئی تھی۔۔۔

کہیں پر بھی کسی قسم کی کوئی بے ترتیبی نہیں تھی۔۔۔ جو یہاں کے مالک کی نفاست پسند طبیعت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔ اسنے فل ٹائم کے لیے حانم کے ساتھ ایک لیڈی کانسٹیبل کو رکھا ہوا تھا۔۔۔

جو حانم کا ہر طرح سے خیال رکھ رہی تھی۔۔۔

اس لیڈی کے لیے حانم ایک پاگل لڑکی تھی۔۔۔ جسے وہ تین ٹائم کے کھانے کے ساتھ سونے کی دوا دے دیتی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے حانم مسلسل دو دن سوئی ہی رہی تھی۔۔ پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔۔ مگر حانم جیسی زہین لڑکی کو اس کانسٹیبل کی حرکتیں سمجھنے میں زیادہ ٹائم نہیں لگا تھا۔۔۔

وہ اسے سلا کر خود پورا پورا ٹائم اپنے بوائے فرینڈ سے بات کرتی رہتی تھی۔۔۔

حانم کا دماغ مسلسل نیند کی دوا کھانے کی وجہ سے بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔ مگر وہ بھی حانم شاہ تھی۔۔۔اس نے اس لیڈی کانسٹیبل کی ترکیب اسی پر آزمائی تھی۔۔۔

حانم نے اس سے نظر بچا کر اسی کے کھانے میں دوا ملا کر اسے روم میں سلا دیا تھا اور اب وہ مزے سے پورے فلیٹ کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

جہاں کہیں بھی اس شخص سے متعلق کوئی معلومات موجود نہیں تھی۔۔۔وہ نکاح نامے پر سائن کرتے صرف اس کا نام پڑھ پائی تھی۔۔۔اس شخص کے نام کے سوا وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔بس اسے اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ شخص اس کے چاچو کا دشمن تھا۔۔۔۔

اس کے چاچو کی جان کو اس شخص سے خطرہ تھا۔۔۔

سلطان شاہ کس حال میں تھے وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ مگر وہ جاننا چاہتی
تھی۔۔۔

اس کے لیے اسے اس شخص کے چنگل سے چھٹکارا پانا تھا۔۔۔ جسے وہ شوہر
ماننے کو کسی قیمت پر تیار نہیں تھی۔۔۔

حانم اپنی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔ جب موبائل کی آواز نے اس کا
خلل توڑا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے صوفے پر رکھے اس لیڈی کانسٹیبل کے موبائل کی جانب بھاگی
تھی۔۔ جس پر جگمگاتے ایس پی سر کے نام کے حروف کو دیکھ حانم شاہ کی
آنکھوں میں سرپن اتر آیا تھا۔۔۔ دو سال تک وہ مینٹل ہاسپٹل کے ڈاکٹرز کو
اپنی ایکٹنگ سے بے وقوف بناتی آئی تھی۔۔۔ سلطان شاہ کے آدمی اس کی

رپورٹس بدل دیتے تھے۔۔۔ کبھی کسی کو اس پر شک نہیں ہو پایا تھا۔۔۔وہ ہاسپٹل کی سب سے خطرناک پاگل مشہور تھی۔۔

مگر اس شخص نے پہلی نظر میں ہی اس کی اداکاری پہچان لی تھی۔۔۔جو دیکھ حانم آرام سے سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص کتنا شاطر تھا۔۔۔

جس کا مقابلہ کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

کچھ سوچتے حانم نے کال پک کی تھی۔۔۔

"مس فرزانہ کہاں تھیں آپ۔۔۔ پچھلے دس منٹ سے میں مسلسل کال کر رہا ہوں آپ کو۔۔۔ آپ کی یہ غیر زمہ داری آپ کی وردی کے لیے مشکل پیدا کر سکتی ہے۔۔۔۔"

کال پک کرتے ہی دوسری جانب سے فیروز نیازی کی چنگارتی آواز سپیکر کو پھاڑتی حانم کے کانوں سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔ حانم نے فوراً موبائل کان سے دور کرتے اپنے کان کو مسلا تھا۔۔۔

اس نے مڑ کر لیڈی کانسٹیبل کو دیکھا تھا۔۔۔

جو بچاری بے سدھ پڑی تھی۔۔۔

"آپ کو میری آواز سنائی دے رہی ہے مس فرزانہ یا آپ اس صلاحیت سے بھی محروم ہو چکی ہیں۔۔"

فیروز اب کی بار پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔

"اف یہ شخص تو مجھ سے بھی زیادہ بد دماغ ہے۔۔۔"

حانم نے دانت پیسے تھے۔۔۔

"مس فرزانہ نہیں۔۔۔ مس حانم شاہ سے بات کر رہے ہیں آپ اس وقت ایس پی صاحب۔۔۔۔"

حانم کی دھیمی مترنم آواز سنتے دوسری جانب موجود فیروز کو شاک لگا تھا۔۔۔اس کے ماتھے پر سلوٹیں سی نمودار ہوئی تھیں۔۔۔

وہ جو گاڑی ڈرائیو کرتا اسی جانب آرہا تھا۔۔۔حانم کو فرزانہ کی کال پک کرتے دیکھ اسے شدید قسم کی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔۔اسے فرزانہ سے ایسی بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔۔

"تمہارے پاس یہ فون کیا کر رہا ہے۔۔۔۔؟؟؟"

فیروز کا لہجہ ہنوز چنگارتا ہوا تھا۔۔۔

"آپ کی کانسٹیبل صاحبہ سو رہی تھیں۔۔۔ تو میں نے سوچا آپ کی کال پک کر لوں۔۔۔"

حانم نے نہایت ہی سادگی سے جواب دیتے معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔۔۔

"اس ٹائم کیسے سو سکتی ہے وہ۔۔۔۔؟؟"

فیروز دانت پیستے بولا تھا۔۔۔ اس لڑکی کا یوں اکیلے ہونا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔۔ گارڈز باہر موجود تھے۔۔۔ مگر وہ انہیں اندر بھی نہیں بھیج سکتا تھا۔۔۔

"خود نہیں سوئی۔۔ میں نے نیند کی گولیاں دی ہیں۔۔۔"

حانم نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا تھا۔۔

جس پر فیروز نے بپھر کر ایک زور دار ضرب اسٹیرنگ پر رسید کی تھی۔۔۔

جو دوسری جانب حانم کو صاف سنائی دی تھی۔۔۔

"آرام سے ایس پی صاحب۔۔۔۔ دیکھ کر گاڑی چلائیں۔۔۔ کہیں مجھ تک پہنچنے کے چکر میں اپنا ایکسیڈنٹ نہ کروا بیٹھئے گا۔۔۔ میں کہیں نہیں جارہی آرام سے یہیں بیٹھی ہوں۔۔۔ تسلی سے آئیں آپ۔۔۔۔"

فیروز جو حانم کی بات سن رہا تھا۔۔۔بے دھیانی میں سامنے سے آتے ٹرک کو نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔اس نے سیکنڈ کے آخری حصے میں اسٹیرنگ بالکل گھما دیا تھا۔۔

گاڑی بے قابو ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس کی بروقت دیکھائی جانے والی حاضر دماغی کی وجہ سے اس نے فوراً خود کو حادثے سے بچالیا تھا۔۔

وہ پہلے ہی نویرہ کی وجہ سے ذہنی ٹینشن کا شکار تھا۔۔۔

اوپر سے یہ لڑکی۔۔۔

فیروز کے کانوں میں اچانک سے حانم کے کہے الفاظ گونجے تھے۔۔۔

" آرام سے ایس پی صاحب۔۔۔۔ دیکھ کر گاڑی چلائیں۔۔۔ کہیں مجھ تک پہنچنے کے چکر میں اپنا ایکسیڈنٹ نہ کروا بیٹھیۓ گا۔۔۔"

جس وقت اس نے یہ الفاظ ادا کیے تھے اسی لمحے فیروز کی گاڑی کے سامنے نجانے کہاں سے ٹرک نکل کر آیا تھا۔۔۔

کیا یہ محض ایک اتفاق تھا یا پھر۔۔۔

فیروز کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔۔۔

حانم شاہ کو وہ بہت انڈر اسٹیمیٹ کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔۔۔

فیروز نے گاڑی ایک سائیڈ پر روکتے۔۔۔اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹیں مارے تھے۔۔۔ اگلے ہی لمحے اس کے چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک متغیر ہوئے تھے۔۔۔ گاڑی کو ہوا کی دوش پر اڑاتا وہ سیدھا اپنے فلیٹ پہنچا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان فرمان نیازی کے کہنے پر ہاسپٹل سے نکل آیا تھا۔۔۔وہ اگر مزید وہاں رکتا تو ضرور یعقوب نیازی سے تلخ کلامی ہو جانی تھی۔۔۔

اس لیے نویرہ سے بعد میں ملنے آنے کا سوچتے وہ اپنی گاڑی میں آن بیٹھا تھا۔۔۔ شرافت پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔۔ ارشیان سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔۔ جب دائیں جانب سیٹ پر رکھی اس کی چوڑی ہتھیلی کے نیچے اسے کوئی باریک سی چھبتی ہوئی شے محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

ارشیان نے آنکھیں کھول کر اپنی ہتھیلی کو اٹھایا تھا۔۔۔ جب سیٹ پر اسے کوئی شے چمکتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔۔ وہ گولڈ کی چین تھی۔۔۔ جس میں ایک چھوٹا سا خوبصورت پینڈنٹ ڈالا گیا تھا۔۔۔

ارشیان نے حیران ہوتا اسے اپنی مٹھی میں بھر گیا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا شاید یہ پہلے کہیں دیکھا ہے اس نے۔۔۔

مگر کہاں۔۔۔؟؟

"یہ کس کا ہے۔۔۔۔؟؟؟"

اس چین کو ہاتھ میں اٹھائے پینڈنٹ کو گھورتے وہ شرافت سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔اس کے ذہن سے شاہنور کا خیال اس وقت بالکل نکلا ہوا تھا۔۔

ارشیان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بنا ہوا تھا۔۔۔اس کی اجازت کے بغیر اس کی گاڑی میں کون بیٹھا تھا ایسے ہی۔۔۔

شرافت نے بیک ویو مرر سے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔جب اس کی نظر ارشیان کے ہاتھ میں موجود چین پر پڑی تھی۔۔۔

"یہ شاید شاہنور بی جی کی ہوگی۔۔۔"

شرافت کے جواب پر ارشیان نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

جیسے پوچھ رہا ہو کون شاہنور۔۔۔

"اوہ اچھا۔۔۔۔۔"

شرافت کے یاد دلانے پر اس نے ہونٹ سکوڑے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کا نازک سراپا آن ٹھہرا تھا۔۔۔وہ بے

حد نازک سی لڑکی کچھ ٹائم کے لیے اس کی بانہوں میں تھی۔۔۔

اس کی نازک صراحی دار گردن میں ہی تو جھولتی دیکھی تھی یہ چین اس

نے۔۔۔۔

"خان میں ان تک واپس پہنچا دوں گا۔۔۔"

شرافت نے ارشیان کے غصے کے ڈر سے چین لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

مگر ارشیان نے نفی میں سر ہلاتے اسے چین دینے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے واپس کرنے کی۔۔۔یہ اتنی اہم نہیں ہے۔۔۔۔ یہی کہیں پھینک دینا زیادہ بہتر ہے۔۔۔"

ارشیان نے نخوت سے کہتے اپنے سامنے موجود سیٹ کی بیک سائیڈ پر بنی پاکٹ میں وہ چین ڈال دی تھی۔۔۔

جبکہ شرافت اپنے خان کا یہ انداز دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

کیا کبھی کوئی لڑکی اس شخص کے دل تک رسائی حاصل کر پائے گی۔۔۔؟؟؟

یا یہ شخص اپنی آگے کی زندگی بھی ایسے ہی تنہائی کی نظر کر دے گا۔۔۔۔

"یہ کیا بے ہودہ حرکت کر رہے ہو تم۔۔۔؟؟؟ دروازہ کھولو۔۔۔۔"

میرب زاراب خان کی اس بے باک حرکت پر سر سے پیر تک لال ہو چکی تھی۔۔۔وہ اسے شہروز کے سامنے جس طرح کھینچ کر اندر لایا تھا۔۔۔

ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہو۔۔اور وہ ایسا کرنے کا پورا حق رکھتا ہو۔۔۔

میرب نے اسے پلٹ کر دروازہ کھولنا چاہا تھا۔۔۔جب زاراب اس کا بازو تھام کر اسے واپس دروازے کی جانب دھکیل گیا تھا۔۔۔ میرب کی کمر بہت زور سے دروازے سے ٹکرائی تھی۔۔۔

وہ درد سے بلبلا اٹھی تھی۔۔۔

اس نے اپنی غلافی آنکھوں کو اٹھا کر زاراب خان کو گھورا تھا۔۔۔

جو سرد و سپاٹ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ یہ اکڑو شخص زبان سے کچھ نہیں کہے گا۔۔ مگر اس کا ایک ایک انداز بتا رہا تھا کہ میرب کی شہروز کے حوالے سے کی گئی یہ حرکت اسے کس قدر ناگوار گزری تھی۔۔۔

"زاراب خان نیازی تم اپنی لمٹس میں رہو۔۔۔ شہروز میرا ہونے والا شوہر ہے۔۔۔ وہ ابھی گارڈز کو بلوا کر تمہیں تمہاری اوقات بتاتا ہے۔۔۔"

میرب جان بوجھ کر شہروز کا نام لیتی زاراب جو کو مزید غصہ دلانے کے ارادے سے بولی تھی۔۔ جبکہ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے یہ الفاظ اسے ہی بری طرح شرمندہ کر جائیں گے۔۔۔

زاراب نے موبائل نکالتے اس پر چلتی سی سی ٹی وی فوٹیج آن کی تھی۔۔۔

"تمہارا کبھی نہ ہونے والا شوہر اپنی جان بچا کر بھاگ چکا ہے۔۔۔ چچ چچ میرے بعد اتنی گھٹیا چوائس ہو گئی ہے تمہاری۔۔۔ میرے مقابل لانے کے لیے کوئی میری ٹکر کا شخص تو ڈھونڈ لو۔۔۔ اگر میری آنکھوں کے سامنے میری ہونے والی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر کوئی یوں لے کر جاتا تو میں اسے دوبارہ ملنے کے قابل نہ چھوڑتا۔۔۔۔"

زاراب خان نیازی اس کی دونوں جانب بازو ٹکائے اس پر جھکا تھا۔۔۔ دونوں کے بیچ کافی فاصلہ موجود تھا۔۔ مگر میرب پھر بھی گھبرا کر پیچھے ہوتی بالکل دروازے کے ساتھ چپک گئی تھی۔۔۔

زاراب کے الفاظ اسے اچھا خاصہ شرمندہ کر گئے تھے۔۔۔ اسے شہروز سے اس قدر بزدلی کی امید نہیں تھی۔۔۔ اس نے تو شہروز کو صرف اس لیے چنا

تھا کہ زاراب کو سب سے زیادہ نفرت اسی سے تھی۔۔۔اسے شہروز کے ساتھ دیکھ اس شخص نے غصے سے پاگل ہو جانا تھا۔۔۔

میرب اس کی وہی حالت دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر زاراب خان نیازی نے تو ان کی ترکیب ان پر الٹتے بری طرح شرمندگی کا شکار کر دیا تھا۔۔۔

"مجھے نیچا دکھانے کے لیے تم جو یہ حرکتیں کرتی پھر رہی ہو۔۔۔نقصان اٹھاؤ گی۔۔۔اگر میرے ساتھ لڑنا ہے تو میرے دشمنوں کو شامل کیے بغیر جو کرنا ہے کرو۔۔۔شہروز گیلانی کے ساتھ دوبارہ نظر نہیں آنی چاہیے ہو تم مجھے۔۔۔وہ اچھا انسان نہیں ہے۔۔۔۔"

زاراب خان نیازی کی کنپٹی کی رگیں بات کرنے کے دوران ابھر آئی تھیں۔۔۔وہ اس وقت شدید غصے میں تھا۔۔۔ مگر اس نے خود کو بہت مشکل سے کمپوز کر رہا تھا۔۔۔

جو دیکھ میرب کے اندر تک روشنیاں بھر گئی تھیں۔۔۔ مطلب اس شخص کو فرق پڑتا تھا۔۔۔اس کا کیا جانے والا وار خالی نہیں گیا تھا۔۔۔

"تم سے تو کہیں زیادہ اچھا انسان ہے وہ۔۔۔جو ہے منہ پر ہے۔۔۔ منہ کھوٹا لگا کر اپنے قریبی لوگوں کو ڈس نہیں رہا۔۔۔نہ کسی کی عزت سے کھلواڑ کر رہا ہے اور نہ ہی کسی کے جذبات سے۔۔۔"

میرب اسے خود سے دور دھکیلتی سنگین الفاظ ادا کرتی وہاں سے جانے کے لیے پلٹی تھی۔۔۔

جبکہ زاراب نیازی نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بھینچتے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر دروازے پر دے مارا تھا۔۔۔ جسے میرب کھول رہی تھی۔۔۔ وہ ایک بار پھر سے بند ہو گیا تھا۔۔۔

میرب گھبرا کر پلٹی تھی۔۔۔

جبکہ زاراب کا لال غضبناک چہرا دیکھ اس کی سانسیں تھم سی گئی تھیں۔۔۔

"آئندہ اگر بنا سوچے سمجھے کوئی بھی ایسی بکواس کی تو انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔ یہ میری آخری وارننگ ہے تمہارے لیے۔۔۔ آگ سے مت کھیلوں میرب راجپوت جھلس جاؤ گی۔۔۔"

زاراب اس کی آنکھوں میں جھانکتا اس کے چہرے پر اپنی گرم دھکتی سانسوں کا لمس چھوڑتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ میرب تو کتنے ہی لمحے ساکت سی اپنی جگہ پر کھڑی رہی تھی۔۔۔

اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آن نکلے گا۔۔۔ خوف سے اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔

مگر کسی خیال کے زیرِ اثر اس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

"فرق تو تمہیں بہت پڑتا ہے زاراب خان نیازی۔۔۔ یہ تمہاری بھول ہے کہ میں پیچھے ہٹوں گی۔۔۔ ایک دن تو تم ضرور ہار مانو گے میرے آگے۔۔۔ اسی دن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنے دل سے نکال پھینکوں گی۔۔۔ اور اسی دن ہو گا میری محبت اور نفرت کا اختتام۔۔۔ درد تو تمہیں بھی سہنا ہی پڑے گا۔۔۔ یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔۔۔"

میرب چمکتی آنکھوں کے ساتھ خود سے عہد کرتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کے آگ سے کھیلنے کی کوشش میں سب سے پہلے ہاتھ اسی کے ہی جلنے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کوئی ضرورت نہیں ہے واپس کرنے کی۔۔۔ یہ اتنی اہم نہیں ہے۔۔۔ یہی کہیں پھینک دینا زیادہ بہتر ہے۔۔۔"

ارشیان نے نخوت سے کہتے اپنے سامنے موجود سیٹ کی بیک سائیڈ پر بنی پاکٹ میں وہ چین ڈال دی تھی۔۔۔

جبکہ شرافت اپنے خان کا یہ انداز دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

کیا کبھی کوئی لڑکی اس شخص کے دل تک رسائی حاصل کر پائے گی۔۔۔؟؟؟

یا یہ شخص اپنی آگے کی زندگی بھی ایسے ہی تنہائی کی نظر کر دے گا۔۔۔۔

"خان وہ گاؤں کے کچھ لوگوں تک یہ بات پہنچ گئی ہے کہ آپ کے فارم ہاؤس پر اس رات کوئی لڑکی ٹھہری تھی۔۔۔ یہ بات صرف ہم چند لوگوں کے بیچ تھی۔۔۔ میں نہیں جانتا باہر کیسے نکلی۔۔۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ لڑکی کی شناخت نہیں پتا کسی کو بھی۔۔"

شرافت کی بات پر ارشیان کی کشادہ پیشانی کے بلوں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

"ہمارے بیچ ہی ہمارا دشمن موجود ہے شرافت۔۔۔ڈھونڈو اسے۔۔۔جب تک میں خود نہیں چاہوں گا یہ بات کسی کے سامنے بھی نہیں آنی چاہئیے کہ فارم ہاؤس پر کون لڑکی تھی۔۔۔"

ارشیان نے سیگریٹ سلگھاتے جو الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔شرافت نے فکر مندی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا شاید خان یہ بات بھول چکا ہے۔۔مگر اسے تو سب یاد تھا۔۔۔بلکہ وہ تو کوئی اور ہی پلاننگ کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔

"اگر یہ بات سامنے آئی تو دونوں خاندانوں میں ایک بار پھر سے دشمنی قائم ہو جائے گی۔۔۔اور اب کی بار اس میں پسے گی وہ لڑکی۔۔۔۔"

شرافت کو اس معصوم سی لڑکی سے ہمدردی ہوئی تھی۔۔۔جو اس رات ان غنڈوں سے تو بچ گئی تھی۔۔ مگر جن ہاتھوں میں اسے پناہ گاہ ملی تھی۔۔۔وہ سب سے زیادہ ظالم تھے۔۔۔۔

"تو ایسا کون نہیں چاہتا۔۔۔ ہم ہمیشہ سے دشمن تھے اور رہیں گے۔۔۔ ہمارے بیچ دوستی کبھی نہیں ہو سکتی۔۔۔وہ قاتل ہے ہمارے اپنوں کے۔۔۔ جس کی سزا تو انہیں مل کر رہے گی۔۔۔ ہر بار آئے طوفان میں خانوں کی عورتیں ہی کیوں پسیں۔۔۔اس بار کچھ نیا تو ہونا چاہیے۔۔۔کیونکہ اس بار دشمنی ارشیان خان نیازی نبھائے گا۔۔۔تو پھر اس کا انداز بھی پہلے سے زرا ہٹ کر ہونا چاہیے۔۔۔۔"

ارشیان نیازی کے لہجے میں لپٹی غصے کی آگ شرافت کو آنے والی بربادی کا پتا دے گئی تھی۔۔۔ مگر وہ اپنے مالک کو سمجھانے یا ایسا کوئی بھی غلط قدم اٹھانے سے منع کرنے کی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔۔۔

وہ بس یہی چاہتا تھا کہ کسی بھی معاملے میں اس کے خان کو کچھ نہ ہو۔۔۔ مگر خان کے تیور بتا رہے تھے۔۔۔ اس بار وہ کچھ بڑا کرنے والا تھا۔۔۔ جو اس کے اپنے لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز کچھ ہی دیر میں اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔۔۔ حانم جو لاؤنج میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔ مین ڈور کی جانب سے آتی لال کھولنے کی آواز پر اس کے ہونٹوں پر دل جلاتی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

وہ بہت ہی پر سکون انداز میں صوفے پر نیم دراز۔۔۔اپنی سینے پر پائن ایپل اور گریپس سے بھری ٹرے رکھے۔۔۔اپنے پسندیدہ فروٹ سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔۔اس کے یہاں پر کوئی کپڑے نہیں تھے۔۔۔وہ پچھلے دو دنوں سے بہت خراب حالت میں تھی۔۔۔

جس سے اسے خود بھی شدید الجھن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے شاور لے کر ایس پی فیروز کے کپڑوں کو زیب تن کیا تھا۔۔۔

جو اسے بہت زیادہ بڑے اور کھلے تھے۔۔۔فیروز خان نیازی کی ورزشی سائز باڈی کے آگے اس کے دھان پان وجود کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔۔۔

مگر یہ لباس پہننے کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا۔۔۔

حانم نے اس شخص کے اتنے سارے کپڑوں میں سے ایک بلیک ٹراؤزر اور وائٹ شرٹ کا انتخاب کیا تھا۔۔۔اس وقت وہ پینٹ کو ٹخنوں سے اوپر تک فولڈ کیے ہوئے اپنے سائز کے مطابق بنا چکی تھی۔۔۔جس میں سے جھانکتی اس کے دودھیا گداز پنڈلیاں دیکھنے والے کا ایمان ڈگمگا سکتی تھیں۔۔۔۔

شرٹ کی سلیوز کو کہنیوں سے زرا نیچے تک فولڈ کیے وہ آرام دہ انداز میں صوفے پر ٹکی ہوئی تھی۔۔اس کے گیلے بال کندھوں اور کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔جبکہ بے احتیاطی میں وہ اپنے گریبان کا اوپری بٹن بند کرنا بھول چکی تھی۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔

فیروز باہر سے تو دروازہ ان لاک کر چکا تھا۔۔۔ مگر حانم دروازہ اندر سے لاک کیے سکون سے بیٹھی تھی۔۔۔

وہ مسلسل دستک دے رہا تھا۔۔ جبکہ فروٹ سے لطف اندوز ہوتی حانم کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔۔۔

جیسے جیسے دستک میں شدت آ رہی تھی۔۔۔ ویسے ویسے اس کی مسکراہٹ بھی گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

"تمہیں بھی تو پتا چلنا چاہیے نا ایس پی کہ کس مصیبت کو اپنے گلے ڈالا ہے تم نے۔۔۔ دو دن کے اندر تم مجھے واپس مینٹل ہاسپٹل نہ چھوڑ کر آئے تو میرا نام بھی حانم شاہ نہیں۔۔۔"

باہر سے آواز آنا بند ہو چکی تھی۔۔۔

جس کے ساتھ ہی حانم کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ جیت بہت تھوڑے وقت کے لیے تھی۔۔۔
مقابل موجود شخص اس سے کہیں زیادہ سرپھرا تھا۔۔۔

حانم نے فرزانہ کا موبائل اٹھا کر فیروز کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔وہ اسے مزید
تپانا چاہتی تھی۔۔۔

جب کال کی پہلی بیل جاتے ہی اسے اپنے آس پاس موبائل کی مدھر سی
رنگ ٹون سنائی دی تھی۔۔۔

حانم کا دل اچھل کر حلق میں آن ٹھہرا تھا۔۔۔کیونکہ یہ آواز اسے اپنے
نہایت ہی قریب سے آرہی تھی۔۔۔

"حانم شاہ کو جیتنے کا شوق ہو گا ضرور۔۔۔ مگر اس بار تمہارا سامنا ایس پی فیروز سے ہوا ہے۔۔۔ جس نے آج تک صرف اپنے دشمنوں کو ہرانا سیکھا ہے۔۔۔۔"

حانم جو صوفے کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔ فیروز پیچھے سے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کرتا حانم کو اپنی جگہ ساکت کر گیا تھا۔۔۔

منہ کی جانب انگور لے جاتا ہاتھ اپنی جگہ ساکت ہو چکا تھا۔۔۔ جسے دیکھ فیروز مزید آگے کو جھکتا حانم کے ہاتھ کو پکڑ کر اسی کے ہاتھوں سے وہ انگور اپنے منہ میں رکھ گیا تھا۔۔۔ ایسے کرتے حانم کی انگلیاں فیروز کے ہونٹوں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔ جس پر حانم کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے جھکنے پر اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک حانم کے اعصاب کو اپنے ساتھ جکڑ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ آنکھیں موندے ان پر بازو ٹکائے چت لیٹی تھی۔۔۔وہ اس وقت ہاسپٹل کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ڈاکٹر نے صبح ڈسچارج کرنے کو کہا تھا۔۔۔

خان حویلی کے تمام لوگ ہی صبح سے اس کے پاس موجود تھے۔۔۔نویرہ کے پاس کوثر بیگم بیٹھیں مسلسل قرآنی آیات پڑھ کر اس پر پھونک رہی تھیں۔۔۔نویرہ کے پاس ایک وقت پر ایک ہی فرد کو رکنے کی اجازت تھی۔۔۔

کوثر بیگم اپنی طبیعت خراب ہونے کے باوجود نجانے کتنے ٹائم سے ایسے ہی اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ سب کے بہت اصرار کے باوجود بھی۔۔ نویرہ کو ایسے چھوڑ کر جانے پر ان کا دل نہیں مان رہا تھا۔۔۔

پچھلے دس سال سے ان کی بیٹی جس اذیت کا شکار تھی۔۔ اس نے اس دکھیاری ماں کے کلیجے کو بھی چیر دیا تھا۔۔۔

ان کی آنکھوں سے وہ دن نہیں جاتا تھا۔۔ آج سے دس سال پہلے۔۔ نویرہ تب بائیس سال کی تھی جب سلطان شاہ کے بڑے بھائی اور بھابھی نے ان سے نویرہ کا ہاتھ مانگا تھا۔۔۔

خان حویلی والوں کے لیے یہ بہت ہی زیادہ خوشی کی بات تھی۔۔۔ کوثر بیگم اور یعقوب نیازی کے مطابق ان کی بیٹی کے لیے سلطان شاہ سے بہتر جوڑ

کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ جو اپنے گھر کی عورتوں کو شہزادیوں کی طرح رکھتا تھا۔۔۔

پہلے اپنی ماں اور پھر اپنی بھابھی کو بے پناہ عزت دیتا تھا۔۔۔ خاندان کی ہر لڑکی سلطان شاہ جیسے شخص کی طلبگار تھی۔۔۔ جسے نویرہ خان نیازی کی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ لڑکی تو ویسے ہی اس شخص کی دیوانی تھی۔۔۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ان کا نکاح کر دیا گیا تھا۔۔۔

نویرہ کو اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ جس شخص کو پانے کے لیے اس نے راتوں کو اٹھ کر تہجد میں دعا مانگی تھی۔۔۔ وہ اتنی آسانی سے اسے مل گیا تھا۔۔۔

مگر وہ بچاری یہ نہیں جانتی تھی کہ آنے والا وقت اس پر کتنی بڑی قیامت بن کر ٹوٹنے والا تھا۔۔۔

وہ دن جس کی خاطر نویرہ نے اپنی آنکھوں میں نجانے کتنے سپنے سجا رکھے تھے۔۔۔ وہ دن اس کی زندگی کا سب سے بھیانک دن ثابت ہوا تھا۔۔۔

اس کے سپنوں کو بری طرح سے روند دیا گیا تھا۔۔۔

وہ جیتے جاگتے زندہ لاش بن گئی تھی۔۔۔

اس کی زندگی کے گزشتہ دس سال اسی تکلیف اور اذیت میں گزرے تھے۔۔۔

کوثر بیگم کسی کی بات نہیں سن رہی تھیں۔۔۔ جب زاراب آ کر انہیں بہت مشکل سے وہاں سے لے کر گیا تھا۔۔۔۔

باقی سب ابھی بھی باہر ہی تھے۔۔۔ کسی کا بھی دل ابھی حویلی جانے کو نہیں کر رہا تھا۔۔۔ نویرہ کسی سے بھی سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔ وہ اپنی وجہ سے سب لوگوں کے آگے شرمندہ تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے گھر والے کبھی بھی اپنی خوشی میں ٹھیک سے خوش نہیں ہو پائے تھے۔۔

وہ کچھ نہ کرتے ہوئے بھی خود کو ان سب کا مجرم تصور کر رہی تھی۔۔۔

اس کا اکثر دل چاہتا تھا کہ وہ خود کو ختم کر دے۔۔۔

مگر یہ چیز بھی اس کے بس میں نہیں تھی۔۔۔

وہ آنکھیں موندے ایسے ہی بے سدھ لیٹی ہوئی تھی جب اسے ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔۔ اس نے آنکھوں سے بازو ہٹاتے اپنے ارد گرد دیکھا تھا۔۔۔

جہاں اس کی بھابھی روبینہ بیگم کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔وہ کچھ فاصلے پر کرسی پر بیٹھی شاید سو گئی تھیں۔۔۔

نویرہ کے ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھتی چاروں جانب نظریں گھما گئی تھی۔۔۔

جب اسے دائیں جانب موجود آدھ کھلی کھڑکی کے پردے پر کسی کا سایہ سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہاں کوئی تھا۔۔۔؟؟

نویرہ کا دل خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔

کیونکہ اس سائے میں جس شخص کی شبیہہ معلوم ہو رہی تھی اس کا خیال آتے ہی نویرہ کی سانسیں تھمنے لگی تھیں۔۔۔

وہ شخص ایک جگہ پر ہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔

نہ آگے آرہا تھا اور نہ پیچھے پلٹ رہا تھا۔۔

جیسے وہ نویرہ کی زندگی کے ساتھ کر رہا تھا۔۔۔

وہاں کوئی تھا۔۔۔؟؟

نویرہ کا دل خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔

کیونکہ اس سائے میں جس شخص کی شبیہہ معلوم ہو رہی تھی اس کا خیال آتے ہی نویرہ کی سانسیں تھمنے لگی تھیں۔۔۔

وہ شخص ایک جگہ پر ہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔

نہ آگے آرہا تھا اور نہ پیچھے پلٹ رہا تھا۔۔

جیسے وہ نویرہ کی زندگی کے ساتھ کر رہا تھا۔۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

نویرہ کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔

خوف کی ایک شدید لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔

آنکھیں سے آنسو رواں تھے۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ سے بے دردی کے ساتھ ڈرپ نکالتی بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔ ایک پل کے لیے اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔۔ سر پر بندھی پٹی میں درد کی ٹیسیں اٹھی تھیں۔۔۔ جن سب کو نظر انداز کرتی وہ آگے بڑھی تھی۔۔۔

ایک امید تھی اس کی آنکھوں میں۔۔ اس ستمگر کو ایک نظر دیکھ لینے کی امید۔۔۔

دس سال گزر جانے کے باوجود اس کے دل سے سلطان شاہ کی محبت کے نقش نہیں مٹ پائے تھے۔۔۔وہ آج بھی اس انسان کے سامنے ویسے ہی بے بسی تھی۔۔۔

کھڑکی تک پہنچتے پہنچتے وہ کئی بار لڑکھڑائی تھی۔۔۔ مگر اس نے حوصلہ نہیں ہارا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں کی وجہ سے بالکل دھندلا گئی تھیں۔۔اس نے قریب پہنچ کر جیسے ہی پردہ ہٹایا وہاں کسی کو نہ پاکر نویرہ کا چہرا پوری طرح سے آنسوؤں میں بھیگ گیا تھا۔۔۔

وہ شخص وہاں نہیں تھا۔۔۔

یا

اسے کے پاس آتے ہی ہٹ گیا تھا۔۔۔

یا پھر

اس کا کوئی وہم تھا۔۔۔

نویرہ کھڑکی کے پٹ پر ہاتھ رکھتے زرا سا آگے ہوئی تھی۔۔۔ آنکھیں موندے وہ اس ہوا میں گھلی اس شخص کی مہک محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔

جس کے چند سیکنڈز بعد ہی اسے شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔

کیونکہ اسے وہاں سلطان شاہ کی دلفریب مہک محسوس ہوئی تھی۔۔۔ دس سال گزر جانے کے بعد بھی وہ اس انسان کی کوئی بات نہیں بھولی تھی۔۔۔

اس کا مطلب یہ اس کا وہم نہیں بالکل وہ شخص واقعی وہاں موجود تھا۔۔۔

"نویرہ۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ نویرہ اس شخص کی تلاش میں خود کو مزید ہلکان کرتی اسے اپنے عقب سے روبینہ بیگم کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا سارا طلسم ٹوٹا تھا۔۔۔

"بھابھی وہ سل۔۔۔"

نویرہ بے اختیاری میں بولتے رکی تھی۔۔۔

"نویرہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔ میں ڈاکٹر کو بلاؤں۔۔۔؟؟"

روبینہ بیگم اس کی زرد پڑتی رنگت دیکھ فکر مند ہوئی تھیں۔۔ جس پر نویرہ نفی میں سر ہلاتی اپنے ٹھیک ہونے کا کہتی واپس بیڈ پر آن لیٹی تھی۔۔۔

جبکہ اس کی حالت دیکھ روبینہ بیگم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ وہ بتیس سال کی ہو چکی تھی۔۔ مگر اسے دیکھ کر آج بھی کسی کم سن نازک سی دوشیزہ کا خیال گزرتا تھا۔۔۔

ان دس سالوں نے اس پر کوئی خاص اثر نہیں چھوڑا تھا۔۔ ہاں وہ بس پہلے سے زیادہ پرکشش اور حسین ہو گئی تھی۔۔

کھڑکی پر پھر سے چند سیکنڈز کے لیے وہ سایہ لہرایا تھا۔۔ اور پھر اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے دھندلا ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بہت تھکا دینے والا دن تھا آج تو۔۔۔ آف سر درد سے پھٹ رہا ہے۔۔۔ اب تو ہاسٹل جا کر آرام ہی کروں گی میں۔۔ کل تک کوئی نہ اٹھائے مجھے۔۔۔ سر فیاض کی اسائمنٹ تو بہت خوار کرتی ہے۔۔اور نمبر بھی اتنی کنجوسی سے دیتے ہیں۔۔۔ جیسے پتا نہیں کیا ہو جائے گا انہیں۔۔۔۔"

شاہنور کلاس سے نکلتی اپنی فرینڈ ایمان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔ جو شاید اس وقت اس کی بات سے زیادہ توجہ سے کہیں اور دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یہ اتنا ہینڈسم بندہ ہماری یونی میں کون آیا ہے۔۔۔؟؟ اسے پہلے تو کبھی نہیں دیکھا۔۔۔۔"

ایمان کے اشتیاق بھرے انداز پر شاہنور اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔

"تمہیں تو یونی کا ہر بندہ ہی ہینڈسم لگتا ہے۔۔۔ کوئی نئی بات بتاؤ۔۔۔"

شاہنور نے ایک شخص کے سوا آج تک کبھی کسی کو بھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔ مگر وہ شخص اسے بہت ہی مدتوں بعد کبھی کبھار ہی اپنا دیدار کرواتا تھا۔۔۔

وہ شخص اپنے لیے کسی لڑکی کی اتنی دیوانگی سے بالکل انجان تھا۔۔۔ اور نہ ہی شائع کبھی اس دیوانگی کو سمجھ پاتا۔۔ کیونکہ وہ محبت کے معاملے میں بالکل بے بہرہ تھا۔۔۔

اسے صرف انتقام لینے میں مزا آتا تھا۔۔۔

وہ اپنے دشمنوں کو کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔

"یار ایک بار دیکھ تو لو۔۔۔ یہ واقعی بہت زیادہ ہینڈسم ہے۔۔ دیکھو لڑکیاں کیسے پاگل ہوئی پڑی ہیں۔۔۔ سرفیاض کے ساتھ کھڑا ہے۔۔۔ ضرور ان کا

کوئی ریلیٹیو یا یونی کا کوئی نیو پروفیسر ہو گا۔۔۔ہائے کاش یہ ہمارا نیو پروفیسر نکل آئے۔۔۔بہت مزا آئے گا۔۔۔"

ایمان کے اس قدر ایکسائیٹڈ انداز پر شاہنور نے بے دلی سے اس جانب دیکھا تھا۔۔۔ مگر وہاں کھڑی شخصیت پر نظر پڑتے ہی وہ ارد گرد کی ہر شے فراموش کر گئی تھی۔۔۔

اسے دنیا کی ہر شے تھمتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

وہ کوئی اور نہیں ارشیان خان نیازی تھا۔۔۔

شاہنور کتنے ہی لمحے پتھر کا مجسمہ بنی اسے دیوانہ وار نگاہوں سے تکے گئی تھی۔۔۔

اس کی بے قرار نگاہیں ارشیان کے بازو کا جانب اٹھی تھیں۔۔ مگر وہ اب بالکل ٹھیک لگا تھا۔۔ شاہنور کے دل میں سکون سا سرایت کر گیا تھا۔۔۔

سیاہ لباس میں اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ وہ پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔۔ اردگرد موجود تمام لوگ اس کو اشتیاق بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"اتنی پاورفل اور بارعب شخصیت کا مالک شخص سٹوڈنٹ تو نہیں لگتا۔۔۔ ضرور یہ نیو پروفیسر ہے۔۔۔ واؤ یار شاہنور کتنا مزا آئے نا اگر یہ ہینڈسم بندہ ہمیں پڑھائے گا۔۔۔"

ایمان کی ایکسائٹمنٹ کا لیول ہی الگ تھا۔۔۔ شاہنور اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔ اپنی دوست سمیت اس کا دل چاہا تھا وہاں موجود تمام لڑکیوں کی

آنکھوں پر ہاتھ رکھ دے۔۔۔ جو اس کے خان کو ایسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔

لیکن ایمان کی بات پر اس کے دل نے بھی یہی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔ اگر ایسا ہو جاتا تو وہ اسے روز ایک نظر دیکھ تو سکتی تھی۔۔۔ اور بات کرنے کا موقع بھی مل جاتا۔۔۔۔

شاہنور نے ارشیان کے ارد گرد اس کے خاص آدمی شرافت کو تلاشا تھا۔۔۔ اسے پورا یقین تھا شرافت اس کے سائے کی طرح ساتھ ہی ہو گا۔۔۔ جب اسے ایک جانب وہ سر جھکائے کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔

"آج تو تم میری بات کرواؤ گے ہی سہی اپنے خان سے۔۔۔ ایسے نہیں جانے دوں گی میں تمہیں۔۔۔۔"

شاہنور نے گھور کر شرافت کو دیکھا تھا۔۔ جس نے اس دن بھی اسے ارشیان سے نہیں ملنے دیا تھا۔۔۔

وہ ایمان کو وہیں رکنے کا کہتی شرافت کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب شرافت بھی اسے اپنی جانب آتا دیکھ چکا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی کو دیکھ اسے گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔ اگر یہ بھی یہاں ہی پڑھتی تھی تو آنے والا وقت خیر کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں آنے والا تھا۔۔۔

"کیا آج بھی تمہارے خان بات نہیں کریں گے مجھ سے۔۔۔۔؟"

شاہنور نے شرافت کے مقابل آتے اسے گھورا تھا۔۔۔

جو اسے اپنے سامنے دیکھ نگاہیں مزید جھکا گیا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"حانم شاہ کو جیتنے کا شوق ہو گا ضرور۔۔۔ مگر اس بار تمہارا سامنا ایس پی فیروز سے ہوا ہے۔۔۔ جس نے آج تک صرف اپنے دشمنوں کو ہرانا سیکھا ہے۔۔۔۔"

حانم جو صوفے کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔ فیروز پیچھے سے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کرتا حانم کو اپنی جگہ ساکت کر گیا تھا۔۔۔

منہ کی جانب انگور لے جاتا ہاتھ اپنی جگہ ساکت ہو چکا تھا۔۔۔ جسے دیکھ فیروز مزید آگے کو جھکتا حانم کے ہاتھ کو پکڑ کر اسی کے ہاتھوں سے وہ انگور اپنے منہ میں رکھ گیا تھا۔۔۔ ایسے کرتے حانم کی انگلیاں فیروز کے ہونٹوں

سے ٹکرائی تھیں۔۔۔ جس پر حانم کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے جھکنے پر اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک حانم کے اعصاب کو اپنے ساتھ جکڑ گئی تھی۔۔۔۔

حانم کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سن بیٹھی رہ گئی تھی۔۔۔ مین ڈور تو وہ اندر سے لاک کر کے بیٹھی تھی۔۔ پھر یہ شخص کہاں سے آگیا تھا۔۔۔

حانم کو لگا تھا کہ وہ اندر نہیں آپائے گا۔۔۔

مگر یہ شخص اس سے بھی دو قدم آگے چلتا تھا۔۔۔

"کک کہاں سے آئے ہو تم۔۔۔؟؟"

حانم سے اچانک سے کوئی بات نہیں بن پائی تھی۔۔۔اسے یاد تھا کہ اس نے ساری ونڈوز بھی اچھے سے لاک کی تھیں۔۔۔

وہ جلدی سے فورٹ کی پلیٹ ٹیبل پر رکھتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوتی فیروز سے فاصلے پر ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ فیروز کی نگاہیں تو اس کے حلیے سے اٹک گئی تھیں۔۔۔وہ اس سے پوچھے بغیر مزے سے اس کا فیورٹ لباس زیب تن کیے ہوئے تھی۔۔۔

وہ بہت زیادہ کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔

اس کے کھلے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ جبکہ کہنیوں تک نظر آتی دودھیا بازو کی دلکشی کا الگ ہی لیول تھا۔۔۔انتہائی مضبوط

اعصاب کے مالک فیروز سے بھی ان نازک کلائیوں سے نگاہیں ہٹا پانا مشکل ہوا تھا۔۔۔

حانم اس شخص کی ان بے باک نگاہوں پر بری طرح گھبراہٹ کا شکار ہوتی وہاں سے ہٹنے کو تھی۔۔۔ جب فیروز نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں دبوچتے اسے صوفے کی جانب دھکیل دیا تھا۔۔۔

حانم لہرا کر سنگل صوفے پر گری تھی۔۔۔

اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر فیروز اس کے دائیں بائیں اپنی ہتھیلیاں ٹکاتا اس پر جھک آیا تھا۔۔۔

حانم کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں واضح ہوئی تھیں۔۔۔

"تو میرا شک بالکل ٹھیک تھا۔۔ تم پاگل نہیں ہو۔۔۔ مگر دو سال پاگل خانے میں گزار کر آئی ہو۔۔ کیوں۔۔۔؟؟"

بات کرتے فیروز کی نگاہیں اس کے گریبان کے بٹن پر پڑی تھیں۔۔ جو کھلا ہوا تھا۔۔۔

حانم کو پہلے اس کے سوال اور پر نگاہوں کے زاویے پر اپنی ہتھیلیاں بھیگتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ وہ اتنی جلدی اس شخص کے ہاتھ آجانے کا نہیں سوچ رہی تھی۔۔۔ اس لیے فلحال اس کا دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔

"مم میں وہ۔۔۔۔"

حانم نے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔ مگر اس وقت کوئی بھی جھوٹ بولنے میں اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔۔۔

"ابھی بھی اپنے ساتھیوں سے رابطے میں ہو۔۔۔ ہے نا۔۔؟"

فیروز خان کی سرد نگاہیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

"تم کیا بول رہے ہو۔۔؟ میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔"

حانم کو اچانک سے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔۔۔ وہ پہلی بار ایسی کسی سچویشن میں پھنسی تھی۔۔

"راستے میں میرا ایکسیڈنٹ کروانے کی کوشش تم نے کی۔۔۔ تاکہ میں یہاں نہ پہنچ سکوں۔۔۔"

فیروز کی بات پر حانم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"ایکسیڈنٹ۔۔۔؟؟"

حانم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اسے بری طرح زچ کررہی تھی۔۔۔

جب فیروز نیازی نے اس کا بازو اپنی گرفت میں دبوچتے اسے خود سے قریب کیا تھا۔۔۔

"تم مجھے بہت ہلکے میں لے رہی ہو۔۔۔ مگر بہت جلد تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ تم نے مجھ سے الجھ کر اپنے لیے جس قدر گھاٹے کا سودا کیا ہے۔۔۔۔ اس بات کو تو بھول ہی جاؤ کہ تم کبھی سلطان شاہ کو زندہ حالت میں دیکھ پاؤ گی۔۔۔۔"

فیروز کا بس نہیں چل رہا حانم شاہ کی عقل ٹھکانے لگا دے۔۔ مگر ابھی وہ ایسا کر پانے میں بالکل بے بس تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب سلطان شاہ کے حوالے سے دی جانے والی دھمکی حانم کا دل چیر گئی تھی۔۔ اس کے پاس اس کے چچا کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔

وہ انہیں کچھ نہیں ہونے دے سکتی تھی۔۔۔

"اپنے چاچو کو بچانے کے لیے اگر مجھے تمہاری جان بھی لینی پڑی تو میں ایسا بھی کر گزروں گی۔۔۔ مگر سلطان شاہ کو کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔۔"

حانم اپنے بیڈروم کی جانب بڑھتے فیروز کو بھیگی نگاہوں سے گھورتی خود سے عہد کر گئی تھی۔۔۔

"میرے ایک وار سے ڈر گئے تم۔۔۔ ابھی تو تمہیں میرے بہت سارے وار سہنے ہیں فیروز خان نیازی۔۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے مجھے اپنے پاس قید کر کے تم نے اپنی بربادی کو آواز دے دی ہے۔۔۔۔"

حانم سمجھ چکی تھی کہ سلطان شاہ کو اسی شخص سے خطرہ تھا۔۔۔ اس لیے اب فیروز خان نیازی اس کا دشمن اور پہلا ٹارگٹ بن چکا تھا۔۔۔

جسے راستے سے ہٹا کر ہی وہ سلطان شاہ تک پہنچ سکتی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بولو کیا خبر ہے۔۔۔۔؟؟"

میرب ٹیرس پر کھڑی سامنے نظر آتے سبزہ زار کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ مگر اتنا خوبصورت منظر دیکھنے کے بعد بھی اس کی آنکھوں میں کوئی خاص رنگ نہیں تھے۔۔۔

ایک عجیب سا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔

"زاراب خان نیازی ہر طرف سے برتری میں ہے۔۔۔ نرمین قریشی کی پارٹی زاراب خان کی پارٹی کے ساتھ اتحاد کر چکی ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے زاراب خان کا پلڑہ مزید بھاری ہو چکا ہے۔۔۔ اب انہیں جیتنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔"

دوسری جانب سے جو خبر سنائی گئی تھی۔۔ وہ میرب کو اندر تک سلگھا گئی تھی۔۔۔

اس نے مٹھیاں بھینچتے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔

"زمین قریشی کب واپس آئی۔۔۔مجھے پہلے اس بارے میں آگاہ کیوں نہیں کیا گیا۔۔۔؟"

میرب کے آگ اگلتے لہجے پر دوسری جانب خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔کیونکہ وہاں اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

"زمین قریشی اور زاراب خان نیازی کے بیچ تعلقات کیسے ہیں۔۔"

اپنے دل پر پتھر رکھتے اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔۔۔

وہ منتظر تھی کہ دوسری جانب سے وہ جواب ملے جو وہ سننا چاہتی ہے۔۔۔ مگر وہ ساتھ یہ بھی جانتی تھی کہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔

"میم وہ۔۔۔کافی کلوز ہیں دونوں۔۔۔کل رات نرمین قریشی کو رات گئے زاراب خان نیازی کے شہر والے گھر سے نکلتے دیکھا گیا ہے۔۔۔آج بھی دونوں پورا وقت ساتھ ساتھ ہی تھے۔۔۔"

یہ الفاظ سن کر میرب کے دل پر بجلیاں سی گری تھیں۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر گالوں پر پھسل آیا تھا۔۔

اس شخص کو ہر دوسری لڑکی میں انٹرسٹ تھا سوائے اس کے۔۔۔

"ٹھیک ہے نظر رکھو دونوں پر۔۔۔۔مجھے ان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی خبر چاہئیے۔۔۔۔"

میرب دوسرے جانب موجود اپنے مخبر کو ہدایت دیتی کال کاٹ گئی تھی۔۔۔۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو زاراب خان۔۔۔ تمہیں اب بتاؤں گی میں انتقام لینا کسے کہتے ہیں۔۔۔۔"

میرب اپنے آنسو رگڑتے حسین راجپوت کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

جہاں وہ جانتی تھی اس وقت گھر کے سب بڑے موجود تھے۔۔۔

"میرو پاگل تو نہیں ہو گئی تم۔۔۔ یہ کیا بول رہی ہو تم۔۔۔؟؟ راجپوت خاندان کی بیٹیاں اب سیاست کریں گی۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔"

شمع بیگم اپنی بیٹی کے منہ سے نکلتے الفاظ سن کر بے یقینی سے بولی تھیں۔۔۔

جبکہ حسین راجپوت کے علاوہ باقی سب کا ری ایکشن بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔۔

"اس میں غلط کیا ہے ماما۔۔۔ آپ لوگوں نے ہمیشہ اس گھر کی بیٹیوں کو بیٹوں کے مطابق اہمیت اور حقوق دیئے ہیں۔۔ ہمیں ہماری مرضی کے مطابق پڑھایا لکھایا ہے۔۔۔ تو اب اچانک لڑکے لڑکیوں کی بات کہاں سے آگئی۔۔۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔۔۔؟"

میرب جانتی تھی اسے ایسے ہی ری ایکشن ملیں گے۔۔ اس لیے وہ خود کو پہلے ہی اس سب کے لیے تیار کر کے آئی تھی۔۔۔

سب لوگ کچھ نہ کچھ بول رہے تھے۔۔ جبکہ حسین راجپوت خاموشی سے بیٹھے اپنی پوتی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو زاراب خان نیازی کی مخالف پارٹی جوائن کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"نہیں سیماب آپ ایسا کچھ نہیں کریں گی۔۔۔ آپ اس کے علاوہ جو فیلڈ جوائن کرنا چاہیں میں آپ کو نہیں روکوں گا۔۔ مگر سیاست آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔"

سرمد راجپوت نے سختی سے منع کرتے دوٹوک لہجہ اپنایا تھا۔۔۔ باقی سب بھی ان کے حامی تھے۔۔۔

"داداجی پلیز۔۔۔۔۔"

میرب نے بے چارگی بھری نگاہیں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ انہوں نے کبھی اس کی کوئی بات نہیں ٹالی تھی۔۔۔ اسے پوری امید تھی کہ وہ اس کی مدد ضرور کریں گے۔۔۔۔

اس لڑکی کو دیکھ شرافت کو گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔ اگر یہ بھی یہاں ہی پڑھتی تھی تو آنے والا وقت خیر کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں آنے والا تھا۔۔

"کیا آج بھی تمہارے خان بات نہیں کریں گے مجھ سے۔۔۔؟"

شاہنور نے شرافت کے مقابل آتے اسے گھورا تھا۔۔

جو اسے اپنے سامنے دیکھ نگاہیں مزید جھکا گیا تھا۔۔۔

"خان کو انجان لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں ہے۔۔۔"

اس نے بہت ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔

جس پر شاہنور نے نگاہیں اٹھا کر ارشیان خان نیازی کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ یہ تو بہت بار سن چکی تھی کہ خانوں میں سب سے زیادہ اونچی ناک اور غرور اسی شخص میں تھا۔۔

"انہوں نے میری مدد کی ہے۔۔۔میں صرف ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ نہایت ہی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔

شاہنور کو وہ شخص اپنی پہنچ سے بہت دور لگا تھا۔۔۔

"خان آئے روز بہت لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔۔۔ان کے لیے یہ عام بات ہے۔۔۔وہ بھول بھی چکے ہیں اس واقع کو۔۔آپ کا ان کے پاس جانا انہیں اچھا نہیں لگے گا۔۔۔"

شرافت بس کسی بھی طرح اس لڑکی کو ارشیان خان نیازی سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔اسی میں ہی اس لڑکی کی بھلائی تھی۔۔۔

مگر وہ پاگل دیوانی اس کی بات سمجھنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

"تو کیا ہوا میں یاد دلا دیتی ہوں۔۔۔"

شاہنور آج اس شخص سے بات کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔۔۔

وہ شرافت کو وہیں چھوڑتی ارشیان کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جواب کسی پر فون پر بات کرتا قدرے کم رش والے حصے کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح سرد و سپاٹ تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔وہ شاید وہ کسی سے بہت غصے میں بات کر رہا تھا۔۔۔شاہنور کو تو اس شخص کا غصہ بھی بہت اچھا لگتا تھا۔۔

وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی اس کے فون بند کرنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔"

وہ فون بند کرتا وہاں سے ہٹنے ہی والا تھا جب شاہنور نے اسے جلدی سے پکارا تھا۔۔۔

ارشیان خان نیازی رکا تھا۔۔۔ مگر پلٹ کر اس لڑکی کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ جو اسے رکتا دیکھ خود ہی اس کے سامنے آگئی تھی۔۔۔

"میرا نام شاہنور راجپوت ہے۔۔۔ مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔۔ اس رات آپ نے میری جان بچائی تھی۔۔۔"

اس کے تیور دیکھ شاہنور ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ گئی تھی۔۔۔

جبکہ ارشیان کو بھی چند سیکنڈز لگے تھے اس لڑکی کو پہنچاننے میں۔۔۔۔ آج تک اتنی معصومیت اس نے پہلے کہیں نہیں دیکھی تھی۔۔۔۔

اور اوپر سے یہ لڑکی اس کے دشمنوں کی بیٹی تھی۔۔۔وہ کوشش کے باوجود بھی اس لڑکی کو بھول نہیں پایا تھا۔۔۔جو کچھ وقت کے لیے اس کی بانہوں میں بھی رہی تھی۔۔

"شاہنور راجپوت۔۔۔۔؟؟فیصل راجپوت کی بیٹی۔۔۔رائٹ؟؟؟"

ارشیان نے اس کی جانب قدم بڑھاتے اس کو سر سے پیر تک گھورا تھا۔۔۔

اس کے انداز پر شاہنور خوف سے کانپ گئی تھی۔۔یہ شخص ایسا کیوں کر رہا تھا۔۔۔

اس کے پوچھنے پر شاہنور کا سر اثبات میں ہلا تھا۔۔۔

"اگر اپنی خیریت چاہتی ہو۔۔ تو دوبارہ مجھے مخاطب مت کرنا۔۔۔ ورنہ مجھے یاد آجائے گا کہ تم پوری رات میرے فارم ہاؤس پر تھی۔۔۔ ہمارے بیچ کچھ نہیں ہوا یہ بات صرف میں اور میرے آدمی جانتے ہیں۔۔۔ میں بدنام کر دوں گا تمہیں۔۔۔ جس کے بعد نہ تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل بچو گی اور نہ تمہارا خاندان۔۔۔۔"

ارشیان نیازی اپنی لال ہوتی آنکھوں پر سن گلاسز لگاتا اسے زہر خند لہجے میں وارن کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ شاہنور اس کے لہجے میں چھپی نفرت پر ساکت سی کھڑی رہ گئی تھی۔۔۔ وہ اسے دھمکی دے رہا تھا۔۔۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟؟؟ہم دونوں کے خاندانوں کے بیچ تو اب کوئی دشمنی نہیں بچی نا۔۔۔"

شاہنور کی خوش فہمی لمحے بھر میں چکنا چور ہوئی تھی۔۔۔اس نے بہت مشکل سے اپنے آنسو روک رکھے تھے۔۔۔

یہ خوبرو شخص اسے اپنا دشمن مانتا تھا۔۔جسے نجانے کب سے وہ اپنے دل کی سب سے اونچی مسند پر بیٹھا چکی تھی۔۔۔

ارشیان کی نگاہیں اس لڑکی کے بے حد سرخ پڑتے چہرے پر تھیں، ہونٹ کپکپا رہے تھے، آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر چکی تھیں۔۔۔اور نوز پن تو الگ ہی سوگواریت کا شکار لگی تھی۔۔۔

بلاشبہ یہ لڑکی نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھی۔۔۔

پنک لباس کا ہم رنگ دوپٹہ سر پر سجائے وہ سیاہ شال کو کندھوں کے گرد لپیٹے نازک سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ جس کا دل وہ شخص توڑنے کا خواہاں تھا۔۔۔

کیونکہ ابھی تک وہ اس کے دل کے حال سے واقف نہیں تھا۔۔۔ اگر ہو جاتا تو اس لڑکی پر ایسا ظلم کبھی نہ کرتا۔۔۔

"تم لوگ جس خوش فہمی میں جینا چاہتے ہو جی لو۔۔۔ مگر میرے لیے راجپوت خاندان ہمیشہ میرا دشمن ہی رہے گا۔۔۔ جسے میں کبھی سکون سے جینے نہیں دوں گا۔۔۔ میرے راستے میں مت آنا لڑکی۔۔۔ بے موت ماری جاؤ گی۔۔۔۔"

وہ اس معصومیت کے پیکر کو خاص وارننگ دیتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔ جبکہ شاہنور اس کی باتوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی لڑکھڑا سی گئی تھی۔۔۔

تو کیا یہ شخص اسے کبھی نہیں مل پائے گا۔۔۔؟؟

کب سے رکے آنسو شاہنور کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"دادا جی پلیز۔۔۔۔۔"

میرب نے بے چارگی بھری نگاہیں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ انہوں نے کبھی اس کی کوئی بات نہیں ٹالی تھی۔۔۔ اسے پوری امید تھی کہ وہ اس کی مدد ضرور کریں گے۔۔۔

"میرب بابا کو تنگ مت کرو۔۔ ہم سب تمہیں اپنا فیصلہ سنا چکے ہیں۔۔۔

اس لیے اب جاؤ یہاں سے۔۔۔"

سرمد راجپوت اپنی ضدی بیٹی کی اس عادت سے بہت تنگ تھے۔۔۔

میرب نے امید بھری ایک آخری نگاہ حسین راجپوت پر ڈالی تھی۔۔۔ جو پر سوچ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔ انہیں ایسے کی چپ بیٹھا دیکھ۔۔ میرب خفگی بھرے انداز میں ان سے ناراض ہو کر وہاں سے جانے ہی والی تھی۔۔

جب حسین راجپوت کی پکار نے اس کے قدم وہیں روک دیئے تھے۔۔۔

"رک جاؤ میرب۔۔۔ میں تمہاری یہ بات ماننے کو تیار ہوں۔۔۔"

حسین راجپوت کی بات پر جہاں میرب خوشی سے اچھل گئی تھی۔۔وہیں باقی سب نے ہی حیران نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ مگر بولا کوئی کچھ نہیں تھا۔۔۔

میرب جانتی تھی کہ آخری فیصلہ حسین راجپوت کا ہی ہونا تھا۔۔۔

"آج تک میں تمہاری ہر خواہش کا احترام کرتا آیا ہوں۔۔۔ تمہاری یہ بات بھی مان لی جائے گی۔۔۔ مگر تمہیں وعدہ کرنا ہوگا کہ وقت آنے پر تم بھی میری خواہش کا احترام کرتے میرا کیا فیصلہ مانو گی۔۔۔ تمہیں میرے منتخب کردہ لڑکے سے شادی کرنی ہوگی۔۔۔"

حسین راجپوت نے بہت سوچ سمجھ کے پتا پھینکا تھا۔۔۔

جس پر میرب ایک لمحے کے لیے تو کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔۔اس کے دل میں ایک کانٹا سا آن چبھا تھا۔۔۔

گزری کچھ باتیں آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی تھیں۔۔

مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔۔وہ میرب راجپوت تھی۔۔۔اپنی فیلنگز چھپانا اسے بہت اچھے سے آتا تھا۔۔۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔میں وعدہ کرتی ہوں۔۔آپ کی بات مانوں گی۔۔۔"

میرب کو بے پناہ خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ اب باقاعدہ طور پر سیاست کی دنیا میں قدم رکھنے والی تھی۔۔۔

"تھینک یو سو مچ دادا جان۔۔۔یو آر دا بیسٹ۔۔۔۔"

میرب ان کے گال پر بوسہ دیتی خوشی سے جھومتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

"وہ شہروز گیلانی کی پارٹی جوائن کرنا چاہتی ہے۔۔۔جو پوری طرح سے زاراب خان کے خلاف ہے۔۔۔یہ کر کے کہیں خان حویلی والوں کے ساتھ ہمارے تعلقات سنبھلنے کے بجائے مزید خراب نہ ہو جائیں۔۔۔"

سرمد راجپوت نے باپ کے فیصلے پر بنا کوئی اعتراض اٹھائے صرف اپنا ایک خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔۔

جس پر حسین راجپوت دھیرے سے مسکرا دیئے تھے۔۔۔

"دوسری جانب زاراب خان ہے۔۔۔بہت بڑے دل کا مالک۔۔۔وہ ایسا کوئی موقع آنے ہی نہیں دے گا۔۔۔"

حسین راجپوت کو ہمیشہ سے زاراب خان نیازی بہت پسند تھا۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے سب سے زیادہ خلاف بھی یہی شخص تھا۔۔۔

مگر پھر بھی انہیں اس کار کھ رکھاؤ اور اپنے خاندان کے آگے چٹان بن کر کھڑے ہو جانا بہت پسند تھا۔۔۔وہ چاہتے تھے ان کے خاندان میں بھی کوئی ایسا انسان ہو۔۔۔ان کے اپنے پوتے تو کسی کام کے نہیں نکلے تھے۔۔۔ مگر انہیں میرب میں وہ ساری خوبیاں نظر آتی تھیں۔۔۔جو زاراب خان میں تھیں۔۔۔

وہ دونوں ٹکر کے لوگ تھے۔۔۔اس لیے وہ میرب کو بھی زاراب کے مقابلے پر لانا چاہتے تھے۔۔۔تاکہ ان کی پوتی کسی بھی حوالے سے کمزور نہ پڑے۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خان حویلی میں اس وقت گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔بڑے سے ہال کمرے میں حویلی کے تمام مرد حضرات موجود تھے۔۔۔

خواتین میں سے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔کیونکہ بات بہت زیادہ حساس تھی۔۔۔

یعقوب خان نہیں چاہتے تھے کہ کسی بھی طرح یہ بات نویرہ تک پہنچے۔۔۔
جس کی طبیعت پہلے ہی بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔

ارشیان نیازی، فیروز نیازی اور زاراب نیازی تینوں اپنے دادا کے بلاوے پر ایک ساتھ آئے تھے۔۔۔

ان تینوں کے سنجیدہ چہرے کچھ بہت غلط ہونے کا پتا دے رہے تھے۔۔۔

"کیا یہ جو خبروں میں چل رہا ہے یہ سچ ہے۔۔۔؟؟"

یعقوب خان نے اپنی مٹھیاں بھینچے بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتے فیروز خان سے پوچھا تھا۔۔۔

جبکہ ارشیان ماحول کی سنگینی کا احساس کیے بغیر صوفے کی پشت پر بازو پھیلائے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا موبائل میں مگن تھا۔۔۔

جیسے وہ جانتا ہو کہ فیروز کا جواب کیا آنے والا تھا۔۔۔

یعقوب خان کو اس لمحے اپنے پوتوں پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔۔۔

ان سمیت ابھی تک کوئی بھی یہ بات سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ وہ تینوں جو بھی کام کرتے تھے۔۔ اس میں ان تینوں کی رضامندی شامل ہوتی تھی۔۔۔

اپنے دادا کی بات پر فیروز نے نگاہیں اٹھا کر سکرین کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں سلطان شاہ کی پولیس کسٹڈی میں خودکشی کرنے کی خبریں چل رہی تھیں۔۔۔

جس کے پیچھے یعقوب خان کو بنا کسی شک وشبہ کے اپنے پوتوں کا ہاتھ ہی لگ رہا تھا۔۔۔

"اگر خبروں میں ایسا چل رہا ہے اور پولیس ذرائع نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے تو پھر یہ سچ ہی ہو گا۔۔۔ سلطان جیسے بزدل انسان اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں۔۔۔"

فیروز خان نیازی جس لاپرواہی سے بولا تھا۔۔۔ یعقوب خان کا دل چاہا تھا اپنے پوتے کا دماغ ٹھکانے لگا دے۔۔۔

جو ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے سلطان شاہ کوئی بہت ہی عام انسان ہو۔۔۔ جس کے مرنے یا زندہ رہنے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

"یہ تصویریں کب اور کیوں کھینچی گئی ہیں۔۔۔ ان تصویروں کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔۔"

فیروز کے رویے سے نالاں ہوتے اب کی بار یعقوب خان نیازی نے ارشیان کو مخاطب کرتے اس کے سامنے ٹیبل پر وہ ساری تصویریں رکھی تھیں۔۔۔ جن میں شاہنور اس کی بانہوں میں تھی۔۔۔ اور کہیں اس کے فارم ہاؤس پر دکھائی گئی تھی۔۔۔

"یہ تصویریں کس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں میرے خیال میں یہاں موجود تمام لوگ سمجھ چکے ہیں۔۔۔مجھے نہیں لگتا مجھے تفصیل بتانے کی ضرورت ہے۔۔۔۔"

ارشیان نیازی کافی روکھے اور بے لچک انداز میں بولتا یعقوب خان نیازی کا غصہ مزید بڑھا گیا تھا۔۔۔

زاراب اور فیروز کے علاوہ باقی سب سر پکڑ کر رہ گئے تھے۔۔۔

وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ ان سر پھروں کو کیسے قابو کریں۔۔۔

"زاراب یہ سب کیا ہے۔۔۔یہ لوگ کچھ بھی کرتے پھر رہے ہیں اور تم ان کا ساتھ دے رہے ہو۔۔۔مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔بہت مایوس کیا ہے تم نے مجھے۔۔۔۔"

زاراب کی جانب دیکھتے اب کی بار وہ پژمردہ لہجے میں بولے تھے۔۔۔ جس پر ان تینوں نے پریشانی بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"جتنی فکر آپ دوسروں کی لے رہے ہیں۔۔۔ کاش اتنی اپنے خاندان کی لی ہوتی تو آج ہم اس حال میں نہ ہوتے۔۔۔"

ارشیان اب بھی بولنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔

جس پر یعقوب خان افسوس سے اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔۔ زاراب نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا تھا۔۔

"داداجان یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں فیروز یا ارشیان کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔"

زاراب نے ہمیشہ کی طرح ان دونوں کی وکالت ہی کی تھی۔۔۔ جو بات یعقوب نیازی کو بہت بری لگی تھی۔۔

"سلطان شاہ کی خودکشی کے پیچھے فیروز کا ہاتھ نہیں ہے۔۔۔ تم لوگ میرے ہاتھوں بڑے ہوئے ہو اور مجھے ہی سبق پڑھا رہے ہو۔۔۔ میں بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ دنیا والوں کے سامنے تم لوگوں نے سلطان کو مار دیا ہے۔۔۔ جبکہ اصل حقیقت کچھ اور ہے۔۔۔ سلطان زندہ ہے۔۔ وہ کہاں ہے یہ بات تم لوگ بہت اچھے سے جانتے ہو۔۔۔ اس کے ساتھ کچھ بھی الٹا سیدھا کرنے سے پہلے یہ بات یاد رکھنا کہ وہ میرا سگا بھانجا اور داماد ہے۔۔۔ اسے اگر کچھ بھی ہوا تو تم لوگ میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔۔۔"

یعقوب خان اپنا فیصلہ سناتے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

باقی سب بھی ایک ایک کر کے اٹھ گئے تھے۔۔۔

اب وہاں صرف وہ تینوں ہی رہ گئے تھے۔۔۔

"آخر کب تک یہ سب چلتا رہے گا۔۔۔ دادا جان کیوں ہر بار ہمارے ہاتھ باندھ دیتے ہیں۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتی یہ یعقوب خان نیازی ہمارے دادا جان ہیں یا ہمارے دشمنوں کے۔۔۔۔ انہیں ہر بار ہم غلط اور باقی سب ٹھیک کیوں لگتے ہیں۔۔۔"

فیروز اکتائے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جس پر ارشیان اور زاراب مسکرا دیئے تھے۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟؟"

فیروز نے ان دونوں کو گھورا تھا۔۔۔

"تمہیں زرا زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔۔۔"

ان دنوں کا اشارہ اس کے نکاح کی جانب تھا۔۔۔

جو سمجھتے فیروز کے ماتھے پر بل واضح ہوئے تھے۔۔۔

"بہت بری جگہ پھنسایا ہے تم دونوں نے مجھے۔۔۔ مگر جہاں تم لوگ پھنسنے والے ہو وہ بھی کسی خطرے سے کم نہیں ہے۔۔۔"

وہ تینوں ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے۔۔۔

"بہت بری جگہ پھنسایا ہے تم دونوں نے مجھے۔۔۔ مگر جہاں تم لوگ پھنسنے والے ہو وہ بھی کسی خطرے سے کم نہیں ہے۔۔۔"

وہ تینوں ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے۔۔۔

ان کے مسکرانے پر فیروز نے مصنوعی خفگی سے جواب دیا تھا۔۔ جس پر ان دونوں کے چہروں کے تاثرات بدلے تھے۔۔

"ناممکن۔۔۔"

زاراب نے سیگریٹ سلگھاتے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔

جیسے اس کے لیے کوئی بھی شے خطرے کا باعث نہ ہو۔۔

"ناممکن کو ممکن ہوتے زیادہ وقت نہیں لگتا زاراب خان نیازی۔۔۔سنا ہے میرب راجپوت سیاست میں قدم رکھ چکی ہے۔۔ وہ بھی شہروز گیلانی کے سنگ۔۔۔"

فیروز کے استہزایہ انداز میں ادا کیے گئے جملے پر زاراب کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔ مگر چند سیکنڈز کے اندر ہی وہ خود کو نارمل کر گیا

تھا۔۔ لیکن پھر بھی اس کی اندرونی کیفیت اس کے دونوں کزنز سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔۔

ارشیان خاموشی سے سیگریٹ سلگھاتا ان دونوں کو سلگھتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ اس کے لیے یہ ساری باتیں بالکل فضول تھیں۔۔ اس کی زندگی میں ایسی کوئی نہیں تھی۔۔ جس سے اسے خطرہ ہوتا۔۔

"وہ لڑکی کچھ بھی کرے۔۔ میرا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔"

زاراب کا لہجہ بالکل اجنبی تھا۔۔۔

جس پر فیروز اور ارشیان دونوں کے چہروں پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔ کیونکہ وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ زاراب خان نیازی جو کہہ رہا تھا۔۔ ویسا وہ کبھی نہیں کرنے والا تھا۔۔۔

"اگر واقعی ایسا ہی ہے تو پھر بہت اچھی بات ہے۔۔"

ارشیان نے اس کی بات پر اسے سراہا تھا۔۔ مگر فیروز اب بھی پوری طرح سے اس کی بات پر یقین نہیں کر پایا تھا۔۔

لیکن زاراب کی صورت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ میرب راجپوت کے حوالے سے اب مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا اس لیے انہوں نے بھی مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا۔۔۔

"ان کا کیا کرنا ہے اب۔۔۔"

فیروز کا اشارہ ان فوٹو گرافس کی طرف تھا۔۔ جن پر ارشیان مسلسل نگاہیں گاڑھے ہوئے تھا۔۔

"ابھی صرف سنبھال کر رکھنا ہے۔۔۔ کیونکہ ان کا استعمال صحیح وقت میں کیا جائے گا۔۔۔"

ارشیان کی نگاہیں اس حسن کے پیکر پر تھیں۔۔ جو اسے باقی لڑکیوں کی طرح زیادہ اٹریکٹ نہیں کر پائی تھی۔۔ اسے روتی ہوئی لڑکیاں بالکل بھی پسند نہیں تھیں۔۔ اور یہ لڑکی ہر بار اس سے روتے ہوئے ہی ملی تھی۔۔۔

زاراب اور فیروز اس کے خطرناک ارادوں سے بہت اچھی طرح واقف تھے۔۔ انہوں نے اسے روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ارشیان کسی قیمت پر نہیں رکنے والا تھا۔۔۔ اس کا وجود جس طرح لہولہان کیا گیا تھا۔ وہ اذیت ایک ہی صورت بھر سکتی تھی۔۔

جب وہ اپنا انتقام پورا کرتا۔۔

اور بد قسمتی سے اس کے اس انتقام کی لپیٹ میں شاہنور راجپوت کا وجود آن ٹھہرا تھا۔۔۔

جس شخص کے لیے وہ اپنے دل میں نجانے کتنے خواب سجائے بیٹھی تھی۔۔ وہی شخص اس کی بربادی کی وجہ بننے والا تھا۔۔

وہ تینوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔۔

اپنی زندگی میں آئے نئے چیلنجز سے لڑنے کی خاطر۔۔اور اپنے خاندان کو دشمنوں سے پروٹیکٹ کرنے کی خاطر۔۔۔

بظاہر دونوں خاندانوں کو دیکھ کر ایسا ہی لگتا تھا۔۔ جیسے ان کے بیچ سب کچھ نارمل ہے۔۔۔ لیکن سالوں پہلے جو طوفان تباہی مچا کر گئے تھے ان کے آثار ابھی بھی باقی تھے۔۔۔۔

اور آنے والے وقتوں میں وہ مزید گہرے ہونے والے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز فلیٹ کے اندر داخل ہوا تھا۔۔ جب اسے اندر کا ماحول کافی غیر معمولی سا لگا تھا۔۔ ہر طرف بالکل خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ نہ ہی کہیں اسے اپنی کانسٹیبل رفعت نظر آئی تھی۔۔ اور نہ ہی حانم۔۔

وہ رفعت کو کئی بار کال کر چکا تھا۔۔ مگر اس کا نمبر سوئچڈ آف آرہا تھا۔۔ جو بات فیروز کو شدید تشویش میں مبتلا کر گئی تھی۔۔ وہ اسی لیے شہر لوٹتے ہی فوراً فلیٹ پر پہنچا تھا۔۔

وہ حانم شاہ کو کسی قیمت پر انڈر ایسٹیمیٹ نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ لڑکی کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔

فیروز سیدھا حانم کے روم میں داخل ہوا تھا۔۔

مگر جیسے ہی وہ انٹر ہوا سامنے کا منظر دیکھ وہ اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔۔۔

سامنے ہی کرسی پر رفعت کو رسیوں سے باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔۔۔ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔۔۔ اس کا سر ایک جانب لڑھکا ہوا تھا۔۔ پورا کمرہ خالی پڑا تھا۔۔۔

حانم کہیں بھی نہیں تھی۔۔۔

فیروز رفعت کو اٹھانے سے پہلے تشویش کے عالم میں واپس پلٹا تھا۔۔ اس کے لیے پہلے حانم کو ڈھونڈنا زیادہ ضروری تھا۔۔ اگر وہ یہاں سے بھاگ گئی

تھی۔۔ تو یہ بہت برا ہو چکا تھا۔۔۔ جس کے نتائج بہت خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔۔ جو وہ کبھی نہیں ہونے دینے چاہتا تھا۔۔

فیروز پلٹا ہی تھا جب اسی لمحے دروازے سے اندر داخل ہوتی حانم نے اس کے سر پر گن کی پشت سے وار کیا تھا۔۔

جو اپنا دفاع کرتے فیروز کے عین ماتھے پر جا لگا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے فیروز اس مزاحمت کرتی حملہ آور شیرنی کو اپنے شکنجے میں لے چکا تھا۔۔

جو اسے مارنے کا پورا پلان کیے بیٹھی تھی۔۔

اس گن میں گولیاں نہیں تھیں ورنہ وہ فیروز پر گولیاں چلانے سے بھی باز نہ آتی۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔"

حانم دبے پیر اس پر پیچھے سے وار کرنے آئی تھی۔۔ مگر فیروز کہیں نہ کہیں آہٹ محسوس کر چکا تھا۔۔۔ اسی لیے اس نے فوراً ایکشن لیتے حانم کو دبوچ لیا تھا۔۔

جو اب پوری طرح سے اس کے شکنجے میں تھی۔۔ جبکہ اس کی اس حرکت پر فیروز بھی اب کافی تپ چکا تھا۔۔۔

وہ اس کی دونوں کلائیوں کو اس کے پیٹ پر باندھے اسے پوری طرح اپنے حصار میں قید کیے ہوئے تھا۔۔ جس کی وجہ سے حانم اس کے کافی قریب ہو چکی تھی۔۔۔

یہی بات حانم کو کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اتنی آسانی سے میری قید سے نکل پاؤ گی۔۔جان سے مار دوں گا اگر دوبارہ ایسی گھٹیا اور ناکام پلاننگ کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔"

اس کی کلائیوں پر اپنے گرفت ناقابلے رحم حد تک سخت کرتے فیروز اس کے کان میں زہر خند سرگوشی کرتا اذیت کے مارے اس کی چیخیں نکال گیا تھا۔۔۔

"تم مان لو ایس پی۔۔۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی لکھی ہے۔۔۔میں جان سے مار دوں گی تمہیں۔۔۔"

حانم نے اذیت کے مارے آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کے باوجود اس کے آگے ہمت نہیں ہاری تھی۔۔۔

جس کے جواب میں فیروز کے ہونٹوں سے نکلا استہزا یہ قہقہہ حانم کو مزید جلا کر راکھ کر گیا تھا۔۔۔

اس نے پلٹ کر فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جب اس کی نظر فیروز کے خون آلود ماتھے اور وہاں سے نیچے بہتے خون پر پڑی تھی۔۔۔اس کی جانب سے کیا گیا وار خالی نہیں گیا تھا۔۔بلکہ فیروز کے ماتھے پر بہت گہرا نشان چھوڑ چکا تھا۔۔۔

جو دیکھ حانم کے رگ وپے میں سکون سا اتر گیا تھا۔۔

یہ شخص اس کا دشمنِ اول تھا۔۔جسے اب وہ جان سے مار کر ہی سکون سے بیٹھنے والی تھی۔۔

اس گھر میں ٹی وی وغیرہ یا باہر سے آئی کسی قسم کی نیوز نہیں مل سکتی تھی۔۔ رفعت فون پر بات کر رہی تھی۔۔ تب حانم کے کانوں میں اس کی سلطان شاہ کی خودکشی کے حوالے سے بات پڑی تھی۔۔ جس پر وہ کسی قیمت پر بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔ کہ سلطان شاہ جیسا مضبوط اعصاب کا مالک انسان خودکشی کر سکتا ہے۔۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ اس میں بھی فیروز کی ہی کوئی چال تھی۔۔ جس بات نے اسے گھائل شیرنی بنا کر رکھ دیا تھا۔۔

وہ اس ایس پی کو اب جان سے مارنا چاہتی تھی۔۔

اس شخص نے اس کا پہلا حملہ ناکام بنا دیا تھا۔۔ مگر وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔

"سلطان شاہ کہاں ہیں۔۔۔؟؟"

وہ خود کو فیروز سے چھڑوانے کی پوری کوشش کرتے چلائی تھی۔۔

"وہیں جہاں اسے بہت پہلے چلے جانا چاہیے تھا۔۔۔ مگر یہ عظیم کام سرانجام دینے میں ہمیں تھوڑا وقت لگ گیا۔۔"

فیروز اسے یوں ہی اپنی قید میں اٹھائے روم سے باہر نکل آیا تھا۔۔

جبکہ اس شخص کا یہ پختہ مضبوط لہجہ حانم کو مزید آگ لگا گیا تھا۔۔

اس نے ایک زور دار کہنی فیروز کے سینے میں دے ماری تھی۔۔ جس کے جواب میں فیروز نے اسے اٹھا کر صوفے پر پھینک دیا تھا۔۔ وہ دھان پان سی لڑکی اس کے لمبے وجود کے آگے کچھ بھی نہیں تھی۔۔

حانم کی کمر بہت بری طرح صوفے سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔۔اس کے
ہونٹوں سے ہلکی سی کراہ نکلی تھی۔۔۔

مگر اس نے سامنے خونخوار تیوروں کے ساتھ کھڑے فیروز کو دیکھ دوبارہ
وہاں سے اٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

جس کا ماتھا اور ایک سائیڈ سے چہرا بالکل خون آلود ہو چکا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

شاہنور کا موڈ ارشیان سے اس دن ہوئی ملاقات کے بعد بہت سخت آف تھا۔۔اس شخص کے الفاظ اور نفرت آمیز لہجہ اس کے جذبات سے بھرے نازک دل کو بری طرح لہولہان کر گیا تھا۔۔۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جس شخص سے وہ اتنی محبت کرتی تھی۔۔۔وہ اس سے شدید نفرت کرتا تھا۔۔۔

شاہنور کے ہاسٹل اور یونیورسٹی کے درمیان بہت کم فاصلہ تھا۔۔اس لیے اکثر وہ پیدل ہی یونیورسٹی آجاتی تھی۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے اس کے اندر جو آگ لگی ہوئی تھی۔۔

اس نے شاہنور کا سکون پوری طرح سے چھین رکھا تھا۔۔وہ نہ ٹھیک سے کچھ کھا پارہی تھی۔۔اور نہ ہی سو پارہی تھی۔۔

اس کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی فیلنگز پر کیسے کنٹرول رکھے۔۔

اس شخص کو اپنے دل و دماغ پر حاوی ہونے سے کیسے روکے۔۔

جس کا عشق سلو پوائزن کی طرح آہستہ آہستہ اس کے رگ وپے میں اتر رہا تھا۔۔۔

اور وہ چاہنے کے باوجود کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

اس وقت بھی وہ ارشیان خان نیازی کی سوچوں میں گم یونیورسٹی کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھی جب ایک سیاہ گاڑی اس کے پاس سے گزرتی گیٹ کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

شاہنور کی نگاہیں اس گاڑی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

کیونکہ وہ پہچان چکی تھی کہ یہ گاڑی کس کی ہے۔۔۔

وہ خود بھی تو اس گاڑی پر سفر کر چکی تھی۔۔۔

شرافت کو گاڑی سے نکلتا دیکھ وہ اپنی جگہ پر رک سی گئی تھی۔۔

جب شرافت پچھلی طرف کا دروازہ کھولتا ایک جانب ہو کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔ شاہنور کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ جب اسی لمحے ڈارک براؤن پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ شخص بڑے کروفر سے باہر نکلا تھا۔۔۔

شاہنور کچھ فاصلے پر کی کھڑی تھی۔۔ مگر ارشیان نے اس کی جانب نگاہ غلط ڈالنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

شاہنور یک ٹک سی وہاں کھڑی رہی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے اسے اپنے پیچھے گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا۔۔۔ وہ بھول چکی تھی کہ بے دھیانی میں وہ بالکل گیٹ کے درمیان میں آن کھڑی ہوئی ہے۔۔۔

اپنے کان کے بہت قریب آتی اچانک سے اس آواز پر شاہنور گھبرا کر پلٹی تھی۔۔

جب کسی نے اس کا ہاتھ تھام کر دھیرے سے اسے سائیڈ پر کیا تھا۔۔۔

شاہنور نے حیرت زدہ سا ہو کر ہاتھ تھامنے والے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جب سامنے کھڑے نوفل گیلانی کو دیکھ وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔

اسی لمحے ارشیان خان نیازی نے بھی پلٹ کر اس جانب دیکھا تھا۔۔۔جب شاہنور کو اپنے دشمنِ اول کے ساتھ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مسکراتے کھڑا دیکھ اس کی آنکھوں میں شرارے سے پھوٹے تھے۔۔۔

لیکن وہ بنا کچھ بولے وہاں سے ہٹتا چلا گیا تھا۔۔۔

شرافت نے افسوس آمیز نگاہوں سے پلٹ کر شاہنور کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو بچاری بنا کسی قصور کے انجانے میں ایک ایسی دلدل میں دھنستی جا رہی تھی۔۔۔

جہاں سے زندگی بھر کے لیے واپس لوٹنا ناممکن ہونے والا تھا اس کے لیے۔۔

"میڈم کیا ہو جاتا ہے آپ کو۔۔۔؟ کہیں بھی کھڑے کھڑے سوچنے لگ جاتی ہیں۔۔ بہت قیمتی ہیں آپ اپنا دھیان رکھا کریں۔۔۔"

احمد گیلانی اپنے مخصوص مہذب اور شگفتہ لہجے میں مسکراہٹ سجائے اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

شاہنور نا محسوس طریقے سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال گئی تھی۔۔ اس کی اس حرکت پر نوفل دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔

اسے یہ موم کی گڑیا شروع سے ہی بہت پسند تھی۔۔ ہر طرح کی بناوٹ سے پاک معصوم سی لڑکی۔۔۔ جو کبھی کسی کے بارے میں کچھ غلط نہیں سوچتی تھی۔۔

شاہنور ایک آئیڈیل لڑکی تھی۔۔ جو کسی کی بھی اولین ترجیح بن سکتی تھی۔۔۔ جیسے نوفل گیلانی کی بن چکی تھی۔۔۔

" تھینکس۔۔۔ آپ آج اتنے دنوں بعد۔۔ کہاں تھے آپ۔۔؟؟"

شاہنور کو اس شخص کا اتنی اہمیت دینا عجیب سے احساس سے دوچار کر دیتا تھا۔۔۔ اسی احساس سے نکلنے کے لیے اس نے بات تبدیل کی تھی۔۔۔

"آپ نے میری کمی کو محسوس کیا۔۔۔؟؟"

اس کے سوال پر نوفل نے خوش ہوتے پوچھا تھا۔۔

جبکہ اس کا جواب دینے کے بجائے شاہنور نے نگاہیں اٹھا کر نگاہوں سے

اوجھل ہوتے ارشیان خان نیازی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جواب بہت دور

جا چکا تھا۔۔

شاہنور کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔کمی تو وہ اس

شخص کی محسوس کرتی تھی۔۔ ہر لمحہ ہر پل۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

نوفل کے سوال پر شاہنور ہمیشہ کی طرح صاف گوئی سے جواب دیتے بولی تھی۔۔ اسے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں تھی۔۔ کبھی کبھار مصلحت کے تحت بات دبا دیتی تھی۔۔ مگر جھوٹ اور غلط بیانی نہیں کرتی تھی۔۔۔

اس وقت بھی نوفل کا زرا سا بھی دل رکھنے کے بجائے وہ صاف اور واضح لفظوں میں سچ اسے بتا گئی تھی۔۔ وہ اپنی کلاس کا ٹائم ہو جانے پر اس سے معذرت کرتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

جب اس کے جواب پر نوفل کتنے ہی لمحے وہیں کھڑا مسکراتا رہا تھا۔۔۔

"بہت جلد تمہیں اپنا بنا کر اپنی اہمیت کا احساس ضرور دلاؤں گا پیاری لڑکی۔۔۔ تم اپنی قسمت پر نازاں کرو گی۔۔۔"

احمد نے اس کے نازک وجود کو نگاہوں کے فوکس میں لیتے مخمور لہجے میں کہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"بہت خوشی ہو رہی ہے مجھے۔۔۔ آپ جیسی ٹیلینٹڈ بچی کو اپنی پارٹی میں شامل ہوتے دیکھ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ایماندار اور محنتی لوگوں کی ہی ضرورت ہے۔۔"

سرفراز گیلانی میرب کے سر پر ہاتھ رکھتے شفقت بھرے لہجے میں بولے تھے۔۔۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی شہروز کے ساتھ وہاں ایک سیمینار میں آئی تھی۔۔ اسے دیکھ کافی لوگ حیران بھی ہوئے تھے۔۔۔ کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ راجپوت خاندان کی بیٹی سیاست میں شرکت کر چکی ہے۔۔

سرفراز گیلانی اتحاد لیگ کے چیئرمین اور شہروز گیلانی کے والد تھے۔۔ ان کے حسین راجپوت کے ساتھ بہت گہرے مراسم تھے۔۔ دونوں خاندانوں کا ایک دوسرے کی طرف کافی آنا جانا بھی تھا۔۔

لیکن وہیں دوسری جانب یعقوب خان نیازی اور سرفراز گیلانی کی کبھی نہیں بنی تھی۔۔ دونوں خاندانوں کے بیچ ہمیشہ ایک سرد جنگ چھڑی رہتی تھی۔۔۔ ان دونوں کی آپس کی نفرت ان کے بچوں میں بھی منتقل ہو چکی تھی۔۔۔

جس کے بعد اب معاملات زیادہ خراب ہو چکے تھے۔۔ کہیں نہ کہیں راجپوتوں اور نیازی خاندان کے بیچ دشمنی اور مخالفت کی اصل وجہ بھی گیلانی خاندان کے لوگ ہی تھے۔۔۔

جن میں سرفہرست سرفراز گیلانی اور شہروز گیلانی کو ہی سمجھا جاتا تھا۔۔

حسین راجپوت ہر معاملے میں بہت زیادہ محتاط رہتے تھے۔۔وہ اب نیازی خاندان سے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔ مگر میرب کی ضد کے آگے انہیں اس کی یہ بات مانی پڑی تھی۔۔۔

"زاراب خان نیازی تک تواب تک یہ خبر پہنچ گئی ہو گی۔۔۔بچارا پھر سے جل بھن رہا ہو گا۔۔۔"

شہروز نے میرب کے برابر کرسی پر براجمان ہوتے کہا تھا۔۔

"زاراب خان نیازی کے پاس تواب تک یہ خبر پہنچ گئی ہو گی۔۔۔بچارا پھر سے جل بھن رہا ہو گا۔۔۔"

شہروز نے میرب کے برابر کرسی پر براجمان ہوتے کہا تھا۔۔

جبکہ میرب جو بے صبری سے اس شخص کی منتظر انٹرنس پر نگاہیں ٹکائے ہوئے تھی۔۔زاراب کے نام پر اس کی آنکھوں میں غصہ سا بھر گیا تھا۔۔۔

"مجھے پرواہ نہیں ہے اس کی۔۔اور نہ ہی اسے میری کوئی پرواہ ہے۔۔۔پلیز میرے سامنے دوبارہ اس انسان کا ذکر مت کرنا۔۔جس کی میں شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔"

میرب کو شہروز کا یوں زاراب کے حوالے سے بات کرنا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔

"اتنی نفرت کرتی ہو اس سے۔۔۔"

شہروز کو جیسے ابھی بھی یقین نہیں تھا کہ یہ دونوں لوگ ایک دوسرے سے شدید نفرت کرتے تھے۔۔۔

"تمہاری سوچ سے بھی کہیں زیادہ۔۔۔"

میرب کی نگاہوں کی بے قراری ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی ہی جارہی تھی۔۔۔ جب اچانک اس کی نظر انٹرنس میں داخل ہوتی نرمین قریشی پر پڑی تھی۔۔۔ اس کے اندر ایک ان دیکھی آگ بھڑک اٹھی تھی۔۔ نرمین کی نگاہیں بھی اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔ اس کے چہرے پر ایک انجانہ سا احساس تھا۔۔ جو میرب کو جلا کر راکھ کر گیا تھا۔۔

نرمین اس وقت بلو کلر کے ڈریس میں دوپٹہ سلیقے کے ساتھ سر پر ٹکائے سفید شال کندھوں کے گرد اوڑھے زاراب خان نیازی کی پسند کے مطابق ڈھلی ہوئی تھی۔۔۔ جو بات میرب کے غصے میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔ اسے کب سے یہ بات سننے میں آرہی تھی کہ نرمین قریشی آہستہ آہستہ

زاراب نیازی کے قریب ہو رہی ہے۔۔ مگر آج میرب یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اچھے سے سمجھ بھی گئی تھی۔۔۔

زاراب کی پسند اور ناپسند میرب سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ اس لیے نرمین جیسی ماڈرن اور سٹائلش لڑکی کا ایک دم بدلہ یہ حلیہ اسے اچھا خاصہ حیران کر گیا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ پوری طرح سے ویسے ہی بی ہیو کر رہی تھی۔۔ جیسے زاراب کو لڑکیوں کا بی ہیو کرنا پسند تھا۔۔

اس کا دھیرے سے مسکرانا۔۔۔ اور بہت ہی میچور انداز میں بات کرنا۔۔۔ وہ پوری طرح سے خود کو زاراب خان کے لیے بدل چکی تھی۔۔

"السلام وعلیکم! کیسی ہیں مس میرب راجپوت۔۔۔ ویلکم ٹو پولیٹیکس۔۔۔ زرا محتاط ہو کر رہئے گا۔۔ یہ دنیا آپ جیسے معصوم لوگوں کے لیے بالکل نہیں ہے۔۔۔ اپنا مزید نقصان نہ کروا بیٹھئے گا۔۔"

نرمین خاص طور پر اس سے ملنے آتے طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔۔ اس کا اشارہ میرب کے ساتھ بیٹھے شہروز کی جانب تھا۔۔ جو وہ دونوں ہی اچھے سے سمجھ گئے تھے۔۔

"میرے نقصان کی فکر مت کریں آپ مس نرمین قریشی۔۔۔ اپنے اردگرد نگاہ دوڑائیں کیا پتا زیادہ خطرے اور خسارے میں آپ ہوں۔۔"

میرب کا اشارہ کس کی جانب تھا۔۔ نرمین اچھے سے سمجھتی دھیرے سے مسکرادی تھی۔۔

"میں زندگی بھر اسی خطرے کے حصار میں رہنے کی خواہشمند ہوں میرب۔۔۔ کیونکہ یہ خطرہ بہت زیادہ حسین ہے۔۔ جس کی خواہش پر لڑکی کرتی ہے۔۔ پر وہ ہے صرف میرے قریب۔۔"

نرمین اسے نرمی سے جواب دیتی زاراب کے ذکر پر چمکتی آنکھوں کے ساتھ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

جبکہ میرب کا چہرا لٹھے کی مانند سفید ہو چکا تھا۔۔ نرمین کے لہجے میں چھپا استحقاق نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم کی کمر بہت بری طرح صوفے سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی کراہ نکلی تھی۔۔۔

مگر اس نے سامنے خونخوار تیوروں کے ساتھ کھڑے فیروز کو دیکھ دوبارہ وہاں سے اٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

جس کا ماتھا اور ایک سائیڈ سے چہرا بالکل خون آلود ہو چکا تھا۔۔۔

"سلطان شاہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تم لوگ۔۔میں جانتی ہوں وہ زندہ ہیں۔۔۔ تم مجھے بہت ہلکے میں لے رہے ہو ایس پی۔۔ تمہیں ایسی مات دے کر جاؤں گی کہ ساری زندگی اس اذیت سے بلبلاتے رہو گے۔۔۔"

حانم کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ابھی سامنے کھڑے انسان کو جان سے مار دے۔۔وہ ایسا کر بھی گزرتی اگر اس کے پاس اتنی طاقت ہوتی تو۔۔۔

اس کی بات پر فیروز ایسے مسکرایا تھا۔۔ جیسے کسی بچے کی نادانی پر مسکرایا جاتا ہے۔۔

وہ دونوں ہاتھ صوفے کے ہینڈز پر ٹکاتا اس کی جانب جھکا تھا۔۔ حانم اس سے فاصلہ بر قرار رکھنے کی کوشش میں صوفے کی پشت سے جا لگی تھی۔۔۔

"پہلے خود کو میری قید سے تو نکال لو۔۔ پھر بعد میں یہ بڑی بڑی باتیں کرنا۔۔۔ وہ انسان ایک بہت بڑا کریمنل ہے۔۔۔ معصوم جانیں لی ہیں اس نے۔۔۔ اگر تمہیں اس کی اصلیت پتا چل جائے تو اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرو گی۔۔۔ اتنا گھٹیا ہے وہ۔۔۔ اس انسان کے پیچھے اپنی زندگی برباد مت کرو۔۔ جو آج تک کسی کا نہیں بن سکا۔۔ تمہارا خیر خواہ کیسے ہو گا بھلا۔۔۔"

وہ آج پھر فیروز کے لباس میں ہی ملبوس تھی۔۔ بلیک ہاف سلیوز ٹی شرٹ جو حانم کے گھٹنوں کو چھو رہی تھی۔۔ نیچے اس نے اپنے ہی ڈریس کا ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔۔

شرٹ کا گلا کھلا ہونے کی وجہ سے وہ بار بار اسے ہاتھ سے اوپر کھینچتی فیروز کی نگاہوں سے پزل ہو رہی تھی۔۔۔ جو اس کے بہت ہی زیادہ قریب تھا۔۔ اور یہی دیکھ رہا تھا کہ یہ لڑکی کس استحقاق سے اس کے کپڑے استعمال کر رہی تھی۔۔

"تم اس دنیا کے آخری انسان بھی ہوئے میں تب بھی تم پر بھروسہ نہیں کروں گی۔۔ اپنی یہ جھوٹی کہانیاں اپنے پاس رکھو۔۔۔"

اس کی بات پر حانم تلملا کر پیچھے ہوئی تھی۔۔جب اس کی شرٹ کندھے سے ایک جانب ڈھلکی تھی۔۔۔اسی لمحے فیروز کی نظر اس کے دائیں کندھے سے زرا سا نیچے موجود برتھ مارک پر پڑی تھی۔۔۔

جو فیروز کی ساری توجہ اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔وہ بہت چھوٹا سا نشان تھا۔۔۔مگر اس میں ایک عجیب سے کشش تھی۔۔حانم کے فوراً شرٹ اوپر کھینچ لینے کے باوجود فیروز کی نگاہیں وہاں سے نہیں ہٹ پائی تھیں۔۔۔

حانم اس کے انداز سے بری طرح پزل ہوئی تھی۔۔۔

ایک خمار سا فیروز کی آنکھوں میں چھا گیا تھا۔۔

وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

"مجھے تمہاری طرف سے کسی بھی شے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔۔۔پر تم جو یہ پیٹھ پیچھے کھیل کھیل رہی ہو۔۔وہ تمہارے لیے مسائل پیدا کر سکتا ہے۔۔میں بس تمہیں اتنا سمجھا رہا ہوں۔۔ سنبھل جاؤ۔۔۔کیونکہ میرے جانب سے دی گئی سزا تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔"

فیروز اس کی جانب سے اپنی نگاہیں پھیرتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ جبکہ حانم کی نگاہوں نے دور تک اس کی چوڑی پشت کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

"سزا تو وہ ہو گی جو میں تمہیں دوں گی ایس پی۔۔تیاری پکڑو کی میرے ہاتھوں برباد ہونے کے لیے۔۔بہت غلط لڑکی سے الجھ رہے ہو تم۔۔۔"

حانم اس پر حملہ کرنے کے حوالے سے بالکل بھی غلط نہیں تھی۔۔۔اس کے مطابق یہ شخص اس کا سب سے بڑا دشمن تھا۔۔جسے اس نے اب ہر حال میں راستے سے ہٹانا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"شاہنور تمہیں پتا ہے آج ہماری کلاس کس کے ساتھ ہے۔۔۔"

ایمان جو کب سے شاہنور کی منتظر تھی۔۔۔اسے آتا دیکھ ایکسائیٹڈ ہوتی فوراً اس کی جانب بڑھی تھی۔۔

"کس کے ساتھ۔۔۔؟؟"

شاہنور نے سرسری سا پوچھا تھا۔۔کیونکہ اس کا دماغ پوری طرح ابھی کچھ دیر پہلے دیکھی اس مغرور انسان کی جھلک میں کھویا ہوا تھا۔۔

وہ شخص جتنا اسے اگنور کر رہا تھا۔۔شاہنور کا اتنا ہی اس شخص کی جانب مائل ہو رہا تھا۔۔

اس نے ارشیان خان نیازی کا سالوں انتظار کیا تھا۔۔اب جب وہ اس کے سامنے آرہا تھا تو وہ بھلا کیسے اپنی کیفیت پر قابو رکھ پاتی۔۔

"اسی ڈیشنگ اور ہینڈسم بندے کے ساتھ۔۔۔جسے اس دن دیکھا تھا۔۔سر فیاض کی جگہ اب وہ ہمیں ہسٹری پڑھائیں گے۔۔سب لوگ بہت خوش ہیں کہ سر فیاض سے جان چھوٹی۔۔۔ہمارا خون نچوڑ کر رکھا ہوا تھا انہوں نے۔۔۔"

ایمان کی بات پر شاہنور کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔کلاس کی جانب بڑھتے اس کے قدم وہیں تھم گئے تھے۔۔۔

"کک کیا۔۔۔؟؟ووووہ کیسے ہمیں پڑھائیں گے۔۔۔"

شاہنور نے ہونق بنے ایمان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"یہ کیسا سوال ہوا۔۔۔؟؟ جیسے باقی سب پروفیسرز پڑھاتے ہیں ویسے ہی پڑھائیں گے وہ ہمیں۔۔۔ چلو بھی اب۔۔۔ سنا ہے وہ کافی سٹریکٹ ہیں۔۔
"

ایمان اس کا ہاتھ تھامے جلدی سے بولی تھی۔۔۔ کلاس شروع ہونے میں سے پانچ منٹ رہ گئے تھے۔۔

"تم چلو میں بس آرہی ہوں۔۔۔"

شاہنور بے جان ہوتے وجود کے ساتھ ایک جانب بینچ پر بیٹھتی بیگ سے پانی کی بوتل نکالتے بولی تھی۔۔ جس پر ایمان اثبات میں سر ہلاتی آگے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"اللہ جی یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا آپ نے۔۔۔ وہ تو بہت غصے والے ہیں۔۔۔ مجھے تو بالکل بھی پسند نہیں کرتے۔۔ اسی انسان کی محبت میرے دل میں ڈالنی تھی آپ نے۔۔"

شاہنور پانی کے چند گھونٹ اپنے اندر اتارتی روہانسے لہجے میں اللہ سے شکوہ کرتے بولی تھی۔۔ اسے ارشیان سے بہت زیادہ ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔ وہ جس قدر سادہ، صاف دل اور معصوم تھی۔۔

وہ شخص اتنا ہی گھمنڈی، پر اسرار اور مغرور تھا۔۔

شاہنور خود کو نارمل کرتی کلاس روم کی جانب بڑھی تھی۔ اس نے جیسے ہی اندر قدم رکھا سامنے ہی اسے ڈائس کے قریب اپنی سحر انگیز پرسنالٹی کے ساتھ وہ کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔

شاہنور کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

"مے آئی کم ان سر۔۔۔"

شاہنور کے ہونٹوں سے بہت باریک سی آواز برآمد ہوئی تھی۔۔

مگر ارشیان تک نہ تو اس کی آواز پہنچی تھی اور نہ ہی ارشیان نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شاہنور نے ایک بار پھر اسے پکارا تھا۔۔۔

جس پر ارشیان نے نگاہیں موڑتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جب دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی لڑکی کو دیکھ اس کا خون کھول اٹھا تھا۔۔

وہ جتنا اس لڑکی سے پیچھا چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔یہ اتنی ہی اس کے سامنے آرہی تھی۔۔۔

"کم ہیئر اینڈ انٹروڈیوس یور سیلف۔۔۔"

وہ پوری کلاس سے انٹرو لے چکا تھا۔۔۔شاہنور کو اندر آنے کا اشارہ کرتے اس نے اسے پاس بلایا تھا۔۔۔ تمام سٹوڈنٹس ارشیان کی پرسنالٹی سے کافی مرعوب نظر آرہے تھے۔۔۔ارشیان کی شاہنور کی جانب اٹھتی سرد نگاہیں اور شاہنور کا جواب میں لرزنا کانپنا زیادہ نوٹس نہیں کر پائے تھے وہ سب۔۔۔

شاہنور کلاس کی سب سے ہونہار سٹوڈنٹ تھی۔۔ ہمیشہ پریزنٹیشن میں سب سے زیادہ مارکس اسی کے آتے تھے۔۔ مگر آج اسے دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا۔۔ جیسے اسے بولنا بھی نہ آتا ہو۔۔

"کم ہیئر۔۔۔"

ارشیان کی بھاری گھمبیر آواز دوبارہ اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

شاہنور نے نہایت ہی بے چارگی کے عالم میں اس کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔۔ اسے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔۔۔

اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو کر گر جائے گی۔۔۔

وہ سینے پر بازو باندھے گہری سنجیدگی بھری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔ شاہنور اس سے کچھ فاصلے پر ڈائس پر آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

ارشیان کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک شاہنور کے نتھنوں کو چھوتی اس کے اوسان خطا کر رہی تھی۔۔شاہنور نے اپنی مٹھیاں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔

وہ جس شخص کی توجہ ہمیشہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔۔اس وقت اس شخص کی توجہ اسی پر تھی۔۔جو اس نازک جان کے لیے برداشت کر پانا ناممکن ہو رہا تھا۔۔

وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ بول پاتی۔۔جب اچانک اس کا سر بری طرح چکرایا تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی زمین بوس ہونے کو

تھی۔۔جب ارشیان نے آگے بڑھتے اسے اپنی آہنی گرفت میں تھام لیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ بہت بری حالت میں خون میں لت پت کچرے کے ڈھیر کے پاس پڑا تھا۔۔رات کی تاریکی میں وہ اس ڈھیر کا ہی حصہ معلوم ہو رہا تھا۔۔۔اس کے ارد گرد ہی کتے بلیاں گند پر منہ مار رہے تھے۔۔

وہ بالکل بے سدہ پڑا تھا۔۔

وہ مضبوط اعصاب کا مالک انسان اپنی زندگی سے ہار گیا تھا۔۔وہ تھک چکا تھا اس قید اور نارسائی کی زندگی سے۔۔۔وہ اپنی بے گناہی کا یقین دلاتے دلاتے تھک چکا تھا۔۔وہ مرنا چاہتا تھا۔۔ مگر اب تو موت بھی اسے گلے نہیں لگا رہی تھی۔۔

اسے انسان تو کیا موت بھی قبول کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔

اتنی سزا برداشت کرنے کے باوجود اسے ابھی تک اپنا قصور نہیں نظر آیا تھا۔۔

آخر اس نے کیا غلط کیا تھا۔۔ کیا محبت کرنا اتنا بڑا جرم تھا۔۔ کہ اس سے اس کا سب کچھ چھین لیا گیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر کیچڑ میں گرے تھے۔۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔۔ جس میں اس کا پورا وجود بھیگ رہا تھا۔۔

جب اچانک اس کے کانوں میں آنسوؤں میں بھیگی ایک نسوانی آواز آن ٹکرائی تھی۔۔

"چاچو۔۔ چاچو۔۔۔"

ٹارچ کی مدھم سی روشنی کے ساتھ وہ بنا کسی شے کی بھی پرواہ کیے گھٹنوں کے بل اس کے پاس آن بیٹھی تھی۔۔

آہستہ آہستہ بارش تیز ہو رہی تھی۔۔ اس نے اپنا دودھیا گداز ہاتھ سلطان کے کندھے پر رکھا تھا۔۔ جواب کیچڑ کی وجہ سے بھر چکا تھا۔۔

"حانی۔۔۔"

دوسری جانب سے بہت مشکل کے ساتھ اس کا نام پکارا گیا تھا۔۔اذیت کے مارے لب ہولے سے ہلے تھے۔۔

حانم نے بہت مشکل سے یہ آواز سنی تھی۔۔جس میں چھپا غصہ حانم کو اچھے سے سمجھا گیا تھا کہ سلطان کو اس کا یہاں آکر اپنی لائف کو خطرے میں ڈالنا کتنا برا لگا تھا۔

سلطان سے بول پانا مشکل ہوا تھا۔۔اس پر بہت زیادہ تشدد کیا گیا تھا۔۔۔

اپنے جان سے عزیز چاچو کی یہ حالت دیکھ حانم کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔

"جب آپ نے کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑا تو آپ کو کیسے لگا کہ میں آپ کو اکیلے چھوڑ دوں گی۔۔ کچھ نہیں ہونے دوں گی آپ کو میں۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔"

حانم سلطان کی جانب جھکتی اسے اپنے ناتواں وجود کے سہارے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔ اسے ایسا کرتے دیکھ اس کے ساتھ آیا عبید آگے بڑھا تھا۔۔ اس نے دوسری جانب سے سلطان کو سہارا دیتے اس کے بے جان پڑے وجود کو بمشکل سیدھا کیا تھا۔۔

اپنے بارعب شخصیت کے مالک توانا چاچو کی یہ حالت دیکھ حانم کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوا تھا۔۔ اس کے دل سے بے اختیار ان لوگوں کے لیے بددعا نکلی تھی۔۔ جو اس کے چاچو کی اس حالت کے زمہ دار

تھے۔۔ جنہوں نے سلطان شاہ پر یہ ظلم کا پہاڑ توڑتے انسانیت کو بالکل

فراموش کر دیا تھا۔۔

وہ دونوں بہت مشکل سے سلطان کو گاڑی تک لائے تھے۔۔

سلطان کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔ اسے فوری ٹریٹمنٹ کی ضرورت تھی۔۔

عبید فل سپیڈ میں گاڑی دوڑاتا انہیں اپنے فلیٹ پر لے آیا تھا۔۔ جہاں وہ تنہا

رہتا تھا۔۔

عبید ایک ڈاکٹر تھا۔۔ جس کی وجہ سے اس کے پاس میڈیکل کیٹ موجود

تھی۔۔ انہیں باہر سے کسی کو نہیں بلانا پڑا تھا۔۔

سلطان کے زخموں کی بینڈیج کرتے عبید نے اسے پین کلر اور نیند کی دوا

دے دی تھی۔۔

تاکہ کچھ دیر کے لیے وہ سکون میں آسکیں۔۔

حانم روم سے باہر بیٹھی روتی رہی تھی۔۔

اس سے اپنے چاچو کی یہ اذیت نہیں دیکھی گئی تھی۔۔ جنہیں صرف ان کی محبت کے جرم نے کہاں سے کہاں پہنچادیا تھا۔۔۔

"حانم ریلیکس۔۔ سلطان چاچو بہت سٹرانگ ہیں۔۔۔ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔ وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔۔"

عبید حانم کی جانب پانی کا گلاس بڑھاتا اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ بول پاتی۔۔ جب اچانک اس کا سر بری طرح چکرایا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتی زمین بوس ہونے کو

تھی۔۔جب ارشیان نے آگے بڑھتے اسے اپنی آہنی گرفت میں تھام لیا تھا۔۔۔

ایمان سمیت سب سٹوڈنٹس حیرانی سے شاہنور کی جانب دیکھ رہے تھے کہ اچانک اسے ہوا کیا ہے۔۔۔۔ارشیان نے اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں لے رکھا تھا۔۔اس کا نازک وجود پوری طرح سے ارشیان کے قبضے میں تھے۔۔

کچھ سٹوڈنٹس ایمان کے ساتھ شاہنور کو تھامنے کے لیے آگے بڑھے تھے۔۔جب ارشیان نے ہاتھ سے انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کرتے شاہنور کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا۔۔

یہ عمل اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پایا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔۔۔اس لڑکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔پھر وہ اس کے معاملے میں اتنا کنسرن کیوں دکھا رہا تھا۔۔

لیکن اس وقت ایسا کچھ بھی سوچے بغیر وہ شاہنور کو بے ہوشی کی حالت میں ان میں سے کسی کے بھی حوالے کیے بغیر اپنے مضبوط بانہوں میں اٹھایا کلاس سے نکل آیا تھا۔۔

شاہنور کا چہرا اس کے کندھے کے ساتھ لگا ہوا تھا۔۔

پہلے بھی ایک بار وہ اس کے اتنے قریب آچکی تھی۔۔۔اس دن کی طرح آج بھی اس کے چہرے پر سرد و سپاٹ سے تاثرات تھے۔۔غصہ تھا، جھنجھلاہٹ تھی۔۔۔

مگر پھر بھی وہ اسے اپنی مرضی سے اٹھائے ہوئے تھا۔۔

اسے کسی نے فورس نہیں کیا تھا۔۔

شدید نفرت کے باوجود وہ آج بھی اس لڑکی کے وجود کو دھتکار نہیں سکا تھا۔۔۔

شرافت جو کلاس کے باہر ہی اس کا منتظر تھا۔۔ ارشیان کی بانہوں میں شاہنور کو دیکھ اسے بھی گہرا شاک لگا تھا۔۔

وہ تیزی سے ارشیان کے پیچھے گیا تھا۔۔

وہاں سب سٹوڈنٹس ہی حیرت زدہ سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ کسی پروفیسر کا سٹوڈنٹ کو اس طرح اٹھانا ان کے لیے حیران کن ہی تھا۔۔

کچھ نے ویڈیوز بھی بنائی تھیں۔۔ مگر ارشیان پہلے ہی شاہنور کا چہرا اپنے سینے کی جانب موڑے چھپائے ہوئے تھا۔۔

وہ اسے لیے سیدھا اپنے آفس میں داخل ہوا تھا۔۔ شرافت باہر ہی رک گیا تھا۔۔ مگر اس کے چہرے پر ہوائیاں سی اڑ رہی تھیں۔۔ وہ جتنا چاہتا تھا کہ ارشیان اس لڑکی سے دور رہے۔۔ وہ دونوں اتنا ہی بار بار ایک دوسرے کے سامنے آجاتے تھے۔۔۔

ارشیان نے اندر آتے شاہنور کے شفاف دودھیا چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو بالکل زرد پڑ چکا تھا۔۔ اس کے ماتھے پر اب بھی پسینے کی بوندیں نمایاں تھیں۔۔ کٹاؤ دار حسین لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے۔۔۔

ارشیان نے بے اختیار اپنی نگاہیں ہٹائی تھیں۔۔۔

یہ معصومیت اور حسن کا پیکر اعصاب کو کمزور کرنے کی طاقت رکھا تھا۔۔۔

ارشیان ایسا کبھی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔وہ آگے بڑھا تھا اور دھیرے سے اسے صوفے پر لٹا دیا تھا۔۔

اس کا بکھرا دلفریب سراپا کسی بھی زی روح کا ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔۔۔

ارشیان نے اپنے جبڑوں کو اتنی سختی سے میچ رکھا تھا کہ اس کی کنپٹی کی رگ ابھر آئی تھی۔۔

اس نے ایک جانب رکھی اپنی شال کو اٹھا کر شاہنور کے اوپر ڈال دیا تھا۔۔وہ اتنا کیئرنگ بالکل بھی نہیں تھا۔۔ مگر نجانے کیوں اس لڑکی کے معاملے میں

ناچاہتے ہوئے بھی وہ ایسا کر جاتا تھا۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی ریپوٹیشن خراب ہو سکتی تھی۔۔وہ شاہنور کو وہاں غیر لڑکی لڑکوں کے حوالے کر کے نہیں آسکا تھا۔۔۔

جبکہ وہ خود اس کے لیے غیر ہی تھا۔۔

مگر وہ اس معصوم لڑکی کے معاملے میں کسی پر بھی بھروسہ نہیں کر پایا تھا۔۔

نہ دوسروں پر اور نہ ہی اس وقت خود پر۔۔

وہ جیسے ہی پلٹا تھا۔۔اسے اپنے آفس کے باہر تیز قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔

اور اگلے ہی لمحے جو انسان اندر داخل ہوا تھا۔۔ اسے دیکھ ارشیان کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی تھیں۔۔ کچھ دیر پہلے کا خمار جیسے جھاگ بن کر بیٹھ گیا تھا۔۔

نوفل گیلانی چہرے پر شاہنور کے لیے بے پناہ فکر سجائے بنا اس کی اجازت لیے اس کے آفس میں داخل ہو چکا تھا۔۔

ارشیان جو دیوار بنے شاہنور کے آگے کھڑا تھا۔۔ اس نے ایک لمٹ سے آگے نوفل کو نہیں بڑھنے دیا تھا۔۔

"تم شاہنور کے ساتھ جو کرنے کا ارادہ رکھتے ہو میں تمہیں وہ نہیں کرنے دوں گا۔۔۔"

نوفل نے اسے خون آلود نگاہوں سے دیکھتے وارن کیا تھا۔۔ جس کے جواب میں ارشیان نے سیگریٹ سلگھاتے دل جلاتی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے اسے مزید جھلسا دیا تھا۔۔

"تم ارشیان خان نیازی کو روکو گے۔۔۔ اپنی اوقات دیکھ کر بات کیا کرو۔۔۔ تم لوگوں کو اپنی اوقات سے بڑھ کر بولنے کی بہت زیادہ عادت ہے۔۔"

ارشیان نے گہرا کش لیتے دھواں فضا میں چھوڑا تھا۔۔ نوفل نے ناگواری بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"وہ بہت معصوم ہے اسے اپنی دشمنی میں مت گھسیٹو۔۔۔"

نوفل اب کی بار بہت ضبط سے بولا تھا۔۔وہ اس شخص کی الٹی کھوپڑی سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔۔

جو کبھی کسی کی نہیں سنتا تھا۔۔اسے جس کام سے روکا جاتا تھا۔۔وہ ضد میں آکر وہی کرتا تھا۔۔مگر یہ لڑکی نوفل کی محبت تھی۔۔جس کی خاطر وہ اس گھمنڈی انسان کے آگے جھکنے کو بھی تیار تھا۔۔۔

"معصوم تو میری ماں بھی تھی۔۔۔اس کو کس جرم کی سزا دی گئی۔۔۔"

ارشیان کے لہجے میں اچانک سے آتش فشاں پھوٹ پڑا تھا۔۔نوفل نے گھبرا کر اس کی خون آشام نگاہوں کو دیکھا تھا۔۔جن میں کسی کے لیے بھی کوئی مہلت نہیں تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب خان نیازی کی آمد کی خبر ملتے ہی ہر جانب ایک ہلچل مچ گئی تھی۔۔ میرب کی نگاہیں بے قراری کے ساتھ انٹرنس پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔ جبکہ شہروز اپنے سامنے اس شخص کو اتنا پروٹوکول ملتا دیکھ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔۔

زمین اپنی جگہ سے اٹھ کر زاراب کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اس پر نظر پڑتے ہی میرب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

اسی لمحے زاراب نے بھی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ دونوں کی نگاہوں میں ایک دوسرے کے لیے شعلوں کی سی لپک تھی۔۔

زاراب نے زہر خند نگاہوں سے اس کے ساتھ بیٹھے شہروز کی جانب دیکھا تھا۔۔ جبکہ میرب کی زمین کی جانب اٹھتی نگاہوں کا بھی کچھ یہی انداز تھا۔۔

ان دونوں کے بیچ میلوں کا فاصلہ آچکا تھا۔۔۔ مگر پھر بھی دونوں کے بیچ ایک رشتہ تھا جو ابھی بھی شدت پکڑ رہا تھا۔۔ اور وہ تھا دشمنی کا رشتہ۔۔۔

جسے وہ دونوں ہی کبھی ختم نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔

نرمین نے پورے استحقاق سے اتنے سارے لوگوں کے سامنے زاراب کا ہاتھ تھاما تھا۔۔ میرب بس مٹھیاں بھینچے اپنے اندر اٹھتے ابال پر قابو پاتی رہی تھی۔۔

زاراب اور نرمین ان کے عین سامنے براجمان ہو چکے تھے۔۔

"بہت بہت مبارک ہو گیلانی صاحب نئے نئے لوگ شامل ہو رہے ہیں آپ کی پارٹی میں۔۔۔ لگتا ہے مجھے ہرانے کی کافی تگڑی پلاننگ کی جا رہی ہے۔۔۔"

زاراب نے ایک طنزیہ نگاہ میرب پر ڈالتے سر فراز گیلانی کو مخاطب کیا تھا۔۔

جو اپنی مخالف بظاہر زاراب سے بہت اچھے سے ملے تھے۔۔ زاراب کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ اس کے سامنے بڑے سے بڑا دشمن بھی خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا۔۔ وہ کسی کو بھی اتنی اہمیت نہیں دیتا تھا کہ لوگ اس کے سامنے آکر کچھ بھی بول دیں۔۔

اس کی بارعب شخصیت کے آگے اس کے مزاج کے خلاف بولنا کافی مشکل کام تھا۔۔

جو صرف میرب راجپوت ہی کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی۔۔

"بالکل۔۔۔ اس بار آپ کو ایسی شکست ہو گئی کہ دوبارہ کبھی کسی مقابلے میں آنے کی کوشش نہیں کریں گے۔۔۔"

میرب نے اپنے اندر بھڑکتی آگ کی چنگاری کو باہر نکالنا چاہا تھا۔۔

زاراب کی نگاہیں اس کے لال پڑتے چہرے پر گڑھی ہوئی تھیں۔۔

"ریلیکس ڈارلنگ۔۔۔ کالم ڈاؤن۔۔۔"

وہاں موجود تمام لوگ ہی میرب کی آنکھوں میں زاراب خان نیازی کے کیے نفرت دیکھ سکتے تھے۔۔ شہروز نہیں چاہتا تھا کہ وقت سے پہلے میرب جذباتی ہو کر کوئی حرکت کرے۔۔

اس نے دھیرے سے میرب کی جانب جھکتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے نارمل کرنا چاہا تھا۔۔

جبکہ اس کی اس حرکت پر جہاں میرب نے نہایت ہی تیزی سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا تھا۔۔ وہیں زاراب کا تن بدن جل اٹھا تھا۔۔

اس نے اپنا غصہ کنٹرول نہ کر پاتے ایک زور دار مکہ ٹیبل پر دے مارا تھا۔۔

سب لوگوں نے حیران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اچانک اسے ہوا کیا ہے۔۔

"خان۔۔۔۔"

نرمین نے اسے پکارا ہی تھا۔۔ مگر زاراب اس کی بات سنے بغیر وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔

سب لوگ حیرت سے منہ کھولے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔ زاراب کا ایسا انداز انہیں کم ہی کبھی دیکھنے کو ملا تھا۔۔

جبکہ میرب جو شہروز کی اس حرکت پر ناگواری محسوس کر رہی تھی۔۔۔ زاراب کا یہ انداز اس کے پورے وجود میں ایک سکون سا بھر گیا تھا۔۔۔

اس کے ہونٹوں پر بے اختیار دلفریب مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔

"جیسا کرو گے جواب میں ویسا سہنے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے مسٹر زاراب خان نیازی۔۔۔"

کانفرنس ابھی جاری تھی۔۔۔ مگر میرب کے لیے اب وہاں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ وہ شہروز کو خدا حافظ کہتی وہاں سے اٹھ آئی تھی۔۔

"واؤ پہلا ہی دن اتنا شاندار ہو گا اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔"

میرب کے ہونٹوں سے مسکراہٹ نہیں ہٹ رہی تھی۔۔ وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

جب اچانک اسے محسوس ہوا تھا کہ جیسے اس حصے میں سیکورٹی اہلکار نہ ہونے کے برابر ہوں۔۔۔ اسے اچانک کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔۔

وہ بھاگتے قدموں کے ساتھ اپنی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔ مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔ کسی نے پیچھے سے آتے اس کے نازک وجود کو اپنے قبضے میں لیتے اس کے چہرے پر کلوروفارم بھرا رومال رکھتے اسے تڑپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

خود کو بچانے کی کچھ دیر کی تگ ودو کے بعد بے بس ہوتی وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتی ایک جانب لڑھک گئی تھی۔۔ جب مقابل اسے اپنے کندھے پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"حانم ریلیکس۔۔ سلطان چاچو بہت سٹرانگ ہیں۔۔۔ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔ وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔۔"

عبید حانم کی جانب پانی کا گلاس بڑھاتا اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔ جبکہ اس کے اس نرمی بھرے انداز پر حانم کی آنکھوں سے ایک بار پھر سے آنسو رواں ہوئے تھے۔۔

وہ اپنے چاچو کا اس اذیت میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا تب سے اس نے اپنے قریب صرف اور صرف اپنے چاچو کو دیکھا تھا۔۔ اس کے پاس یہ اکلوتا رشتہ ہی تھا۔۔ جسے وہ کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اس نے آج تک کبھی ان کی آنکھوں میں سکون نہیں دیکھا تھا۔۔ ہمیشہ ایک درد اور اذیت تھی جو ان کو مسکرانے تک نہیں دیتی تھی۔۔ وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ ان کی مسکراہٹ کیسی تھی۔۔ کیونکہ آج تک اس نے کبھی سلطان شاہ کو مسکراتے نہیں دیکھا تھا۔۔

ہر آنے والا دن ان کے لیے پہلے سے بھی بڑھ کر اذیت کا باعث ہوتا تھا۔۔

"کیوں۔۔ ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہی اتنا برا کیوں ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔۔ میرے چاچو نے آخر ان لوگوں کا کسی بگاڑا ہے۔۔ وہ کیوں ہاتھ دھو کے انہیں مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔ کیوں سکون سے نہیں بیٹھنے دیتے ہمیں۔۔۔"

حانم کے انداز میں فیروز خان نیازی سمیت اس کے پورے خاندان کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔۔

"جب تک چاچو نویرہ خان نیازی کو طلاق نہیں دیں گے تب تک وہ یہی سب کرتے رہیں گے۔۔ چاچو کو اس بات کے لیے منانا ہو گا۔۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

عبید اچھے سے جانتا تھا کہ نیازی خاندان سے مقابلہ کرنا آسان نہیں تھا۔۔۔ وہ بہت پاور فل تھے۔۔ ان سے دور رہنا اور مصلحت سے کام لینا ہی بہتر فیصلہ تھا۔۔۔

جبکہ عبید کی اس بات پر حانم نے خفگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ عبید اس کا بچپن کا دوست تھا۔۔ جو ہمیشہ ہر مشکل میں اس کے ساتھ رہا تھا۔۔ حانم اتنا وقت مینٹل ہاسپٹل میں بھی اسی کی مدد سے رہ پائی تھی۔۔

فیروز کی قید سے بھی نکل کر آنے میں عبید نے ہی اس کی مدد کی تھی۔۔ حانم نے فیروز کے فلیٹ پر اس کے کھانے پینے کی ہر شے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی۔۔ فیروز پانی پینے کے کچھ دیر بعد ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔۔

تب حانم نے کال کر کے عبید کو بلوایا تھا۔۔وہ شاید وہاں سے فرار نہ ہوتی اگر اسے سلطان کے حوالے سے ایسی بھیانک خبر نہ ملتی۔۔کیونکہ اس کے پلان کے مطابق ابھی اس کا فیروز کے قریب رہنا ہی بہتر تھا۔۔مگر وہ اپنے چاچو کو مرتے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔۔

اس لیے وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

"تمہارا دماغ خراب ہے عبید۔۔۔اگر انہوں نے نویرہ چچی کو طلاق ہی دینی ہوتی تو اب تک اتنی اذیت نہ برداشت کر رہے ہوتے۔۔وہ بہت محبت کرتے ہیں ان سے۔۔ تمہیں ابھی کسی سے محبت ہوئی نہیں ہے۔۔۔جب ہوئی تو پوچھوں گی کہ محبت سے دستبردار ہونا کتنا آسان ہو گا تمہارے لیے۔۔۔"

حانم کو عبید کی بات سخت ناپسند آئی تھی۔۔ جس کا وہ فوراً اظہار بھی کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ حانم کی بات پر عبید نے حسرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ اسے کیسے بتاتا کہ اس کے لیے وہ صرف ایک دوست تھا۔۔ لیکن وہ تو بچپن سے اسے اپنے دل میں بسائے ہوئے تھا۔۔

"نیازی خاندان والے اب کبھی سلطان چاچو کے حوالے نویرہ چچی کو نہیں کریں گے۔۔ اس بار ہم نے انہیں کھوتے کھوتے واپس پایا ہے۔۔۔ پر ہر بار قسمت ایسے ساتھ نہیں دے گی۔۔۔"

عبید نے اس جذباتی لڑکی کو سمجھانا چاہا تھا۔۔

جو اپنے چاچو کی خاطر لڑنے مرنے کو تیار رہتی تھی۔۔۔

اب بھی عبید کو اس کے ارادے انتہائی خطرناک لگے تھے۔۔

"نویرہ چچی کو آنا تو پڑے گا چاچو کے پاس۔۔۔وہ ان کی محبت اور امانت ہیں نیازی خاندان کے پاس۔۔۔انہیں لوٹانا تو پڑے گا۔۔۔اور یہ کام کرے گا فیروز خان نیازی خود اپنے ہاتھوں سے۔۔۔وہ کیا سمجھتے ہیں کہ چاچو اکیلے ہیں اور وہ ان کے ساتھ جو مرضی سلوک کرتے رہیں۔۔۔اب ایسا نہیں ہو گا۔۔اب انہیں اپنے ہر ظلم کا حساب دینا پڑے گا۔۔انہیں بھی وہ تڑپ اور اذیت برداشت کرنی پڑے گی جو انہوں نے میرے چاچو کو دی۔۔"

حانم کے لہجے میں انتقام کی واضح جھلک نمایاں تھی۔۔۔

جو دیکھ عبید کو ڈر سا لگا تھا۔۔

"تم کیا کرنے والی ہو۔۔۔؟؟"

عبید نے اپنی جگہ سے اٹھتی حانم کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اپنے شوہر کو اپنا محبت بھرا روپ دکھانے والی ہوں۔۔۔اسے بھی تو پتا چلنا چاہیے کہ اس کی بیوی اس سے کتنی شدید محبت کرتی ہے۔۔۔"

حانم کی آنکھوں میں ایک عجیب سا احساس تھا۔۔عبید ہر بات سے واقف تھا۔۔ان دونوں کے نکاح سے بھی۔۔۔اسے اچھے سے معلوم تھا کہ حانم نے یہ نکاح کس مجبوری کے زیر اثر کیا تھا۔۔لیکن اب جو حانم کرنے جا رہی تھی۔۔وہ سب سے بڑی بے وقوفی تھی۔۔

"حانم تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔وہ بہت خطرناک لوگ ہیں۔۔تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکو گی۔۔۔"

عبید نے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔۔

"بچپن سے اپنے چاچو کو تڑپتے دیکھتی آئی ہوں۔۔۔تب سے میری لائف کا ایک ہی مقصد ہے انہیں ان کی محبت سے ملانا۔۔۔جو میں کسی بھی قیمت پر کر کے رہوں گی۔۔ان لوگوں کو اپنے آگے ایسے کمزور کر دوں گی کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائیں گے۔۔۔"

حانم کا لہجہ ایک ان دیکھی آگ کی لپیٹ میں تھا۔۔۔عبید کوشش کے باوجود اسے نہیں روک پایا تھا۔۔

میرب خود کو بچانے کی کچھ دیر کی تگ و دو کے بعد بے بس ہوتی ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی ایک جانب لڑھک گئی تھی۔۔جب مقابل اسے اپنے کندھے پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

میرب کی آنکھوں کھلی تو اس نے اپنے ہاتھوں پیروں کو بندھا محسوس کیا

تھا۔۔۔ آنکھیں کھولنے کے باوجود اسے ہر جانب اندھیرا چھایا محسوس ہوا

تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔۔ جبکہ دونوں ہاتھ پیچھے لے جا کر

کرسی کی پشت پر رسیوں کی مدد سے باندھے گئے تھے۔۔

پیروں کو بھی ایسے ہی کرسی سے باندھا گیا تھا۔۔۔ وہ اپنے آپ کو آزاد

کروانے کی بہت کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر خود کو زرا سا بھی نہیں ہلا پائی

تھی۔۔۔

"زاراب خان نیازی تم میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتے۔۔ بہت بھاری

قیمت دینی پڑے گی تمہیں اس کی۔۔۔"

میرب خود کو آزاد کروا پانے میں ناکام ہوتی چلائی تھی۔۔۔ جبکہ اس کے ایک دم ٹھیک اندازہ لگانے پر سامنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا زاراب مسکرا دیا تھا۔۔۔

یہ لڑکی بھی بہت اچھے سے جانتی تھی کہ اسے یوں زبردستی اٹھا کر لانے کی جرأت زاراب کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تھا۔۔

"میں اس سے بھی بدتر سلوک کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تمہارے ساتھ۔۔ ابھی تو تمہاری بے ہوشی کا خیال کر کے کچھ کیا ہی نہیں میں نے۔۔۔"

زاراب نے آگے بڑھ کر دھیرے سے اس کی گردن میں پڑا اسکارف کھینچ کر نکالا تھا۔۔ جس کے نتیجے میں اس کی گردن پر ایک ساتھ چمکتے تین تل زاراب کی نگاہوں کے بالکل سامنے آن ٹھہرے تھے۔۔۔

جنہیں وہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔

"اپنی حد میں رہو زاراب خان۔۔۔۔"

میرب چلائی تھی۔۔۔۔

مگر اس کے چلانے کے جواب میں اسے زاراب کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔وہ جھکا تھا اور اپنے دہکتے لب اس کے تلوں پر رکھتے اس کی چیخ نکال گیا تھا۔۔۔اس کے لمس سے اس کے شدید غصے کا صاف اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔۔۔

"تم کیوں کر رہے ہو ایسا۔۔۔؟؟"

میرب تڑپی تھی۔۔۔اس کا دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔اس لمس نے اس کے پورے وجود میں ہلچل مچادی تھی۔۔اسے لگا تھا جیسے اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔۔

بہت مشکل سے سیئے زخم پھر سے ادھڑ گئے تھے۔۔۔

"تم کیوں کر رہی ہو ایسا۔۔۔؟؟"

اس کے کیے گئے سوال کو اسی کی جانب واپس لوٹا دیا گیا تھا۔۔۔

"میں کچھ نہیں کر رہی۔۔۔سب کچھ تم کر رہے ہو۔۔۔"

میرب اپنے ہاتھ کو رسیوں سے چھڑانے کی کوشش میں زخمی کر چکی تھی۔۔۔وہ اس کے لمس کے آگے بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی

تھی۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنی سانسیں روک دے۔۔ مگر اس شخص کے لمس سے کوسوں دور چلی جائے۔۔۔

"مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔۔۔ میں تو کچھ نہیں کر رہا۔۔ سب کچھ تم ہی کر رہی ہو۔۔۔ میری امانت میں خیانت۔۔۔"

میرب کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے وہ اس کی آنکھوں سے پٹی کھول چکا تھا۔۔۔ جو آنسوؤں سے گیلی ہو چکی تھی۔۔۔

مگر ان آنسوؤں کی پرواہ ان دونوں کو ہی نہیں تھی۔۔۔ ایک کے آنسو باہر گر رہے تھے۔۔ تو دوسرے اندر۔۔۔

مگر دونوں اپنی جگہ پتھر بنے بیٹھے اپنے ضد اور انتقام کو آگے رکھے ہوئے تھے۔۔۔

میرب نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کا چہرا اس کے بہت قریب تھا۔۔ وہ اس کے آخری جملے پر زخمی مسکراہٹ کے ساتھ کھکھلائی تھی۔۔۔ اور پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔۔۔

اس کی ہنسی میں درد اور اذیت واضح محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔۔ زاراب اس کا چہرا اپنے قریب کیے اسے تکے گیا تھا۔۔ اس لڑکی نے اپنے آپ کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔۔۔

"امانت کا مطلب جانتے بھی ہو تم۔۔۔"

میرب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کا گلا اپنے ہاتھوں سے دبا دے۔۔۔ جو ایک دھوکے باز اور دوغلا انسان تھا۔۔ جو اس کی نفرت کے قابل بھی نہیں تھا۔۔ مگر پھر بھی وہ اس سے نفرت کا رشتہ برقرار رکھے

ہوئے تھی۔۔ کیونکہ وہ بس اس انسان کو اپنے سامنے گڑ گڑاتے دیکھنا چاہتی تھی۔۔

اپنے آگے جھکانا چاہتی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔ بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔"

وہ ہنوز ڈھٹائی سے بولتا اس کے بالوں کی لٹ سختی سے کھینچتا اس کے ہونٹوں سے دلخراش چیخ نکال گیا تھا۔۔

"اسی لیے اپنی راتیں نزمین قریشی کے ساتھ رنگین کرتے پھر رہے ہو۔۔۔ بچاری یہی سمجھ رہی ہے کہ تم محبت کرتے ہو اس سے۔۔۔"

میرب نے نرمین قریشی پر افسوس کیا تھا۔۔۔ مگر اس کی بات کے جواب میں زاراب نے اسے جن نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔ میرب سر سے پیر تک لال ہوئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"معصوم تو میری ماں بھی تھی۔۔۔ اس کو کس جرم کی سزا دی گئی۔۔۔"

ارشیان کے لہجے میں اچانک سے آتش فشاں پھوٹ پڑا تھا۔۔ اس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہوا تھا۔۔ نوفل نے گھبرا کر اس کی خون آشام آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔ جن میں کسی کے لیے بھی کوئی مہلت نہیں تھی۔۔۔

اپنی ماں کا ذکر کرتے اس کی آنکھوں کے گوشے میں نمی سی آن ٹھہری تھی۔۔ جسے اگلے ہی لمحے وہ چھپا گیا تھا۔۔

"جو قصوروار ہیں ان سے بدلہ لو نا۔۔۔ اپنی دشمنی میں ایک بے ضرر اور کمزور عورت کو کیوں گھسیٹ رہے ہو۔۔ کیا نیازی اب اتنے بزدل ہو چکے ہیں کہ اپنا بدلہ عورتوں سے لیں گے۔۔۔ مردوں سے لڑنے کا حوصلہ ختم ہو گیا ہے۔۔۔"

نوفل نے سیدھے اس کی مردانگی پر وار کیا تھا۔۔ جس پر ارشیان نے دل جلاتے انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اگر نیازی بدلہ لینے پر آتے تو اب تک تم دونوں خاندان کی راکھ بھی نہ بچتی۔۔۔بزدلی کی بات تم کر رہے ہو۔۔جس کے خاندان نے ہمیشہ پیچھے وار کرنا ہی سیکھا ہے۔۔۔"

ارشیان نے اگلے ہی لمحے اس کے سامنے اس کے خاندان کی حقیقت رکھتے اس کی بولتی بند کروادی تھی۔۔

"میں یہ سب نہیں جانتا۔۔بس یہ جانتا ہوں کہ شاہنور کا کسی بھی معاملے میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔وہ بہت معصوم ہے اسے اس سب میں مت گھسیٹو۔۔۔"

نوفل نے اب کی بار لہجے بہت ہی نرم رکھا تھا۔۔ارشیان خان نیازی کے سامنے جتنا سختی سے بات کرو وہ اتنا ہی اکڑنے والا بندہ تھا۔۔

مگر نوفل یہاں کوئی ڈرامہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ وہ شاہنور کو یہاں سے لے کر جانا چاہتا تھا۔۔۔

"تمہیں کیوں اتنا برا لگ رہا ہے اس لڑکی کے لیے۔۔۔ کیا لگتی ہے یہ تمہاری۔۔۔؟"

ارشیان نے نگاہیں موڑ کر سیگریٹ کا دھواں اپنی شال میں پوشیدہ اس کے سراپے کی جانب اچھالتے نوفل سے پوچھا تھا۔۔۔ جس کے انداز میں شاہنور کے لیے ایک عجیب سے تڑپ تھی۔۔

"محبت ہے وہ میری۔۔۔ شدید محبت کرتا ہوں اس سے۔۔۔ اسے میرے حوالے کردو۔۔ وہ بہت نازک ہے۔۔ تمہاری دشمنی برداشت نہیں کرپائے

گی۔۔ٹوٹ جائے گی۔۔ تم راجپوت کے کسی بھی فرد کو اپنے بدلے کے لیے استعمال کر لو۔۔۔پر پلیز شاہنور کو نہیں۔۔۔"

نوفل اب کی بار منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

جبکہ ارشیان جو بہت ہی خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔۔اس کے بات کے اختتام پر اپنا چھت پھاڑ قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔

وہ ہنسا تھا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا۔۔۔اس کا انداز عجیب مذاق اڑانے والا تھا۔۔۔نوفل اس کے اس انداز پر زچ ہوا تھا۔۔۔

"محبت۔۔۔شدید محبت۔۔۔"

ارشیان کے انداز میں استہزاء کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔

"گیلانی خاندان کے مرد بھی اس کے شکاری ہیں۔۔مجھے تو خبر ہی نہیں تھی۔۔اس لڑکی سے بہت محبت کرتے ہو تم۔۔۔یہ چاہیے تمہیں۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ہے نا؟؟"

ارشیان بات کرتے کرتے ایک دم سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

اسے دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ اتنے زور سے ہنسا ہو۔۔۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سے کاٹ تھی۔۔۔

وہ دو قدم مزید نوفل کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔شاہنور کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔وہ بہت اہم ہے میرے لیے۔۔"

نوفل نے بے خوفی سے جواب دیا تھا۔۔

جبکہ ارشیان کا نجانے کیوں اس لمحے دل چاہا تھا وہ اس شخص کا منہ توڑ دے۔۔۔اسے نوفل کے الفاظ سخت ناگوار گزرے تھے۔۔

"اگر وہ نہ ملی تمہیں پھر۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اس کی محبت کی شدت جاننا چاہی تھی۔۔

"میں مر جاؤں گا اس کے بغیر۔۔۔۔"

نوفل نے بہت مشکل سے یہ جواب دیا تھا۔۔۔کیونکہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ شاہنور اسے نہیں ملے گی۔۔۔

"تو مر جاؤ۔۔۔۔کیونکہ یہ لڑکی تو اب تمہیں نہیں ملنے والی۔۔۔"

ارشیان نے اس کی بے یقین آنکھوں میں اپنی لال آنکھیں گاڑھتے جس طرح جواب دیا تھا۔۔نوفل کتنے ہی لمحے کچھ بول ہی نہیں پایا تھا۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟"

نوفل کو اس کی بات کا مفہوم نہیں سمجھ پایا تھا۔۔

"یہ لڑکی تمہیں یا اس دنیا کے کسی مرد کو نہیں مل سکتی اب۔۔مجھے پسند آگئی ہے یہ۔۔۔اب اسے صرف میرا ہی ہونا ہو گا۔۔۔"

ارشیان کی بات پر نوفل کا چہرا متغیر ہوا تھا۔۔

"جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔۔تم نفرت کرتے ہو راجپوت خاندان کے ہر فرد سے۔۔۔۔تم شاہنور سے صرف بدلہ لینا چاہتے ہو۔۔۔"

نوفل اب کی بار چلایا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں ارشیان اس کے گریبان کو اپنی گرفت میں لیتے سختی سے دبوچ گیا تھا۔۔۔

"ہاں بدلہ لینا چاہتا ہوں میں۔۔۔ راجپوت اور گیلانی خاندان کے ہر فرد کو تڑپتے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ جس میں میرا پہلا مہرا تم اور یہ لڑکی ہو۔۔۔ محبت کرتے ہو نا تم لوگ ایک دوسرے سے۔۔ تو وعدہ کرتا ہوں تم دونوں کو زندگی میں کبھی ملنے نہیں دوں گا۔۔۔ جتنا تڑپنا ہے رونا گڑگڑانا ہے۔۔۔ سب کرلو۔۔۔ اب یہ لڑکی تمہیں نہیں ملے گی۔۔۔ آج میرے سامنے اونچی آواز میں بات کی ہے۔۔ تمہاری حالت دیکھ چھوڑ رہا ہوں۔۔ دوبارہ ایسا کرنے کے بارے میں سوچنا بھی مت۔۔۔

ابھی اسی وقت نکلو یہاں سے۔۔۔۔ یہ لڑکی اب سے میری ہے۔۔۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ آؤٹ۔۔۔"

ارشیان اس کا گریبان چھوڑتا اسے دور دھکیل گیا تھا۔۔۔نوفل اس کی باتوں پر بالکل شاک میں جا چکا تھا۔۔۔وہ اس کے دھکے پر گرتے گرتے بچا تھا۔۔۔

ارشیان کی دھاڑ پر دروازے کے باہر کھڑا اشرافت فوراً اندر آیا تھا۔۔۔

اور ارشیان کے اشارے پر نوفل کو زبردستی وہاں سے نکال کر لے گیا تھا۔۔۔ارشیان کی دہشت اس قدر تھی کہ اس کے آفس میں یونیورسٹی کی انتظامیہ میں سے کسی نے بھی آنے کی جرأت نہیں کی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ حانم اتنی ہوشیار نکلے گی۔۔وہ اس لڑکی کو بہت ہلکے میں لے گیا تھا۔۔اپنی اس غلطی کا اب اسے شدت سے احساس ہوا تھا۔۔

پہلے سلطان کو جیل میں مارنے کی کوشش کیے جانا اور پھر اس کی موت کی تصدیق ہو جانا۔۔۔ابھی وہ اسی سازش کی گھتی کو نہیں سلجھا پایا تھا کہ حانم فرار ہو گئی تھی۔۔

جسے ڈھونڈنا اس کے لیے بہت ضروری تھا۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ حانم غلط ہتھے چڑھے۔۔

فیروز نے شہر کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر ناقہ بندی کروا رکھی تھی۔۔کوئی بھی گاڑی بغیر چیکنگ کے نہیں گزر پا رہی تھی۔۔

مگر ابھی تک حانم کے بارے میں کچھ پتا نہیں لگ پایا تھا۔۔

فیروز اپنی گاڑی میں سوار جنگل کے بیچ موجود چیک پوسٹ کی جانب بڑھا تھا۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ شاید وہاں کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے۔۔

مگر ابھی وہ چیک پوسٹ سے کافی فاصلے پر تھا۔۔جب اچانک اس کی گاڑی پر گولیوں کی برسات کر دی گئی تھی۔۔۔

وہ نیچے ہو کر گولیوں سے بچنے کی کوشش کرتا گاڑی کو جنگل کے اندرون حصے کی جانب موڑ گیا تھا۔۔۔ جھاڑیوں کے بیچ آتے ہی وہ اپنی گن لیتا گاڑی سے کود گیا تھا۔۔

وہ اتنا تو سمجھ چکا تھا کہ یہ گولیاں کوئی ایک انسان نہیں بلکہ تین چار لوگ مل کر چلا رہے تھے۔۔۔ جیسے اندھا دھند فائرنگ کی جا رہی تھی۔۔۔ ان لوگوں کا ارادہ اسے جان سے مار دینے کا ہی تھا۔۔۔

فیروز گاڑی کی اوٹ میں ہوتا ان کو بھڑکانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ وہ لوگ اب بھی مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔۔

فیروز نے ابھی جواباً فائر نہیں کیا تھا۔۔ اسے کہیں نہ کہیں لگ رہا تھا کہ ان حملہ آوروں میں حانم موجود ہے۔۔ اس لیے وہ ابھی محتاط ہی رہا تھا۔۔

کیونکہ اگر وہ جوابا وار کرتا تو اس کے ایک دم پرفیکٹ نشانے سے ان میں سے کسی نے بھی نہیں بچنا تھا۔۔۔

وہ ابھی صرف اپنا بچاؤ ہی کر رہا تھا۔۔۔

وہ گاڑی کے پیچھے درخت کے بڑے سے تنے کے ساتھ چھپا ہوا تھا۔۔۔اس

کہ جانب سے کسی قسم کی جوابی کارروائی نہ ہوتے دیکھ دوسری جانب سے

بھی اب فائرنگ روک دی گئی تھی۔۔

شاید وہ لوگ یہی سمجھے تھے کہ وہ ایس پی فیروز کا کام تمام کرنے میں کامیاب

ہو چکے ہیں۔۔

فیروز کو ان کے قدموں کی آوازیں قریب آتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

فیروز ایک دم الرٹ ہوا تھا۔۔۔وہ تین لوگ تھے۔۔۔ جنہوں نے اپنے

چہروں کو ڈھانپ رکھا تھا۔۔

وہ فیروز کو نہیں دیکھ پا رہے تھے مگر فیروز جس رخ پر بیٹھا تھا وہ انہیں اچھے

سے دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

ان تینوں کے پیچھے کھڑی دوشیزہ کو ایک نظر میں ہی وہ پہچان چکا تھا۔۔جو اس وقت اپنی ٹیم کے ساتھ اسے قتل کرنے کے ارادے سے آئی تھی۔۔۔

وہ لوگ جیسے ہی مزید قریب آئے فیروز نے ان پر فائر کھول دیئے تھے۔۔۔

اس کا ارادہ ان کو جان سے مارنے کا نہیں تھا۔۔وہ بس ان کے ہاتھ پیر نکارہ کر رہا تھا۔۔۔

اس کے نشانے ہمیشہ کی طرح بالکل پرفیکٹ تھے۔۔پیچھے کھڑی حانم اس اچانک بدلتی صورتحال پر فوراً آگے بڑھی تھی۔۔

اپنے آدمیوں کی یہ حالت دیکھ وہ غم وغصّے کا شکار ہوتی ایک بار پھر اس جانب فائرنگ کرنا شروع ہو چکی تھی۔۔

جب پیچھے سے آکر کسی نے اسے اپنے مضبوط شکنجے میں لیتے پوری طرح بے بس کر دیا تھا۔۔

اس کے ہاتھ سے گن چھینتا وہ دور اچھال گیا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"

حانم نے اس کے سینے پر کہنی سے وار کرتے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔۔ مگر اس کے گرد بندھا فیروز کا حصار اس قدر سخت تھا کہ وہ اپنی پوری قوت صرف کرنے کے بعد بھی نہیں توڑ پائی تھی۔۔۔

"اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دوں۔۔۔ پہلی بار کسی نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ اب تو بالکل نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ ایک بار پھر سے میری قید میں خوش آمدید ڈیئر وائف۔۔۔"

فیروز کے الفاظ جتنے نارمل تھے اس کا لہجہ اس قدر سفاک اور پتھریلا تھا۔۔۔

حانم کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔ وہ تو یہاں اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹکارہ حاصل کرنے آئی تھی۔۔۔ وہ اسے جان سے مار کر اپنے چاچو کی اذیت کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔ مگر اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص اس کے وار سے بچ نکلے گا۔۔ اور واپس اسے ہی قید کر لے گا۔۔۔

" تمہیں کیا لگ رہا ہے۔۔۔ اس بار بچ گئے ہو تو ہر بار بچ جاؤ گے۔۔ بہت جلد میرے ہاتھوں مرو گے تم۔۔۔ جیسے تم نے میرے چاچو کو مارا ہے۔۔ ویسی موت ہی تمہارا مقدر بنے گی۔۔۔"

حانم نفرت آمیز لہجے میں چلائی تھی۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر فیروز سمجھ گیا تھا کہ وہ اسے اپنے چاچو کا قاتل سمجھ کر اس سے بدلہ لینے آئی ہے۔۔۔

"اسی لیے اپنی راتیں نرمین قریشی کے ساتھ رنگین کرتے پھر رہے ہو۔۔۔ بچاری یہی سمجھ رہی ہے کہ تم محبت کرتے ہو اس سے۔۔۔ "

میرب نے نرمین قریشی پر افسوس کیا تھا۔۔۔ مگر اس کی بات کے جواب میں زاراب نے اسے جن نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔ میرب سر سے پیر تک لال ہوئی تھی۔۔۔

"جیسے تم سمجھی تھی کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔ ہے نا۔۔۔ ویسے تمہارے ساتھ کتنی راتیں رنگین کی ہیں میں نے۔۔ مجھے ٹھیک سے یاد نہیں آرہا۔۔۔ زرا یاد دلا دو گی۔۔۔"

زاراب اس کے طنز کے جواب میں اسی کے انداز میں بولتا میرب کی بولتی وہیں بند کروا گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر میرب کو اس کمرے میں آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس شخص سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔؟"

میرب نے بہت مشکل سے تحمل کا مظاہرہ کرتے پوچھا تھا۔۔

"تمہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے۔۔۔۔"

زاراب خان نیازی آج الگ ہی موڈ میں تھا۔۔۔

مگر میرب اچھے سے سمجھ رہی تھی کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے۔۔۔وہ اسے صرف سزا دے رہا تھا۔۔۔وہ جو شہروز کے قریب ہوئی تھی۔۔۔یہ شخص اسی بات کا بدلہ لے رہا تھا اس سے۔۔

اس کے ہاتھ زخمی ہو چکے تھے۔۔ مگر زاراب نے ابھی تک اسے آزاد نہیں کیا تھا۔۔

"کاش تم مر جاؤ۔۔۔تو مجھے بھی میرا سکون واپس مل جائے۔۔۔"

میرب نے نفرت کی انتہا پر پہنچتے اسے کہا تھا۔۔

"بہت ڈھیٹ ہوں میں۔۔ایک بار کہنے سے کچھ نہیں ہو گا مجھے۔۔اس کے لیے روز تمہیں دعائیں کرنی پڑیں گی۔۔۔مگر تمہارے پاس تو اس کے لیے ٹائم ہی نہیں ہو تا نا۔۔۔شہروز گیلانی کو بھی تو ٹائم دینا ہو تا ہو گا تمہیں۔۔۔"

زاراب کے لہجے میں ایک عجیب سی کاٹ تھی۔۔۔

جو دیکھ میرب کے دل کو جیسے سکون ملا تھا۔۔۔یہ شخص اس روپ میں بہت کم آتا تھا۔۔ مگر جب آتا تھا تو وہ دن میرب کے لیے عید کا دن ہوا کرتا تھا۔۔۔

سالوں پہلے دونوں کے بیچ کچھ ایسا ہوا تھا۔۔ جس نے ان کے درمیان نفرت اور فاصلوں کی ایسی دیوار کھڑی کر دی تھی کہ وہ دونوں چاہ کر بھی اسے نہیں ہٹا سکتے تھے۔۔۔اور نہ ہی ان دونوں میں سے کوئی ایسی کوئی خواہش رکھتا تھا۔۔

وہ دونوں ہی یہ بات قبول کر چکے تھے کہ اس زندگی میں تو وہ کبھی ایک نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔ہاں مگر نفرت کرنا اب بھی ان کے بس میں تھا۔۔

جس میں وہ دونوں ہی پیچھے نہیں ہٹ رہے تھے۔۔۔ جس کو بھی موقع ملتا تھا۔۔۔ وہ دوسرے پر وار کر کے دوہری اذیت سے دوچار کر دیتا تھا۔۔۔

"میں اپنی زندگی کے ہر معاملے میں خود مختار ہوں۔۔۔ تمہیں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔۔۔"

میرب نے بے خوفی سے جواب دیا تھا۔۔۔ جب اسی لمحے زاراب نے اس کے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے۔۔۔ اس کی کرسی کو تھام کر اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

زاراب نے اس کی دونوں جانب اپنی بانہوں کا حصار قائم کرتے اس کے ہاتوں کو رسیوں سے آزاد کیا تھا۔۔۔ وہ اسے پوری طرح سے اپنے حصار میں

لیے ہوئے تھا۔۔۔اس پر جھکے ہونے کی وجہ سے اس کی گرم سانسیں میرب کی گردن سے ٹکرا رہی تھیں۔۔وہ کسمسائی تھی۔۔

جب زاراب اسے آزاد کرتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔میرب کے چہرے پر درد کے آثار تھے۔۔۔اس نے اپنے بازو کو آگے کرتے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تھا۔۔۔جن پر جابجا رسیوں کے نشان تھے۔۔یہ زخم اس کی اپنی مزاحمت کے نتیجے میں آئے تھے۔۔۔

مگر ان کی وجہ سامنے بیٹھا یہ شخص تھا۔۔۔

اپنے ہاتھوں سے نگاہیں اٹھاتے میرب نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔جو ہر وقت اس کے لیے اجنبی بنا رہتا تھا۔۔مگر اس وقت وہ اجنبی نہیں لگا تھا۔۔۔

وہ دونوں اس لمحے ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب بیٹھے تھے۔۔

زاراب جھکا تھا اور اس کے پیروں کی رسیاں کھولنے لگا تھا۔۔اس چکر میں وہ اس کے مزید قریب آگیا تھا۔۔اس کی انگلیوں کا لمس میرب کو اپنے پیروں پر محسوس ہو رہا تھا۔۔میرب کا چہرا شدت سے لال ہوا تھا۔۔۔

دھڑکنوں نے الگ شور مچا رکھا تھا۔۔۔

وہ اپنی کیفیت پر خود پر اندر سے سخت غصہ تھی۔۔۔مگر اس لمحے ساکت سی
اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔

زاراب نے ایک نظر اس کے زخمی ہاتھوں کی جانب دیکھتے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔۔

اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کرتا وہ اسے اپنے قریب تر کر چکا تھا۔۔۔

"آج صرف اتنے زخم آئے ہیں۔۔ آئندہ اگر کسی کو انہیں چھونے کا حق دیا تو کاٹ کر رکھ دوں گا۔۔۔"

اس کے لہجے میں غصے اور نفرت کی آمیزش تھی۔۔۔ مگر اس کی نگاہیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔۔ اس نے میرب کے ہاتھوں کو چھونا چاہا تھا۔۔۔ مگر میرب نے فوراً اپنے ہاتھوں کو پیچھے کر لیا تھا۔۔۔

"اپنی اور اپنی نرمین قریشی کی بھی یہی حالت دیکھنے کے لیے تیار رہنا۔۔۔"

میرب نے بھی اسے بتا دیا تھا کہ وہ ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔ اور نہ ہی اپنا بدلہ چھوڑنے والوں میں سے۔۔۔

جس کے جواب میں زاراب نے خاموشی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اور بنا کسی قسم کا کوئی تاثر دیئے واپس سے اسے بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔

میرب کے پیروں میں بھی رسی لگی تھی۔۔جس کی وجہ سے وہ اسے چلنے کا موقع دیئے بغیر اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔

"مجھے نیچے اتارو۔۔۔تمہاری اس ہمدردی کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے مجھے۔۔۔"

میرب اس کے گرفت میں مچلی تھی۔۔۔

مگر زاراب نے اسے آزاد نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ اسے ایسے ہی اٹھائے نیچے آگیا تھا۔۔۔نیچے آکر میرب کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ اسے اپنے فارم ہاؤس پر لے کر آیا تھا۔۔۔۔

"میں آخری وارننگ دے رہا ہوں تمہیں۔۔۔ شہروز گیلانی کو اپنے قریب مت آنے دو۔۔"

زاراب اسے گاڑی کے قریب لا کر نیچے اتارتے بولا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تمہیں کیا لگ رہا ہے۔۔۔ اس بار بچ گئے ہو تو ہر بار بچ جاؤ گے۔۔ بہت جلد میرے ہاتھوں مرو گے تم۔۔۔ جیسے تم نے میرے چاچو کو مارا ہے۔۔ ویسی موت ہی تمہارا مقدر بنے گی۔۔۔"

حانم نفرت آمیز لہجے میں چلائی تھی۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر فیروز سمجھ گیا تھا کہ وہ اسے اپنے چاچو کا قاتل سمجھ کر اس سے بدلہ لینے آئی ہے۔۔۔

وہ ابھی اس معاملے میں اس کی غلط فہمی دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔یہی بہتر تھا۔۔۔ کہ حانم ابھی اسے ہی اپنا دشمن سمجھے۔۔۔وہ اس جذباتی اور پاگل لڑکی کو کسی بڑی مصیبت میں پڑتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

"تم اپنی کوشش جاری رکھو۔۔۔میں روکوں گا نہیں تمہیں۔۔۔"

فیروز اسے گاڑی میں بٹھائے واپس اپنے فلیٹ پر آن پہنچا تھا۔۔۔

حانم نے گاڑی سے نکلنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔وہ واپس اس قید میں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

ابھی اسکے چاچو کو اس کی ضرورت تھی۔۔۔

مگر یہ شخص اب اس کے معاملے میں پوری طرح سے الرٹ ہو چکا تھا۔۔۔

وہ اسے اب دوبارہ کوئی بھی ایسا موقع اتنی آسانی سے نہیں دینا چاہتا تھا۔

حانم بے دلی کے ساتھ گاڑی سے نکلی تھی۔۔۔

اسے اب اپنے نیکسٹ پلان پر کام کرنا تھا۔۔۔

"کب تک ایسے ہی زبردستی اپنے ساتھ رکھو گے۔۔"

فیروز نے اندر آتے اسے صوفے پر پٹخا تھا۔۔۔جب حانم اس کی جانب خون آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"جب تک تم دل سے میرے ساتھ رہنے پر آمادہ نہ ہو جاؤ۔۔۔"

اس کی جانب جھک کر اس کے ہونٹوں پر اپنی سانسیں چھوڑتا وہ لمحے بھر کو اسے ساکت سا کر گیا تھا۔۔۔

حانم کو اس سے ایسی بے باکی کی بالکل بھی امید نہیں تھی۔۔وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"یہ کیا گھٹیا پن ہے۔۔۔؟؟"

حانم چلائی تھی۔۔۔

"وہی گھٹیا پن جس سے ابھی تک آگاہ نہیں کیا تمہیں۔۔۔"

اسے سر سے پیر تک گہری نگاہوں سے دیکھتے فیروز نے اپنی شرٹ اتاری تھی۔۔۔

جو دیکھ حانم کی رنگت زرد پڑی تھی۔۔۔

یہ شخص کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

چاہے جو بھی ہو جاتا پر وہ دونوں کے بیچ موجود نکاح کے رشتے کو جھٹلا نہیں سکتی تھی۔۔۔

"دیکھو دور رہو مجھ سے۔۔۔۔"

حانم نے اسے ہاتھ اٹھا کر وارن کیا تھا۔۔۔

حانم کے کانپتے لہجے پر فیروز نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ تو چینج کرنے کی غرض سے شرٹ اتار رہا تھا۔۔۔ وہ زیادہ تر اکیلا رہتا تھا۔۔۔ اسے عادت تھی اس سب کی۔۔

مگر اسے اندازہ نہیں ہو پایا تھا کہ حانم اس کی اس حرکت کا کیا مطلب لے گی۔۔۔

اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ جسے اگلے ہی لمحے چھپاتے وہ حانم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ جو بالکل صوفے کے ساتھ سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔۔

چاہے جتنی بھی بہادر بنتی مگر وہ جانتی تھی کہ اس شخص کی آگے بہت کمزور تھی۔۔۔ اگر وہ ایسا کچھ بھی کرنے پر آتا تو وہ اسے روک نہ پاتی۔۔۔

"دیکھو ہم صرف دشمن ہیں۔۔۔ ہمارے بیچ یہ رشتہ دشمنی کی بنیاد پر ہی رکھا گیا ہے۔۔ پلیز ایسی کوئی گھٹیا حرکت مت کرنا۔۔۔"

حانم اس کے سامنے دلیری دکھا رہی تھی۔۔ مگر اندر سے اس کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان کی دہشت اس قدر تھی کہ اس کے آفس میں یونیورسٹی کی انتظامیہ میں سے کسی نے بھی آنے کی جرأت نہیں کی تھی۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ شاہنور اس وقت اکیلے اس کے آفس میں تھی۔۔ مگر وہ ارشیان خان نیازی سے الجھ کر اپنا روزگار بند نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔ اس لیے وہ خاموشی سے اپنی اپنی جگہ چپ سادھے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

نوفل وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔

مگر ارشیان کے اندر ایک ان دیکھی آگ بھڑک اٹھی تھی۔۔ اس نے نوفل کی نظر ایک بار بھی شاہنور پر نہیں پڑنے دی تھی۔۔۔ اس کے حوالے کرنا تو بہت دور کی بات تھی۔۔۔

ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے وہ ایک ہی سانس میں اسے آدھے سے زیادہ خالی کر گیا تھا۔۔۔

اپنے اعصاب کو کچھ حد تک نارمل کرتے وہ شاہنور کی جانب پلٹا تھا۔۔۔اور

بنا اس کے فیس سے اپنے شال ہٹائے وہ اس کے چہرے کی جانب بوتل میں

بچا پانی اچھال چکا تھا۔۔

پانی کافی ٹھنڈا تھا۔۔۔اور جس مقدار میں اس کی جانب پھینکا گیا تھا۔۔۔

شاہنور ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔اس کے اوپر سے شال پھسل کر نیچے گری

تھی۔۔

اس کی اپنی شال پہلے ہی اتری ہوئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی نازک کمر

اور اس پر جھولتی لانبی چٹیا ایک دم ارشیان کی نگاہوں کے سامنے آن

ٹھہری تھی۔۔۔

جسے دیکھ ارشیان نے گڑبڑاتے بے اختیار اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا۔۔

شاہنور کچھ دیر کے لیے تو کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔ کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔ مگر جیسے ہی اس کی نظر اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے ارشیان پر پڑی اس کے ہاتھ پیر ایک بار پھر سے پھول چکے تھے۔۔

اس نے جلدی سے اپنے اوپر پڑی ارشیان کی شال کو اپنے گرد لپیٹتے لرزتی پلکوں کو جھکا لیا تھا۔۔۔

اس کا وجود پھر سے لرزنے لگا تھا۔۔۔ وہ اس شخص کی سحر انگیز شخصیت کے سامنے اپنا سب کچھ بھولنے لگتی تھی۔۔ اس کا سارا کانفیڈنس مٹی کی بھر بھری ریت کی مانند ڈھے جاتا تھا۔۔۔

"مم میں یہاں کیسے۔۔۔۔؟؟"

خود کو اس کی شال میں اچھے سے ڈھانپتے وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ ارشیان کچھ ہی فاصلے پر اس کے مقابل ہی کھڑا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر اس لڑکی سے کیسے پیش آئے۔۔ جو اس کے سب سے بڑے دشمن کی بیٹی تھی۔۔ مگر نوفل کے کہے کے مطابق وہ حد سے زیادہ معصوم اور کیوٹ سی لگی تھی اسے۔۔۔ جسے دیکھ کر اس لمحے ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ معصوم شہزادی راستہ بھٹک کر اس خونی جلاد کے سامنے آن کھڑی ہو۔۔۔

جواب کسی قیمت پر اس کی جان بخشنے کو تیار نہیں تھا۔۔

"تمہیں بہت شوق تھا نا مجھ سے ٹکرانے کا۔۔ تو میں تمہیں اٹھا کر اپنی دنیا میں لے آیا ہوں۔۔۔"

ارشیان نے اس کے بھولپن بھرے انداز پر گہرا طنز کیا تھا۔۔

شاہنور نے اپنی لرزتی گھنیری پلکوں کو اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کے خوبرو تیکھے نقوش میں اسے ہمیشہ کی طرح غصے کی جھلک نمایاں نظر آئی تھی۔۔

"اور آپ کو بہت شوق ہے۔۔ ہر وقت انگارے چبھانے کا۔۔ ہر وقت آگ ہی اگلتے رہتے ہیں۔۔ پتا نہیں میرا دل کیسے آگیا آپ پے۔۔۔"

شاہنور محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے دھیرے سے بڑبڑائی تھی۔۔۔جو کچھ حد تک ارشیان کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔۔۔شاہنور نے آخری جملہ بہت آہستہ سے بولا تھا۔۔جو ارشیان نہیں سن پایا تھا۔۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔۔۔؟؟؟"

ارشیان نے تیز گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

جس کے جواب میں شاہنور فوراً نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔

"جا سکتی ہو تم۔۔۔۔"

نوفل کے سامنے وہ اس کے لیے جس طرح لڑ رہا تھا۔۔۔اب شاہنور کے ہوش میں آتے ہی وہ پوری طرح سے اجنبی بن گیا تھا۔۔۔اگر وہ جان جاتی کے نوفل کے سامنے ارشیان نے اس کے حوالے سے کیا بولا تھا۔۔تو ضرور غش کھا کر گر پڑتی۔۔

کیونکہ اسے یہی لگتا تھا کہ اس شخص کے آگے اس کی رتی برابر بھی اہمیت نہیں ہے۔۔لیکن وہ اب یہ نہیں جانتی تھی کہ دشمنی اور ضد کے زیر اثر ہی پر ارشیان خان نیازی کی زندگی میں وہ شامل ہو چکی تھی۔۔۔

"میری شال۔۔۔۔"

شاہنور اس کی شال کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹے ہوئے وہاں سے جانے لگی تھی۔۔جب ارشیان نے اسے پکارا تھا۔۔۔

وہ اپنی چیزوں کے معاملے میں بہت زیادہ پوزیسو تھا۔۔۔وہ انہیں پھینک تو سکتا تھا۔۔پر اپنے دشمنوں کو دیکھنے کے لیے بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔

شاہنور کی حیثیت بھی اس کے نزدیک اس کے دشمنوں کی سی ہی تھی۔۔۔

اس کی پکار پر شاہنور حیرت سے پلٹی تھی۔۔۔وہ اس سے اپنی شال مانگ رہا تھا۔۔یہ شخص اسے اپنے لمس کی یہ خوشبو بخشنے کا روادار بھی نہیں تھا۔۔

"ظالم۔۔۔"

شاہنور دل ہی دل میں اس سے خفگی کا اظہار کرتے اپنے گرد سے اس کی شال اتار گئی تھی۔۔۔اپنے دوپٹے کو سر پر ٹکاتے وہ اپنی شال کو کندھوں پر اچھے سے سیٹ کر گئی تھی۔۔

ایک آخری نظر اس رخ موڑے کھڑے بے مہر انسان پر ڈالتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔

یہ شخص اس کی پہنچ سے بہت دور تھا۔۔مگر اسے اپنے محبت کی شدت پر پورا بھروسہ تھا۔۔اس شخص کے بیزاری بھرے انداز کو دیکھ وہ دھیرے سے مسکراتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

ارشیان کا موڈ ایک بار پھر سے خراب ہو چکا تھا۔۔اس لڑکی کی نگاہیں اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر دیتی تھیں۔۔

وہ واش روم کی جانب بڑھا تھا۔۔

جب مرر کے سامنے کھڑے ہوتے اس کی نظر جیسے ہی اپنے سینے کے مقام پر لگے ہونٹوں کے نشان پر پڑی تو اس کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔۔

اگر اس کی یہ کیفیت اس کے دونوں بھائی دیکھ لیتے تو انہوں نے سمجھ جانا تھا کہ ارشیان خان نیازی اپنے کہے کے آگے ناکام ہو چکا ہے۔۔۔وہ خود کو ویسا پتھر نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ شروع سے پوری دنیا کے سامنے بن کر رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نیچے آکر میرب کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ اسے اپنے فارم ہاؤس پر لے کر آیا تھا۔۔۔

"میں آخری وارننگ دے رہا ہوں تمہیں۔۔۔ شہروز گیلانی کو اپنے قریب مت آنے دو۔۔"

زاراب اسے گاڑی کے قریب لا کر نیچے اتارتے بولا تھا۔۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے۔۔۔"

میرب نے اس کی اس شدت پسندی پر نجانے کس احساس کے زیر اثر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔"

زاراب جھکا تھا۔۔۔ میرب کے ماتھے پر اپنے دہکتے لب رکھتے وہ اسے پتھر کر گیا تھا۔۔

"تمہاری میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔زاراب خان نیازی اپنی استعمال کی گئی بے جان شے پر بھی اپنے دشمنوں کی نظر نہیں پڑنے دیتا۔۔۔ تم تو پھر میری سابقہ معشوقہ ہو۔۔۔تم پر کیسے شہروز گیلانی کی نظریں پڑنے دوں۔۔۔میری غیرت کو گوارہ نہیں ہے۔۔۔اس لیے وارن کر رہا ہوں۔۔۔نقصان کی زمہ دار تم ہو گی۔۔۔اور ہاں یہ جو میرے سامنے رہنے کا نیا ڈرامہ شروع کیا ہے اس سے بھی باز آجاؤ۔۔۔تم یہ سب کر کے نزمین قریشی کو مجھ سے دور نہیں کر سکتی۔۔عنقریب میں اس سے شادی کرنے والا ہوں۔۔۔"

زاراب نے ایک ہی سانس میں اسے اس کی اوقات یاد دلا دی تھی۔۔۔

خاموشی سے اس کی ساری باتیں سنتے۔۔۔آخری بات پر میرب پاگل ہو گئی تھی۔۔۔

"ایسا ہونے نہیں دوں گی میں۔۔۔اس سے پہلے ہی نرمین قریشی کو مروا دوں گی۔۔۔"

میرب مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے تھے۔۔۔جو دیکھ زاراب نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

"ایسا تو ہو گا۔۔۔تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو گا۔۔۔"

زاراب اس کی نم آنکھوں میں اپنی لال آنکھیں گاڑھے بولا تھا۔۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔میرے ہاتھ کاٹ بھی دو گے تب بھی مجھے شہروز سے دور نہیں کر پاؤ گے۔۔۔یاد رکھنا تم بھی۔۔۔میں بھی شہروز سے شادی کروں گی تمہاری آنکھوں کے سامنے۔۔۔"

میرب کا دماغ غصے میں کام کرنا چھوڑ جاتا تھا۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ سوچ سمجھ کر بولنا سیکھو۔۔۔"

اسکی بات کے جواب میں زاراب اس کی کلائی دبوچ کر اس کی کمر گاڑی سے ٹکاتا اس پر جھکتے غرایا تھا۔۔۔

"کیوں۔۔ کیوں نہ بولوں ایسے۔۔۔"

میرب بھی اسکے آگے غصے سے بپھری کھڑی تھی۔۔

"میرے ضبط کا امتحان مت لو میرب۔۔۔ میں وہ کر جاؤں گا جس پر تم سمیت تمہارے خاندان کا ہر فرد پچھتائے گا۔۔"

زاراب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر یہ لڑکی آج تک اس کی کوئی بات نہیں سمجھتی تھی۔۔

ہاں بس نفرت بہت ہی ایمانداری سے کرتی تھی۔۔۔

"تم جانتے ہو میری زندگی کا سب سے برا لمحہ تھا وہ جب مجھے تم سے محبت ہوئی تھی۔۔ تم صرف دھتکارے جانے کے قابل ہو۔۔۔ دونوں خاندانوں کے بیچ دشمنی کی وجہ بھی تم ہو۔۔ تمہیں جو یہ سب لوگوں نے اتنا اونچا مقام دے رکھا ہے۔۔ تم اس کے قابل بالکل بھی نہیں ہو۔۔

میرا دل چاہتا ہے پوری دنیا کو بتاؤں کہ کتنا بڑا دھوکا کیا ہے تم نے میرے ساتھ۔۔۔ پہلے مجھے اپنی جھوٹی اور فریب بھری محبت میں پھنسا کر اپنا دیوانہ بنایا۔۔۔ اور پھر بیچ راہ میں چھوڑ کر چل دیئے۔۔۔ میرے ارمانوں کے قاتل ہو تم۔۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔ دیکھنا ایک دن گڑ گڑاؤ گے تم میرے سامنے۔۔۔ روؤں گے۔۔ مگر معاف نہیں کروں گی تمہیں۔۔۔ مر جاؤں گی لیکن معاف نہیں کروں گی۔۔۔"

میرب شدت سے رو دی تھی۔۔۔زاراب ساکت سا کھڑا اسے دیکھتا رہا

تھا۔۔۔

اور آگے بڑھ کر اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔میرب نے

اس کی اس خاموشی پر ایک زخمی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔اپنے آنسوؤں کو بے

دردی سے رگڑتی وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔۔۔

گاڑی گیٹ سے نکل گئی تھی۔۔زاراب کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے نہیں ہل

پایا تھا۔۔۔

دھوکا تو اس نے دیا تھا۔۔۔جس کی سزا وہ اب تک بھگت رہا تھا۔۔۔اور

آگے بھی ساری زندگی بھگتنی تھی۔۔مگر اس دھوکے کا مداوا کرنا اس کے

بس میں نہیں تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان شاہ یعقوب خان نیازی کا سگا بھانجا تھا۔۔ سلطان شاہ اور احمر شاہ دو بھائی تھے۔۔ دونوں کے بیچ بارہ سال کا فرق تھا۔۔۔ احمر شاہ سلطان شاہ سے بارہ سال بڑے تھے۔۔۔

احمر شاہ اور ان کی بیوی آمنہ شاہ نے سلطان شاہ کو بالکل اپنی سگی اولاد کی طرح محبت دی تھی۔۔۔ ان کے والدین کی بہت پہلے ڈیتھ ہو چکی تھی۔۔ اس لیے سلطان شاہ کے لیے بھی اس کے بھائی بھابھی ہی اس کا سب کچھ تھے۔۔

سلطان شاہ نے ہمیشہ دونوں کو اپنے والدین کا درجہ ہی دیا تھا۔۔

آمنہ چاہتی تھیں کہ سلطان شاہ جیسے اچھے اور سلجھے ہوئے خوبرو لڑکے کی شادی ان کی اب سے چھوٹی بہن مدیحہ سے ہو۔۔ جبکہ سلطان شاہ اپنی ماموں زاد نویرہ کو بہت پہلے اپنا دل دے بیٹھا تھا۔۔

جس بات سے آمنہ بھی اچھی طرح واقف تھی۔۔ مگر وہ اس کے باوجود سلطان اور مدیحہ کی شادی کروانا چاہتی تھیں۔۔

وہیں دوسری جانب ان دنوں نویرہ کے لیے دو ایسے رشتے آئے تھے۔۔۔ جن پر یعقوب نیازی سنجیدگی سے غور کرنے لگے تھے۔۔۔ جن میں سے ایک سرفراز گیلانی کے چھوٹے بھائی شہاب گیلانی کا رشتہ اور دوسرا حسین راجپوت کے پوتے یاور راجپوت کا رشتہ تھا۔۔

یہ دونوں ہی بہت بڑے خاندان کے سپوت تھے۔۔۔ دونوں خاندانوں سے ہی خان حویلی والوں کے اس وقت بہت اچھے تعلقات تھے۔۔ یعقوب نیازی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ان کی بیٹی کے لیے بہترین فیصلہ کیا ہو گا۔۔۔

جن میں سے ایک کو انکار اور دوسرے کو اقرار کرنا یعقوب نیازی کے لیے بہت مشکل ہو چکا تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی نویرہ کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔۔۔ مگر نویرہ کے دل میں کون تھا۔۔ یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

وہ بہت سادہ سی لڑکی تھی۔۔۔ جس کی زندگی میں سلطان شاہ نامی شخص نے آکر اسے محبت کے احساس سے روشناس کروا کر اس کے دل و دماغ میں اپنا تصور بیٹھا دیا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس کے لیے ان دو خاندانوں سے رشتے آئے وہ ایک دم پریشان ہو اٹھی تھی۔۔۔وہ صرف اور صرف سلطان سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اسے نہ تو شہاب پسند تھا اور نہ ہی یاور۔۔۔شہاب گیلانی سے اس کا زیادہ واسطہ نہیں پڑا تھا۔۔جبکہ یاور راجپوت اسے بہت زیادہ برا لگتا تھا۔۔اس نے گھر میں کسی کو نہیں بتایا تھا۔۔یاور اسے ایک بار یونیورسٹی میں اور کئی بار فون کال پر ہراس کر چکا تھا۔۔وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اور سلطان ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔نویرہ نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی اس پر کتنا بڑا خون خرابا ہو سکتا تھا۔۔

اس لیے اس نے اس بارے میں نہ تو سلطان کو کچھ بتایا تھا اور نہ اپنے بابا بھائیوں کو۔۔۔ مگر جیسے ہی اس کے لیے یہ رشتے آئے تھے۔۔۔ اس کا خوف کئی گنا بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ صرف اور صرف سلطان سے شادی کی خواہشمند تھی۔۔

احمر شاہ کے یعقوب نیازی کے ساتھ کبھی بھی اچھے تعلقات نہیں رہے تھے۔۔۔ سلطان شاہ ہی تھا جس نے نویرہ کی خاطر دونوں خاندانوں کو کچھ حد تک ساتھ جوڑ رکھا تھا۔۔۔

مگر جیسے ہی سلطان نے احمر کو نویرہ کے لیے رشتہ لے جانے کی بات کی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی احمر نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ کلر سوٹ کر رہا ہے نا مجھے۔۔۔؟؟ میں ٹھیک لگ رہی ہوں نا۔۔؟؟"

میرب اپنے روم کی بیٹھی کچھ امپورٹنٹ فائلز ریڈ کر رہی تھی۔۔ جب شاہنور نے تیسری بار آکر وہی سوال دوہرایا تھا۔۔ جس پر اب کی بار میرب نے زچ ہوتے اسے گھورا تھا۔۔۔

میرب حویلی واپس آگئی تھی۔۔۔ وہ اس اذیت کے ساتھ اکیلے نہیں رہ پائی تھی۔۔ اس شخص سے ہوئی اس ملاقات نے میرب کی نجانے کتنی راتیں بے چین رکھی تھیں۔۔ مگر اب وہ خود کو نارمل کر چکی تھی۔۔۔ ایک بار پھر اس نے اپنے زخموں کو تھپک کر سلا دیا تھا۔۔۔

اپنے گھر والوں اور دنیا والوں کے سامنے وہ ایک مختلف میرب بن کر سامنے آتی تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ہنستی مسکراتی لڑکی اندر سے کس قدر اذیت سمیٹے ہوئے تھی۔۔

"ادھر بیٹھو۔۔۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔ تم خان حویلی جارہی ہو یا کسی فیشن شو پر۔۔۔ اتنی پاگل کیوں ہوئی پڑی ہو۔۔؟"

میرب نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے مقابل بیٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔
میرب کے تفتیش بھرے انداز پر شاہنور گڑبڑا گئی تھی۔۔

"نن نہیں۔۔۔ وہ پہلی بار جارہی ہوں ناوہاں پر۔۔ تو اس لیے۔۔"

شاہنور ہمیشہ میرب کے سامنے گھبرا جاتی تھی۔۔۔

اسے ڈر ہوتا تھا کہ کہیں میرب اس کی آنکھوں کے رنگ نہ پہچان لے۔۔وہ خان حویلی والوں کے سب سے زیادہ خلاف تھی۔۔

"اچھی لگ رہی ہو۔۔۔پر دھیان سے رہنا وہاں پر۔۔ان تین نیازیوں سے خاص کر بچ کے رہنا۔۔۔باہر سے جیسے نظر آتے ہیں اندر سے بالکل بھی ویسے نہیں ہیں۔۔۔"

میرب نے اسے زاراب، ارشیان اور فیروز کے حوالے سے وارن کیا تھا۔۔۔ جس پر شاہنور بس سر ہلا کر رہ گئی تھی۔۔

وہ اپنی ماں اور تائی جان کے ساتھ نویرہ کی عیادت کے لیے جا رہی تھی۔۔۔ انہوں نے میرب کو بھی ساتھ چلنے کو کہا تھا۔۔۔مگر میرب نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔اسے اس حویلی میں جانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔۔۔

وہ لوگ ڈرائیور کے ساتھ خان حویلی پہنچی تھیں۔۔ شاہنور بہت زیادہ نروس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ارشیان حویلی پر موجود تھا یا نہیں۔۔

مگر اس کی حویلی میں آنے کے احساس سے ہی شاہنور کی ہتھیلیاں بھیگ چکی تھیں۔۔

کوثر بیگم اور باقی سب خواتین انہیں بہت ہی محبت سے ملی تھیں۔۔۔ ان سب کو معصوم سی دھیمے مزاج کی شاہنور بہت پسند آئی تھی۔۔

"آپ کے اور میرب کے مزاج میں بہت فرق ہے۔۔۔ وہ تھوڑی مغرور سی لگیں مجھے۔۔۔"

زاراب کی چھوٹی بہن حمنہ شاہنور کے ساتھ بیٹھی صاف گوئی سے بولی تھی۔۔ میرب نے اس دن وہاں کسی کو زیادہ لفٹ نہیں کروائی تھی۔۔ اس لیے وہاں میرب کا کچھ ایسا ہی امیج بن چکا تھا۔۔

"نہیں ایسا بالکل نہیں ہے۔۔ میرب تھوڑی ریزرو نیچر کی ہے۔۔ وہ اتنی جلدی گلتی ملتی نہیں ہے۔۔ مگر دل کی بہت اچھی اور سافٹ نیچر کی ہے۔۔۔ "

شاہنور کے لہجے میں میرب کے لیے بے پناہ محبت تھی۔۔۔

جو محسوس کرتے حمنہ مسکرادی تھی۔۔۔

سب خواتین نویرہ کے پاس بیٹھی تھیں۔۔ جب حمنہ شاہنور کو لیے باہر آگئی تھی۔۔

"تم کہاں ہو اس وقت۔۔۔۔؟"

شاہنور حمنہ کے ساتھ ان کی حویلی دیکھ رہی تھی۔۔۔جو اسے بہت زیادہ پسند آئی تھی۔۔۔جب اسے میرب کا میسج موصول ہوا تھا۔۔

"خان حویلی میں ہوں۔۔۔ تمہیں بتا کر تو آئی تھی۔۔۔"

شاہنور میرب کے سوال پر حیران ہوئی تھی۔۔۔

"میرا ایک کام کرنا ہو گا تمہیں۔۔۔ابھی اسی وقت۔۔۔"

میرب نے فوراً جواب دیا تھا۔۔۔

"کیسا کام۔۔۔؟؟"

شاہنور کو میرب کا یہ انداز خوف میں مبتلا کر دیتا تھا۔۔۔

"زاراب خان نیازی کے روم میں جا کر مجھے ایک فائل کی کچھ پکس سینڈ کرنی ہو گی تمہیں۔۔۔"

میرب کی بات سن کر شاہنور کی انکھیں باہر کو ابل پڑی تھیں۔۔

"میرب تم پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔۔ تم مجھے خان حویلی سے چوری کرنے کا کہہ رہی ہو۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔ مجھے اپنے ہاتھ بہت پیارے ہیں۔۔ میں ان سے محروم نہیں ہونا چاہتی۔۔۔"

شاہنور نے صاف انکار کیا تھا۔۔۔

"نور پلیز مان جاؤنا۔۔ بہت امپورٹنٹ ہے میرے لیے۔۔ تم جانتی ہونا میں زاراب خان کو ہرانے کے لیے دن رات کتنی محنت کر رہی ہوں۔۔۔ پلیز مان جاؤنا۔۔۔۔"

میرب ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔

"میں پکڑی جاؤں گی میرو۔۔۔کیا سوچیں گے یہ سب۔۔۔؟"

شاہنور نے اس سوچ کے ساتھ ہی جھرجھری سی لی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"دیکھو ہم صرف دشمن ہیں۔۔۔ہمارے بیچ یہ رشتہ دشمنی کی بنیاد پر ہی رکھا گیا ہے۔۔پلیز ایسی کوئی گھٹیا حرکت مت کرنا۔۔۔"

حانم اس کے سامنے دلیری دکھا رہی تھی۔۔مگر اندر سے اس کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔۔۔

فیروز اس کے دائیں بائیں اپنی ہتھیلیاں جماتا اسے پوری طرح سے اپنے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔

یہ لڑکی بے پناہ حسین تھی۔۔ مگر وہ فیروز خان نیازی تھا۔۔ جس کی زندگی میں ان رنگینیوں کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ اسے آج تک نہ تو کبھی اس کی زندگی میں کوئی خوشی ملی تھی اور نہ ہی وہ ایسی کوئی خواہش رکھتا تھا۔۔

وہ ہمیشہ سے ادھورا رہا تھا۔۔۔ اور مرتے دم تک ایسے ہی رہنا چاہتا تھا۔۔۔

"میرا ٹیسٹ ابھی اتنا بھی خراب نہیں ہوا۔۔۔ تم جیسی پاگل لڑکی میری چوائس کبھی نہیں ہو سکتی۔۔۔ اس لیے ایسی کوئی بھی خوش فہمی پالنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں تمہارے قریب آنے کی کوشش کروں گا۔۔"

فیروز نے اس کے حلیے پر گہری چوٹ کرتے اسے اس کی اوقات بتائی تھی۔۔ اس کا سرد و سپاٹ لہجہ اور توہین آمیز انداز حانم کا چہرا لال کر گئے تھے۔۔۔

اسے آج تک ہمیشہ ہر جگہ رد کیا گیا تھا۔۔۔ دھتکارا گیا تھا۔۔۔ کبھی کسی لڑکی نے اسے اپنا دوست تک نہیں بنایا تھا۔۔ یہاں تک کہ کبھی کلاس میں بھی اس کے ساتھ بیٹھنا تک گوارہ نہیں کیا تھا کسی نے۔۔۔

مگر اسے کبھی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ اسے پرواہ ہی نہیں رہی تھی کہ کون اس کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔۔

لیکن آج اس شخص کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ اسے بہت برے لگے تھے۔۔۔ وہ یہ ریجیکشن برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔

"مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے تمہاری چوائس بننے کا۔۔۔"

حانم نے فوراً تڑخ کر جواب دیا تھا۔۔

اس کے دودھیا گال غصے کی شدت سے لال ہو چکے تھے۔۔۔

دائیاں آئبرو اٹھائے وہ اسے گھورے جا رہی تھی۔۔۔

وہ اس وقت بلیک کلر کی جینز اور شرٹ میں ملبوس تھی۔۔ گرے رنگ کا سکارف اس کی گردن میں پڑا تھا۔۔۔ جس سے حملے کے دوران اس نے اپنے چہرے کو ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

"گڈ آگے بھی نہیں ہونا چاہیے۔۔"

فیروز اس سے دور ہوا تھا۔۔۔

"تم میرے چاچو کو مار چکے ہو۔۔۔ تمہاری دشمنی ان سے تھی۔۔ جو پوری کر چکے ہو تم۔۔۔ پھر مجھے یہاں قید کرنے کا کیا مقصد ہے تمہارا۔۔"

حانم اسے اپنے روم کی جانب بڑھتے دیکھ خفگی سے بولی تھی۔۔۔ اسے اب یہاں اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"تمہیں آزاد چھوڑ دوں تا کہ تم مجھ پر ایسے ہی قاتلانہ حملے کرتی پھرو۔۔۔"

فیروز نے پلٹ کر اسے جواب دیا تھا۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ حانم آخر چاہتی کیا ہے اس وقت۔۔۔

"تو کیا میرے قریب رہ کر تم محفوظ رہو گے۔۔۔؟؟"

حانم اپنی گردن سے اسکارف نکالتی اپنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتی اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

فیروز خاموشی سے اس سرپھری لڑکی کی حرکت ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اب وہ کیا کرنا چاہتی ہے۔۔

اس کے سکارف ہٹانے کی وجہ سے اس کی شرٹ کے کھلے گلے سے جھانکتا دائیاں کندھا اور اس پر بنا برتھ مارک نمایاں ہوا تھا۔۔۔

فیروز نے اپنی سانسیں روک لی تھیں۔۔۔ کیونکہ وہ اس کے بہت زیادہ قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں جھانکتی وہ پل بھر کے لیے فیروز کو مسمرائز کر گئی تھی۔۔۔

"فیروز خان نیازی بہت شاطر ہو تم۔۔۔ مگر میرا مقابلہ پھر بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ مجھے خود یہاں سے آزاد کرو گے تم۔۔۔ بہت جلد۔۔۔"

فیروز کی گردن میں بازو حمائل کرتے وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب اسی لمحے فیروز کے موبائل پر یعقوب نیازی کی کال آنے لگی تھی۔۔۔ جو دیکھ حانم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

سلطان نے احمر کو نویرہ کے لیے رشتہ لے جانے کی بات کی تھی۔۔۔اس کی بات سنتے ہی احمر نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔وہ ان لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر سلطان اس بات پر بضد رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنے بھائی بھابھی کو منانے کی بہت کوشش کی تھی۔۔اسی وجہ سے زندگی میں پہلی بار اس نے ان دونوں سے لڑائی بھی کی تھی۔۔۔

مگر احمر شاہ نہیں مانے تھے۔۔

جس کی وجہ سے ناراض ہو کر سلطان شاہ خود ہی یعقوب خان نیازی کے پاس اپنا رشتہ لے کر پہنچ گیا تھا۔۔وہ کسی بھی قیمت پر نویرہ سے دستبردار نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔وہ اپنے بھائی بھابھی کو بعد میں منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

لیکن اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ قسمت اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔۔

یعقوب خان نیازی کو تینوں رشتوں میں اپنے بھانجے کا رشتہ ہی سب سے اوپر لگا تھا۔۔۔ احمر شاہ کے ناراض ہونے کے باوجود انہوں نے سلطان اور نویرہ کا نکاح کر دیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب شہاب گیلانی اور یاور راجپوت اپنے رشتے کے انکار کو انا کا مسئلہ بناتے اپنی اپنی جگہ انتقام کی آگ میں جلنے لگے تھے۔۔۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کی ضد میں یہ رشتہ بھیجا تھا۔۔ مگر دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ انہیں منہ کی کھانی پڑے گی۔۔ اور نویرہ اس انسان کے سپرد کر دی جائے گی۔۔ جو اسے اپنی اولین ترجیح مانتا تھا۔۔

لیکن وہیں احمر شاہ اور آمنہ بیگم سلطان کے اس فیصلے پر اس سے مزید ناراض ہوتے پوری طرح سے قطع تعلق کر چکے تھے۔۔۔ آمنہ بیگم کسی صورت برداشت نہیں کر پائی تھیں۔۔ کہ جس دیور کو انہوں نے اتنا پیار دیا تھا۔۔وہ ان کی بہن کو دھتکار گیا تھا۔۔۔ اسی ضد اور غصے میں انہوں نے دونوں بھائیوں کے بیچ ایک ایسی دیوار کھڑی کر دی تھی۔۔ جسے سلطان شاہ چاہنے کے باوجود گرا نہیں پایا تھا۔۔۔

ہر جانب ان دونوں بھائیوں کی لڑائی اور احمر کی اس شادی سے مخالفت کی خبر پھیل چکی تھی۔۔ سب لوگ حیران تھے کہ جن بھائیوں کی محبت کی مثالیں دی جاتی تھیں۔۔۔ آج وہ دونوں بھائی کیسے ایک دوسرے کے اتنے خلاف ہو گئے تھے۔۔

سلطان چاہتا تھا کہ اس کی بارات میں اس کے بھائی بھابھی شرکت کریں۔۔۔

مگر وہ جیسے ہی ایک آخری امید کے ساتھ ان کے گھر انہیں منانے پہنچا تھا۔۔۔ آگے کا منظر اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گیا تھا۔۔ ان دونوں کی لاشیں خون میں لت پت زمین پر پڑی تھیں۔۔۔

سلطان صدمے کی کیفیت میں ان کے قریب پہنچا تھا۔۔ وہ روتے ہوئے اپنے بھائی کو جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہو گیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے گاؤں کے کچھ لوگ وہاں آئے تھے۔۔۔اور سوچی سمجھی سازش کے تحت سلطان کو اپنے بھائی اور بھابھی کے قتل کے لیے موردالزام ٹھہرا دیا گیا تھا۔۔

اس کو اس بری طرح سے پھنسایا گیا تھا کہ خان حویلی والوں سمیت ہر کوئی یہی سمجھنے لگا تھا کہ سلطان شاہ نے لڑائی کے دوران ان دونوں کو جان سے مار دیا ہے۔۔

سلطان جو پہلے ہی اپنے دو عزیز رشتوں کو کھو چکا تھا۔۔نویرہ کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی اور بے اعتباری نہیں دیکھ پایا تھا۔۔

وہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

اسے کم از کم نویرہ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ اسے لگا تھا کہ چاہے پوری دنیا اس کے خلاف ہو جائے پر نویرہ اس کا ساتھ ضرور دے گی۔۔ مگر اس کی بدقسمتی تھی کہ ایسا نہیں ہو پایا تھا۔۔۔

جس کی سزا اس نے اپنے آپ کو دی تھی۔۔۔ اور ابھی تک دے رہا تھا۔۔۔

خان حویلی والوں نے اسے نویرہ کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔ نویرہ بھی ایسے ہی چاہتی تھی۔۔۔

مگر سلطان نے ایسا کچھ بھی کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔ جس کے بعد اس کی خان حویلی والوں کے ساتھ ساتھ خود سے بھی دشمنی کا آغاز ہوا تھا۔۔۔

اس نے نویرہ سے کیا اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا۔۔

"خدا کے لیے تم تو میرا ساتھ مت چھوڑو۔۔۔ تم تو محبت کرتی ہو نا مجھ سے۔۔۔ پوری دنیا کی نفرت برداشت کر سکتا ہوں۔۔ لیکن اگر تم مجھ سے دور ہوئی تو خود کو برباد کر دوں گا۔۔۔"

وہ لمبا چوڑا مرد اس نازک سی لڑکی کے سامنے کھڑا گڑگڑا رہا تھا۔۔

اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔۔

ہمیشہ سے کہا جاتا تھا کہ مرد آسانی سے روتا نہیں ہے۔۔

مگر آج وہ چٹانوں جیسا حوصلہ رکھنے والا مضبوط مرد رو رہا تھا۔۔۔ لیکن آج سامنے کھڑی محبت کے ریشمی دھاگوں سے گندھی لڑکی کا دل تو جیسے پتھر کا ہو چکا تھا۔۔۔

وہ اس کے سامنے بہت گڑ گڑایا تھا۔۔ پر اس لڑکی نے ہی اسے وحشی بنا دیا تھا۔۔۔

پچھلے دس سالوں سے اب تک وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی سزا دے رہا تھا۔۔ جس کا دورانیہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں پکڑی جاؤں گی میرو۔۔۔ کیا سوچیں گے یہ سب۔۔۔؟"

شاہنور نے اس سوچ کے ساتھ ہی جھر جھری سی لی تھی۔۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ تم اتنی معصوم ہو۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ تم ایسے کسی ارادے سے وہاں گئی ہو۔۔۔"

میرب اسے ہر طرح سے منانا چاہتی تھی۔۔۔اس کے لیے وہ فائل بہت زیادہ امپورٹنٹ تھی۔۔اسے پوری امید تھی کہ شاہنور کسی طرح اس کے لیے یہ کام کرلے گی۔۔

"میں کوشش کرتی ہوں۔۔۔لیکن اگر پکڑی گئی تو میں نے تمہارا نام لے لینا ہے زاراب نیازی کے سامنے۔۔۔"

شاہنور نے اسے مصنوعی دھمکی دی تھی۔۔جس پر میرب مسکرادی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی شاہنور ایسا کبھی نہیں کرنے والی تھی۔۔۔

"فکر مت کرو وہ بد دماغ نیازی گھر پر نہیں ہے۔۔۔اسی لیے تو بھیج رہی ہوں تمہیں وہاں۔۔۔بس ایک بار اس کے کمرے میں گھسنے کا ہی مسئلہ ہے۔۔۔"

میرب اسے ساری بات سمجھا چکی تھی۔۔ جبکہ شاہنور کو ابھی سے ہی ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔ اسے ان لوگوں سے بہت زیادہ ڈر لگتا تھا۔۔

"یہ اوپر والے پورشن پر کیا ہے۔۔۔؟؟"

حمنہ نے اسے حویلی کے نیچے والے دونوں پورشنز دکھا دیئے تھے۔۔ مگر ان میں زاراب کا روم کہیں بھی نہیں تھا۔۔

وہ دونوں سیڑھیوں کے پاس آن کھڑی ہوئی تھیں۔۔ جب شاہنور نے تھرڈ فلور کی جانب اشارہ کرتے پوچھا تھا۔۔۔

"وہاں زاراب بھائی، ارشیان بھائی اور فیروز بھائی کے رومز اور ان کا جم ہے۔۔۔ ہم میں سے کوئی وہاں نہیں جاتا۔۔ ان کے رومز میں بغیر اجازت

جانے کی پرمیشن نہیں ہے۔۔ ابھی تو وہ تینوں ہی حویلی میں موجود نہیں ہیں۔۔۔"

حمنہ نے تفصیل بتائی تھی۔۔۔ ارشیان کے حویلی میں نہ ہونے کا سن کر شاہنور کا موڈ آف ہوا تھا۔۔ مگر زاراب کے نہ ہونے کا سن کر اسے تھوڑی تسلی ہوئی تھی۔۔ وہ اب آرام سے اوپر جا کر اپنا کام کر سکتی تھی۔۔۔

اسے اب کسی طرح حمنہ کی نگاہوں سے اوجھل ہونا تھا۔۔

جب اسی لمحے اسے ایسا کرنے کا موقع بھی مل گیا تھا۔۔۔ اسے نیچے سے کسی نے آواز دی تھی۔۔

حمنہ اسے بھی ساتھ آنے کا کہتی نیچے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔شاہنور نے ایک نظر ارد گرد دوڑائی تھی۔۔وہاں کسی کو نہ پا کر وہ تیزی سے اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

وہ باتوں باتوں میں حمنہ سے زاراب کے کمرے کی لوکیشن پوچھ چکی تھی۔۔۔

سیڑھیاں چڑھتے ہی پہلے نمبر پر زاراب کا کمرہ تھا۔۔۔

اوپر کا پورشن بالکل خالی پڑا تھا۔۔۔

شاہنور جلدی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔دروازے کو دھیرے سے بند کرتی وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔وہاں کے سارے درازوں کو کھول کھول کر چیک کرتے اسے پانچ منٹ گزر گئے تھے

وہ ساتھ ساتھ میرب سے پوچھ بھی رہی تھی۔۔۔ مگر اسے اپنی مطلوبہ فائل نہیں مل پائی تھی۔۔

جب اسی لمحے دروازے پر اسے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔ شاہنور نے گھبرا کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی اندر آ رہا ہے۔۔۔

وہ تیزی سے دراز بند کرتی اٹھی تھی۔۔ اس کے ہاتھ پیر بالکل پھول چکے تھے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں چھپے۔۔۔ اگر اندر آنے والے کی نظر اس پر پڑ جاتی تو بہت برا ہو جانا تھا۔۔۔

اس نے چاروں جانب چھپنے کے لیے نگاہیں دوڑائی تھیں۔۔ جب اسے باتھ روم کا دروازہ نظر آیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے اس جانب بھاگی تھی۔۔۔ وہ جیسے

ہی واش روم کے اندر داخل ہوئی اسی لمحے باہر کا دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا۔۔

شاہنور آنے والے کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔

اس کا پورا وجود خوف سے لرز رہا تھا۔۔۔

"میرو کی بچی کہاں پھنسا دیا مجھے۔۔۔میں پکڑی گئی تو ارشیان نیازی کے سامنے کیا امیج رہ جائے گا میرا۔۔۔ان کو تو ویسے بھی میں پسند نہیں ہوں۔۔۔"

شاہنور عالیشان کمرے کے نہایت ہی سٹائلش اور جدید آرائش سے سجے باتھ روم میں چکر کاٹتی بری طرح سے خوفزدہ تھی۔وہ واش روم بہت بڑا تھا۔۔۔جس کے ایک سائیڈ پر بڑا سا باتھ ٹب رکھا گیا تھا۔۔۔جبکہ ایک جانب شیشے

کی دیواروں سے بنا بند کمرہ تھا۔۔۔ جس کے اوپر شاور لگا ہوا تھا۔۔ وہ تو اس باتھ روم کی بناوٹ دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ یہ خان حویلی والے اس کی سوچ سے زیادہ ماڈرن تھے۔۔

وہ بس یہی دعا کر رہی تھی کہ جو بھی روم میں آیا ہے وہ واپس چلا جائے۔۔

مگر اس کی سانسیں تو اس وقت تھمیں جب اسے واش روم کے باہر بھاری قدموں کی چاپ محسوس ہوئی تھی۔۔

"اوہ شٹ۔۔۔۔"

وہ جو کوئی بھی تھا وہ واش روم کے دروازے کا ہینڈل گھما چکا تھا۔۔

شاہنور جلدی سے گلاس وال سے بنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ اس کا دل خوف سے لرزنے لگا تھا۔۔۔ وہ بہت بری جگہ پھنس چکی تھی۔۔۔۔ وہ

ان دیواروں سے باہر نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ مگر اسے قدموں کی چاپ سے اتنا تو محسوس ہو چکا تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا۔۔ اس کمرے سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"نرمین قریشی کی گاڑی پر قاتلانہ حملہ۔۔۔"

یہ خبر جنگل میں لگی آگ کی طرح ہر جانب پھیل چکی تھی۔۔ نرمین کو دو گولیاں لگی تھیں۔۔ فوری ٹریٹمنٹ ملنے کی وجہ سے وہ اب خطرے سے باہر تھی۔۔

اسے آئی سی یو سے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔زاراب خان نیازی یہ خبر ملتے ہی ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔ہاسپٹل کے باہر بھیڑ لگی ہوئی تھی۔۔

لوگ شدید غم و غصے کا شکار تھے۔۔۔وہ اس کے پیچھے اتحاد لیگ کو مورد الزام ٹھہرا رہے تھے۔۔۔

ابھی تک کوئی ثبوت نہیں مل پایا تھا کہ یہ حملہ کس نے کروایا ہے۔۔۔آخر اتنی سخت سیکیورٹی کے بیچ میں نرمین پر کیسے حملہ ہوا تھا۔۔۔

ہر طرف اسی بات پر چرچا کی جا رہی تھیں۔۔۔زاراب نیازی کی وجہ سے بڑی بڑی شخصیات نرمین کی عیادت کو آ رہی تھیں۔۔کچھ دیر پہلے شہروز گیلانی اور سرفراز گیلانی بھی ہو کر گئے تھے۔۔۔جن سے زاراب نے بات کرنا بھی گوارہ نہیں کی تھی۔۔

وہ ہمیشہ ان لوگوں کو ان کی اوقات میں ہی رکھتا تھا۔۔ مگر وہ لوگ پھر بھی اپنی چاپلوسی سے باز نہیں آتے تھے۔۔

"آپ جانتے ہیں نا مجھ پر حملہ کس نے کروایا۔۔۔ اسی وجہ سے کچھ دن پہلے آپ نے میری سیکیورٹی بڑھائی تھی۔۔۔ مجھے اب سمجھ آ رہی ہے یہ بات۔۔ آپ کو میری اتنی فکر ہے۔۔۔ یہ جان کر ان زخموں کا درد تو ویسے ہی ختم ہو گیا ہے۔۔۔"

نرمین اپنا درد بھلائے اس خوشی سے پاگل ہو رہی تھی کہ زاراب اتنی دیر سے اس کے ساتھ موجود تھا۔۔۔

اب بھی اس کے پانی مانگنے پر زاراب نے نرس کے نہ ہونے پر قریب آ کر اسے کندھوں سے تھام کر سیدھا کرتے پانی پلانے میں مدد کی تھی۔۔۔

جب نرمین نے گلاس ہونٹوں سے پیچھے کرتے اپنے نہایت قریب موجود زاراب کے بازو کو تھامتے خوشی سے چور لہجے میں پوچھا تھا۔۔

زاراب کا چہرا بالکل سنجیدہ تھا۔۔ جبکہ نرمین کی بات پر اس کی آنکھوں کے سرد پن میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

"تمہیں اس معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں سب دیکھ لوں گا۔۔۔ اور تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ ریلیکس رہو۔۔۔"

زاراب نے اسے نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے یہ الفاظ روم میں داخل ہوتی میرب راجپوت کے کانوں سے محفوظ نہیں رہ پائے تھے۔۔۔

یہ الفاظ اور سامنے کا منظر اسے جھلستی آگ میں پھینک گئے تھے۔۔۔ جہاں وہ لڑکی جسے زاراب سے دور کرنے اور ڈرانے کے لیے اس نے حملہ کروایا

تھا۔۔۔وہ بہت مزے سے بات کا فائدہ اٹھاتی زاراب کے مزید نزدیک آچکی تھی۔۔

"بالکل۔۔۔ مسٹر زاراب خان نیازی کے ہوتے ہوئے آپ کو بھلا کیسے کچھ ہو سکتا ہے مس نرمین قریشی۔۔۔ آپ کو پریشان ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔۔"

میرب اپنے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے ہاتھوں میں فریش بکے اٹھائے ان کی جانب بڑھی تھی۔۔۔نرمین کے گرد موجود زاراب کے بازوؤں کو زہریلی نگاہیں سے دیکھتے اس کا دل چاہا تھا۔۔۔دو تین گولیاں اس شخص کے اوپر بھی برسا دے۔۔

جو اپنی حد بالکل بھول رہا تھا۔۔۔

زاراب نرمین کو واپس تکیے پر لٹاتا سیدھا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ میرب کو اتنی ڈھٹائی کے ساتھ وہاں عیادت کے لیے آتا دیکھ نرمین کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔

نرمین جانتی تھی کہ اس پر حملہ میرب نے ہی کروایا تھا۔۔ ورنہ زاراب کے ہوتے ایسی جرأت کوئی اور نہیں کر سکتا تھا۔۔

اسے پہلے ہی میرب بالکل پسند نہیں تھی۔۔۔ اب تو اسے اس لڑکی سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ تو بس اسی بات کی منتظر تھی کہ ابھی زاراب میرب کو اس کے سامنے بے عزت کر کے اسے اس کی اوقات بتائے گا۔۔۔

"گولی ٹانگ پر لگی ہے یا زبان پر۔۔۔"

زمین کے کچھ بھی نہ بولنے پر میرب نے طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو ابھی بھی اسی بات کی منتظر تھی کہ زاراب اس کے سامنے میرب کے اس گھناونے فعل پر اسے بے عزت کرے گا۔۔۔

مگر یہ اس کی بھول تھی۔۔۔

زاراب خان نیازی اکیلے میں چاہے جو بھی کرتا۔۔۔ مگر دنیاوالوں کے سامنے وہ کبھی میرب راجپوت کو بے عزت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔یہی بات زمین کو طیش دلا گئی تھی۔۔۔

میرب راجپوت کے معاملے میں آخر اس انسان کے اصول کہاں چلے جاتے تھے۔۔

اس حرکت پر دوسروں کی چمڑی ادھیڑ دینے والا اس لڑکی کے معاملے میں اتنا شانت کیسے ہو جاتا تھا۔۔

"کوشش تو سینے پر مارنے کی کی گئی تھی۔۔۔پر زاراب کے سیکورٹی گارڈز نے ان کی ہدایت پر اپنی جان پر کھیل کر مجھے بچا لیا۔۔۔"

نرمین نے میرب کے انداز میں جواب دیتے اس کی بولتی بند کروادی تھی۔۔۔

میرب نے بکے زاراب کے قریب ٹیبل پر پٹخنے کے انداز میں رکھتے نرمین کی جانب زبردستی کی مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔۔

"تم چلو مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"

زاراب نے خون آشام نگاہوں سے میرب کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔جو دیکھ میرب ایک لمحے کے لیے تو لرز گئی تھی۔۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتی نرمین نے نہایت ہی لجاجت کے ساتھ اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔

"آپ پلیز ابھی مت جائیں۔۔۔۔مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے۔۔۔"

نرمین کے اس انداز پر میرب کا دل چاہا تھا۔۔ابھی بیگ سے گن نکال کر اس کی کھوپڑی اڑا دے۔۔۔

جبکہ زاراب کے ماتھے پر بھی بل نمایاں ہوئے تھے۔۔اس نے کبھی نرمین کو اتنی بے تکلفی کی اجازت نہیں دی تھی۔۔وہ اس کی اچھی دوست ضرور

تھی۔۔۔ آج وہ صرف اس وجہ سے اس کے قریب موجود تھا کیونکہ نرمین کی اس حالت کا زمہ دار وہ خود کو سمجھ رہا تھا۔۔۔

اس کی وجہ سے میرب نے یہ بے وقوفی کی تھی۔۔۔

وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ نرمین میرب کے خلاف کوئی بیان دے۔۔۔ اس لیے وہ ابھی اس سارے معاملے کو مصلحت کے ساتھ ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔

"فیروز خان نیازی بہت شاطر ہو تم۔۔۔ مگر میرا مقابلہ پھر بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ مجھے خود یہاں سے آزاد کرو گے تم۔۔۔ بہت جلد۔۔ میرے سے مت الجھو اس بار نقصان تم اٹھاؤ گے۔۔۔ میرے پاس اب کھونے کو کچھ نہیں بچا۔۔۔ مگر تمہارے پاس اب بھی بہت کچھ ہے۔۔۔ ایک ایک کر کے سب کچھ چھین لوں گی۔۔۔"

فیروز کی گردن میں بازو حمائل کرتے وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب اسی لمحے فیروز کے موبائل پر یعقوب نیازی کی کال آنے لگی تھی۔۔۔جو دیکھ حانم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

فیروز نے اس کی بانہوں کو جھٹکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

وہ اسی خاموشی سے کال پک کر گیا تھا۔۔۔

آج تک یعقوب نیازی نے خود سے اسے کال نہیں کی تھی۔۔یہ پہلی بار تھا۔۔

فیروز کے چہرے کے تاثرات ناقابلِ یقین حد تک متغیر ہو چکے تھے۔۔

"سلطان کو مار کر ابھی بدلہ پورا نہیں ہوا تم لوگوں کا جو اسکی معصوم اور بے گناہ بھانجی کو اب اپنی درندگی کا نشانہ بنانا چاہتے ہو۔۔۔ تمہیں اپنا نام دے کر

اپنے پوتے کی حیثیت سے دنیاوالوں کے سامنے متعارف کرواکر مجھے لگ رہا ہے میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرچکا ہوں۔۔ تم ہر بار ثابت کر دیتے ہو کہ تم میرا خون نہیں ہو۔۔۔ کیونکہ میرا خون کبھی ایسی غلیظ فعل سرانجام نہیں دے سکتا جتنا تم کررہے ہو۔۔۔ ایک جوان لڑکی کو اپنے ساتھ اکیلا رکھ کر اپنے باپ کے نقشہ قدم پر چل کر ایک نیا فیروز پیدا کرنا چاہتے ہو۔۔۔"

یعقوب خان نیازی کے ہونٹوں سے نکلنے والا ایک ایک جملہ فیروز خان نیازی کی ذات کے پرخچے ادھیڑ رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں خون آلود ہو چکی تھیں۔۔۔

جبکہ فیروز کے بہت زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے یعقوب خان نیازی کی تمام باتیں اس کی سماعتوں تک باآسانی پہنچ پا رہی تھیں۔۔

وہ بھی شاک کی کیفیت میں کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ فیروز خان نیازی یعقوب نیازی کا پوتا نہیں تھا۔۔ یہ بات اس کے لیے کسی شاک سے کم نہیں تھی۔۔

اس نے ہی عبید کو کہا تھا کہ اگر وہ پکڑی گئی تو اسے یعقوب خان نیازی تک یہ اطلاع پہنچانی تھی۔۔۔

یہی ایک طریقہ تھا جس کے تحت وہ فیروز سے چھٹکارا پا سکتی تھی۔۔۔ مگر اسے اس بات کا تو بالکل اندازہ ہی نہیں تھا کہ ان دونوں دادا پوتے کے بیچ اس قدر نفرت تھی۔۔۔

کال بند ہو چکی تھی۔۔۔

حانم نے فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی آنکھیں بالکل لہو رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔

حانم نے ایک دم خوف کھاتے اس سے دور ہونا چاہا تھا۔۔ جب فیروز اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے سے قریب تر کھینچ چکا تھا۔۔

اتنا قریب کے حانم کو سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی۔۔۔ فیروز کے ہاتھ کی انگلیاں اس کی کمر میں پیوست ہو چکی تھیں۔۔۔ حانم نے درد سہتے بہت مشکل سے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔

"اچھی کوشش تھی مجھ سے چھٹکارا پانے کی۔۔۔ لیکن افسوس تم اس میں بھی ناکام رہی ہو۔۔۔ میں فیروز خان نیازی ہوں۔۔ ہمیشہ سے وہی کرتا آیا

ہوں اور کرتا رہوں گا۔۔ جو مجھے ٹھیک لگے گا۔۔۔ مجھے ابھی ٹھیک سے جان نہیں پائی تم۔۔۔ میرے ساتھ رہی تو اچھے سے جان جاؤ گی۔۔"

فیروز اپنی بات مکمل کرتا اسے خود سے دور دھکیلتا وہاں سے ہٹتا روم کا دروازہ پوری قوت سے بند کرتا پورے گھر کے ہلا گیا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی حانم اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

آخر یہ سب چل کیا رہا تھا۔۔

فیروز اگر یعقوب خان نیازی کا پوتا نہیں تھا تو پھر کون تھا۔۔

اتنی مخالفت کیوں تھی دونوں کے بیچ۔۔۔

کیا وہ اپنا مقصد پانے کے لیے اس حقیقت کو استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔۔۔

حانم کا دماغ ایک بار پھر سے اپنے مقصد کے لیے چلنے لگا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

شاہنور جلدی سے گلاس وال سے بنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ اس کا دل خوف سے لرزنے لگا تھا۔۔۔ وہ بہت بری جگہ پھنس چکی تھی۔۔۔۔ وہ ان دیواروں سے باہر نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ مگر اسے قدموں کی چاپ سے اتنا تو محسوس ہو چکا تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا۔۔ اس کمرے سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے باہر سے شاور کھول دیا گیا تھا۔۔۔

شاہنور نے آسمان کی طرح پانی برساتے چھت کو دیکھا تھا۔۔۔پانی اس قدر ٹھنڈا تھا کہ شاہنور کو اپنی ہڈیاں جمتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

وہ پوری طرح سے بھیگتی کانپ رہی تھی۔۔۔جب اسی لمحے دروازہ کھلا تھا۔۔۔اندر داخل ہوتا شخص سامنے کا منظر دیکھ اپنی جگہ پتھر ہوا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اس کی حویلی، اس کے بیڈروم کے باتھ روم میں کیا کر رہی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا شاید وہ جاگتی آنکھوں سے کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔۔وہ خواب جو دیکھنے کا تصور اس کے دل و دماغ نے کبھی نہیں کیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب شاہنور نے جیسے ہی اپنی لرزتی بھیگی پلکیں اٹھائیں سامنے شرٹ لیس کھڑے ارشیان خان نیازی کو دیکھ اسے پوری دنیا اپنی نگاہوں

میں گھومتی محسوس ہوئی تھی۔۔اس کے ہونٹوں سے بے یقینی کے عالم میں چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔

وہ پکڑی جا چکی تھی۔۔۔وہ بھی اس شخص کے ہاتھوں۔۔

جو اس لمحے اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں ہی آنکھوں سے نگل لے گا۔۔

شاہنور اس وقت بلیک کلر کے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔جو پوری طرح اس کے وجود سے چپک گیا تھا۔۔وہ اس وقت صرف دوپٹے میں ہی تھی۔۔جو اس کی گردن سے چپک چکا تھا۔۔اس کی چٹیا سے نکلی باریک لٹیں اس کے دودھیا حسین چہرے کے گرد آن لپٹی تھیں۔۔۔

اپنے آپ میں سکڑی سمٹی وہ نازک سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔ ارشیان نے ضبط کے عالم میں مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

شاہنور ابھی بھی شاور کے نیچے بھیگ رہی تھی۔۔۔ جس کا زرا سا بھی لحاظ کیے بغیر ارشیان آگے بڑھا تھا۔۔ اسے بازو سے دبوچ کر دیوار سے لگاتے وہ اس کے اوپر جھکا تھا۔۔۔

اس کی گرفت بہت سخت تھی۔۔

شاہنور کو اپنی چیخیں نکلتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ وہ کومل سی لڑکی ایسے آہنی لمس کی عادی نہیں تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے واضح آثار دیکھے جا سکتے تھے۔۔

مگر ارشیان کے اس طرح قریب آجانے کی وجہ سے وہ پانی کی بوندوں سے کچھ حد تک محفوظ ہو چکی تھی۔۔۔ ارشیان کے کسرتی وجود کے نیچے وہ چھپ گئی تھی۔۔۔

"میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟"

ارشیان غصے سے غرایا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔ وہ آخر کتنا ضبط کرتا۔۔۔ اگر وہ اپنی کرنے پر آجاتا تو سب سے زیادہ مظلوم بھی اسی لڑکی نے بننا تھا۔۔

"یہ آپ کا کمرہ ہے۔۔۔؟؟"

شاہنور جو اس کا یہ جلالی انداز دیکھ خوف سے بے ہوش ہونے کو تھی۔۔۔ اس کی بات پر اپنی بے یقینی بھری دلفریب نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھتے جس

معصومیت اور حیرانی سے سوال کیا گیا تھا۔۔۔اس لمحے بڑے سے بڑا اسفاک اور پتھر دل انسان آرام سے پگھل سکتا تھا۔۔۔

کچھ لمحوں کے لیے تو وہ بھی گڑبڑا سا گیا تھا۔۔۔شاہنور کا دہلا دہلا یا گداز چہرا اور گلابی لرزتے ہونٹ اس کے بہت زیادہ قریب تھے۔۔۔یہ لڑکی اس پتھر پر دھیرے دھیرے چھید کرنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔۔۔

ارشیان مزید اگر اسی پوزیشن میں رہتا تو ضرور اس سے کچھ غلط ہو جانا تھا۔۔۔وہ اس کی کلائی تھام کر اسے لیے باہر نکل آیا تھا۔۔۔اتنی دیر سے بھیگنے کی وجہ سے شاہنور اب شدید ٹھنڈ کے عالم میں بری طرح لرز رہی تھی۔۔۔

"میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟"

ارشیان اب کے غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔یہ لڑکی اس کے غصے کو سیریس ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔یہ بات اسے مزید غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے شرٹ لیس ہونے کی وجہ سے حیا کے مارے شاہنور اس کی جانب دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی۔۔اس کے سوال کا جواب دینا تو بہت دور کی بات تھی۔۔۔اوپر سے اسے جتنی شدید ٹھنڈ لگی ہوئی تھی۔۔وہ یہ تو بھول ہی چکی تھی کہ وہ ارشیان خان نیازی کے کمرے میں رنگے ہاتھوں پکڑی جا چکی ہے۔۔۔اب یہ شخص نجانے اس کا کیا حشر کرنے والا ہے۔۔۔

"پلیز ٹاول تو پکڑا دیں۔۔۔۔مجھے بہت زیادہ ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔"

شاہنور ایک بار پھر اس کے سوال کو اگنور کرتی کانپتے لہجے میں اسے حکم صادر کر گئی تھی۔۔

آج زندگی میں پہلی بار کسی نے اس طرح ارشیان خان نیازی کی بات ٹوک کر اسے آرڈر دیا تھا۔۔۔ جس کا ری ایکشن تو یہی بنتا تھا کہ ارشیان ایسی گستاخی کرنے والے انسان کی عقل ٹھکانے لگا دیتا۔۔۔

مگر حیرت انگیز طور پر ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔

وہ واپس مڑا تھا اور اپنا ٹاول سٹینڈ سے اتار کر اس کی جانب بڑھا دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب خان نیازی نہیں چاہتا تھا کہ نرمین میرب کے خلاف کوئی بیان دے۔۔۔ اس لیے وہ ابھی اس سارے معاملے کو مصلحت کے ساتھ ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔

وہ میرب کی اس بے وقوفی پر خود ہی اس کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"نرس ہے تمہارے پاس۔۔۔ باہر سیکیورٹی گارڈز بھی موجود ہیں۔۔۔ تم بالکل سیف ہو۔۔۔"

زاراب دھیرے سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑواتا میرب کی کلائی دبوچے دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ زاراب کے ساتھ باہر کی جانب بڑھتے میرب نے پلٹ کر مذاق اڑاتی نگاہوں سے نرمین کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شوخی سے ایک آنکھ دباتے وہ نرمین کو جلا کر راکھ کر گئی تھی۔۔۔

زاراب میرب کو لیے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

پچھلے گیٹ کے سامنے اس کی گاڑی آچکی تھی۔۔۔ جس کی فرنٹ سیٹ پر میرب کو دھکیلتے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر خود آن بیٹھا تھا۔۔۔

اور فل سپیڈ کے ساتھ گاڑی وہاں سے نکال لے گیا تھا۔۔

"یہ کیا پاگل پن ہے۔۔ گاڑی کی سپیڈ سلو کرو۔۔۔"

زاراب گاڑی بہت تیزی سے چلا رہا تھا۔۔۔ دو بار میرب کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا۔۔۔

وہ اب کی بار چلا اٹھی تھی۔۔۔

اسے اپنی جان ابھی بہت زیادہ عزیز تھی۔۔۔ وہ اتنی جلدی مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مگر یہ شخص تو بالکل پاگل ہو چکا تھا۔۔

"زاراب پلیز۔۔۔۔"

اب کی بار میرب اس کا کندھا اپنے دونوں ہاتھوں میں دبوچے روہانسی آواز میں بولتی اسے سپیڈ کم کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔اس کی پکار میں محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔۔

بہت عرصے بعد اس نے زاراب کو اس طرح پکارا تھا۔۔۔

زاراب نے قدرے سنسان ایریا میں آکر گاڑی روک دی تھی۔۔۔اس کے گارڈز کی گاڑیاں کافی فاصلے پر رک چکی تھیں۔۔۔جب بھی میرب اس کے ساتھ ہوتی تھی۔۔ گارڈز ہمیشہ فاصلے پر ہی رہتے تھے۔۔۔یہ آرڈر زاراب کی جانب سے بہت سختی سے دیا گیا تھا۔۔۔

"میرب تم جانتی بھی ہو کہ اپنے پاگل پن میں کیا حرکت کر چکی ہو تم۔۔۔ تم کسی کی جان لینے کی کوشش کروگی مجھے تم سے اس بات کی امید نہیں تھی۔۔۔"

زاراب گاڑی سے نکل کر باہر جاتی میرب کے پیچھے گیا تھا۔۔۔ وہ گاڑی کی بونٹ پر چڑھے اندھیرے میں نگاہیں گاڑھے بیٹھی تھی۔۔

زاراب کی بات پر اس نے مڑ کر زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو سیاہ لباس کے اوپر سیاہ کوٹ پہنے اپنی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ اس وقت بھی بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔ غصے میں میرب کو وہ زیادہ خوبصورت لگتا تھا۔۔۔

اس کے تنے مغرور نقوش اس لمحے بھی میرب کی سانسیں بڑھا گئے تھے۔۔

گھنی مونچھوں تلے سختی سے بھینچے اعنابی لب اس کے غصے کی شدت کا پتا

دے رہے تھے۔۔۔

"تم سے بدلہ لینے کے لیے میں جان لے بھی سکتی ہوں۔۔۔اور وقت آنے

پر اپنی جان دینے کا حوصلہ بھی رکھتی ہوں۔۔۔تم جس لڑکی کو بھی اپنے

قریب لاؤ گے۔۔۔میں اس کا یہی حال کروں گے۔۔جب تک میں زندہ

ہوں تمہیں کسی کے قریب نہیں جانے دوں گی۔۔۔"

میرب کے چہرے پر زرا سا پچھتاوا نہیں تھا۔۔۔

نہ ہی کسی قسم کا خوف۔۔۔وہ ہر طرح کے انجام کے لیے تیار تھی۔۔۔بس

اسے اس شخص کو برباد کرنا تھا۔۔۔

زاراب خاموشی سے کھڑا اسے تکے گیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اس کی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش تھی۔۔۔

سب کو اپنی مٹھی میں کنٹرول کر کے رکھنے والا اس لڑکی کے معاملے میں بالکل بے بس تھا۔۔۔

جو اپنے ہر نفع و نقصان سے بے پرواہ۔۔۔ اس سے انتقام لینے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔

زاراب آگے بڑھا تھا۔۔۔ میرب کو لگا تھا کہ وہ اس پر غصہ کرے گا۔۔۔ پھر کوئی سزا دے گا۔۔۔ مگر وہ آنکھوں میں عجیب سا احساس لیے اس کے نہایت قریب ہوتا۔۔۔ بونٹ پر اس کے ارد گرد اپنی دونوں ہتھیلیاں جماتا جھکا تھا۔۔۔

"تو تم چاہتی ہو میں تمہارے قریب آؤں۔۔۔؟؟"

اس کے چہرے پر اپنی تپیش زدہ سانسیں چھوڑتا وہ میرب کو لمحے بھر کے لیے منجمند کر گیا تھا۔۔

" کبھی بھی نہیں۔۔۔ مر کے بھی نہیں۔۔۔"

میرب اس کے دونوں کندھوں پر مضبوطی سے اپنی ہتھیلیاں جما کر اسے خود سے دور کرتے چلائی تھی۔۔۔ وہ اب کبھی اس شخص کو اپنے جذبات سے کھیلنے کا موقع نہیں دینے والی تھی۔۔۔

جسے اس سے محبت نہیں تھی۔۔۔ وہ صرف محبت کرنے کا ڈھونگ کرتا تھا۔۔۔ اس کا مقصد صرف اس کے خاندان والوں کو نیچا دکھانا تھا۔۔۔ جس کے لیے وہ اسے استعمال کر چکا تھا۔۔

مگر میرب اب مزید ایسا نہیں ہونے دے سکتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ تک ملازمین کے ذریعے سلطان شاہ کے قتل کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔

مگر وہ اس پر یقین کرنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔

سلطان شاہ کو ختم کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

نویرہ نے فوراً سے فیروز کو کال ملائی تھی۔۔۔۔

ہمیشہ اس کی کال پہلی بیل پر پک کرنے والا آج تاخیر کر رہا تھا۔۔۔نویرہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔

"یا اللہ فیروز کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔۔۔"

نویرہ کو گھبراہٹ ہوئی تھی۔۔۔وہ جانتی تھیں کہ فیروز کے کتنے دشمن تھے۔۔ہر لمحے اس کے سر پر خطرہ منڈلاتا رہتا تھا۔۔۔اور اپنے معاملے میں اتنا ہی لاپرواہ تھا۔۔۔

نویرہ اس کے کال نہ اٹھانے پر پریشانی کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔جب اسی لمحے دوسری جانب سے کال پک کرلی گئی تھی۔۔۔مگر سپیکر سے ابھرتی دلکش سی نسوانی آواز پر نویرہ کا ماتھا ٹھنکا تھا۔۔۔

فیروز کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔۔۔اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

مگر دوسری جانب موجود حانم جو فیروز کے کمرے میں موبائل کی تلاش میں ہی آئی تھی۔۔اسے واش روم میں شاور لیتا دیکھ وہ جلدی سے بیڈ پر بجتے اس کے موبائل کو اٹھا چکی تھی۔۔

جس پر جگمگاتے نویرہ پھوپھو کے نام سے سیو نمبر سے آتی کال پک کرنے

میں اس نے ایک سیکنڈ نہیں لگایا تھا۔۔۔

وہ نویرہ تک ہی تو پہنچنا چاہتی تھی۔۔

اس کے ہیلو بولتے ہی دوسری جانب سے خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

"آپ نویرہ چچی بات کر رہی ہیں نا۔۔۔"

یہ سوال پوچھتے حانم کی آواز میں نمی سی گھل گئی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب نویرہ کا موبائل تھاما ہاتھ کانپ اٹھا تھا۔۔ "چچی" لفظ پر

اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

"کک کون۔۔۔۔"

نویرہ کے ہونٹوں سے بمشکل یہی نکل پایا تھا۔۔۔

"میں حانم بات کر رہی ہوں۔۔۔ فیروز نیازی نے مجھے زبردستی اپنے پاس قید کر کے رکھا ہوا ہے۔۔۔ پلیز میری مدد کریں۔۔۔"

اسے واش روم سے نکلتے دیکھ حانم ایک ہی سانس میں بولی تھی۔۔

"میں حانم بات کر رہی ہوں۔۔۔ فیروز نیازی نے مجھے زبردستی اپنے پاس قید کر کے رکھا ہوا ہے۔۔۔ پلیز میری مدد کریں۔۔۔"

اسے واش روم سے نکلتے دیکھ حانم ایک ہی سانس میں بولی تھی۔۔

کیونکہ فیروز اب اس کے سر پر پہنچتا اس کے ہاتھ سے موبائل چھین چکا تھا۔۔۔

حانم نے وہاں سے ہٹنا چاہا تھا۔۔ مگر اس کی کلائی فیروز کی گرفت میں قید ہو چکی تھی۔۔۔ جسے چھڑوانے کی کوشش میں وہ فیروز کے ہاتھ پر اپنے ناخن گاڑھ چکی تھی۔۔ مگر فیروز نے اسے پھر بھی آزاد نہیں کیا تھا۔۔

"پھوپھو آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟"

فیروز کو ہمیشہ ان کی فکر رہتی تھی۔۔ وہ ان کی زرا سی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ جبکہ نویرہ تو حانم کے فیروز کے پاس ہونے کا سن کر الگ ہی صدمے میں جا چکی تھی۔۔ فیروز نے آخر اسے قید کر کے کیوں رکھا ہوا تھا۔۔

"حانم کو قید کر کے رکھا ہوا ہے تم نے۔۔۔ مجھے تم سے ایسی حرکت کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔ ابھی اور اسی وقت اسے آزاد کرو ورنہ میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔"

نویرہ بہت کم غصے میں آتی تھی۔۔ اس وقت اس کی تیز آواز بتا رہی تھی کہ اسے فیروز پر کس قدر غصہ آیا ہوا ہے۔۔۔ لیکن فیروز چاہ کر بھی ان میں سے کسی کی بات نہیں مان سکتا تھا۔۔

"میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔"

فیروز نے نویرہ کی مزید کوئی بات سنے بغیر کال کاٹ دی تھی۔۔۔ اس وقت نویرہ کو سمجھانے یا کچھ بتانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر۔۔۔؟؟ کیا چاہتی ہو تم۔۔۔؟؟"

فیروز نے اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنے سامنے کیا تھا۔۔

اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے اسے تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اس پر سختی نہیں کر پا رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا حانم اس کی زرا سی بھی سختی برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔ لیکن یہ لڑکی اسے بار بار مجبور کر رہی تھی کہ وہ اس کے سامنے اپنے اصل روپ میں آئے۔۔۔

"اپنے چاچو کے قتل کا بدلہ۔۔۔"

حانم نے بنا اس کی گرفت سے آزادی پانے کی کوشش کرتے نہایت ہی تحمل کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے اپنا مطالبہ رکھا تھا۔۔۔

"کیا واقعی ایسا ہی ہے۔۔۔؟؟؟"

فیروز نے اس کے جھوٹ بولنے پر سرد نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑھی تھیں۔۔ وہ اسے باور کروانا چاہتا تھا کہ وہ شاید بھول رہی تھی وہ ایس پی فیروز خان نیازی تھا۔۔

جسے بیوقوف بنانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔

"جس انسان کی خاطر اپنی پوری زندگی برباد کر رہی ہو۔۔ جانتی بھی ہو وہ سب سے بڑا مجرم تمہارا ہے۔۔۔ دس سال پہلے بہت ہی بے دردی سے اس نے تمہارے ماں باپ ہو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔۔۔ تمہارے بارے میں جان کر میں کافی حیران ہوا تھا کہ اس نے تمہیں کیوں اب تک زندہ رکھا ہوا ہے۔۔۔ پر میں اب سمجھا وہ تمہیں صرف اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتا آیا ہے۔۔۔ اور وقت آنے پر تمہاری جان لینے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔۔۔"

فیروز نے سوچ لیا تھا اب اسے کیا کرنا۔۔۔وہ زبردستی اس لڑکی کو اپنے ساتھ نہیں چلا سکتا تھا۔۔۔اسے اب دوسرا راستہ اپنانا تھا۔۔

جبکہ حانم کتنے ہی لمحے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب تکے گئی تھی۔۔

"نن نہیں۔۔۔تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔میرے پیرنٹس کی ڈیتھ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہوئی تھی۔۔۔چاچو نے انہیں نہیں مارا۔۔۔"

حانم نے فوراً اس کی بات کو جھٹلایا تھا۔۔۔اپنے پیرنٹس کے ذکر پر اس کے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

فیروز کو اس لمحے اس لڑکی پر ترس آیا تھا۔۔۔

"میرے پاس ثبوت ہیں۔۔۔"

فیروز نے موبائل میں موجود تمام تصویریں جو دس سال پہلے احمر شاہ اور آمنہ بیگم کے قتل کے بعد لی گئی تھیں وہ حانم کے سامنے کر دی تھیں۔۔۔ جنہیں دیکھ کر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کے پیرنٹس کو مارنے والا سلطان شاہ ہی ہے۔۔۔

حانم کا چہرا پوری طرح سے آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔۔ اس کی زندگی میں ایک یہی انسان ہی تو تھا۔۔۔ جس کا یہ بھیانک چہرا دیکھ حانم بالکل ٹوٹ گئی تھی۔۔۔

وہ وہیں نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

"میں کبھی بھی اپنی پھوپھو کو ایسے انسان کے حوالے نہیں کر سکتا۔۔۔ جو اپنے سگے بھائی کا قاتل ہے۔۔ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔ تم بہت غلط انسان

کی خاطر اپنے آپ کو مشکل میں ڈال رہی ہو۔۔۔وہ شخص تمہاری ہمدردی کے قابل بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔"

فیروز وہاں سے جانے لگا تھا۔۔۔جب حانم نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔

فیروز اس کی اس حرکت پر جھٹکے سے پلٹا تھا۔۔۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس لڑکی میں اتنی جلدی بدلاؤ آجائے گا۔۔۔

"آئم سوری۔۔"

بھیگتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔جبکہ فیروز کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔۔۔

اس کے گداز ہاتھ کا لمس اسے ابھی تک اپنے ہاتھ پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

ان بھیگتی دلفریب نگاہوں کا سحر جیسے ایک عجیب سا اثر چھوڑ گیا تھا اس

پر۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تو تم چاہتی ہو میں تمہارے قریب آؤں۔۔۔؟؟"

اس کے چہرے پر اپنی تپش زدہ سانسیں چھوڑتا وہ میرب کو لمحے بھر کے

لیے منجمند کر گیا تھا۔۔

" کبھی بھی نہیں۔۔۔ مر کے بھی نہیں۔۔۔"

میرب اس کے دونوں کندھوں پر مضبوطی سے اپنی ہتھیلیاں جما کر اسے خود

سے دور کرتے چلائی تھی۔۔۔

اسے یوں ہزیانی انداز میں چلاتا دیکھ زاراب اس کی دونوں کلائیاں کمر کے پیچھے موڑتا اس کی گردن میں ہتھیلی جماتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کی سانسوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا۔۔

میرب اس سب کے لیے قطعی تیار نہیں تھی۔۔۔اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے زاراب کو دیکھتے خود کو اس سے آزاد کروانا چاہا تھا۔۔۔

مگر وہ جتنی مزاحمت کر رہی تھی زاراب کے لمس کی شدت اتنی ہی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔میرب تڑپ اٹھی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

یہ شخص بہت ظالم تھا۔۔۔وہ ایک بار پھر سے اس کے ظلم کی بھینٹ چڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ جتنا غصہ اور طیش دکھا رہی تھی۔۔۔زاراب اتنی ہی نرمی سے اسے خود میں سمیٹ رہا تھا۔۔۔وہ اس کی کلائیاں آزاد کرتے اپنا بازو نرمی سے اس کی کمر میں حمائل کرتا اس کی نرماہٹوں کو دھیرے سے چھو رہا تھا۔۔۔

میرب اب اس کی گرفت میں لرزنے لگی تھی۔۔۔ مگر اس بار قصوروار بھی تو وہی تھی۔۔۔یہ شخص اس سے دور رہنا چاہتا تھا۔۔۔ کتنی بار اسے اجنبی بن کر وارن کر چکا تھا۔۔

مگر وہ اجنبی بن کر رہنے کو بھی تو تیار نہیں تھی۔۔۔ آج اسے اسی بات کی سزا مل رہی تھی۔۔۔جسے برداشت کرپانا اس کی نازک جان کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

وہ پہلے سے بھی زیادہ اذیت کا شکار ہو چکی تھی۔۔۔

اس نے دونوں ہتھیلیوں سے زاراب کے کالر کو دبوچتے اسے رحم کھانے کی فریاد کی تھی۔۔۔میرب کو اب سانس نہیں آرہی تھی۔۔اس کا پورا وجود بری طرح لرز رہا تھا۔۔۔

جب اس کی سانسوں کو آزادی بخشتے زاراب اس کے لرزتے کانپتے وجود کو قیمتی متاع کی طرح اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

میرب اب بھی اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی اس کے سینے پر مکے برسا رہی تھی۔۔۔اس کی گردن کو بری طرح زخمی کر چکی تھی۔۔۔مگر وہ شخص بہت بے رحم اور خود غرض تھا۔۔آج بھی صرف اپنی غرض پوری کر رہا تھا۔۔

"مجھے لگتا ہے آج کے لیے اتنا سبق کافی ہے۔۔۔اب تم کوئی بھی ایسی بے وقوفی کرنے سے پہلے ہزار بار سوچو گی۔۔۔"

زاراب نے اس کے چہرے سے چپکے بالوں کو پیچھے ہٹاتے اپنے سینے پر رکھے اس کے چہرے کو دیکھتے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

میرب اسکے سینے پر دباؤ ڈالتی اسے دور دھکیلتی گاڑی سے نیچے اترتی اس سے فاصلے پر ہوئی تھی۔۔۔اس کا پورا وجود دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔۔۔

زاراب اب پوری طرح سے پر سکون ہو چکا تھا۔۔۔

پاکٹ سے سیگریٹ اور لائٹر نکال کر سلگھاتے وہ گاڑی کے بونٹ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اسے غصے سے پاگل ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم بہت گھٹیا انسان ہو۔۔۔"

میرب اپنے گال پر بکھرتے آنسوؤں کو رگڑتے چلائی تھی۔۔۔

"بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ کچھ ایسا بتاؤ جو میں اپنے بارے میں نہ جانتا

ہوں۔۔۔"

زاراب کا اشارہ اس کے لال ہونٹوں کی طرف تھا۔۔۔ میرب اندر تک

کانپ اٹھی تھی۔۔۔

"میں نے تمہیں کہا تھا مجھ سے مت الجھو۔۔۔ نقصان اٹھاؤ گی۔۔۔ پر

تمہیں تو بار بار مجھ سے ٹکرانے کا شوق تھا نا۔۔۔ میرے دل و دماغ میں

تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔ بہت بار بتا چکا ہوں میں تمہیں۔۔ ہمارے بیچ

جو کچھ بھی ہوا تھا وہ ایک سوچی سمجھی پلاننگ تھی۔۔۔ اب مجھے آئیڈیا نہیں

تھا کہ تم اتنی جلدی میری محبت میں گرفتار ہو جاؤ گی۔۔۔ اور اس قدر

بھروسہ کرنے لگو گی۔۔۔اس وقت بھی تو میں تمہارا دشمن ہی تھا۔۔ تم اپنی فیلنگز کے معاملے میں اتنی کمزور نکلی اپنی غلطی تم میرے اوپر نہیں ڈال سکتی۔۔۔میں تو شروع سے ایسا ہی زاراب خان نیازی ہوں۔۔۔جو اپنے خاندان کی خاطر کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔کچھ بھی۔۔۔"

زاراب نیازی ایک بار پھر سے سفاکی پر اتر آیا تھا۔۔۔۔یہ شخص ایسے ہی پل پل اپنے روپ بدل کر اس کے دل کا خون کر دیتا تھا۔۔۔

میرب کی آنکھیں مزید شدت سے برسنے لگی تھیں۔۔۔

جو دیکھ کر بھی اس شخص کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔

"میری بد دعا ہے تمہارے لیے زاراب خان نیازی۔۔ایک دن تمہیں بھی مجھ سے ایسے ہی محبت ہو گی۔۔ تم مجھے پانے کے لیے تڑپو گے مگر میں

تمہارے پاس نہیں آؤ گی۔۔ موت کو گلے لگالوں گی پر تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔۔۔ میری یہ آہیں اور سسکیاں تمہارا پیچھا زندگی بھر نہیں چھوڑیں گی۔۔۔"

میرب کی حالت اس وقت نہایت ہی قابلِ رحم تھی۔۔۔ جبکہ اس کی دی جانے والی بددعا سامنے کھڑے شخص کے دل کو کئی ٹکڑوں میں بانٹ گئی تھی۔۔

مگر اس کے باوجود وہ پتھر بنا وہیں کھڑا رہا تھا۔۔ وہ اس کے سامنے ایسے ہی ظاہر کر رہا تھا جیسے اسے میرب کی کسی بھی بات سے فرق نہیں پڑا۔۔

میرب کی گاڑی اس کے قریب آن رکی تھی۔۔میرب نے دوبارہ ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی اس پر۔۔۔اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی تیز رفتاری سے چلتی زاراب کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔۔۔

اس کے جاتے ہی اس پتھر بنے شخص کے وجود میں ہلچل سی ہوئی تھی۔۔۔ وہ پلٹا تھا اور پوری قوت سے ہتھیلی کا مکہ بناتا گاڑی کے بونٹ پر رسید کر گیا تھا۔۔

وہ رکا نہیں تھا کتنی ہی دیر یہ عمل جاری رکھا تھا۔۔اس کی آنکھیں خوفناک حد تک لال ہو چکی تھیں۔۔۔

زاراب خان نیازی جو دنیا والوں کے لیے ایک بہت بڑی شخصیت تھی۔۔۔ وہ شخص اندر سے کتنا ٹوٹا بکھرا ہوا تھا یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

یہ کہانی تین ٹوٹے ہوئے تاروں کی تھی۔۔۔ جن کی پہچان ابھی تک کوئی نہیں کر پایا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

آج زندگی میں پہلی بار کسی نے اس طرح ارشیان خان نیازی کی بات ٹوک کر اسے آرڈر دیا تھا۔۔۔ جس کا ری ایکشن تو یہی بنتا تھا کہ ارشیان ایسی گستاخی کرنے والے انسان کی عقل ٹھکانے لگا دیتا۔۔۔

مگر حیرت انگیز طور پر ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔

وہ واپس مڑا تھا اور اپنا ٹاول سٹینڈ سے اتار کر اس کی جانب بڑھا دیا تھا۔۔

اپنی شے کسی کو دیکھنے کے لیے بھی نہ دینے والا۔۔ اسے اپنے ہاتھوں سے ٹاول دے چکا تھا۔۔

اس لڑکی کی معصومیت اس پتھر میں دھیرے دھیرے سوراخ کرنا شروع کر چکی تھی۔۔۔

ارشیان سینے پر بازو باندھے ضبط سے اسے دیکھتا رہا تھا جو ٹاول کی مدد سے اپنے آپ کو کور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ شدید ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے۔۔۔ اوپر سے سامنے موجود شخص کے خوف کی وجہ سے اس سے نگاہیں اٹھانا دشوار ہو رہا تھا۔۔۔

"وہ مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ آپ کا روم ہے۔۔۔مجھے لگا یہ زاراب خان کا روم ہے۔۔۔"

شاہنور اس کی غضبناک نگاہوں سے گھبر اتی روانی میں وہ بول گئی تھی جو اسے نہیں بولنا تھا۔۔

"زاراب کے روم میں کیوں جانا تھا تمہیں۔۔۔؟؟"

ارشیان کے نقوش میں مزید تناؤ آیا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ لڑکی زیادہ معصوم ہے یا بے وقوف۔۔

"وہ میں آپ کو نہیں بتا سکتی۔۔۔"

شاہنور کو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں تھی۔۔ مگر وہ سچ بول کر میرب کا نام بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔۔

مگر وہ یہ بھول چکی تھی کہ اس کے سامنے ارشیان خان نیازی کھڑا ہے۔۔۔

"ٹھیک ہے چلو پھر نیچے سب کے سامنے بتا دینا کہ تم زاراب کے کمرے میں کیا کرنے گئی تھی۔۔۔"

ارشیان دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ وہ یہ بات ہضم نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ لڑکی آخر اوپر ان کے رومز کی جانب کرنے کیا آئی تھی۔۔۔ جہاں حویلی کی خواتین کو بھی بنا کسی کام کے آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

ارشیان کی بات پر شاہنور کی رنگت زرد پڑی تھی۔۔۔ اگر اس کے گھر والوں کو یہ بات پتا چل جاتی تو اس کی گردن اڑانے سے پہلے کسی نے بھی ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچنا تھا۔۔

"میرب کی بچی کہاں پھنسا دیا مجھے۔۔۔"

شاہنور کا دل چاہا تھا وہ زور زور سے رو دے۔۔۔

"پلیز میری بات سنیں۔۔میں بتاتی ہوں آپ کو۔۔"

شاہنور تیزی سے واش روم کے دروازے کی جانب بڑھتے ارشیان کو روکنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔جب گیلے ہونے کی وجہ سے اس کے پیر سلپ ہوئے تھے۔۔۔

ایک دلخراش چیخ کے ساتھ وہ زمین بوس ہونے کو تھی۔۔جب ارشیان نے تیزی سے پلٹتے لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کی کلائی تھامتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

شاہنور گیلے وجود کے ساتھ اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ دونوں ہی کچھ سمجھ نہیں پائے تھے۔۔۔

اس کے گداز وجود کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے ارشیان کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔اس نے جس تیزی سے شاہنور کو قریب کیا تھا۔۔اس سے بھی زیادہ تیزی سے اسے خود سے اسے اپنے حصار سے آزاد کر دیا تھا۔

اپنے دل کی یہ تیز دھڑکن اسے خوف میں مبتلا کر گئی تھی۔۔

اس کے ایک دم چھوڑنے کی وجہ سے شاہنور دروازے سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔

اس نے بہت مشکل سے خود کو دوبارہ پھسلنے سے محفوظ رکھا تھا۔وہ اس کے ایسے روڈ انداز کی عادی تھی۔۔اس لیے اسے زیادہ فیل نہیں ہوا تھا۔مگر ارشیان کا چہرا بتا رہا تھا کہ شاہنور کا یوں اتنے قریب آنا اس پر گہرا اثر چھوڑ چکا تھا۔۔

"کیوں آئی ہو یہاں۔۔۔؟؟"

اس کے قریب دروازے پر اپنی ہتھیلی جماتے وہ اب کی بار غضبنا کی کے عالم میں دھاڑا تھا۔۔ اسے اس لڑکی کا بار بار اپنے قریب آنا راجپوت خاندان کا کوئی ٹریپ لگ رہا تھا۔۔

اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس لڑکی کا اتنا لحاظ کیوں کر رہا تھا۔۔۔ اسے اسی حالت میں پکڑ کر نیچے سب کے سامنے کیوں نہیں لے کر جا رہا تھا۔۔۔

وہ اس لڑکی کو بدنام کر کے آرام سے راجپوتوں سے اپنا بدلہ پورا کر سکتا تھا مگر وہ اسے استعمال نہیں کر پا رہا تھا۔۔

فیروز رات کو دیر سے لوٹا تھا۔۔۔اسے فلیٹ میں آتے عجیب سا احساس ہوا تھا۔۔۔ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔حانم نے لائٹس بھی آن نہیں کی تھیں۔۔۔

فیروز کو تشویش ہوئی تھی۔۔۔وہ فوراً سے ساری لائٹس آن کرتا حانم کے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔وہاں کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔فیروز نے لائٹس آن کی تھیں۔۔جب وہ اسے سامنے بیڈ پر سکڑی سمٹی اوندھے منہ گری نظر آئی تھی۔۔۔

وہ لائٹ براؤن کلر کی شارٹ شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس بنا دوپٹے کے اپنے ہوشربا حسن سے بے نیاز اس ملگجے حلیے میں بھی اس لمحے قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔

ایس پی فیروز خان نیازی کو گھائل کرنے کی پوری تیاری کی گئی تھی۔۔۔

"حانم۔۔۔۔"

فیروز تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ اور اسے تھام کر سیدھا کرتے دھیرے سے پکارا تھا۔۔۔ اس کا شدید بخار میں تپتا دہکتا نازک وجود فیروز کو تشویش میں مبتلا کر گیا تھا۔۔

حانم کی شرٹ کا اگلا پچھلا گلا کافی ڈیپ تھا۔۔۔ اوندھے منہ لیٹنے کی وجہ سے اس کی دودھیا بیک فیروز کی نگاہوں کے بالکل سامنے تھی۔۔

فیروز نے بے اختیار اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔ اسے آج تک کبھی کسی لڑکی نے اتنا ٹف ٹائم نہیں دیا تھا۔۔ جتنا یہ لڑکی اسے ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔

اسے سیدھا کر کے اس کا سر تکیے پر ڈالتے فیروز نے اس کا چہرا تھپتھپاتے سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس سے پانی لے کر اس کے قطرے حانم کے چہرے پر ڈالے تھے۔۔۔ جن میں سے چند شریر قطرے اس کے گالوں سے پھسل کر گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔

یہ منظر کسی بھی عابد و زاہد کا ایمان ڈگمگا سکتا تھا۔۔۔ وہ بھی اس صورت میں جب وہ اس پر اپنا شرعی اور قانونی حق رکھتا تھا۔۔۔ لیکن وہ شخص کسی بھی کمزور لمحے کو اپنی زندگی کا حصہ نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔۔

اس لیے نے اپنے دل کو یہاں بھی پتھر کر لیا تھا۔۔۔

جس پر کسمساتے اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔؟"

فیروز جو اتنی جلدی کسی پر رحم نہیں کھاتا تھا آج نجانے کیسے وہ اس لڑکی کے آگے نرم پڑ گیا تھا۔۔۔

اس کے بے حد لال چہرے پر نگاہیں گاڑھتے فیروز نے پوچھا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

حانم نے اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔وہ اب بھی رو رہی تھی۔۔اس نے اس بات کا بہت گہرا صدمہ لیا تھا۔۔جس لڑکی نے پوری زندگی اپنے چاچو کو اپنی فیملی کے روپ میں دیکھا تھا۔۔۔اسی انسان کی یہ بھیانک سچائی برداشت نہیں کر پائی تھی وہ۔۔

اس کے گھنےریری پلکوں پر کئی آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔جو اس لمحے نجانے کیوں فیروز کو بے چین سا کر گئے تھے۔۔۔

"تم جب چاہو میری قید سے آزاد ہو سکتی ہو۔۔۔ میں اب تم پر مزید زبردستی نہیں کروں گا۔۔ مگر اس طرح رو کر خود کو اذیت مت دو۔۔۔ تمہارا کسی بھی معاملے میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ تم اب تک بہت مشکل زندگی گزار چکی ہو۔۔ خود کو یوں اذیت دے کر خود کو مزید سزا مت دو۔۔۔"

فیروز بہت نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔

آج تک اس نے بڑے بڑے دشمنوں کو بہت آرام سے مار گرایا تھا۔۔۔ مگر کبھی اسے کسی روتی لڑکی کو چپ کروانے کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔۔۔ اس لیے اسے بہت دشواری پیش آرہی تھی۔۔

لیکن یہیں اگر ارشیان اور زاراب اسے اتنی نرمی سے کسی لڑکی سے بات کرتے دیکھ لیتے تو انہوں نے ضرور اس کا ریکارڈ لگانا تھا۔۔۔

"میں نے تم پر کئی بار قاتلانہ حملہ کروایا ہے۔۔۔ تم پھر بھی مجھے اتنی آسانی سے معاف کر رہے ہو۔۔؟"

حانم کو یقین نہیں آیا تھا کہ یہ شخص اس پر اتنی رحم دلی دکھا رہا تھا۔۔۔

جبکہ اندر ہی اندر وہ اپنی اس کمال اداکاری پر خود کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔۔۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس الٹی کھوپڑی کے بددماغ انسان کے سامنے وہ اتنی کامیابی سے اپنا یہ پلان چلا سکے گی۔۔

"وہ سب تم نے غلط فہمی کے تحت کیا۔۔۔ جس کے لیے میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔ تم اب میری طرف سے آزاد ہو۔۔۔"

فیروز کی گہری نگاہیں اس کے شفاف دودھیا چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

وہ بہت کچھ دیکھ کر بھی اگنور کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"میں اب آزادی نہیں چاہتی۔۔۔ کیا ہم دوست بن سکتے ہیں۔۔؟؟"

حانم تکیے کے سہارے اٹھ کر بیٹھتی اس کے دونوں ہاتھ تھام گئی تھی۔۔۔

فیروز سمجھ نہیں پایا تھا کہ وہ اپنے بکھرے حلیے سے واقعی اتنی بے خبر تھی یا صرف اس کے سامنے بن رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس لڑکی کا اتنا لحاظ کیوں کر رہا تھا۔۔۔ اسے اسی حالت میں پکڑ کر نیچے سب کے سامنے کیوں نہیں لے کر جا رہا تھا۔۔۔

وہ اس لڑکی کو بدنام کر کے آرام سے راجپوتوں سے اپنا بدلہ پورا کر سکتا تھا مگر وہ اسے استعمال نہیں کر پا رہا تھا۔۔

نجانے کیوں اس لڑکی کی معصومیت اس کے پیروں کے گرد بیڑیاں باندھے ہوئے تھی۔۔

"وہ میں زاراب خان کے روم سے ان کی فائل چرانے آئی تھی۔۔۔"

اپنے ہونٹوں کو کاٹتی وہ جس معصومیت سے اپنے جرم کا اقرار کر رہی تھی۔۔۔ ارشیان کتنے ہی لمحے اس کے چہرے سے نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔۔

شدید ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔۔۔ ارشیان اس دنیا کی سب سے معصوم اور کیوٹ سی چورنی کو دیکھ اپنی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

جبکہ اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس مسکراہٹ پر خود ہی حیران ہوا تھا۔۔

"تم جانتی بھی ہو کہ اس طرح کسی کے روم میں جانے کا کیا انجام ہو سکتا ہے۔۔"

ارشیان نے لہجہ سخت رکھتے اس سے پوچھا تھا۔

جس کے جواب میں شاہنور مجرموں کی طرح اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"آئم سوری۔۔۔۔"

وہ ٹھنڈ سے کانپتے بمشکل بولی تھی۔۔۔

"مجھے بہت زیادہ ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔"

اسے لگ رہا تھا کہ وہ ایک بار پھر اس شخص کے آگے بے ہوش ہونے والی ہے۔۔اوپر سے اسے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر اس کی ماں اور تائی نے اس غیر موجودگی نوٹ کرلی تو وہ بری طرح پھنس جائے گی۔۔

ارشیان نے ایک نظر اس کی جانب دیکھتے سائیڈ سٹینڈ پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر شرافت کو کال ملائی تھی۔۔۔

"آپ کس کو بلانے لگے ہیں۔۔؟؟"

شاہنور نے خوف سے اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔۔

جب دوسری جانب سے کال پک ہو جانے کی وجہ سے ارشیان نے جلدی سے شاہنور کے ہونٹوں پر اپنی چوڑی ہتھیلی جماتے اس کی آواز دبادی تھی۔۔

یہ لڑکی خود ہی اپنے لیے مصیبت کھڑی کرنے پر تیار رہتی تھی۔۔۔

"ابھی اور اسی وقت میرے روم میں ایک لیڈیز ڈریس پہنچاؤ۔۔"

اس نے شرافت کو اپنے مخصوص حکمیہ انداز میں آرڈر دیا تھا۔۔

"جی سر۔۔۔"

شرافت نے فون کان سے ہٹاتے ایسے سوال کیا تھا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔۔۔

آج پہلی بار اس نے ارشیان کے حکم کے جواب میں ایسارہ ایکشن دیا تھا۔۔
کیونکہ یہ بات ہی اتنی غیر متوقع تھی۔۔

جبکہ ارشیان اپنی امیج کا فالودہ ہوتا دیکھ سامنے ٹھنڈ سے کانپتی لڑکی کو گھور کر رہ گیا تھا۔۔۔

"پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔۔"

وہ اسے دوٹوک لہجے میں دوبارہ سے یاددہانی کرواتا فون بند کر گیا تھا۔ جس پر شرافت کو بھی ہوش آیا تھا۔۔۔

"آئندہ یہاں آنے کی غلطی مت کرنا۔۔۔ میں ہر بار اتنا مہربان نہیں ملوں گا۔۔۔"

ارشیان اسے سرد نگاہوں سے گھورتا واش روم سے نکلتا اپنی شرٹ پہن چکا تھا۔ جبکہ شاہنور شرم سے لال پڑتی آئندہ کبھی اس طرح اس حویلی میں نہ آنے کا عہد کر چکی تھی خود سے۔۔ اور میرب کی تو کسی بھی بات میں نہیں آنے والی تھی۔۔۔

اس شخص کی نظروں کے سامنے وہ اپنا امیج بنانا چاہتی تھی۔۔ مگر اتنی ہی گڑبڑ ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

اگلے پانچ منٹ میں شرافت حیران پریشان سا لیڈیز ڈریس لے کر پہنچ گیا تھا۔۔۔

ارشیان نے ابھی تک واش روم میں ہی سکڑی سمٹی کھڑی شاہنور کو وہ ڈریس پکڑاتے پانچ منٹ کے اندر اندر باہر آنے کا حکم دیا تھا۔۔۔

جس پر عمل پیرا ہوتے اگلے پانچ منٹ کے اندر شاہنور اس کے سامنے تھی۔۔ ارشیان صوفے پر بیٹھا سیگریٹ پی رہا تھا۔۔

شاہنور نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

ارشیان بھی اسی کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ نگاہوں کے اس تصادم پر شاہنور کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

شاہنور جلدی سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ جب دروازہ کھول کر باہر جھانکتے اس نے ایکدم سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔ بند دروازے کے ساتھ اپنی پشت ٹکاتے وہ خوف سے کانپ گئی تھی۔۔۔

ارشیان لے حیرت اور سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"وہ باہر کوئی ہے۔۔۔"

شاہنور نے خوف سے کانپتی آواز میں کہا تھا۔۔۔ جو سنتے ارشیان ہونٹ بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اسے ایسے ٹریٹ کر رہی تھی جیسے وہ اس کا ملازم ہو۔۔

مگر وہیں دوسری جانب وہ بھی اس کی ہر بات اتنے ہی آرام سے مان رہا تھا۔۔۔اب بھی اسے خوف سے کانپتے دیکھ وہ اس ڈر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ کہیں اب یہ محترمہ بے ہوش ہو کر اس کے لیے کوئی نئ مصیبت نہ کھڑی کر دے۔۔۔

"کیا کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔؟؟ جاؤ یہاں سے۔۔۔مجھے رات تک یہاں کوئی نظر نہ آئے۔۔۔؟؟"

ارشیان نے روم سے نکلتے وہاں کام کرتے ملازمین کو جھاڑتے نیچے بھیج دیا تھا۔۔۔جبکہ شاہنور اس کے پیچھے کھڑی مسکراتی نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو گھور رہی تھی۔۔۔اس نے آج تک ارشیان خان نیازی کے بارے میں برا ہی سنا تھا۔۔مگر وہ ہر ملاقات میں اس پر ظاہر کر دیتا تھا کہ وہ کتنا اچھا ہے۔۔۔

ہر بار شاہنور کی محبت اس شخص کے لیے پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتی تھی۔۔

ان لوگوں کے وہاں سے چلے جانے کی پوری طرح تصدیق کرتے ارشیان نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔شاہنور جو اس کے سحر میں جکڑے کھڑی تھی۔۔۔ایک دم گڑبڑاتی سیدھی ہوئی تھی۔۔۔

اور تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔اس نے ایک بار بھی پلٹ کر دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

جبکہ ارشیان کتنی ہی دیر وہاں کھڑا اس جگہ کو تکے گیا تھا۔۔۔جہاں سے ابھی کچھ دیر پہلے وہ گئی تھی۔۔۔

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا شاہنور راجپوت۔۔۔بہت بڑی غلطی کر دی ہے تم نے۔۔۔ جس کا خمیازہ تمہیں اب ساری زندگی بھگتنا پڑے گا۔۔۔"

اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس ملاقات میں بہت کچھ غلط ہو چکا تھا۔۔۔ سیگریٹ کو ہونٹوں میں دباتے وہ دروازے کی پشت سے سر ٹکا گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سر سننے میں آرہا ہے کہ نرمین قریشی پر قاتلانہ حملہ کروانے کے پیچھے میرب راجپوت کا ہاتھ ہے۔۔ تمام ثبوت ان کے خلاف جا رہے ہیں۔۔۔ نرمین قریشی اس معاملے میں اتنی خاموش کیوں ہیں۔۔۔ آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیے گے۔۔؟؟؟"

زاراب اپنے آفس سے نکلا ہی تھا جب باہر کھڑی رپورٹرز کی بھیڑ نے اسے اپنے گھیرے میں لیا تھا۔۔۔اس کے گارڈز انہیں دور رکھنے کی پوری کوشش کررہے تھے۔۔مگران کے سوالات کی بوچھاڑ زاراب تک آنے سے نہیں روک پائے تھے۔۔

"کیا آپ کو بھی یہی لگتا ہے کہ میرب راجپوت اتنا گھٹیا فعل سرانجام دے سکتی ہیں۔۔۔؟؟؟اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے۔۔۔؟؟کہا جارہا ہے کہ میرب راجپوت کو آپ کی نرمین قریشی سے نزدیکی پسند نہیں آرہی۔۔۔؟؟"

رپورٹرز ایک سیکنڈز کے لیے بھی رکے بغیر سوالات پوچھے جارہے تھے۔۔۔زاراب تیز قدموں سے گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔اس کے سرد وسپاٹ چہرے سے اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔۔

کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کے اندر کتنا بڑا آتش فشاں بھڑک رہا تھا۔۔

"سر ابھی پولیس کا کہنا ہے کہ وہ کل صبح تک میرب راجپوت کو اریسٹ کریں گے۔۔ کیا آپ بھی چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے کیے کی کڑی سے کڑی سزا ملے۔۔۔"

رپورٹر اس کی جانب سے خاموشی پا کر اس کے منہ سے کچھ نہ کچھ اگلوانے کی پوری تگ و دو میں تھے۔۔۔ جب اس بات پر زاراب کے قدم رکے تھے۔۔۔

ٹی وی سکرین پر نگاہیں جمائے بیٹھی میرب نے نفرت آمیز نگاہوں سے اس شخص کے چہرے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"قصوروار کو اس کے کیے کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔۔۔ چاہے وہ میرب راجپوت ہو یا کوئی بھی۔۔۔ قانون سب کے لیے برابر ہے۔۔۔"

زاراب کی بات سنتے میرب تلخی سے مسکرا دی تھی۔۔۔

"تم جیسا بے انصاف اور دھوکے باز انسان دنیا دکھاوے کے لیے مزید کتنا گرے گا۔۔"

میرب نے ٹی وی کا سوئچ ہی آف کر دیا تھا۔۔۔

"فیروز چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ میرب گرفتار نہیں ہونی چاہیے۔۔۔"

زاراب نے گاڑی میں آن بیٹھتے فیروز کا نمبر ملایا تھا۔۔ وہ اگر اپنی لائف میں کسی پر اندھا اعتماد کر سکتا تھا تو وہ صرف فیروز اور ارشیان ہی تھے۔۔

"ڈونٹ وری میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ویسے آج پہلی بار تمہیں کسی بات کو لے کر یوں بے چین ہوتے دیکھ بہت اچھا لگا۔۔۔"

فیروز اسے چھیڑتے بولا تھا۔۔جو بہت کم ایسے ہاتھ آتا تھا۔۔

"شٹ اپ۔۔۔یہ معاملہ کافی سیریس ہے۔۔۔اس پاگل لڑکی کو اندازہ بھی نہیں ہے کہ وہ کس دلدل میں دھنسنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔"

زاراب کی پریشانی اس کی آواز سے صاف ظاہر تھی۔۔

"یہ ساری انفارمیشن نرمین قریشی نے لیک کی ہے۔۔بی کیئر فل۔۔۔"

فیروز اس کیس کے بارے میں ساری معلومات سے آگاہ تھا۔۔زاراب کو اس کے بتانے سے پہلے ہی پتا تھا کہ یہ سب نرمین اپنی جیلسی میں کروا رہی ہے۔۔۔

وہ میرب کو کسی طرح نیچے گرانا چاہتی تھی۔۔۔

"ہممہ جانتا ہوں۔۔۔اب یہی لڑکی سب کے سامنے میرب کے حق میں بیان دے گی۔۔۔"

زاراب خان نیازی کی آنکھوں میں آگ تھی۔۔۔وہ بہت کم غصے میں آتا تھا مگر جب آتا تھا تو خود سے الجھنے والوں کو بھسم کر کے رکھ دیتا تھا۔۔۔

یہ بات ابھی نرمین قریشی سمیت کوئی نہیں جانتا تھا کہ میرب راجپوت سے الجھنے کا مطلب زاراب خان نیازی سے الجھنا تھا۔۔۔

اسے بس اس بات کا ڈر تھا کہ میرب پھر سے کوئی بے وقوفی نہ کر دے۔۔۔ وہ سرعام اس کی بے وقوفیوں پر پردہ نہیں ڈال سکتا تھا۔۔۔وہ لڑکی اسے برباد کرنے کی دھن میں خود کو خوار کر رہی تھی۔۔۔

ہر جانب یہ خبر پھیل چکی تھی کہ میرب نے ہی نرمین کو مارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔اس خبر کے ساتھ ہی زاراب کی پارٹی کی مقبولیت مزید بڑھ گئ تھی۔۔۔جبکہ شہروز گیلانی کی پارٹی میرب کی وجہ سے مزید نیچے جا چکی تھی۔۔۔

جس کے بعد اب گیلانی خاندان میرب پر غصے سے پاگل ہوا پھر رہا تھا۔۔۔

مگر فلحال وہ میرب کا کچھ بھی بگاڑ پانے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔۔۔اب تو شہروز بھی چاہتا تھا کہ میرب اریسٹ ہو تا کہ اس مغرور اور گھمنڈی لڑکی کی عقل ٹھکانے لگ سکے۔۔۔جو خود کو بہت بڑی شے سمجھتی تھی۔۔۔

دوسروں کی اس کے آگے کوئی وقعت نہیں تھی۔۔۔۔

"سلام شاہ سائیں۔۔۔۔۔؟؟"

سر فراز گیلانی اور شہاب گیلانی نے اندر داخل ہوتے سامنے کروفر سے بیٹھے شخص کو سلام کیا تھا۔۔پورے کمرے میں دھواں پھیلا ہوا تھا۔۔

وہاں موجود افراد کے لیے بیٹھنا دوبھر ہو رہا تھا۔۔۔مگر ان میں سے کسی کی جرأت نہیں تھی کہ وہ کوئی اعتراض اٹھا سکیں۔۔

کیونکہ سامنے بیٹھا شخص ان کا اعتراض سننے والا بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔"

ایک بار پھر سیگریٹ کا گہرا کش چھوڑتے اس نے فضا میں دھواں چھوڑا تھا۔۔۔

"سائیں راجپوت اور نیازی بہت تیزی سے ایک دوسرے کے درمیانی اختلافات ختم کر کے قریب آرہے ہیں۔۔۔جو ہم سب کے لیے اچھا ثابت

نہیں ہو گا۔۔۔ان دونوں خاندانوں کی دشمنی ہی ہمیں فائدہ دے سکتی

ہے۔۔۔"

شہاب گیلانی کی بات پر سامنے بیٹھے شخص کے انداز میں زرا سی بھی تبدیلی

نہیں آئی تھی۔۔۔

وہ ہنوز بے فکری سے بیٹھا اپنا شغل فرمارہا تھا۔۔۔

"تم لوگ اتنا ڈرتے کیوں ہو خان حویلی والوں سے۔۔۔یعقوب خان نیازی

کے تینوں پوتوں میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں۔۔۔ان کی

سوچ بھی ہم تک نہیں جا سکتی۔۔۔"

اس شخص کا چہرا ہر احساس سے عاری تھا۔۔۔

مگر اس کی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت بتا رہی تھی کہ جن لوگوں کا ذکر کر رہا

تھا ان سے کتنی نفرت کرتا تھا وہ۔۔۔

"تو اب ہمیں آگے کیا کرنا ہو گا۔۔۔ وہ زمین کیسے حاصل کریں گے خانوں

سے۔۔۔"

سرفراز گیلانی اندر ہی اندر بہت خوش تھا۔۔۔ جس زمین پر اتنے برسوں

سے اس کی نظر تھی۔۔۔ وہ اب اس کے حصے میں آنے والی تھی۔۔۔

"وہ زمین بھی تمہارے حصے میں آئے گی اور دونوں خاندانوں کی دشمنی کی

وجہ بھی بنے گی۔۔۔"

شاہ سائیں نے جلے ہوئے سیگریٹ کی راکھ کو اپنی مٹھی میں مسلتے دور اچھال

دیا تھا۔۔۔

اور ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر اس کے قریب کھڑے اس کے آدمی نے اسے دوسرا سیگریٹ سلگھا دیا تھا۔۔

"تم لوگ جاؤ گے ابھی اور جا کر یعقوب خان نیازی سے اس زمین کا مطالبہ کرو گے۔۔۔"

سرفراز گیلانی اسی حکم کا منتظر تھا۔۔۔ جو ملتے ہی اس کا چہرا خوشی سے کھل اٹھا تھا۔۔

"اور اگر حسین راجپوت نے ہمارے بجائے خان حویلی والوں کا ساتھ دینے کی کوشش کی پھر۔۔۔"

شہاب گیلانی نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔

"وہ ایسا نہیں کرے گا۔۔۔ تم لوگوں کو جتنا کہا ہے وہ کرو۔۔۔ باقی معاملہ دیکھنا میرے زمے ہے۔۔۔ جاؤ اب تم لوگ۔۔۔"

اس نے دوٹوک لہجے میں کہتے انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کر دیا تھا۔۔۔

جس پر اگلے چند سیکنڈز کے اندر وہ وہاں سے نکل چکے تھے۔۔۔ شاہ کا موڈ آج انہیں بہت زیادہ بگڑا ہوا لگا تھا۔۔

ان کے جاتے ہی پورے کمرے میں پھر سے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔ سیگریٹ کی ہلکی سی چنگاری اس تاریکی میں واضح ہو رہی تھی۔۔۔

اس شخص کے اندر بھی انسانیت کی رمق اس سیگریٹ کی چنگاری جتنی ہی بچی تھی۔۔ جس کا خاتمہ بھی عنقریب ہونے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں اب آزادی نہیں چاہتی۔۔۔ کیا ہم دوست بن سکتے

ہیں۔۔؟؟ "

حانم تکیے کے سہارے اٹھ کر بیٹھتی اس کے دونوں ہاتھ تھام گئی تھی۔۔۔

فیروز سمجھ نہیں پایا تھا کہ وہ اپنے بکھرے حلیے سے واقعی اتنی بے خبر تھی یا

صرف اس کے سامنے بن رہی تھی۔۔۔

"میں دوست نہیں بناتا۔۔۔"

فیروز نے اس کی جانب گہری نگاہوں سے دیکھتے کچھ اخذ کرنا چاہا تھا۔۔ مگر وہ

سمجھ نہیں پایا تھا کہ سامنے بیٹھی لڑکی کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔۔

"دوست تو میں بھی نہیں بناتی۔۔ مگر مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ ہم دونوں کی دوستی بہت اچھی چلے گی۔۔"

حانم اس سے دوستی کرنے پر بضد تھی۔۔۔

"میری دوست بننے سے پہلے تمہیں میرا اعتبار جتنا ہو گا۔۔۔ جس دن تم نے ایسا کر لیا۔۔۔ اس دن تم میری دوست بن جاؤ گی۔۔۔"

فیروز اپنی بات مکمل کرتا اس کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔۔۔ حانم بھی اس کے پیچھے اٹھی تھی۔۔۔

حانم کے کھلے بال اس کے نازک وجود کو ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔

"ایک منٹ۔۔۔۔"

حانم نے دور جاتے فیروز کو پکارا تھا۔۔۔

فیروز نے رک کر سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جب حانم دھیرے دھیرے چلتے اس کے قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"تھینکس۔۔۔۔"

وہ آگے بڑھی تھی اور فیروز کے چوڑے سینے میں سماتی اس کے گرد اپنی نازک بانہوں کا حصار قائم کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ فیروز ساکت سا کھڑا اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔۔ اس کا نرم گرم سا سراپا فیروز کے دل و دماغ پر عجیب سا احساس چھوڑ گیا تھا۔۔۔

اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی تھیں۔۔۔ ہونٹ ایک دوسرے میں اتنی سختی سے پیوست تھے کہ کنپٹی کی رگیں باہر ہو ابھر آئی تھیں۔۔۔

وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اس لڑکی کے قریب آنے سے فرق پڑا ہے۔۔۔ مگر اس کی لال پڑتی رنگت اس کے اندرونی انتشار کا پتا دے گئی تھی۔۔۔

حانم کی گرم سانسیں اور گداز لمس اس کے دل پر قیامت برپا کر رہے تھے۔۔۔ آج زندگی میں پہلی بار کوئی عورت اس کے اتنے قریب آئی تھی۔۔۔

فیروز مزید خود پر ضبط نہیں کر پایا تھا۔۔۔ اس نے حانم کو بازو سے تھامتے ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا تھا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی حانم کے ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے وہ ایک جانب رکھے صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔

"دوستی تو تمہیں مجھ سے کرنی ہی پڑے گی فیروز خان نیازی۔۔۔اور اعتبار بھی کرو گے تم مجھ پر۔۔۔پر اسی اعتبار کو اپنا پچھتاوا بنا کر پوری زندگی روؤ گے۔۔۔مگر کچھ کر نہیں پاؤ گے۔۔۔خان حویلی کے تینوں سپوت ایسے ہی برباد ہونگے۔۔۔یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔۔"

حانم کے چہرے پر خان حویلی والوں کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

یعقوب خان نیازی نے فوری طور پر اپنے تینوں پوتوں کو حویلی بلایا تھا۔۔ باقی سب پہلے سے ہی وہاں موجود تھے۔۔ یعقوب صاحب کے بلاوے پر کبھی انہوں نے دوسرا سوال نہیں کیا تھا۔۔ وہ تینوں اپنا کام چھوڑتے فوری طور پر حویلی پہنچے تھے۔۔

مگر آگے سے جو خبر ان کی منتظر تھی اسے سن کر ان تینوں کا ہی دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔

"داداجان آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔۔۔؟؟ آپ ابھی اور اسی وقت انکار کریں گے انہیں۔۔۔"

سب سے پہلے زاراب بھڑکا تھا۔۔۔ باقی دونوں کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

"میں زبان سے چکا ہوں اب انکار نہیں کر سکتا۔۔۔ یہ سب کچھ نویرہ کی رضامندی سے ہوا ہے۔۔۔ تم لوگوں میں سے کسی کو بھی اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔ تم لوگوں کو اسی لیے بلایا ہے کہ دو دن بعد نویرہ کی رخصتی ہے۔۔۔ اس دوران میں چاہتا ہوں تم سب حویلی میں موجود رہو۔۔۔"

یعقوب خان نیازی اپنی بات پر مضبوطی سے قائم ان کی کوئی بھی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھے۔۔۔

حویلی کے باقی افراد بھی اپنی جگہ خاموش تھے۔۔۔

کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ یعقوب صاحب ایسا کوئی فیصلہ کریں گے۔۔۔ باقی کوئی اس بات پر اعتراض تک نہیں اٹھا پائے تھے۔۔۔

مگر ان تینوں کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ خاموش بیٹھنے والے نہیں تھے۔۔۔

یعقوب خان نیازی نے نویرہ کا نکاح یاور راجپوت کے ساتھ طے کر دیا تھا۔۔۔ نویرہ کی عدت ختم ہو چکی تھی۔۔۔ وہ سب لوگ سلطان شاہ کے مرنے کا یقین کر چکے تھے۔۔۔

اس لیے اب یعقوب نیازی چاہتے تھے کہ نویرہ اس اذیت سے نکل کر خوشیوں بھری زندگی گزار سکے۔۔۔ حسین راجپوت نے ایک بار پھر اپنے پوتے کا رشتہ پیش کیا تھا۔۔۔

یاور راجپوت نے پورے دس سال نویرہ کا انتظار کیا تھا۔۔ اس نے کسی سے شادی نہیں کی تھی۔۔ وہ نویرہ کو کال کر کے اپنے پچھلے رویے کی معافی مانگ چکا تھا۔۔۔

جو صرف اس نے اپنی محبت کے تحت ہی کیا تھا۔۔ وہ تب بھی اسے حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس سے محبت کرتا تھا اور اب بھی۔۔۔

نویرہ جو ان گزرے دس سالوں میں ایک بار بھی اپنے دل سے سلطان شاہ کی محبت کو نہیں نکال پائی تھی۔۔ نہ اس کے تصور سے نکل پائی تھی۔۔۔ وہ اب بھی دل و جان سے اسی انسان کی تھی۔۔۔

مگر وہ اب مزید اپنی وجہ سے اپنے خاندان والوں اور خاص کر اپنے ماں باپ کو اذیت نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے اس نے اپنے دل کا قتل کرتے یاور سے شادی کی رضامندی دے دی تھی۔۔۔

اس کا دل ابھی بھی اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا کہ سلطان شاہ مر چکا ہے۔۔۔ کئی بار اس کا دل چاہا تھا کہ وہ خود کو ختم کر کے اس دردناک

زندگی سے دردناک موت کو گلے لگالے۔۔۔ مگر اس کے پاس یہ سب کر پانے کا حوصلہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ بہت کمزور تھی۔۔۔ کچھ نہیں کر پارہی تھی۔۔

وہ جانتی تھی اس کے تینوں بھتیجے کبھی اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔ وہ اس کی خوشی کی خاطر اپنے جان بھی دے دیں گے۔۔۔ مگر وہ انہیں اپنی دلی اذیت سے آگاہ کر کے یعقوب نیازی کے سامنے کھڑا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اس لیے اس نے یعقوب صاحب کے پوچھنے پر خاموشی سے رضامندی دے دی تھی۔۔۔

وہ اپنے روم میں اندھیرا کیے دیوار سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی تھی۔۔۔ جب اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔۔۔ جس کے ساتھ ہی بھاری

قدموں کی چاپ محسوس کرتے وہ سمجھ گئی تھی کہ اندر آنے والے کون ہیں۔۔۔

اس نے بہت مشکل سے اپنی سسکی روکی تھی۔۔۔

مگر سر نہیں اٹھایا تھا۔۔۔

لائٹ آن کی گئی تھی۔۔۔وہ پھر بھی ایسے ہی بیٹھی رہی تھی۔۔

جب وہ تینوں چلتے ہوئے ان کے قریب زمین پر آن بیٹھے تھے۔۔

"یعقوب نیازی کی طرح آپ کو بھی ہم پر یقین نہیں رہا۔۔جو اتنے آرام سے پارٹی بدل لی۔۔۔ آپ نے سوچا بھی کیسے کہ ہم تینوں زندگی میں کبھی بھی آپ کو اکیلا چھوڑیں گے۔۔۔"

زاراب نے نویرہ کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے دھیرے سے سہلایا تھا۔۔۔

کہنے کو وہ ان کی پھوپھو تھی۔۔۔ مگر عمروں کے بہت کم فرق کی وجہ سے وہ اسے بالکل اپنی چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔۔

"تم لوگ کب تک میرے لیے لڑتے رہو گے۔۔۔ تم تینوں نے اپنی زندگیاں بالکل برباد کر کے رکھ دی ہیں۔۔۔ میں اب مزید یہ اذیت برداشت نہیں کر سکتی۔۔"

نویرہ نے اپنا بھیگا چہرا اٹھاتے ان لوگوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جنہیں دیکھ اسے ہمیشہ ایک تحفظ کا احساس ہوتا تھا۔۔

وہ تینوں ہر بار اپنے خاندان کے آگے چٹان بن کر کھڑے ہو جاتے تھے۔۔۔ کبھی اپنے بارے میں نہیں سوچتے تھے۔۔۔

"ہماری زندگی کہاں برباد ہوئی ہیں۔۔ بالکل ٹھیک ٹھاک تو ہیں آپ کے سامنے۔۔۔ آپ کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ آپ ہر معاملے میں خود کو قصوروار ٹھہرانا چھوڑ دیں۔۔۔"

ارشیان نے نویرہ کے آنسو صاف کرتے خفگی سے کہا تھا۔۔۔

جب نویرہ نے نگاہیں اٹھا کر اپنے لاڈلے بھتیجوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو خوبصورتی اور زہانت میں ایک دوسرے کو مات دیتے تھے۔۔

یعقوب نیازی بظاہر ان تینوں کی مخالفت کرتے تھے۔۔ مگر یہ بھی سچ تھا کہ ان تینوں کے ہوتے یعقوب صاحب کو کبھی کسی بات کی فکر نہیں رہی تھی۔۔۔

"میں تم تینوں کی طرح بہادر نہیں ہوں۔۔۔ مجھ میں اتنی ہمت بالکل بھی نہیں ہے کہ بابا کے سامنے کھڑے ہو کر ان کے فیصلے سے انکار کر سکوں۔۔۔ اس خاندان کے لیے تم تین باغی ہی کافی ہو۔۔۔ مجھے ورغلانے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔"

نویرہ جانتی تھی کہ وہ اتنی آسانی سے نہیں مانے گے اس لیے انہیں ڈانٹتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

جس پر ان تینوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔

"ہم نے کب کہا آپ اپنے ہٹلر بابا جان کے فیصلے کے خلاف جائیں گے۔۔"

فیروز کی بات پر نویرہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں ان تینوں نے اسے اپنا پلان سمجھاتے نویرہ کو شاک کر دیا تھا۔۔۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟؟"

نویرہ اب بھی بے یقین تھی۔۔۔

"بالکل ہو سکتا ہے۔۔ اور ہو گا۔۔۔ آپ جانتی ہیں ہم تینوں کبھی غلط نہیں ہوتے۔۔۔۔"

زاراب نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔۔ ان تینوں کی بات سن کر نویرہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو چکی تھی۔۔۔ اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔

"ہمارے ہوتے ہوئے دوبارہ کبھی خود کو اکیلا مت سمجھیئے گا۔۔۔ آپ کی خوشی کی خاطر ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔"

باری باری اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ محبت پاش لہجے میں بولتے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

جب نویرہ ان کی بات پر ابھی تک کسی حسین خواب کے زیر اثر ہی بیٹھی رہی تھی۔۔۔

اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ جو انہوں نے بولا تھا وہ سچ ہو سکتا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

میرب پوری طرح تیار تھی کہ اسے آج اریسٹ کرلیا جائے گا۔۔وہ قصوروار تھی۔۔۔اسے سزا ملنی بھی چاہیئے تھی۔۔۔

شہروز اس سے کافی زیادہ ناراض اور غصے میں تھا۔۔۔اس نے میرب سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔۔ حسین راجپوت تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔ وہ اپنی جگہ الگ پریشان بیٹھے تھے۔۔۔اگر ایسا ہو جاتا تو ان کے خاندان کی عزت مٹی میں مل جانی تھی۔۔۔

ان کے پوچھنے پر میرب نے انہیں بھی بتادیا تھا کہ اصل قصوروار وہی تھی۔۔۔۔

اسے نرمین قریشی پسند نہیں تھی۔۔ اس نے اپنے دلی سکون کے لیے یہ کیا تھا۔۔ وہ نرمین کو جان سے نہیں مروانا چاہتی تھی۔۔ صرف اسے ڈرانا چاہتی تھی۔۔۔ جو اسے لگ رہا تھا کہ وہ بہت اچھے سے کر چکی ہے۔۔۔

مگر ابھی کچھ دیر پہلے جو میسج اسے موصول ہوا تھا وہ سن کر وہ گہرے شاک میں جا چکی تھی۔۔۔

نرمین قریشی نے پریس کانفرنس کرتے کہہ دیا تھا کہ اس پر حملہ میرب نے نہیں کروایا تھا۔۔۔ یہ اس کی اپنی کوئی ذاتی دشمنی تھی۔۔۔

جس کا الزام بلاوجہ میرب پر ڈال کر اسے پھنسانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔۔۔ نرمین نے سب کے سامنے میرب کو بے قصور قرار دے دیا تھا۔۔۔

میرب نے نجانے کتنی بار یہ پریس کانفرنس سنی تھی۔۔۔اسے یقین نہیں آرہاتھا کہ یہ سب نرمین قریشی نے کہاہے۔۔جو اسے سخت ناپسند کرتی تھی۔۔وہ بھلااس کے حق میں کیسے بول سکتی تھی۔۔۔

"نہیں نرمین اپنی مرضی سے ایسانہیں کرے گی۔۔۔توکیااس سے ایسا کروایاگیاہے۔۔۔"

میرب بے یقینی کے عالم میں بیٹھی تھی۔۔۔

"زاراب۔۔۔زاراب نے کروایاہے یہ سب۔۔۔؟؟"

میرب اس کشمکش میں بری طرح الجھ چکی تھی۔۔

"نہیں وہ توہمیشہ سے مجھے تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتارہاہے وہ بھلامیرا خیرخواہ کیسے ہوسکتاہے۔۔۔ضرور شہروزیاپھر داداجان نے کیاہے یہ۔۔۔

ہاں ایسا ہی ہو گا۔۔۔زاراب نیازی میرا خیر خواہ نہیں ہے۔۔۔وہ میری مدد کبھی نہیں کرے گا۔۔میرے اریسٹ ہونے میں سب سے زیادہ فائدہ تو اسی کی پارٹی کو ہونا تھا۔۔۔"

میرب کا دل اسے کچھ کہہ رہا تھا۔۔مگر وہ زاراب خان نیازی کے معاملے میں کان دھرنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

اور پھر ہر بار کی طرح اس نے اس بات کا کریڈٹ بھی باقی لوگوں کے سر کر دیا تھا۔۔۔

اس بار بھی نفرت محبت کے آگے جیت گئی تھی۔۔۔

"واٹ؟؟ یہ کیا سن رہی ہوں میں۔۔؟ یاور لالہ کی شادی نویرہ نیازی سے ہو رہی ہے۔۔۔ تم یقیناً مذاق کر رہی ہو۔۔۔ ایسا کیسے

ہو سکتا بھلا۔۔۔ زاراب نیازی اور اس کے وہ دونوں بھائی ایسا کبھی ہونے ہی نہیں دیں گے۔۔ وہ نفرت کرتے ہیں ہمارے خاندان سے۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

میرب حسین راجپوت کے کہنے پر حویلی آگئی تھی۔۔۔ مگر آتے ہی جو خبر اسے سننے کو ملی تھی۔۔ اس نے میرب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

آخر یہ سب چل کیا رہا تھا۔۔

یعقوب خان نیازی اور حسین راجپوت نے ایک دوسرے کی جانب دوستی کا ہاتھ ضرور بڑھایا تھا۔۔۔ مگر ان کے تینوں پوتے دونوں خاندانوں کے بیچ شروع ہوئی اس دوستی کے سخت خلاف تھے۔۔ نویرہ ان تینوں کے لیے کتنی اہمیت رکھتی تھی۔۔ اس بات سے کوئی بھی ناواقف نہیں تھا۔۔

ان کا نویرہ کو یاور راجپوت کے حوالے کرنا میرب کی سمجھ سے باہر تھا۔۔

اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ تینوں بھائی پھر سے کوئی نئی چال چلنے والے تھے۔۔

"کل شادی ہو گی جب تو تمہیں خود ہی یقین آ جانا ہے۔۔۔ جب نویرہ نیازی اس گھر میں قدم رکھیں گی۔۔۔ کتنا اچھا ہو گا نا۔۔ دونوں خاندانوں کے بیچ دشمنی کا بالکل ہی خاتمہ ہو جائے گا۔۔"

شاہنور نے بہت ہی خوشی کے ساتھ یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔

جبکہ اس کی بات پر میرب نے کافی مشکوک نگاہوں سے اس کی جان دیکھا تھا۔۔۔

"تمہیں کچھ زیادہ خوشی نہیں ہو رہی خانوں سے صلح ہونے کی۔۔۔ایک نمبر کے سازشی لوگ ہیں وہ۔۔ کبھی دل سے اس دوستی جو تسلیم نہیں کریں گے۔۔ دیکھنا کیسے اندر ہی اندر چالیں چل رہے ہونگے وہ ہمارے خلاف۔۔ مجھے تو یا اور لالہ کے لیے ڈر لگ رہا ہے۔۔ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں وہ لوگ۔۔۔"

میرب نے شاہنور کو گھورتے اپنے خدشے کا اظہار کیا تھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا میرب۔۔ تم بہت غلط سوچتی ہو ان لوگوں کے بارے میں۔۔ وہ اتنے برے نہیں ہیں۔۔ بلکہ وہ بہت اچھے ہیں۔۔ اب دیکھو تمہارے اتنے بڑے کارنامے کے باوجود زاراب نیازی نے تمہیں گرفتار نہیں ہونے دیا۔۔ ویسے ہی ارشیان نیازی بھی بہت اچھے۔۔۔"

شاہنور اپنی دھن میں بولی جا رہی تھی۔۔۔جب میرب کی تیز نگاہوں نے اس کی زبان کو بریک لگائی تھی۔۔۔

شاہنور کے ہونٹوں سے ارشیان نیازی کا نام سننا میرب کو لمحے بھر کے لیے مشکوک سا کر گیا تھا۔۔۔

"ایک منٹ۔۔ارشیان خان نیازی کتنا اچھا ہے یہ بات تم کیسے جانتی ہو۔۔۔۔"

میرب کے کڑے تیوروں سے گھورنے پر شاہنور جذبز سی ہوئی تھی۔۔۔ میرب کسی قیمت پر نہیں چاہتی تھی کہ جو نقصان وہ اپنا کروا چکی ہے۔۔ویسا کوئی بھی نقصان شاہنور کو ہو۔۔یہ تینوں بھائی ایک جیسے ہی تھے۔۔

جن کے سینے میں دل نہیں پتھر تھے۔۔۔ جنہیں صرف اپنے خاندان سے پیار تھے۔۔ وہ اپنی انا کی سربلندی کے لیے کسی کے بھی دل کا خون کر سکتے تھے۔۔ انہیں کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

"مم میں تو ویسے کہہ رہی ہوں۔۔۔؟؟"

میرب کے انداز پر شاہنور گڑبڑا سے گئی تھی۔۔۔ جبکہ وہیں شاہنور کے اس جواب پر میرب کو تسلی ہوئی تھی۔۔۔

"ویسے بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ وہ تینوں اچھے انسان نہیں ہیں۔۔۔"

میرب اسے ایک بار پھر سے وارن کرتی حسین راجپوت کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس بات سے انجان کے وہ اپنی لاڈلی بہن کو اس بربادی سے بچا پانے میں ناکام ہونے والی تھی۔۔ جس بربادی کا شکار وہ خود ہوئی تھی۔۔۔ اگر میرب کو زرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ شاہنور کے دل میں ارشیان کے لیے کیسی فیلنگز ہیں تو وہ انہیں شاہنور کے دل سے کھروچنے میں ایک سیکنڈ نہ لگاتی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جس درد سے وہ گزری ہے ویسی ہی کسی اذیت کا شکار شاہنور ہو۔۔۔

وہ تو اس درد کے ساتھ ابھی تک خود کو زندہ رکھے ہوئے تھی۔۔ مگر شاہنور جیسی نازک مزاج لڑکی اس اذیت کو یقیناً برداشت نہ کر پاتی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"نن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ چاچو کے زندہ ہوتے ہوئے وہ لوگ نویرہ چاچی کی شادی کسی اور سے کیسے کر سکتے ہیں۔۔ نہیں ایسا نہیں ہونا

چاہیے۔۔۔ لیکن وہ لوگ تو یہی جانتے ہیں نا کہ سلطان چاچو اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔۔۔ ان کے مطابق تو وہ اب نویرہ چاچی کی شادی کسی سے بھی کر سکتے ہیں۔۔۔ یہ بات تو صرف میں جانتی ہوں کہ چاچو زندہ ہیں۔۔

اگر ایسا ہو گیا تو سب سے بڑی گناہگار تو میں ہو نگی۔۔۔ چاچو کے ہوش میں آنے کے بعد میں ان کو کیا منہ دکھاؤں گی۔۔۔ اگر یہ شادی ہوئی تو بہت بڑی ان ہونی ہو جائے گی۔۔ نہیں مجھے ایسا نہیں ہونے دینا۔۔۔ مجھے کسی بھی طرح اس شادی کو روکنا ہو گا۔۔۔"

حانم تک بھی شادی کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔ تب سے حانم بے چینی سے پورے فلیٹ میں پھر رہی تھی۔۔۔

وہ ابھی تک فیروز کے فلیٹ میں ہی تھی۔۔ مگر فیروز اسے پوری طرح سے آزادی دے چکا تھا۔۔۔ حانم اپنی مرضی سے باہر آجا سکتی تھی۔۔۔

اس کے پاس موبائل فون بھی تھا۔۔ اسے عبید نے ہی یہ خبر دی تھی۔۔۔

حانم نے سب سے پہلے سلطان شاہ کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ وہ ان سے مل کر فیروز کے ذریعے خان حویلی جانا چاہتی تھی۔۔۔

"میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں چاچو یہ شادی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔ چاہے اس کے لیے مجھے خود کو کتنے ہی بڑے خطرے میں کیوں نہ ڈالنا پڑے۔۔ مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔"

حانم سلطان شاہ کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتی بھیگے لہجے میں مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

سلطان شاہ کو پوری دنیا سے چھپا کر اس نے عبید کے فلیٹ میں رکھا ہوا تھا۔۔ اس کے اور عبید کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا کہ سلطان شاہ زندہ ہے اور کومہ میں ہے۔۔۔

حانم کو سلطان شاہ نے ہمیشہ خود سے دور ہی رکھا تھا۔۔۔ وہ بہت کم وقت کے لیے سلطان شاہ سے ملنے جاتی تھی۔۔۔ مگر کبھی اسے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔۔ وہ اس کی اب تک کی زندگی میں سائے کی طرح اس کی حفاظت کرتا آیا تھا۔۔۔

اس کے قریب نہ ہو کر بھی اس کا محافظ بنا رہا تھا۔۔۔

زندگی میں پہلی بار اب حانم کو اپنا آپ بہت اکیلا اور کمزور محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اسے اپنے چاچو کی خوشی کی خاطر خان حویلی والوں سے اب اکیلے لڑنا تھا۔۔۔اسے یہ شادی کسی بھی قیمت پر نہیں ہونے دینی تھی۔۔۔

"میں خان حویلی والوں کو یہ ظلم نہیں کرنے دوں گی چاچو۔۔۔خان حویلی والے نویرہ چاچی کو آپ سے نہیں چھین سکتے۔۔"

حانم سلطان کے ہاتھ پر بوسہ دیتی کچھ دیر بھیگتی نم آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھتی وہاں سے اٹھ آئی تھی۔۔

اس مضبوط قد و قامت کے لمبے چوڑے پاورفل شخصیت کے مالک شخص کو اس حال میں بے یارومددگار بستر پر پڑے دیکھنا اس کے لیے انتہائی اذیت ناک عمل تھا۔۔۔

"مجھے تمہاری حویلی آنا ہے۔۔۔ میں نویرہ چاچی سے پہلی اور آخری بار ملنا چاہتی ہوں۔۔۔ مجھے ان کی شادی اٹینڈ کرنی ہے۔۔۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی اپنے چاچو کی شادی اٹینڈ کرنا۔۔۔ وہ تو پوری نہیں ہو سکی۔۔ پر میں اپنے چاچو کی زندگی کے سب سے اہم انسان کی خوشی میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔۔ پلیز میری آخری بات سمجھ کر مان لو۔۔۔"

فیروز سے کال پر بات کرتے یہ الفاظ ادا کرنا اس کے لیے کتنی مشکل تھے۔۔ یہ حانم کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔

جو فیروز دیکھ تو نہیں پایا تھا۔۔ مگر نجانے کس خیال کے زیرِ اثر وہ حانم کی اس بات کا انکار بھی نہیں کر سکا تھا۔۔

"اوکے میں ڈرائیور بھیج رہا ہوں۔۔۔ مگر میری ایک بات اچھے سے یاد رکھنا حانم شاہ۔۔۔ تمہاری یہاں کی گئی کسی قسم کی کوئی اونچ نیچ برداشت نہیں کروں گا میں۔۔۔ اگر کوئی بھی گڑبڑ کرنی چاہی تم نے۔۔ تو انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔"

فیروز نے اسے آنے کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ سرد و سپاٹ لہجے میں وارن کیا تھا۔۔۔

اس کے لہجے میں چھپی وارننگ حانم کو لمحے بھر کے لیے خوفزدہ کر گئی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے واپس سے خود کو حوصلہ دیتے اس بات کا عزم کیا تھا کہ یہ شادی رکوانا اس کے لیے زندگی اور موت کے کھیل کے برابر تھا۔۔ جس کی فیروز نیازی اسے چاہے جو مرضی سزا دیتا۔۔

وہ اپنے عزم سے پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

" دادا جان آپ پلیز یاور لالہ اور نویرہ نیازی کا یہ رشتہ ختم کر دیں۔۔۔وہ لوگ اتنے اچھے نہیں ہیں کہ اتنی آسانی سے ہمیں نویرہ نیازی کا رشتہ دے دیں۔۔۔ ضرور ان کی کوئی سازش ہے اس میں۔۔وہ یاور لالہ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔"

میرب حسین راجپوت کے پاس آتے بے خوفی سے بولی تھی۔۔ جہاں اس وقت یاور راجپوت، سرمد راجپوت اور فیصل راجپوت بھی موجود تھے۔۔۔

"تو اب تم دادا جان کو بتاؤ گی کہ کیا فیصلہ کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔ اپنی حد میں رہو لڑکی۔۔۔ دیکھ لیا آپ نے دادا جان اسے اس قدر آزادی دینے کا نتیجہ۔۔۔۔"

میرب کی بات یاور کو سخت ناپسند آئی تھی۔۔۔اس لیے باقی کسی کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ میرب کی جانب ناگواری بھری نگاہوں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔

یاور دقیانوسی سوچ رکھنے والے مردوں میں سے تھا۔۔جس کے مطابق لڑکیوں کو اتنی آزادی دینا انتہائی غلط تھا۔۔یہی وجہ تھی کہ مردوں کے برابر آکر بولنے والی میرب اسے سخت ناپسند تھی۔۔۔وہ میرب کے سیاست میں شمولیت کے بھی سخت خلاف تھا۔۔اگر اس پر ہوتا تو وہ میرب کو گھر سے نکلنے بھی نہ دیتا۔۔۔مگر حسین راجپوت کے فیصلے کے آگے وہ بھی کچھ نہیں کر پاتا تھا۔۔۔

"جب بات میرے خاندان کی بہتری کی ہو گی تو میں ہر جگہ بولوں گی۔۔۔"

میرب اب بھی یاور کی بات کے جواب میں دوبدو بولتی اسے مزید غصہ دلا گئی تھی۔۔۔

یاور کا دل چاہا تھا اس بدلحاظ لڑکی کے منہ پر تھپڑ رسید کر دے۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر پایا تھا۔۔۔

"تمہیں اس حوالے سے کوئی خبر ملی ہے۔۔۔؟؟"

حسین راجپوت نے یاور کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے نہایت ہی تحمل کے ساتھ میرب سے پوچھا تھا۔۔۔

"وہ لوگ۔۔۔۔"

جس پر میرب نے نفی میں سر ہلاتے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔۔

"میرب تم اپنی ان بچکانہ اور جذباتی حرکتوں کی وجہ سے کئی بار بہت بڑے نقصان سے دوچار ہوتے ہوتے بچی ہو۔۔ نیازی خاندان اب ہمارے دشمن نہیں دوست بن چکے ہیں۔۔۔ جو دوستی اب رشتہ داری میں بدلنے جا رہی ہے۔۔ میں بالکل نہیں چاہتا کہ اس رشتہ داری میں تمہاری وجہ سے کوئی بھی دراڑ آئے۔۔۔ میں آگ مزید تمہاری منہ سے ان لوگوں کے خلاف کوئی بات نہ سنوں۔۔ جا سکتی ہو تم اب یہاں سے۔۔۔"

حسین راجپوت نے سختی کے ساتھ دوٹوک الفاظ میں میرب کو مزید کوئی بھی فضول گوئی کرنے سے روک دیا تھا۔۔۔

جس پر میرب بچارگی بھری نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

"کسی کو میری بات پر یقین نہیں ہے۔۔۔ میں کیسے بتاؤں ان سب کو کہ بہت اچھے سب جانتی ہو زاراب خان نیازی کو میں۔۔ وہ کسی قیمت پر نویرہ نیازی کی شادی یاور لالہ سے نہیں ہونے دے گا۔۔ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا اس شخص کو۔۔ نفرت کرتا ہے وہ ہم سب سے۔۔۔ ضرور پھر کوئی چال چلنے والا ہے۔۔ میں کیا کروں کوئی میری بات پر یقین کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔۔۔"

میرب بے بسی کے عالم میں بولتی حویلی کے بڑے سے لاؤنج میں آن بیٹھی تھی۔۔ جہاں حویلی کی خواتین پورہ طرح سے شادی کی تیاریوں میں مگن تھیں۔۔

سب کے چہروں پر خوشی چھلک رہی تھی۔۔ کیونکہ فائنلی اتنے سالوں بعد یاور راجپوت کی شادی طے پائی تھی۔۔۔

"اللہ جی پلیز زاراب خان نیازی کے دل میں رحم پیدا کیجئے گا۔۔سب ویسا ہی ہو جیسا میرے خاندان والے سمجھ رہے ہیں۔۔ مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔"

میرب ایک کونے میں صوفے پر ٹکی پریشانی کا شکار تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خان حویلی کو آج بہت سالوں بعد پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔روشنیوں سے سجی بڑی سی حویلی گاؤں میں دور دور تک نظر آتی دلکش مناظر پیش کر رہی تھی۔۔۔

اتنی سجاوٹ تو راجپوت حویلی میں بھی نہیں کی گئی تھی۔۔ جتنی رونق اس وقت خان حویلی میں لگی ہوئی تھی۔۔۔

سب سے بڑی حیرانی کی بات یہ تھی کہ یہ سجاوٹ یعقوب نیازی کے تینوں پوتوں نے کروائی تھی۔۔ جو بات سب سے زیادہ حیرانی کا باعث تھی۔۔۔

یعقوب خان نیازی اور باقی حویلی والے جو یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ تینوں ان کے اس فیصلے کی سخت مخالفت کریں گے۔۔ ان کا یہ پرسکون انداز سب کو ہی کھٹک رہا تھا۔۔۔

ان تینوں میں سے کوئی حویلی سے باہر نہیں نکلا تھا۔۔ وہ لوگ اپنے اوپر والے پورشن پر موجود تھے۔۔ جہاں ان کے ہوتے ہوئے کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

زاراب اپنے روم میں بیڈ پر نیم دراز تھا جب اس کی توقع کے عین مطابق اسے میرب راجپوت کی کال موصول ہوئی تھی۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے۔۔ہاتھ میں موبائل اٹھائے وہ اس کا نمبر جگمگاتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میرب کا نمبر اس نے اپنے موبائل میں سیو تک نہیں کیا تھا۔۔اس شخص کی یہ چھوٹی چھوٹی حرکتیں میرب راجپوت کا دل توڑ دیتی تھیں۔۔

اب بھی یک ٹک سکرین کو ساکت نگاہوں سے گھورتے اس نے دوسری بار آئی اس کی کال بھی پک نہیں کی تھی۔۔

میرب راجپوت بالکل ٹھیک کہتی تھی زاراب خان نیازی بہت ظالم انسان تھا۔۔۔

تین بار کال پک نہ ہونے پر میرب نے اس کے نمبر پر میسج سینڈ کیا تھا۔۔۔

"اگر میرے خاندان والوں کو زرا سا بھی نقصان پہنچا تو میں تمہیں کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گی۔۔ میں صرف کہہ نہیں رہی۔۔ اس بار کر کے دکھاؤں گی۔۔۔"

دھمکی آمیز الفاظ پڑھ کر زاراب نیازی کے ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

"میرب راجپوت بہت اچھے سے سمجھتی ہے زاراب نیازی کو یہ جان کر بالکل اچھا نہیں لگا۔۔۔ میں نہیں چاہتا میرے دشمن مجھے اتنی اچھی طرح سے جانیں۔۔۔"

زاراب نے فوراً جواب دیا تھا۔۔

جو دیکھ میرب کو آگ لگی تھی۔۔۔ مطلب وہ جان بوجھ کر اس کی کال پک نہیں کر رہا تھا۔۔ اور واقعی اس کا کچھ غلط کرنے کا ارادہ تھا۔۔۔

میرب نے دوبارہ کال ملائی تھی۔۔۔ جسے اس بار بھی پک نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

"اس وقت تمہاری آواز سننے کا خواہش مند بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔"

بہت ہی روڈ جواب دیا گیا تھا۔۔۔ جو پڑھ کر میرب کا چہرا زرد ہوا تھا۔۔۔ اس شخص کا یہ حقارت آمیز انداز اس کے دل کے زخموں میں اضافہ کر جاتا تھا۔۔۔

"تم کیا کرنے والے ہو۔۔۔؟؟"

میرب نے بہت مشکل سے ضبط کرتے اس کی بات کو اگنور کر کے دوبارہ میسج کیا تھا۔۔ وہ اپنے خاندان کی سیفٹی پر بالکل بھی کمپرومائز نہیں کر سکتی تھی۔۔

چاہے اسے اپنے دشمنِ اول کے سامنے جھکنا ہی کیوں نہ پڑتا۔۔۔

"یاور راجپوت کو اس کے انجام تک پہنچانے والا ہوں۔۔۔روک سکتی ہو تو روک لو اسے یہاں آنے سے۔۔۔"

زاراب نیازی نے اسے آرام سے اپنے پلان سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

جو سن کر میرب کچھ لمحے کے لیے بالکل بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

پورا گھر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔جب کھڑکی سے داخل ہوتی روشنی کی باریک سی کرنوں میں کسی شخص کا سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔وہ بھاری مضبوط قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔۔۔وہ گھر مٹی اور گرد سے اٹا ہوا تھا۔۔۔جسے دیکھ کر صاف پتا چل رہا تھا کہ سالوں سے اس گھر میں کوئی نہیں آیا تھا۔۔وہ

شخص اندھیرے میں راستہ تلاشتہ ایک کمرے کے بند دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اپنی پاکٹ سے چابیوں کا گھچا نکالتے اس نے کمرے کا لاک کھولتے دروازہ واں کیا تھا۔۔۔ کمرے کے اندر قدم رکھتے اس کی آنکھوں کا رنگ مزید لال ہوا تھا۔۔۔ چہرے پر چھائے وحشت ناک تاثرات میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔

دروازے سے جھانکتی ہلکی سی روشنی میں کمرے کا منظر تھوڑا واضح ہو رہا تھا۔۔ اس کمرے کی حالت بھی باقی گھر کے جیسے ہی تھی۔۔ مٹی اور گرد سے اٹا ہوا۔۔۔ مگر اس کمرے میں کچھ چیزیں منفرد تھیں۔۔۔

جو وہاں موجود شخص کی وخشت جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھا رہی تھیں۔۔۔

کمرے کے عین وسط میں پڑے جہازی سائز بیڈ کو سالوں پہلے شاید پھولوں کی سیج سے سجایا گیا تھا۔۔۔اس کے اوپر گری سوکھے پھولوں کی لڑیاں جن میں اب پھولوں نہ ہونے کے برابر بچے تھے۔۔۔

وہ بالکل اس شخص کے ارمانوں کی طرح سوکھ چکے تھے۔۔۔جن کے رنگ اور مہک ناپید ہو چکے تھے۔۔۔

کچھ دیر اس اجاڑ ویران کمرے کو خالی خالی نگاہوں سے دیکھنے کے بعد اس شخص نے اپنی پاکٹ سے لائٹر نکالتے آگے بڑھ کر اس بچی کچی اپنی خوشیوں کی سیج کو آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں دے دیا تھا۔۔

کچھ ہی دیر کی بات تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ ہر شے آگ کی لپیٹ میں آنے لگی تھی۔۔۔ کمرے کی تاریکی آگ کے شعلوں سے روشن ہوئی تھی۔۔۔ پورا کمرہ آگ کے شعلوں سے جگمگاتا نہایت ہی خوفناک منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں ہر شے آگ کی لپیٹ میں آگئی تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ سب کچھ راکھ بن چکا تھا۔۔۔ بالکل اس شخص کے دل کی طرح۔۔۔ جو محبت بھرے دل سے اب ایسی ہی سیاہ راکھ میں بدل چکا تھا۔۔۔

اس کے اندر بھی ایسی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ جیسی اس گھر میں تھی۔۔۔ اپنے ہی گھر کو آگ کے شعلوں کی زد میں دینے والا وہ کوئی انسان نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ انسان تھا بھی نہیں وہ حیوان بن چکا تھا۔۔۔ جس کے اندر دنیا کے کسی بھی انسان کے لیے نرم گوشہ نہیں بچا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یاور راجپوت کو اس کے انجام تک پہنچانے والا ہوں۔۔۔ روک سکتی ہو تو روک لو اسے یہاں آنے سے۔۔۔"

زاراب نیازی نے اسے آرام سے اپنے پلان سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

جو سن کر میرب کچھ لمحے کے لیے بالکل بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

وہ شخص اسے سرعام دھمکی دے رہا تھا۔۔

"یاور لالہ نے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔۔۔۔؟"

میرب کے ہاتھ پیر بالکل پھول چکے تھے۔۔۔ اسے جو محسوس ہو رہا تھا وہ بالکل ٹھیک تھا۔۔ یہ لوگ یاور کو استعمال کرنے والے تھے۔۔

"ہر بات جان کر کیا کرو گی۔۔۔وقت بہت کم ہے تمہارے پاس۔۔۔اپنے یاور لالہ کو بچالو۔۔۔"

زاراب نیازی اس سے زیادہ اسے کچھ نہیں بتانے والا تھا۔۔وہ چاہے جتنا بھی زور لگالیتی۔۔۔

"پلیز ایسا کچھ مت کرنا۔۔۔"

میرب جانتی تھی کہ وہ شخص اس کی بات تو کبھی نہیں مانے گا۔۔۔ مگر پھر بھی اس نے ایک التجاء کی تھی۔۔۔ جسے وہ ظالم شخص پڑھ کر بھی اگنور کر گیا تھا۔۔۔

"میں کیا کروں۔۔۔ میری بات سننے کو تیار ہی نہیں ہے کوئی۔۔۔ کیسے روکوں سب کو۔۔۔ وہ لوگ صرف یاور لالہ کو ہی نہیں باقی سب کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔"

میرب اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑتی بے بسی کے عالم میں بولی تھی۔۔

"داداجان، بابا یاور لالہ پلیز میری بات مان لیں۔۔۔ ان لوگوں کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ پلیز ابھی بھی وقت ہے آپ اپنا فیصلہ بدل لیں۔۔۔ "

گھر کے سب لوگ خان حویلی بارات لے جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔۔۔ جب میرب پھر سے حسین راجپوت کے مقابل آئی تھی۔۔۔ جبکہ یاور راجپوت جو اپنی جیت کے بہت ہی زیادہ قریب تھا۔۔ ایک بار پھر سے اس لڑکی کی دخل اندازی پر وہ اپنے غصے پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

"اپنی بکواس بند کرو میرب۔۔اب اگر دوبارہ کچھ بولی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔تمہاری ابھی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ میری زندگی کا فیصلہ تم کرو۔۔میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں دادا جان سے زاراب خان نیازی کے ساتھ ملی ہوئی ہو تم۔۔۔اسی کے کہنے پر یہ شادی رکوانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔ہمیں بے وقوف سمجھ رکھا ہے تم نے۔۔۔بہت اچھے سے جانتا ہوں رابطے میں ہو تم اس شخص کے۔۔۔اس کمینے خان کے کہنے میں آکر اپنے خاندان کے خلاف جا رہی ہو۔۔۔بے شرم لڑکی۔۔۔۔"

یاور نے حقارت آمیز الفاظ میں چلاتے وہاں موجود تمام افراد کے ساتھ ساتھ میرب کو بھی ساکت کر دیا تھا۔۔۔

وہ شاک کی کیفیت میں خود پر لگائے اپنے بھائی کے الزام سن رہی تھی۔۔وہ جو اپنے خاندان کی خاطر پوری دنیا سے لڑ رہی تھی۔۔۔جو اپنے دل کا خون

کر کے اپنے خاندان کو اوپر رکھے ہوئے تھی۔۔اسی کی وفاداری پر شک کیا جارہا تھا۔۔۔

"آپ غلط بول رہے ہیں لالہ۔۔۔ آپ اپنی گھناؤنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے مجھ پر اتنا بڑا الزام نہیں لگاسکتے۔۔میں بھی اچھے سے جانتی ہوں کہ سالوں پہلے خود کو ٹھکرائے جانے کا بدلہ لینے کے لیے آپ نویرہ نیازی سے شادی کررہے ہیں۔۔ مگر آپ یہ بھول چکے ہیں کہ نیازی خاندان بھی چوڑیاں پہن کر نہیں بیٹھا۔۔وہ نویرہ نیازی کو کبھی آپ جیسے انسان کے حوالے نہیں کریں گے۔۔۔"

یاور کی باتوں نے میرب کو آگ لگا کر رکھ دی تھی۔۔وہ مرجانا پسند کرسکتی تھی۔۔ مگر اپنا نام زاراب نیازی کے ساتھ لگتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اس لیے شدید غصے سے پاگل ہوتے اس کے منہ میں جو آیا تھا وہ بولتی چلی گئی

تھی۔۔۔

اس کے منہ سے نکلنے والا کڑوا سچ یاور کو بھی غصے سے پاگل کر گیا تھا۔۔

یاور آگے بڑھا تھا اور حسین راجپوت کے مقابل کھڑی میرب کی کلائی مروڑ

کر اس کا رخ اپنی جانب کرتا ایک زوردار تھپڑ اس کے دودھیا گال پر رسید

کرتا میرب کو لڑکھڑانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔ شمع بیگم اور شاہنور نے فوراً

آگے آتے میرب کو تھام کر گرنے سے بچایا تھا۔۔۔

میرب سمیت سب گھر والے یاور کی اس حرکت پر شاک کی کیفیت میں

تھے۔۔۔ آج تک ان کی حویلی میں کسی نے بھی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا

تھا۔۔۔

"یاور۔۔۔"

حسین راجپوت بھی یہ برداشت نہ کرپاتے شدید غصے کے عالم میں یاور پر دھاڑے تھے۔۔۔ان کا ہاتھ بھی یاور پر اٹھنے ہی والا تھا۔۔جب فیصل راجپوت نے آگے آتے انہیں روک لیا تھا۔۔یاور کی حرکت بالکل بھی قابلِ قبول نہیں تھی مگر وہ لوگ اس موقع پر مزید بدمزگی نہیں چاہتے تھے۔۔۔

میرب نے تیز نگاہوں سے اپنے بھائی کو گھورا تھا۔۔۔جسے وہ خطرے بچانے کی کوشش کررہی تھی۔۔مگر وہ الٹا اسی پر الزامات کی برسات کیے جارہا تھا۔۔اور اب تو ہاتھ بھی اٹھا دیا تھا۔۔جو وہ کسی قیمت پر معاف نہیں کرنے والی تھی۔۔

مگر اس وقت سب کے چہرے دیکھ اس نے اس معاملے کو اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا تھا۔۔

یہ لوگ اس کی بات مان کر رکنے والے نہیں تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم شاہ خان حویلی آچکی تھی۔۔۔یعقوب نیازی نے اسے حویلی میں آنے کی اجازت دے دی تھی۔۔۔ جب سلطان ہی نہیں رہا تھا تو اس کی بھتیجی سے دشمنی رکھنے کا کیا فائدہ تھا۔۔ جو بچاری ان کی نظروں میں بالکل بے ضرر سی تھی۔۔

مگر وہ لڑکی کتنی بچاری اور بے ضرر تھی یہ بات کوئی فیروز نیازی سے پوچھتا۔۔۔

حانم بظاہر سب سے بہت اچھے سے ملی تھی۔۔۔ اسے فیروز کہیں بھی نہیں آیا تھا۔۔۔ اور نہ ہی نویرہ۔۔ اسے لڑکیوں کے بیچ بیٹھا دیا گیا تھا۔۔

جو مہندی لگانے اور شغل میلے میں مصروف تھیں۔۔۔ حانم نے نوٹ کیا تھا کہ دو ملازمین پورا وقت اس کے آس پاس کی پھر رہی تھیں۔۔۔ جیسے اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔۔

حانم اچھے سے سمجھ گئی تھی کہ یہ سب فیروز کروا رہا تھا۔۔۔ وہ اسے کچھ بھی کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

"مجھے واش روم جانا ہے۔۔۔"

حانم نے ان عجیب و غریب لڑکیوں کے بیچ میں سے نکلنا چاہا تھا۔۔ جو یعقوب نیازی کے تینوں پوتوں کے بارے میں ڈسکس کرتیں ایک دوسرے کو ان کے حوالے سے چھیڑتیں حانم کو سخت زہر لگی تھیں۔۔

ان میں سے کچھ فیروز کا کسی اور لڑکی کے ساتھ نام بھی لے رہی تھیں۔۔۔ جو شاید اس کی فیانسی تھی۔۔ مگر حانم کو ان سب باتوں کی بالکل بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ اس کے لیے فیروز نیازی امپورٹنٹ نہیں تھا۔۔۔

اسے بس کسی طرح نویرہ تک پہنچنا تھا۔۔۔

اس لیے وہ اپنی نگرانی پر رکھی گئی ملازمین کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔۔ جنہیں پہلے راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔۔

اس کے پوچھنے پر وہ دونوں ملازمین اسے ساتھ لیے اندرونے حصے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

اسے گیسٹ روم میں لے جایا گیا تھا۔۔۔جو گھر والوں کے بیڈرومز سے مخالف سمت میں موجود تھا۔۔حانم پہلے تو اتنی بڑی حویلی دیکھ کر ہی چکرا گئی تھی۔۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ یہاں اکیلی نکلی تو ضرور گم ہو جائے گی۔۔

"واش روم میں پانی نہیں آرہا۔۔۔پلیز چیک کر دیں گی آپ لوگ۔۔۔"

حانم نے ایک جانب لگا چھوٹا سا پانی کا وال بند کرتے ملازمین کو پکارا تھا۔۔۔
وال کے بند ہونے سے واش روم کے سارے نل بند ہو گئے تھے۔۔۔

اس کے پکارنے پر ایک ملازمہ اندر آئی تھی۔۔۔جو دیکھ حانم دانت پیس کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس شخص نے اپنی ملازمین کو بھی اچھے سے ٹرین کیا ہوا تھا۔۔ مگر مقابل بھی حانم شاہ تھی۔۔ ایسے کیسے ہار مان لیتی۔۔۔

حانم نے اپنے پاس سے گزر کر نل کے قریب جاتی ملازمہ کو دیکھا تھا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے نامحسوس طریقے سے اس کے راستے میں اپنا پیر اٹکا دیا تھا۔۔۔ جس کے نتیجے میں وہ ملازمہ پھسل کر نیچے جا گری تھی۔۔۔

اس کی چیخ سن کر دوسری ملازمہ بھی بھاگ کر اندر آئی تھی۔۔۔اور اسے اٹھانے لگی تھی۔۔۔ ان دونوں کی جانب ایک مسکراتی نظر ڈالتے حانم واش روم سے نکلتی انہیں اندر لاک کر گئی تھی۔۔۔

"حانم شاہ کیا کر سکتی ہے اب تمہیں پتا چلے گا فیروز نیازی۔۔۔"

حانم روم سے نکلتی اسے باہر سے لاک کر چکی تھی۔۔۔اس نے اپنا دماغ لگا کر ان دونوں سے تو چھٹکارا حاصل کر لیا تھا۔۔ مگر اب باری تھی نویرہ کو ڈھونڈنے کی۔۔

جس کے لیے اسے حویلی کی ہی خواتین کی ہی مدد لینی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"حویلی کی سیکیورٹی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ خان حویلی کے کسی بھی فرد کو زرا سی بھی زک نہیں پہنچی چاہیے۔۔ اگر ایسا ہوا تو سب سے پہلے میں تمہارا سر اڑاؤں گا۔۔۔"

ارشیان خان نیازی نے حویلی کے سیکورٹی انچارج اور اس کی ٹیم کو سختی سے ہدایت دیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔جو سب اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔وہ اس وقت حویلی کے بیرونی حصے میں لان میں بیٹھا تھا۔۔۔

حویلی جتنی وسیع و عریض تھی اس کے گردونواح میں اس سے بھی کئی زیادہ بڑے رقبے پر لان بنائے گئے تھے۔۔۔جس کی باؤنڈری پر درختوں کی قطار سے بنائی گئی تھی۔۔وہ لان بہت زیادہ خوبصورت تھا۔۔۔

ہر قسم کے پھولوں اور سرسبز گھاس نے اس کی دلکشی کو مزید بڑھادیا تھا۔۔۔جبکہ لان کے دائیں جانب بہت ہی خوبصورت سا باغ بنایا گیا تھا۔۔۔جہاں مختلف پھلوں کے درخت اور بیلیں موجود تھیں۔۔

ارشیان کے کہنے پر وہ سب خاموشی سے وہاں سے ہٹ چکے تھے۔۔۔اب وہاں صرف شرافت ہی موجود تھا۔۔۔جب اچانک ان دونوں کی سماعتوں سے ایک کھنکتی سی نسوانی ہنسی ٹکرائی تھی۔۔۔

"یہ یہاں کون ہے اس وقت۔۔۔؟؟"

سب خواتین اس وقت اندر ہی تھیں۔۔رات کو ہونے والے فنکشن کی بھرپور تیاری کی جارہی تھی۔۔۔

ارشیان تیزی سے آواز کی سمت بڑھا تھا۔۔۔درختوں کے جھنڈ کی وجہ سے انہیں دکھائی نہیں دے پایا تھا کہ وہاں کون موجود ہے۔۔۔یہ آواز باغ کی سائیڈ سے آئی تھی۔۔۔

شرافت بھی ارشیان کے پیچھے ہی تھا۔۔۔جب سامنے ہی بڑے سے درخت کی ٹہنیوں کے ساتھ رسیوں کی مدد سے ڈالے جھولے میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ ارشیان کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے۔۔

وہ لڑکی اپنے لمبے گھنے بالوں کو کمر پر کھولے زرد رنگ کے لباس میں ملبوس ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے آنکھیں موندے نجانے کونسے خیالوں میں گم جھولا جھول رہی تھی۔۔۔اس کے دونوں ہاتھ رسیوں پر تھے جس کی وجہ سے اس کی سلیوز کہنیوں تک ہٹی ہوئی تھیں۔۔جن میں سے جھانکتیں مہندی سے سجی دودھیا کلائیاں دیکھنے والوں کے دل پر قیامت برپا کر گئی تھیں۔۔

شرافت تو سامنے موجود لڑکی کو ایک نظر دیکھنے کے بعد تاسف سے سر ہلاتا نگاہیں پوری طرح سے جھکا گیا تھا۔۔۔یہ لڑکی اپنے ہاتھوں اپنے لیے

مصیبت تلاش کرتی تھی۔۔۔پوری حویلی چھوڑ کر اسے یہاں ہی آنا تھا۔۔۔

شرافت کو اس لڑکی کی قسمت پر افسوس ہوا تھا۔۔۔

شاہنور مگن سے انداز میں جھولا جھول رہی تھی۔۔۔ نجانے کیا سوچ کر اس کے چہرے پر نہایت ہی دلفریب اور مہکتی ہنسی کھلی ہوئی تھی۔۔

لمبے گھنے بال ہوا کی وجہ سے چہرے اور کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ اس کا دوپٹہ ایک کندھے پر ٹکا زمین پر جھولے کے ساتھ ساتھ آگے پیچھے جھول رہا تھا۔۔۔

ارشیان کو سب سے زیادہ غصہ اس لڑکی کا حلیہ دیکھ کر آیا تھا۔۔۔ جو اپنے حسن سے انجان۔۔۔ کسی اور کی حویلی میں یوں بے پرواہ بنی اپنا دیدار کروا رہی تھی۔۔

ارشیان آگے بڑھا تھا اور جھولے کی ایک رسی کو پکڑتا اسے روک گیا تھا۔۔۔

تیزی سے چلتا جھولا یوں ایک دم روکنے کی وجہ سے زور سے ہلا تھا۔۔۔
شاہنور نے فوراً سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔ جھولے سے گرنے کے خوف سے اس کے ہونٹوں سے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔ جو اگلے ہی لمحے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر منہ میں ہی دب چکی تھی۔۔۔

شاہنور نے فوراً سے اپنی آنکھیں جھپکائی تھیں۔۔۔ اسے لگا تھا شاید یہ اس کا کوئی وہم ہے۔۔۔ مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔

وہ ارشیان خان نیازی ہی تھا۔۔۔جو آنکھوں سے شعلے برساتا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے ایسے گھور رہا تھا۔۔

جیسے آنکھوں ہی آنکھوں سے نگل جائے گا۔۔۔

شاہنور اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی تھی۔۔۔

"کیا کر رہی ہو یہاں۔۔۔۔؟؟؟"

ارشیان کی گھمبیر بھاری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکراتی اس کے چہرے کو پوری طرح سے زرد کر گئی تھی۔۔۔۔

شاہنور سامنے کھڑے ارشیان کو دیکھ اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی تھی۔۔۔

"کیا کر رہی ہو یہاں۔۔۔۔؟؟؟"

ارشیان کی گھمبیر بھاری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکراتی اس کے چہرے کو پوری طرح سے زرد کر گئی تھی۔۔۔۔

اچانک سے جھولا رکنے کی وجہ سے اس کا سر ویسے ہی گھوم گیا تھا۔۔۔ اوپر سے ارشیان کے کڑے تیور اس کا خون پوری طرح سے خشک کر گئے تھے۔۔۔

"وہ میں حمنہ کے ساتھ۔۔۔۔۔"

شاہنور نے گھبرا کر اپنے پیچھے دیکھا تھا۔۔ جہاں حمنہ تو کیا کسی زی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔۔۔ شرافت بھی اب وہاں سے جا چکا تھا۔۔

شاہنور نے جلدی سے اپنا دوپٹہ سر پر اوڑھتے اپنی گھنی لانبی زلفوں کو چھپانا چاہا تھا۔۔

جو ہوا کی تیز لہروں کی گستاخی کی وجہ سے کر پانے میں ناکام رہی تھی۔۔۔

"کیوں آ رہی ہو بار بار یہاں۔۔۔۔؟؟؟"

ارشیان نیازی اب کی بار اس لڑکی کو اپنے سامنے برداشت نہیں کر پایا تھا۔ جو
ہر بار ایسے ہی استحقاق کے ساتھ اس سے آن ملتی تھی۔۔۔

وہ چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے شاہنور کے بالکل مقابل آیا تھا۔۔ جس پر
شاہنور بوکھلا کر پیچھے ہٹی تھی۔۔ مگر پیچھے موجود جھولے کی رسی نے اسے
زیادہ دور نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

"مم میں وہ فیملی کے۔۔۔۔"

شاہنور اس کے غضب ناک تاثرات دیکھ ہکلا کر رہ گئی تھی۔۔

"میں بہت اچھے سے دیکھ رہا ہوں تم کیسے میری فیملی میں گھسنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔ تمہارا خاندان کیا سازش کر رہا ہے یہ بھی بہت اچھے سے سمجھتا ہوں میں۔۔۔ اپنے قدم پیچھے موڑ لو ورنہ جب میں نے اپنے قدم تمہاری جانب بڑھائے تو خیر نہیں ہو گی تمہاری۔۔۔"

وہ اس کی پوری بات سنے بغیر اس پر برس پڑا تھا۔۔۔ جبکہ شاہنور اس کے لفظوں کی سنگینی پر بے یقینی سے اسے تکے گئی تھی۔۔ وہ اس شخص کو ہر جگہ ڈیفینڈ کر رہی تھی۔۔

وہ اس پر شک کر رہا تھا۔۔۔

شاہنور کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتے کچھ لمحے اسے بھیگی آنکھوں سے تکتے رہنے کے بعد وہاں سے مڑی تھی اور تیز قدموں کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔

ارشیان نے اسے ایک بار بھی روکنے اور بلانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ وہ خاموش نگاہوں سے اسے وہاں سے جاتے دیکھتا رہا تھا۔۔۔ شاہنور کے گھنے بال پوری طرح سے دوپٹہ میں چھپ چکے تھے۔۔۔ وہ انہیں اچھے سے کور کر چکی تھی۔۔۔

اس کی اوجھل ہوتے تک ارشیان کی نگاہیں اس پر جمی رہی تھیں۔۔۔ وہ اس لڑکی سے دور رہنا چاہتا تھا۔۔ مگر وہ ہر بار اس کے سامنے آجاتی تھی۔۔

اسی لیے آج وہ خود پر ضبط نہ رکھ پاتے اسے سنا گیا تھا۔۔ جو اس نازک لڑکی کی حالت دیکھ کر صاف نظر آرہا تھا کہ وہ برداشت نہیں کر پائی ہوگی۔۔

نفرت تھی اسے راجپوت خاندان کے ہر فرد سے۔۔ پھر کیسے وہ نرمی برت سکتا تھا اس لڑکی سے۔۔۔

"بھائی آپ یہاں۔۔۔ شاہنور کہاں گئی میں اسے یہی چھوڑ کر گئی تھی۔۔"

ارشیان وہاں سے ہٹنے لگا تھا جب حمنہ تیز قدموں سے چلتی وہاں آئی تھی۔۔۔ اور متلاشی نگاہوں سے شاہنور کو چاروں جانب تلاش کرنے لگی تھی۔۔

حمنہ کی بات پر ارشیان نے پلٹ کر تیز نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

"وہ بھائی شاہنور حسین راجپوت کی پوتی ہے۔۔ راجپوت حویلی کی خواتین کے ساتھ شگن کا سامان لے کر آئی تھی رسم کے مطابق۔۔ میں ہی زبردستی اسے یہاں لائی تھی باغ دکھانے۔۔ وہ تو نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔"

حمنہ کو اپنے بھائی کے غصیلے تیور دیکھ ایک سیکنڈ لگا تھا سمجھنے میں کہ وہ شاہنور کے ساتھ کیا سلوک کر چکا ہے۔۔

اس نے نہایت ہی افسردگی بھرے انداز میں ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کے چہرے پر اب بھی کسی قسم کا کوئی ملال نہیں تھا۔۔

"اندر جاؤ تم۔۔۔"

حمنہ کو سرد لہجے میں بولتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

"اللہ جی میرے بھائیوں کو تھوڑی سی ہدایت فرمادیں۔۔راجپوت خاندان کی لڑکیوں کو دیکھ کر تو بالکل ہی جلاد بن جاتے ہیں۔۔۔ کتنی اچھی ہے شاہنور۔۔ نجانے اس بچاری کو کیا بولا ہو گا کہ وہ ایسے چلی گئی۔۔۔"

حمنہ کو غصہ تو بہت آیا تھا مگر ارشیان کے سامنے کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔۔ اب وہ بس یہی دعا کر رہی تھی کہ شاہنور آج رات کے فنکشن میں آجائے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم وہاں کی باقی خواتین اور ملازمین کی مدد لیتی نویرہ کے کمرے تک آن پہنچی تھی۔۔ جہاں اس وقت نویرہ کے تین چار ملازمین ہی موجود تھیں۔۔۔

نویرہ پر نظر پڑتے ہی حانم کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔ وہ ویسی ہی تھی پیاری اور معصوم سی۔۔۔ جیسی اس نے اپنے چاچو کے والٹ میں موجود تصویر میں دیکھی تھی۔۔۔

حانم نجانے کتنی دیر دروازے کے ساتھ لگی مبہوت سا اسے تکے جارہی تھی۔۔۔

جو اس وقت ییلو کلر کے سادہ سے جوڑے میں دونوں بازوؤں کو مہندی سے بھرے اپنے سوگوار اور اداس سے حسن کے ساتھ بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔

"چاچی۔۔۔۔"

حانم کے ہونٹ دھیرے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔جب اسی لمحے نویرہ نے بھی دروازے میں کھڑی حانم کی جانب دیکھا تھا۔۔حانم کی آواز بہت ہی زیادہ آہستہ تھی۔۔

مگر نویرہ کو محسوس ہوا تھا جیسے سامنے کھڑی لڑکی نے اسے اسی نام سے پکارا

ہو۔۔۔

"آپ کون۔۔۔۔؟؟"

نویرہ کے اشارے پر ملازمین روم سے نکل گئی تھیں۔۔جب وہ اپنی جگہ سے

اٹھتی حانم کی جانب بڑھتے سوالیہ نگاہوں سے اسے تکے بولی تھی۔۔۔

کہیں نہ کہیں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ لڑکی کون ہے۔۔۔

حانم کی آنکھوں سے نکلتے آنسو نویرہ کی اذیت کو بڑھا گئے تھے۔۔۔

"آپ میری نویرہ چاچی ہیں نا۔۔۔؟؟"

حانم بھیگتی آنکھوں کے ساتھ منہ بسورتے بولتی نویرہ کو وہی چھوٹی سے

معصوم حانم معلوم ہوئی تھی۔۔جو اکثر اپنے چاچو کے ساتھ اس سے ملنے

آتی تھی۔۔۔ آج بھی اس کی پکار میں دس سال پہلے والی محبت موجود تھی۔۔۔

حانم کی بات پر نویرہ کا سر دھیرے سے ہلا تھا۔۔ جس کے جواب میں بنا کوئی بات کیے حانم نویرہ کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

جبکہ نویرہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔ باقی رہی سہی کسر حانم کی باتوں نے پوری کر دی تھی۔۔ وہ جیسے اپنی جگہ پتھر کی کوئی تھی۔۔۔ اذیت کئی گنا بڑھ چکی تھی۔۔

"چاچو آپ کے بعد کتنے بدل گئے تھے آپ نہیں جانتی نا۔۔ انہوں نے مجھے بھی خود سے دور کر دیا تھا۔۔۔ وہ کسی کو بھی اپنے قریب نہیں آنے دیتے

تھے۔۔۔انہیں انسانوں سے نفرت ہو گئی تھی۔۔۔آپ کو انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔۔۔بہت زیادہ محبت کرتے تھے وہ آپ سے۔۔۔"

حانم کی آنسوؤں میں بھیگی سسکیاں سن کر نویرہ کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ دونوں اسی طرح کھڑی تھیں۔۔جب اسی لمحے دروازہ کھلا تھا اور فیروز عجلت میں اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

سامنے کا منظر دیکھ اس کے چہرے کے نقوش تن گئے تھے۔۔یہ لڑکی ہمیشہ اس کے کہے سے الٹ کرتی تھی۔۔آج تک کسی نے اس کی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔۔مگر یہ لڑکی کبھی اس کی سنتی ہی نہیں تھی۔۔

وہ آگے بڑھا تھا اور حانم کو بازو سے کھینچتا نویرہ سے جدا کر گیا تھا۔۔۔

اچانک ملنے والے اس جھٹکے پر حانم نے گھبرا کر مقابل کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو لال آنکھوں اور پیشانی پر شکنوں کا جال بنے اسے غصے سے گھور رہا تھا۔۔۔ جیسے نویرہ کے گلے لگ کر اس نے نجانے کتنا بڑا جرم کر دیا ہو۔۔۔

اس کے ایک دم کھینچنے کی وجہ سے حانم اس کے بالکل قریب آگئی تھی۔۔۔ بھیگا چہرا اور شکوہ کناں آنکھیں فیروز کے بہت زیادہ قریب تھیں۔۔۔ جن سے نگاہیں پھیرنے میں اس شخص نے زرا دیر نہیں لگائی تھی۔۔۔

وہ پتھر کا دل رکھنے والا انسان اس لڑکی سے کوسوں دور رہنا چاہتا تھا۔۔ کہیں نہ کہیں وہ ڈر چکا تھا حانم شاہ سے۔۔۔

"کیوں آئی ہو تم اس کمرے میں۔۔؟؟ منع کیا تھا میں نے تمہیں۔۔؟؟"

اس کے بازو میں اپنی انگلیاں سختی سے پیوست کیے فیروز نے اسے کڑے تیوروں سے گھورتے پوچھا تھا۔۔۔ وہ اب بھی رو رہی تھی۔۔ فیروز کو اس بات کا ذرا سا بھی خیال نہیں تھا۔۔

مگر نویرہ اپنے بھتیجے کا یہ انداز برداشت نہیں کرپائی تھی۔۔ آخر جو بھی تھا یہ لڑکی سلطان شاہ کی بھتیجی تھی۔۔ وہ اپنی آنکھون کے سامنے اس کے ساتھ کچھ غلط ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"فیروز کالم ڈاؤن۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔۔"

نویرہ نے آگے آکر فیروز کی گرفت سے حانم کو آزاد کرواتے اسے فیروز سے دور کیا تھا۔۔۔

"پھوپھو۔۔"

فیروز کو نویرہ کی یہ مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔۔۔ مگر اس کے باوجود وہ خود پر ضبط رکھتا نویرہ کے سامنے بہت نرمی اور تحمل سے بولا تھا۔۔۔

"وہ رو رہی ہے کچھ تو خیال کرو۔۔ ہر وقت غصہ کرنا ضروری نہیں ہوتا۔۔۔

"

نویرہ اسے اپنے ساتھ لگاتی فیروز پر خفگی کرتے بولی تھی۔۔ جبکہ فیروز تو اس جنگلی بلی کو یوں نویرہ کے سینے سے لگ کر روتے بسورتے دیکھ کر ہی حیران رہ گیا تھا۔۔۔

یہ ایک نیا روپ تھا اس لڑکی کا۔۔۔ جواب سامنے آرہا تھا فیروز کے۔۔۔

وہ افسوس میں سر ہلاتا مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔ یہ لڑکی بہت بڑی ڈرامہ باز تھی۔۔۔۔

"اوکے آئم سوری۔۔۔"

فیروز سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے اسے گھر کے سب لوگوں کے سامنے آرام سے بے عزت کرواسکتی تھی۔۔۔

اس لیے اسے بھی اب اسی کا طریقہ اپنانا تھا۔۔۔

"آپ کو دادی جان اپنے کمرے میں بلارہی ہیں۔۔۔ آپ نے شاہد وہیں تیار ہونا ہے۔۔"

فیروز نے نویرہ کو وہاں سے بھیجنا چاہا تھا۔۔۔ جس پر حانم بھی نویرہ کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

"تم یہیں رکو مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

فیروز نے ہاتھ بڑھاتے ایک بار پھر حانم کی کلائی تھام لی تھی۔۔۔حانم نویرہ کے ساتھ جانا چاہتی تھی مگر فیروز کی سخت گرفت اسے اچھے سے سمجھا گئی تھی کہ یہ شخص اسے نہیں جانے دے گا۔۔۔

نویرہ فیروز کو تنبیہی نگاہوں سے دیکھتی حانم کے ساتھ بہتر رویہ رکھنے کی تلقین کرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔وہ کبھی اپنے بھتیجوں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔۔کیونکہ اسے ان تینوں پر پورا بھروسہ تھا۔۔۔جو اپنے اصول وروایات جانتے تھے۔۔۔

"چھوڑو مجھے فیروز نیازی۔۔۔کیا ہوا دو دن ہی دور رہے ہو مجھ سے اور اب مجھے چھونے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔اتنی بھی کیا دیوانگی۔۔۔۔"

نویرہ کے نکلتے ہی حانم اپنے اصل روپ میں واپس لوٹتی بار بار اس کے بازو پکڑنے والی حرکت پر چوٹ کرتے بولی تھی۔۔۔

"واٹ ربش۔۔۔ کچھ بھی بکواس کرنے کی عادت ہے تمہیں۔۔۔"

فیروز اس کی بات سنتے ہی جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑ گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں۔۔۔ گیلانی خاندان کے لوگ بھی اس شادی میں شرکت کریں گے۔۔ آج پہلی بار خان حویلی میں دشمن دوست بن کر آرہے ہیں۔۔ ایک ایک بندے پر نظر رکھو۔۔ کسی بھی معاملے میں زرا سی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔"

زاراب نے اپنے پاس کھڑے اپنے خاص آدمی شمشیر سے وائرلیس فون لیتے سیکورٹی پر معمور عملے کو سختی سے ہدایت کی تھی۔۔۔

ان تینوں کی نظر ہر شے پر تھی۔۔ آج کے دن جو ہونے والا تھا اس کے بعد وہ اپنی فیملی پر کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔۔ خاص کر نویرہ کے حوالے سے۔۔۔

مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔

بارات راجپوت حویلی سے نکل چکی تھی۔۔ ان لوگوں نے کچھ دیر میں پہنچ جانا تھا۔۔

ارشیان اور زاراب اس سے پہلے سیکیورٹی کی ہر طرح سے تسلی کر رہے تھے۔۔۔

فنکشن کا سارا انتظام حویلی کے بڑے سے ہال کمرے میں کیا گیا تھا۔۔۔اس فنکشن میں تینوں خاندان کے صرف گھر کے لوگ ہی موجود تھے۔۔۔اس لیے سارا انتظام ایک ہی جگہ کیا گیا تھا۔۔درمیان میں تھوڑی سی پارٹیشن کر کے مرد و خواتین کے لیے سیپریشن کی گئی تھی۔۔

مگر سٹیج ایک ہی بنایا گیا تھا۔۔جہاں نکاح کی رسم کی جانی تھی۔۔۔

زاراب اور ارشیان دونوں نے اس وقت وائٹ کلر کا کلف لگے کاٹن کا سوٹ پہن رکھا تھا۔۔جس میں ان کی شاندار پرسنیلٹی مزید سحر انگیز لگ رہی تھی۔۔

وہاں موجود تمام مرد اور خواتین کی نظریں ان دونوں پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ مگر ان دونوں نے ابھی تک کسی کو لفٹ نہیں کروایا تھا۔۔ اپنے خاندان کے علاؤہ انہوں نے کسی کو مخاطب کرنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

خاص کر گیلانی خاندان سے آئے لوگوں کو۔۔۔

انٹرنس پر اسفند نیازی اور فرمان نیازی کھڑے سب کو ویلکم کر رہے تھے۔۔۔

جب اچانک باہر سے ڈھول اور پٹاخوں کی آوازیں آنا سنائی دینے لگی تھیں۔۔ جو سن کر ارشیان اور زاراب کے چہرے کے تاثرات مزید بگڑ گئے تھے۔۔۔ وہ اب بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے تھے۔۔۔ نہ ہی حویلی کی

لڑکیوں کو پھولوں کی پتیوں سے اس بارات کا استقبال کرنے کی اجازت دی تھی۔۔

ان دونوں کے غصیلے چہرے دیکھ سب خواتین ایک جانب خاموشی سے کھڑی رہی تھیں۔۔

دھیرے دھیرے سب باراتی اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔ وہیں زاراب نیازی کے ساتھ ساتھ ارشیان کی متلاشی نگاہیں بھی جیسے کسی کو ڈھونڈنے لگی تھیں۔۔۔

اتنے سارے باراتیوں میں ان دونوں کی بے قرار نگاہیں بھٹک رہی تھیں۔۔۔

جب کچھ دیر بعد ہی زاراب نیازی کی آنکھوں کو جیسے سکون ملا تھا۔۔۔

میرب لائٹ پیچ کلر کے لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس ہلکی پھلکی سی سجی سنوری اداس اور پژمردگی بھرے چہرے کے ساتھ چل کر اندر آتی زاراب نیازی کو بے چین سا کر گئی تھی۔۔وہ اتنی خاموش اور اداس تو کبھی نہیں رہی تھی۔۔

زاراب خان نیازی ہی تھا جو میرب راجپوت کو ایک نظر دیکھ کر ہی اس کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتا تھا۔۔۔

زاراب آگے بڑھا تھا۔۔۔

ارشیان نے خاموش نگاہوں سے زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ میرب کے پاس پہنچتا اس کے چہرے پر بنے انگلیوں کے نشان دیکھ چکا تھا۔۔۔

زاراب کی آنکھیں غضب ناک حد تک لال ہوئی تھیں۔۔اسی لمحے میرب نے بھی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ زاراب کچھ بولتا۔۔۔ارشیان نے جلدی سے زاراب کے قریب آتے اسے بازو سے تھام کر ہوش دلانا چاہا تھا۔۔۔

"سب لوگ تمہاری طرف متوجہ ہیں۔۔۔گیلانی بھی موجود ہیں اس وقت۔۔تمہاری زرا سی حرکت اس لڑکی کو تو مشکل میں ڈالے گی ہی ساتھ ہی ہمارا پلان بھی خراب ہو جائے گا۔۔اس لیے ابھی کسی قسم کا کوئی ری ایکشن مت دینا۔۔۔"

ارشیان زاراب کو ایک دم غصے میں آتے دیکھ اسے فوراً سے کوئی بھی شدید ردعمل دینے سے روک گیا تھا۔۔۔

جبکہ زاراب کی نظریں ابھی بھی میرب کے گال پر موجود انگلیوں کے نشان پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

"واٹ ربش۔۔۔ کچھ بھی بکواس کرنے کی عادت ہے تمہیں۔۔۔"

فیروز اس کی بات سنتے ہی جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑ گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے یوں کرنٹ کھا کر دور ہٹنے والی حرکت پر حانم اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔۔۔ اسے اس شخص کی صرف ایک بات نے کافی اٹریکٹ کیا تھا کہ وہ کافی زیادہ شریف تھا۔۔ اس پر پورا حق ہونے اور اس

کے ساتھ اتنا ٹائم اکیلا رہنے کے باوجود اس نے کبھی اپنی حد پار نہیں کی تھی۔۔

اب بھی اس کے کہتے کی فیروز ایسے دور ہوا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت شے ہو۔۔۔

"بکواس نہیں سچ بول رہی ہوں۔۔۔ لگتا ہے تم نے مجھے کافی مس کیا ہے۔۔۔ تم غلط کیوں سمجھ رہے ہو۔۔ ہم تو دوست ہیں نا۔۔ دوستوں میں اتنا تو چلتا ہے نا۔۔"

حانم کو اسے چڑھانے میں مزا آنے لگا تھا۔۔

"دوست۔۔۔ تم میری دوست نہ کبھی تھی اور نہ کبھی بن سکتی ہو۔۔ میں دشمنوں کو دوست نہیں بناتا۔۔"

فیروز کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ اچانک سے اس لڑکی کا انداز اتنا دوستانہ کیسے ہو گیا ہے۔۔ اب پھر وہ کونسا ناٹک شروع کرنے والی تھی۔۔۔

"مگر میں جنہیں ایک بار دل سے دوست مانتی ہو ان پر جان وار سکتی ہوں۔۔۔ آزما کے دیکھ سکتے ہو۔۔۔"

حانم اس سے فاصلے پر ہوتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔ وہ دھیرے دھیرے وہاں سے کھسکنے کے چکروں میں تھی۔۔ اسے باتوں میں الجھانے کا مقصد بھی یہی تھا۔۔ مگر وہ یہ بھول چکی تھی کہ سامنے کھڑا شخص پولیس فورس کا ایک بہت ذہین اور قابل آفیسر تھا۔۔ جس کی زیرک نگاہوں سے بچ پانا انتہائی مشکل کام تھا۔۔۔

"میری ایسی کوئی خواہش نہیں ہے۔۔نہ مجھے تمہاری جان کی ضرورت ہے۔۔۔"

فیروز دور کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔حانم دروازے سے کمر ٹکائے ہاتھ پیچھے لے جا کر ہینڈل گھما چکی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی فیروز اس کے سر پر پہنچتا دروازے پر اس کے دائیں بائیں ہاتھ جماتا پوری طرح اس کے اوپر حاوی ہوا تھا۔۔۔

حانم اس کی اس حرکت پر گھبرا کر دروازے کے ساتھ بالکل چپک گئی تھی۔۔کب سے وہ اسے چھیڑ رہی تھی۔۔مگر اب اس کے ایکدم قریب آتے ہی حانم کی سٹی گم ہوئی تھی۔۔

"میرے ساتھ ہوشیاری کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔ ورنہ پوری زندگی کے لیے قید کر دوں گا۔۔۔ ابھی میری مرضی کے بغیر اس کمرے میں آکر جو حرکت کی ہے تم نے۔۔ اس کی سزا یہی ہے کہ تم نیچے ایونٹ میں نہیں آؤ گی آج کی رات اسی کمرے میں بند رہو گی۔۔۔ اور کل صبح ہوتے ہی تمہیں واپس بھیجوا دوں گا میں۔۔۔"

فیروز نے اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے اس کی کچھ دیر پہلے کی ساری چالاکی اور ہوشیاری نکال دی تھی۔۔ حانم گھبرائی نگاہوں سے اس کی جانب تکے گئی تھی۔۔ کیونکہ یہ شخص جو کہتا تھا وہی کرتا تھا۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔۔۔"

حانم نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"بالکل کروں گا۔۔۔"

فیروز ابھی مزید بول ہی رہا تھا۔۔۔ جب دروازے پر باہر سے دستک ہوئی تھی۔۔۔ اور جو آواز سنائی دی تھی۔۔ اس پر حانم نے واضح طور پر فیروز کے تنے ہوئے نقوش کو ڈھیلے پڑتے محسوس کیا تھا۔۔۔

وہ نسوانی سی مترنم آواز کسی لڑکی کی ہی تھی۔۔ جو بہت ہی عزت اور محبت کے ساتھ فیروز کو پکار رہی تھی۔۔۔

"چھوٹے خان خان بی بی بلا رہی ہیں آپ کو۔۔۔"

حانم نے فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

"انہیں بتا دو نوشی میں آرہا ہوں۔۔۔"

فیروز نے بہت ہی نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔حانم ساکت سی اس شخص کیا یہ نیا روپ دیکھ رہی تھی۔۔نوشی شاید وہی لڑکی تھی جس کا ذکر نیچے سب لڑکیاں فیروز کی منگیتر کے طور پر کر رہی تھیں۔۔

اور اب فیروز کی صورت بتا رہی تھی کہ اس کی منگیتر اس کے لیے کتنی امپورٹنٹ تھی۔۔۔نجانے کیوں پر حانم کو فیروز کے چہرے پر نوشی کی آواز سن کر چھائی مسکراہٹ بہت بری لگی تھی۔۔۔۔

"یہ تمہاری منگیتر ہے نا۔۔۔؟؟"

حانم نے بے تاثر لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔تم کیسے جانتی ہو یہ بات۔۔۔۔؟؟"

فیروز نے سوالیہ نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔

"میں تو تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں فیروز نیازی۔۔ مگر لگتا ہے تمہاری منگیتر ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔۔ اس بچاری کو بھی تو پتا ہونا چاہیے نا کہ میں تمہاری کیا لگتی ہوں۔۔۔"

اس نے ایک نظر فیروز کی مسکراہٹ کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے ہونٹ واں کرتے وہ چیخ اٹھی تھی۔۔

فیروز جو ناسمجھی سے اس کی بات سن رہا تھا حانم کی اس انتہائی غیر متوقع حرکت وہ حیرت زدہ رہ گیا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے حانم کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اس نے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔۔

حانم کے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے وہ ایکدم اپنا چہرا اس کے چہرے کے بہت زیادہ قریب لے آیا تھا۔۔۔

حانم کی سانسیں تھم سی گئی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سب لوگ تمہاری طرف متوجہ ہیں۔۔۔ گیلانی بھی موجود ہیں اس وقت۔۔ تمہاری زرا سی حرکت اس لڑکی کو تو مشکل میں ڈالے گی ہی سہی اور ساتھ ہی ہمارا پلان بھی خراب ہو جائے گا۔۔ اس لیے ابھی کسی قسم کا کوئی ری ایکشن مت دینا۔۔۔"

ارشیان زاراب کو ایک دم غصے میں آتے دیکھ اسے فوراً سے کوئی بھی شدید رد عمل دینے سے روک گیا تھا۔۔۔

جبکہ زاراب کی نظریں ابھی بھی میرب کے گال پر موجود انگلیوں کے نشان پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

"یاور راجپوت نے کیا ہے یہ۔۔۔وہ کمینہ آج کسی قیمت پر بچنا نہیں چاہیے۔۔۔اگر ایسا ہوا تو میں اپنے ہاتھوں اس کا قتل کروں گا۔۔۔"

زاراب جانتا تھا سب لوگوں کی نگاہیں اسی پر ہیں۔۔۔وہ اپنی کسی قسم کی بھی کمزوری ظاہر کر کے اپنے دشمنوں کو جیتنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

اس لیے وہ میرب کے گال پر نگاہیں جمائیں اپنی مٹھیاں سختی سے میچے پیچھے ہٹ چکا تھا۔۔ان دونوں نے کسی کو بھی بلانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

میرب زاراب کو ایسے اگنور کر رہی تھی جیسے وہ اسے جانتی ہی نہ ہو۔۔۔

میرب کو سب سے زیادہ غصہ اسی پر تھا۔۔

تھپڑ اسے یاور نے مارا تھا مگر وہ زاراب پر غصے سے بپھری ہوئی تھی۔۔جو اس سب کی وجہ تھا۔۔

زاراب نیازی جو ہر وقت میرب کو اذیت دینے اور اپنے سامنے انتہائی غیر اہم تصور کرتا آیا تھا۔۔۔جو خود نجانے کتنی بار اس کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر چکا تھا۔۔۔وہ میرب راجپوت کی کسی اور کی جانب سے دی گئی تکلیف برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔

زاراب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

مگر اندر آتے ہی ٹیبل پر ہاتھ مارتے اس نے وہاں رکھی ہر شے چکنا چور کر دی تھی۔۔۔

جس کے نتیجے میں زاراب کے اپنے ہاتھ زخمی ہوئے تھے۔۔ مگر اس وقت اسے اس بات کی پرواہ بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔

اس کے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔۔

"زاراب پلیز کالم ڈاؤن۔۔ تم یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟ یہ وقت اس طرح اپنا آپا کھونے کا نہیں ہے۔۔۔اس سے ہمارے دشمنوں کو ہی فائدہ ہو گا۔۔۔"

ارشیان نے آگے بڑھتے زاراب کا بازو پکڑتے اسے مزید خود کو زخمی کرنے سے روکا تھا۔۔۔ جس کے دونوں ہاتھ لہولہان ہو چکے تھے۔۔۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اس وقت صرف میرب کا سوجی ہوا گال تھا۔۔۔ جسے اس نے بہت مہارت سے چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ زاراب کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

"اسے کسی طرح اندر بھیجو۔۔۔مجھے بات کرنی ہے اس سے۔۔"

زاراب کے اندر کا ابال کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

اس نے پلٹ کر لال آنکھوں سے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا تھا۔۔ وہ زاراب کی کیفیت اچھے سے سمجھ پا رہا تھا۔۔ وہ لوگ ایک جیسے ہی تو تھے۔۔ آہنی چیزوں پر کسی کی زرا سی نظر پڑتی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔

کجا کہ اسے نقصان پہنچایا جائے۔۔۔

ارشیان کو گئے کچھ دیر ہی گزری تھی۔۔ زاراب رخ موڑے کھڑا تھا۔۔
جب اسے چوڑیوں کی کھنکھار سنائی دی تھی۔۔۔

زاراب بے قراری سے پلٹا تھا۔۔۔

جب اندر آتی میرب کو دیکھ وہ خود کو اپنی جگہ پر روک نہیں پایا تھا۔۔۔

"کس نے کیا ہے یہ۔۔۔؟؟"

زاراب میرب کے سر پر پہنچتا اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔میرب سیدھی اس کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔

میرب کے نقوش بھی غصے سے تنے ہوئے تھے۔۔۔زاراب کے یوں ایک دم قریب کرنے پر میرب کے چہرے پر ناگواری بھرے تاثرات چھا گئے تھے۔۔

"تم کون ہوتے ہو یہ سوال کرنے والے۔۔۔؟؟"

میرب اس کے سینے پر اپنے دوسرے ہاتھ سے دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور کرتے زہر خند لہجے میں بولتی زاراب کو مزید آگ لگا گئی تھی۔۔۔

"میں کون ہوتا ہوں تم سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔"

زاراب اس کی دوسری کلائی بھی اپنی گرفت میں لیتا اس کی کمر پر موڑتا اسے خود سے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔اس کے زخمی ہاتھوں پر لگا خون میرب کی کلائیوں کو لال کر چکا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے زاراب نیازی میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی اس وقت۔۔۔ گھن محسوس ہو رہی مجھے تم جیسے گھٹیا اور بے ضمیر انسان سے۔۔۔
"

میرب اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرتی اس کی شام میں میسج میں کہی بات کا بدلہ لے گئی تھی۔۔

جو سن کر سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں زاراب کے چہرے پر مسکراہٹ کی جھلک ابھری تھی۔۔۔

یہ لڑکی اس سے اپنے ہر درد اور اذیت کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔ مگر ہر بار ناکام ہی رہتی تھی۔۔ باقی تمام چیزوں کی طرح اس معاملے میں بھی وہ اس پر حاوی ہی تھا۔۔

"مگر مجھے گھن محسوس نہیں ہو رہی۔۔۔ کچھ دیر ان بانہوں میں رہنا چاہتا ہوں۔۔۔"

زاراب جب تک یہ نہ جان لیتا کہ میرب پر ہاتھ کس نے اٹھایا تھا۔۔۔ وہ اسے اتنی آسانی سے نہیں جانے دینے والا تھا۔۔ میرب یہ بات جانتی تھی۔۔ مگر وہ اس کے سامنے یاور کا نام لے کر یاور کے لیے موت کا گڑھا مزید گہرا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"اپنی لمٹس میں رہو زاراب خان نیازی۔۔۔ تم ہر بار اپنی حد پار کر جاتے ہو۔۔۔"

میرب کو اس پر بے پناہ غصہ تھا۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی اپنا غصہ اسے نہیں دکھا پا رہی تھی۔۔۔ وہ شخص اسے کبھی اپنی کسی قسم کی فیلنگز ظاہر کرنے کا موقع ہی نہیں دیتا تھا۔۔ ہر بار بس اپنی ہی دھونس جماتا تھا۔۔

"کیا خیال ہے آج میں تمہیں اپنی لمٹس ٹھیک سے بتا ہی نہ دوں۔۔۔۔؟؟"

زاراب اس کی آنکھوں میں جھانک کر اسے سر سے پیر تک بے باک نگاہوں سے گھورتا جھک کر اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے اس عمل پر میرب کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔ یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔؟؟"

میرب کانپتی آواز میں بولی تھی۔۔ مگر مقابل بھی زاراب نیازی تھا۔۔ جو کبھی کسی کی نہیں سنتا تھا۔۔ وہ نام جاننا چاہتا تھا اس انسان کی جس نے یہ گھٹیا عمل کیا تھا۔۔۔

جس نے زاراب خان نیازی کے ہوتے ہوئے میرب راجپوت پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔

میرب اسے نام نہیں بتا رہی تھی۔۔۔ جس کے لیے اب وہ اپنے طریقے سے اس سے اگلوانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔؟؟ میں کیوں تلاش کر رہا ہوں اس لڑکی کو۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ وہ نہیں آئی۔۔ اسے یہاں اب آنا بھی نہیں چاہئے۔۔۔"

ارشیان کی نگاہیں ہر طرف بھٹک رہی تھیں۔۔ مگر شاہنور اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔۔ اسی لیے اپنی ہی اس حرکت پر حیران ہوتے وہ خود کو سرزنش کرتے بولا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اس کے لیے امپورٹنٹ نہیں تھی۔۔۔ مگر آج شام اس نے جو سلوک کیا تھا اس معصوم سی لڑکی کے ساتھ۔۔۔

اس چیز نے کہیں نہ کہیں اندر سے اسے پیشمان کر رکھا تھا۔۔

ارشیان کو وہاں آئے اپنے دشمنوں کو دیکھ سخت نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔اس کے لیے ان لوگوں کے بیچ کھڑے رہنا دوبھر ہو اتھا۔۔۔

اسی وجہ سے اپنے سیگریٹ اٹھائے وہ باہر آگیا تھا۔۔۔سیگریٹ ہر سچویشن میں اس کے بہترین دوست رہے تھے۔۔۔اس کی تنہائی میں اس کا سہارا بنے تھے۔۔کچھ لمحوں کے لیے ہی سہی مگر اس کی بے چینی کم کر دیتے تھے۔۔

وہ بہت زیادہ سیگریٹ پیتا تھا۔۔۔اس بات کا ثبوت اس کے اعنابی ہونٹ واضح طور پر دے رہے تھے۔۔۔

اسے باہر آئے تھوڑی ہی ہوئی تھی۔۔وہ ایک کے بعد دوسرا سیگریٹ پھونک رہا تھا۔۔۔جب سیگریٹ کے دھویں کے پیچھے اسے سامنے کا منظر دھندلا سا نظر آیا تھا۔۔۔

مگر اس دھندلے سے منظر نے بھی ارشیان خان نیازی کو انگاروں پر لٹا دیا تھا۔۔۔

وہ شاہنور اور نوفل ہی تھے جو ایک ساتھ گیٹ سے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔پنک فراک پہنے وہ نزاکت سے چلتی کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔اس کے بے حد سیاہ بال پنک دوپٹے سے جھانک رہے تھے۔۔۔

مگر جس چیز نے ارشیان خان نیازی کو سیگریٹ کی جلی راکھ کی طرح جلا کر رکھ دیا تھا۔۔وہ تھے شاہنور کے ہاتھ میں موجود گجرے۔۔۔جو نوفل نے ہی

اس کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔شاہنور نے مسکراکر لیتے انہیں پہن لیا تھا۔۔

گجرے بہت زیادہ لوز تھے۔۔جو زرا ساہاتھ ہلانے پر شاہنور کی کلائی سے پھسل جاتے۔۔یہ دیکھتے نوفل نے ہاتھ آگے کرتے شاہنور سے ان گجروں کو ٹائٹ کرنے کی اجازت مانگی تھی۔۔جس پر شاہنور نے منع کرنے کے بجائے زرا جھجکتے اپنی دونوں کلائیاں نوفل کے سامنے کر دی تھیں۔۔

بس یہی وہ لمحہ تھاجب ارشیان کی آنکھوں میں شرارے پھوٹ پڑے تھے۔۔۔اس نے جلتا سیگریٹ اپنی مٹھی میں مسل دیا تھا۔۔۔

جس سے ہاتھ میں جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ مگر یہ جلن اس جلن سے بہت کم تھی۔۔۔ جو اس وقت ارشیان خان نیازی کی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔۔۔

نوفل اس کے دونوں گجرے سیٹ کرتا مسکرا کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اور اندر سے کسی کے بلانے پر شاہنور کو بھی ساتھ آنے کا کہتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

شاہنور جو نوفل کے پیچھے جانے ہی لگی تھی۔۔۔ اسے اچانک سے کچھ محسوس ہوا تھا۔۔۔ اسی احساس کے زیر اثر وہ واپس پلٹی تھی۔۔۔ جب اپنے سر پر پہنچتے ارشیان نیازی کو دیکھ شاہنور کو زمین آسمان گھومتے محسوس ہوئے تھے۔۔

وہ نہیں جانتی تھی اب اس نے کیا گناہ سرزد کیا ہے۔۔۔پر ارشیان کے تیور دیکھ اسے اتنی تو سمجھ آگئی تھی کہ ایک بار پھر اس کی شامت آچکی تھی۔۔۔۔

زاراب نیازی ہر حال میں نام جاننا چاہتا تھا اس انسان کی جس نے یہ گھٹیا عمل کیا تھا۔۔۔جس نے زاراب خان نیازی کے ہوتے ہوئے میرب راجپوت پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔

میرب اسے نام نہیں بتا رہی تھی۔۔۔جس کے لیے اب وہ اپنے طریقے سے اس سے اگلوانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"

میرب چلاتی رہی گئی تھی۔۔۔جب زاراب اسے یوں ہی بانہوں میں اٹھائے پچھلے دروازے سے نکلتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔اس کا رخ اپنے روم کی جانب مڑتا دیکھ میرب کے چہرے کا رنگ خطرناک حد تک لال ہوا تھا۔۔

اسے اس شخص کے ارادے ٹھیک نہیں لگے تھے۔۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر۔۔۔؟؟"

میرب اس کے سینے پر مکے برساتی اس کا گریبان اپنی دونوں مٹھیوں میں دبوچتے غصے سے چلائی تھی۔۔

مگر زاراب تو اس وقت کسی اور ہی زون میں تھا۔۔اس کا دماغ تو بس یہی سوچ کر جگہ پر نہیں آرہا تھا کہ میرب پر ہاتھ کس نے اٹھایا تھا۔۔

اگر وہ انسان یاور تھا تو اسے تو آج ویسے ہی اپنے انجام تک پہنچ جانا تھا۔۔

لیکن اگر یاور کے علاوہ کوئی اور تھا تو زاراب اسے بھی نہیں چھوڑنے والا تھا

آج۔۔۔

"مجھے اندر نہیں جانا پلیز۔۔۔"

زاراب کے کمرے کے باہر پہنچ کر میرب کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔۔ وہ کسی قیمت پر اس کمرے میں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔وہ اپنے پرانے زخموں کو پھر سے تازہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔جو اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی ہنوز تھے۔۔جن میں سے اب بھی خون رستا تھا۔۔

آج اتنے سالوں بعد اس کمرے کے سامنے آکر میرب کے دل میں جیسے کانٹے سے چبھ گئے تھے۔۔

زاراب نے ایک نظر میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کی حالت واقعی اس وقت قابلِ رحم تھی۔۔ وہ اس کمرے کے اندر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

مگر زاراب نیازی نے آج تک کبھی کچھ اس کی مرضی کے مطابق کیا تھا جو اب کرتا۔۔۔

وہ اس کی شدید مزاحمت اور احتجاج کو اپنی مضبوط باہوں میں دباتا کمرے کے اندر داخل ہو چکا تھا۔۔۔

میرب نے اس کی شرٹ کو کندھے سے مٹھی میں دبوچتے اس پر اپنا چہرا اٹکا دیا تھا۔۔ خود کو ایک اذیت سے بچانے کے لیے وہ زاراب کے بہت قریب ہوتی اس سے بھی بڑی اذیت میں ڈال گئی تھی۔۔۔

زاراب جو اسے یہاں صرف نام اگلوانے لایا تھا۔۔اپنی گردن پر محسوس ہوتی اس کی تیز تیز سانسوں کی تپش اور مدہوش کن آواز اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر گئی تھی۔۔

"میرب۔۔۔۔"

وہ اس کی باہوں میں بری طرح کانپ رہی تھی۔۔اس نے ابھی تک آنکھیں کھول کر روم کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔وہ کسی معصوم بچے کی طرح انجانے خوف سے سکڑی سمٹی اس کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔۔۔

زاراب کے پکارنے پر مجبور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔۔۔

"مجھے اتنی تکلیف مت دو کہ میں اسے سہنے میں ناکام ہوتے مر جاؤں۔۔۔ہر بار بہت نازک جگہ پر وار کر کے مجھے توڑنے کی کوشش کرتے ہو تم۔۔ آخر

اتنے ظالم کیوں ہو۔۔۔؟ محبت کرنے کی اتنی بڑی سزا کون دیتا ہے۔۔ کیا تم واقعی ہی چاہتے ہو کہ میں مر جاؤں۔۔"

میرب کے بولنے پر اس کے نرم و ملائم ہونٹ زارب کی گردن کو چھونے لگے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے زاراب کو اپنے رگ وپے میں ایک سرور سا سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔۔

مگر وہیں میرب کے الفاظ زاراب کو اتنے ہی برے لگے تھے۔۔

وہ اس کی گردن پر اپنے مضبوط ہتھیلی جماتا اس کا چہرا اپنے مقابل کر گیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔۔ پر چہرے پر پڑتی گرم سانسوں کی تپش اسے اچھے سے بتا گئی تھی کہ وہ زاراب نیازی کے کس قدر قریب تھی۔۔۔

"تم مروگی بھی تو میرے ہاتھوں۔۔۔ تم اذیت میں تڑپو گی بھی تو میری خاطر۔۔۔ کوئی اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔ میری دشمنی کا اصول ہے کہ میرا دشمن صرف میرا دشمن ہے۔۔ جیسے لوگ اپنی محبت کے معاملے میں پوزیسو ہوتے ہیں ویسے ہی میں دشمنی کے معاملے میں پوزیسو ہوں۔۔ اس گال پر تھپڑ مارنے کا حق بھی صرف میرا ہے اور اس کو چھونے کا بھی۔۔ پھر کیسے کوئی یہ سنگین گستاخی کر سکتا ہے۔۔۔

تمہیں کیا لگ رہا ہے تم مجھ سے اس طرح نام چھپاؤ گی تو مجھے پتا نہیں چلے گا۔۔۔ جس شخص نے یہ درندگی دکھائی ہے اب وہ زاراب نیازی کی درندگی دیکھے گا۔۔۔"

زاراب اا سے اپنے مقابل کھڑا کیے اسے گردن سے اپنے شکنجے میں لیے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔۔اس کے گال پر بنے انگلیوں کے نشان پر بار بار اپنے ہونٹ رکھتا غیر ارادی طور پر اس تکلیف اور درد کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

جو اسے کسی اور کی جانب سے ملی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔"

میرب اسے خود سے دور دھکیلتی خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔اس کا بھائی چاہے جتنا ہی برا سہی مگر وہ کبھی نہیں چاہتی تھی کہ زاراب یاور کو کوئی نقصان پہنچائے۔۔

اس سے دور ہونے پر میرب کی نظریں زاراب کے زخمی ہاتھوں پر پڑی تھیں۔۔تو کچھ لمحوں کے لیے وہ اپنی جگہ بالکل ساکت ہوئی تھی۔۔۔ دونوں ہاتھ بری طرح سے زخمی تھے۔۔۔

میرب کا دل چاہا تھا اس سامنے کھڑے پاگل انسان کا منہ توڑ دے۔۔جو اس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی اذیت دینے میں پہلے نمبر پر تھا۔۔

اس کے ہاتھوں پر جما خون دیکھ میرب کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اس شخص کے ہاتھ تھام کر اس کے زخم دیکھ سکتی۔۔

کیونکہ زاراب نیازی اس سے ایسا ہر حق چھین چکا تھا۔۔ میرب کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ زاراب سامنے کھڑا خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

ان دونوں کا قصور کیا تھا صرف محبت ہی تو کی تھی دونوں نے۔۔۔ جس کی سزا اتنی سنگین دی گئی تھی انہیں کہ ان کا ہر پل اذیت میں کٹ رہا تھا۔۔۔

زاراب کا ایک لمحے کو دل چاہا تھا سب کچھ بھلا کر اس لڑکی کو اپنے سینے سے لگا لے۔۔۔ دنیا کی ہر خود غرضی اور مفاد کو پیچھے چھوڑ کر صرف اپنی محبت کو یاد رکھے۔۔۔

مگر وہ ایسا نہیں کر پایا تھا۔۔

کاش کہ وہ اتنا خود غرض ہوتا۔۔۔

زاراب نے بوجھل سانس ہوا میں خارج کرتے سامنے سسکتی اپنی محبت کو دیکھا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اپنے سر پر پہنچتے ارشیان نیازی کو دیکھ شاہنور کو زمین آسمان گھومتے محسوس ہوئے تھے۔۔

وہ نہیں جانتی تھی اب اس نے کیا گناہ سرزد کیا ہے۔۔۔پر ارشیان کے تیور دیکھ اسے اتنی تو سمجھ آگئی تھی کہ ایک بار پھر اس کی شامت آچکی ہے۔۔۔۔

ارشیان کی آگ اگلتی نگاہیں اس کے ہاتھ میں پہنے گجروں پر تھیں۔۔۔

"انہیں اتارو۔۔۔۔"

ارشیان نے سرد نگاہوں سے اسے گھورتے گجروں کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"

شاہنور اس کے انداز سے گھبرا کر پیچھے ہوتی اپنی کلائیوں کو کمر پر باندھ گئی تھی۔۔۔

"میں نے بولا انہیں اتارو۔۔۔۔مجھے اپنی بات بار بار دوہرانے کی عادت نہیں ہے۔۔۔جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔۔۔"

ارشیان نے دانت پیستے بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا۔۔

وہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں لگا تھا شاہنور کو۔۔۔

شاہنور کے سامنے کھڑے اس نے دوبارہ سیگریٹ سلگھایا تھا۔۔شاہنور کو اس کی لال آنکھوں سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔یہ شخص اسے ہر ملاقات میں ایک نیا روپ ہی دکھاتا تھا۔۔

ہر بار اس کے ڈر میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا۔۔

"آپ مجھ پر اتنا غصہ کیوں کرتے ہیں۔۔؟؟"

شاہنور نے منہ بسورتے اس سے پوچھا تھا۔۔

ارشیان کی نگاہیں اس کے حسین چہرے کی جانب اٹھی تھیں۔۔جو لڑکی سادگی میں قیامت ڈھاتی تھی آج لائٹ سے میک اپ اور فینسی لباس میں جگمگاتا اس کا نازک سراپا رہی سہی کسر بھی پوری کر رہا تھا۔۔۔

اوپر سے وہ معصومیت کے ساتھ آنکھیں مٹکاتی اس کی بات ماننے کے بجائے اس سے سوال کر رہی تھی۔۔

جس بات کی اجازت ارشیان نیازی نے آج تک اپنے باپ کو بھی نہیں دی تھی۔۔۔

ارشیان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

وہ آگے بڑھا تھا۔۔۔

شاہنور الٹے قدموں پیچھے ہوئی تھی۔۔ جب بے دھیانی میں اس کا دوپٹہ ارشیان کے بھاری قدموں کے نیچے آیا تھا۔۔

شاہنور کا پلو سر سے سر کا تھا۔۔۔

مگر ارشیان کا دھیان ہی نہیں تھا اپنے پیر کی جانب۔۔ وہ تو بس شاہنور کے رکنے پر اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ دوسری جانب موڑتا اس کی دونوں کلائیوں میں موجود گجروں میں پڑے پھول نوچ گیا تھا۔۔

شاہنور نے مزاحمت کرنی چاہی تھی۔۔ مگر اسے وقت ہی نہیں مل پایا تھا۔۔ وہ جیسے ہی سیدھی ہوئی اس کی دونوں کلائیاں پھولوں سے خالی ہو چکی تھیں۔۔۔

اس جلاد صفت انسان نے فریش پھولوں کو مسل کر نیچے پھینک دیا تھا۔۔۔

یہاں تک کہ گجروں میں پڑے دھاگوں کو بھی توڑ کر اس کی کلائیوں سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

شاہنور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس شخص کا یہ جارحانہ روپ دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔؟؟ آپ پاگل تو نہیں ہو گئے۔۔۔؟؟"

شاہنور کو گجرے بہت زیادہ پسند تھے۔۔۔اس نے یہ گجرے تیمور سے ہی منگوائے تھے۔۔ جس نے لیٹ ہونے کی وجہ سے نوفل کے ہاتھ اس کی طرف بھجوا دیئے تھے۔۔

نوفل اور تیمور کی بہت اچھی دوستی تھی۔۔ نوفل اکثر ان کی حویلی بھی آتا رہتا تھا۔۔

شاہنور اپنے گجروں کی یہ حالت دیکھ شاکی نگاہوں سے ارشیان کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

ان دونوں کے پیروں کے بیچ مسلے ہوئے پھول گرے ہوئے تھے۔۔

"اندر جاسکتی ہو تم اب۔۔۔"

اس کے وجود سے پھولوں کو نوچ کر پھینک دینے کے بعد اب ارشیان نیازی سکون میں آچکا تھا۔۔۔

سیگریٹ کا گہرا کش لیتے ارشیان نے اس کی جانب سے رخ پھیر لیا تھا۔۔۔

شاہنور بھیگی آنکھوں سے اسے تکتی وہیں کھڑی رہی تھی۔۔۔وہ کیسے بتاتی اس سنگدل انسان کو کہ وہ کتنی محبت کرتی تھی اس سے۔۔۔

مگر وہ نجانے اس سے کس بات کا بدلہ لے رہا تھا۔۔۔

"آئم سوری۔۔۔"

شاہنور دھیرے سے بولتی واپس پلٹی تھی۔۔ جبکہ ارشیان ہوا میں دھواں خارج کرتا حیرت سے پلٹا تھا۔۔

"کس لیے۔۔۔؟؟"

ارشیان کی آواز نے دور جاتی شاہنور کے قدموں کو روک دیا تھا۔۔

"آپ کو میرا اس حویلی میں آنا پسند نہیں ہے۔۔ آج میری مجبوری تھی میں یہاں آنے سے انکار نہیں کر سکی۔۔ پر یہ آخری بار ہے۔۔ اس کے بعد کبھی نہیں آؤں گی یہاں۔۔۔"

شاہنور نے بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے وضاحت دی تھی۔۔۔

اسے سمجھ آچکی تھی کہ وہ اس شخص کو سخت ناپسند ہے۔۔

اس کا رویہ ہر بار یہ بات واضح بھی کر دیتا تھا۔۔

ارشیان خاموشی سے اسے تکے گیا تھا۔۔

"گڈ۔۔ ایک اور بات آئندہ تمہارے ہاتھوں میں گجرے نہ دیکھوں میں۔۔۔ ورنہ ان کا حال ان سے بھی برا ہو گا۔۔۔"

نیچے گرے پھولوں کو پیروں سے مسلتا وہ ایک گہری نگاہ شاہنور کے دلفریب وجود پر ڈالتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اگلے ہی لمحے حانم کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اس نے اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔۔

حانم کے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے وہ ایکدم اپنا چہرا اس کے چہرے کے بہت زیادہ قریب لے آیا تھا۔۔۔

حانم کی سانسیں تھم سی گئی تھیں۔۔۔

"یہ کیا حرکت تھی۔۔۔؟؟"

فیروز کی آنکھوں میں غصہ تھا۔۔۔اس نے بہت ہی مضبوطی کے ساتھ حانم کے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی جما رکھی تھی۔۔حانم کے لیے سانس لینا بھی دشوار ہوا تھا۔۔۔

باہر سے دروازہ ناک ہوا تھا۔۔۔

"خان آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟"

نوشی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

جو سنتے ہی اس تکلیف کے باوجود حانم کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ ساتھ شرارتی مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

اس نے خود کو فیروز کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ اسے پوری طرح سے قابو کیے ہوئے تھا۔۔۔

"ہاں نوشی سب ٹھیک ہے۔۔۔ تم جاؤ میں آتا ہوں۔۔۔"

فیروز مسلسل مزاحمت کرتی حانم کو اپنے کنٹرول میں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ جس چکر میں دونوں ایک دوسرے کے مزید قریب آ گئے تھے۔۔۔

مگر اس وقت دونوں کو ہی ایک دوسرے کی قربت کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔

حانم کو لگا تھا کہ نوشی جانے والی ہے۔۔۔اور اب یہ شخص اسے بالکل بھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔

وہ پوری طرح سے فیروز کی گرفت میں قید تھی۔۔اس سے ہلنا بھی مشکل تھا۔۔۔ مگر وہ نوشی کو اس جانب متوجہ بھی کرنا چاہتی تھی۔۔۔

یہی سب دیکھتے اس نے اپنا سر پوری قوت کے ساتھ دروازے پر دے مارا تھا۔۔۔ جس کے نتیجے میں زور دار آواز آئی تھی۔۔

درد کے مارے حانم نے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔وہیں فیروز بھی اس کی اس احمقانہ حرکت پر ساکت ہوا تھا۔۔

یہ لڑکی کس قدر شدت پسند تھی۔۔۔جو اپنا مقصد پورا کرنے کی خاطر کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔۔

فیروز نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔؟؟ یہ کیا حرکت تھی۔۔؟؟"

فیروز نے ہاتھ بڑھا کر اس کا سر سہلایا تھا۔۔۔

"تم مجھے قید کرو گے۔۔ میں خود کو ایسے ہی نقصان پہنچاؤں گی۔۔۔ اور اس سب کا زمہ دار ٹھہرو گے تم۔۔۔"

حانم کے چہرے سے صاف جھلک رہا تھا کہ اسے کتنا درد ہو رہا تھا اس وقت۔۔۔

دروازے پر اب دستک شروع ہو چکی تھی۔۔۔

حانم نے خود کو جس وجہ سے اذیت دی تھی۔۔ وہ اس میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔

"تم جس انسان کے پیچھے خود کو اتنی اذیت دے رہی ہو۔۔وہ تمہارا خیر خواہ نہیں ہے۔۔۔ صرف استعمال کر رہا تھا تمہیں۔۔۔ پھر کہوں گا اپنی زندگی برباد مت کرو۔۔۔"

فیروز ہاتھ بڑھا کر دھیرے سے اس کے سر کو سہلاتا اسے نہایت ہی سنجیدگی سے وارن کرتا روم سے نکل گیا تھا۔۔۔

حانم کچھ سیکنڈ کے لیے وہیں کھڑی اس کی باتوں پر غور کرتی رہی تھی۔۔۔

لیکن ہمیشہ کی طرح اس کی بات کو جھٹکتے وہ فوراً باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔

جب اسے فیروز اپنی فیانسی کے ساتھ دور جاتا دکھائی دیا تھا۔۔

حانم اپنی جگہ کھڑی نجانے کتنی دیر اسی جگہ جو گھورتی رہی تھی جہاں سے وہ دونوں گئے تھے۔۔

"ارے آپ یہاں ہیں۔۔۔ میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔ آپ نے تیار نہیں ہونا نیچے فنکشن شروع ہو چکا ہے۔۔۔"

پلوشہ حانم کو پوری حویلی میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی تھی۔۔ ابھی اسے وہاں بت بنے کھڑے دیکھ وہ جلدی سے اس کے قریب آئی تھی۔۔۔

"یہ فیروز نیازی کی فیانسی بھی اسی گھر میں رہتی ہے۔۔۔؟"

حانم پلوشہ کے ساتھ چلتے ابھی بھی فیروز کی منگیتر کے بارے میں کی سوچ رہی تھی۔۔۔

اس اب تک ایک بار بھی فیروز کے منہ سے اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا۔۔۔

زاراب کا دل چاہا تھا کہ دنیا کی ہر خودغرضی اور مفاد کو پیچھے چھوڑ کر صرف اپنی محبت کو یاد رکھے۔۔۔

مگر وہ ایسا نہیں کر پایا تھا۔۔

کاش کہ وہ اتنا خود غرض ہوتا۔۔۔

زاراب نے بوجھل سانس ہوا میں خارج کرتے سامنے سسکتی اپنی محبت کو دیکھا تھا۔۔۔

جسے وہ خود اپنے ہاتھوں سے دور کر چکا تھا۔۔۔ دونوں کے بیچ بے پناہ محبت ہونے کے باوجود زمین آسمان کی دوری آچکی تھی۔۔

"میرا حق کسی اور کو دینے کی کوشش کبھی مت کرنا میرب۔۔"

زاراب بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

"کونسا حق زاراب نیازی۔۔۔ کیسا حق۔۔؟؟ تم جیسا بزدل اور ڈرپوک انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ جو اپنی دشمنی نبھانے کے لیے عورتوں کا استعمال کرتا ہے۔۔"

میرب کی نفرت میں ڈوبی نگاہیں اس کے خوبرو چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ حسن کا شاہکار دیوتاؤں جیسے حسن رکھنے والا سحر انگیز شخصیت کا مالک انسان اس کی زندگی برباد کر چکا تھا۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس انسان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ پائی رہی تھی۔۔۔

وہ اتنی کمزور نہیں تھی مگر اس کے سامنے بن جاتی تھی۔۔۔ اس کے دل کے کسی کونے میں تڑپتی سسکتی محبت اسے کمزور بنا دیتی تھی۔۔۔

زاراب خاموشی سے اس کی جانب تکے گیا تھا۔۔ کچھ لمحے بعد آگے بڑھا تھا اور اس کے گال پر بہتے آنسوؤں کو اپنی پوروں پر چن لیا تھا۔۔۔

"تم مجھ سے اپنی نفرت نبھا سکتی ہو۔۔ مجھے جس طرح اذیت دینی ہے دے سکتی ہو۔۔ مگر خود کو تکلیف دیئے بغیر۔۔۔"

زاراب نیازی کبھی کسی کو ایسی کوئی مہلت نہیں دیتا تھا۔۔۔ وہ صرف میرب راجپوت کو دے رہا تھا۔۔۔

خاص تو بہت تھی وہ اس کے لیے۔۔۔

"کیوں۔۔؟؟ میری تکلیف کیوں نہیں دیکھ سکتے۔۔؟؟ محبت کرتے ہو مجھ سے۔۔۔؟؟"

میرب نے اس کی جانب دیکھتے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔۔ جبکہ دل کہیں نہ کہیں اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔۔

اس کے سوال پر زاراب کی آنکھوں میں درد کی ایک لہر سی دوڑ گئ تھی۔۔۔

"میرے سر کی قسم کھا کر آج سچ سچ بتانا مجھے زاراب نیازی۔۔۔ محبت تو تم نے بھی کی تھی نا مجھ سے۔۔۔"

میرب کو اچانک سے نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے سر پر رکھتی اس کے ہونٹوں سے سچ سننے کی خواہش مند ہوئی تھی۔۔۔

اس کے سوال پر زاراب نیازی کو اپنے دل میں ٹیسیں سی اٹھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکال گیا تھا۔۔۔

"میں ان بچکانہ حرکتوں پر یقین نہیں کرتا۔۔۔ تمہیں ہر بار اچھے سے باور کروا چکا ہوں میں۔۔۔ تم میرے لیے اہم نہیں ہو۔۔۔ تم صرف میری دشمن ہو۔۔۔ تمہاری اور تمہارے خاندان کی بربادی چاہتا ہوں میں۔۔۔ اس کے بعد ہمارے بیچ موجود رہا سہا رشتہ بھی ختم ہو جائے گا۔۔۔"

زاراب یہ الفاظ ادا کرتا اس سے نگاہیں نہیں ملا پایا تھا۔۔

جو بات میرب کو مزید تپا گئی تھی۔۔

وہ آگے بڑھی تھی اور زاراب کا گریبان دونوں مٹھیوں میں بھینچتے اسے اپنی جانب جھکا گئی تھی۔۔۔

"ہم دونوں کے بیچ کوئی رشتہ موجود ہے رئیلی۔۔۔؟؟"

میرب کا چہرا خطرناک حد تک لال ہوا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ زاراب کوئی جواب دیتا میرب کا فون بج اٹھا تھا۔۔۔ جس پر جگمگاتا شہروز گیلانی کا نام دیکھ میرب زاراب سے دور ہوئی تھی۔۔۔

اس نے کال پک کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگایا تھا۔۔

زاراب گلاس میں پانی انڈیلتا اسے دیکھے گیا تھا۔۔ جو شہروز سے بات کرتے جان بوجھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔ وہ ایسا جان بوجھ کر کر رہی تھی۔۔ زاراب اچھے سے سمجھ گیا تھا۔۔

یہ لڑکی اسے جلانے کا کوئی موقع نہیں جانے دیتی تھی۔۔ وہ اس بات پر پر یقین نہیں تھی کہ زاراب نیازی اس سے محبت کرتا تھا یا نہیں۔۔۔

لیکن اسے اس بات کی سو فیصد گارنٹی تھی کہ وہ نفرت کرتا یا محبت اس پر کسی اور کا حق نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔نہ اسے کسی اور کے قریب ہوتے دیکھ سکتا تھا۔۔

اس وقت بھی اس کی لال آنکھیں اور تنے ہوئے نقوش دیکھ میرب کو بہت مزا آنے لگا تھا۔۔۔

وہ شہروز پر غصہ تھی جس نے اس کے مشکل وقت میں اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔مگر ابھی صرف زاراب کو دکھانے کے لیے وہ اس سے مسکرا کر بات کر رہی تھی۔۔

وہ رخ موڑے کھڑی باتوں میں مصروف تھی۔۔جب اسے اپنے پیٹ پر زاراب کا ہاتھ سرکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔گردن پر گرم سانسوں کا لمس اس کے اوسان پوری طرح سے خطا کر گئی تھیں۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ فیروز نیازی کی فیانسی بھی اسی گھر میں رہتی ہے۔۔۔ ؟"

حانم پلوشہ کے ساتھ چلتے ابھی بھی فیروز کی منگیتر کے بارے میں کی سوچ رہی تھی۔۔۔

اس نے اب تک ایک بار بھی فیروز کے منہ سے اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا۔۔ یہ بات اس کے کافی حیران کن تھی کہ فیروز نے اپنی منگیتر کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کیوں کیا تھا۔۔

بے شک اس نکاح کی ان دونوں کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔ لیکن پھر بھی ان دونوں کے درمیان ایک رشتہ تو تھا ہی۔۔ حانم نے خود کو نوشی کی جگہ رکھ کر سوچا تھا وہ کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ جو انسان اس کے ساتھ جڑا ہے وہ کسی اور لڑکی کے ساتھ کسی قسم کا بھی کوئی رشتہ بنائے۔۔

حانم کے پاس شادی کا ایونٹ اٹینڈ کرنے کے لیے کوئی خاص ڈریس نہیں تھا۔۔ نہ ہی اسے آئیڈیا تھا کہ ایسے فنکشنز میں کیسے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔۔ کیونکہ اس نے آج تک کوئی ایسا فنکشن اٹینڈ نہیں کیا تھا۔۔۔

ان سب لوگوں کے بیچ آکر اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔ کیونکہ اس نے نہ تو کوئی فیملی دیکھی تھی نہ ایسا کوئی تصور کیا تھا اس نے کبھی۔۔۔۔

فیروز کی تائی جان نے اسے ایک بہت ہی پیارا ڈریس گفٹ کیا تھا۔۔۔ جسے اب اسے پہن کر تیار ہونا تھا۔۔

وہ بہت ہی خوبصورت اور فل کام سے مزین ہیوی فراک تھا۔۔ حانم اپنی جینز اور شرٹ میں ہی رہنا چاہتی تھی۔۔

مگر ان سب کا دل رکھنے کے لیے اس نے یہ ڈریس پہن تو لیا تھا لیکن اب اس کے لیے چل پانا مشکل ہو رہا تھا۔۔

فراک کا گھیرا بہت زیادہ تھا۔۔۔

مہرون رنگ اس کی دودھیا رنگت پر بہت زیادہ کھل رہا تھا۔۔اور جس مہارت کے ساتھ اسے پلوشہ نے تیار کیا تھا۔۔حانم کتنے ہی لمحے خود کو ہی نہیں پہچان پائی تھی۔۔۔

آج تک وہ نہ کبھی اس طرح تیار ہوئی تھی اور نہ ہی کبھی اتنی حسین لگی تھی۔۔۔

اس نے دونوں کلائیوں میں مہرون رنگ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔۔۔

جبکہ بال اس نے کھلے ہی رہنے دیئے تھے۔۔۔دوپٹے کو ایک جانب کندھے پر ڈالتی وہ پوری طرح سے تیار ہو چکی تھی۔۔۔ہونٹوں پر پنک لپسٹک اور آنکھوں میں کاجل ڈالے وہ کسی کو بھی گھائل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔

پلوشہ اسے تیار کرنے کے بعد اب خود ڈریس چینج کر رہی تھی جب حانم اسے بتاتی روم سے نکل آئی تھی۔۔۔

اسے اب اپنے مقصد پر فوکس کرنا تھا۔۔۔

یہ نکاح کسی قیمت پر نہیں ہونے دینا تھا۔۔۔

"اوہ خدایا یہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں میں۔۔۔"

حانم جو ہمیشہ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے طے کر جاتی تھی۔۔اس وقت فراک کے بڑے سے گھیرے کی وجہ سے اس سے چلنا بھی محال ہو رہا تھا۔۔۔

وہ ابھی دوسرے زینے پر ہی تھی جب اس کا پیر سلپ ہوا تھا۔۔۔اس نے مشکل ریلنگ کو پکڑتے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔۔۔

حانم اب روہانسی ہوئی تھی۔۔۔

اس سے سیڑھیوں تک سے نہیں اترا جا رہا تھا۔۔۔

وہ منہ بسورتے وہیں سیڑھیوں کے درمیان میں آن بیٹھی تھی۔۔۔ جب اسی لمحے فیروز اپنے دھیان میں موبائل پر مصروف سا سیڑھیاں چڑھتے اوپر آتے نظر آیا تھا۔۔۔

"تھینک گاڈ۔۔۔ آج پہلی بار یہ شخص ٹھیک ٹائم پر آیا ہے۔۔۔"

حانم نے اسے دیکھ شکر کا سانس لیا تھا۔۔۔

جبکہ فیروز کی نظر جیسے ہی حانم پر پڑی وہ کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔۔ اس کی نگاہیں مبہوت سی حانم پر جمی رہی تھیں۔۔۔ وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔ فیروز نے بہت مشکل سے اپنی نگاہیں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔ یہ لڑکی ہر ہر روپ میں قیامت ڈھاتی تھی۔۔۔ مگر آج تو اس نے ہر

کسر پوری کر دی تھی۔۔۔ سختی سے میچے پنک لپسٹک سے سجے اس کے کٹاؤ دار پنکھڑیوں کے سے لب اور کاجل سے سجی نم آلود آنکھیں کوئی اس حسن کی مورت کو کیسے اگنور کر سکتا تھا۔۔۔

فیروز اپنی پیشانی مسلتا بھول چکا تھا کہ وہ فون پر کس سے اور کیا بات کر رہا تھا۔۔۔ اس نے فون بند کرنا ہے ٹھیک سمجھا تھا۔۔۔ حانم کو اس طرح بے یارومددگار سیڑھیوں پر بیٹھے دیکھ وہ حیران ہوتا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

حانم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اسے لگا تھا شاید کسی نے حانم کو کچھ کہا ہے۔۔۔ جبکہ وہ بار بار اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلتا اس کے حسین سراپے سے

نگاہیں ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ مگر پھسل پھسل کر اس کے حسین روپ پر ہی جا رہی تھی۔۔۔

"مجھ سے نیچے نہیں اترا جا رہا۔۔"

حانم نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھا کر اسے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا تھا۔۔۔ جبکہ فیروز کتنے ہی لمحے یقین نہیں کر پایا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو ہر وقت اس کے ناک میں دم کرنے کو تیار رہتی تھی۔۔

لیکن کبھی کبھار ایسے ڈری سہمی ہرنی بن جاتی تھی کہ فیروز بھی سمجھ نہیں پاتا تھا کہ اس کا اصل روپ کونسا ہے۔۔۔

اس وقت وہ اتنی معصوم اور کیوٹ لگی تھی اسے کہ وہ ہر شے بھلاتا اپنی چوڑی ہتھیلی اس کے آگے پھیلا گیا تھا۔۔۔

حانم نے ایک نظر اس کی مضبوط ہتھیلی کو دیکھا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے اپنی نازک ہاتھ اس کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔

فیروز دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کرتا اسے پوری طرح سے سہارا دیتا سیڑھیوں سے نیچے اتار لایا تھا۔۔۔

اپنی کمر پر سرکتے اس کی انگلیوں کے لمس پر حانم کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ مگر اس نے یہ واضح نہیں ہونے دیا تھا کہ اسے کچھ فرق پڑا ہے۔۔ جبکہ اندر سے اس کی حالت انتہائی غیر ہو چکی تھی۔۔۔

نیچے اترتے ہی وہ فوراً فیروز کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتی فاصلے پر ہوئی تھی۔۔۔ اس کی سانس پھول چکی تھی۔۔

بظاہر وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کچھ بھی ظاہر نہیں کر رہے تھے۔۔۔ مگر اندر سے ان کی دھڑکنیں ان سے بغاوت کر چکی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور اندر آتے ہی میرب کو تلاش کرنے لگی تھی۔۔ گھر سے میرب بہت برے موڈ کے ساتھ آئی تھی۔۔ اسے میرب کی بہت زیادہ فکر ہو رہی تھی۔۔۔ جو اسے ابھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔

"السلام و علیکم! کیسی ہو شاہنور۔۔۔؟؟"

حمنہ نے شاہنور کے قریب آتے اسے سلام کیا تھا۔۔ جس پر شاہنور نے بہت ہی نرمی اور خوشگواریت کے ساتھ اسے جواب دیا تھا۔۔۔

حمنہ جو اس سے شرمندہ شرمندہ سی تھی۔۔۔اس کے اتنے اچھے رویے پر وہ اس لڑکی کی مزید دیوانی ہوئی تھی۔۔اسے شاہنور بہت زیادہ پسند آئی تھی۔۔دھیمے سے مزاج کی مالک۔۔کسی بھی بات کا برا نہیں مانتی تھی۔۔

حمنہ اچھے سے جانتی تھی کہ ارشیان اس کے ساتھ کس بری طرح پیش آیا ہو گا۔۔اس کے باوجود شاہنور کا کچھ بھی شو نہ کروانا بہت بڑی بات تھی۔۔

شاہنور کسی سے میرب کے بارے میں پوچھ بھی نہیں پا رہی تھی کیونکہ اسے وہاں میرب کے ساتھ ساتھ زاراب بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔جس کا مطلب وہ کہیں نہ کہیں سمجھ گئی تھی۔۔۔

"شاہنور تم نے گجرے کیوں نہیں پہنے۔۔۔گلشن جلدی سے دو گجرے لا کر دو مجھے۔۔۔"

حمنہ شاہنور کے خالی ہاتھ دیکھ حیرانی سے بولی تھی۔۔وہاں تقریباً سب لڑکیوں نے ہی گجرے پہنے ہوئے تھے۔۔۔

حمنہ کی بات پر شاہنور ایک دم گھبرا گئی تھی۔۔۔ارشیان خان نیازی کی دی گئی دھمکی ابھی تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔

وہ اس شخص کے خلاف تو کبھی مر کے بھی نہیں جا سکتی تھی۔۔اس کے دل کی اولین ترجیح تھا وہ شخص۔۔۔

حمنہ کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ وہاں داخل ہوتے ارشیان نیازی کی زیرک سماعتوں سے آن ٹکرائی تھی۔۔

وہ دونوں دروازے کے قریب ہی کھڑی تھیں۔۔۔شاہنور کا رخ اسی جانب تھا۔۔وہ اندر داخل ہوتے ارشیان کو دیکھ چکی تھی۔۔۔

ارشیان نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔ مگر اس کی سماعتیں پوری طرح سے ادھر ہی متوجہ تھیں۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔مجھے گجرے نہیں پہننے۔۔۔"

شاہنور جلدی سے منع کرتی اس شخص کے خوف سے ہکلا گئی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟ گجرے تو سب لڑکیوں کو پسند ہوتے ہیں نا۔۔۔؟؟"

حمنہ اس کے انکار پر حیران ہوتے بولی تھی۔۔۔

"وہ مجھے الرجی ہے پھولوں سے۔۔۔۔"

شاہنور کو فوری طور پر اور کوئی بہانہ نہیں ملا تھا۔۔۔ جس لڑکی نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا آج وہ اس شخص کے خوف کی وجہ سے کانپتے لہجے میں اپنی زندگی کا پہلا جھوٹ بول گئی تھی۔۔۔

ارشیان نے چہرا موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس شخص کے دلکش نقوش سے سجے خوبرو چہرے پر ایک پل کے لیے دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

وہ معصوم سی لڑکی کسی کے سامنے اس کے حوالے سے کوئی شکایت کیوں نہیں کرتی تھی ارشیان کو یہ بات زیادہ حیران کن لگی تھی۔۔۔

اس نے جس مہارت سے جھوٹ بولا تھا ارشیان نے اس بات کو بہت زیادہ انجوائے کیا تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب شاہنور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ہی سکتے میں آ چکی تھی۔۔۔جو اس شخص کی سحر انگیز شخصیت میں چار چاند لگا گئی تھی۔۔

اس مسکراہٹ کا دورانیہ بہت کم وقت کے لیے تھا۔۔

اگلے ہی لمحے وہ واپس سے وہی سنجیدگی بھرے تاثرات سجائے وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔ جبکہ شاہنور اس کے جانے کے بعد بھی نجانے کتنے لمحے اس کے سحر میں جکڑی رہی تھی۔۔۔

"مجھے آئیڈیا نہیں تھا کہ تمہیں پھول نہیں پسند۔۔۔ ارشیان بھائی کو بھی پھول پسند نہیں ہیں۔۔۔"

حمنہ کو نجانے اچانک کیسے ارشیان کا خیال آیا تھا۔۔۔۔

شاہنور تو چاہتی ہی یہی تھی کہ اس کی بات کی جائے۔۔

"وہ اتنے غصے والے کیوں ہیں۔۔۔؟؟ آپ لوگ ان سے بات کیسے کرتے ہیں۔۔ آپ کو ڈر نہیں لگتا۔۔۔"

شاہنور کے دل و دماغ میں پوری طرح سے اس شخص کا خوف بیٹھ چکا تھا۔۔۔

"وہ شروع سے ایسے ہی ہیں۔۔وہ سب گھر والوں سے کافی دور رہتے ہیں۔۔۔اور اگر کبھی ان سے کوئی بات کرنی پڑ جائے تو ٹانگیں کانپ جاتی ہیں۔۔۔بہت زیادہ غصے والے ہیں۔۔"

حمنہ نے سوچ کر ہی جھرجھری لی تھی۔۔

"کیا وہ انگیجڈ ہیں۔۔؟؟میرا مطلب کے کیا ان کی لائف میں کوئی لڑکی ہے۔۔۔؟؟"

شاہنور اب حمنہ سے کھل کر ہر بات کر لیتی تھی۔۔۔

اس کی بات پر حمنہ مسکرادی تھی۔۔۔

"ان کی لائف میں صرف وہ خود ہی ہیں۔۔کوئی لڑکی نہیں ہے۔۔اور نہ ہی کسی کو لگتا ہے کہ کبھی کوئی لڑکی آئے گی۔۔۔وہ اس مخلوق سے دور رہنا ہی

پسند کرتے ہیں۔۔۔ ہم نے سنا تھا ایک بار کہ ان کے فارم ہاؤس پر کسی لڑکی کو دیکھا گیا ہے۔۔ پر ہم جانتے ہیں کہ یہ دشمنوں کی پھیلائی افواہ سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ ارشیان بھائی اور لڑکی۔۔ یہ بات بہت مضحکہ خیز لگتی ہے۔۔۔"

وہ رخ موڑے کھڑی باتوں میں مصروف تھی۔۔ جب اسے اپنے پیٹ پر زاراب کا ہاتھ سرکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ گردن پر گرم سانسوں کا لمس اس کے اوسان پوری طرح سے خطا کر گئی تھیں۔۔

میرب جو کچھ بولنے کے لیے ہونٹ واں کیے ہوئے تھی۔۔ وہ زاراب کی اس بے باکی پر کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔۔۔

زاراب اس کی گردن سے بال ہٹاتا وہاں اپنے دہکتے ہونٹ رکھ چکا تھا۔۔۔

اس کے عمل میں اس قدر شدت تھی کہ میرب اپنے ہونٹوں سے نکلنے والی سسکی نہیں روک پائی تھی۔۔

دوسری جانب شہروزا سے پکار رہا تھا۔۔۔ مگر میرب کو ابھی ہوش ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

وہ سر سے پیر تک کانپ رہی تھی۔۔۔ کچھ لمحے کے لیے تو اس کی کیفیت ایسی تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔ زاراب نیازی کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو اس کے اعصاب پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہی تھی۔۔

اس کی مضبوط ہتھیلی اس کے پیٹ اور سرکتی میرب کی جان نکال رہی تھی۔۔۔

اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص اس زرا سی حرکت کا ایسا بدلہ لے گا۔۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ پلٹ کر زاراب نیازی کو روک سکتی۔۔۔

"میرب تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟تم سن رہی ہو میری بات۔۔۔؟؟"

شہروز اسے پکار پکار کر اب زچ ہو چکا تھا۔۔۔اسے میرب کی سانسوں کی آواز تو آرہی تھی۔۔مگر وہ بول کیوں نہیں رہی تھی۔۔وہ یہی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔

اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ میرب اس وقت کہاں اور کس کے شکنجے میں تھی۔۔۔

میرب اپنے حواسوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے کچھ بولنے ہی والی تھی۔۔جب زاراب اس کے پیٹ پر دباؤ ڈالتا اسے پوری طرح سے اپنے ساتھ لگا گیا تھا۔۔۔

میرب کی پشت زاراب کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

میرب کا پورا وجود کانپ اٹھا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔

"یہ۔۔۔۔"

میرب کو اپنی گردن جلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ شخص اس کے بالوں میں چہرا چھپائے اس کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتا بے خود ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے یہ کیا صرف میرب کی عقل ٹھکانے لگانے کے لیے تھا۔۔مگر میرب کی دلفریب مہکتی قربت اب اس کے ہوش ٹھکانے لگا گئی تھی۔۔

اس کی تشنگی بڑھنے لگی تھی۔۔

میرب نے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔جب زاراب اس کی کمر کو کسی موم کی گڑیا کی طرح اپنی گرفت میں لیتا اس کا رخ اپنی جانب موڑ گیا تھا۔۔۔

اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی جماتے اس نے میرب کو کچھ بولنے سے روک دیا تھا۔۔۔

میرب کی حالت اس وقت خود ایسی ہو رہی تھی کہ وہ مزاحمت تو دور کی بات منہ سے بھی کچھ نہیں بول پا رہی تھی۔۔ یہ شخص ہمیشہ اسے ایسے ہی مسمرائز کر دیتا تھا۔۔

"میری محبوبہ سے دشمن میں تبدیل ہو کر پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی ہو۔۔ زاراب خان نیازی تمہارے آگے بہک رہا ہے۔۔ کوئی تعویز دھاگہ تو شروع نہیں کر دیا مجھ پر۔۔۔"

اس کے دہکتے گالوں کو پوروں سے چھوتا وہ بار بار اپنے نگاہوں کو میرب کے ہونٹوں پر بھٹکنے سے روک رہا تھا۔۔

جو آج مہرون لپسٹک سے سجے اپنی دلکشی کو مزید نمایاں کر رہے تھے۔۔

اس کی بات پر میرب نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔۔۔

زاراب کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا تھا۔۔۔

کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں۔۔۔

شاید وہ ان شکووں اور زیادتیوں کا حساب پوری زندگی نہیں دے سکتا تھا۔۔ جو اب تک وہ اس لڑکی کے ساتھ کر چکا تھا۔۔

"کاش میں ایسا کر سکتی۔۔۔ تمہیں اپنے قدموں میں لا کر تڑپانا ہی تو میری زندگی کا مقصد ہے زاراب نیازی۔۔۔ ایک ایک اذیت کا بدلہ لوں گی۔۔۔ اپنی محبت کے ادھورے رہنے کا انتقام لوں گی تم سے۔۔۔"

میرب اس کی گرفت میں قید اس کے گریبان کو دونوں مٹھیوں میں مقید کیے اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولتی زاراب نیازی پر اب اپنا سحر پھونک رہی تھی۔۔۔

وہ مبہوت سا اس کے گلابی گالوں پر پھسلتے آنسوؤں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

شاید ان دونوں کے بیچ یہ جنگ کبھی ختم نہیں ہونی تھی۔۔۔

مگر یہ لمحہ تھا جب وہ اپنے تڑپتے دل کو کچھ لمحوں کا سکون بخش سکتا تھا۔۔۔

وہ میرب کی جانب جھکا تھا۔۔۔

اس کا ارادہ ان کانپتے لبوں کا جام پی کر کچھ لمحوں کی اذیت کو مٹانا تھا۔۔۔

مگر اس سے پہلے کے وہ ایسا کر پاتا۔۔ میرب اس کے ارادے سمجھتی جلدی سے اس کے ہونٹوں پر اپنی نازک ہتھیلی رکھ گئی تھی۔۔۔

نفی میں سر ہلاتی وہ زاراب سے یہ چند لمحوں کا سکون بھی چھین گئی تھی۔۔۔

"تم ہر بار یوں اپنے نفس کے سکون کے لیے مجھے استعمال نہیں کر سکتے۔۔۔ ویسے بھی محبت تو ہے نہیں تمہیں مجھ سے۔۔ تو اپنی یہ خواہشات انہیں سے پوری کرو نا جو مجھ سے کئی گنا اچھی لڑکیاں ہیں۔۔۔"

میرب کو اس کی آنکھوں میں تڑپ دیکھ مزا سا آگیا تھا۔۔ زاراب کی حالت اس وقت ایسے انسان جیسی تھی جو پانی کے کنویں کے بہت قریب آکر بھی پیاسا کھڑا تھا۔۔۔

وہ اگر چاہتا تو زبردستی اپنے دل کی تڑپ اور پیاس بجھا تھا۔۔ مگر اسی وقت بجتے فون نے اس کے جذبات پر بندھ باندھتے اسے ہوش کی دنیا میں لا پٹخا تھا۔۔۔

آج کا دن ان کے لیے بہت اہم تھا۔۔۔

اس کا اپنے مقصد سے زرا سا بھی ہٹنا ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔۔۔ اور یہ لڑکی اسے بھٹکانے میں اچھی طرح کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔

زاراب کی آنکھیں خطرناک حد تک لال ہو چکی تھیں۔۔۔

شروعات زاراب نیازی نے کی تھی۔۔۔ مگر ختم میرب راجپوت کر رہی تھی۔۔۔

وہ زاراب کے قریب ہوئی تھی۔۔۔ جو اس وقت فون کان سے لگائے فیروز کی بات سن رہا تھا۔۔۔

میرب چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ سجائے زاراب کے قریب ہوئی تھی۔۔۔

زاراب فیروز کی بات سے دھیان ہٹائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

زاراب خان نیازی کو اگر کوئی لڑکی بھٹکا سکتی تھی تو وہ صرف میرب راجپوت ہی تھی۔۔۔

میرب نے آگے ہوتے زاراب کے دل کے مقام پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے تھے۔۔۔چند لمحوں کا کھیل تھا۔۔زاراب کو ان چند لمحوں میں اپنی دنیا تھمتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

زاراب کے سفید کرتے کے اوپر میرب کی لپسٹک کا مارک لگ چکا تھا۔۔۔

فیروز پریشانی کے عالم میں زاراب کو پکار رہا تھا۔۔ مگر زاراب نیازی تو جیسے اس دنیا میں رہا ہی نہیں تھا۔۔۔

میرب اس کی حالت پر دل سے خوش ہوتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

زاراب نیازی سے اس کا چین و قرار چھین کر وہ اپنے دل کا سکون کچھ حد تک پا چکی تھی۔۔

"زاراب تم ٹھیک ہو۔۔۔۔"

فیروز چلتی کال پر زاراب کے خاموش ہو جانے پر فکر مند سا بھاگتے قدموں سے اس کے روم میں پہنچا تھا۔۔

وہ جانتے تھے آج ان کے سر پر خطرہ منڈلا رہا ہے۔۔

اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے معاملے میں بہت زیادہ چوکنا تھے۔۔۔

مگر فیروز جیسے ہی زارب کے قریب پہنچا اس کا لال چہرا اور ضبط سے سرخی مائل آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کی شرٹ پر لگے ہونٹوں کے نشان کو دیکھ فیروز نیازی اپنا بے ساختہ امڈ آنے والا قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"مجھے فکر ہوئی کہ تم کسی مشکل میں تو نہیں ہو۔۔ مگر اب اندازہ ہو رہا ہے کہ کچھ لمحے پہلے تم پر کیا قیامت گزری ہے۔۔"

فیروز کی مسکراہٹ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔"

زاراب اسے تیز نگاہوں سے گھورتا مڑ کر سامنے آیا تھا۔۔۔

سفید شرٹ پر جگمگاتے نشان کو دیکھ ایک لمحے کے لیے زاراب کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

"یہ تو ماننا پڑے گا کہ پوری دنیا میں زاراب خان نیازی کو قابو صرف میرب راجپوت ہی کر سکتی ہے۔۔۔"

فیروز کو آج ہی تو موقع ملا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ان کی لائف میں صرف وہ خود ہی ہیں۔۔ کوئی لڑکی نہیں ہے۔۔ اور نہ ہی کسی کو لگتا ہے کہ کبھی کوئی لڑکی آئے گی۔۔۔ وہ اس مخلوق سے دور رہنا ہی پسند کرتے ہیں۔۔۔ ہم نے سنا تھا ایک بار کہ ان کے فارم ہاؤس پر کسی لڑکی کو دیکھا گیا ہے۔۔ پر ہم جانتے ہیں کہ یہ دشمنوں کی پھیلائی افواہ سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ ارشیان بھائی اور لڑکی۔۔ یہ بات بہت مضحکہ خیز لگتی ہے۔۔۔ انہیں یہ پیار محبت اور شادی والی باتوں سے سخت چڑ ہے۔۔۔"

شاہنور جیسے جیسے اس کی بات سن رہی تھی۔۔ اس کا دل خوشی سے جھومنے لگا تھا۔۔۔ مگر حمنہ کی آخری بات سن کر شاہنور کا چہرا پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔۔۔

"ہممم شاید۔۔۔"

شاہنور دھیرے سے بولی تھی۔۔۔

جب اس کی نظر سامنے کھڑے ارشیان پر گئی تھی۔۔۔وہ یعقوب نیازی کے ساتھ بیٹھا کوئی بات کرتا نظر آیا تھا۔۔۔

اس کے تیکھے نقوش سے سجا چہرا، چوڑا سینہ اور مضبوط قد قامت اس کی شخصیت کو مزید رعب دار بناتی تھی۔۔۔

شاہنور کتنے ہی لمحے مبہوت سا اسے تکے گئی تھی۔۔۔اسے دیکھ دیکھ کر دل ہی نہیں بھر رہا تھا جیسے۔۔۔

آج پہلی بار وہ اتنے وقت کے لیے یوں اس کے سامنے تھا۔۔۔

"پر مجھے لگتا ہے کہ ارشیان بھائی کی زندگی میں کوئی لڑکی تو ضرور آئے گی۔۔۔ جو انہیں اپنا دیوانہ بنا کر رہے گی۔۔۔ جس سے انہیں طوفانی محبت ہو جائے گی۔۔ وہ اپنے ہر کام میں بہت شدت پسند ہیں۔۔۔ بہت جنونی ہیں۔۔ جو کام کرتے ہیں پورے دل سے کرتے ہیں۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ ان جیسے پتھر کو پگھلانے کے لیے کوئی لڑکی تو ضرور آئے گی۔۔۔"

پلوشہ بھی مسکرا کر بولی تھی۔۔۔

جبکہ ان کی باتوں پر شاہنور کو اپنے دل کی دھڑکنیں بڑھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ اندر دل کے کسی کونے سے شدت سے یہ دعا نکلی تھی کہ کاش وہ لڑکی وہی ہو۔۔۔

جس کا یہ شخص دیوانہ بنے۔۔

مگر وہ اتنی خوش قسمت تو آج تک اپنی لائف میں کبھی نہیں رہی تھی۔۔۔

اس لیے ناامیدی زیادہ تھی۔۔۔

ارشیان خان نیازی جیسے انسان کو اس سے محبت کیسے ہو سکتی تھی بھلا۔۔۔۔

وہ تو اسے سخت ناپسند کرتا تھا۔۔

شرافت نے بھی تو بتایا تھا کہ اسے سٹرانگ لڑکیاں پسند تھیں۔۔۔شاہنور جیسی بات بات پر بے ہوش ہونے والی اور روتی بسورتی لڑکیاں اسے سخت ناگوار لگتی تھیں۔۔۔

اس بات کے بعد تو شاہنور کو سو فیصد یقین ہو چکا تھا کہ وہ ارشیان خان نیازی کی چوائس بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔۔

شاہنور وہیں کھڑی تھی جب اس کی نظر میرب پر پڑی تھی۔۔وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم کہاں تھی۔۔۔؟؟"

شاہنور اس کی لال پڑتی رنگت دیکھ کچھ حد تک تو سمجھ گئی تھی کہ وہ کہاں سے آ رہی ہے۔۔ مگر وہ زیادہ کچھ نہیں جانتی تھی اس بارے میں۔۔۔اس لیے میرب کی اس قدر سرخی مائل صورت اور ابھی تک لرزتی پلکیں اسے عجیب سے احساس میں مبتلا کر گئی تھیں۔۔۔

"کہیں نہیں۔۔۔ایک امپورٹنٹ کال آئی تھی۔۔۔۔"

میرب نے پہلی بار آج اس سے بات کرتے نگاہیں چرائی تھیں۔۔۔ورنہ آج تک کم از کم شاہنور سے بات کرتے اس نے ایسا انداز کبھی نہیں اپنایا تھا۔۔۔

بلکہ وہ تو ہر ایک کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر بات کرنے کی عادی تھی۔۔

اسی وجہ سے تو وہ لوگوں کو پسند نہیں تھی۔۔۔

یہاں تک اپنے کچھ گھر والوں کو بھی اس کا بات کرنے کا یہ نڈر اور بے باک انداز بالکل بھی پسند نہیں تھا۔۔۔۔

"ہممم۔۔۔لگتا ہے کال کافی زیادہ امپورٹنٹ تھی۔۔۔"

شاہنور نے اندر داخل ہوتے زارب کی جانب دیکھتے میرب پر مصنوعی طنز کرتے کہا تھا۔۔۔

آج تک میرب اس کی کلاس لگاتی آئی تھی۔۔۔بہت ٹائم بہت شاہنور کو موقع ملا تھا۔۔

"تم خان حویلی میں آکر کچھ زیادہ نہیں بول رہی۔۔۔"

میرب نے اسے گھور کر چپ کروایا تھا۔۔

"ویسے آج زاراب نیازی وائٹ ڈریس میں کافی ڈیشنگ لگ رہا ہے۔۔"

شاہنور کے مسکرا کر کہنے پر میرب نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی نگاہوں کے تعاقب دیکھا تھا۔۔۔اس کی رنگت گھبراہٹ کے مارے زرد پڑی تھی کہ کہیں زاراب اس کی لپسٹک کے مارک کے ساتھ تو نہیں آگیا۔۔۔

اسے لگا تھا کہ وہ چینج کر کے آئے گا مگر زاراب نیازی بھی اپنے نام کا ایک تھا۔۔

اس نے چینج نہیں کیا تھا بلکہ گرے کلر کی شال کو کندھوں پر ڈال کر ایسے سیٹ کر رکھا تھا کہ جس سے لپسٹک کا مارک شال کے پیچھے چھپ گیا تھا۔۔۔

شال کے ساتھ وہ اب پہلے سے بھی زیادہ باوقار اور ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔
میرب کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

"تم نے گجرے کیوں نہیں پہنے۔۔۔ تم تو پاگل ہو ان کے پیچھے۔۔۔"

میرب نے حیرت بھرے انداز میں شاہنور کے خالی ہاتھوں کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ ہر چھوٹے بڑے فنکشن پر اور کوئی ہار سنگھار کرے نہ کرے گجرے لازمی پہنتی تھی۔۔۔ یہ اس کا اب سے پسندیدہ زیور تھا۔ مگر آج وہاں موجود تمام خواتین نے گجرے پہن رکھے تھے سوائے شاہنور کے۔۔۔

یہ بات کافی حیران کن تھی۔۔۔

جبکہ شاہنور اچھی خاصی گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔ آج ہر کوئی بس اسی بات کو ہی نوٹ کر رہا تھا۔۔۔

"ہاں وہ مجھے ان سے الرجی ہو گئی تھی۔۔۔پتا نہیں کیوں۔۔۔؟؟"

شاہنور نے اپنے ہاتھ میرب کے سامنے کیے تھے۔۔ جو ارشیان نیازی کے ستم ڈھانے کی وجہ سے لال ہو چکے تھے۔۔۔

اس شخص کی وجہ سے اسے جھوٹ پر جھوٹ بولنا پڑ رہا تھا۔۔۔ میرب آج پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ نہیں تھی ورنہ ضرور سمجھ جاتی کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔

"اوہ یہ تو بہت زیادہ لال ہیں۔۔"

میرب اس کی نازک مزاجی سے واقف تھی۔۔۔ جس کی سکن زرا سا ٹچ کرنے سے بھی لال ہو جاتی تھی۔۔۔

شاہنور کی نگاہیں اس ستمگر کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ جی جان سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔ کیونکہ ارشیان اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

ارشیان کی نگاہیں اس کی لال کلائیوں پر تھیں۔۔۔

"یہ لڑکی کون ہے۔۔۔؟"

میرب کی نظر ایک کارنر میں اکیلی کھڑی حانم پر پڑی تھی۔۔ جس کی بے چینی میرب کی طرح سوا نیزے پر تھی۔۔ میرب کو اس لڑکی کا رکھ رکھاؤ اور انداز اس حویلی کی خواتین جیسا نہیں لگا تھا۔۔۔

"سلطان شاہ کی بھتیجی۔۔۔"

شاہنور کو بھی حمنہ سے ہی پتا چلا تھا۔۔۔

حانم ویٹر کو بلا کر کچھ کہہ رہی تھی۔۔

میرب کو اس کا انداز کافی مشکوک لگا تھا۔۔۔وہ دیکھنے میں بہت ہی معصوم اور کیوٹ سی لگ رہی تھی۔۔

مگر اس کے چہرے پر پھیلا اضطراب میرب کو کوئی اور کہانی سنا رہا تھا۔۔۔

میرب نے نظر اٹھا کر زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اس وقت ارشیان اور فیروز کے درمیان میں کھڑا بہت ہی سنجید گی سے کوئی بات کر رہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر پھیلا اضطراب میرب کو کوئی اور کہانی سنا رہا تھا۔۔۔

میرب نے نظر اٹھا کر زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو اس وقت ارشیان اور فیروز کے درمیان میں کھڑا بہت ہی سنجیدگی سے کوئی بات کر رہا تھا۔۔

میرب کے ساتھ ساتھ بہت ساری رشک اور حسد بھری نگاہیں ان تینوں خانوں پر جمی ہوئی تھیں۔۔

یہ تینوں ہی تو تھے جن کی وجہ سے اتنے دشمن ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی خان حویلی کو توڑ نہیں پایا تھا۔۔۔وہ تینوں سب پر بھاری تھے۔۔۔

وہاں کھڑے گیلانی اور راجپوت حویلی سے آئے خانوں کے خلاف لوگوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی بھی طرح ان تینوں کو ختم کر کے ہر شے پر اپنا راج جمالیں۔۔۔

میرب نے دیکھا تھا کہ حانم نے جس ویٹر سے ابھی کچھ دیر پہلے بات کی تھی۔۔۔وہ ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ان تینوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

اس کی ٹرے پر تین کولڈ ڈرنک کے گلاس موجود تھے۔۔۔اور وہ سیدھا ان تینوں کی جانب کی بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

"کہیں یہ لڑکی ان کو زہر تو نہیں دلوا رہی۔۔۔۔"

میرب کی چھٹی حس نے کچھ غلط ہونے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ اس ڈرنک میں کچھ نہ کچھ مکس کیا گیا تھا۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟؟"

شاہنور نے اس کی بات پر اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"سلطان شاہ کی بھتیجی ان تینوں کے ساتھ کچھ غلط کرنے والی ہے۔۔۔"

میرب کی بات پر شاہنور نے بھی تڑپ کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جیسے جیسے ویٹر ان تینوں کے قریب جارہا تھا حانم کے چہرے کی مسکراہٹ مین اضافہ ہورہا تھا۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔ میرب اسے روکنا ہوگا۔۔۔"

شاہنور کی بے قراری بھری نظریں ارشیان پر تھیں۔۔۔

سب سے پہلے وہ گلاس اسی نے اٹھایا تھا۔۔۔

شاہنور کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بے اختیاری میں ارشیان کی جانب بڑھتی میرب نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔

"رکو۔۔۔"

میرب کی بات پر شاہنور نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تم بھی ایسا چاہتی ہو۔۔۔اپنی آنکھوں کے سامنے کسی کو مرتے کیسے دیکھ سکتی ہو تم۔۔۔؟؟"

شاہنور کی آواز نارمل سے کافی اوپر تھی۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔۔۔یہ ارشیان خان نیازی سے اس کی بے پناہ محبت تھی۔۔۔
میرب بھی لمحے بھر کے لیے اس کے انداز پر حیران ہوئی تھی۔۔۔

مگر شاہنور بہت ہی نرم دل کی مالک تھی۔۔۔وہ کسی کو اپنے سامنے نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔چاہے مقابل اس کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔۔۔
میرب بھی یہی وجہ سمجھی تھی۔۔۔اسکے فرشتوں کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ

اس کی بہن ارشیان خان نیازی کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبے ہوئے تھی۔۔۔

"میرو۔۔۔۔"

ارشیان کو گلاس ہونٹوں سے لے جاتے دیکھ شاہنور تڑپی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔جب تک یہ تینوں ایک ساتھ ہیں۔۔۔انہیں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔"

میرب فیروز اور اس ویٹر میں ہوئی اشارے بازی دیکھ چکی تھی۔۔۔جس کا یہی مطلب تھا کہ وہ ویٹر ان کے ساتھ ملا ہوا تھا۔۔۔حانم کی سازش ناکام گئی تھی۔۔۔

ارشیان پورا گلاس پی چکا تھا۔۔۔

شاہنور ابھی بھی بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کا دل ابھی بھی سکون میں نہیں آیا تھا۔۔۔

میرب کا دھیان فون پر بات کرتے زاراب کی جانب تھا۔۔۔اسی وجہ سے وہ شاہنور کی حالت پر زیادہ دھیان نہیں دے پائی تھی۔۔۔

زاراب فون پر بات کرتا اب ارشیان اور فیروز کو کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔جس کے بعد وہ دونوں الرٹ ہوئے تھے۔۔۔

میرب جو پوری طرح سے ان پر نظر رکھے ہوئے تھی۔۔وہ بھی جلدی سے یاور کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

جو سٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔۔

اس کے ارد گرد اس کے کزنز کھڑے تھے۔۔۔یاور میرب کو اپنی جانب آتا دیکھ حیران ہوا تھا۔۔

اسے لگا تھا شاید میرب کو اس سے تھپڑ کھانے کے بعد عقل آگئی ہو۔۔پر اسے پھر سے اپنے قریب آتے دیکھ یاور کے چہرے کے نقوش میں مزید تناؤ آیا تھا۔۔۔

"ابھی پھر کوئی ڈرامہ لگانے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔؟؟"

یاور اس بات سے انجان کے اس کی بہن اس کے اس قدر برے سلوک کے باوجود بھی اس کی جان بچانے اس کے قریب آئی تھی۔۔۔وہ اس کی جانب حقارت آمیز انداز میں دیکھتا اس پر اپنی نفرت انڈیلنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔۔

دور کھڑے زاراب نیازی کی زیرک نگاہیں میرب اور یاور پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

میرب کو یاور کے ساتھ کھڑے دیکھ وہ اس کا ریزن اچھے سے سمجھتا اس لڑکی کی بے وقوفی پر ہنس دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

محفل اپنے عروج پر تھی۔۔۔ مولوی صاحب بھی آ چکے تھے۔۔ جب ارشیان اور فیروز دلہن بنی نویرہ کو تھامے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ پھولوں کی بنی انٹرنس سے گزرتے وہ لوگ سٹیج کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔

جیسے جیسے وہ لوگ قریب آ رہے تھے میرب کا خوف بڑھ رہا تھا۔۔۔ وہ یاور کے بالکل ساتھ کھڑی تھی۔۔ جیسے اپنے بھائی کو بچا لے گی۔۔۔

میرب کی نظریں زاراب پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔ جو بہت ہی پر سکون انداز میں کھڑا تھا۔۔۔

"مجھے لگا تھا کہ خان کچھ نہ کچھ تو کریں گے۔۔ مگر یہ تو بہت ہی بزدل نکلے۔۔۔ اپنی گھر کی عورت کو پلیٹ میں سجا کر اس سانپ نے حوالے کر رہے ہیں۔۔۔ جو نجانے کتنے سالوں سے ان کی جڑیں کاٹ رہا ہے۔۔۔ اب یہ گدھے اسی سانپ کو سر کا تاج بنا رہے ہیں۔۔۔"

شہروز اس شادی پر سب سے زیادہ خوش نظر آرہا تھا۔۔۔ اس بات سے انجان کے آنے والا وقت اس کے لیے کیا لانے والا تھا۔۔۔

نویرہ کو لا کر سٹیج پر بیٹھا دیا گیا تھا۔۔۔

وہ پوری طرح سے گھونگھٹ میں تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب نے نکاح شروع کروا دینا تھا۔۔۔

حانم اپنی جگہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔ یہ نکاح ناجائز تھا۔۔ جو اس کی آنکھوں کے سامنے ہونے والا تھا۔۔۔ مگر وہ یہاں کسی کو بھی یہ بتا کر نکاح نہیں روک سکتی تھی کہ سلطان شاہ زندہ ہے۔۔۔

اس سے اس کے چاچو کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔۔

وہ تیزی سے سٹیج سے اترتے فیروز کی جانب بڑھی تھی۔۔

"اس نکاح کو روک لو۔۔ پلیز یہ نکاح نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

حانم فیروز کے راستے میں آتے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"

فیروز گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ آج بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔وہاں موجود بہت سارے لوگوں کی نظریں حانم پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

خاص کر راجپوت حویلی والوں کی۔۔۔۔اور یہ بات کہیں نہ کہیں فیروز برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

تیمور راجپوت تو جیسے اس سے نگاہیں ہی نہیں ہٹا پا رہا تھا۔۔فیروز کا بس نہیں چل رہا تھا جا کر اس کی آنکھیں نوچ لے۔۔ مگر وہ کیا کرتا حانم شاہ کا یہ کیوٹ اور معصومیت بھرا انداز اس لمحے کسی کو بھی اٹریکٹ کر سکتا تھا۔۔

اور اگر وہ اس لڑکی کو سائیڈ پر ہونے یا خود کو ڈھکنے کا کہتا تو اس ضدی لڑکی نے اس کی بات کا بالکل الٹ کرنا تھا۔۔

اس لیے وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا خاموش تھا۔

"وہ میں نہیں بتا سکتی۔۔۔"

حانم بے بسی کی انتہا پر تھی۔۔۔

"تو میں بھی صرف تمہارے کہنے پر یہ نکاح نہیں رکوا سکتا۔۔"

فیروز اسے بازو سے پکڑ کر اپنی راستے سے ہٹاتا آگے بڑھا تھا۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو۔۔۔ ایک دن پچھتاؤ گے اس بات پر۔۔۔"

حانم دوبارہ سے اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔

"اب تک زندگی میں بہت غلطیاں کی ہیں۔۔۔ ایک غلطی اور سہی۔۔۔"

فیروز نے کندھے اچکاتے بے فکری سے کہا تھا۔۔

"پلیز یہ مت ہونے دو۔۔۔ تم جو کہو گے میں مانو گی۔۔ پلیز میری یہ بات مان لو۔۔۔"

حانم اس بالکل ضد پر اڑے دیکھ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتی اب کے رو دی تھی۔۔۔

"میں جو کہوں گا مانو گی۔۔۔؟؟"

فیروز نے اس کی جانب زرا سا جھکتے اس کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو پوروں پر چنتے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں مانوں گی۔۔۔"

حانم نے فوراً سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"کبھی کسی کو نہیں بتاؤ گی کہ تم میرے نکاح میں ہو۔۔جب تک میں نہ کہوں۔۔۔"

فیروز کی بات پر حانم نے جھٹکے سے اپنی گھنیری پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کک کیا مطلب؟؟ مگر کیوں۔۔۔؟؟"

حانم اس وقت اس کے منہ سے ایسی بات سن کر شاک ہوئی تھی۔۔

"اگر یہ شادی رکوانا چاہتی ہو تو ان پیپرز پر دستخط کرنا ہو گا۔۔۔"

فیروز نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنی پاکٹ سے پیپرز اور پین نکال کر اس کی جانب بڑھا دیئے تھے۔۔

جبکہ حانم ابھی تک ٹھیک سے سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ یہ شخص اب پھر کونسا نیا کھیل کھیلنے والا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

"تمہارے پاس وقت کم ہے۔۔۔ تم جتنا سوچو گی اتنا نقصان ہو گا تمہیں۔۔۔"

فیروز نے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اسے جلدی کرنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔

جبکہ زاراب کی نگاہیں اس وقت صرف اور صرف میرب پر تھیں۔۔۔ جو خود کو خطرے کے سر پر لیے کھڑی تھی۔۔۔

"کیا واقعی میرے ان پر سائن کرنے سے تم یہ شادی روک دو گے۔۔"

حانم نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جب فیروز کے سر ہلانے پر بنا کچھ سوچے سمجھے حانم ان پیپرز پر سائن کر گئی تھی۔۔۔

وہ اپنے چاچو کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔وہ تین سال پاگل خانے میں قید رہ سکتی تھی تو اس کے نزدیک ان پیپرز پر سائن کرنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔۔

حانم نے جیسے ہی ان پر سائن کیا فیروز ان پیپرز کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

جبکہ حانم ابھی تک اسی بات میں پھنسی ہوئی تھی کہ اس نے جلد بازی میں جو حرکت کر دی تھی وہ آگے چل کر اس کے لیے کونسی نئ مشکل کھڑی کر سکتی تھی۔۔

اسے فیروز خان نیازی پر زرا سا بھی بھروسہ نہیں تھا۔۔۔

یہ شخص کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

اس کا یہ شک بالکل ٹھیک بھی تھا۔۔۔وہ عبید کے سامنے فیروز کے حوالے سے جو بول کر آئی تھی۔۔۔فیروز کی ناقابلے سمجھ پرسنالٹی کی وجہ سے وہ تو ابھی تک اپنی پلان پر کام نہیں کر پائی تھی۔۔۔

مگر فیروز نیازی اس کے ساتھ جو کھیل کھیل رہا تھا اس کا علم حانم کے فرشتوں کو بھی نہیں تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

مولوی صاحب نکاح شروع کروانے کے لیے سٹیج پر آئے تھے۔۔نویرہ یعقوب نیازی کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھی تھی۔۔اسے سر سے پیر تک کور کیا گیا تھا۔۔۔

اسکے اوپر بلیک شال ڈال کر اسے پوری طرح سے ڈھانپا گیا تھا۔۔نویرہ کا پورا وجود دھیرے دھیرے کانپ رہا تھا۔۔۔اس نے اتنا بڑا فیصلہ تو کر لیا تھا۔۔۔ مگر اب اسے ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔۔

آنے والے وقت کس سوچتے اس کا حلق سوکھ رہا تھا۔۔

اس نے ایک نظر اپنے تینوں لاڈلے خانوں کو دیکھا تھا۔۔۔جو صرف اس کی خوشی کی خاطر اپنا آپ بھلائے کھڑے تھے۔۔۔جو ہونے والا تھا۔۔وہ اس بات پر راضی نہیں تھے۔۔۔

مگر نویرہ کی جانب سے ملنے والی قسم نے ان کو ایک ایسی زنجیر میں قید کر دیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔

نویرہ ہی تھی جو ان تینوں کو بے بس کر دیتی تھی۔۔۔ ان کے اوپر اپنی مرضی چلا لیتی تھی۔۔۔ کیونکہ ان تینوں کو نویرہ بہت زیادہ عزیز تھی۔۔۔

وہ اسے اپنی پھوپھو سے زیادہ چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا ہے تھا۔۔۔ جب میرب یاور کے بالکل آگے آن کھڑی ہوتی اسے ہر طرح سے کور کر گئی تھی۔۔

زاراب غصے سے مٹھیاں بھینچنے کے ساتھ ساتھ اس لڑکی کی عقلمندی کا قائل ہوا تھا۔۔

"سب کچھ کلیئر ہے۔۔بس میرب راجپوت راستے میں آ رہی ہے۔۔کچھ لمحے بچے ہے اس خونی کھیل میں میرب بے موت ماری جائے گی۔۔۔"

فیروز اور ارشیان بھی نوٹ کر چکے تھے کہ میرب کیا کر رہی ہے۔۔۔

"نہیں۔۔۔زاراب خان نیازی کے ہوتے ہوئے تو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔"

زاراب نفی میں سر ہلاتا اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے اپنے خاص آدمی کو اشارہ کرتا آگے بڑھا تھا۔۔۔

زاراب ابھی سٹیج سے تھوڑے سے فاصلے پر ہی تھا۔۔جب اس کے کہے کے مطابق وہاں کی ساری لائٹس آف ہوئی تھیں۔۔

ہر طرف شور سا مچ گیا تھا۔۔۔

جب زاراب نے آگے ہوتے میرب کے لپسٹک سے سجے حسین لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے سے پوری طرح اپنے حصار میں لیتا اسے اٹھا چکا تھا۔۔۔

میرب نے ہاتھ پیر مارنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ زرا سی آواز تک نہیں نکال پائی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ اچانک یہ سب ہوا کیا ہے۔۔۔

اس کے گرد بندھا مضبوط حصار کس انسان کا تھا یہ بات محسوس کرنے میں اسے زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔۔۔

زاراب اسے اٹھائے ہال کمرے سے باہر آگیا تھا۔۔۔

ان کے نکلتے ہی ہال کی لائٹس آن کر دی گئی تھیں۔۔۔

اس نے ابھی تک میرب کے ہونٹوں سے ہاتھ نہیں ہٹایا تھا۔۔۔

زاراب اسے لیے سائیڈ پر آگیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے حویلی کے باہر فائرنگ کی آواز آئی تھی۔۔

میرب کی آنکھوں میں خوف نمایاں ہوا تھا۔۔۔اس نے پلٹ کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔

تو اس کا مطلب اس کا شک ٹھیک نکلا تھا۔۔یہ لوگ یاور کو نقصان پہنچانے والے تھے۔۔۔

"نن نہیں تم یاور لالہ کو کچھ نہیں کرو گے۔۔۔"

زاراب کے ہاتھ ہٹاتے ہی میرب تڑپ کر بولی تھی۔۔۔

"میں کچھ نہیں کر رہا۔۔۔تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔۔"

زاراب نے فوراً سے نا سمجھی کا اظہار کیا تھا۔۔

"تمہاری حویلی کے باہر فائرنگ ہو رہی ہے اور تم اتنے سکون سے کھڑے ہو۔۔۔"

میرب نے اسے طنزیہ نگاہوں سے دیکھتے اس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا۔۔۔

"تو ضروری تو نہیں میں ہی سب سے پاورفل ہوں۔۔ کوئی مجھ سے زیادہ طاقتور بھی تو ہو سکتا ہے نا۔۔ جو میری حویلی میں داخل ہو کر حملہ کر دے۔۔۔"

زاراب نیازی کی آنکھوں کی پراسرار چمک واضح ہوئی تھی۔۔ جو نوٹ کرتے میرب خوف سے کانپ گئی تھی۔۔۔ اسے سمجھنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔۔۔

یہاں کتنی بڑی سازش کی گئی تھی۔۔۔

"سلطان شاہ۔۔۔۔؟؟"

میرب نے سیاہ لباس میں ملبوس اسلحے سے لیس شخص کو ہال کمرے کی جانب بڑھتے دیکھا تھا۔۔۔اسکے پیچھے اس کی پوری فورس تھی۔۔۔

سب لوگ ہی سیاہ لباس میں موجود تھے۔۔۔

میرب نے آج تک ایک بار بھی سلطان شاہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔مگر یہ تینوں خان ایک ساتھ اپنے سارے دشمنوں کے ساتھ کیا کھیل کھیل گئے تھے۔۔۔اس بات کی سمجھ اسے اب آرہی تھی۔۔۔۔

میرب نے آج تک ایک بار بھی سلطان شاہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔ مگر یہ تینوں خان ایک ساتھ اپنے سارے دشمنوں کے ساتھ کیا کھیل کھیل گئے تھے۔۔۔ اس بات کی سمجھ اسے اب آرہی تھی۔۔۔۔۔

وہ جانتے تھے کہ سلطان شاہ زندہ ہے۔۔ انہوں نے نویرہ کی شادی یاور سے صرف اسی وجہ سے طے کی تھی۔۔ تاکہ سلطان شاہ غصے میں آکر ان سب کے سامنے آجائے۔۔ جس کے بعد سلطان کی جانب سے جو موت کا ڈرامہ رچ گیا تھا۔۔ وہ بھی سب کے سامنے آگیا تھا۔۔ اور یاور راجپوت جو ہمیشہ سے خانوں کو بہت برا لگتا آیا تھا۔۔۔

جو ہر روز خانوں کے خلاف کوئی نہ کوئی چال ضرور چلتا رہتا تھا۔۔ آج وہ بھی سلطان شاہ کی وحشت کی بھینٹ چڑھنے والا تھا۔۔۔ نویرہ خان نیازی کے اوپر بری نظر ڈال کر اور اس کے نام شادی کا پروپوزل بھیجوا کر وہ اب

سلطان شاہ کا شکار بن چکا تھا۔۔۔ اس کا قصور سلطان شاہ کی نظر میں اتنا سنگین تھا کہ جس کی سزا وہ اسے موت سے بدتر کوئی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔۔

میرب زاراب سے خود کو آزاد کرواتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ زاراب بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے اندر فائرنگ ہوئی تھی۔۔ دروازے تک پہنچتی میرب کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔

سلطان شاہ نے کسی کو بھی کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر تیز قدموں سے اندر آتے سٹیج پر براجمان یاور راجپوت پر فائرنگ کھول دی تھی۔۔۔

یاور کو خون سے لت پت ہو کر نیچے گرتا دیکھ پورا ہال کمرہ چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

راجپوت خاندان کے افراد نے آگے آنا چاہا تھا۔۔۔ مگر سلطان شاہ کے آدمیوں نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا تھا۔۔۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ بہت سارے لوگ ابھی تک شاک سے نہیں نکل پائے تھے۔۔۔

سب پھٹی پھٹی نگاہوں سے سلطان شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس کے چہرے سے سیاہ رومال ہٹ چکا تھا۔۔۔ وہ اب سٹیج کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

جہاں یاور بے دم ہو کر ایک جانب گر چکا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب گھونگھٹ میں ڈھکی چھپی بیٹھی نویرہ نیازی اندر تک کانپ گئی تھی۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ ویسے ہی نویرہ کو اپنی دھڑکنیں ساکت ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

نویرہ نے نگاہیں اٹھا کر اپنی تینوں بھتیجوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جن کے سروں پر بندوقیں تانی گئی تھیں۔۔ دیکھنے والے یہی سمجھ رہے تھے کہ انہیں ان بندوقوں کے خوف کے روکا ہوا ہے۔۔۔

مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ تینوں نویرہ کی جانب سے دی گئی قسم کی وجہ سے بے بس کھڑے تھے۔۔ اگر وہ ذرا سا اشارہ کر دیتی تو ان لوگوں نے سلطان شاہ سے اسے محفوظ کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگانا تھا۔۔۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔ نویرہ اتنے آگے پہنچ کر اب اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتی تھی۔۔

نویرہ بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔

جب اسے اپنے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں پر سلطان شاہ کے ہاتھوں کا دہکتا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔

نویرہ کی حالت مزید غیر ہوئی تھی۔۔۔یہ شخص کسی محبت کے تحت لینے نہیں آیا تھا اسے۔۔بلکہ اسی کی جانب سے کھیلے گئے کھیل کا شکاری بن کر آیا تھا۔۔۔

اب آنے والے وقتوں میں وہ اپنا غصہ اور انتقام پورا کرنے کے لیے اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا یہ سوچ کر ہی وہ اندر تک لرز رہی تھی۔۔۔

ان تینوں نے ہی اس دن اس کے پاس آکر اسے بتایا تھا کہ سلطان شاہ زندہ ہے۔۔۔وہ تینوں جانتے تھے کہ سلطان شاہ مرنے کا صرف ڈرامہ کر رہا ہے۔۔۔یعقوب نیازی آج کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھے۔۔اگر وہ بتا بھی دیتے تب بھی ان کی بات پر یقین نہیں کیا جانا تھا۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ انہوں نے یہ گیم کھیلا تھا۔۔۔وہ جانتے تھے کہ سلطان شاہ یہ نکاح کسی قیمت پر نہیں ہونے دینے والا تھا۔۔۔اسے چاہے اپنی جان دینی پڑ جاتی لیکن وہ یہ نکاح روکنے ضرور آتا۔۔سلطان شاہ کو یاور راجپوت سے شدید نفرت تھی۔۔جو ہمیشہ سے نویرہ پر نظر رکھتا آیا تھا۔۔۔

ان لوگوں نے اسی نفرت کو استعمال کرتے اپنے ایک دشمن کے ہاتھوں دوسرے دشمن کو مروا دیا تھا۔۔۔

وہ تینوں صرف یہ نکاح رکوانا چاہتے تھے۔۔۔ اور ساتھ ہی سلطان شاہ کی سچائی بھی سب کے سامنے لانا چاہتے تھے۔۔ مگر نویرہ کو اس کے حوالے کسی قیمت پر نہیں کرنے والے تھے۔۔ لیکن یہاں نویرہ نے ان کے کھیل کو پلٹ دیا تھا۔۔۔

وہ اب اپنی زندگی کے اس ڈرامے سے بری طرح زچ ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اب اگلا قدم اٹھانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ سلطان شاہ کی زندگی میں شامل ہونا چاہتی تھی۔۔۔ اور اپنی اس کہانی کا دی اینڈ چاہتی تھی۔۔۔

وہ اپنے ماں باپ کو مزید اپنے لیے روتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ نہ دنیا والوں کی ترس بھری نگاہیں مزید برداشت کرنے کی ہمت بچی تھی اس میں۔۔۔ اس کا کیا گیا یہ فیصلہ اتنا آسان بالکل بھی نہیں تھا۔۔ مگر اپنے دل کو پتھر کرتے وہ اس انسان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر گئی تھی۔۔۔

جس نے اس کی زندگی سے ہر خوشی چھین کر اسے بھر بھری ریت کی مانند کر دیا تھا۔۔۔ جس انسان کی خاطر اس نے اب تک نجانے کتنے آنسو بہائے تھے۔۔ اور آگے نجانے کب تک بہانے تھے۔۔ لیکن وہ سوچ چکی تھی کہ جس طرح اس شخص نے اس کی زندگی اجیرن کی تھی۔۔ ویسا ہی سلوک وہ اس کے ساتھ بھی کرنے والی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ سامنے سٹیج پر کھڑا انسان سلطان شاہ ہے۔۔۔ جو انسان اس کے مطابق کومہ میں بہت بری کنڈیشن میں تھا۔۔۔ پھر وہ یہاں کیسے آگیا تھا۔۔۔

حانم کا دل اس بات پر یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا کہ اس کے چاچو اس کے ساتھ ایسا کھیل کھیل سکتے تھے۔۔ جن کی خاطر وہ دشمنوں کی حویلی میں رہ رہی تھی۔۔۔ وہ اس کو بھی دھوکا دے رہے تھے۔۔۔

حانم کو اب بھی لگ رہا تھا کہ شاید یہ اس کا آنکھوں دیکھا کوئی دھوکا ہو۔۔۔

اس نے جلدی سے عبید کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

"عبید چیک کرو چاچو روم میں ہیں۔۔۔؟؟"

حانم کے لہجے میں ایک عجیب سا خالی پن تھا۔۔

"حانم میں ابھی تمہیں کال کرنے ہی والا تھا۔۔ چاچو کمرے میں تو کیا فلیٹ میں کہیں پر بھی نہیں ہیں۔۔ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا کون لے جا سکتا ہے انہیں یہاں سے۔۔۔ یہ فلیٹ بالکل سیف ہے۔۔۔۔"

عبید ابھی مزید بھی کچھ بول رہا تھا۔۔ مگر حانم کال کاٹ کر نمی بھری نے یقین آنکھوں سے سلطان شاہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کے چاچو اپنے مفاد کی خاطر اسے بھی دھوکا دے چکے تھے۔۔۔اس نے کیا غلط کیا تھا۔۔ وہ تو اپنی پوری زندگی انہیں کے نام پر وقف کر چکی تھی۔۔ وہ پھر بھی اس پر اعتبار نہیں کر پائے تھے۔۔۔ حانم کا دل ٹوٹ سا گیا تھا۔۔۔ اس کی زندگی کا واحد رشتہ بھی اس کی زندگی سے نکل گیا تھا۔۔

وہ اب بالکل تنہا تھی۔۔۔ شاید بچپن سے لے کر اب تک اس کی زمہ داری نبھاتے نبھاتے وہ تھک چکے تھے۔۔۔ انہوں نے کبھی اسے اپنی زندگی میں پوری طرح سے اور اب تو بالکل ہی سائیڈ پر کر دیا تھا۔۔۔

سلطان شاہ نے آگے بڑھ کر نویرہ کا ہاتھ تھام کر اسے کھڑا کیا تھا۔۔ نویرہ چابی کی گڑیا کی طرح اس کے زرا سا جھٹکا دینے پر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

وہ اس کے بالکل سامنے تھا۔۔۔ مغرور نقوش سے سجا اس کا حسین چہرا نویرہ کے دل پر قیامت ڈھا گیا تھا۔۔ وہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ وجیہہ اور خوبرو ہو چکا تھا۔۔ اس کے مونچھوں تلے سختی سے ایک دوسرے میں پیوست اعنابی لب اور چہرے پر موجود چٹانوں جیسی سختی نویرہ کے خوف میں اضافہ کر گئی تھی۔۔

وہیں اتنے عرصے بعد اپنے محبوب شوہر کو سامنے دیکھ دل سے ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔ کیونکہ یہی انسان اس کی بربادی اور تکلیف کا باعث رہا تھا پچھلے دس سالوں سے۔۔۔

نویرہ اس وقت عجیب سے احساسات کا شکار تھی۔۔اس کے دل کی دھڑکن ہر گزرتے لمحے کے ساتھ تیز ہو رہی تھی۔۔

اس نے بھی تو اس شخص کو ٹھکرایا تھا پوری دنیا کے سامنے۔۔اگر وہ اپنا بدلہ پورا کرنے پر آتا تو نجانے وہ کیا کرتی۔۔۔نویرہ ہر طرح سے خوف اور گھبراہٹ کا شکار تھی۔۔۔

نویرہ نے گھونگھٹ میں سے اپنی کانپتی لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جب اسی لمحے سلطان شاہ نے بھی اپنی وحشت ٹپکاتیں سیاہ نگاہوں سے اس کے گھونگھٹ جو گھورا تھا۔۔۔

جو اس کی بیوی ہونے کے باوجود کسی اور کے نام کی دلہن بنی بیٹھی اس کے سینے میں آگ بھڑکا گئی تھی۔۔۔

اس کی گرفت میں موجود سختی ایک دم بڑھ گئی تھی۔۔

سلطان شاہ کے ہاتھ کا لمس نویرہ کی جان فناں کر گیا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت اپنے حواس کھو دے گی۔۔ یہ سب کچھ کہیں نہ کہیں اسی کے پلان کے مطابق ہو رہا تھا۔۔

سلطان جیسے ہی نویرہ کو لیے سٹیج سے اترا یعقوب نیازی ایک دم اس کے مقابل آئے تھے۔۔۔

"تم میری بیٹی کو اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتے۔۔۔"

یعقوب خان نیازی خود پر تانی گئی بندوق کی پرواہ کیے بغیر سلطان کے مقابل آئے تھے۔۔۔ سلطان شاہ کے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے نویرہ کا دھان

پان سا وجود چھپ گیا تھا۔۔۔ سلطان شاہ اس کا ہاتھ ایسے تھامے کھڑا تھا

جیسے اب زندگی میں کبھی نہ چھوڑنے کا عہد کر چکا ہو۔۔

"بیوی ہے وہ میری۔۔۔ جس کا نکاح آپ لوگ کسی اور سے کروا رہے

تھے۔۔۔ اب کسی قیمت پر نہیں رہنے دوں گا یہاں۔۔۔"

سلطان شاہ اس وقت یعقوب خان نیازی کا لحاظ کرنے کے موڈ میں بھی نہیں

تھا۔۔۔

یعقوب نیازی نے پلٹ کر اپنے تینوں پوتوں کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اپنی جگہ

ساکت کھڑے انہیں حیران کر رہے تھے۔۔ کیا وہ خود پر تنے ہتھیاروں

سے اس قدر خوفزدہ ہو گئے تھے کہ وہ اپنی جان سے پیاری پھوپھو کو بچانے

نہیں آپا رہے تھے۔۔ یہ بات کسی صورت بھی مانے جانے کے قابل نہیں تھی۔۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان تینوں کے قدموں کو نویرہ نیازی کی قسم نے ہی روک رکھا ہے۔۔۔

گیلانی خاندان اور راجپوت حویلی کے سب لوگ گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے اس وقت سلطان شاہ کی نظروں سے بھی چھپ جانا چاہتے تھے۔۔ سلطان شاہ کس دماغ کا انسان تھا۔۔ اس بات سے سب لوگ واقف تھے۔۔۔

"تم قابل نہیں ہو میری بیٹی۔۔۔میری زندگی کا سب سے غلط فیصلہ تھا جب تمہیں اپنی بیٹی سونپی تھی۔۔مگر اب میں وہ غلطی دوبارہ نہیں کروں گا۔۔۔تمہیں ابھی اور اسی وقت آزاد کرنا ہو گا میری بیٹی کو۔۔۔"

یعقوب نیازی نے اپنی پاکٹ سے گن نکالتے سلطان کے عین سینے پر رکھ دی تھی۔۔نویرہ نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔چہرا بالکل بھیگ چکا تھا۔۔۔

فرمان نیازی اور اسفند نیازی بھی قریب آچکے تھے۔۔۔

مگر وہ تینوں ابھی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے تھے۔۔

زاراب کے اشارے پر یاور کو وہاں سے اٹھا کر لے جایا جا چکا تھا۔۔۔کیونکہ وہ اگر ایسا نہ کرتا تو میرب نے ضرور خود کو نقصان پہنچا لینا تھا۔۔۔

یاور کا بہت زیادہ خون بہہ چکا تھا۔۔۔ راجپوت خاندان کے افراد جو اچانک یہ سب ہوتا دیکھ شاک میں تھے۔۔

"تم بہت زیادہ سفاک اور درندہ صفت انسان ہو۔۔۔ جو حرکت تم نے کی ہے۔۔۔ بہت برا انجام ہو گا تمہارا۔۔۔ ایک دن تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کھیل کھیلا جائے گا۔۔۔ تم بھی ایسے ہی مرو گے جیسے تم نے میرے بھائی کے ساتھ کیا ہے۔۔۔ چھوڑوں گی نہیں تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گی۔۔۔

"

میرب نے جاتے ہوئے زاراب نیازی کی جانب نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھتے اپنے دل سے اس کے لیے ہر طرح کے جذبات کو نوچ پھینکا تھا۔۔۔

وہ انسان اب اس کا صرف دشمن تھا۔۔۔

اس انسان کے اتنے برے رویوں کے باوجود اس کے دل میں ابھی بھی سافٹ کارنر تھا۔ لیکن یہ شخص اس قابل ہی نہیں تھا۔ اس نے کبھی میرب کو اتنی ویلیو نہیں دی تھی۔۔۔ وہی ہر بار اس کے پیچھے بھاگتی رہی تھی۔۔۔

مگر اس بار اس کے دل پر وار کر کے اس نے جو کیا تھا اس کے بعد میرب اسے بالکل بھی معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔

کیونکہ زاراب نیازی نے ہمیشہ اس کے دل پر وار کیا تھا۔۔ زاراب نے خاموش نگاہوں سے آنسوؤں میں بھیگتی میرب کو وہاں سے جاتے دیکھا تھا۔۔

آج پہلی بار میرب کی آنکھوں میں شدید نفرت دیکھ وہ اسے خود سے بہت دور ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔ مگر وہ اسے روکنے اور اپنے پاس بلانے کے

لیے کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔ سب کے سامنے پاور فل بن کر رہنے والا زار اب خان نیازی آج پھر میرب راجپوت کے معاملے میں ہمیشہ کی طرح سب کے سامنے بے بس رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم نویرہ کو نہیں لے جاسکتے۔۔۔"

یعقوب خان نیازی اپنی بات پر ڈٹے ہوئے تھے۔۔۔ جبکہ دوسری جانب سلطان شاہ اب پہلے والا سلطان شاہ بالکل بھی نہیں رہا تھا۔۔ جو ان کی بات مان جاتا۔۔۔

"دادا جان پلیز۔۔۔"

ارشیان نے ان کے قریب آتے انہیں گن نیچے کرنے کا کہا تھا۔۔

انہوں نے بے یقینی بھری نگاہوں سے اپنے پوتے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میں اپنی بیٹی کو ایسے ہی اس درندے کے حوالے کر دوں۔۔؟ تم سب کا دماغ خراب ہو چکا ہے کیا۔۔۔؟؟"

یعقوب نیازی غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔

سلطان شاہ کے ہاتھ میں بھی گن تھی۔۔۔ مگر اس نے ابھی تک یعقوب خان نیازی پر نشانہ نہیں باندھا تھا۔۔۔ شاید وہ اب بھی کچھ لحاظ بر قرار رکھے ہوئے تھا۔۔۔

نویرہ جو سلطان کے پہلو میں کھڑی درزیدہ نگاہوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔ سلطان کے سینے پر رکھی بندوق کی نال اس کی سانسیں روک رہی تھی۔۔

وہ دھیرے دھیرے کانپ رہی تھی۔۔۔

وہ بس اسی خون خرابے سے ڈرتی تھی۔۔۔ انا اور ضد کی اس جنگ میں وہ مزید کوئی نقصان ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

اس کا باپ اور شوہر دونوں ہی اپنی انا کی خاطر ایک دوسرے کی جان کے در پے آگئے تھے۔۔۔

جو بات اس کے لیے سب سے زیادہ اذیت کا باعث تھی۔۔

نویرہ نے نگاہیں اٹھا کر سلطان کے سینے پر تانی بندوق دیکھی تھی۔۔۔

اسے محسوس ہوا تھا جیسے یعقوب نیازی سخت غصے میں اپنا آپا کھوتے ٹریگر پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔۔۔۔ اس جانب کسی کا دھیان نہیں تھا۔۔۔

مگر نویرہ کو اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

نویرہ کو محسوس ہوا تھا جیسے یعقوب نیازی سخت غصے میں اپنا آپا کھوتے ٹریگر پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔۔۔۔اس جانب کسی کا دھیان نہیں تھا۔۔۔

مگر نویرہ کو اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔۔۔اور یعقوب نیازی کا ہاتھ تھام کر پوری قوت کے ساتھ بندوق کا رخ اوپر کی جانب موڑ دیا تھا۔۔۔

چند لمحوں کا کھیل تھا۔۔بندوق سے نکلنے والی گولی چھت پر جا لگی تھی۔۔۔

نویرہ اگر زرا سی دیر کے لیے بھی چوک جاتی تھی اس گولی نے سلطان کے سینے کے آر پار ہو جانا تھا۔۔۔

سلطان شاہ جو پورا ٹائم بے تاثر چہرے اور بے رنگ آنکھوں کے ساتھ وہاں کھڑا ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔۔۔

یعقوب نیازی کی اس حرکت پر پہلی بار اس کی آنکھوں میں بے یقینی کی جھلک نمایاں ہوئی تھی۔۔۔

وہ یہ تو جانتا تھا کہ یعقوب نیازی کے تینوں پوتے اس سے شدید نفرت کرتے تھے۔۔۔ مگر اسے یعقوب نیازی سے اس بات کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔

سب لوگ شاکی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔ جہاں کچھ لوگوں کے لیے یعقوب نیازی کا سلطان پر گولی چلانا بے یقینی بھری بات تھی۔۔۔ وہیں بہت سارے لوگ نویرہ کی بے اختیار حرکت پر اپنی جگہ بے یقین کھڑے تھے۔۔

انہیں لوگوں میں یعقوب نیازی بھی شامل تھے۔۔۔ان کی بیٹی نے سلطان شاہ کا ساتھ دیا تھا۔۔۔یہ بات ان پر بہت سارے در واں کر گئی تھی۔۔۔

انہیں اب اپنے پوتوں کا خاموش کھڑا رہنا اور نویرہ کا یوں سلطان کے ساتھ چل پڑنا سمجھ میں آیا تھا۔۔۔

نویرہ خود اپنی مرضی سے سلطان کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔۔یہ خیال یعقوب نیازی کی انا پر بہت کاری وار کر گیا تھا۔۔۔

جو دیکھ نویرہ کانپ گئی تھی۔۔

وہ اپنے ماں باپ کی اذیت ہی تو کم کرنا چاہتی تھی۔۔۔مگر انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

"بابا۔۔۔"

نویرہ نے الٹے قدموں سے پیچھے جاتے یعقوب نیازی کو بھیگی آواز میں پکارا تھا۔۔۔

"لے جاسکتے ہو تم اپنی بیوی کو۔۔۔ میرا اب اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔"

یعقوب نیازی نے چند لمحوں کے اندر اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔

وہی جس کا نویرہ کو ڈر تھا۔۔ اس نے اپنے بابا کے قریب جانا چاہا تھا۔۔ مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے خود سے کہ دور روک دیا تھا۔۔۔

سلطان شاہ گہری طنزیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

جو اس کی جان بچانے کی وجہ سے اپنی بیٹی سے ہر رشتہ توڑ چکے تھے۔۔۔

"شکریہ میری آنکھیں کھولنے کے لیے۔۔۔اب ہمارے بیچ کوئی لحاظ نہیں بچا یعقوب خان نیازی۔۔۔ تم بھی میرے دشمنوں میں شامل ہو چکے ہو۔۔۔ "

سلطان شاہ کا لہجہ بالکل بے لچک اور بے تاثر تھا۔۔ مگر جو سمجھنے والے تھے وہ اچھے سے سمجھ چکے تھے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔۔۔

سلطان کی گرفت نویرہ کے ہاتھ پر مزید سخت ہوئی تھی۔۔۔نویرہ نے مڑ کر دور کھڑی اپنی ماں اور باقی خواتین کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو آنکھوں میں آنسو بھرے دور سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اپنے تینوں بھتیجوں پر ایک آخری آنسوؤں بھری نظر ڈالتے وہ سلطان کے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔وہ تینوں اپنی مٹھیاں بھینچے بہت ضبط کے عالم

میں کھڑے تھے۔۔۔ اگر نویرہ کی قسموں اور ایموشنل بلیک میلنگ نے ان کے ہاتھ نہ باندھ رکھے ہوتے تو وہ اب تک سلطان شاہ کا کام تمام کر اسے اس حویلی سے باہر پھینک چکے ہوتے۔۔۔

سلطان نے ایک استہزائیہ نظر فیروز پر ڈالی تھی۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ آج تم سب کے سامنے تمہیں ہرا کر تمہارے محل کی شہزادی کو اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔ مگر تم لوگ دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کر پا رہے۔۔

فیروز اور سلطان کا پہلے بھی ایک دو بار سامنا ہو چکا تھا۔۔۔ ہر بار ان کی ملاقات انتہائی بدترین رہی تھی۔۔۔ جس کا ریزن نویرہ ہی تھی۔۔

نویرہ کو سلطان کے ساتھ جاتا دیکھ فیروز نے اپنی جلتی آنکھوں کو سختی سے میچتے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔ اپنے چاچو کو ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی حانم نے

پلٹ کر فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی کیفیت اسے نارمل بالکل بھی نہیں لگی تھی۔۔۔

خان حویلی میں اچانک سے بالکل سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

سب لوگ اپنی اپنی جگہ خاموش سے تھے۔۔۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ ہوا کیا تھا۔۔۔

سلطان شاہ تو مر چکا تھا۔۔۔ پھر اچانک آکر اس نے نہ صرف خان حویلی والوں سے دشمنی مول لے لی تھی۔۔۔ بلکہ خانوں اور راجپوتوں کی دوستی کو بھی نقصان پہنچایا تھا۔۔۔

اور سب سے بڑی بات۔۔ نویرہ نیازی کو اپنے ساتھ لے کر جا چکا تھا۔۔۔

یہ بات ان سب کے لیے چھوٹی بات نہیں تھی۔۔۔ سلطان شاہ اب پہلے والا نہیں تھا۔۔ وہ ایک گینگسٹر بن چکا تھا۔۔ جس کے ساتھ رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔

ان سب کا دل نویرہ کے لیے فکر مند تھا۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

یاور کی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔ راجپوت خاندان پر جیسے قیامت ٹوٹ گئی تھی۔۔ وہ لوگ خوشیوں کی بارات لے کر خان حویلی پہنچے تھے۔۔ مگر ان کے ساتھ جو دھوکا کیا گیا تھا۔۔ اس نے حسین راجپوت سمیت ان کے پورے خاندان کو واپس سے خان حویلی والوں کا دشمن بنا دیا تھا۔۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس دھوکے کا ایسا بدلہ لیں کہ ان کی سات پشتیں یاد رکھیں۔۔۔

میرب کا غم وغصے سے برا حال تھا۔۔وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنے بھائی کو نہیں بچا پائی تھی۔۔۔اسے آخری لمحے تک لگ رہا تھا کہ زاراب نیازی اتنا گھٹیا نہیں ہو سکتا تھا۔۔

مگر اس انسان نے ہمیشہ کی طرح اسے یہاں بھی غلط ثابت کر دیا تھا۔۔

زاراب نیازی کی وجہ سے اس کی حویلی میں ماتم بچھ گیا تھا۔۔۔یاور کی جانب سے ڈاکٹر تقریباً نا امید ہو چکے تھے۔۔اس پر سلطان شاہ نے جس طرح اندھا دھند فائرنگ کی تھی۔۔۔وہ یاد کرتے ان سب کے دل کانپ جاتے تھے۔۔۔

اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اپنے کے ساتھ ایسا ہوتے دیکھنا بہت تکلیف دہ امر تھا۔۔۔

شاہنور اپنی جگہ شاک کے عالم میں کھڑی تھی۔۔۔اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ خان حویلی میں ان کے ساتھ یہ کیا گیا تھا۔۔۔اس کا دل اب بھی یہی کہہ رہا تھا کہ اس ساری سازش میں ارشیان نیازی شامل نہیں ہو گا۔۔۔

وہ اتنا برا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

"میرب تم کیسے جانتی تھی کہ یاور کی جان کو خطرہ ہے۔۔۔؟؟"

وہ سب ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑے تھے۔۔۔جب تیمور راجپوت نے کسی خیال کے زیرِ اثر میرب کو مخاطب کیا تھا۔۔جب ان سب کا دھیان بھی میرب کی جانب گیا تھا۔۔جو آج صبح سے مسلسل سب کو روک رہی تھی۔۔۔

اسی چکر میں اس نے یاور سے تھپڑ بھی کھایا تھا۔۔۔اس کا گال اس تھپڑ کی وجہ سے اب بھی لال تھا۔۔۔اور تھپڑ مارنے والا اس وقت زندگی اور موت کی کشمش میں مبتلا تھا۔۔۔

اس انتہائی غیر متوقع سوال پر میرب لمحے بھر کو کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔

سب کی نگاہیں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

"میں جانتی نہیں تھی۔۔۔مجھے صرف شک تھا۔۔وہ تینوں بھائی شدید نفرت کرتے ہیں ہمارے خاندان سے۔۔ان کا نویرہ نیازی کے رشتے کے لیے اتنی آسانی سے مان جانا مجھے شک میں مبتلا کر گیا تھا۔۔اسی کی بنا پر میں آپ سب کو روکنا چاہتی تھی۔۔۔"

میرب نے کچھ سچ اور جھوٹ کی آمیزش کرتے ان سب کو بتادیا تھا۔۔وہ اب بھی چاہ کر زاراب خان نیازی کے خلاف کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔ وہ زاراب کا نام لے سکتی تھی۔۔ مگر ایک بار پھر اس کا دل اس کے اوپر حاوی ہوا تھا۔۔۔

میرب کی بات پر حسین راجپوت نے جانچتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ مگر ہمیشہ کی طرح انہوں نے اب کی بار بھی اس معاملے میں خاموش رہنا کی ٹھیک سمجھا تھا۔۔

"ڈاکٹر صاحب۔۔۔۔"

آئی سی یو کے دروازے سے باہر نکلتے ڈاکٹر کو دیکھ وہ سب تیزی سے ان کی جانب بڑھے تھے۔۔

"آئم سوسوری۔۔۔پیشنٹ کا خون بہت زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے ہم انہیں کومہ میں جانے سے نہیں بچا پائے۔"

ڈاکٹرز اپنی بات کہہ کر وہاں سے جا چکے تھے جبکہ وہ سب آنسوؤں بھری آنکھوں کے ساتھ جہاں کے تہاں کھڑے رہ گئے تھے۔۔۔

"یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔پلیز تم پاکستان آجاؤ۔۔۔"

امریکہ میں موجود اس کی چچا کی فیملی تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔صائم نے میرب کو کال کی تھی۔۔جب اسکی آواز سنتے ہی میرب پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

اسے اس وقت ایک دوست کی اشد ضرورت تھی۔۔۔جو اس مشکل وقت میں اس کا سہارا بن سکتا۔۔وہ بالکل تنہا محسوس کر رہی تھی خود کو۔۔۔

حویلی میں کسی سے بھی کچھ شیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

صائم سے اس کی بہت اچھی دوستی تھی۔۔اس کی آواز سنتے ہی میرب جیسے ٹوٹ گئی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب صائم جو کتنے عرصے سے میرب کے ہونٹوں سے یہی الفاظ سننے کا منتظر تھا اس کو اپنے ارد گرد پھول سے کھلتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔اتنی سیریس سچویشن میں بھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔۔۔

وہ یہی تو چاہتا تھا کہ میرب خود اسے وہاں بلوائے۔۔اس کی دلی مراد بر آئی تھی۔۔۔وہ اب فوری طور پر پاکستان آنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم کا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔

اس کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی۔۔۔ جس ہستی کی خاطر وہ اب تک اپنی ذات تک کو فراموش کرتی آئی تھی۔۔ اسی انسان نے اسے دھوکا دیا تھا۔۔۔ اس کے اعتبار کو چکنا چور کر دیا تھا۔۔۔

حانم اپنے ارد گرد ہوتی ہر شے سے انجان خان حویلی سے نکل آئی تھی۔۔ اس کی اب یہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔۔ خان حویلی میں اس وقت ایسا ماحول تھا کہ سب بھول ہی چکے تھے کہ حانم بھی اس حویلی میں موجود ہیں۔۔۔

یہ سوچ سب سے زیادہ اذیت ناک تھی کہ اس پوری دنیا میں کوئی ایسا نہیں تھا جو اس سے محبت کرتا ہو۔۔ جس کے نزدیک حانم کی ذرا سی بھی اہمیت

ہو۔۔۔کوئی بھی ایسا انسان نہیں تھا جسے حانم کے نہ ہونے سے فرق پڑتا

ہو۔۔

حانم کی حالت اس وقت بہت ہی زیادہ قابلِ رحم تھی۔۔۔

وہ نجانے کب سے مسلسل انجانے راستوں پر چلتی جارہی تھی۔اس کے پیر

بالکل شل ہوچکے تھے۔۔۔مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔وہ سب بھی اسی

ہوش ربا روپ میں تھی۔۔

اس بات سے انجان کہ اس طرح اکیلا رات کے پہر یہاں سے گزرنا کس

قدر خطرناک تھا۔۔۔

لیکن اسے اب پرواہ کہاں تھی۔۔۔وہ پوری طرح سے دل برداشتہ ہوچکی

تھی۔۔

وہ اپنے دھیان میں چل رہی تھی۔۔۔جب کچھ فاصلے پر اسے عجیب بے ہنگم قہقہوں کی آواز آئی تھی۔۔۔وہ نجانے کونسے کچے راستے پر اتر آئی تھی۔۔۔جہاں آگے درختوں کا جھنڈ تھا۔۔جس کے پاس اسے کچھ اوباش سے لڑکے بیٹھے نظر آئے تھے۔۔ان لوگوں کی نظر ابھی تک حانم پر نہیں پڑی تھی۔۔

مگر حانم ان کو دیکھ لینے کے بعد بھی بے پرواہ بنی ان کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

اس کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ اسے اپنے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کے وہ ان لوگوں کی نظر میں آتی۔۔جب فل سپیڈ سے آتی
ایک گاڑی اس کے قریب آکر رکی تھی۔۔۔

اور عجلت میں کوئی گاڑی سے نکلتا اس کے مقابل آیا تھا۔۔

حانم جو اپنے دھیان میں چل رہی تھی۔۔وہ اس کے یوں سامنے آجانے پر
اپنے قدموں کو بریک نہیں لگا پائی تھی۔۔

حانم کا سر اس شخص کے چوڑے مضبوط سینے سے جا ٹکرایا تھا۔۔۔ایک
مخصوص مسحور کن خوشبو حانم کو لمحے بھر کے لیے اپنی لپیٹ میں لیتی اس
کے حواسوں کو جکڑ گئی تھی۔۔

حانم ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

رات ہو جانے کی وجہ سے ہر طرف سیاہی پھیل چکی تھی۔۔۔ مگر پورے چاند کی روشنی اور گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بالکل واضح ہو رہے تھے۔۔۔

حانم بھیگی آنکھوں کے ساتھ کتنے ہی لمحے اسے تکے گئی تھی۔۔۔

"تم اس طرح اکیلی کیوں نکل آئی حویلی سے۔۔ یہاں اس طرح اکیلا آنا خطرناک ہے۔۔۔ تمہیں نقصان پہنچ سکتا تھا۔۔۔"

فیروز کے انداز میں اس کے لیے بے پناہ فکر تھی۔۔۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ نجانے کب سے اس کی خاطر خوار ہو رہا تھا۔۔ وہ حانم کی اس بے وقوفانہ حرکت پر بہت زیادہ غصے میں تھا۔۔ مگر اس وقت اسکی حالت دیکھ وہ اسے کچھ نہیں کہہ پایا تھا۔۔۔

"میری پرواہ ہے کسی کو۔۔۔اچھی بات ہے کچھ ہو جاتا تو میری ذات کا بوجھ ہی اس دنیا سے کم ہو جاتا۔۔۔"

حانم کی آنکھوں سے موتیوں کی لڑیوں کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

"تم ہوش میں تو ہو۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔؟؟"

حانم اپنی بات کہتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔۔جب فیروز نے اسے بازو سے تھام کر روکتے اپنے مقابل کیا تھا۔۔۔

حانم نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھاتے فیروز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو آنکھوں میں اس کے لیے فکر سموئے اسے تکے جا رہا تھا۔۔وہ اپنی حویلی کے لوگوں کو اتنی کریٹیکل سچویشن میں چھوڑ کر اس کی فکر میں اسے ڈھونڈتا اس کے پیچھے آیا تھا۔۔

اس کے اپنے چاچو نے اس کی جانب ایک نظر تک ڈالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

اور یہ شخص پرایا ہوتے ہوئے بھی اس کے لیے فکر مند تھا۔۔۔ حانم کا دل اس لمحے فیروز خان نیازی کی جانب ہمکنے لگا تھا۔۔ وہ خاموش نگاہوں سے اس کے تیکھے نقوش سے سجے خوبرو چہرے کی جانب دیکھتے اگلے ہی لمحے اس کے سینے پر اپنا چہرا ٹکاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

فیروز حانم سے ایسی کسی حرکت کی امید نہیں کر رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ بالکل ساکت ہوا تھا۔۔۔

حانم نے اس کے گرد بازوؤں کا حصار باندھتے اس کی شرٹ کو کمر سے مٹھیوں میں دبوچ رکھا تھا۔۔۔ جبکہ اپنا چہرا اس کے سینے پر ٹکائے وہ سسکیاں بھرتی فیروز خان نیازی کو اپنی جگہ بالکل منجمند کر گئی تھی۔۔۔

اس کے آنسوؤں کی نمی اور چہرے کا گداز پن اگنور کیے جانے والا بالکل بھی نہیں تھا۔۔ وہ آج لگ بھی تو بہت حسین رہی تھی۔۔۔ اس کے وجود سے اٹھتی پھولوں اور پرفیوم کی دلفریب مہک فیروز نیازی کے اعصاب کو تقویت بخش رہی تھی۔۔۔

وہ اس نزاکت کی مورتی کو خود سے دور دھکیلنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس لمحے وہ ایسا کچھ بھی کر پانے میں خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔۔۔

حانم کے آنسوؤں فیروز کی شرٹ سینے سے بالکل بھگو چکے تھے۔۔۔

حانم کے آنسوؤں کی نمی اور چہرے کا گداز پن اگنور کیے جانے لائق بالکل بھی نہیں تھا۔۔ وہ آج لگ بھی تو بہت حسین رہی تھی۔۔۔ اس کے وجود سے اٹھتی پھولوں اور پرفیوم کی دلفریب مہک فیروز نیازی کے اعصاب کو تقویت بخش رہی تھی۔۔۔

وہ اس نزاکت کی مورتی کو خود سے دور دھکیلنا چاہتا تھا۔۔ مگر اس لمحے وہ ایسا کچھ بھی کر پانے میں خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔۔۔

حانم کے آنسوؤں فیروز کی شرٹ سینے سے بالکل بھگو چکے تھے۔۔۔

حانم کو اس لمحے بھری دنیا میں یہ شخص اپنا خیر خواہ لگا تھا۔۔ اسے وہ سب باتیں یاد آئی تھیں۔۔۔ جب جب فیروز نے اسے سلطان شاہ کے خلاف بتایا تھا۔۔

جنہیں وہ اس شخص کی سازش سمجھتی آئی تھی۔۔اب اسے لگ رہا تھا کہ اس شخص کے بارے میں غلط سوچ کر اس نے اچھا نہیں کیا تھا۔۔

اس کے چوڑے مضبوط وجود کا حصہ بنے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔۔۔ فیروز نے اس کے گرد اپنے بازو کا حصار قائم کر رکھا تھا۔۔وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں کو سہلاتا اسے خاموش کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

مگر حانم تو آج جیسے پوری طرح ٹوٹ بکھر گئی تھی۔۔۔یہ احساس ہی اس کے لیے بہت زیادہ جان لیوا تھا کہ اس کے چاچو کے نزدیک اس کی زرا برابھی اہمیت نہیں تھی۔۔

"آئم سو سوری۔۔۔"

حانم کے رونے کی شدت کافی حد تک کم ہو چکی تھی۔۔ مگر اس نے فیروز کے سینے سے چہرا اب بھی نہیں اٹھایا تھا۔۔۔

حانم کے جواب میں فیروز کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ وہ ویسے ہی خاموش کھڑا رہا تھا۔۔

"میں نے اپنے چاچو کی وجہ سے جذبات میں پاگل ہو کر تمہارے ساتھ بہت بار غلط کیا ہے۔۔۔ ہو سکے تو مجھے اس کے لیے معاف کر دینا۔۔۔"

حانم اب کے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔ اس کی گہری جھیل سی آنکھوں سے ایک بار پھر موتیوں کی طرح آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

"سوری بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں تمہاری سچویشن اچھے سے سمجھتا ہوں۔۔۔ جیسے تم اپنے رشتوں کی خاطر اپنی جان تک کی پرواہ نہیں

کرتی۔۔۔ ہر حد پار کر جانے والوں میں سے ہو۔۔ میں بھی بالکل ویسا ہی ہوں۔۔۔ اور جب ان اپنوں کی جانب سے دھوکا ملتا ہے۔۔۔ تو میں بھی ایسے ہی ٹوٹ جاتا ہوں۔۔۔ جیسے تم ٹوٹی ہو۔۔۔

ہاں بس فرق اتنا ہے کہ تم بالکل تنہا ہو گئی ہو۔۔ مگر میرے ساتھ میرے بھائی ہمیشہ چٹان بن کر کھڑے رہے ہیں۔۔۔ لیکن ڈونٹ وری تم بھی اب کبھی تنہا نہیں رہو گی۔۔۔ تم نے میری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ میں قبول کرتا ہوں اس دوستی کو۔۔۔ ہماری دشمنی کا تو شاید دی اینڈ ہو ہی چکا ہے۔۔ تو کیوں نہ دشمنی سے گہری دوستی کا آغاز کر لیا جائے۔۔۔۔"

فیروز نے حانم کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ جو بے یقینی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا یہ شخص واقعی اتنا اچھا تھا۔۔۔

اس نے تو ایک مقصد کے تحت فیروز کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔
مگر وہ اب بنا کسی مقصد کے صرف اس کی اذیت کم کرنے کے لیے اس کا غم گسار بن رہا تھا۔۔۔

حانم آج تک بہت کم لوگوں سے ملی تھی۔۔ جن میں سب سے زیادہ اگر کسی نے اسے امپریس کیا تھا تو وہ فیروز خان نیازی ہی تھا۔۔۔

حانم نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکراتے فیروز کی جانب سے بڑھائے گئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔۔ اس کی چوڑی ہتھیلی کے اندر حانم کا نازک سا دودھیا ہاتھ بالکل چھپ سا گیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے ہاتھ کا گداز پن محسوس کرتے فیروز کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ آزاد کر دیا تھا۔۔۔

رونے کی وجہ سے حانم کا مٹے مٹے میک سے سجا معصوم چہرا مزید پر کشش لگنے لگا تھا۔۔۔ حانم کی نظر فیروز کی شرٹ کی جانب اٹھتی اگلے ہی لمحے خفیف سے انداز میں جھک گئی تھی۔۔۔

فیروز نے بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اپنی شرٹ کی جانب دیکھا تھا۔۔ سفید شرٹ اس کے آنسوؤں کی نمی اور لپسٹک کے سرخ پن کی وجہ سے کچھ لمحے پہلے کی کہانی اچھے سے بیان کر رہی تھی۔۔

فیروز کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ کچھ تو ایسا تھا جو حانم شاہ کو بھی شرمسار کر سکتا تھا۔۔

حانم کے آنسوؤں میں اب کمی آچکی تھی۔۔۔ مگر مسلسل رونے کی وجہ سے اس کی سوجی آنکھیں اور گال مزید پھول کر اس کے سوگوار حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔۔

جبکہ دوسری جانب فیروز کی سحر انگیز مسکراہٹ دیکھ حانم کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔۔

یہ شخص بہت کم مسکراتا تھا۔۔ لیکن جب مسکراتا تھا تو دل جیت لیتا تھا۔۔۔

ان دونوں کے بیچ کیا چل رہا تھا وہ دونوں ہی اس بات سے بے خبر تھے۔۔۔ اور نہ ابھی تک اس بات پر یقین کر پا رہے تھے کہ وہ جو ایک دوسرے کے سامنے شو کروا رہے تھے کیا وہی ان کی حقیقت تھی۔۔۔

یا پھر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے سینے میں خنجر گھونپنے اپنے کسی نئے مفاد کے ساتھ آیا تھا۔۔۔

اس بات سے انجان وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کی دوستی قبول کر چکے تھے۔۔۔ یہ دوستی آنے والے وقت میں کس کے لیے بربادی بن کر ٹوٹنے والی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

مگر وہ دونوں ہی اپنی جگہ بہت محتاط تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ جیسے ہی حویلی کی دہلیز سے باہر نکلی تھی۔۔ اس کی نازک جان اس سے زیادہ ہمت اپنے اندر برقرار نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ سلطان شاہ کی مضبوط باہوں میں جھول گئی تھی۔۔۔

اس کا عروسی لباس میں سجا مہکتا وجود کھلے ہوئی گلاب کے پھول کی مانند اس کی بانہوں کو مہکا گیا تھا۔۔۔اگر وہ نویرہ خان نیازی کی محبت میں پاگل پہلے والا سلطان شاہ ہوتا تو ضرور اس حسن کی دیوی کے آگے اس لمحے پگھل جاتا۔۔۔

مگر اب ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔اس کے نزدیک یہ محبت کا جذبہ اور حسن کی یہ مہکار اب کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔وہ اپنے آپ کو ہر طرح سے پتھر کر چکا تھا۔۔۔

سالوں پہلے اسے جو اذیت دی گئی تھی۔۔۔وہ واپس سے کسی کو بھی ویسا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔اس لیے اس نے خود کو ہر احساس سے بے بہرہ کر دیا تھا۔۔۔

نویرہ کے پھول سے وجود کو اپنی باہنوں میں اٹھاتا وہ گاڑی میں آن بیٹھا تھا۔۔۔اگر خان حویلی والے یہ ڈرامہ نہ رچاتے تو شاید اس نے کبھی زندگی بھر نویرہ نیازی کو یوں اپنے ساتھ رخصت کروا کر نہیں لانا تھا۔۔۔

وہ تنہا رہنے کا عادی ہو چکا تھا۔۔۔

اب اسے کسی کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔نویرہ خان نیازی کی تو بالکل بھی نہیں۔۔۔

جس نے اسے سالوں پہلے ٹھکرا کر۔۔اس کی محبت پر تھوک کر اسے بے حس اور بے ضمیر بنا کے رکھ دیا تھا۔۔جس کے دل سے ہر احساس مر چکا تھا۔۔

وہ خود کو اب انسان نہیں کہتا تھا۔۔ کیونکہ اسے دوسروں کی تکلیف اور اذیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔ اس کے سامنے لوگ تڑپ تڑپ کر مر بھی جاتے اسے تب بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

نویرہ سلطان شاہ کے بارے میں یہ سب کچھ فیروز کے ذریعے جان چکی تھی۔۔۔ اس کا دل جو ہمیشہ سے اس سنگدل شخص کی محبت سے بھرا رہا تھا۔۔۔ وہ اس شخص کی ایسی اذیت ناک زندگی کا سن کر اپنے دل کو موم ہونے سے روک نہیں پائی تھی۔۔۔ وہ اسے معاف کرنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں رکھتی تھی۔۔۔ مگر وہ اس کی ہمدرد ضرور تھی۔۔ جو اس کی زندگی سنوارنے کے لیے اس کے قریب آئی تھی۔۔۔

وہ اپنے ماں باپ کی تکلیف بھی کم کرنا چاہتی تھی۔۔ جس چکر میں اس نے انہیں ناراض بھی کر دیا تھا۔۔ لیکن وہ اب دنیا والوں کے سامنے مزید مظلوم بن کر نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کا شوہر جیسا بھی تھا۔۔ مگر وہ اب اس کے گھر پر اس کی بیوی بن کر رہنا چاہتی تھی۔۔ چاہے وہ شخص اسے قبول نہ کرتا۔۔ مگر دنیا والوں کی نظر وہ ایک ساتھ ہی تھے۔۔

نویرہ کے لیے یہی کافی تھا۔۔۔

سلطان شاہ کی گاڑی ایک بڑے سے محل نما بنگلے کی روش سے گزرتی پورچ میں آن رکی تھی۔۔۔

جہاں جگہ جگہ گارڈز موجود تھے۔۔۔گھر کے اندرونی حصے کی جانب ملازمین موجود تھیں۔۔۔سلطان نویرہ کے وجود کو بانہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس کا اپنا کمرہ اوپر والے پورشن پر تھا۔۔۔مگر اس نے نویرہ کے لیے نیچے والا روم ہی سیٹ کروایا تھا۔۔وہ اسے اپنے روم میں تو کسی صورت نہیں رکھنے والا تھا۔۔۔اندر آتے اس نے نویرہ کے نازک وجود کو بیڈ پر پٹخنے کے سے انداز میں لٹا دیا تھا۔۔۔

نویرہ کے چہرے پر اب بھی گھونگھٹ ہنوز تھا۔۔۔سلطان نے ایک بار بھی اس کا چہرا نہیں دیکھا تھا۔۔۔

وہ ریڈ کلر کے لہنگے میں ملبوس تھی۔۔بیڈ پر لیٹنے کی وجہ سے اس کی پنڈلیوں سے لہنگا تھوڑا سا ہٹ چکا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی دودھیا گداز ٹانگیں ٹخنوں سے اوپر تک واضح ہونے لگی تھیں۔۔۔

جبکہ بھاری عروسی دوپٹہ بھی ایک جانب کو ڈھلک گیا تھا۔۔ جس کی وجہ سے اس کی نازک کمر اور چوڑیوں اور مہندی سے سجی کلائیاں مزید نمایاں ہوتیں دلکشی اور حسن کا بازار گرم کر گئی تھیں۔۔۔وہ نزاکت اور خوبصورتی کا شاہکار یہاں لے تو آیا تھا۔۔۔ مگر اب اس کے سامنے پتھر بن کر رہنا آسان کام نہیں تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر پڑا دوپٹہ سلطان کو عجیب سے احساس سے دوچار کر رہا تھا۔۔۔اس نے اب تک ایک بار بھی نویرہ کا چہرا نہیں دیکھا تھا۔۔

سلطان اسے وہاں لٹا کر پلٹنے ہی والا تھا جب کسی احساس کے تحت اس نے مڑ کر نویرہ کی جانب دیکھا تھا۔ وہ دھیرے سے جھکا تھا۔۔ نویرہ کی جانب بڑھتا اس کا ہاتھ کانپ گیا تھا۔۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کے چہرے پر سجا نیٹ کے سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ الٹ گیا تھا۔۔۔

لیکن نویرہ کے میک اپ سے سجے دو آتشہ حسن پر نظر پڑتے ہی سلطان شاہ کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

لال لپسٹک سے سجے کٹاؤ دار لب، سرخ لالی سے سجے پھولے ہوئے گلابی گال، آنکھوں پر سایہ فگن گھنیری لانبی زلفیں اور چھوٹی سی ستواں ناک میں سجی نوز پن۔۔۔۔

کوئی کافر کی ہو سکتا تھا جو پورا استحقاق رکھتے ہوئے اس حسین شے سے نظریں چرا جاتا۔۔۔اپنا شرعی اور قانونی حق رکھتے ہوئے۔۔۔

سلطان کی آنکھوں میں وحشت ناکی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔اس لڑکی نے اسے بہت درد دیا تھا۔۔۔اس کی روح کو چھلنی کیا تھا۔۔۔جو زخم اتنے عرصے میں مزید گہرے ہو چکے تھے۔۔۔وہ جانتا تھا یہ لڑکی اب بھی اس کی محبت میں نہیں آئی تھی۔۔

اگر اس کی خاطر آ بھی جاتی تب بھی وہ اس کے پتھر دل کو موم نہ کر پاتی۔۔۔

سلطان شاہ کے دل سے اب سارے ارمان ختم ہو چکے تھے۔۔۔اس کی محبت مر چکی تھی۔۔۔

وہ لوٹا تھا تو صرف برباد کرنے کے لیے۔۔۔ ہر اس انسان کی بربادی جو اس کی خوشیوں کا قاتل تھا۔۔۔ وہ ان سب لوگوں سے بہت دور اپنی زندگی بسا چکا تھا۔۔ مگر ان لوگوں کو اس کا زندہ رہنا بھی برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔

اور اب وہ کسی کو سکون سے زندہ نہ رہنے دینے کے لیے لوٹا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

راجپوت حویلی کے تمام افراد افسردگی اور اذیت سے چور حویلی واپس لوٹ چکے تھے۔۔ یاور کومہ میں تھا۔۔ اسے فلحال ہاسپٹل میں ہی رکھا گیا تھا۔۔۔ اس کے پاس تیمور اور باقی کزنز رکے ہوئے تھے۔۔۔ سب خواتین کو گھر بھیج دیا گیا تھا۔۔۔ شاہنور سب سے زیادہ گم صُم سی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب اس کے خاندان والے ایک بار پھر سے خانوں کے دشمن بننے والے تھے۔۔۔

وہ کتنی خوش تھی دونوں خاندانوں کی صلح پر۔۔۔

مگر اس کی خوشیوں کی مدت بہت زیادہ کم رہی تھی۔۔۔اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ ارشیان نیازی ایسا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔

وہ اتنا برا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

"میرب سلطان شاہ کی غلطی کا الزام خانوں پر کیوں لگایا جارہا ہے۔۔۔وہ بھی تو اتنے ہی انجان تھے نا۔۔۔نویرہ نیازی کو بھی تو زبردستی لے کر گیا ہے وہ۔۔۔۔"

شاہنور یہاں بھی ارشیان نیازی کے حق میں جنگ لڑ رہی تھی۔۔۔جو انسان اسے کچھ سمجھتا ہی نہیں تھا۔۔وہ اس کی خاطر مری جارہی تھی۔۔۔

شاہنور میرب کے پاس آتے بولی تھی۔۔۔ جو صوفے پر بیٹھی اضطرابی کیفیت میں اپنے پیر ہلا رہی تھی۔۔۔ اس نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔۔۔ اس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہو چکا تھا۔۔۔ جبکہ آنکھوں سے بہتے آنسوؤں نے پورا چہرا بھگو دیا تھا۔۔۔

اس کی یہ حالت دیکھ شاہنور کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

میرب کی کنڈیشن بھی کچھ اس جیسی ہی تھی۔۔ بس فرق اتنا تھا کہ وہ بہادر تھی۔۔ کھل کر اپنی نفرت اور محبت کا اظہار کر لیتی تھی۔۔۔

مگر شاہنور نے ہر شے کو اپنے دل میں دبا کر خود کو اذیت کے آسمانوں پر پہنچا رکھا تھا۔۔۔

"میرو۔۔۔تم بھی باقی سب کی طرح خانوں کو اس بات پر موردالزام ٹھہرا رہی ہو۔۔۔"

شاہنور اس کے قریب آکر بیٹھتی دکھ سے بولی تھی۔۔۔میرب کی حالت دیکھ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

"وہ بہت برے لوگ ہیں شاہنور۔۔۔پلیز ان کا ذکر چھوڑ کر ان سے دور رہو۔۔"

میرب نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔لیکن اسے کہیں نہ کہیں شاہنور پر شک ہو چکا تھا۔۔۔

کہ وہ ارشیان خان نیازی کی دیوانی ہے۔۔۔۔

"تم زاراب نیازی کے لیے رو رہی ہو۔۔۔؟؟"

شاہنور نے میرب کی رونے سے لال ہوئی آنکھیں اور بھیگے چہرے کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں میرب تلخی سے ہنسی تھی۔۔۔

"نہیں اپنی کم عقلی اور بے وقوفی پر۔۔۔ کہ اس شخص نے ہر بار مجھ پر میری اہمیت واضح کی ہے۔۔۔ میں پھر بھی اس کے آگے اپنی عزت گنوا کر اس کے پاس پہنچ جاتی ہوں۔۔۔ یہ محبت انسان کو کتنا خوار کرتی ہے نا۔۔۔"

میرب اذیت کی انتہا پر تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی لائف کا بہت بڑا فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔ اسے اب خود کو اس محبت نامی دلدل سے نکالنا تھا۔۔۔ جس میں وہ آہستہ آہستہ دھنستی جا رہی تھی۔۔۔

شاہنور خاموش نگاہوں سے اسے تکی جا رہی تھی۔۔۔

"مگر اب اور نہیں۔۔۔۔ بہت ہو گیا زاراب خان نیازی کا کھیل۔۔۔ اب میں اس کے آگے نہیں جھکوں گی۔۔۔ بلکہ اسے اپنے آگے جھکا کر رہوں گی۔۔۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو اپنی زندگی کا خاتمہ کر دوں گی۔۔۔"

میرب کا لہجہ انتہائی سنگین تھا۔۔۔ جو دیکھ شاہنور پریشان ہوئی تھی۔۔۔

"تم کیا کرنے والی ہو۔۔۔۔؟؟"

شاہنور نے وہاں سے اٹھتی میرب کا ہاتھ تھام کر اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔

وہ لوٹا تھا تو صرف برباد کرنے کے لیے۔۔۔ ہر اس انسان کی بربادی جو اس کی خوشیوں کا قاتل تھا۔۔۔ وہ ان سب لوگوں سے بہت دور اپنی زندگی بسا چکا تھا۔ مگر ان لوگوں کو اس کا زندہ رہنا بھی برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔

اور اب وہ کسی کو سکون سے زندہ نہ رہنے دینے کے لیے لوٹا تھا۔۔۔

سلطان آنکھوں میں شعلوں کی سی لپک لیے اسے گھور تا رہا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر واپس سے دوپٹہ پھینکتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔ باہر جاتے اس نے دروازے پوری قوت سے بند کیا تھا۔۔۔ کہ کمرے کے در دیوار ہل گئے تھے۔۔۔ یہ اس کے اندر کا اشتعال تھا۔۔۔ جواب پوری رات اس نے ایسے ہی اپنے جم خانے میں مشقت کر کے کم کرنا تھا۔۔۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب نویرہ کو ہوش آیا تھا۔۔۔ اس کا سر تکیے سے نیچے ڈھلکا ہوا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اسے گردن میں شدید درد محسوس ہوا تھا۔۔۔

پہلے تو اسے سمجھنے میں بہت وقت لگا تھا کہ وہ اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے۔۔۔اس نازک سی جان کے لیے اتنی دیر یہ بھاری لباس اور زیورات پہنے رکھنا بھی بہت مشقت آمیز کام تھا۔۔۔

نویرہ کے حواس جیسے جیسے بیدار ہو رہے تھے۔۔۔شام میں ہوا سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آن ٹھہرا تھا۔۔

وہ بے ہوش ہو کر سلطان کی بانہوں میں گری تھی۔۔۔تو کیا وہی اسے یہاں تک لایا تھا۔۔۔اس خیال کے ساتھ ہی اس کے پورے وجود میں خوف کی سرد لہر سرایت کر گئی تھی۔۔۔

نویرہ جلدی سے اٹھی تھی۔۔۔اپنے اوپر لدے زیورات اور دوپٹے کو اتارتے اس نے مرر میں اپنے عکس کو گھورا تھا۔۔۔

جس انسان کے لیے اتنی محنت کی گئی تھی اس نے ایک نظر تک ڈالنا تو گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔

جبکہ وہ تھی سے بالکل چور ہو چکی تھی۔۔۔

دروازہ کے قریب سوٹ کیس پڑا دیکھ اس نے شکر کا سانس لیا تھا۔۔۔ سوٹ کیس میں سے مہرون رنگ کا ایک سادہ سا شیفون کا لباس نکالتے وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

اس کا پورا سوٹ کیس مہرون رنگ کے کپڑوں سے بھرا ہوا تھا۔۔ جس کا ریزن یہی تھا کہ سلطان کو یہ رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔۔۔

وہ اس کی پسند کی خاطر نہیں بلکہ اسے زچ کرنے کے لیے یہ پہننے والی تھی۔۔۔وہ بھی نویرہ نیازی تھی جیسے سلطان شاہ سب لوگوں سے انتقام لینے کے لیے لوٹا تھا۔۔نویرہ نیازی کے ارادے بھی کچھ ایسے ہی تھے۔۔۔

شاور لے کر گیلی لانبی زلفوں کو کمر پر چھوڑتے وہ کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں اپنے متناسب سراپے اور دودھیا پیروں میں ڈالے مہرون کھسوں کے ساتھ وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔۔

وہ آرام کرنے کے بجائے باہر آگئی تھی۔۔۔یہ دیکھنے کے لیے کہ سلطان شاہ کیا کر رہا تھا۔۔۔خان حویلی اور راجپوت حویلی میں قہرام برپا کر کے وہ کتنے سکون میں تھا۔۔۔

"بی بی سائیں آپ اوپر نہیں جا سکتیں۔۔۔شاہ سائیں نے سختی سے منع کیا ہے۔۔۔"

اس نے نیچے سب جگہ دیکھ لیا تھا۔۔سلطان کہیں نہیں تھا۔۔۔اس حویلی کا کوئی بھی حصہ خالی نہیں تھا۔۔۔ہر جگہ اسے کوئی نہ کوئی ملازمہ کھڑی نظر ضرور آئی تھی۔۔۔جیسے وہ شخص ہر طرح سے اس پر نظر رکھوا رہا ہو۔۔۔

وہ جیسے ہی سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ایک ملازمہ تیزی سے اس کے قریب آتی اس کا راستہ روک گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم کیا کرنے والی ہو۔۔۔؟؟"

شاہنور نے وہاں سے اٹھتی میرب کا ہاتھ تھام کر اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔

"وہی جو اس دن ہی کر لینا چاہیے تھا جب زاراب نیازی نے پہلی بار مجھے ٹھکرایا تھا۔۔۔"

زاراب نیازی کے اس بار کے وار نے اسے بالکل زخمی شیرنی بنا کے رکھ دیا تھا۔۔ وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بہت آگے نکل چکی تھی۔۔

"میرو کچھ ایسا مت کرنا کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔۔۔ تم اس وقت بہت زیادہ غصے میں ہو۔۔ ابھی جو بھی فیصلہ کرو گی غلط ہی ہو گا۔۔ ابھی ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔ مجھے کیوں ابھی بھی ایسا لگ رہا ہے کہ وہ تینوں خان جس قدر برا خود کو ظاہر کر رہے ہیں وہ ویسے ہیں نہیں۔۔۔ ضرور کوئی ایسی بات ضرور ہے۔۔ جسے وہ چھپا رہے ہیں۔۔۔ یا شاید ان کو پھنسایا جا رہا ہے۔۔۔"

شاہنور نے میرب کا بازو تھام کر اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔

"تم بہت معصوم اور اچھی ہو شاہنور۔۔ تمہیں دنیا کا ہر انسان اپنے جیسا اچھا ہی لگتا ہے۔۔ مگر تم نہیں جانتی ابھی کہ یہ دنیا خانوں جیسے درندوں سے بھری پڑی ہے۔۔۔ جو اپنے غرور اور تکبر کی وجہ سے نہ خود خوش رہ سکتے ہیں اور نہ دوسروں کو رہنے دے رہے ہیں۔۔۔ مگر اب دکھ اور تکلیف برداشت کرنے کی باری ان کی ہے۔۔۔ ایسی ایسی جگہ وار کروں گی کہ تڑپنے کے سوا کچھ نہیں کر پائیں گے۔۔۔"

میرب شاہنور کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

"تم اس زمین کی بات کر رہے تھے نا جو ہمارے اور خانوں کی جاگیر ہے۔۔۔ جس پر وہ لوگ قبضہ جما کر بیٹھے ہیں اور دادا جان انہیں ایسا کرنے دے رہے

ہیں۔۔۔وہ زمین دادا جان نے میرے نام کی تھی اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اس زمین کی ستر فیصد میرے پاس ہے اور باقی کی تیس فیصد خانوں کے پاس۔۔۔میرے سائن کرتے ہی ان کے اس تیس فیصد کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔۔ساری زمین تم لوگوں کے پاس آجائے گی۔۔۔میں وہ تمہیں دینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

میرب نے شہروز گیلانی کو کال ملاتے اسے جیسے دنیا جہاں کی خوشی سونپ دی تھی۔۔۔

وہ جو اس وقت اپنے ڈیرے پر سب کے بیچ بیٹھا تھا۔۔۔خوشی کے مارے اپنی جگہ سے اچھل پڑا تھا۔۔۔

یہ زمین گاؤں کی سب سے قیمتی زمین تھی۔۔۔میرب اس کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی تھی۔۔نہ ہی یہ جانتی تھی کہ حسین راجپوت نے یہ اتنی قیمتی زمین سب کو چھوڑ کر اس کے نام کیوں کی تھی۔۔۔

اسے بس اتنا پتا تھا کہ اتنے سالوں سے گیلانی خاندان والے اس زمین کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔۔جس پر خانوں اور راجپوتوں کی ملکیت تھی۔۔۔

وہ اصل بات نہیں جانتی تھی۔۔۔اسے بس اتنا پتا تھا کہ زارب نیازی کبھی بھی یہ زمین گیلانیوں کے پاس نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔۔اسی ضد میں آکر وہ بنا سوچے سمجھے انتہائی قدم اٹھانے جا رہی تھی۔۔۔

صرف اور صرف زاراب نیازی سے اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لیے۔۔اس نے اپنے گھر میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔۔اس بات سے انجان کے یہ قدم اٹھا کر وہ اپنی لائف کی کتنی بڑی غلطی کرنے جا رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور کا من عجیب سا ہو رہا تھا۔۔اسے کسی طور چین نہیں مل رہا تھا۔۔اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔۔وہ باہر لان میں گیلے گھاس پر ننگے پیر چل رہی تھی جب اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی تھی۔۔۔

اس نے بے دلی کے ساتھ میسج اوپن کیا تھا۔۔واٹس ایپ پر کسی انجان نمبر سے میسج تھا۔۔جسے اوپن کرتے ہی شاہنور کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔اسے انجان نمبر سے اس کی اور ارشیان کی تصویریں بھیجی گئی

تھیں۔۔۔ان تمام لمحوں کی تصویریں جب جب وہ ارشیان سے ملی تھی۔۔۔

کہیں ارشیان نے اسے بانہوں میں بھرا ہوا تھا۔۔

کہیں وہ اس کے بازوؤں میں تھی۔۔۔اور سب سے بری تصویر تو وہ تھی جب وہ اسے اپنے فارم ہاؤس کے روم میں بیڈ پر لٹاتا اس کے اوپر تقریباً جھکے ہوئے تھا۔۔ارشیان کے آفس کا روم جب وہ اسے صوفے پر لٹا رہا تھا۔۔۔

یہ سب تصویریں اس قدر غلط رخ پر بنائی گئی تھیں۔۔کہ انہیں دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ جیسے ان دونوں کے درمیان ناجائز تعلقات ہیں۔۔۔

شاہنور کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ کسی بے جان شے کی طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان تصویروں کو تکے گئی تھی۔۔۔جن کی حقیقت صرف وہ اور ارشیان نیازی جانتے تھے۔۔۔

اگر یہ تصویریں اس کی حویلی کا کوئی ایک فرد بھی دیکھ لیتا تو اسے بیچ چوراہے پر کھڑا کر کے گولی مار دی جاتی۔۔۔ جس میں اس کا کوئی قصور تھا ہی نہیں۔۔۔ اس نے ارشیان نیازی سے محبت کی تو تھی۔۔۔ مگر وہ اپنی اقدار کبھی نہیں بھولی تھی۔۔۔

ابھی شاہنور اس شاک سے نہیں نکل پائی تھی کہ اسے دوسرا میسج موصول ہوا تھا۔۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ تمہاری یہ تصویریں تمہارے خاندان والوں تک نہ پہنچیں تو ابھی اس مقام پر آ کر ملنا ہو گا مجھ سے۔۔۔ ورنہ ان تصویروں کے پوسٹر گاؤں کے ہر راستے پر لگا دیئے جائیں گے۔۔۔"

ایسے ہی ایک دو دھمکی آمیز میسجز تھے۔۔۔ جو پڑھ کر شاہنور سن ہوئی تھی۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ اس کے ساتھ ہو رہا ہے۔۔۔ اسے بلیک میل کر کے نجانے کس مقصد کے لیے بلایا جارہا تھا۔۔

یہ سب تصویریں آخر کس نے لی تھیں۔۔۔ ارشیان خان نیازی کے فارم ہاؤس پر اس کی اجازت کے سوا کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا تو پھر یہ تصویریں کس نے لی تھیں۔۔۔ اور وہ بھی انتہائی غلط رخ میں۔۔۔ جیسے پہلے سے پلاننگ کی گئی ہو۔۔۔

شاہنور کے دماغ میں اچانک سے وہ سب منظر گھوم گئے تھے۔۔ اس کے پیچھے انجان لوگوں کا بغیر کسی دشمنی کے آجانا۔۔ اور پھر عین وقت پر ارشیان نیازی کا پہنچ کر اسے بچالینا۔۔

"تو کیا میرب ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔اس سب کے پیچھے ارشیان نیازی ہے۔۔ کیا وہ واقعی اتنا غلط انسان ہے۔۔۔"

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ شاہنور کے دل میں خنجر پیوست ہو رہے تھے۔۔۔

شاہنور کے ہاتھوں پیروں سے جان نکل چکی تھی۔۔وہ جانب رکھی کرسی پر بیٹھتی کانپتے ہاتھوں سے حمنہ کا نمبر ڈائل کر گئی تھی۔۔۔

"مجھے ارشیان نیازی کا نمبر چاہیئے۔۔۔"

شاہنور نے حمنہ کی کوئی بھی بات سنے بغیر جلدی سے کہا تھا۔۔ جس پر حمنہ حیران ہوتی کچھ پوچھتے پوچھتے رہ گئی تھی۔۔ کیونکہ شاہنور کا انداز اسے بہت عجیب سا لگا تھا۔۔

اس نے بنا کوئی سوال کیے شاہنور کو ارشیان کا نمبر دے دیا تھا۔۔ یہ سوچے بغیر کے اس بات پر اسے ارشیان سے ڈانٹ بھی پڑ سکتی تھی۔۔

ارشیان کا نمبر ملتے ہی شاہنور نے فوراً نمبر ڈائل کیا تھا۔۔ لیکن اس کی توقع کے عین مطابق کال پک نہیں کی گئی تھی۔۔

شاہنور کے آنسوؤں میں مزید شدت آرہی تھی۔۔۔

اسے دھمکیوں پے دھمکیاں موصول ہو رہی تھیں۔۔ کسی کو بھی بتانے سے سختی سے منع کیا گیا تھا۔۔۔ اسے صرف بیس منٹ کا وقت دیا گیا تھا حویلی سے نکلنے کا۔۔

حویلی سے تھوڑی دور اس بلیک میلر کی بھیجی گئی گاڑی کھڑی تھی۔۔۔ جس میں بیٹھ کر شاہنور کو ان کے بتائے گئے مقام پر پہنچنا تھا۔۔

شاہنور کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔اگر وہ گھر میں کسی کو بتا دیتی تو الگ طوفان برپا ہو جانا تھا۔۔

پہلے ہی سب بہت پریشان تھے۔۔اس کے بعد تو نجانے کیا حالت ہو جاتی سب کی۔۔

شاہنور نے دوبارہ ارشیان کو کال ملائی تھی۔۔

"ارشیان خان نیازی سپیکنگ!"

آخری بیل پر کال پک ہوتے ہی اس کی گھمبیر بھاری آواز شاہنور کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔جس کے ساتھ ہی شاہنور کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔۔

"میں شاہنور بات کر رہی ہوں۔۔۔"

شاہنور کوشش کے باوجود اپنے ہونٹوں سے نکلتی سسکی نہیں روک پائی تھی۔۔

جبکہ اس کی آواز سنتے ہی چند سیکنڈز کے لیے دوسری جانب خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔اور اگلے ہی لمحے اس کی بات کو سنے بغیر کال کاٹ دی گئی تھی۔۔

شاہنور نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس شخص کی یہ سنگدلی دیکھی تھی۔۔اس کی آواز سن کر کال ہی کاٹ دی گئی تھی۔۔۔شاہنور نے دوبارہ کال ملائی تھی۔۔مگر اس بار کال اٹینڈ کرنے کی زحمت بھی نہیں کی گئی تھی۔۔۔

شاہنور آسمان کی جانب چہرا اٹھاتی بے بسی کے عالم میں آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔

کیسے سنگدل اور کٹھور انسان سے محبت کی تھی اس نے۔۔ جسے پوری دنیا برا کہتی تھی۔۔۔ مگر اس کے ساتھ یہ سب ہو جانے کے باوجود بھی شاہنور کا دل اس انسان کو غلط نہیں مان پا رہا تھا۔۔۔

اس کے اتنے برے رویے کے باوجود وہ اس انسان سے اب بھی امید رکھے ہوئے تھی۔۔۔

شاہنور کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔

اس وقت اس کے لیے آگے کنواں پیچھے کھائی والا معاملہ تھا۔۔

اگر ارشیان ہی اس سب کے پیچھے تھا تو وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی محبت اسے مزید کتنا رسوا کروا سکتی تھی۔۔

شاہنور باہر کھڑے گارڈز سب نظر بچاتے گیٹ سے نکل آئی تھی۔۔۔اور کچھ فاصلے پر کھڑی گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔گیٹ سے نکلنے سے پہلے اس نے ساری تصویریں ارشیان کے نمبر پر فارورڈ کر دی تھیں۔۔۔

"میں آپ کے بتائے گئے ایڈریس پر جا رہی ہوں۔۔۔ آج آپ کی اپنے لیے نفرت کی انتہا تو دیکھنے کو مل ہی جائے گی۔۔"

شاہنور جانتی تھی کہ وہ شاید اس کا بھیجا گیا میسج بھی کھول کر نہ دیکھے۔۔۔مگر اس نے پھر بھی اس شخص کو ایک بار تو احساس دلانا چاہا تھا۔۔۔

کیا پتا اس کے سینے میں مردہ پڑے دل میں تھوڑی سی ہلچل ہی پیدا ہو جائے۔۔۔۔

اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی آگے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے گارڈ نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا تھا۔۔۔ گاڑی تیز سپیڈ میں چل رہی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کہاں لے جایا جارہا ہے۔۔۔ یہ راستے اس کے لیے بالکل انجان تھے۔۔۔ ایک لمحے کے لیے اس کے اندر شدید خوف نے انگڑائی لی تھی۔۔

اگر اس سب نے پیچھے واقعی ارشیان نہ ہوا اور اس کے خاندان کے کوئی دشمن نکل آئے۔۔ تو کیا ہو گا اس کے ساتھ۔۔۔

کیا وہ اس طرح آکر بہت بڑی بے وقوفی کر چکی تھی۔۔

اس نے محسوس کیا تھا کہ گارڈز ایک دوبار مڑ کر اسے عجیب نگاہوں سے گھور چکے تھے۔۔

شاہنور نے اپنی سیاہ شال کو اپنے گرد مزید اچھے سے لپیٹ لیا تھا۔۔اب اس کے ہاتھ پسینے سے بالکل نم ہو چکے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سر نیچے شہروز گیلانی اور سرفراز گیلانی اپنے وکیل کے ساتھ آئے ہیں۔۔۔"

زاراب اور ارشیان اوپر اپنے پورشن میں ٹیرس پر بیٹھے کچھ امپورٹنٹ ڈسکشن کر رہے تھے۔۔جب شرافت نے انہیں جو پیغام دیا تھا اسے سن کر دونوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

ابھی دو دن پہلے جو ڈرامہ خان حویلی میں ہوا تھا کیا وہ کم تھا جو یہ لوگ پھر سے آن پہنچے تھے۔۔۔

"انہیں بٹھاؤ ہم آ رہے ہیں۔۔۔"

زاراب کے اشارے پر شرافت پلٹ گیا تھا۔۔۔

"ضرور پھر کسی سازش کے تحت آئے ہیں۔۔ لگتا ہے ان کو ہماری جانب سے ملنے والی چھوٹ ہضم نہیں ہو رہی۔۔۔ سلطان شاہ کے بل پر بہت زیادہ اچھل رہے ہیں۔۔۔"

ارشیان کا موڈ پہلے ہی شاہنور کی جانب سے آئی کال پر آف تھا۔۔ اب رہی سہی کسر ان گیلانیوں نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔

"دادا جان ان لوگوں نے ہماری پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے۔۔ ہمیں دھوکے سے وہاں بلوا کر سلطان شاہ کو لے آئے۔۔ میرا بس چلتا تو وہیں ان سب کی کھوپڑیاں اڑا دیتا۔۔۔ مگر آپ نے کیوں روک دیا مجھے۔۔۔ ہماری آنکھوں کے سامنے آن لوگوں نے یاور کا کیا حال کر دیا۔۔ اور ہم ڈرپوک لوگوں کی طرح اس کے خون میں لت پت وجود کو اٹھا کر وہاں سے بھاگ آئے۔۔۔ پورا گاؤں مذاق بنا رہا ہے ہمارا۔۔۔

راجپوت خاندان کے مردوں نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں۔۔ڈرتے ہیں وہ خانوں سے۔۔۔"

تیمور غصے سے پیچ و تاب کھاتا ایک جانب صوفے پر سکون سے بیٹھے حسین راجپوت کو احساس دلا رہا تھا۔۔۔جواب بھی اسے کچھ نہیں کرنے دے رہے تھے۔۔۔

"ہمارا وقت بھی آئے گا تیمور۔۔۔ایک دن خان اور شاہ بھی ایسے ہی تڑپیں گے۔۔ جیسے ہم تڑپ رہے ہیں۔۔۔اور پھر اس وقت ہم بھی اسی سکون کے ساتھ ان کا تماشا دیکھیں گے جس سکون کے ساتھ وہ ہمارا دیکھ رہے ہیں۔۔۔تم نہیں جانتے خانوں کی کتنی بڑی کمزوری میرے ہاتھوں میں ہے۔۔۔"

حسین راجپوت کے سرد و سپاٹ چہرے پر اپنی آخری بات پر پراسرار مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

"کیسی کمزوری۔۔۔؟؟"

تیمور کے ساتھ ساتھ وہاں بیٹھے باقی افراد بھی متجسس نگاہوں سے حسین راجپوت کی جانب دیکھنے لگے تھے۔۔۔

"ایک ایسی کمزوری جس کے بل بوتے پر میں زاراب نیازی کو اپنی انگلیوں پر کٹھپتلی کی طرح نچا سکتا ہوں۔۔ صحیح وقت آنے پر تم سب کو بھی پتا چل جائے گا۔۔۔ اور یاور کے حوالے سے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اس کے کرتوت ہر آئے دن بدتر ہی ہوتے جارہے تھے۔۔۔ اس کے ساتھ یہ ہونا ضروری تھا۔۔ ورنہ عنقریب وہ ہم سب کے لیے بھی خطرہ بن جاتا۔۔۔"

حسین راجپوت ان سب کو گہرے شاک میں مبتلا کرتے وہاں سے اٹھ کر جا چکے تھے۔۔۔

ان سب کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ خانوں کے سردار زاراب خان نیازی کی بھی بھلا کوئی کمزوری ہو سکتی تھی۔۔ جو حسین راجپوت کو پتا تھی۔۔۔ اور یاور کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ ان کے لیے بڑی بات نہیں تھی۔۔

کل سے ان سب کو حسین راجپوت کی خاموشی بہت زیادہ کھٹک رہی تھی۔۔۔ اور آج تو انہوں نے جو بات کہہ دی تھی۔۔ اس پر ان سب کے دماغ ہی الجھ چکے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان کی حویلی کا کوئی بھی حصہ خالی نہیں تھا۔۔۔ ہر جگہ نویرہ کو کوئی نہ کوئی ملازمہ کھڑی نظر ضرور آئی تھی۔۔۔ جیسے وہ شخص ہر طرح سے اس پر نظر رکھوا رہا ہو۔۔۔

وہ جیسے ہی سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ ایک ملازمہ تیزی سے اس کے قریب آتی اس کا راستہ روک گئی تھی۔۔

"بی بی سائیں آپ اوپر نہیں جا سکتیں۔۔۔ شاہ سائیں نے سختی سے منع کیا ہے۔۔۔"

ملازمہ اس کے سامنے سیڑھیوں پر کھڑے اس کے جانے کا راستہ روکے ہوئے تھی۔۔ سلطان شاہ کا حکم اس کے ملازمین پر پتھر کی لکیر کے جیسا تھا۔۔

نویرہ کو بہت غصہ آیا تھا۔۔۔

خان حویلی میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کی باتوں کو ری جاتی تھی۔۔۔اور یہ حویلی جہاں کی وہ مالکن تھی۔۔۔اسے وہاں اپنی مرضی سے چلنے پھرنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔۔

ملازمہ سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔اس کا چہرا بتا رہا تھا کہ وہ اسے کبھی اوپر نہیں جانے دے گی۔۔۔

نویرہ خاموشی سے واپس پلٹتی لان کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔باہر اچھی خاصی ٹھنڈ تھی۔۔۔گیٹ کے قریب اور کچھ کچھ فاصلے پر گارڈز بھی کھڑے تھے۔۔

مگر نویرہ اتنے غصے میں تھی کہ اس نے اس جانب دھیان ہی نہیں دیا تھا۔۔۔ اسے ملازمہ کی بات پر اپنی شدید انسلٹ فیل ہو رہی تھی۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ اس گھر میں اس سے زیادہ ملازمین کی اہمیت تھی۔۔

اس ستمگر کے آگے اپنی اس بے وقعتی پر نویرہ کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر بے مول ہوا تھا۔۔۔

اسے وہاں بیٹھے ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی۔۔ جب ایک ملازمہ بوکھلائی گھبرائی سی اس کے قریب آئی تھی۔۔۔

"بی بی جی آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتیں۔۔۔ شاہ سائیں نے سختی سے منع کیا ہے۔۔۔ آپ کو اندر آنا ہو گا۔۔"

یہ وہی ملازمہ تھی جس نے اسے پہلے بھی ٹوکا تھا۔۔

"نہیں آؤں گی۔۔۔اپنے شاہ سائیں کو بتادو کہ میں اس کی ملازمہ نہیں ہوں۔۔جو اس کی جی حضوری کروں۔۔۔"

نویرہ اچھی خاصی تپی ہوئی تھی۔۔۔

ملازمہ نے بے چارگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہاں بہت زیادہ سیکیورٹی گارڈز کھڑے تھے۔۔۔اس وجہ سے اسے وہاں بیٹھنے سے منع کیا جارہا تھا۔۔

اور کچھ نہیں مگر اس کے شوہر کو اس کے پردے کی فکر ضرور تھی۔۔لیکن نویرہ بھی سوچ چکی تھی کہ وہ اب یہاں سے نہیں ہلنے والی تھی۔۔۔

ملازمہ نے ایک دو بار اسے منانے کی کوشش کی تھی۔۔مگر وہ اپنی جگہ سے اٹھنے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

سیکیورٹی خدشات کی وجہ سے گارڈز کو وہاں سے ہٹایا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

"میم پلیز آپ اٹھ جائیں۔۔۔شاہ سائیں بہت زیادہ غصہ کر رہے ہیں۔۔۔"

نویرہ جو وہاں ویسے ہی کچھ دیر کے لیے آئی تھی۔۔۔اس نے کوئی گرم شے بھی نہیں اوڑھ رکھی تھی۔۔۔اور ٹھنڈ بھی شدید لگ رہی تھی۔۔۔مگر اب وہ سلطان کی ضد سے وہاں سے نہیں اٹھنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کا دوپٹہ سر سے پھسل کر کندھوں پر گر چکا تھا۔۔شیفون کے دوپٹے سے اس کی دودھیا گردن دھمک رہی تھی۔۔۔

مہندی سے سجے دودھیا ہاتھ ٹھنڈ کی وجہ سے بالکل لال پڑ چکے تھے۔۔۔

وہ ویسے ہی بیٹھی تھی۔۔جب کچھ دیر بعد اسے سب گارڈز وہاں سے ہٹتے نظر آئے تھے۔۔۔ایک ایک کر کے وہ سب باہر نکل گئے تھے۔۔۔

"سلطان شاہ تم کیا سمجھتے ہو میں تمہیں دیکھنے اور تم سے بات کرنے کے لیے مری جا رہی ہوں۔۔۔مجھے بھی پروا نہیں ہے۔"

نویرہ کو اس شخص کی اس قدر اکڑ پر شدید غصہ آیا تھا۔۔جو صرف اس کے پردے کے خیال سے تڑپا جا رہا تھا۔۔۔اسے اس بات کی زرا بھی فکر نہیں تھی کہ وہ کتنی شدید ٹھنڈ میں بیٹھی ہے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ضرور پھر کسی سازش کے تحت آئے ہیں۔۔لگتا ہے ان کو ہماری جانب سے ملنے والی چھوٹ ہضم نہیں ہو رہی۔۔۔سلطان شاہ کے بل پر بہت زیادہ اچھل رہے ہیں۔۔۔"

ارشیان کا موڈ پہلے ہی شاہنور کی جانب سے آئی کال پر آف تھا۔۔اب رہی سہی کسر ان گیلانیوں نے پوری کر دی تھی۔۔۔وہ دونوں اٹھ کر نیچے گئے

تھے۔۔۔جہاں شہروز گیلانی اور سرفراز گیلانی اپنے آدمیوں کے ساتھ بڑے کروفر سے بیٹھے تھے۔۔

ان کے چہروں پر فاتحانہ چمک نمایاں تھی۔۔۔جیسے پتا نہیں کونسا پہاڑ سر کر لیا ہو۔۔۔

"سنائیں گیلانی صاحب کیسے آنا ہوا۔۔۔؟؟"

وہ دونوں ایک ساتھ صوفے پر براجمان ہوتے ان سے مخاطب ہوئے تھے۔۔یعقوب خان نیازی کے بے حد سنجیدہ چہرے سے لگ رہا تھا کہ بات کچھ زیادہ ہی سیریس ہے۔۔۔

"ایک بہت اہم کام اتنے وقت سے رکا ہوا تھا۔۔۔ سوچا کیوں نہ پہلے اسے پورا کر لیا جائے۔۔۔ اسی وجہ سے اپنی تمام مصروفیات کو پس پشت ڈال کر یہاں آ گئے۔۔۔"

شہروز کی آنکھوں سے آج مسکراہٹ ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔۔ وہ آج زندگی میں پہلی بار زاراب نیازی کو شکست دینے جا رہا تھا۔۔ جس میں اس کا پورا پورا ساتھ میرب راجپوت نے دیا تھا۔۔

"کیسا کام۔۔۔؟؟ آپ لوگ اگر دو ٹوک بات کریں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔ ہمارا وقت بہت قیمتی ہے۔۔"

ارشیان کو ان کی بکواس میں زیادہ انٹرسٹ نہیں تھا۔۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ جلدی سے اپنی بات پوری کر کے وہاں سے نکل جائیں۔۔

ارشیان نیازی کم بولتا تھا مگر جب بولتا تھا تو اپنے دشمنوں کے لیے اس کا لہجہ ایسے ہی ہتک آمیز ہوتا تھا۔۔

اب بھی اس کے انداز پر شہروز غصے سے پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔

"ان پیپرز پر سائن کر دیں۔۔۔ تاکہ ہم پوری طرح یہ زمین اپنے نام لگوا کر اس پر کام شروع کر دیں۔۔۔"

سرفراز گیلانی نے وکیل کو اشارے سے فائل زارب کی جانب بڑھانے کو کہا تھا۔۔

یعقوب نیازی کے چہرے کے تاثرات مزید بگڑے تھے۔۔ یہ زمین ان کے ہاتھوں سے صرف ان کے پوتوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے نکل رہی تھی۔۔۔

زمین کی بات پر ان دونوں نے ہی سوالیہ نگاہوں سے سرفراز گیلانی کی جانب دیکھتے فائل تھام لی تھی۔۔۔

مگر فائل پڑھتے اور اس پر ہوئے سائن دیکھ زاراب نیازی کو اپنی کنپٹی سلگھتی محسوس ہوئی تھی۔۔اس بے وقوف لڑکی نے غصے اور انتقام میں آکر کتنا بڑا فیصلہ کر دیا تھا اسے ابھی تک اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔

زاراب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان پیپرز کو آگ لگا دے۔۔یا جا کر اس لڑکی کی عقل تو ٹھکانے ضرور لگا دے۔۔

جبکہ سامنے بیٹھا شہروز زاراب کی یہ کیفیت انجوائے کرتا مزید پھیل کر بیٹھ گیا تھا۔۔اسے میرب بالکل پسند نہیں تھی۔۔جو مردوں سے بھی آگے نکل

کر کام کرتی تھی۔۔ جسے کسی کا کوئی ڈر نہیں تھا۔۔ بڑے بڑے مردوں کو اپنے آگے جھکا دیتی تھی۔۔ اس لڑکی کو جھیلنا آسان کام نہیں تھا۔۔

کیونکہ وہ اتنی آسانی سے کسی کے قابو میں نہیں آتی تھی۔۔ جس قدر حسن تھا اس سے کہیں زیادہ غرور بھی کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اس لڑکی میں۔۔۔

جو برداشت کرنا کسی عام مرد کی بات بالکل بھی نہیں تھی۔۔

میرب راجپوت کو صرف زاراب نیازی ہی ہینڈل کر سکتا تھا۔۔ شہروز اس لڑکی کی اکڑ ختم کرنا چاہتا تھا۔۔ وہ بھی یاور جیسی سوچ کا مالک تھا۔۔ جسے عورت اپنے آگے جھکے سر کے ساتھ ہی چاہیے تھی۔۔۔ کوشش کے باوجود یہ لڑکی اس کے ہاتھ ابھی تک نہیں تھی۔۔۔ کیونکہ اسے میرب راجپوت پر

بہت بھاری سائے لگتے تھے۔۔ وہ چاہ کر بھی اس لڑکی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاپایا تھا۔۔

لیکن شہروز کو آج میرب بہت زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔۔ جس نے زاراب نیازی کی نفرت میں اس کے ہاتھ میں ہفت اقلیم کی دولت تھمادی تھی۔۔ جس سے وہ اب ان خانوں کا غرور آرام سے مٹی میں ملا سکتا تھا۔۔۔

ارشیان بھی ان پیپرز پر لکھی تحریر اور سائن دیکھ چکا تھا۔ اسے چند سیکنڈز لگے تھے ساری بات سمجھنے میں۔۔

"لگتا ہے بہت گہری سوچ میں جاچکے ہیں آپ نیازی صاحب۔۔ اتنا بھی کیا سوچنا۔۔ صرف سائن ہی تو کرنے ہیں۔۔۔"

شہروز نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے زاراب کی کیفیت سے خط اٹھاتے کہا تھا۔۔

زاراب کی آنکھیں ضبط سے لال ہو چکی تھیں۔۔ آج پہلی بار اسے شکست ملی تھی۔۔۔

اس کو اس لمحے میرب کی بے وقوفی پر بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔ مگر فلحال اپنے دشمنوں کو وہ مزید خوشی سے ہمکنار نہیں کر سکتا تھا۔۔ اس لیے اس نے ٹیبل پر رکھا پین اٹھا کر اس فائل پر میرب کے سائن کے نیچے اپنے سائن کر دیئے تھے۔۔

سائن نہ کر کے کوئی فائدہ تھا ہی نہیں۔۔ زمین تو ان لوگوں کی ہو ہی چکی تھی۔۔۔

زاراب نیازی کو یوں ہار مانتے دیکھ شہروز اپنے چہرے پر امڈ آتی بے ساختہ مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"تمہارا کام ہو گیا۔۔اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔"

زاراب نے پیپرز پر سائن کرتے انہیں شہروز کی جانب اچھال دیئے تھے۔۔

جو سیدھے اس کے منہ پر لگے تھے۔۔۔

شہروز کی مسکراہٹ سمٹتی اس بے عزتی پر چہرا تپ اٹھا تھا۔۔

سرفراز گیلانی نے بھی نفرت بھری نگاہوں سے زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس انسان کا غرور اور تکبر ان کو جلا کر راکھ کر دیتا تھا۔۔ وہ ان تینوں خانوں کے اس چٹانوں جیسے حوصلے کو توڑنا چاہتے تھے۔۔۔ مگر ہر بار مات ہی حصے میں آتی تھی۔۔۔

"تمہارا یہ گھمنڈ ایک دن بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہو گا تمہارے لیے۔۔۔
"

شہروز نے انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا اسے۔۔۔

"انگلی نیچے کر کے بات کرو۔۔۔ ورنہ اسے توڑنا ہمیں بہت اچھے سے آتا ہے۔۔۔ گیڈروں کی طرح پیٹھ پیچھے وار کر کے کیا ثابت کر رہے ہو۔۔ کہ بہت مردانگی بھرا کام کر لیا ہے۔۔ کبھی منہ پر آ کے مقابلہ کرو۔۔۔ پھر

بتاؤں گا تمہیں۔۔۔ ابھی تک جیسے تیچ لوگوں سے بات کر کے وقت ضائع کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے مجھے۔۔"

ارشیان نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے شہروز کو بے عزت کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

شہروز کچھ بولتے بولتے رہ گیا تھا۔۔ کیونکہ اس وقت وہ خان حویلی میں کھڑا تھا۔۔ اور ان سر پھرے خانوں کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔ ایسے ہی غصے میں آکر اس کی حالت بھی یاور جیسی نہ کروادیں۔۔۔

"زاراب۔۔۔۔"

ارشیان زاراب کی جانب پلٹا تھا۔۔۔ جو واقعی اتنے غصے میں بیٹھا تھا کہ اگر شہروز یہاں سے نہ اٹھتا تو زاراب نے اس کا حشر بگاڑ دینا تھا۔۔

"ڈونٹ وری۔۔۔ ہم ان چیزوں سے ٹوٹنے والے نہیں ہیں۔۔ اس سے بڑی تکلیفیں اٹھا چکے ہیں۔۔۔"

زاراب نے آج تک ان دونوں سے بھی میرب کے بارے میں کبھی کچھ شیئر نہیں کیا تھا۔۔ وہ اس کا ذکر کبھی کسی سے نہیں کرتا تھا۔۔ اس لیے ارشیان نے بھی اس سے میرب کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ آیا تھا۔۔۔

جب اچانک کسی خیال کے تحت اس نے موبائل اوپن کیا تھا۔۔ مگر سامنے ہی نوٹیفیکیشن میں جگمگاتی تصویریں دیکھ ارشیان کی آنکھیں ساکت ہوئی تھیں۔۔۔ نیچے لکھا شاہنور کا میسیج اسے الجھا گیا تھا۔۔۔

یہ تصویریں اس کی بنوائی گئی تو نہیں تھیں۔۔۔

پھر وہ بھلا کہاں جا رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور کو بہت زیادہ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔اس نے محسوس کیا تھا کہ گارڈز ایک دوبار مڑ کر اسے عجیب نگاہوں سے گھور چکے تھے۔۔

شاہنور نے اپنی سیاہ شال کو اپنے گرد مزید اچھے سے لپیٹ لیا تھا۔۔اب اس کے ہاتھ پسینے سے بالکل نم ہو چکے تھے۔۔

گاڑی گاؤں سے دور بنے ایک فارم ہاؤس کے گیٹ کے سامنے جارکی تھی۔۔۔

شاہنور کو اپنا دل خوف سے رکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہاں ابھی تک اس نے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔گاڑی پورچ میں رکی تھی۔۔گارڈ نے آکر اس کی

جانب کا دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔ وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ باہر نکلی تھی۔۔۔ اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔ چلنا دشوار ہوا تھا۔۔ یہ دونوں گارڈز اسے بہت زیادہ عجیب لگے تھے۔۔۔ جن کی بری نگاہیں اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

اس نے آج تک ارشیان کے آس پاس جتنے بھی گارڈز دیکھے تھے۔۔ ان میں سے کبھی کسی نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تک نہیں تھا۔۔ اسے یہی سے محسوس ہو گیا تھا کہ یہ گھٹیا گارڈز ارشیان کے بالکل بھی نہیں ہیں۔۔ وہ یقیناً بہت بڑی مصیبت میں پھنسنے والی ہے۔۔۔

شاہنور کو اندر لے جایا گیا تھا۔۔۔

جہاں سامنے ہی بڑے سے صوفے پر براجمان شخص کو دیکھ شاہنور کو زمین آسمان گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھی ہستی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے کسی صورت یقین نہیں آیا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

میرب ایک بار پھر سے شہروز کے ساتھ اس کی پارٹی میں کام شروع کر چکی تھی۔۔ اس کے نرمین قریشی پر حملہ کروانے کی وجہ سے گیلانی خاندان کی پارٹی کو بہت نقصان پہنچا تھا۔۔ مگر وہ میرب کو کبھی بھی اپنی پارٹی سے نہیں نکال سکتے تھے۔۔۔

اس سونے کی چڑیا کو اتنے آسانی سے نہیں جانے دینا چاہتے تھے وہ۔۔۔ جو راجپوتوں کے ساتھ ساتھ ان کے سب سے اہم خان دشمن کی کمزوری تھی۔۔۔

انہیں کسی میٹنگ کے سلسلے میں کراچی جانا تھا۔۔ جہاں زاراب کے علاوہ باقی تمام پارٹیز کے ممبران نے شرکت کرنی تھی۔۔ زاراب ان سب سے الگ ہی رہتا تھا۔۔ اس کی کم ہی کسی سیاسی پارٹی سے بنتی تھی۔۔۔

میرب شہروز کے ساتھ شام سات بجے کے قریب ہوٹل پہنچی تھی۔۔ ان کا رات کاٹنے بھی وہیں تھا۔۔ اگلے دن صبح نو بجے ان کی میٹنگ تھی۔۔

جس کے بعد انہیں واپس جانا تھا۔۔۔

میرب جتنی بھی دلیری دکھاتی تھی۔۔ مگر آج تک وہ کبھی اس طرح اکیلے نہیں گئی تھی کہیں۔۔ اس بار زاراب خان نیازی کے جلانے کے لیے وہ شہروز جیسے انسان پر اعتبار کر کے اکیلی آگئی تھی اس کے ساتھ۔۔

اس بات سے بے خبر کے اس کا یہ فیصلہ اس پر کس قدر بھاری پڑنے والا تھا۔۔۔ شہروز گیلانی اس کے حوالے سے کتنی گھٹیا پلاننگ کیے بیٹھا تھا۔۔۔

اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا۔۔۔

وہ بس زاراب نیازی کو اذیت دینا چاہتی تھی۔۔ اس چکر میں اپنا نقصان پر نقصان کرتی آرہی تھی۔۔

شہروز نے ویٹرز کو کچھ پیسے دے کر ان سے میرب کے کمرے میں خفیہ کیمرے سیٹ کروادیئے تھے۔۔ اور اس کمرے کی ڈوپلیکیٹ کی اپنے پاس رکھ لی تھی۔۔

اس انسان کے ارادے انتہائی ناپاک تھے۔۔

وہ میرب کے ساتھ غلط کر کے اس کی ویڈیو ریکارڈ کرنا چاہتا تھا۔۔اور پھر اس کے ساتھ ساتھ زاراب کو بھی بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔۔زاراب نے اب تک اسے بہت بے عزت کیا تھا۔ہر بار اسے ہرا کر اس کی عزت دو کوڑی کی کر دی تھی۔۔

اب اس کی باری تھی۔۔۔

میرب اس کے ارادوں سے بالکل انجان اس کے ساتھ کافی پینے نیچے ریسٹورنٹ میں آئی ہوئی تھی۔۔۔جب شہروز ویٹر کے میسیج پر وہاں سے اٹھ کر گیا تھا۔۔وہ ایک دفعہ خود چیک کرنا چاہتا تھا۔۔کیونکہ آج اسے اپنی پلاننگ میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی تھی۔۔ورنہ اس کی خیر نہیں ہونی تھی۔۔

انہیں دونوں لوگوں کے ہاتھوں۔۔

میرب اکیلی بیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔وہاں آج کافی رش تھا۔۔سب ہی سیاسی لوگ وہاں آئے ہوئے تھے۔۔

جب اچانک سے میرب کی نظریں انٹرنس کی جانب اٹھی تھیں۔۔اور پھر پلٹنا بھول گئی تھیں۔۔

زاراب نیازی بلیک تھری پیس میں ملبوس،وائٹ شرٹ پر بلیک ٹائی لگائے، کلائی میں قیمتی گھڑی اور بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔اس کے پیچھے اور ارد گرد گارڈز کی ایک فوج موجود تھی۔۔اس شخص کو ہمیشہ ہر جگہ شاندار پروٹوکول دیا جاتا تھا۔۔

میرب کے ہارٹ نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔

وہاں موجود تمام افراد کی ستائشی نگاہیں اسی کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔۔

ہوٹل کا منیجر بھی اس کی جانب بھاگا تھا۔۔

مگر وہ وہاں کسی کو بھی لفٹ کروائے بغیر لفٹ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جو دیکھ میرب سمجھ گئی تھی کہ وہ بھی آج رات اسی ہوٹل میں سٹے کرنے والا ہے۔۔۔

"چلو روم میں چلتے ہیں۔۔ صبح پھر میٹنگ کے لیے جلدی اٹھنا ہو گا۔۔۔"

شہروز تک بھی زاراب نیازی کے آنے کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔ اسی وجہ سے وہ بوکھلایا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

"اوکے تم چلے جاؤ۔۔ میں تھوڑی دیر تک آؤں گی۔۔ ابھی موڈ نہیں ہے میرا۔۔۔"

میرب اسے صاف انکار کرتے وہاں سے اٹھ گئی تھی۔۔ جبکہ اس لڑکی کے اس ہٹ دھرم انداز پر شہروز پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔۔ آج اس کی یہی اکڑ ہی تو ختم کرنی تھی اس نے۔۔

اس کے حسین سراپے کو مکروہ نگاہوں سے دیکھتا وہ اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ اس نے میرب کے روم میں جانے کے بعد ہی اس کے روم میں جانا تھا۔۔

اس کے آدمی میرب پر نظر رکھے ہوئے تھے۔۔

شہروز بس یہی چاہتا تھا کہ میرب زاراب کی نظروں میں نہ آئے۔۔ ورنہ اس لڑکی کو نقصان پہنچانا اس کے لیے مشکل ہو جاتا۔۔ مگر وہ ابھی تک ٹھیک سے زاراب نیازی کی شخصیت سے واقف ہی نہیں تھا۔۔۔

جس کا سحر ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔۔۔

میرب کافی دیر نیچے چہل قدمی کرنے کے بعد اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔۔۔وہ لفٹ میں تھی جب ایک ویٹرس عجلت میں بند ہوتی لفٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور کو زمین آسمان گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھی ہستی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اسے کسی صورت یقین نہیں آیا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔

وہ بڑا سا کمرا تھا۔۔۔چاروں جانب اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔۔اس کے بالکل وسط میں صوفے لگائے گئے تھے۔۔۔جن پر بیٹھے افراد میں سے وہ ایک انسان کے چہرے سے شناسا تھی۔اور کبھی زندگی میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ انسان اسے بلیک میل کر سکتا ہے۔۔۔

"نو۔۔۔نونوفل۔۔۔۔"

شاہنور کے ہونٹوں ٹوٹ کر یہ نام نکلا تھا۔۔۔

شاہنور کو دیکھ نوفل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اس کے قریب اس کے چچا تنویر گیلانی اور کزن زبیر گیلانی موجود تھے۔۔۔جس کا یہی مطلب تھا کہ وہ سب اس پلان میں شامل تھے۔۔۔

نوفل اسے ہمیشہ سے اتنی عزت دیتا آیا تھا۔۔ مگر اس شخص کی حقیقت یہ تھی۔۔۔ وہ اسے اس کی غلط تصویریں بنا کر بلیک میل کر کے یہاں بلا چکا تھا۔۔۔

شاہنور کو اب تک یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں شاہنور۔۔ تم مجھے غلط مت سمجھنا۔۔۔ پلیز۔۔۔۔"

نوفل اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی اور بے یقینی دیکھ اس کے پاس آیا تھا۔۔

شاہنور کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔

"ارشیان نیازی نے مجھے دھمکی دی ہے کہ وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گا۔۔ وہ تمہیں کبھی میرا نہیں ہونے دے گا۔۔ اس لیے مجھے یہ انتہائی قدم اٹھانا

پڑا۔۔۔وہ ساری تصویریں ارشیان نیازی نے ہی بنوائی ہیں۔۔وہ تمہیں بدنام کر کے تمہارے خاندان سے اپنا انتقام لینا چاہتا تھا۔۔میرے آدمیوں نے اسی سے یہ تصویریں حاصل کی ہیں۔۔۔وہ بہت برا انسان ہے۔۔اور تم ایک بہت اچھی اور معصوم لڑکی ہو۔۔۔میں تمہیں صرف اس سے پروٹیکٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔تم مجھ سے نکاح کر لو۔۔اس کے شر سے بچ جاؤ گی۔۔۔میں جانتا ہوں تم بھی مجھے چاہتی ہو۔۔وہ انسان تمہیں خوامخواہ ٹاچر کر رہا ہے۔۔۔تم ایک بار مجھ سے نکاح کر لو۔۔۔میں تمہاری اس انسان سے حفاظت کروں گا۔۔"

نوفل کے انداز میں اس کے لیے تڑپ تھی۔۔وہ جلدی جلدی اس کے سامنے اپنی پوزیشن کلیئر کر رہا تھا کہ کہیں شاہنور اس سے بدگمان نہ ہو جائے۔۔

مگر شاہنور جسے کبھی غصہ نہیں آیا تھا۔۔۔اس وقت وہ بھی سامنے کھڑے شخص پر اپنا ہاتھ اٹھتا نہیں روک پائی تھی۔۔اس کا نازک ہاتھ اٹھا تھا۔۔اور سیدھا نوفل کے چہرے پر پڑا تھا۔۔

"تم اتنے بے حیا اور گھٹیا انسان ہو گے میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔تمہیں ذرا شرم نہیں آئی یہ کھیل رچاتے ہوئے۔۔۔تمہیں کیا لگا تھا میں اس طرح تم سے نکاح کر لوں گی۔۔اب کبھی مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔مجھے تم سے کبھی کوئی محبت نہیں تھی۔۔۔مگر اب شدید نفرت محسوس ضرور ہو رہی ہے۔۔۔"

شاہنور کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس انسان کا منہ نوچ لے۔۔جو بظاہر اس کے سامنے کیسے رہا تھا۔۔۔اور اصل میں اس کی نیت کتنی خراب تھی۔۔۔

اتنے لوگوں کے سامنے شاہنور کا یوں تھپڑ مارنا نوفل کو غصے سے لال کر گیا تھا۔۔۔ مگر وہ مٹھیاں بھینچے بہت مشکل سے ضبط کر تا کھڑا رہا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں تم مجھ سے ہی محبت کرتی ہو۔۔ ابھی غصے میں یہ سب بول رہی ہو۔۔ میں تمہارا سارا غصہ ناراضگی ختم کر دوں گا۔۔ بس ایک بار مجھ سے نکاح کر لو۔۔۔"

نوفل ملتجی لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ شاہنور کا دل چاہا تھا پیچھے کھڑے گارڈ سے بندوق چھین کر اس شخص کو ختم کر ڈالے۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے وہاں سے جانے کے لیے واپس پلٹی تھی۔۔

"تم مجھ سے نکاح کیے بغیر نہیں جا سکتی۔۔۔"

نوفل اس کے راستے میں آیا تھا۔۔۔اب کہ نوفل بھی کافی سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔۔

شاہنور اس کے انداز پر خوفزدہ ہوئی تھی۔۔اس نے پلٹ کر وہاں بیٹھے اس کے خاندان کے لوگوں کو دیکھا تھا۔۔جو بہت ہی عجیب نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

وہ خود میں سمٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔یہ لوگ اتنی آسانی سے اسے چھوڑنے والے نہیں تھے۔۔

"یہ راجپوت خاندان کی عورتیں بہت ضدی ہیں۔۔۔پہلے صرف سنا تھا اب دیکھ بھی لیا ہے۔۔۔اگر تم اس کی ایسے ہی منتیں کرتے رہے تو یہ کبھی نہیں

مانے گی۔۔۔لے کر آؤ یہاں۔۔۔ہم مل کر اس سے نکاح نامے پر سائن کروا لیتے ہیں۔۔۔"

نوفل کا کزن زبیر جو کب سے شاہنور کے سیاہ شال سے جھانکتی حسین آنکھوں اور دودھیا ہاتھوں کو خباثت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔کب سے چلتے اس ڈرامے پر مزید چپ نہیں رہ پایا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے۔۔شاہنور نے بے یقینی سے نوفل کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو زبیر کی بات پر ہنس رہا تھا۔۔

"ایسا ہی کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔شاہنور صاحبہ کو میری محبت اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔"

نوفل اس کی کلائی دبوچ کر اپنے ساتھ کھینچتا ان لوگوں کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

شاہنور اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کرتی چلا رہی تھی۔۔۔ مگر نوفل کے کان پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔۔۔

اس نے شاہنور کو لا کر سنگل صوفے پر پٹخ دیا تھا۔۔۔

"سائن کرو ان پر۔۔۔ ورنہ نہ صرف تمہاری اس خان کے ساتھ بنائی گئی تصویریں گاؤں کے ہر گھر میں پہنچیں گی۔۔ بلکہ تمہارے ساتھ ابھی جو کچھ ہو گا اس کا الزام بھی ارشیان نیازی پر لگے گا۔۔۔ ویسے بھی سب جانتے ہیں ارشیان نیازی شدید نفرت کرتا ہے تم سب سے۔۔ تمہارے باپ سے بدلہ لینے کے لیے وہ تمہارا استعمال کر سکتا ہے۔۔۔"

زبیر اس کے قریب آتا اس کے مقابل نکاح کے پیپرز پھینک گیا تھا۔۔۔

جبکہ شاہنور اب خوف سے کانپ رہی تھی۔۔۔وہ اگر انکار کرتی تو ان لوگوں کی آنکھوں سے ٹپکتی خباثت میں اسے اپنا انجام بہت اچھے سے نظر آرہا تھا۔۔

شاہنور بالکل بے بس ہو چکی تھی۔۔۔دل کے کسی ایک کونے میں اس بات کا سکون تھا کہ اس کی محبت غلط نہیں تھی۔۔اس کا محبوب چاہے دنیا والوں کے لیے جیسا بھی بنتا ہو۔۔ مگر وہ برا انسان بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔جو انسان انجان عورت کی عزت بچانے کے لیے اپنے وجود پر گولی کھا گیا تھا۔۔جس کے ساتھ اس کے واش روم میں تنہا ہوتے بھی اس نے خود کو بالکل محفوظ محسوس کیا تھا۔۔۔

اسے اپنی محبت پر فخر محسوس ہوا تھا۔۔

لیکن شاید وہ پیارا انسان اس کی قسمت میں نہیں تھا۔۔اپنی اور اپنے خاندان والوں کی عزت بچانے کی خاطر اسے اس نکاح نامے پر سائن کرنے تھے۔۔۔

ورنہ یہ لوگ اس کے گھر والوں کو جینے کے قابل نہ چھوڑتے۔۔

شاہنور کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بہہ نکلی تھی۔۔۔سامنے کا منظر اس کے لیے بالکل دھندلا چکا تھا۔۔۔

اس نے آگے کو جھک کر سامنے پڑا پین اٹھایا تھا۔۔اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔۔۔

نکاح نامے پر اس کے آنسو گرتے اسے ایک جانب سے گیلا کر چکے تھے۔۔۔نوفل فاتحانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

شاہنور ہاتھ میں تھامی پینسل کو مضبوطی سے تھامے نکاح نامے پر رکھ چکی تھی۔۔۔

اس کا ہاتھ بہت زیادہ کانپ رہے تھے۔۔۔ دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔ وہ نجانے کب سے اپنا آپ صرف اور صرف ارشیان نیازی کے نام لکھوانے کے خواب دیکھتی آئی تھی۔۔

اس کے علاوہ اس نے کبھی کسی انسان کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سلطان شاہ تم کیا سمجھتے ہو میں تمہیں دیکھنے اور تم سے بات کرنے کے لیے مری جا رہی ہوں۔۔۔ مجھے بھی پروا نہیں ہے۔"

نویرہ کو اس شخص کی اس قدر اکڑ پر شدید غصہ آیا تھا۔۔ جو صرف اس کے پردے کے خیال سے تڑپا جا رہا تھا۔۔۔ اسے اس بات کی زرا بھی فکر نہیں تھی کہ وہ کتنی شدید ٹھنڈ میں بیٹھی ہے۔۔۔

"ایڈیٹ۔۔۔"

نویرہ دانت پیستے خود ہی جلتی کڑھتی رہی تھی۔۔

اسے شدید ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔ یہ بات سلطان بھی بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اسے شروع سے ہی بہت زیادہ ٹھنڈ لگتی تھی۔۔ مگر جان بوجھ کر ضد میں وہ وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔۔

دور دور تک اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔۔ اسے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

یہ حویلی اس کے لیے بالکل انجان تھی۔۔۔اسے اندھیرے سے بھی بہت زیادہ سر لگتا تھا۔۔ مگر وہ نویرہ خان نیازی تھی۔۔۔خانوں کی ضد تو ویسے بھی بہت مشہور تھی۔۔وہ بھی تو انہیں جا خون تھی۔۔۔

ایک بار بادل زور سے گرجے تھے۔۔نویرہ نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے میچتے چیخ کا گلا گھونٹا تھا۔۔

بارش شروع ہو چکی تھی۔۔۔

"بی بی سائیں شاہ سائیں کہہ رہے ہیں آپ اندر آجائیں۔۔۔باہر ٹھنڈ بہت ہے۔۔۔"

ملازمہ پھر آئی تھی۔۔۔

اس کی بات سن کر نویرہ کو مزید غصہ آیا تھا۔۔اتنی فکر تھی اس کی مگر خود سامنے نہیں آنا تھا۔۔نویرہ اس بات کو اپنے بہت بڑی انسلٹ مان رہی تھی۔۔اسے یہ بے عزتی کسی قیمت پر برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔اس شخص نے اسے کسے فالتو شے کی طرح اٹھا کر اپنی حویلی میں سجا دیا تھا۔۔

"ہونہہ۔۔اسے کسی کا ڈر ہے بھلا۔۔۔مجھے کچھ ہو بھی گیا تو کونسا یہ میرے خاندان والوں کے سامنے جوابدہ رہے گا۔۔۔"

اس نے اندر جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔وہ اس انسان کو ایسے ہی ناکوں چنے چبوانے والی تھی۔۔

بارش آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھی۔۔۔نویرہ پوری طرح سے بھیگ چکی تھی۔۔لیکن اس کی ضد نہیں ٹوٹی تھی۔۔

وہ کرسی پر سر ٹکائے سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔۔جب اچانک کسی احساس کے زیرِ اثر اس نے اپنی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تھا۔۔

اسے وہ اپنے سامنے کافی فاصلے پر کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔سیاہ لباس میں ملبوس سیاہ شال کو اپنے کندھوں کے گرد لپیٹے وہ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ چہرے پر قہر آلود تاثرات سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نویرہ جو بہت بہادر بنی بیٹھی تھی۔۔۔اسے اپنے سامنے دیکھ وہ اب ٹھنڈ بھولتی اس کے خوف سے کانپ گئی تھی۔۔اس کی آنکھوں میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔

وہ اسی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔نویرہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

اس کا ہاتھ بہت زیادہ کانپ رہے تھے۔۔۔ دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔وہ نجانے کب سے اپنا آپ صرف اور صرف ارشیان نیازی کے نام لکھوانے کے خواب دیکھتی آئی تھی۔۔

اس کے علاوٗہ اس نے کبھی کسی انسان کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔وہ دل سے خود کو ارشیان نیازی کو سونپ چکی تھی۔۔شاہنور کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی۔۔

وہ بس سائن کرنے ہی والی تھی جب پوری قوت کے ساتھ دروازے پر ضرب لگائی گئی تھی۔۔۔

شاہنور سمیت سب نے گردن موڑ کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔نوفل نے جلدی سے اپنی گن نکالی تھی۔۔ دروازہ کھلا تھا۔۔۔اور اندر داخل

ہونے والے شخص کو دیکھ شاہنور کے مردہ وجود میں زندگی کی رمق دور گئی تھی۔۔۔

وہ کوئی اور نہیں ارشیان خان نیازی ہی تھا۔۔

"اوہ شٹ۔۔یہ کہاں سے آگیا۔۔۔؟؟ یہ تو بالکل لحاظ نہیں کرے گا۔۔۔ جلدی سے نکلو یہاں سے۔۔اب ہمیں دوسرے پلان پر عمل کرنا ہو گا۔۔۔"

وہ تینوں ارشیان اور اس کے گارڈز کو دیکھ ایک سیکنڈ کی بھی دیر لگائے نوفل کو زبردستی اپنے ساتھ لیتے دوسرے دروازے سے فرار ہو چکے تھے۔۔۔وہ اس کے لیے تیار نہیں تھے۔۔۔انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ارشیان نیازی وہاں آجائے گا۔۔انہوں نے اس حوالے سے تیاری نہیں کی تھی۔۔

اسی لیے اسے زخمی شیر بنے اپنی جانب آتے دیکھ وہ گھبراہٹ کے عالم میں کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔۔

ارشیان کے اشارے پر گارڈز بھی انہیں پکڑنے کے لیے فوراًان کے پیچھے بھاگے تھے۔۔

جبکہ شاہنور صوفے پر ساکت بیٹھی اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی۔۔
ارشیان اس کی جانب سے کیا گیا میسج پڑھتے ہی کافی حد تک ساری سچویشن سمجھ گیا تھا۔۔

اس نے اپنے ایک مخبر کو کال کر کے شاہنور کے حویلی میں ہونے کا پتا کروایا تھا۔۔اس کی غیر موجودگی کا سن کر ارشیان کے لیے شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچی تھی۔۔

اس گاؤں میں کوئی ایسا راستہ یا گھر نہیں تھا جو ارشیان نیازی کی پہنچ سے دور ہو۔۔اسے یہ پتا کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کہ شاہنور کو کہاں لے جایا گیا ہے۔۔

اور یہ کام گیلانیوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تھا۔۔

بے شک شاہنور اس انسان کی بیٹی تھی جس سے وہ دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتا تھا۔۔ مگر کسی بھی لڑکی کی عزت اور جان بچانے کے لیے وہ کبھی اپنی دشمنی بیچ میں نہیں لاتا تھا۔۔

وہ مردوں کے ساتھ لڑائی میں عورتوں کو استعمال کرنے کے حق میں نہیں تھا۔۔

مگر اس نے دنیاوالوں کے سامنے اپناامیج اتنا برابنار کھا تھا کہ لوگ اس سے ہر برے کام کی توقع کرتے تھے۔۔ یہاں تک کہ شرافت بھی اپنے مالک کے ہر پل بدلتے مزاج سے الجھ جاتا تھا۔۔وہ شخص کبھی بھی کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔اس لیے اس کے دشمن اس سے بہت ڈرتے تھے۔۔

ارشیان غصے کے عالم میں شاہنور کی جانب بڑھا تھا۔۔اسے روتی بسورتی،ڈرپوک اور اپنے دماغ کا کم استعمال کرنے والی لڑکیاں سخت بری لگتی تھیں۔۔۔اور یہ لڑکی ان سب باتوں میں نمبرون تھی۔۔

جس نے انجان نمبر سے آئے میسج پر عمل کرتے خود کو اتنے بڑے خطرے میں دھکیل دیا تھا۔۔

ارشیان نے اسے بازو سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔۔ ان کے بیچ فاصلہ بہت کم تھا۔۔۔ جھٹکے کی وجہ سے شاہنور کے چہرے سے چادر کا پلو ڈھلک چکا تھا۔۔

جس کے بعد بادلوں سے جھانکتے چاند جیسے حسن کی تابناکیاں دل کو بھسم کر دینے کے لیے کافی تھیں۔۔ ارشیان بھی اس کے نقاب گرنے پر لمحے کے ہزاروں حصے میں گڑبڑایا تھا۔۔ لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلے اور چہرے کے پتھریلے تاثرات کی جانب دیکھتے شاہنور کانپ گئی تھی۔۔

"تمہارے پاس عقل نام کی شے ہے۔۔ کوئی کچھ بھی کہے گا تو اس کے ساتھ چل پڑو گی۔۔۔؟"

اس کے جھکے سر کو دیکھتے وہ دھاڑا تھا۔۔

شاہنور جو ابھی تک اس بات پر یقین نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ نوفل اور اس کے کزنز سے محفوظ ہو چکی ہے۔۔ اس شخص نے آ کر اسے اتنے بڑے نقصان سے بچا لیا تھا۔۔

ارشیان کی غصے بھری دھاڑ پر وہ جو ابھی ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہو پائی تھی۔۔ ایک بار پھر سے سہم گئی تھی۔۔ مگر اس شخص کے ہوتے ہوئے اسے اب پوری طرح تحفظ محسوس ہو رہا تھا۔۔

لیکن ارشیان نیازی کا غصہ برداشت کرنا بھی آسان نہیں تھا۔۔

"مجھے لگا وہ تصویریں آپ نے بنوائی ہیں۔۔۔ اور آپ ہی مجھے بلیک میل کر کے یہاں بلوا رہے ہیں۔۔ میں دیکھنا چاہتی تھی آپ مجھ سے جتنی نفرت

کرتے ہیں۔میں نے آپ کو کال بھی کی تھی۔۔ مگر آپ نے میری بات ہی نہیں سنی۔۔۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ آپ ہی ہو سکتے ہیں۔۔۔"

شاہنور انتہائی معصومیت کے ساتھ سارا الزام اس کے اوپر لگا گئی تھی۔۔

جبکہ ارشیان اس کی بات پر حیرت زدہ سا اسے گھورے گیا تھا۔۔

اس کی غلطی ہونے پر بھی آج تک کبھی کسی نے اس پر کوئی الزام لگانے کی جرأت نہیں کی تھی۔۔۔ اور یہ لڑکی بنا کسی غلطی کے بہت مزے سے سارا الزام اسے دے گئی تھی۔۔۔

"واٹ ربش۔۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا۔۔؟؟"

ارشیان اس کا بازو آزاد کرتا پیچھے ہونے ہی والا تھا۔۔جب شاہنور اپنے دائیں پیر پر اچانک سے لڑکھڑاتی گرنے سے بچنے کے لیے ارشیان کا بازو تھام گئی تھی۔۔۔

ارشیان نے بے اختیاری میں اس کے گرد اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔جب اسی لمحے سامنے کھلے دروازے میں سے حسین راجپوت اور یعقوب نیازی باقی لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوتے سامنے کا منظر دیکھ غصے سے آگ بگولا ہوئے تھے۔۔۔۔

شاہنور اس وقت پوری طرح ارشیان کی بانہوں میں تھی۔۔یہ صرف ایک سیکنڈ کے اندر ہوا تھا۔۔۔اور اسی وقت وہ سب وہاں آگئے تھے۔۔۔

ارشیان کا دماغ پل بھر کے لیے ماؤف ہوا تھا۔۔۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب کافی دیر نیچے چہل قدمی کرنے کے بعد اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ وہ لفٹ میں تھی جب ایک ویٹرس عجلت میں بند ہوتی لفٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

میرب نے حیرانی سے اس ویٹرس کو دیکھا تھا۔۔۔ جو فل یونیفارم میں ملبوس تھی۔۔۔ مگر اس کے چہرے کے تاثرات کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہے تھے۔۔۔

"میم آپ کے لیے روم نمبر 201 بک کروایا گیا ہے۔۔ پر پلیز آپ وہاں مت جائیں۔۔۔"

ویٹرس گھبرائی ہوئی سی جلدی جلدی بول رہی تھی۔۔

"کیا مطلب۔۔۔؟؟؟ میں کیوں نہ جاؤں اس روم میں۔۔؟"

میرب اس کی بات پر حیران ہوتے بولی تھی۔۔

"وہ آپ کے لیے سیف نہیں ہے۔۔ پلیز آپ وہاں مت جائیں۔۔ وہاں آپ کے خلاف سازش کی گئی ہے۔۔۔"

ویٹرس شاید پوری بات بتانے سے خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔ لیکن اس پر زاراب نیازی کا بہت بڑا احسان تھا۔۔ وہ کوئی عام ویٹرس نہیں تھی۔۔ وہ یہاں آئی سیاسی پارٹیز کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی۔۔ اسے کہیں نہ کہیں

زاراب نیازی اور میرب راجپوت کے درمیانی رشتے کا بھی اچھے سے علم

تھا۔۔

"کیسی سازش۔۔۔؟؟"

میرب پوری بات سنے اور سمجھے بغیر اس لڑکی کی بات ماننے کا ارادہ نہیں

رکھتی تھی۔۔

اس کے مطابق وہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی تھی۔۔یہ لڑکی بھی اس کے

کسی دشمن کی ساتھی ہو سکتی تھی۔۔

جب اسے ایسے ہی ضد پر اڑا دیکھ۔۔ویٹرس صوفیہ نے اسے شہروز کی سازش

کے بارے میں بتا دیا تھا۔۔۔

جو اسے کیسے پتا چلی تھی۔۔ یہ بات وہ میرب کو نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔ اسے میرب کی ہمدرد بنا کر یہاں کس نے بھیجا تھا وہ یہ بھی بتانے سے انکاری تھی۔۔

میرب ابھی تک یقین نہیں کر پائی تھی کہ شہروز ایسی گھٹیا چال بھی چل سکتا ہے۔۔

"میں اب کہاں جاؤں پھر۔۔۔"

میرب پریشان ہوئی تھی۔۔ اس نے اس ہوٹل میں رکنے کے بجائے واپس جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

"میم باہر موسم بہت زیادہ خراب ہے۔۔ رات کے اس پہر آپ کا جانا آپ کو مزید بڑے خطرے سے دوچار کر سکتا ہے۔۔ آپ کو یہیں رکنا ہو گا۔۔

آج بہت زیادہ رش کی وجہ سے ہوٹل کے سب رومز بک ہیں۔۔۔ اور کسی بھی روم میں آپ اکیلی رہیں بھی مت۔۔ یہ بھی آپ کے لیے سیف نہیں ہے۔۔۔ کیا اس ہوٹل میں کوئی ایسا انسان ہے جس پر اعتبار کر کے آپ اس کے روم میں رہ سکتی ہیں آج کی رات۔۔؟"

صوفیہ اسے ساری بات کلیئر کر کے جا چکی تھی۔۔

جبکہ میرب اس کی ایک بات میں کی کھوئی ہوئی تھی۔۔ کیا اس وقت واقعی اس ہوٹل میں کوئی ایسا انسان تھا۔۔ جس پر وہ سب سے زیادہ اعتبار کر سکتی تھی۔۔۔

میرب کی آنکھوں کے سامنے زاراب خان نیازی کی سحر انگیز شخصیت چھا گئی تھی۔۔ اسے کچھ دیر پہلے ہی تو دیکھا تھا اس نے۔۔۔ اس دنیا کو واحد انسان جس پر وہ اعتبار کر سکتی تھی۔۔۔

اس شخص سے اتنی دشمنی اور مخالفت ہونے کے باوجود وہ یہ بات مانتی تھی۔۔۔

"کیا کروں میں۔۔۔؟؟ شہروز گیلانی تمہارے کھیل میں تو اب میں تمہیں ہی الجھاؤں گی۔۔ لیکن آج رات کے لیے خود کو کیسے محفوظ کروں۔۔ کیا پھر سے اسی انسان کے پاس چلی جاؤں۔۔ جس کے نزدیک میری کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔۔ اس بے مہر کا کوئی بھروسہ بھی نہیں ہے۔۔ بے عزت کر کے نکال بھی سکتا ہے مجھے۔۔ میرے خدایا میں کہاں پھنس گئی ہوں۔۔۔ جتنا اس شخص سے دور جانے کی کوشش کرتی ہوں اتنا اس کے قریب

دھکیل دی جاتی ہوں۔۔ اگر شہروز نے واقعی ایسی گھٹیا پلاننگ کی ہے۔۔ تو میرا کسی بھی روم میں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔ جتنی بھی بہادر سہی مگر میں اس کا مقابلہ نہیں کر پاؤں گی۔۔"

میرب خود سے ہی ہمکلامی کرتی صوفیہ سے پوچھے گئے زاراب نیازی کے روم نمبر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

آج تک ہمیشہ ایسا ہی تو ہوا تھا۔۔ ہمیشہ مشکل وقت آنے پر وہ اسی شخص کی جانب ہی تو دوڑی تھی۔۔ دونوں کے بیچ لاکھ بدگمانی، نفرت اور مخالفت ہونے کے باوجود دونوں نے کبھی ایک دوسرے کا ہاتھ جھٹکا نہیں تھا۔۔

زاراب نیازی نے یاور کے ساتھ جو کیا تھا۔۔ میرب اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔ مگر وقت نے اس کے ساتھ ایسا کھیل کھیلا تھا کہ وہ پھر سے اسی انسان کے پاس پناہ مانگنے چلی آئی تھی۔۔

اسے شہروز کی اپنے لیے نفرت کا اندازہ تھا۔۔ زاراب کے پاس پناہ لے کر وہ شہروز کی پوری محنت پر پانی پھیرنا چاہتی تھی۔۔۔

میرب نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ ناک کیا تھا۔۔

جو کچھ دیر کے بعد کھول دیا گیا تھا۔۔۔

میرب نے جھکا سر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو سوالیہ نگاہوں سے اسی کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔ زاراب کے چہرے کے تاثرات بالکل سرد و سپاٹ تھے۔۔

"مجھے اس روم میں رہنا ہے۔۔ آج رات کے لیے۔۔۔"

میرب نے انگلیاں مڑوڑتے نگاہیں جھکائے یہ بات کہی تھی۔۔ جو کہتے اسے شدید قسم کی حیا نے آن گھیرا تھا۔۔ وہ اس سے نگاہیں نہیں ملانا چاہتی تھی۔۔ مگر اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر ہی میرب کو اپنے گال لال ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز حانم کو اپنے ساتھ لے کر حویلی آگیا تھا۔۔۔ جس بات پر کسی نے فلحال کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔۔ گھر کے سب لوگ اپنی جگہ اس بات کو ہی قبول نہیں کر پا رہے تھے کہ نویرہ کا سلطان شاہ کے پاس چلے جانا ٹھیک تھا یا نہیں۔۔۔

مگر سب نے فلحال اس بات کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا۔۔

فیروز اپنے جم خانے میں تھا جب حانم اندر داخل ہوئی تھی۔۔ وہاں کسی کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔ مگر حانم شاہ کو بھلا کوئی روک سکتا تھا۔۔

فیروز شرٹ لیس، بڑے بڑے ڈمبلز کے ہاتھوں میں اٹھائے پسینے سے شرابور اپنی ایکسر سائز کرنے میں بزی تھا۔۔ حانم نے حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھا تھا۔۔

جہاں رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے۔۔۔

"یہ کونسا ٹائم کے ایکسر سائز کرنے کا۔۔۔"

حانم سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔ اسے بالکل بھی نیند نہیں آرہی تھی۔۔ اس بڑی سی حویلی کے در و دیوار کو دیکھ کر وہ تنگ پڑ چکی تھی۔۔ یہاں کی لڑکیاں بھی اس کی نیچر کی نہیں تھیں۔۔ سب بہت زیادہ سنجیدہ اور اپنے کام سے کام

رکھنے والی تھیں۔ حانم کی شناسائی صرف فیروز سے ہی تھی۔۔ جو آج پورا دن مصروف ہی رہا تھا۔۔

اور اب رات گئے آ کر ایکسر سائز کرنا شروع ہو چکا تھا۔۔

"میں بور ہو رہی ہوں۔۔۔ مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔۔"

فیروز جو پوری طرح سے اپنی ایکسر سائز میں مصروف تھا۔۔ حانم کی آواز پر اس نے جھٹکے سے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟"

فیروز نے ڈمبلز فوراً سائیڈ پر رکھے تھے۔۔۔ جبکہ حانم اس کے بنا شرٹ کے کسرتی وجود کو دیکھتی جذبز سی ہوئی تھی۔۔

وہ پولیس والا کم کسی مووی کا ہیرو زیادہ لگتا تھا اسے۔۔

فیروز کے ماتھے پر شکنے نمودار ہوئی تھیں۔۔۔اس گھر میں کسی کو بھی ان

کے نکاح کے بارے میں علم نہیں تھا۔۔سوائے اس ارشیان اور زاراب

کے۔۔۔

اگر گھر کا کوئی اور فرد اسے اس طرح دیکھ لیتا فیروز کے پاس تو ایک نیا ڈرامہ

شروع ہو جانا تھا۔۔۔

جو فلحال وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"بولا تو ہے نیند نہیں آرہی تھی میں۔۔۔بور ہو رہی تھی۔۔۔"

حانم نے خفگی سے دوبارہ جواب دیا تھا۔۔۔

جبکہ فیروز نے سر سے پیر تک اس کے حلیے کو گھورا تھا۔۔جو حویلی میں بھی

اپنی مرضی کا لباس زیب تن کیے پھر رہی تھی۔۔کھلے پائنچوں والے بلیک

ٹراؤزر پر کریم کلر کی ہاف سلیوز والی ٹی شرٹ پہنے وہ سیاہ رنگ کی شال کو اپنے گرد لپیٹے بازو کو ڈھکے ہوئے تھی۔۔۔

یہ اہتمام بھی اس نے صرف حویلی میں ہونے کی وجہ سے کیا تھا۔۔ ورنہ فلیٹ میں تو وہ بنا شال کے ہی گھومتی تھی۔۔ اسی وجہ سے فیروز رات کے وقت اس کے سامنے آنے سے گریز ہی کرتا تھا۔۔

لیکن یہ قیامت یہاں بھی اسی کے پیچھے پیچھے ہی تھی۔۔۔

"تو تم چاہتی ہو میں تمہیں انٹرٹین کروں یا باہوں میں اٹھا کر لوری سناؤں۔۔ تاکہ تمہیں نیند آجائے۔۔۔"

فیروز اس کی بات پر تپ کر بولا تھا۔۔۔

وہ اب ٹریڈمل کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

"اس میں حرج بھی نہیں ہے کوئی۔۔۔ آفٹر آل ہز بینڈ ہو تم میرے۔۔۔ اتنا تو کر ہی سکتے ہو۔۔۔"

حانم جانتی تھی کہ وہ اس کی موجودگی سے ڈسٹرب ہو رہا ہے۔۔ اس لیے وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرتے بولتی وہاں سے جانے ہی لگی تھی۔۔ جب فیروز نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔۔"

حانم کو اس سے اس حرکت کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔ وہ سیدھی اس کی جانب کھینچی چلی گئی تھی۔۔

"آہ۔۔۔۔"

حانم کو اس سے اس حرکت کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔وہ سیدھی اس کی جانب کھینچی چلی گئی تھی۔۔ٹریڈ مل پر وہ بالکل اس کے آگے آن گری تھی۔۔نیچے موجود متحرک جگہ کی وجہ سے وہ لڑکھڑا کر بری طرح گر جاتی۔۔جب فیروز نے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے تھام کر اوپر اٹھا لیا تھا۔۔۔

وہ اس کے بہت زیادہ قریب آگئی تھی۔۔۔

"اب بولو کیا کہہ رہی تھی۔۔۔؟؟"

وہ اسے اپنے بازو میں ایسے اٹھائے کھڑا تھا جیسے وہ اس کی ایکسر سائز کا کوئی سامان ہو۔۔

اس کے اتنے قریب آجانے کی وجہ سے حانم کی رنگت بالکل لال پڑی تھی۔۔وہ اسے زیادہ لفٹ نہیں کرواتا تھا۔۔اسی وجہ سے حانم اس کے ساتھ مذاق کر دیتی تھی۔۔۔مگر جب آگے سے وہ اپناری ایکشن دیتا تھا۔۔ تو حانم لال پیلی ہو جایا کرتی تھی۔۔

اس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔

وہ اب بولنا بھی بھول چکی تھی۔۔۔

"کک کچھ نہیں۔۔۔۔مجھے اب نیند آرہی ہے۔۔۔"

حانم کو کچھ اور سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

"بہت جلدی نیند نہیں آگئی۔۔۔؟میری بانہوں میں اتنا سکون ہے کیا۔۔۔

"

فیروز نے اس کی حالت سے حظ اٹھاتے اس کی شال سے اپنے چہرے پر موجود پیسنہ صاف کیا تھا۔۔۔

حانم کا دل اس کی اس حرکت پر زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔ وہ بالکل لال ہو چکی تھی۔۔

"ڈونٹ وری ہم دوست ہیں۔۔۔"

فیروز نے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ اسے آزاد کر دیا تھا۔۔ کیونکہ اس کے وجود کی نرماہٹیں اور مسحور کن خوشبو اسے آہستہ آہستہ اپنے حصار میں جکڑ رہی تھی۔۔۔

اس کے آزاد کرنے پر حانم شکر کرتی اس سے دور ہوئی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات پر اسے گھورنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔

"ہر دوست کے اتنے ہی قریب جاتے ہو۔۔۔"

اپنی شال درست کرتے حانم اب کچھ حد تک بولنے کے قابل ہوئی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔ تم خاص دوست ہو۔۔۔"

فیروز نے بھی ڈھٹائی سے جواب دیا تھا۔۔۔

"مجھے تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔۔۔"

حانم اسے شرٹ پہنتے دیکھ اب پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔۔ اس کی شال بار بار اس کے کندھوں سے پھسل رہی تھی۔۔ جسے ٹھیک کر پانے میں ناکام ہوتے وہ اب اسے ایسے ہی چھوڑ چکی تھی۔۔

جس کی وجہ سے اس کے دودھیا بازو بالکل واضح ہوتے فیروز کو اپنی جانب متوجہ کر رہے تھے۔۔ یہ لڑکی قیامت خیز حسن رکھتی تھی۔۔۔ جس پر پورا حق ہونے کے باوجود اس سے دور رہنا انتہائی مشکل کام تھا۔۔

"ہاں بولو۔۔۔"

فیروز نے ایک جانب رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر لبوں سے لگاتے پوچھا تھا۔۔۔

"تم یعقوب خان نیازی کے سگے پوتے نہیں ہو۔۔۔ کیا یہ بات سچ ہے۔۔ تم جس کے بیٹے ہو۔۔ تمہاری اصل پہچان کیا ہے۔۔۔"

حانم کو اس دن فون پر یعقوب نیازی کی کہی بات یاد آئی تھی۔۔

بوتل ہونٹوں سے لگائے کھڑے فیروز نیازی کا ہاتھ وہیں معلق ہوا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک دم خون اتر آیا تھا۔۔ جبکہ اس کے چہرے کے

تاثرات اس کی اندرونی کیفیت اچھے سے بیان کر گئے تھے۔۔۔

فیروز اس کی جانب پلٹا تھا۔۔

اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر دیوار کے ساتھ لگاتے وہ اپنا چہرا اس کے

چہرے کے بہت قریب لے گیا تھا۔۔۔

"تمہاری ابھی میری زندگی میں اتنی اہمیت بالکل بھی نہیں ہے کہ تم یہاں

تک پہنچو۔۔۔ اپنی لمٹس میں رہو۔۔۔ ورنہ میں خود تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں

اس حویلی سے باہر پھینک دوں گا۔۔۔"

فیروز کی غضبناکی کی انتہا دیکھتی وہ سہم کر رہ گئی تھی۔۔اسے فیروز کی آنکھوں میں نمی سی محسوس ہوئی تھی۔۔جیسے اس کے سوال نے فیروز کو بہت زیادہ اذیت دی ہو۔۔۔

اسی اذیت کے زیر اثر وہ اس بات پر دھیان نہیں دے پایا تھا کہ وہ حانم کو بہت سنگین الفاظ بول گیا ہے۔۔

اپنی بات کہتے وہ رکا نہیں تھا۔۔راستے میں آئی ہر شے کو ٹھوکروں سے اڑاتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے اس روم میں رہنا ہے۔۔ آج رات کے لیے۔۔۔"

میرب نے انگلیاں مڑروتے نگاہیں جھکائے یہ بات کہی تھی۔۔جو کہتے اسے شدید قسم کی حیا نے آن گھیر اتھا۔۔وہ اس سے نگاہیں نہیں ملانا چاہتی تھی۔۔ مگر اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر ہی میرب کو اپنے گال لال ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

وہ اس سے شدید غصہ تھی۔۔اسی سے بدلہ لینے کے لیے اس نے بنا سوچے سمجھے اتنی قیمتی زمین شہروز کو دے دی تھی۔ مگر اس کے باوجود آج مشکل وقت میں اسے یہی انسان یاد آیا تھا۔۔ آج تک کبھی ایسا ہوا ہی نہیں تھا کہ وہ مشکل میں ہو اور زاراب نیازی اس کے آس پاس موجود نہ ہو۔۔

مشکل میں ہمیشہ اسے اسی انسان کا خیال آتا تھا۔۔اور وہ بنا زرا سا بھی ظاہر کیے پہلے سے ہی وہاں موجود ہوتا تھا۔۔اس نے کبھی میرب کو یہ بات جتائی نہیں تھی۔۔۔

نہ میرب نے کبھی اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔۔

دونوں کے بیچ یہی تو رشتہ تھا۔۔۔وہ خاموش رہ کر، کچھ نہ کر کے بھی بہت کچھ کر اور بول جاتے تھے۔۔

میرب کو ایک سیکنڈ کے لیے لگا تھا کہ وہ جو کارنامہ آج سرانجام دے چکی ہے۔۔زاراب شاید اس کی صورت بھی نہ دیکھے۔۔اس کی وجہ سے آج پہلی بار زاراب نیازی کو شہروز گیلانی کے آگے شکست اٹھانی پڑی تھی۔۔

مگر زاراب نیازی بنا کچھ بولے پیچھے ہوتے اسے راستہ دے گیا تھا۔۔اسے بے پناہ غصہ تھا اس لڑکی پر۔۔ مگر ابھی اس کا یوں روم میں آکر۔۔دنیا کے ہر انسان کو چھوڑ کر صرف اسی پر اعتبار کرنا زاراب نیازی کے دل کو موم کر گیا تھا۔۔۔

میرب اسے بے رحم اور سنگدل کہتی تھی۔۔ مگر اس نے کبھی اس شخص کے دل میں جھانک کر نہیں دیکھا تھا۔۔ اگر دیکھ لیتی تو اس پر سے کر الزام ہٹا دیتی۔۔۔

میرب اندر داخل ہوئی تھی۔۔

وہ زندگی میں پہلی بار اس کے سامنے کنفیوز ہو رہی تھی۔۔

اسے محسوس ہوا تھا جیسے زاراب کی آنکھیں مسکرا رہی ہیں۔ مگر زاراب کی جانب اس وقت دیکھنا اسکے لیے کسی مشکل سے کم نہیں تھا۔۔۔

وہ صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔۔

زاراب بیڈ سائیڈ ٹیبل پر بجتے اپنے فون کی جانب بڑھا تھا۔

"دو لوگوں کا کھانا روم میں ہی بھیج دو۔۔۔"

زاراب نے آرڈر کیا تھا۔۔ جس پر میرب نے فوراً اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

میرب نے کھانا نہیں کھایا تھا۔۔وہ صبح سے شدید ذہنی اذیت کا شکار تھی۔۔۔جب سے اس نے ان پیپرز پر سائن کیے تھے۔۔۔

وہ غصے اور انتقام میں انتہائی قدم تو اٹھا لیتی تھی۔۔ مگر زاراب نیازی کو اذیت پہنچا کر سکون اسے بھی کبھی نہیں ملا تھا۔۔

وہ اب تنگ آچکی تھی اس محبت سے۔۔ جس نے اس کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی تھی۔۔۔اس کا محبوب ہی اس کا دشمن تھا۔۔ جس سے نہ تو وہ دشمنی نبھا سکتی تھی۔۔۔نہ ہی محبت۔۔

"مجھے کھانا نہیں کھانا۔۔۔"

وہ ابھی بھی بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس انتہائی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔اس نے کوٹ اتار رکھا تھا۔۔ جبکہ ٹائی ڈھیلی کر دی تھی۔۔۔وہ اس رف سے حلیے میں بھی اس کی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔۔۔

میرب اس کی جانب دیکھنے سے گریز برتتی سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"میں نے تمہارے لیے منگوایا بھی نہیں ہے۔۔۔"

وہ اسی کے انداز میں جواب دیتا اب کے اس کے سامنے پڑے صوفے پر آن بیٹھا تھا۔۔۔

اس کے اس مغرور انداز پر میرب اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔اسے اب بھی لگ رہا تھا کہ شاید وہ مسکرا رہا ہے۔۔ مگر واضح طور پر اس کے چہرے پر ایسے کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔

میرب کو اپنا وہم بھی لگا تھا۔۔

"مجھے اپنا سامان چاہیئے اپنے روم سے۔۔۔ مگر میں وہاں اکیلے جا نہیں سکتی۔۔۔"

وہ اس کے سامنے ایسے موبائل یوز کر رہا تھا جیسے اس کے علاوہ وہاں کوئی اور انسان موجود ہی نہ ہو۔۔

میرب کی بات پر اس نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ زاراب خان نیازی کو اس طرح آرڈر میرب راجپوت ہی دے سکتی تھی۔۔۔

وہ دل ہی دل میں مسکرا دیا تھا۔۔۔

زاراب نے اس کے اس طرح اپنے روم میں آکر رکنے کا ریزن نہیں پوچھا تھا۔۔نہ وہ اب اس کے اکیلے روم میں نہ جانے والی بات پر بھی بنا کوئی سوال کیے۔۔

اس کے ساتھ اس کے روم میں جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

میرب آگے آگے چل رہی تھی۔۔زاراب ایک قدم کے فاصلے پر اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔۔

جیسے اب تک ان کی زندگی کا سفر رہا تھا۔۔۔

پوری دنیا میرب راجپوت کی اکڑ توڑنا چاہتی تھی۔۔۔ایک وہی انسان تھا جو ہمیشہ اسے ایسے ہی سر اٹھا کر چلتے دیکھنا چاہتا تھا۔۔چاہے اس کے لیے پوری زندگی اس لڑکی کی نفرت ہی کیوں نہ سہنی پڑتی۔۔۔

وہ بس میرب راجپوت کو ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

میرب جیسے ہی روم میں داخل ہوئی سکرین پر فوٹیج دیکھتا شہروز اپنے پلان کی کامیابی پر خوش ہوا تھا۔۔۔ مگر میرب کے پیچھے داخل ہوتے زاراب خان نیازی کو دیکھ اسے گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔۔

"یہ۔۔ یہاں کیا کر رہا ہے۔۔؟؟"

شہروز میرب کی ڈھال بنے کھڑے زاراب کو دیکھ اپنے بال نوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

میرب نے جیسے ہی اپنا سوٹ کیس اٹھانا چاہا تھا۔۔ زاراب اسے منع کرتا آگے ہوتا اس کا سوٹ کیس تھام گیا تھا۔۔

دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے۔۔ یہ فوٹیج کچھ دیر ہی چلی تھی۔۔ اگلے ہی لمحے سکرین بالکل بلینک ہو گئی تھی۔۔ جیسے کسی نے کنکشن کاٹ دیا ہو۔۔۔

شہروز اپنے روم سے نکلتا تیزی سے میرب کے روم کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

مگر جب تک وہ وہاں پہنچا۔۔ وہ پورا روم بالکل خالی ہو چکا تھا۔۔ وہاں اب کوئی نہیں تھا۔۔ جس کے بعد شہروز نے ہوٹل کا ہر کوریڈور چھان مارا تھا۔۔ اس نے زاراب کا روم نمبر بھی پتا کروانے کی کوشش کی تھی۔۔

مگر وہ ہر شے میں ناکام ہوتا غصے سے پاگل ہو اٹھا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

شاہنور اس وقت پوری طرح ارشیان کی بانہوں میں تھی۔۔ یہ صرف ایک سیکنڈ کے اندر ہوا تھا۔۔۔ اور اسی وقت وہ سب وہاں آ گئے تھے۔۔۔ وہاں دونوں خاندانوں کے اہم افراد موجود تھے۔۔ جیسے کسی پلاننگ کے مطابق بھیجا گیا ہوا نہیں۔۔۔

ارشیان کا دماغ پل بھر کے لیے ماؤف ہوا تھا۔۔۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا۔۔۔

اس کا یوں راجپوت خاندان کی بیٹی کے ساتھ اس طرح اتنی نزدیکی میں اکیلے پائے جانا۔۔۔ اسے سامنے کھڑے لوگوں کی نگاہوں میں کس قدر مشکوک کر گیا تھا۔۔ یہ بات سمجھنے میں اسے زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔۔۔

شاہنور اس کی گرفت سے نکل چکی تھی۔۔۔ مگر شاہنور کی حالت بھی ارشیان جیسی ہی تھی۔۔۔ وہاں موجود لوگ ان دونوں کے بارے میں کیا سمجھ رہے تھے۔۔ یہ بات سوچ کر ہی شاہنور کو زمین پھٹی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس نے بھیگی آنکھوں سے نفی میں سر ہلاتے اپنے بابا اور دادا جان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو بے یقینی بھری نگاہوں سے اپنی سب سے سعادت مند بیٹی اور پوتی کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔

میرب سے حسین راجپوت نے ہمیشہ کسی بھی بات کی توقع رکھی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سے ضدی اور خود سر رہی تھی۔۔ لیکن شاہنور کا یوں چھپ کر گھر سے نکلنا، ارشیان کے ساتھ بنی وہ تصویریں اور اب ان دونوں کا تنہا اس گھر میں پائے جانا۔۔

ہر بات ان دونوں کے خلاف ہی جا رہی تھی۔۔

دوسری جانب یعقوب نیازی بھی شاک میں تھے۔۔۔ان کا جو پوتا آج تک لڑکیوں کے ذکر سے بھی دور رہا تھا۔۔۔اس کا یوں اس انسان کی بیٹی کے ساتھ پایا جانا جس سے وہ سب سے زیادہ نفرت کرتا تھا۔۔۔انہیں گہرے صدمے سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔

انہیں یہی لگا تھا کہ شاید ارشیان فیصل راجپوت سے بدلہ لینے کے لیے شاہنور کو صرف استعمال کر رہا تھا۔۔۔

یہی وہ چوک گئے تھے۔۔یہی وجہ تھی کہ ان کے تینوں پوتے ہمیشہ ان سے بدگمان رہتے تھے۔۔۔انہوں نے کبھی بھی اپنے پوتوں کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ آج آخر کار تم میرا سر جھکانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔۔۔"

یعقوب نیازی سب سے پہلے ارشیان کے قریب آئے تھے۔۔ وہ ان کے تاثرات دیکھ پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ یہ سب دیکھ کیا رائے بنا چکے ہیں۔۔۔ اب انہیں کوئی بھی صفائی دینے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ اور نہ ہی ارشیان ایسا کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"بابا۔۔۔ داداجان۔۔۔ آپ لوگ جو سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے۔۔۔"

شاہنور تیزی سے حسین راجپوت اور فیصل راجپوت کے قریب گئی تھی۔۔

مگر ان میں سے کسی نے بھی شاہنور کی جانب دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا

تھا۔۔۔

"تم نے راجپوت خاندان کی عزت کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔۔

تمہیں ابھی اور اسی وقت میری پوتی سے نکاح کرنا ہو گا۔۔"

حسین راجپوت شاہنور کی جانب دیکھے بغیر ارشیان کے مقابل آئے

تھے۔۔۔

جبکہ ان کی بات سنتے ہی ارشیان غصے سے آگ بگولا ہوا تھا۔۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔؟؟ میں کیوں کروں نکاح۔۔؟؟ بند کریں آپ سب

یہ ڈرامہ۔۔۔پہلے ہی یہاں آکر میں اپنا بہت وقت ضائع کر چکا ہوں۔۔۔"

ارشیان خان نیازی غصے کے عالم میں دھاڑ اٹھا تھا۔۔۔

اسے بنا کسی قصور کے مجرم بنایا جا رہا تھا۔۔ اس نے انہیں لوگوں کی عزت بچا کر احسان کیا تھا ان پر۔۔۔ اور وہ لوگ اسی کو لوٹیرا سمجھ رہے تھے۔۔

ارشیان کہیں نہ کہیں ان سب لوگوں کی چال سمجھ چکا تھا۔۔ جس میں بہت ہوشیاری کے ساتھ اسے پھنسایا گیا تھا۔۔ اس لیے وہ کسی قیمت پر اس نکاح کے لیے نہیں ماننے والا تھا۔۔

شاہنور جو پہلے ہی پے در پے ملنے والے جھٹکوں پر بے حال ہو چکی تھی۔۔ ارشیان نیازی کی اپنے لیے اس قدر نفرت اور حقارت دیکھ اس کی حالت مزید قابلِ رحم ہوئی تھی۔۔۔ اتنے سارے لوگوں کے سامنے بنا کسی قصور کے اس معصوم لڑکی کی ذات کا تماشا بن چکا تھا۔۔۔

"یہ سب تو یہاں آنے اور اس لڑکی کے ساتھ یہ سب کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔اب جو غلطی کی ہے مرد بن کر اسے سدھارو بھی۔۔۔راجپوت صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ تمہیں ابھی اسی وقت نکاح کرنا ہو گا۔۔۔"

یعقوب نیازی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ ارشیان نیازی کو اندر تک سلگھا کر رکھ گئے تھے۔۔اس کے داداجان نے کبھی اس کی کسی بات میں سپورٹ نہیں کی تھی۔۔ مگر اس نے یہ بالکل بھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی وہ اس طرح دشمنوں کے ساتھ مل کر اس کی مخالفت کریں گے۔۔۔۔

"باباجان یہ فیصلے اس طرح غصے میں نہیں لیے جاتے۔۔ہم حویلی جا کر تحمل سے اس مسئلے کے بارے میں سوچ کر کوئی بہتر حل نکالتے ہیں۔۔۔"

سرمد نیازی نے آگے بڑھ کر سچویشن سنبھالنی چاہی تھی۔۔

"بابا جان یہ فیصلے اس طرح غصے میں نہیں لیے جاتے۔۔ ہم حویلی جا کر تحمل سے اس مسئلے کے بارے میں سوچ کر کوئی بہتر حل نکالتے ہیں۔۔۔"

سرمد نیازی نے آگے بڑھ کر سچویشن سنبھالنی چاہی تھی۔۔

ان سب کو ارشیان کے غصے کا اچھی طرح اندازہ تھا۔۔ وہ ابھی تک بہت مشکل سے تحمل سے کھڑا تھا۔۔

ان کے دشمن تو انہیں لڑوانا ہی چاہتے تھے۔۔۔ ان کو کمزور کر کے توڑنا چاہتے تھے۔۔۔ اس لیے تو اتنی بڑی سازش رچی گئی تھی۔۔ وہ سب ہی جانتے تھے کہ ارشیان کبھی ایسی کوئی گھٹیا حرکت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اسے صرف پھنسایا جا رہا تھا۔۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہو گا سر مد نیازی۔۔ آپ کی بھتیجے کو ابھی اور اسی وقت یہ نکاح کرنا ہو گا۔۔ ورنہ عزت پر وار کرنے والے کے ساتھ ہمارے جرگے میں کیا سزا سنائی جاتی ہے۔۔ یہ بات آپ سب اچھے سے جانتے ہیں۔۔۔ ہم اتنے سارے لوگوں اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔۔

اس بات کی گواہی کے لیے جب تمہیں قرآن پر ہاتھ رکھنا پڑا تو کیا جھوٹی قسم کھالو گے۔۔"

فیصل راجپوت بھی اب کے خاموش نہیں رہ پائے تھے۔۔

جبکہ اس شخص کے بولنے پر ارشیان نے اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

"بکواس بند کرو اپنی فیصل راجپوت۔۔۔ تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے کہ میں تمہاری بیٹی سے نکاح کروں۔۔۔ تم جیسے نیچ انسانوں کو اپنے قدموں میں رکھنا چاہتا ہوں میں۔۔ برابری کا حق کبھی نہیں دے سکتا۔۔"

ارشیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان سب راجپوتوں اور گیلانیوں کی کھوپڑیاں اڑا کر رکھ دے۔۔۔ جنہوں نے اسے بہت بری طرح پھنسایا تھا۔۔

ارشیان کے الفاظ پر شاہنور نے اپنی بھیگتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کی موجودتو فراموش ہی کر گیا تھا۔۔پہلے وہ صرف اپنے الفاظ سے ظاہر کرتا آیا تھا۔۔

مگر آج اس کے ہر ہر انداز سے شدید نفرت ٹپک رہی تھی۔۔

شاہنور کا دل خون ہوا تھا۔۔۔

وہ بولنا چاہتی تھی۔۔۔ سب کو بتانا چاہتی تھی کہ ارشیان نیازی اس کا محافظ بن کر آیا تھا یہاں۔۔۔ نہ کہ اس کی عزت کا لوٹیرا۔۔ مگر اسے کسی نے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔ اسکی آواز دبا دی گئی تھی۔۔۔

جیسے آج تک ہمیشہ راجپوت خاندان کے مرد کرتے آئے تھے۔۔ عورت کا اپنے بیچ بولنا انہیں گوارہ نہیں تھا۔۔ ایک میرب ہی تھی جو نجانے کیسے اب تک خود کو ان اونچی پگڑی والے نام نہاد مردوں کے بیچ کھڑا کیے ہوئے تھی۔۔۔

ارشیان نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ یہ نکاح کسی قیمت پر نہیں کرے گا۔۔۔ اسے کبھی کسی لڑکی کو اپنی لائف میں شامل کرنا ہی نہیں تھا۔۔

نفرت تھی اسے ان رشتوں سے۔۔ اور کبھی اگر کرتا بھی تو راجپوت خاندان کی بیٹی ہرگز نہیں ہو سکتی تھی وہ لڑکی۔۔۔

جن سے شدید نفرت تھی اسے۔۔۔

فیروز بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔۔ اور وہاں کے حالات دیکھ اس کا دماغ بھی گھوم گیا تھا۔۔۔ دشمن ان کے خلاف بہت ہی تگڑی سازش کر رہے تھے۔۔ ہر طرح سے انہیں ہی پھنسایا جا رہا تھا۔۔

"اگر تم نے یہ نکاح نہ کیا تو تمہیں اپنے نام اور جائیداد سے عاق کر دوں گا میں۔۔۔"

اسے باہر کی جانب قدم بڑھاتے دیکھ یعقوب نیازی نے اپنا اگلا حربہ آزمایا تھا۔۔۔ وہ جانتے تھے اگر یہ بات باہر آگئی تو ان کے خاندان کی کتنی بدنامی

ہونی تھی۔۔۔ان کے دشمنوں کی تعداد بڑھ جانی تھی۔۔۔ارشیان کو ہر طرح سے نقصان پہچانے کی کوشش کی جانی تھی۔۔۔اور وہ ایسا کچھ نہیں چاہتے تھے۔۔

ان کے مطابق ان کے پوتے ابھی اپنے دشمنوں کی ان سازشوں سے واقف نہیں تھے۔۔۔وہ باہر سے پڑھ کر آئے کافی مہذب انداز سے دشمنی نبھانے والے تھے۔۔۔

اس لیے وہ ہر طرح سے اپنے پوتوں کو ان دشمنوں سے بچانا چاہتے تھے۔۔ مگر ان کو ابھی اس بات کا اندازہ نہیں ہو پایا تھا کہ ان کے پوتے بہت اچھے سے اپنی دشمنی نبھانا جانتے تھے۔۔۔

"مجھے ان سب چیزوں کی ضرورت ہے بھی نہیں۔۔۔"

ارشیان بہت آرام سے آگے بڑھ گیا تھا۔۔ اسے کبھی دولت جائیداد کی خواہش رہی بھی نہیں تھی۔۔۔

شاہنور جو دل و جان سے اس انسان کی ہونا چاہتی تھی۔۔ اس لمحے وہ بھی بس یہی دعا گو تھی کہ ارشیان یہاں سے چلا جائے۔۔ وہ زبردستی اس انسان کے ساتھ نہیں بندھنا چاہتی تھی۔۔ اس کے ساتھ تو غلط ہو ہی رہا تھا۔۔ مگر وہ ارشیان کے ساتھ یہ سب ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

حسین راجپوت اور باقی سب بہت ہی مزے سے دادا اور پوتے کے درمیان ہوتی یہ ان بن دیکھ رہے تھے۔۔۔

دونوں طرف سے فائدہ ان کا ہی تھا۔۔

وہ جو کام میرب سے چاہتے تھے انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کام شاہنور کر دے گی۔۔۔

ارشیان وہاں سے نکلنے ہی والا تھا۔۔۔ جب یعقوب نیازی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے اس کے قدموں کو وہیں جکڑ دیا تھا۔۔۔

"تمہیں تمہاری ماں کی قسم۔۔ اپنی ماں کی خاطر تو یہ نکاح کر لو گے نا۔۔۔یا اب اس کی بھی اہمیت نہیں رہی تمہارے آگے۔۔"

یعقوب نیازی نے بہت غلط جگہ وار کیا تھا۔۔۔

ارشیان تڑپ کر پلٹا تھا۔۔

فیروز اور باقی خان حویلی کے لوگوں نے بھی بے یقینی سے یعقوب نیازی کی جانب دیکھا تھا۔۔ ارشیان کے سامنے اس کی ماں کا نام کوئی نہیں لیتا تھا۔۔ اور انہوں نے اسے قسم دے دی تھی۔۔۔

ارشیان کی کنپٹی سلگھ اٹھی تھی۔۔۔ اس کے ماتھے کی رگیں باہر کی جانب ابھر آئی تھیں۔۔ اس نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ رکھا تھا۔۔ آنکھیں لال ہوتی خون ٹپکانے کو تیار تھیں۔۔۔

یعقوب نیازی کا تیر ایک دم نشانے پر لگا تھا۔۔

"میں تیار ہوں اس نکاح کے لیے۔۔۔"

ارشیان نے بمشکل یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔اس کی ماں سے اوپر کچھ بھی نہیں تھا اس کے لیے۔۔۔ مگر اس وقت جس طرح اس ہی ماں کو بیچ میں لایا گیا تھا۔۔۔

وہ یہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔۔۔اور اس کے بدلے میں اب ان سب پر کیا قہر توڑنے والا یہ بات آنے والا وقت ہی ان سب کو بتانے والا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سیاہ لباس میں ملبوس سیاہ شال کو اپنے کندھوں کے گرد لپیٹے وہ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ چہرے پر قہر آلود تاثرات سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نویرہ جو بہت بہادر بنی بیٹھی تھی۔۔۔اسے اپنے سامنے دیکھ وہ اب ٹھنڈ بھولتی اس کے خوف سے کانپ گئی تھی۔۔اس کی آنکھوں میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔

وہ اسی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔نویرہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

دھیرے دھیرے چلتے وہ اس کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔

اس کے چہرے پر کسی قسم کی کوئی مہلت نہیں تھی۔۔۔وہ اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے کوئی مجرم کھڑا ہوا۔۔ جس نے اس کی بات نہ مان کر بہت بڑا جرم کر دیا ہو۔۔۔

وہ بھی اب بارش میں پوری طرح سے بھیگ گیا تھا۔۔

اس شخص کی آنکھوں میں کسی قسم کے جذبات اور احساسات نہیں تھے۔۔۔

"اندر چلو۔۔۔"

گھمبیر سرد ترین آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

جب نویرہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی اس کی جانب سے رخ موڑ گئی تھی۔۔۔ جیسے اس نے کبھی سنا ہی نہ ہو۔۔

وہ شدید ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی۔۔ مگر اس شخص سے باندھی اس کی ضد اسے زندگی سے اوپر تھی۔۔

نویرہ چلتی ہوئی اس سے دور چلی گئی تھی۔۔۔

کافی دیر اسے اپنے پیچھے کوئی ہلچل محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا وہ اپنی فارمیلٹی پوری کرنے کے بعد واپس جا چکا ہے۔۔۔

نویرہ نے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔ جب وہ اسے اپنی چھوڑی گئی جگہ پر بیٹھا نظر آیا تھا۔۔۔ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے وہ شدید بارش میں بنا پلکیں جھپکائے اسے تکے جا رہا تھا۔۔

اس کی نظروں پر نویرہ کو اپنے پورے وجود میں برقی رو سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

کبھی ان دونوں کے بیچ بے پناہ محبت تھی۔۔۔ اور آج وہ ایک دوسرے سے بات تک کرنا بھی گوارہ نہیں کر رہے تھے۔۔۔

وہ باہر بیٹھی خود کو اذیت دے رہی تھی۔۔۔ تو سلطان شاہ بھی سکون سے روم میں نہیں بیٹھ پایا تھا۔۔۔ جو بات یہی ظاہر کر رہی تھی کہ محبت ابھی بھی زندہ تھی۔۔۔ مگر دل کے نہاں خانوں میں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔۔

جسے پہلے باہر کون لانے والا تھا یہ دیکھنا ان دونوں کے لیے ہی دلچسپ ہونے والا تھا۔۔۔

نویرہ کی ٹانگیں بالکل شل ہو چکی تھیں۔۔۔اس سے کھڑا رہ پانا مشکل ہو رہا تھا۔۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے زمین بوس ہو جائے گی۔۔۔

وہ دیوار کے ساتھ کمر ٹکائے کھڑی ہو گئی تھی۔۔

اتنی دیر سے بارش میں کھڑے رہنے کی وجہ سے اب اس کی حالت بالکل غیر ہو چکی تھی۔۔۔اس کے اعصاب اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔

وہ انکھیں موندے کھڑی تھی۔۔۔جب اچانک اسے اپنے بہت قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

نویرہ نے پٹ سے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔

جب سلطان کو اس نے اپنے بے پناہ قریب پایا تھا۔۔۔

نویرہ کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

سلطان اس کے مزید قریب ہوتا اس کے گیلے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔

نویرہ نے بولنا چاہا تھا۔۔جب شدید ٹھنڈ میں اس کے لب کانپ گئے تھے۔۔۔

وہ کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔

سلطان اسے بانہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

نویرہ کا پورا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔

سلطان اسے لیے اسی کے روم میں آ گیا تھا۔۔۔

اس کے گیلے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی چوڑی روشن پیشانی چھپ گئی تھی۔۔

اس نے نویرہ کو نیچے اتارا تھا۔۔۔ جس کا لباس بالکل گیلا ہو کر اس کے وجود کے ساتھ چپک کر قیامت خیز منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔

اتنے وقت بعد وہ دونوں اس طرح ایک دوسرے کے قریب آئے تھے۔۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے تڑپے تھے۔۔ روئے تھے۔۔ اذیت برداشت کی تھی۔۔۔ لیکن اب ان کے دل ایک دوسرے کے لیے بالکل پتھر کے ہو چکے تھے۔۔۔

نویرہ کے بولے گئے الفاظ آج بھی سلطان کے کانوں میں گونجتے اس کی روح کو چھلنی کر دیتے تھے۔۔۔

نویرہ اسے دیوانوں کی طرح اپنی جانب دیکھتا پا کر پیچھے ہوئی تھی۔۔جب سلطان اس کی گیلی کمر میں بازو حمائل کرتا ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔۔

"ڈر لگ رہا ہے مجھ سے۔۔۔کہیں یہ درندہ اپنی حیوانیت نہ دکھا دے تم پر۔۔۔"

اس کی گردن سے چپکا دوپٹہ نکالتا وہ اس کے گیلے سراپے کو بے باک نگاہوں سے دیکھتا نویرہ کی ریڑی کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب خان نیازی میرب راجپوت کا سوٹ کیسے اٹھا کر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔۔۔ یہ منظر اگر دنیا کا کوئی بھی انسان دیکھ لیتا تو اپنے حواس کھو بیٹھتا۔۔۔

زاراب خان نیازی کبھی کسی کو اتنی اہمیت دے ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ دنیا والوں کے مطابق وہ سب سے زیادہ اہمیت خود کو دیتا تھا۔۔

میرب جو اس سے بہت برے رویے کی منتظر تھی اس کا اتنا اچھا انداز
برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

روم میں آتے ہی سوٹ کیس سے اپنا نائٹ ڈریس نکالتی وہ واش روم میں بند
ہو گئی تھی۔۔

وہ یہاں میٹنگ کے لیے فارمل ڈریسز لائی تھی۔۔ اس کے نائٹ ڈریسز اس کے لیے تو بہت کمفرٹیبل ہوتے تھے۔۔ مگر کبھی انہیں پہن کر وہ روم سے

باہر نہیں نکلی تھی۔۔وہ کھلے گلے والی زیادہ رنگ کی شارٹ شرٹ اور ٹراؤزر تھا۔۔۔جسے ابھی اسے پہننا تھا۔۔

میرب نے چینج تو کرلیا تھا۔۔مگر اب وہ اپنے ڈریس کا دوپٹہ لیے اسے اپنے گرد اچھے سے لپیٹ گئی تھی۔۔۔

کافی دیر بعد وہ باہر نکلی تھی۔۔۔جب سامنے ہی ٹیبل پر کھانا سجا دیا گیا تھا۔۔ جو دیکھ اس کی بھوک جاگ اٹھی تھی۔۔اس نے کافی پینے کے علاؤہ آج پورا دن کچھ نہیں کھایا تھا۔۔

اب اسے بھوک سے چکر آرہے تھے۔۔

مگر اس شخص کے ساتھ بیٹھ کر تو وہ بالکل نہیں کھانے والی تھی۔۔

زاراب ونڈو کے قریب کھڑا سیگریٹ پینے کے ساتھ ساتھ کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا۔۔ اس نے میرب کو واش روم سے باہر آتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"مجھے ان میں سے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔۔۔ راجپوتوں اور گیلانیوں میں سے جو بھی راستے میں آتا ہے ختم کر دو اسے۔۔۔ وہ زمین کا ٹکڑا میرے لیے بہت اہم ہے۔۔۔ اس پر وہی بنے گا جو میں چاہتا ہوں۔۔۔"

زاراب کی بات سنتے میرب نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

کیا یہ شخص اب اس حد تک بے ضمیر ہو چکا تھا کہ زمین کی خاطر لوگوں کی جان لینے سے بھی گریز نہ کرتا۔۔۔

میرب اپنے خاندان والوں کا نام سنتی غصے سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

آہٹ پر زاراب نے بھی پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس نے نہ تو فون بند کیا تھا اور نہ ہی سیگریٹ پینا۔۔۔ سیگریٹ کا گہرا کش لیتے اس نے سر سے پیر تک بے باک نگاہوں سے اس کا حلیہ دیکھتے آئیبرو اچکائے تھے۔۔۔

وہ کس قدر کانفیڈنس کے ساتھ اس کے روم میں تنہا یہ لباس پہن کر کھڑی تھی۔۔۔

"تمہاری ساری بات سن چکی ہوں میں۔۔۔ ایسا نہیں کرنے دوں گی تمہیں۔۔۔"

میرب اس کے فون پر ہونے کی پرواہ کیے بغیر غصے سے بولی تھی۔۔۔ جس پر زاراب نے اپنی بات پوری کیے بغیر کال کاٹتے موبائل اپنی پاکٹ میں رکھا تھا۔۔۔وہ گہری بے باک نگاہوں سے ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔۔۔

میرب نے اپنے آپ کو دوپٹے سے چھپانے کی کوشش ضرور کی تھی۔۔ مگر زاراب کی نگاہیں بتا رہی تھیں کہ وہ اس میں کو حد تک ناکام ہو چکی ہے۔۔۔

"کیا کرو گی تم۔۔۔؟؟؟ پھر سے میری دشمنوں کا ساتھ دے کر مجھے کمزور کرنے کی کوشش کرو گی۔۔۔"

زاراب اس کا ہاتھ تھام کر اس میں اپنی انگلیاں پھنساتا اس کی گردن پر دھواں چھوڑ گیا تھا۔۔۔

میرب اس کی اس بے باکی بھری حرکت پر سر سے پیر تک لال ہوئی تھی۔۔۔اس کے دھویں کا رخ کس جانب تھا یہ سوچ ہی اس کے چہرے کو خون آلود کر گئی تھی۔۔

یہاں آنے سے پہلے شاید وہ یہ بھول گئی تھی کہ یہ شخص کس قدر بے باک تھا۔۔اسے لگا تھا کہ وہ اس پر غصہ ہو گا اسے زیادہ منہ نہیں لگائے گا۔۔۔ مگر زاراب نیازی کو سمجھ پانا ناممکن ترین کام تھا۔۔۔

"فرشتہ سمجھ لیا ہے کیا مجھے۔۔۔۔؟؟"

میرب کے دودھیا بازو کو چھوتا وہ اس کے حلیے پر چوٹ کرتے بولا تھا۔۔۔ اس کی پوروں کا لمس میرب کو کرنٹ لگا گیا تھا۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔۔؟؟"

میرب اس کی بات سمجھ کر بھی نا سمجھی سے اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔

"ڈر لگ رہا ہے مجھ سے۔۔۔ کہیں یہ درندہ اپنی حیوانیت نہ دکھا دے تم پر۔۔۔۔"

اس کی گردن سے چپکا دوپٹہ نکالتا وہ اس کے گیلے سراپے کو بے باک نگاہوں سے دیکھتا نویرہ کی ریڑی کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا تھا۔۔۔

نویرہ نے اس کا ہاتھ اپنی کمر سے نکالنا چاہا تھا۔۔ وہ اس وقت اس شخص کے قریب نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔ یہ قربت برداشت کرنا ابھی اس کے بس کی بات نہیں تھی۔۔ ابھی تو وہ پوری طرح سے خود کو اس بات کا بھی یقین نہیں دلا پائی تھی کہ وہ سلطان شاہ کے پاس اس کے اتنے قریب آچکی ہے۔۔۔

نویرہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔۔

وہیں اس کی یہ خاموشی مقابل کو مزید غصہ دلا گئی تھی۔۔

اس نے اس کا مزاحمت کرتا ہاتھ تھام کر اس کی کمر پر موڑتے اسے جھٹکے سے اپنے قریب تر کر لیا تھا۔۔۔

نویرہ اپنے گیلے وجود کے ساتھ اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔۔

شرم کے مارے اس کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔۔اس کے کپڑے پوری طرح سے اس کے جسم سے چپکے اس کے نشیب و فراز واضح کر رہے تھے۔۔

مگر یہ شخص جنونی بنا اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر اپنے ہی غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔

"کیا ہوا آج ان لبوں پر اتنی خاموشی کیوں ہیں۔۔ آج ان سے وہ وار کیوں نہیں نکل رہے۔۔۔ جو سلطان شاہ کے وجود کو چھلنی کرنے کا سبب بنے تھے۔۔"

اس کی گردن میں اپنی ہتھیلی جما کر اس کے چہرے کو اپنے قریب ترکیے وہ اس کے ہونٹوں کو بے دردی کے ساتھ مسل گیا تھا۔۔۔ اسے نویرہ نیازی کے ہونٹ ہمیشہ سے بہت پسند رہے تھے۔۔ وہ دیوانہ تھا ان کا۔۔

مگر ان ہونٹوں نے دس سال پہلے جو گستاخی کی تھی۔۔ اسے وہ اب تک بھول نہیں پایا تھا۔۔

نویرہ اس کے لمحہ بالمحہ بڑھتے اس غصے پر اب خاموش نہیں رہ پائی تھی۔۔۔ اس شخص نے اسے کم اذیت نہیں دی تھی۔۔ قصوروار وہ بھی تھا۔۔ یہ دس

سال اس کی زندگی کے بھی برباد ہوئے تھے۔۔۔اس کے خاندان کو بھی اذیت دی گئی تھی۔۔وہ بھلا کیسے معاف کر سکتی تھی اس انسان کو۔۔۔

کیسے اسے یوں اپنے اتنے قریب آنے کی اجازت دے سکتی تھی۔۔۔

نویرہ جو کب سے خاموش کھڑی اس کا ہر وار سہہ رہی تھی۔۔اس کے لمس اور لفظوں کی بڑھتی گستاخی اب نویرہ کی برداشت سے باہر ہوئی تھی۔۔۔

"میں تم سے نہیں ڈرتی سلطان شاہ۔۔۔۔تم بھول رہے ہو میں نویرہ خان نیازی ہوں۔۔۔جو نہ تو ڈرنا جانتی ہے اور نہ ہی جھکنا۔۔۔ہاں نفرت ضرور کرتی ہوں تم جیسے درندہ صفت انسان سے اب۔۔۔جو ان گزرے سالوں میں مزید بھیڑیا بن چکا ہے۔۔۔نجانے کتنے لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ

رنگ لیے ہیں۔ تم وہ سلطان شاہ نہیں ہو جس سے نویرہ نیازی نے محبت کی تھی۔۔۔ کیونکہ اب نہ تو وہ سلطان شاہ بچا ہے اور نہ میری محبت۔۔

اس غلط فہمی میں بالکل مت رہنا کہ تمہاری خاطر واپس آئی ہوں۔۔۔ میں یہاں صرف اپنے پیرنٹس اور خاندان والوں کی اذیت کم کرنے آئی ہوں۔۔۔ انہیں یہ بتانے کہ میں بہت خوش ہوں اپنی لائف میں۔۔۔ تم میرے لیے اب کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔۔۔"

نویرہ کے بولنے پر آئی تھی تو سانس لینے کے لیے بھی نہیں رکی تھی۔۔۔ وہ بنا سلطان شاہ سے ڈرے بولتی چلی گئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے آنسوؤں کو بہنے نہیں دیا تھا۔۔ مگر اس کی رنگت بالکل لال ہو چکی تھی۔۔۔

اس کے نفرت میں ڈوبے الفاظ سن کر سلطان کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔۔۔ جس کا دائرہ اٹھاتے نویرہ اس کے حصار سے نکلنے ہی والی تھی جب سلطان غصے سے بپھر تا اسے کلائی سے تھام کر پھر سے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

نویرہ سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔

"تم نے میری ساری غلط فہمیاں دور کر دی ہیں۔۔۔ ایک غلط فہمی میں بھی دور کر دوں۔۔۔۔"

اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتا وہ عجیب سے انداز میں بولا تھا۔۔۔اس کے لہجے میں محبت کی زرا سی رمق نہیں تھی۔۔

نویرہ جو حقیقت میں اس لمحے اس کی لال لہو ٹپکاتی آنکھوں سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

"میری طرف سے بھی کسی محبت کی امید مت رکھنا۔۔۔میں تمہیں یہاں صرف اپنے نفس کی تسکین کے لیے لایا ہوں۔۔۔اتنا عرصہ بیوی ہوتے ہوئے جو بے وقوفی کی ہے وہ اب مزید نہیں کروں گا۔۔۔شوہر کے حقوق سے تو بہت اچھی طرح واقف ہو گی تم۔۔۔"

اس کے چہرے سے چپکے بالوں کو ہاتھ سے اس کے کان کے پیچھے اڑسا گیا تھا۔۔۔

نویرہ اس کی نگاہوں کے بے باک انداز پر گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔۔کیونکہ سلطان شاہ کی بے قرار نگاہوں کا رخ اس کی شفاف دودھیا گردن تھی۔۔ جس پر بکھرے پانی کے قطرے اسے مزید دلکش بنا رہے تھے۔۔

"نن نہیں۔۔۔۔"

نویرہ نے اس کے سینے پر اپنی کپکپاتی ہتھیلی ٹکاتے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔۔۔
جبکہ اس کی ہتھیلی کا نرم گرم لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے سلطان شاہ کے غصے میں تھوڑی سی کمی آئی تھی۔۔۔

مگر وہ اتنے سالوں سے پیاسا تھا۔۔ اتنے قریب آکر اپنی تشنگی کو کچھ حد تک تو کم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ ویسے بھی یہ اس کے حصار میں کھڑی حسین دوشیزہ صرف اس کی ہی تو تھی۔۔۔

جسے اتنے سالوں سے اس سے دور رکھا گیا تھا۔۔۔

سلطان اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔۔ نویرہ کے ہونٹوں سے سسکاری نکلی تھی۔۔۔ اس کی مونچھوں کی چبھن اور لمس کی سختی اس قدر شدید تھی کہ نویرہ نے اس کے کندھوں کو مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔۔۔

یہ اتنے سالوں کا طوفان تھا۔۔ جس نے کسی نہ کسی طرح نکلنا تو تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کک کیا مطلب۔۔۔۔؟؟"

میرب اس کی بات سمجھ کر بھی ناسمجھی سے اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔ آؤ کھانا کھالیتے ہیں۔۔۔"

زاراب کو لگا تھا وہ بہک جائے گا۔۔۔ اس لیے فوراً اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلتا۔۔۔ اس کی جانب سے نگاہیں چرا گیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ تم ابھی کس سے بات کر رہے تھے۔۔ میرے بھائی کو نقصان پہنچا کر سکون نہیں ملا تمہیں۔۔ جو اب میرے باقی خاندان والوں کے ساتھ وہ سب کرنا چاہتے ہو۔۔۔"

میرب ابھی بھی اس کی اسی بات میں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔ زاراب اب پھر کیا کرنے والا تھا۔۔۔ یہ شخص ہر گزرتے دن کے ساتھ ان دونوں کے بیچ دوریوں کو بڑھا رہا تھا۔۔۔

"سچ بتاؤں تو مجھے ابھی بالکل بھی سکون نہیں ملا تمہارے بھائی کو ہاسپٹل کے بستر پر پہنچا کر۔۔۔ میں اسے مٹی تلے سلانا چاہتا تھا۔۔۔ بس سلطان شاہ کا نشانہ تھوڑا سا چوک گیا۔۔"

زاراب اس کی ٹھوڑی کو تھام کر اس کا چہرا اوپر اٹھاتا اس کے ہونٹوں کے نچلے حصے پر موجود تل کو اپنے انگوٹھے سے چھونے لگا تھا۔۔۔

میرب نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔

یہ شخص حد درجہ صاف گو تھا۔۔۔ کبھی جو کسی بات میں جھوٹ بول کر دل رکھ لے۔۔

"تم بہت گھٹیا انسان بنتے جارہے ہو۔۔۔"

میرب مٹھیاں بھینچے غصے سے بولی تھی۔۔۔جو ڈھٹائی سے اس کے سامنے اس کے بھائی کے بارے میں یہ سب بولتا جا رہا تھا۔۔

اس نے زاراب کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔

"نہیں میرب راجپوت۔۔۔ میں ہمیشہ سے اتنا ہی گھٹیا تھا۔۔۔ تمہاری آنکھوں پر میری محبت کا پردہ تھا۔۔۔اس لیے تمہیں میں کبھی ویسا لگا نہیں۔۔۔اب میرے آگے سے ہٹ جاؤ۔۔۔ کیونکہ گھٹیا ہونے کے ساتھ ساتھ تمہارے معاملے میں کافی دل پھینک بھی ہوں۔۔ایسے نہ ہو تمہارے اس دلنشین سراپے کے آگے بہک کر کوئی گستاخی سرزد کر دوں۔۔۔اور تم مجھ پر کوئی نیا الزام لگا دو۔۔۔"

زاراب نیازی سپاٹ لہجے میں بولتا آنکھوں میں معنی خیزی بھرے میرب راجپوت کی بولتی بند کر گیا تھا۔۔

اس کی بات سن کر میرب کی رنگت خون رنگ ہوئی تھی۔۔۔

"اگر کسی نے گھٹیا پن کی انتہا دیکھنی ہو تو وہ تمہیں آکر دیکھ لیں۔۔۔"

میرب کو لگ رہا تھا کہ اس نے اس شخص کے پاس پناہ لے کر بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔۔۔ جہاں وہ ویسے تو محفوظ رہنے والی تھی۔۔ مگر اس کا دماغ ضرور غصے سے پھٹ جانا تھا۔۔۔

وہ اس کے پاس سے ہٹنے ہی والی تھی جب زاراب اس کی نازک کمر میں اپنی مضبوط ہتھیلی جماتا اسے اپنے قریب کرتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ گیا تھا۔۔۔

"اور اگر ضبط کی انتہا دیکھنی ہو پھر۔۔۔؟؟ اگر میں غلط کر رہا ہوں۔۔۔ تو ٹھیک تو تم بھی نہیں کر رہی میرب راجپوت۔۔۔ تمہارے یہاں آنے کا کیا مقصد تھا۔۔۔ مجھے اذیت دینے کے لیے ہی کرتی ہو نا یہ سب۔۔۔ تم اچھے سے جانتی تھی کہ شہروز تمہارا خیر خواہ نہیں ہے۔۔۔ پھر بھی آئی تم یہاں۔۔۔ صرف اور صرف مجھے اذیت دینے کے لیے۔۔۔ جان بوجھ کر کرتی ہو نا تم یہ سب۔۔"

زاراب نیازی کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ میرب اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔

"تمہیں اذیت ہوتی ہے زاراب نیازی۔۔۔ اس کے لیے تو دل چاہیئے ہوتا ہے نا۔۔۔ تمہیں کیوں اذیت ہو رہی ہے۔۔۔ تمہارے پاس دل کہاں سے آگیا۔۔۔؟"

میرب اس کے مقابل کھڑی اس کی گریبان سے شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے بے پناہ قریب کھڑے تھے۔۔ اتنا کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھنیں لگی تھیں۔۔۔ میرب اسی کے سہارے پنجوں کے بل اوپر ہو کر کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ زاراب اس کی کمر میں بازو ڈالے اس کی جانب جھکا ہوا تھا۔۔

اس کی بات پر زاراب کی آنکھیں مزید لال ہوئی تھیں۔۔

"ہاں دل نہیں ہے میرے پاس میرب راجپوت۔۔۔ سالوں پہلے کوئی بہت بے دردی سے میرے دل کا خون کر چکا ہے۔۔۔"

زاراب کے چہرے پر اذیت رقم تھی۔۔۔ کچھ ایسی ہی صورتحال دوسری جانب بھی تھی۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔ اب بھی اپنے کیے کا الزام میرے سر ڈالنے کی عادت نہیں گئی تمہاری۔۔۔ دھوکے باز تم تھے۔۔۔ دل تم نے توڑا تھا۔۔ بے وفائی اور دغابازی تم نے کی تھی۔۔۔"

میرب کی آنکھوں سے ان لمحوں کو یاد کرتے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔ وہ اذیت کی انتہا پر جا پہنچی تھی۔۔ زاراب نیازی کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

بس فرق یہ تھا کہ وہ مرد تھا رو نہیں سکتا تھا۔۔ اس کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔۔۔ اس دل پر جسے وہ پتھر کرنا چاہتا تھا۔۔ پر ہو نہیں کر پایا تھا۔۔ اس لڑکی کے معاملے میں کھٹور نہیں بن پایا تھا۔۔

"اس بات کو رہنے دیتے ہیں۔۔۔ورنہ آج کی رات کٹ نہیں پائے گی۔۔۔"

زاراب نے میرب کے گرد سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا۔

میرب نے بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس ہاتھ کے لمس کے ہٹ جانے سے میرب کو ایسے ہی محسوس ہوا تھا جیسے سالوں پہلے اس ستمگر نے اسے خود سے جدا کیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس کی مری ہوئی ماں کو استعمال کیا تھا ان لوگوں نے۔۔اس کے دادا اس کا درد جانتے ہوئے بھی اس کے دشمنوں کے حامی بن گئے تھے۔۔۔یہ کبھی

نہیں بھول سکتا تھا۔۔۔ اور اس کے بدلے میں اب ان سب پر کیا قہر توڑنے والا یہ بات آنے والا وقت ہی ان سب کو بتانے والا تھا۔۔۔

وہ ویسے اس نکاح پر کسی قیمت پر راضی نہ ہوتا۔۔۔ مگر اب اپنی ماں کی خاطر ہی اسے یہ نکاح کرنا تھا۔۔۔ ان لوگوں کو بتانا تھا کہ انہوں نے ایک سوئے ہوئے شیر کو جگا کر کتنا بڑی غلطی کر دی ہے۔۔۔

وہ اب تک بالکل خاموش تھا۔۔ صرف اپنے دادا کے کہے کا لحاظ کر کے وہ اپنے دشمنوں کو آزاد چھوڑے ہوئے تھا۔۔۔ مگر اب لحاظ بھی ختم ہو چکا تھا۔۔ اب ارشیان خان نیازی کو کوئی بھی طاقت نہیں روک سکتی تھی۔۔

فیروز اور سرمد نیازی یہی نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس نکاح کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر ایسا نہیں ہو پایا تھا۔۔

"مجھے یہ نکاح نہیں کرنا۔۔۔"

سب مردوں کے بیچ اچانک ابھرتی ایک نسوانی آواز ان سب کو اس نازک جان کی موجودگی کا احساس دلا گئی تھی۔۔۔

ارشیان نے بھی مڑ کر اس نادان لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔جو یہ الفاظ بول کر اپنی مشکلات مزید بڑھا گئی تھی۔۔۔

اسے یہاں بلانے والی اور اس ساری سازش میں پھنسانے والی وہی تھی۔۔۔ ارشیان یہی سمجھ رہا تھا کہ شاہنور بھی اسے پھنسانے کی اس ساری پلاننگ میں شامل ہے۔۔اس کا بار بار آکر ٹکرانا کبھی اس کے روم میں پایا جانا۔۔۔ان سب باتوں کو اس نے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔۔۔وہ اس لڑکی کی

معصومیت پر بھروسہ کرتا اسے ہر بار اگنور کرتا آیا تھا۔۔اس لڑکی کو اس نے بہت مہلت دی تھی۔۔ مگر اب مزید نہیں۔۔۔

اب وہ ہر اس انسان کو نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔ جس نے اس کی پیٹھ میں چھڑا کھونپا تھا۔۔۔ شاہنور راجپوت ان سب میں نمبر ون تھی۔۔۔

"اگر تم نے اس نکاح سے انکار کیا تو تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی۔۔۔ ہماری عزت کو جتنا داغدار کرنا تھا وہ کر لیا تم نے۔۔"

حسین راجپوت شاہنور کے سامنے آتے اپنی دھمکی سے اسے وہیں خاموش کروا گئے تھے۔۔۔ شاہنور سدا کی معصوم اور ہر انسان کو اپنے جیسا صاف دل سمجھنے والی۔۔ اپنے ساتھ کھیلے جانے والا کھیل سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔

اپنے جان سے عزیز دادا کے منہ سے خود کو ختم کرنے کا سن کر شاہنور کے پاس مزید بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔

اس نے بے بسی بھری سے ارشیان کی جانب دیکھتے سر جھکا لیا تھا۔۔۔

جبکہ ارشیان ان سب لوگوں کے اس ناٹک پر نخوت سے چہرا موڑ گیا تھا۔۔۔
اسے اس لمحے معصومیت کا چولا پہنے کھڑی اس لڑکی سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔

جس کی اگلی زندگی اب وہ جہنم کرنے والا تھا۔۔۔

وہیں پر مولوی صاحب کو بلا کر شاہنور راجپوت کو ارشیان خان نیازی کے نام لگا دیا گیا تھا۔۔۔وہ یہی چاہتی تھی مگر اس طرح بالکل بھی نہیں۔۔

وہ ارشیان نیازی کی من چاہی بیوی بن کر جانا چاہتی تھی۔۔ کسی بوجھ کی طرح اس کی زندگی میں شامل نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔

مگر اس کی قسمت نے اس کے ساتھ جو کھیل کھیلا تھا وہ اس کے آگے بالکل بے بس ہو گئی تھی۔۔

ارشیان نکاح نامے پر سائن کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ وہ مزید زیادہ دیر ان لوگوں میں نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔ جن کی چال بازی پر اسے ان لوگوں سے گھن محسوس ہو رہی تھی۔۔

شاہنور نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ اس کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔۔۔ جس نے اس پورے وقت میں ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

شاہنور کو اپنی اس بے وقعتی پر شدت سے رونا آیا تھا

"اس بات کو رہنے دیتے ہیں۔۔۔ ورنہ آج کی رات کٹ نہیں پائے گی۔۔۔"

زاراب نے میرب کے گرد سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا۔

میرب نے بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس ہاتھ کے لمس کے ہٹ جانے سے میرب کو ایسے ہی محسوس ہوا تھا جیسے سالوں پہلے اس ستمگر نے اسے خود سے جدا کیا تھا۔۔۔

اس کی لال آنکھیں دیکھ میرب کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ یہ شخص بہت مضبوط تھا۔۔ اتنی آسانی سے ٹوٹنے والا نہیں تھا۔۔ کچھ تو ایسا ہوا تھا۔۔ جس نے اس شخص کو اتنا کھوکھلا کر دیا تھا۔۔ وہ اب بھی دنیا والوں کے سامنے نڈر اور چٹانوں جیسا حوصلہ رکھنے والا زاراب خان نیازی تھا۔۔

مگر اس کے سامنے وہ کھل جاتا تھا۔۔وہ لاکھ کوشش کرے یہ ثابت کرنے کی کہ میرب راجپوت اس کے لیے اہم نہیں ہے۔۔ لیکن ہر بار وہ میرب کو اپنی کوئی نہ کوئی کمزوری دے کر۔۔اس لڑکی کو پھر سے اپنے قریب کھینچ لیتا تھا۔۔

"کھانا کھالو۔۔۔"

اپنی شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کرتے اس نے میرب کو ساتھ کھانے کی آفر کی تھی۔۔۔

میرب نے پلٹ کر گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو چند سیکنڈ میں ایسے اجنبی بن جاتا تھا۔۔۔ جیسے ان کے بیچ کچھ ہوا ہے نہ ہو۔۔۔

وہ رف سے حلیے میں بھی بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ کے اوپر ڈھیلی سے بندھی ٹائی کے ساتھ چوڑے کشادہ پیشانی پر سیاہ بال بکھیرے اس لمحے نظر لگ جانے کی حد تک ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔

میرب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

"تھینکس۔۔۔"

میرب نے اس کی جانب سے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔

"بدتمیز، ایڈیٹ۔۔۔۔ اتنی تو گرگٹ بھی رنگ نہیں بدلتی۔۔ جتنا یہ بدلتا ہے۔۔۔"

میرب کو اس کا یوں نارمل ہو جانا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"کھالو۔۔ کھانا نہیں کھاؤ گی تو میری خلاف پلاننگ کرنے کی ہمت نہیں بچے گی۔۔۔ اور جب میرے خلاف پلاننگ کرنے میں ناکام رہو گی تو ایسے ہی لڑنے آجاؤ گی مجھ سے۔۔۔ جو میں افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔"

زاراب کو اس کی لال رنگت دیکھ اسے چھیڑنے میں مزا آرہا تھا۔۔ وہ اسے روتی بسورتی، لڑتی جھگڑتی ہر روپ میں ہی اچھی لگتی تھی۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ ہمارے بیچ ایسا کوئی تعلق نہیں ہے کہ تم مجھ سے ایسے مذاق کرو۔۔۔ اور تم جیسا انسان کچھ بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔ سوائے لوگوں کو نقصان پہنچانے کے۔۔۔"

میرب اس کے مذاق اڑاتے انداز پر تپ کر اس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔

جس نے ابھی تک کھانا شروع نہیں کیا تھا۔۔۔وہ اسی کے انتظار میں بیٹھا تھا۔۔۔اتنے وقت بعد انہیں ایک ساتھ کھانا کھانے کا موقع ملا تھا۔۔اور سامنے کھڑی لڑکی کو بھوکے رہتے دیکھ وہ کھانا نہیں کھا سکتا تھا۔۔۔

"اب تم ایسا بول کر زیادتی کر رہی ہو۔۔۔باقی کچھ نہ سہی مگر زاراب نیازی میرب راجپوت کو افورڈ کر سکتا ہے۔۔۔جسے دنیا کو کوئی انسان افورڈ کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔۔۔"

زاراب کی آنکھیں اس بات پر دل سے مسکرائی تھیں۔۔۔

جبکہ میرب نے نا سمجھی اور خفگی سے اسے گھورا تھا۔۔۔وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ یہ اس کی انسلٹ تھی یا تعریف۔۔

"کھانا کھالو۔۔۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔ رزق اور۔۔۔ کو اتنا انتظار نہیں کروانا چاہیے۔۔۔"

زاراب نے اسے پھر سے جنگلی بلی بنتے دیکھ کھانے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔

اس کے بات کے درمیان میں خاموشی اختیار کر کے جملہ بیچ میں ادھورا چھوڑنے پر میرب نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس کا دل بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں کھانا۔۔۔ بھوک نہیں ہے مجھے۔۔۔"

میرب نے پھر سے اس کی جانب سے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔ وہ اس شخص کی مقناطیسی آنکھوں میں زیادہ دیر نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔

"مگر مجھے بہت سخت بھوک لگی ہے۔۔۔"

زاراب اپنی جگہ سے اٹھتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

میرب پیچھے ہوئی تھی۔۔

"زاراب۔۔۔۔۔"

زاراب نے اس کے ہاتھ کو تھاما تھا۔۔۔جب میرب نے نفی میں سر ہلاتے نجانے کس احساس کے تحت اسے پکارا تھا۔۔۔اس کے لبوں سے اتنے وقت بعد اپنانام ایسے سنتے زاراب نیازی پل بھر کے لیے ساکت ہوا تھا۔۔۔

"میرب۔۔۔"

وہ اس کے اعتراض کو اپنے انداز میں دباتا اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ گیا تھا۔۔۔اس لمس سے میرب کے تڑپتے بھڑکتے دل میں ٹھنڈی پھوار اتر

آئی تھی۔۔۔اس کو لگا تھا وہ جلتی زمین سے سایہ دار گھنے درخت کے نیچے آن کھڑی ہوئی ہو۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ اس کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔۔۔جس نے اس پورے وقت میں ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

شاہنور کو اپنی اس بے وقعتی پر شدت سے رونا آیا تھا۔۔

وہ اسے اپنا بنا لینے کے باوجود ان سب لوگوں میں اکیلا چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔

شاہنور کو لگا تھا اسے واپس راجپوت حویلی کے جایا جائے گا۔۔

مگر بنا کسی قصور کے اسے اس کے اپنوں نے اتنا بڑا مجرم بنا دیا تھا۔۔۔ کہ اسے اب اپنی حویلی لے جانے پر بھی تیار نہیں تھے۔۔ اسے خان حویلی بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔۔۔

اور جس کے نام پر بھیجا گیا تھا وہ اسے فالتو شے کی طرح یہیں چھوڑ گیا تھا۔۔۔
اگر ارشیان نیازی کی اس سب میں کوئی غلطی نہیں تھی تو قصور اس کا بھی کوئی نہیں تھا۔۔۔

مگر وہ یہاں کسی کو بھی اپنی بے گناہی کا یقین نہیں دلا پائی تھی۔۔۔ اس کی بات کسی نے سنی ہی نہیں تھی۔۔۔۔

وہ ہر ایک کی نظر میں مجرم تھی۔۔۔

شاہنور اس طرح خان حویلی نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر باقی سب باتوں کی طرح یہاں بھی اس کی نہیں سنی گئی تھی۔۔

اسے خان حویلی لے جایا گیا تھا۔۔

دونوں خاندانوں کی عورتیں اپنی جگہ پریشان تھیں اس بات سے۔۔۔ کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا اس بات کا۔۔۔ شاہنور جیسی معصوم لڑکی ایسا کبھی نہیں کرسکتی تھی۔۔۔ وہیں دوسری جانب ارشیان کے حوالے سے تو ایسا سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔۔

جس انسان نے اپنی حویلی کی عورتوں سے بھی کبھی زیادہ بات نہیں کی تھی۔۔۔ جو عورت ذات سے ہی دور رہنا پسند کرتا تھا۔۔۔ وہ حویلی بھی کم

آتا تھا۔۔ زیادہ ترتب ہی آتا تھا جب فیروز اور زاراب حویلی موجود ہوں۔۔

اس پر اتنا بڑا الزام لگایا گیا تھا۔۔

فیروز کو ارشیان کی بہت فکر تھی۔۔۔ وہ بھی نکاح کے بعد ارشیان کے ساتھ ہی نکل گیا تھا۔۔۔ ان کا ابھی تک زاراب سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔ زاراب کو ابھی اس حوالے سے کچھ پتا نہیں تھا۔۔۔

راجپوت حویلی کی خواتین نے بھی میرب سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی تھی مگر اس کا نمبر ہی بند جا رہا تھا۔۔ شاہنور کو اس سب سے صرف میرب ہی بچا سکتی تھی۔۔۔ ورنہ راجپوت حویلی کے سب مرد تو غیرت کے نام پر بہت زیادہ پاگل ہوئے پھر رہے تھے۔۔

اگر سامنے اس وقت ارشیان نیازی جیسی پاوفل شخصیت نہ ہوتی تو اب تک وہ اپنی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کو زندہ زمین میں گاڑھ چکے ہوتے۔۔ لیکن اصل بات ہی یہی تھی کہ مقابل ارشیان نیازی تھا۔۔

جسے زرا سی خراش پہنچنے پر ہی زاراب نیازی اور فیروز نیازی نے ان کے خاندان کا نام صفہ ہستی سے مٹا دینا تھا۔۔۔

شاہنور کو خان حویلی ارشیان کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔ شاہنور ابھی تک شاک کی کیفیت میں تھی۔۔۔ اسے بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔۔

وہ ایک بار پہلے بھی اس کمرے میں آئی تھی۔۔ مگر اس نے یہ بالکل بھی نہیں سوچا تھا کہ کچھ ہی دنوں میں وہ اس کی بیوی بن کر اس کمرے میں آئے گی۔۔۔ اور وہ اس طرح۔۔۔

شاہنور کی حالت بہت خراب تھی۔۔۔

حمنہ کافی دیر اس کے پاس بیٹھی رہی تھی۔۔

ارشیان فارم ہاؤس پر ہی تھا۔۔۔ اسے ابھی تک اس بارے میں بھی پتا نہیں تھا کہ شاہنور اس کی حویلی اس کی بیوی بن کر آچکی ہے۔۔۔

اس کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

وہ غیض و غضب کے عالم میں فارم ہاؤس کی ہر شے نست و نابود کر چکا تھا۔۔۔

اس کے ملازم ایک جانب کھڑے خوف سے کانپ رہے تھے۔۔۔

ان میں سے کسی میں جرأت نہیں تھی اسے روکنے یا ریلیکس کرنے کی۔۔۔ آج تک اسے اس حالت میں فیروز یا زاراب کے علاوہ کوئی کنٹرول نہیں کر پایا تھا۔۔۔

فیروز جلدی سے وہاں پہنچا تھا۔۔ فارم ہاؤس کی قابلِ رحم حالت دیکھ اسے حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ وہ اسی کی امید رکھے ہوئے تھا۔۔۔

"ارشیان۔۔۔ ریلیکس۔۔۔"

فیروز نے جلدی سے آگے بڑھتے ارشیان کے زخمی ہاتھوں کو تھاما تھا۔۔۔ بڑے سے ڈرائینگ روم کی ونڈوز تک ٹوٹ چکی تھیں۔۔۔

"وہ میری ماں کو ابھی بھی نہیں بخش رہے۔۔ میری ماں کو کیوں استعمال کرتے ہیں وہ۔۔۔ نہیں چھوڑوں گا کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

ارشیان نیازی ہمیشہ خود کو کمپوز رکھتا تھا۔۔۔وہ لوگوں سے زیادہ دور اسی وجہ سے رہتا تھا کہ وہ اپنے ایگریشن کو کنٹرول نہیں کر پاتا تھا۔۔۔جب اسے غصہ آتا تھا تو وہ کوئی الگ انسان ہی بن جایا کرتا تھا۔۔۔

"ارشیان وہ سب کریں گے۔۔۔ تمہیں کمزور کرنے کے لیے ہی کریں گے۔۔ تمہیں توڑنے کے لیے یہ یہ سارا ڈرامہ کیا گیا ہے۔۔ مگر تم کس قدر مضبوط ہوں ان لوگوں کو اس بات کا اندازہ نہیں ہے۔۔ہم مل کر ان کو ان کی اس سازش کا منہ توڑ جواب دیں گے۔۔"

فیروز اسے ریلیکس کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔

وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ ارشیان کی حالت کیسی ہو جاتی تھی جب اس کی ماں کو بیچ میں لایا جاتا تھا۔۔۔

فیروز کو یعقوب نیازی پر بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔ جنہوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔۔۔

کافی دیر بعد جاکر ارشیان کچھ ریلیکس ہوا تھا۔۔

مگر اس کی جلتی لہو ٹپکاتی آنکھیں اور غضبناک پڑتی رنگت بتارہی تھی کہ وہ اندر سے کس اذیت سے گزر رہا ہے۔۔

اسے دنیا کا ہر انسان دھوکے باز اور مطلبی لگ رہا تھا اس لمحے۔۔

جس لڑکی کی مدد کرنے گیا تھا وہ۔۔ وہی لڑکی اس کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اسے سازش میں الجھا کر بے وقوف بنا گئی تھی۔۔۔ یہ بات سوچ کر ہی اس کی کنپٹی سلگھ اٹھتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔نویرہ کے ہونٹوں سے سسکاری نکلی تھی۔۔۔اس کی مونچھوں کی چبھن اور لمس کی سختی اس قدر شدید تھی کہ نویرہ نے اس کے کندھوں کو مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔۔۔

یہ اتنے سالوں کا طوفان تھا۔۔جس نے کسی نہ کسی طرح نکلنا تو تھا۔۔۔وہ اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔مگر سلطان کے آہنی حصار کے آگے وہ چند انچ بھی ہل نہیں پائی تھی۔۔۔

"ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے نا۔۔دنیا والوں کو دکھانے کے لیے تم میرے پاس آئی ہو۔۔۔تمہیں کیا لگا تھا۔۔ میں اب بھی وہ پہلے والا سلطان شاہ ہونگا جو تمہاری ہر بکواس سن لے گا۔۔۔ "

سلطان شاہ اس کی گردن کو اپنے جارحانہ لمس سے بالکل لال کر چکا تھا۔۔

اس کے دہکتے ہونٹ دودھیا گردن پر جابجا اپنا دیوانگی بھرا لمس چھوڑتے

اسے بالکل لال کر گئے تھے۔۔۔

نویرہ جی جان سے کانپ گئی تھی۔۔۔

سلطان کی خمار آلود آواز اس کے دل کو دھڑکا رہی تھی۔۔۔

"پہلے کی طرح تمہاری ضد کو سر آنکھوں پر رکھوں گا۔۔۔؟؟"

اب کی بار نویرہ کی شہہ رگ کو اپنے ہونٹوں کے شکنجے میں لیتے اس کی چیخیں

نکال دی تھیں۔۔۔

"سس سلطان پلیز۔۔۔۔"

آج اتنے سالوں بعد اس کے کانوں میں اس ناکام کی میٹھی پکار گونجی تھی۔۔۔وہ جہاں تھا۔۔وہیں ساکت رہ گیا تھا۔۔۔

اس کے ایک دم رک جانے پر نویرہ کو بھی سانس لینے کا موقع ملا تھا۔۔۔ سلطان کی گرم سانسیں اب بھی اس کی شہہ رگ پر تھیں۔۔۔

"تم نے ترس کھایا تھا مجھ پر۔۔۔"

اس کی نازک جان کو اپنی بانہوں میں بھرے وہ اس کے وجود کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتا وہ لمحہ بالمحہ پگھل رہا تھا۔۔۔ایک سرور سا تھا جو اس کی رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔۔۔

سلطان نے جھک کر نویرہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جس کے لرزتے شیریں لبوں سے نکلا نام ابھی بھی اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔۔

"میں نے سنا تھا سلطان شاہ درندہ بن چکا ہے۔۔ مگر یہ کبھی سوچا نہیں تھا کہ سلطان شاہ اپنا نام نہاد حق وصول کرنے کے لیے نویرہ نیازی سے زیادتی کرے گا۔۔۔"

نویرہ کی سسکی نکلی تھی۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔

سلطان کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔۔۔

اس نے پیچھے ہو کر نویرہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس لڑکی نے ایک بار پھر خود کو بچانے کے لیے اس کے دل پر وار کیا تھا۔۔۔

مگر افسوس کے اب وہ خون لتھڑا احساسات اور جذبات کے معاملے میں بالکل پتھر ہو چکا تھا۔۔۔ اس پر ایسی کسی بات نے کوئی اثر نہیں کرنا تھا۔۔

وہ جانتا تھا نویرہ نیازی سمیت پوری دنیا اس سے نفرت کرتی تھی۔۔ اسے اب یہ نفرت محبت میں بدلنے کی چاہ رہی بھی نہیں تھی۔۔

"خود کو نویرہ نیازی کہنا چھوڑ دو۔۔۔ تم اب نویرہ سلطان شاہ ہو۔۔۔ میں جب چاہوں گا اپنا حق بھی وصول کروں گا۔۔ اور تمہیں اپنی درندگی بھی دکھاؤں گا۔۔۔"

سلطان نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر پیچھے کی جانب دھکیل دیا تھا۔۔۔ نویرہ توازن برقرار نہ رکھ پاتی لہرا کر پیچھے بیڈ پر جاگری تھی۔۔

اسے اس لمحے سلطان سے شدید خوف محسوس ہوا تھا۔۔ جو اپنی بے حد لال آنکھوں اس کے گیلے وجود کو بے باکی سے گھورتا اس کی جانب جھک آیا تھا۔۔۔

اپنے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں ٹکاتے وہ اپنے ہونٹ نویرہ کے ہونٹوں کے بہت قریب لے آیا تھا۔۔۔

اتنا کہ اگر وہ بولتا تو اس کے ہونٹ نویرہ کے ہونٹوں کو چھو جاتے۔۔ نویرہ اس وقت اس کے ارادوں سے اتنی خوفزدہ ہو چکی تھی کہ وہ ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔

سلطان نے بولنے کے لیے لب واں کیے تھے جو نویرہ کے ہونٹوں کو چھو گئے تھے۔۔

"یہ مت سمجھنا کہ تمہاری کسی بھی بات کا اثر ہو گا مجھ پر۔۔۔ یہاں اب دل نہیں۔۔ جو تمہارے نام پر دھڑکے گا۔۔۔ جو تمہاری بات سننے کا خواہش مند رہے گا۔۔۔ یہ پتھر ہے جو یہ بھول چکا ہے کہ نویرہ سلطان شاہ کون

ہے۔۔۔اسے بس اتنا یاد ہے کہ سالوں پہلے یہاں رہنے والی لڑکی نے بہت بے دردی سے قتل کیا تھا اس کا۔۔۔اب تو اس پتھر سے اس لڑکی کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہے۔۔۔جب میرا دل چاہے گا میں تم سے اپنا حق وصول کروں گا۔۔ مگر ابھی نہیں۔۔ کیونکہ ابھی سلطان شاہ تمہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اپنے بستر کی زینت بنائے۔۔۔۔"

"یہ مت سمجھنا کہ تمہاری کسی بھی بات کا اثر ہو گا مجھ پر۔۔۔ یہاں اب دل نہیں۔۔ جو تمہارے نام پر دھڑکے گا۔۔۔ جو تمہاری بات سننے کا خواہش مند رہے گا۔۔۔ یہ پتھر ہے جو یہ بھول چکا ہے کہ نویرہ سلطان شاہ کون ہے۔۔۔ اسے بس اتنا یاد ہے کہ سالوں پہلے یہاں رہنے والی لڑکی نے بہت بے دردی سے قتل کیا تھا اس کا۔۔۔ اب تو اس پتھر سے اس لڑکی کا نام و نشان بھی مٹ چکا

ہے۔۔۔ جب میرا دل چاہے گا میں تم سے اپنا حق وصول کروں گا۔۔ مگر ابھی نہیں۔۔ کیونکہ ابھی سلطان شاہ تمہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اپنے بستر کی زینت بنائے۔۔۔۔"

سلطان شاہ اپنے لفظوں کے سنگین وار سے پہلے سے لہولہان نویرہ نیازی کے دل کو مزید زخمی کرتا اس کے چہرے پر ایک گہری نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ نویرہ وہیں ساکت بیٹھی دور جاتے سلطان شاہ کی چوڑی پشت کو گھورتی رہی گئی تھی۔۔۔اس بے درد انسان کی باتیں اسکی آنکھوں میں آنسولانے کا سبب بنی تھی۔۔۔

یہ وہی انسان تھا جو اسے زرا سا اداس بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

اور آج وہی اس پر ایسے وار کر رہا تھا۔۔۔

وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔ سلطان شاہ واقعی بدل چکا ہے۔۔۔ اس کا سلطان شاہ نہیں تھا یہ۔۔

وہ یہی سوچ کر آئی تھی کہ جب تک وہ اسے پوری طرح سے بدل نہ لے۔۔۔ اس اپنے قریب نہیں آنے دے گی۔۔۔

وہ اس شخص کو سدھارنے کے لیے یہ سب کر رہی تھی۔۔ مگر وہ تو اس سب کو کچھ اور ہی سمجھتا۔۔ اسے اتنے حقارت بھرے انداز میں بہت غلط الفاظ ادا کر گیا تھا۔۔۔

"اچھا نہیں کر رہے تم۔۔۔؟ اگر سچے ہو تو ثابت کرو نا۔۔ اگر میں نے تم پر الزام لگایا تھا تو اپنی بے گناہی ثابت کرتے نا۔۔ اسے کیوں مجھے چھوڑ کر چلے

گئے۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں معاف کر پائی ہوں۔۔ یا اتنی آسانی سے تمہیں اپنا حق دے دوں گی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ بھول ہے تمہاری۔۔۔

"

نویرہ کی ناراضگی اب مزید بڑھ چکی تھی۔۔۔

"تمہیں سکون سے تو نہیں رہنے دوں گی میں۔۔"

نویرہ کو اس پر بہت زیادہ غصہ آ رہا تھا۔۔ وہ پہلے ایسا نہیں تھا۔۔ غصہ اسے آتا تھا۔۔ سخت مزاج بھی تھا۔۔ مگر اس کے لیے تو ہمیشہ سے بہت ہی کیئرنگ رہا تھا۔۔۔

اسی لیے تو نویرہ اس کا یہ روپ ہضم نہیں کر پائی تھی۔۔

اتنے سالوں بعد سلطان شاہ سے مل کر۔۔ اس کے لمس کو پا کر نویرہ نیازی کی کیفیت بہت مختلف ہو چکی تھی۔۔

اس کے دل کی تشنگی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ پوری رات سو نہیں پائی تھی۔۔ بار بار اسے وہ شخص اپنے بہت قریب محسوس ہوا تھا۔۔۔ مگر وہ اس کے پاس نہیں تھا۔۔ زبان سے وہ اسے نجانے کیا کیا بول چکی تھی۔۔ مگر اس کا دل اب بھی اسے اپنے بے پناہ قریب دیکھنے کا خواہشمند تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب بھی کچھ یہی حال تھا۔۔ تشنگی ایسی بڑھی تھی۔۔ کہ کسی طور چین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اس کے سامنے تو بول آیا تھا۔۔ کہ وہ اس کے بستر کی زینت بننے کے قابل نہیں تھی۔۔

مگر اس کا دل جیسے اسی جملے پر لعنت ملامت کرتا اسے مسلسل کوس رہا تھا۔۔

وہ اس کی تھی۔۔ اسے چھونے اور سراہنے کا حق رکھتا تھا وہ۔۔ پھر یہ ضد یہ انا کیسی تھی۔۔

کیوں آڑے آجاتی تھی۔۔۔

سلطان شاہ یہی بے چینی اور خفگی نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ نویرہ کے پاس اسی لیے نہیں جانا چاہتا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ بعد میں اس کی تڑپ اسے سکون سے نہیں رہنے دے گی۔۔

سلطان پوری رات بارش میں بھیگتا اپنے تپتے وجود کو سکون پہنچانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔۔

صبح فجر کے قریب وہ اندر کی جانب بڑھا تھا۔۔ جب نجانے کس احساس کے تحت وہ نویرہ کے کمرے کی جانب گیا تھا۔۔

دروازہ کھولتے ہی سامنے کا منظر دیکھ اس کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے۔۔

اگر وہ پوری رات اذیت میں رہا تھا تو دوسری جانب بھی سکون نہیں تھا۔۔

نویرہ بیڈ کے بجائے نیچے کارپٹ پر بنا کوئی گرم شے اوڑھے سوئی ہوئی تھی۔۔ وہ بالکل سکڑی سمٹی ہوئی تھی۔۔ اس کا پورا وجود ٹھنڈ سے نیلا پڑ چکا تھا۔۔

سلطان شاہ آگے بڑھا تھا۔۔۔ جھک کر اس کے وجود کو بانہوں میں اٹھا تا وہ بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔ اسے بیڈ پر لیٹا کر اس کے اوپر کمبل اوڑھا تا وہ ہٹنے والا تھا۔۔

جب اچانک اس کی نظر نویرہ کے کندھے سے زرا سی کھسکی شرٹ کے نیچے نظر آتے سیاہ نشان پر پڑی تھی۔۔

وہاں کچھ تھا۔۔۔

سلطان حیرت زدہ سا قریب ہوا تھا۔۔

اس نے اپنا پورا استحقاق استعمال کرتے نویرہ کی شرٹ کو کندھے سے پیچھے ہٹا دیا تھا۔۔ اگر اس وقت نویرہ ہوش میں ہوتی تو اس شخص کی اس بے باک حرکت پر شرم سے حواس کھو دیتی۔۔۔

کندھے سے شرٹ سرکتے ہی سلطان کو اپنا نام جگمگاتا نظر آیا تھا۔۔سیاہ رنگ سے اسی کا نام لکھا گیا تھا۔۔یہ کوئی ٹیٹو وغیرہ نہیں تھا۔۔۔

سلطان نے ایک بار مذاق میں اسے کہا تھا کہ وہ اس جگہ پر اپنا نام دیکھنا چاہتا ہے۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ نویرہ نے اس کی بات ابھی تک یاد رکھی ہوئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

جس لڑکی کی مدد کرنے گیا تھا وہ۔۔وہی لڑکی اس کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اسے سازش میں الجھا کر بے وقوف بنا گئی تھی۔۔۔یہ بات سوچ کر ہی اس کی کنپٹی سلگھ اٹھتی تھی۔۔۔

"کالم ڈاؤن۔۔۔اس طرح تم اپنا مزید نقصان کرو گے۔۔ہم بہت جلد پتا لگوالیں گے کہ یہ ساری پلاننگ کس کی۔۔کی گئی ہے۔۔یہ عورتوں کو

استعمال کر کے پیٹھ پیچھے وار کرنے والے اب نہیں بچیں گے۔۔۔ بہت ہو گا
گیا ان کا ناٹک اب اور نہیں۔۔۔ دنیا والوں کے سامنے ظالم ہم بنے ہوئے
ہیں۔۔۔ مگر اصل کھیل کون کھیل رہا ہے۔۔ یہ اب ہم سامنے لائیں گے۔"

ارشیان کے ساتھ جو گیم کھیلا گیا تھا۔۔ اس کی وجہ سے فیروز کے اندر بھی
ابال اٹھ رہے تھے۔۔ کہنے کو وہ صرف کزنز تھے۔۔ مگر ان میں سگے
بھائیوں سے بڑھ کر محبت تھی۔۔ ان تینوں کے دل کہیں نہ کہیں ٹوٹے
ہوئے۔۔ وہ ایک دوسرے کا درد بہت اچھے سے سمجھ سکتے تھے۔۔۔

ارشیان کچھ نہیں بولا تھا۔۔ وہ بس خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر تا رہا
تھا۔۔

اس کا غصہ بہت خطرناک ہوتا تھا۔۔جو بہت تباہی کا باعث بنتا تھا۔۔اپنے غصے کی تباہ کاری سے کبھی کبھی وہ خود بھی ڈر جایا کرتا تھا۔۔۔

فیروز اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔۔جب اس کا موبائل بجا تھا۔۔دوسری جانب سے جو خبر فیروز کو دی گئی تھی۔۔اس پر اس کے چہرے کے تاثرات مزید تن گئے تھے۔۔

اسے اس لمحے اپنے بڑوں پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اس کے تاثرات نوٹ کرتے پوچھا تھا۔۔وہ سمجھ گیا تھا پھر کوئی گڑبڑ ہے۔۔

"شاہنور کو رخصت کروا کر خان حویلی لایا جا چکا ہے۔۔۔ ہمارے گھر والے ہمارے دشمن ہیں یا خیر خواہ۔۔مجھے اکثر یہ بات سمجھ نہیں آتی۔۔جو دشمنوں کی سازشوں کو خود کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔"

فیروز بھی اب تپ اٹھا تھا۔۔ جبکہ شاہنور کا نام سنتے ہی ارشیان کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھیں۔۔وہ اس لڑکی کو تو اب بالکل بھی نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔ جس نے اپنی معصومیت کا ناٹک کر کے اس کے ساتھ کھیل کھیلا تھا۔۔وہ ہر بار اس کی مدد کرتا آیا تھا۔۔اس کی بے پناہ معصومیت اور سادگی دیکھ کبھی اس پر شک نہیں کر پایا تھا۔۔وہ اس کے دشمن کی بیٹی تھی۔۔ مگر وہ پھر بھی اس کے ساتھ بہت اچھے سے رہا تھا۔۔

لیکن اس لڑکی کی آج جو اصلیت اس کے سامنے آئی تھی وہ ارشیان خان نیازی کی عورتوں کے لیے نفرت کو مزید بڑھا گئی تھی۔۔

ارشیان اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟؟"

فیروز نے اس کا بازو پکڑا تھا۔۔۔

"اپنی بیوی کے پاس۔۔۔"

ارشیان نے پلٹ کر عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔ اور فیروز کی کچھ بھی سنے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

فیروز کو پتا تھا وہ غصے میں ضرور کچھ غلط کرے گا۔۔ اس لیے وہ بھی فوراً اس کے پیچھے گیا تھا۔۔

خان حویلی پہنچتے ارشیان سیدھا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔ ملازمہ سے یہ سن کر اس کا غصہ مزید سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا کہ شاہنور کو اس کے کمرے میں رکھا گیا ہے۔۔۔

اس کا جلالی اور غضب ناک انداز بتا رہا تھا کہ شاہنور کی خیر نہیں ہونے والی تھی۔۔

یعقوب نیازی سمیت حویلی کے تمام افراد اس کی یہ اشتعال انگیزی دیکھ گھبرا گئے تھے۔۔۔

فیروز کے حویلی پہنچنے سے پہلے ہی ارشیان اپنے روم میں جا چکا تھا۔۔ اس کا غصہ دیکھ سب لوگ ہی سہمے کھڑے تھے۔۔

ارشیان دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔۔

اس کے تیور یہی بتا رہے تھے کہ وہ شاہنور کو اٹھا کر حویلی سے باہر پھینک دے گا۔۔۔

وہ ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا بھی تھا۔۔ مگر سامنے کا منظر دیکھ اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی تھیں۔۔۔اس کی کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں۔۔۔ سیاہی مائل اعنابی لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے۔۔

شاہنور سفید چادر کو اپنے نازک وجود کے گرد پوری طرح سے لپیٹے جائے نماز پر کھڑی چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

چادر اس کے چہرے کے گرد حجاب کی صورت لپٹی ہوئی تھی۔۔ جس میں سے اس کا دودھیا گلابی چہرا صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

اس منظر نے اس بپھرے طوفان کو کچھ لمحوں کے لیے ہی سہی مگر روک دیا تھا۔۔۔

برسوں پہلے کا ایسا ہی ایک منظر اس کی نقش پر ابھرتا ارشیان کی حالت مزید غیر کر گیا تھا۔۔ اسے کوئی شدت سے یاد آیا تھا۔۔ اس کے دل میں آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔۔

خود پر ضبط نہ رکھ پاتے اس نے اپنے پہلے سے زخمی ہاتھ کا مکا بناتے اسے دیوار پر دے مارا تھا۔۔۔ جس کے بعد ہاتھ سے خون رسنے لگا تھا۔۔ لیکن یہ ظاہری زخم اندرونی زخموں کے درد کو کم نہیں کر پائے تھے۔

وہ اس سے کافی فاصلے پر کھڑا مسلسل چکر کاٹتا اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

نگاہیں بار بار بھٹک کر اس دلفریب منظر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔۔یہ منظر اس کے دل کے طوفان کو بڑھا رہا تھا۔۔

اگر یہ لڑکی یہاں رہتی تو اسے بار بار یہی دیکھنا پڑتا جو وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میرب۔۔۔"

وہ اس کے اعتراض کو اپنے انداز میں دباتا اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ گیا تھا۔۔۔اس لمس سے میرب کے تڑپتے بھڑکتے دل میں ٹھنڈی پھوار اتر آئی تھی۔۔۔اس کو لگا تھا وہ جلتی زمین سے سایہ دار گھنے درخت کے نیچے آن کھڑی ہوئی ہو۔۔۔

دونوں اس وقت عجیب سے احساس کا شکار ہو چکے تھے۔۔ جس میں بحث کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔۔ کتنے ہی لمحے وہ دونوں کھڑے ایک دوسرے کی دھڑکنیں سنتے رہے تھے۔۔۔

زاراب اس کا ہاتھ تھامے کھانے کے ٹیبل کی جانب بڑھا تھا۔۔

میرب خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی تھی۔۔۔

وہ ساری زندگی ایسے ہی اس کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ چلنے کو تیار تھی۔۔۔ اگر وہ اتنی ہی محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند ہوتا۔۔۔

مگر اس شخص نے تو اسے ہمیشہ سے ٹھکرایا ہی تھا۔۔۔

میرب کی آنکھ سے آنسو پھسل کر گال پر بکھرا تھا۔۔ جسے زاراب کی نگاہوں میں آنے دینے سے پہلے وہ اسے صاف کر گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔ اتنے سالوں میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ دونوں ایک ساتھ تھے اور اتنی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔

جب اچانک وہاں رکھے میرب کے موبائل سکرین پر شہروز کا نمبر جگمگایا تھا۔۔۔ زاراب نے موبائل کی جانب جبکہ میرب نے زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ میرب موبائل اٹھاتی زاراب اس سے پہلے ہی کال پک کر کے موبائل کان سے لگا گیا تھا۔۔۔

"بولو۔۔۔"

زاراب نے بنا اس کی سنی سرد لہجے میں پوچھا تھا۔۔

"میرب کا فون اس وقت تمہارے پاس کیا کر رہا ہے۔۔۔ میرب تمہارے ساتھ ہے اس وقت۔۔؟؟"

شہروز کو اپنا شک اتنی جلدی سچ ہوتے دیکھ یقین نہیں آیا تھا۔۔ اسے لگا تھا وہ لوگ چھپائیں گے۔۔ مگر زاراب کے یوں دیدہ دلیری سے کال پک کرنے پر وہ کافی حیران تھا۔۔

یہ خان ایسے ہی ان کے دماغوں کی دہی کرتے رہتے تھے۔۔۔

"تم اس کے باپ لگتے ہو جو یہ سارے سوال کر رہے ہو۔۔؟؟"

زاراب اس انسان کی طبیعت بہت جلد صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"میرب نفرت کرتی ہے تم سے۔۔ تم نے زبردستی اسے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔"

شہروز اپنا پلان اس بری طرح سے فیل ہو جانے پر غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ دوبارہ اگر اس نمبر پر کال کی تو تمہارے ہاتھوں کے اتنے ٹکڑے کروں کہ اگلی پوری زندگی انہیں گنتے گزر جائے گی۔۔۔"

زاراب کال کاٹتا موبائل واپس ٹیبل پر پٹخ گیا تھا۔۔ اس نے اپنے موبائل پر آئے نوٹیفیکیشن چیک کیے تھے۔۔ جن میں اسے شہروز کا آج کا بنایا پلان بتایا تھا اس کے آدمیوں نے۔۔

جس کے بعد تو زاراب کے اندر آتش فشاں پھوٹ نکلا تھا۔

یہ لڑکی اپنی بے وقوفی میں اور اسے نیچا دکھانے کی خاطر کسی دن اپنا بہت بڑا نقصان کروانے والی تھی۔۔۔

میرب سکون سے کھانا کھاتی اس کا غصے سے لال پڑتا چہرا دیکھ رہی تھی۔۔

اس شخص نے اسے زمین کے حوالے سے بہت زیادہ تنگ کیا تھا۔۔۔ اسے بھی زاراب کا جلن کے مارے ایسی حالت ہوتے دیکھنا بہت مزا دیتا تھا۔۔

زاراب کی غیر ارادی نگاہ اس کی جانب اٹھی تھی۔۔۔ اسے یوں مسکراتے دیکھ زاراب اسے گھور کر رہ گیا تھا۔۔۔

ہر چیز میں ٹانگ اڑا کر رکھی ہوئی تھی اس نے۔۔۔ نجانے کس کس کے ساتھ پنگے لے آتی تھی۔۔

جانتی تھی کہ اس کے پیچھے زاراب نیازی کھڑا ہے۔۔۔جو اسے کبھی نہیں ہونے دے گا۔۔۔

"سنبھل جاؤ۔۔۔ ہر بار زاراب نیازی بچانے نہیں آئے گا۔۔۔"

وہ اس کے پاس سے اٹھتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر میرب کا سارا سکون برباد ہوا تھا۔۔۔

"کیا مطلب اس بکواس کا۔۔۔؟؟"

وہ بھی اس کے پیچھے اٹھی تھی۔۔

"وہی جو تمہیں بہت اچھے سے سمجھ آ چکا ہے۔۔۔"

زاراب بے نیازی سے بولتا بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔۔۔

"تم مجھے اپنے روم میں رکھنے پر احسان جتا رہے ہو۔۔۔؟؟"

میرب کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔

"تم جو سمجھنا چاہو۔۔۔"

زاراب بیڈ کراؤن سے سر ٹکاتا موبائل میں مصروف ہوا تھا۔

۔ارشیان اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔اس کی نگاہیں بار بار بھٹک کر اس دلفریب منظر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔۔یہ منظر اس کے دل کے طوفان کو بڑھا رہا تھا۔۔وہ سیگریٹ پر سیگریٹ سلگھاتا اپنے اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

کمرے میں سیگریٹ کی سمیل بڑھنے لگی تھی۔۔

اگر یہ لڑکی یہاں رہتی تو اسے بار بار یہی دیکھنا پڑتا جو وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد شاہنور اسے جائے نماز سے اٹھتی نظر آئی تھی۔۔وہ پہلے ہی ارشیان کی روم میں موجودگی سے آگاہ ہو چکی تھی۔۔

وہ جیسے ہی جائے نماز رکھ کر پلٹی۔۔اسے ارشیان اپنے بالکل پیچھے کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔

شاہنور خوف سے کانپ گئی تھی۔۔۔وہ نگاہیں جھکائے چند قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔اس کا وجود ابھی بھی سفید چادر میں لپٹا ہوا تھا۔۔۔

جب ارشیان نے اس کا بازو دبوچ کر اسے اپنے مقابل کرتے دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرا تھام کر اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔

"کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔۔۔؟؟ اپنی معصومیت کا استعمال کر کے اتنا بڑا ڈرامہ رچایا۔۔۔ تمہیں کیا لگا یہ سب کرنے کے بعد میں تمہیں بخش دوں گا۔۔۔ اپنے ان گھٹیا خاندان والوں کے کہنے پر ارشیان خان نیازی کی بیوی بن کر اس حویلی میں رہنا چاہتی ہو۔۔۔ تاکہ ان کے کہے پر چل کر مجھے برباد کرو۔۔۔ اسی پلان کے ساتھ آئی ہو نا یہاں۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اس کا بازو بہت سختی سے دبوچ رکھا تھا۔۔۔ شاہنور کو اپنی سکن ادھیڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس کے جبڑے کو ارشیان نے اپنی مٹھی کی شکنجے میں لے رکھا تھا۔۔۔

شاہنور جیسی نازک جان کے لیے یہ درد برداشت کرنا بہت ہی اذیت ناک تھا۔۔۔

اوپر سے اپنے محبوب ترین انسان کے منہ سے اپنے لیے اتنی نفرت سننا اس کے دل کو چیر رہا تھا۔۔ اس کی محبت اس کے نام لگا دی گئی تھی۔۔ جس کی دعا وہ ہر نماز کے ساتھ مانگتی آئی تھی۔۔ مگر اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی زندگی کی واحد خوشی بھی اس طرح پوری ہو گی۔۔

کہ وہ اس کی سب سے بری اذیت بن جائے گی۔۔

اسے اس لمحے ارشیان کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ شاید اب کبھی بھی وہ اس شخص کی دل سے اپنے لیے نفرت کم نہیں کر پائے گی۔۔۔

شاہنور کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔۔ اپنی بے گناہی کا یقین دلانا چاہتی تھی۔۔ مگر اس کے گھر والوں کی طرح ارشیان نیازی بھی اس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔

وہ بھی اپنے الزام صادر کر رہا تھا۔۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔؟؟ میں کچھ نہیں جانتی تھی۔۔"

شاہنور نے اسے بتانا چاہا تھا۔۔

جب ارشیان نے اس کے بازو پر اپنی گرفت مزید سخت کر دی تھی۔۔

"اب نہیں۔۔ اب میں تمہاری اس جھوٹی بکواس میں نہیں آنے والا۔۔۔ نکلو یہاں سے۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ میری حویلی میں تم ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں رک سکتی۔۔۔"

شاہنور کی بھیگی آواز میں بولے گئے الفاظ پر ارشیان کی طیش میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

وہ اب دوبارہ اس لڑکی کی فریب باتوں میں نہیں آنے والا تھا۔۔

اس کی بات پر شاہنور نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جب ارشیان اس کی کلائی تھامتا اسے اپنے ساتھ کھینچتا روم سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم مجھے اپنے روم میں رکھنے پر احسان جتا رہے ہو۔۔۔؟؟"

میرب کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔

"تم جو سمجھنا چاہو۔۔۔"

زاراب بیڈ کراؤن سے سر ٹکاتا موبائل میں مصروف ہوا تھا۔۔

"میں پاگل ہوں جو تمہیں اچھا انسان سمجھ کر ہر بار تمہارے پاس آجاتی ہوں۔۔۔ تم تو اس قابل ہی نہیں ہو۔۔۔"

میرب کو اس کے طنز نے ہرٹ کیا تھا۔۔ یہ بے مہر انسان بولنے سے پہلے سوچتا بالکل بھی نہیں تھا۔۔

"میں تو ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں۔۔ مجھ پر بھروسہ مت کرو۔۔ میں اچھا انسان نہیں ہوں۔۔۔"

زاراب کا انداز لاپرواہی بھرا تھا۔۔

"میں تو ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں۔۔ مجھ پر بھروسہ مت کرو۔۔ میں اچھا انسان نہیں ہوں۔۔۔"

زاراب کا انداز لاپرواہی بھرا تھا۔۔

شہروز کو اس لڑکی نے اتنی اہمیت دے کر سر پر چڑھایا تھا۔۔ اور اب وہ اسی کا فایدہ اٹھاتا میرب کو ہی بدنام کرنے پر تلا ہوا تھا۔۔۔ یہ بات زاراب کو اس کے ساتھ ساتھ میرب پر بھی غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

جس نے ہر کتے بلے کو اپنا دوست بنا رکھا تھا۔۔۔ اور اگر وہ منع کر دیتا کسی سے بات کرنے سے تو میرب ضد میں وہ سب کر کے خود کو نقصان پہنچا دیتی تھی۔۔۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔"

میرب اس کے ایک دم بدلتے انداز پر تپ گئی تھی۔۔۔

"ایزیو وش۔۔۔"

زاراب نیازی بھی غصے میں تھا۔۔۔

میرب کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔۔۔وہ اپنا موبائل اٹھاتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔

مگر دروازہ لاک تھا۔۔

"یہ کیا مذاق ہے۔۔۔کھولو اسے۔۔۔"

میرب نے پلٹ کر زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔

"خود کھول لو۔۔۔میں نوکر نہیں ہوں تمہارا۔۔۔"

اسی کے انداز میں جواب آیا تھا۔۔۔

"زاراب خان نیازی تم۔۔۔"

میرب بھیگی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی وہیں بیٹھ گئی تھی۔۔

زاراب نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"میرب راجپوت تم کیوں خود بھی سکون سے نہیں رہتی اور نہ مجھے رہنے دیتی ہو۔۔۔"

زاراب بیڈ سے اٹھا تھا۔۔

"کیونکہ تم نے میرا سکون چھین رکھا ہے۔۔۔"

میرب غصے سے چلائی تھی۔۔۔ اسے اپنے پاس آتے دیکھ وہ اس کی جانب سے نگاہیں پھیر گئی تھی۔۔

"ابھی تو میں نے ایسا کچھ کیا ہی نہیں۔۔ جس سے تمہارا سکون چھن

جائے۔۔۔"

زاراب اسے کلائی سے تھام کر اوپر کھینچتا دروازے کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔وہ
کسی گڑیا کی طرح اس کے ساتھ کھینچی چلی گئی تھی۔۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟؟"

میرب اس کے جارحانہ انداز پر چلائی تھی۔۔

"تم۔۔۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہی تم ہو۔۔۔"

زاراب نے اسے ٹھوڑی سے تھام کر اس کا چہرا اپنے سامنے کیا تھا۔۔

یہ لڑکی آخر کیوں نہیں سمجھتی تھی کہ وہ اس کے لیے کیا اہمیت رکھتی

ہے۔۔۔

"تو چھوڑ دو مجھے۔۔۔"

میرب اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولی تھی۔۔

"چھوٹ ہی تو نہیں رہی ہو۔۔ بہت کوشش کی ہے۔۔۔"

زاراب اس کے گلابی پھولے گالوں کو چھوتے ہوئے سرد لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔ اس کی یہ بات سیدھی میرب کے دل میں پیوست ہوئی تھی۔۔۔ اس نے تو کبھی ایسی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔

مگر یہ شخص اس سے دور جانا چاہتا تھا۔۔ لیکن جا نہیں پایا تھا۔۔ میرب کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی۔۔ باقی لوگوں کی روح کو چھلنی کرتی باتوں کو آرام سے برداشت کر جانے والی اس شخص کی زرا سی بات برداشت نہیں کر پاتی تھی۔۔

"کوشش جاری رکھو۔۔۔ایک دن نکل جاؤں گی تمہارے دل سے بھی اور زندگی سے بھی۔۔۔"

میرب اس کی جانب سے رخ موڑتی دروازے کا ہینڈل گھماتی اسے کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

جب زاراب نے اس کی کلائی تھام کر اس کا رخ ایک جھٹکے سے اپنی جانب موڑا تھا۔۔۔

"تم جانتی ہو شہروز گیلانی کیا پلاننگ کر رہا تھا آج۔۔۔"

زاراب کے سوال پر میرب کی رنگت لال ہوئی تھی۔۔وہ اب سمجھی تھی اس کے غصے کی وجہ۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

میرب نے نگاہیں چراتے جواب دیا تھا۔۔۔

"جانتی ہو ہمارا کتنا بڑا دشمن ہے۔۔۔اس کے باوجود اس کے ساتھ یہاں آگئی۔۔۔؟اس ہوٹل کا ہر بندہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔۔اگر میں نہ آتا تو کیا کرتی۔۔۔"

زاراب کی بات پر میرب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

"تم کیسے نہ آتے۔۔۔؟؟"

اس کے گریبان کو مٹھیوں میں دبوچے میرب نے سوال کیا تھا۔۔

وہ اپنا چہرا اس کے چہرے کے کافی قریب لے آئی تھی۔۔وہ اس شخص کو بتانا چاہتی تھی کہ صرف وہی اسے پڑھنے کا ہنر نہیں جانتا۔۔بلکہ وہ بھی اس ہنر سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔۔۔

"پاگل کر دیتی ہو تم میرب راجپوت۔۔۔ایسا تو کوئی اپنے دشمن کے ساتھ بھی نہیں کرتا۔۔جو تم میرے ساتھ کرتی ہو۔۔۔ترس نہیں آتا مجھ پر۔۔۔"

زاراب نے اس کی کمر پر دونوں ہتھیلیاں جماتے اسے اٹھا کر اپنے مقابل کیا تھا۔۔

"تم دشمن ہی تو ہو میرے۔۔۔ تم کونسا ترس کھاتے ہو مجھ پر۔۔"

میرب کے ہتھیلیاں اس کے کندھوں پر تھیں۔۔۔جس کی نرماہٹیں زاراب نیازی کو کسی اور ہی دنیا میں پہنچا گئی تھیں۔۔

"دشمن کے پاس پناہ ڈھونڈی ہے۔۔۔ مہنگی پر سکتی ہے۔۔۔"

زاراب کو اس کے وجود سے اٹھتی مہک پاگل کر رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔میرے دشمن میں اتنا دم نہیں ہے۔۔۔"

میرب نے اس پر طنز کیا تھا۔۔۔استہزایہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر بکھری ہوئی تھی۔۔۔

"تم مجھے اکسا رہی ہو۔۔۔؟؟"

زاراب نے مشکوک نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔

"تمہاری غلط فہمی ہے۔۔۔"

میرب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

"میرے اتنے قریب کیوں آ رہی ہو۔۔۔یہ کوئی نئی سازش ہے۔۔۔؟؟"

زاراب نیازی بے حواسی میں بھی اپنے حواسوں پر پورا کنٹرول رکھتا تھا۔۔

"قریب تو تم آئے ہو میرے۔۔۔الزام مجھ پر لگا رہے ہو۔۔۔"

میرب معنی خیزی سے ہنسی تھی۔۔

وہ اسے زچ کر رہی تھی۔۔ اور وہ ہو بھی رہا تھا۔۔ وہ اسے اپنے پاس لا کر کر دور کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے پھر سے تشنہ لب چھوڑنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ موقع پر ہی تو بدلہ لینے کی عادی تھی۔۔۔

زاراب اس کی مہک اور اپنی گردن پر محسوس ہوتے اس کے ہاتھوں کی نرم گرم لمس پر جیسے بہک گیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اس کی اولین محبت تھی۔۔۔ جس کی قربت کے لیے وہ ہر روز تڑپتا تھا۔۔ آج رات وہ اس کے پاس تھی۔۔۔

میرب جو اسے بے قرار کر کے اب پیچھے ہٹ رہی تھی۔۔ زاراب نے اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیتے اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے مسلسل گستاخی کرتے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کر لیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ کے کندھے سے شرٹ سرکتے ہی سلطان کو اپنا نام جگمگاتا نظر آیا تھا۔۔

سیاہ رنگ سے اسی کا نام لکھا گیا تھا۔۔یہ کوئی ٹیٹو وغیرہ نہیں تھا۔۔۔

سلطان نے ایک بار مذاق میں اسے کہا تھا کہ وہ اس جگہ پر اپنا نام دیکھنا چاہتا ہے۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ نویرہ نے اس کی بات ابھی تک یاد رکھی ہوئی تھی۔۔

مگر وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ نویرہ ہر روز اس کا نام لکھتی تھی۔۔۔وہ اب بھی اپنے مجازی خدا کی اتنی بے رخی اور ستمگری کے باوجود اس سے اپنی محبت کو بھلا نہیں پائی تھی۔۔۔

سلطان شاہ کتنے ہی لمحے دیوانہ وار اس کی شفاف جلد پر لکھے اپنے نام کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی نیند کی پرواہ کیے بغیر جھکا تھا۔۔ اور دھیرے سے اس نام کو اپنے لبوں سے چوم لیا تھا۔۔۔

اس کی مونچھوں کی چبھن اور لبوں کے تپش زدہ لمس پر نویرہ نیند میں کسمسائی تھی۔۔۔ جب پر سلطان جلدی سے اس سے دور ہوتا۔۔۔ روم سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

وہ باہر آیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک انوکھا سا خمار تھا۔۔۔

وہ ٹیرس پر آن کھڑا ہوا تھا۔۔ سیگریٹ سلگھاتے اس کی آنکھیں دور اندھیرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔ دھویں کے مرغولے اڑاتا وہ اس وقت بہت خطرناک لگ رہا تھا۔۔

جب اسی لمحے اس کا فون بجا تھا۔۔۔

"بولو۔۔۔۔"

سرد و سپاٹ لہجے میں بولا گیا تھا۔۔۔

دوسری جانب سے اسے جو بولا تھا۔۔ وہ سن کر اس کی آنکھوں کا خمار ایک دم مٹنے لگا تھا۔۔۔ اور اس کی جگہ وحشت نا کی پھیل گئی تھی۔۔

وہ واپس سے وہی سلطان شاہ بن چکا تھا۔۔۔ جس کی دہشت سے اس کے دشمن اپنا ٹھکانا اور اپنی شناخت چھوڑ جاتے تھے۔۔

"آرہا ہوں۔۔"

پلٹ کر نویرہ کے روم کے بند دروازے پر ایک نگاہ ڈالتا وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

ہال کمرے میں اس وقت بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ جیسے ہی وہاں موجود لوگوں کو بھاری قدموں کی دھمک سنائی دی۔۔۔ وہ سب اپنی جگہ الرٹ ہوئے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد انہیں سیگریٹ کے دھویں کے پیچھے اس شخص کی رعب دار شخصیت نمایاں ہوتی دکھائی دی تھی۔۔۔

وہ سب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔

دیکھنے والا اتنی آسانی سے یقین نہیں کر سکتا تھا کہ یہ سب گیلانی خاندان کے مرد۔۔ جو دنیا والوں کے سامنے اپنی اونچی شان بنائے رکھتے تھے۔۔۔ وہ اس وقت سلطان شاہ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔

"سلام شاہ سائیں۔۔۔۔"

سرفراز گیلانی نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ جس کا جواب سلطان نے صرف سر ہلا کر ہی دیا تھا۔۔

سلطان شاہ جیسے ہی اپنی نشست پر براجمان ہوا۔۔ باقی سب بھی خاموشی سے اپنی کرسیوں پر ٹک گئے تھے۔۔

"سائیں۔۔۔وہ زمین ہمارے نام ہو چکی ہے۔۔ مگر زاراب نیازی اب بھی اسے پوری طرح سے چھوڑ نہیں رہا۔۔۔وہ کبھی بھی وہاں ہماری مرضی نہیں چلنے دے گا۔۔۔"

سرفراز گیلانی نے اس کے سامنے زمین کے کاغذات رکھے تھے۔۔

جن پر کیپے میرب اور زاراب کے سائن کو دیکھتے سلطان شاہ نے وہیں سے دور اچھال دیئے تھے۔۔۔

"خانوں میں سے جو بھی راستے میں آنے کی کوشش کرے۔۔اسے ایسی درد ناک موت دو کہ دوبارہ کوئی سلطان شاہ کی راہ میں آنے کی کوشش نہ کرے۔۔۔"

سلطان شاہ کی آنکھوں میں خانوں کے لیے شدید نفرت تھی۔۔ جلا کر بھسم کر دینے والی آگ۔۔

جسے محسوس کرتے گیلانی اندر سے بے پناہ خوش ہوئے تھے۔۔ وہ برسوں سے خانوں کے خلاف سازشیں کرتے آئے تھے۔۔ مگر آج تک کبھی انہیں شکست نہیں دے پائے تھے۔۔ لیکن اب سلطان شاہ جیسا بندہ ان کے ساتھ شامل ہو چکا تھا۔۔۔

جس کی نفرت دیکھ کر انہیں لگ رہا تھا کہ اب وہ بہت جلد خانوں کا خاتمہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے۔۔

"اس زمین پر کیا کرنا ہو گا اب۔۔۔؟؟"

گیلانی ابھی تک خود بھی سلطان شاہ کا شاطر دماغ نہیں پڑھ پائے تھے۔۔۔وہ آخر کرنا کیا چاہتا تھا۔۔۔وہ کس ارادے سے آیا تھا واپس۔۔۔

"فیکٹری بنے گی وہاں۔۔۔۔ جس پر کل سے کام شروع کروا دو گے تم لوگ۔۔۔۔"

سلطان شاہ کی بات پر ان سب کو جھٹکا لگا تھا۔۔

وہ زمین گاؤں کے بالکل درمیان میں تھی۔۔ جس کے چاروں جانب گاؤں کی آبادی تھی۔۔۔ زاراب نیازی کا ارادہ وہاں گاؤں کے بچوں کے لیے کالج بنانے کا تھا۔۔۔ مگر میرب کی نادانی کی وجہ سے وہ زمین اس کے ہاتھوں سے چھن کر اس کے دشمنوں کے پاس پہنچ چکی تھی۔۔۔

فیکٹری کا سن کر گیلانیوں کو بھی گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔۔ آبادی کے بالکل بیچوں بیچ فیکٹری بنانے کا مطلب تھا گاؤں والوں کی زندگی رسک میں ڈالنا۔۔۔ اور گاؤں کو تباہی کی جانب دھکیلنا۔۔۔

جو یعقوب خان نیازی کے تینوں پوتوں نے کبھی نہیں ہونے دینا تھا۔۔۔

اور یہاں سے شروع ہوئی تھی ایک بہت بڑی جنگ۔۔

"اب نہیں۔۔ اب میں تمہاری اس جھوٹی بکواس میں نہیں آنے والا۔۔۔ نکلو یہاں سے۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ میری حویلی میں تم ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں رک سکتی۔۔۔"

شاہنور کی بھیگی آواز میں بولے گئے الفاظ پر ارشیان کی طیش میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

وہ اب دوبارہ اس لڑکی کی فریب باتوں میں نہیں آنے والا تھا۔۔

اس کی بات پر شاہنور نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ کیا وہ اس سے اتنی شدید نفرت کرتا تھا کہ ایک سیکنڈ کے لیے اسے اپنی حویلی میں بھی برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔

ارشیان اس کی کلائی تھامتا اسے اپنے ساتھ کھینچتا روم سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ حویلی کے سب لوگوں کو کہیں نہ کہیں اس بات کی امید تھی۔۔ اس لیے وہ پہلے سے ہی باہر موجود تھے۔۔۔

"ارشیان بیٹا یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔؟؟"

کوثر بیگم تیزی سے ان کے قریب آئی تھیں۔۔ جبکہ یعقوب نیازی ایک جانب کھڑے ارشیان کی اس حرکت پر غصے سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"کوئی آگے نہیں آئے گا۔۔۔یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔۔۔میں کسی کی نہیں سنوں گا۔۔"

ارشیان نے ہاتھ اٹھا کر اپنی جانب بڑھتے سب گھر والوں کو وہیں روک دیا تھا۔۔۔اس کی دھاڑ اس قدر غضبناک تھی کہ سب کے قدم زمین میں ہی جکڑے جا چکے تھے۔۔

کسی نے بھی دوبارہ ان کی جانب بڑھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔حمنہ اور خان حویلی کی باقی عورتیں آنسوؤں بھری آنکھوں سے شاہنور کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔

ان سب کو یقین تھا کہ شاہنور ایسا نہیں کر سکتی تھی۔۔اسے پھنسایا گیا تھا۔۔

بس ایک ارشیان نیازی ہی تھا جو شدید غصے کے عالم میں کچھ نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔

جبکہ شاہنور کا دل چاہا تھا۔۔۔ اس قدر بے عزتی اور اپنی ذات کی توہین پر خود کو ختم کر دے۔۔ اس سے تو اس کا سب کچھ ہی چھن چکا تھا۔۔ اس کے گھر والے، اس کی محبت اور اس کی عزت نفس۔۔۔۔ نجانے اسے کس بات کی سزا دی گئی تھی۔۔۔

"خانوں میں آج تک کبھی بہو بیٹی کو یوں گھر سے نہیں نکالا گیا۔۔۔ بہت گھٹیا حرکت کرنے جا رہے ہو نیازی۔۔۔"

یعقوب نیازی کی طنز میں ڈوبی آواز نے ارشیان کے قدم وہیں روک دیئے تھے۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے پلٹا تھا۔۔یعقوب نیازی نے جس طرح سے اس کی ماں کا استعمال کر کے اسے اس نکاح پر آمادہ کیا تھا۔۔وہ اس بات پر ان سے شدید نفرت محسوس کر رہا تھا۔۔

"کیا واقعی ایسا ہے۔۔؟؟اس عمر میں آپ کے منہ سے جھوٹ نکلتا بالکل اچھا نہیں لگ رہا نیازی صاحب۔۔۔"

ارشیان نے بھی پلٹ کر انہیں منہ توڑ جواب دیا تھا۔۔۔جس پر یعقوب نیازی دوبارہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہے تھے۔۔

وہ سب اچھے سے سمجھ گئے تھے کہ ارشیان کس بارے میں بات کر رہا ہے۔۔

سب لوگ وہیں کھڑے رہ گئے تھے۔۔۔ سب ملازمین بھی یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔ جب ارشیان شاہنور کو اپنے ساتھ گھسیٹتا حویلی کے مین گیٹ سے باہر لے آیا تھا۔۔

"دوبارہ کبھی میرا نام تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے۔۔ میرا تم جیسی لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔"

ارشیان نے سے خود سے دور کرتے اس کی کلائی جھٹکے سے آزاد کی تھی۔۔۔ شاہنور جس کی ٹانگوں میں پہلے ہی جان نہیں بچی تھی۔۔ وہ اس کا سہارا ختم ہوتے ہی بے جان شے کی طرح نوکیلے پتھروں پر جا گری تھی۔۔

"آہ۔۔۔"

کچھ پتھر گرنے کی وجہ سے اس کے گھٹنوں اور ہاتھوں میں چبھے تھے۔۔۔

شاہنور کے ہونٹوں سے نکلنے والی اس اذیت ناک کراہ پر واپس اندر کی جانب بڑھتے ارشیان نیازی کے قدم لمحے بھر کو تھم سے گئے تھے۔۔

وہ رکنا نہیں چاہتا تھا۔۔ مگر اس سے آگے بڑھا ہی نہیں گیا تھا۔۔ وہ پلٹنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔ لیکن اس کی نگاہیں خودبخود شاہنور راجپوت کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

جو اپنے بکھرے وجود کو سمیٹتی اپنے کی سہارے پر اٹھتی باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ اس کا نازک وجود کانپ رہا تھا۔۔

وہ بہت دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔۔ شاید گرنے کی وجہ سے اس کے پیروں میں چوٹ آئی تھی۔۔۔

مگر اس نے ایک بار بھی پلٹ کر اپنے ستمگر ہرجائی کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔ کیونکہ اب مزید یہ نفرت دیکھنے کی سکت نہیں بچی تھی اس میں۔۔۔۔

ارشیان پتھر بنا وہاں کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا تھا۔۔

"اس لڑکی کو بحفاظت اس کی حویلی پہنچا کے آؤ۔۔۔"

نا چاہتے ہوئے بھی اس نے شرافت کو کال کر کے شاہنور کے حوالے سے ہدایت دی تھی۔۔ آج تک اس نے کبھی وہ نہیں کیا تھا۔۔ جو وہ نہ چاہتا ہو۔۔۔ مگر آج شاہنور سے شدید نفرت محسوس ہونے کے باوجود وہ وہی کر رہا تھا جو وہ نہیں چاہتا تھا۔۔

اچانک کسی احساس کے تحت وہ پلٹا تھا۔۔

جب اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے فرمان نیازی کو اپنی افسوس بھری نگاہوں سے دیکھتا پاکر وہ فوراً سے نگاہوں کا زاویہ بدلتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

وہ کسی قسم کے گلٹ کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب جو اسے بے قرار کر کے اب پیچھے ہٹ رہی تھی۔۔زاراب نے اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیتے اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے مسلسل گستاخی کرتے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کر لیا تھا۔۔۔

اس کی گرفت اتنی مضبوط اور جان لیوا تھی کہ میرب پوری جان سے لرز اٹھی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلِ یقین حد تک سکڑ آئی

تھیں۔۔۔وہ اسے زرا سا بھی سانس لینے کا موقع دیئے بغیر۔۔اپنے دل کی تڑپ اور جنون سانسوں کے راستے اس میں انڈیل رہا تھا۔۔۔

میرب کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ اس کے حصار میں پوری طرح سے لرز رہی تھی۔۔اس کا نازک وجود پوری طرح زاراب کی مضبوط بانہوں میں قید تھا۔۔۔وہ کوشش کے باوجود ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

میرب کو اب اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس نے زاراب کی گردن کو اپنے ناخنوں سے نوچ لیا تھا۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں کو جکڑ رکھا تھا۔۔۔

مگر اس شخص پر تو کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔ وہ تو ایسے اس کے لبوں جام پی رہا تھا۔۔ جیسے یہ اس کی زندگی کا آخری جام ہو۔۔ جسے نہ پینے پر اس کی سانسیں رک جانی ہوں۔۔

میرب کو اب اچھی طرح اندازہ ہو رہا تھا کہ سوئے شیر کو جگا کر اس نے کتنی بڑی غلطی کر دی تھی۔۔۔

"الزام ہی لگنا ہے مجھ پر تو کچھ فائدہ بھی تو حاصل ہونا مجھے۔۔۔"

زاراب نے دھیرے سے اس کے ہونٹوں کو آزاد کرتے اس کی ٹھوڑی کے نیچے چمکتے تل کو چھوا تھا۔۔ وہ ابھی بھی اس سے جدا نہیں ہوا تھا۔۔ اور میرب میں ابھی اتنی سکت بچی نہیں تھی کہ وہ اسے خود سے دور دھکیل سکے۔۔

وہ اس کی شرٹ کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچے گہرے گہرے سانس لیتی

ابھی تک اسی کے سہارے کھڑی تھی۔۔

"آئندہ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔ تمہارے پاس پناہ ڈھونڈنے کبھی نہیں

آؤں گی۔۔۔"

میرب کی حالت ابھی ایسی تھی کہ وہ اس پر ٹھیک سے غصہ بھی نہیں کر پا

رہی تھی۔۔۔

"چاہے جو کچھ بھی ہو جائے میرب راجپوت کی پناہ گاہ زاراب نیازی کی

بانہوں میں ہی ہے۔۔"

زاراب کو اس لمحے اپنے سینے سے لگی چھوئی موئی سی میرب پر ٹوٹ کر پیار آیا

تھا۔۔ اگر یہاں اس وقت ان دونوں کو دنیا والے دیکھ لیتے تو انہوں نے

یقین کر لینا تھا کہ اب تک یہ دونوں سر پھرے انہیں اپنی نفرت کا دکھاوا کرتے بے وقوف ہی بناتے آئے ہیں۔۔۔

لیکن ایسا تھا نہیں۔۔۔

ان دونوں میں دشمنی اور انتقام کی آگ اب بھی برقرار تھی۔۔ہاں بس کبھی کبھار یہ آگ محبت کی آگ کے آگے دھیمی پڑ جاتی تھی۔

جیسے اس وقت ہوا تھا۔۔۔

میرب راجپوت زاراب نیازی کا استحقاق استعمال کرنے کے باوجود اس سے لڑی نہیں تھی۔۔بلکہ اسی کے سینے میں چھپی اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ زاراب نیازی کبھی اس کی متعین کردہ حدود کراس نہیں کرے گا۔۔

یہ دنیا کا واحد انسان تھا جسے وہ اپنا سب سے بڑا دشمن بھی مانتی تھی۔۔۔ اور اس پر اپنے آپ سے زیادہ بھروسہ بھی کرتی تھی۔۔۔

یہی وجہ تھی۔۔ کہ زاراب نیازی سمیت پوری دنیا اسے پاگل اوت جنونی بولتی تھی۔۔۔ جسے خود ہی ابھی تک یہ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ساتھ کیا کھیل کھیل رہی تھی۔۔

زاراب کو کچھ دیر بعد اپنے سینے پر میرب کی بوجھل سانسیں محسوس ہوئی تھیں۔ اسے اس شخص کی بانہوں میں اتنا سکون ملا تھا کہ وہ اس کے سینے سے لگی نیند کی آغوش میں جا چکی تھی۔۔۔

زاراب نے جھک کر اس کا گلابی حسین چہرا دیکھا تھا۔۔وہ ہر ٹائم لڑنے مرنے کو تیار اس کی جنگلی بلی اس وقت معصوم سے پری لگی تھی اسے۔۔

جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ نہایت ہی احتیاط کے ساتھ اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔

اس کا سر دھیرے سے تکیے پر ٹکاتے زاراب نے اس کے اوپر کمبل اوڑھتے۔۔کچھ لمحے اس دلفریب منظر کو دیکھا تھا۔۔

وہ اس کے پہلو میں اس کے بیڈ پر تھی۔۔

وہ جانتا تھا آج رات اسے نیند نہیں آنے والی تھی۔۔۔

زاراب سیگریٹ کی ڈبی اٹھاتا ٹیرس پر آگیا تھا۔۔ میرب کے سامنے اس نے خود کو بہت مشکل سے کنٹرول کرلیا تھا۔۔ مگر شہروز کی گھٹیا سازش پر وہ اندر ہی اندر آتش فشاں بنا ہوا تھا۔۔۔

شہروز کی آج بالکل بھی بچت نہیں ہونے والی تھی۔۔

"شہروز گیلانی کے روم میں جاؤ۔۔۔اس کی وہ حالت کرو کہ وہ اپنے پیروں پر چل کر اپنے کمرے سے باہر نکلنے کے قابل بھی نہ بچے۔۔۔مجھے ابھی آدھے گھنٹے بعد رپورٹ چاہیے۔۔۔"

زاراب نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دیتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

باہر کافی ٹھنڈ تھی۔۔۔

اس کے علاؤہ بھی کچھ تھا کہ وہ زیادہ دیر باہر کھڑا نہیں ہو پایا تھا۔۔۔شاید وہ اس رات کا لطف اٹھانا چاہتا تھا۔۔۔جو نجانے دوبارہ کب اس کی قسمت میں آنے والی تھی۔۔

زاراب چینج کر کے میرب کے پہلو میں آن لیٹا تھا۔۔۔جو کمبل ہونے کے باوجود سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔زاراب ابھی نیم دراز ہوا ہی تھا جب میرب نیند میں اس کی جانب کھسکتی اس کے کندھے کے قریب ہوئی تھی۔۔۔

زاراب خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔جو نیند میں بھی اسی کا لمس تلاش رہی تھی۔۔۔

زاراب کی آنکھیں میں دلکشی بھری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

وہ میرب کے قریب نہیں ہوا تھا۔۔۔اسی کے مزید قریب آنے کا منتظر

تھا۔۔۔

جب کچھ دیر ہی گزری تھی کہ میرب اس کے بازو پر سر ٹکاتی اس کے سینے

کے گرد اپنا بازو پھیلا گئی تھی۔۔زاراب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی

تھی۔۔

یہی اگر میرب کی آنکھ کھل جاتی تو اس نے سارا الزام زاراب کے سر تھوپ

دینا تھا۔۔۔

زاراب اس کا سر نہایت ہی نرمی کے ساتھ اپنے کندھے پر ٹکاتا اسے پوری

طرح سے اپنی آغوش میں لیتا۔۔۔پر سکون سا آنکھیں موند گیا تھا۔۔

اس بات سے انجان کے آنے والی صبح آج دونوں کے بیچ آئے اس خوشگوار موڑ کو جس بے دردی کے ساتھ نگلنے والی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز ارشیان کے پیچھے حویلی آیا تھا۔۔ مگر وہاں جو خبر اسے ملی تھی۔۔۔اس نے فیروز کا دماغ گھوما کر رکھ دیا تھا۔۔

حانم حویلی میں نہیں تھی۔۔۔

وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔اسے ہر جگہ تلاش کیا گیا تھا۔۔ مگر حانم کو نہ تو کہیں جاتے دیکھا گیا تھا اور نہ ہی وہ حویلی میں کہیں تھی۔۔

"اتنی سیکیورٹی کے باوجود وہ کہاں جا سکتی ہے۔ڈھونڈو اسے۔۔ ہر جگہ ڈھونڈو۔۔۔"

فیروز اپنے آدمیوں پر چلاتا خود بھی اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔

وہ جاتے ہوئے حانم کو جس طرح بے عزت کر کے گیا تھا۔۔اب اسے لگ رہا تھا کہ حانم شاید غصے میں حویلی سے جا کر خود کو پھر سے کسی مشکل میں ڈال چکی ہے۔۔

وہیں اس کی چھٹی حس اسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی تھی۔۔۔

وہ پوری رات فیروز کی حانم کو ڈھونڈتے گزر گئی تھی۔۔ مگر وہ اسے کہیں نہیں ملی تھی۔۔۔وہ لڑکی اس کی زمہ داری تھی۔۔۔وہ اسے اس طرح کھو نہیں سکتا تھا۔۔

بہت سوچ بچار کے بعد نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے سلطان شاہ کو کال ملائی تھی۔۔۔

"زہے نصیب آج تو بڑے لوگوں نے یاد کر لیا ہمیں۔۔۔"

سلطان شاہ کی سرد و سپاٹ آواز فیروز کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔

"حانم کہاں ہے۔۔۔؟؟"

فیروز اس کی بات کے جواب میں صرف اتنا ہی بولا تھا۔۔۔

"حانم کو تمہارے حوالے کیا تھا۔۔۔ تمہیں پتا ہونا چاہیے وہ کہاں ہے۔۔۔"

سلطان شاہ نے وہی جواب دیا تھا۔۔ جس کی فیروز کو توقع تھی۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تم ہمارے پیٹھ پیچھے جو کھیل کھیل رہے ہو۔۔ ہم اس سے انجان ہیں۔۔ مگر مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنے بے ضمیر نکلو گے کہ اس سب میں اپنی سگی بھتیجی تک کو نہیں بخشو گے۔۔۔ جس نے پوری زندگی

تمہیں اپنا سب کچھ مانا۔۔۔ بہت غلط کر رہے ہو تم سلطان شاہ۔۔۔ اپنی زندگی میں بچے کچے چند رشتوں کو بھی گنوا دو گے۔۔"

فیروز نے اسے تنبیہہ کی تھی۔۔۔

"کیا بچا ہے میرے پاس۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔ مگر ان لوگوں کے پاس بہت کچھ ہے جنہوں نے مجھے برباد کیا ہے۔۔۔ میرا ضمیر بہت پہلے ہی مر چکا ہے۔۔۔ مجھے کسی لحاظ سے بھی کوئی فرق نہیں پڑنے والا اب۔۔ تم لوگ بس اب دعا کرو۔۔۔ کہ میرا رب تمہیں میرے شر سے محفوظ رکھے۔۔۔ ورنہ میں تم لوگوں کو چن چن کے ماروں گا۔۔۔"

سلطان شاہ کے لہجے میں ان لوگوں کے لیے شدید نفرت تھی۔۔

"حانم کہاں ہے۔۔۔؟؟ کیا اسے بھی نہیں چھوڑو گے۔۔"

فیروز نے دوبارہ سوال کیا تھا۔۔ اسے حانم کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔

وہ اسے اس دشمنی میں استعمال نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔

"میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے۔۔۔ اس نے تمہاری باتوں میں آکر مجھ سے اپنا ہر تعلق ختم کر دیا ہے۔۔۔ میرا اب اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔ میرا واحد رشتہ بھی چھین لیا ہے تم نے مجھ سے۔۔ اسے بھی مجھ سے بدگمان کر دیا ہے۔۔ تمہاری سزا بہت دردناک ہونے والی ہے۔۔۔"

سلطان کے لہجے میں ایک ان دیکھی آگ تھی۔۔۔

جبکہ فیروز اس کی بات سن کر شاک ہوا تھا۔۔۔ ایسا کب ہوا تھا بھلا۔۔۔

حانم نے سلطان سے اپنا رشتہ کیوں ختم کر دیا تھا۔۔ اس نے تو ابھی حانم کو ٹھیک سے سلطان کی اصلیت بتائی بھی نہیں تھی۔۔۔

اگر وہ سلطان کے پاس بھی نہیں گئی تھی تو کہاں تھی وہ۔۔۔

فیروز نے سلطان کی مزید کوئی بات سنے بغیر کال کاٹ دی تھی۔۔۔

اسے حانم کی شدید فکر ہوئی تھی۔۔۔اس کی چھٹی حس بار بار اسے کچھ غلط ہونے کا الارم دے رہی تھی۔۔۔

میرب گہری نیند میں تھی جب کسی احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔اسے اپنے اوپر دباؤ سا محسوس ہوا تھا۔۔وہ پہلے تو آنکھیں کھولے نا سمجھی کی کیفیت میں دیکھتی رہی تھی۔۔

مگر نتھنوں سے ٹکراتی مخصوص خوشبو اس کے چودہ طبق روشن کر گئی تھی۔۔میرب نے اٹھنا چاہا تھا لیکن وہ ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔اس سوچ کے ساتھ ہی وہ شرم سب دوہری ہوئی تھی۔۔اور ساتھ ہی خود پر غصہ بھی

آیا تھا کہ وہ اس شخص کے اتنے قریب ایک ہی بیڈ پر پوری رات سوئی رہی تھی۔۔۔

نجانے اب یہ شخص اس کا کتنا مذاق اڑانے والا تھا۔۔۔ میرب کو لگا تھا وہ اب دوبارہ اس کا سامنا کر ہی نہیں پائے گی۔۔ یہ شخص ویسے بھی اتنی آسانی سے کوئی بات بخشتا نہیں تھا۔۔ اس کی بوجھل گرم سانسیں میرب کی دھڑکنیں تیز کر گئی تھیں۔۔۔

وہ سوتے ہوئے بھی اسے اتنی مضبوطی سے اپنی گرفت میں جکڑے ہوا تھا۔۔ جیسے اس کے چھوڑ جانے کا خوف ہو۔۔۔ میرب کو سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔۔

اسے اپنے پسلیوں میں درد ہونے لگا تھا۔۔۔

یہ شخص اسے بالکل اپنے سینے میں بھینچے ہوئے تھا۔۔اس کی قربت کا یہ انوکھا انداز میرب کی جان نکال رہا تھا۔۔۔ابھی تو اس نے اس شخص کو پورا حق نہیں دیا تھا۔۔

جب ایسا ہوا تو وہ اس بپھرے طوفان کو کیسے برداشت کرے گی۔۔۔یہ سوچ ہی اس کے دل کی سانسیں اٹکا گئی تھی۔۔

"زاراب۔۔۔"

اس نے زاراب کو پکارا تھا۔۔۔

مگر زاراب ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔۔۔

میرب نے چہرا موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کی اپنے سحر میں جکڑتی مقناطیسی آنکھیں اس وقت بند تھیں۔۔۔اعنابی لب ایک دوسرے میں پیوست اس کے دل کو دھڑکا گئے تھے۔۔۔جن کو اس شخص نے سیگریٹ پھونک پھونک کر سیاہی مائل کر رکھا تھا۔۔۔

وہ کتنے ہی لمحے اس کے تیکھے نقوش کو گھورتی رہی تھی۔۔سوتے میں بھی ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی پر غصہ کر رہا ہوں۔۔یہ شخص سوتے میں بھی نارمل نہیں ہوتا تھا۔۔۔

میرب اس کی جانب دیکھ رہی تھی جب زاراب نے ایکدم سے آنکھیں کھولتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کی مقناطیسی آنکھوں کی کشش اتنے قریب سے محسوس کرتے میرب کا دل ساکت ہوا تھا۔۔۔

میرب کی زرد پڑتی رنگت دیکھ زاراب مسکرایا تھا۔۔۔اور بس یہیں میرب کو پوری دنیار کتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس شخص کی مسکراہٹ بہت زیادہ حسین تھی۔۔میرب کے دل نے اس بات کا اقرار کیا تھا۔۔۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا تم نیند میں بھی مجھے ہی تلاش کرتی ہو۔۔۔"

زاراب نے اسے ابھی بھی اپنی گرفت سے آزاد نہیں کیا تھا۔۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔۔"

میرب اس کی بات سن کر شرمندہ ہوتی نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔اس نے زاراب کی گرفت سے نکلنا چاہا تھا۔۔جب وہ اسے مزید قریب کر گیا تھا۔۔۔

اور میرب کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے گردن پر جھک کر اس کی مہک سانسوں میں اتارتا اسے سے پہلے کہ کوئی گستاخی کرتا۔۔۔

جب باہر دروازہ پر کسی نے زور دار دستک دی تھی۔۔۔

ان دونوں نے چونک کر اس جانب دیکھا تھا۔۔

زاراب بھی حیران ہوا تھا۔۔۔ایسی جرائت آج تک کسی نے نہیں کی تھی۔۔
کیونکہ ایک کے بعد وہ دستک رکی نہیں تھی۔۔کچھ لمحوں بعد پورا کمرہ شور
سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

جس سے یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ ایک بندہ نہیں بلکہ زیادہ لوگ تھے۔۔۔

"باہر کون ہے۔۔۔۔"

میرب ایک دم خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔اگر اس وقت کوئی اسے زاراب کے
روم میں اس طرح دیکھ لیتا تو ایک نہ ختم ہونے والا طوفان کھڑا ہو جانا
تھا۔۔۔۔

زاراب کے آدمی رات کو ہی شہروز کی درگت بنا چکے تھے۔۔وہ تو یہ سب نہیں کر سکتا تھا۔۔۔پھر آخر کون تھا باہر۔۔۔

میرب فوراً زاراب کے حصار سے نکلتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

دروازے پر لگے چھوٹے سے مرر سے باہر کا منظر دیکھتے اسے گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔۔باہر کوئی ایک شخص نہیں پورا ہجوم کھڑا تھا۔۔۔جن میں بہت سارے میڈیا کے لوگ ہاتھوں میں کیمرہ اٹھائے انہیں کیپچر کرنے کے لیے کھڑے تھے۔۔۔

زاراب میرب کی کیفیت دیکھ اٹھ کر اس کے پیچھے آیا تھا۔۔

باہر لگا تماشا دیکھ اس کے چہرے کے تاثرات بھی بگڑے تھے۔۔

"یہ سب تم نے کیا ہے نا۔۔۔؟؟"

زاراب موبائل اٹھانے واپس بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔جب میرب کے الفاظ نے اس کے قدم وہیں روک دیئے تھے۔۔۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔؟؟میں ایسا کیوں کروں گا۔۔؟؟"

زاراب جو پہلے ہی اس صورتحال پر یہی نہیں سمجھ پایا تھا کہ یہ کس کی سازش تھی۔۔اس کے دشمنوں کی تعداد کم نہیں تھی۔۔۔۔

شہروز کی تو ابھی ایسی حالت نہیں تھی۔۔پھر کون تھا جس نے یہ سب کیا تھا۔۔سلطان شاہ؟؟

زاراب کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔

"ہاں تم مجھے۔۔۔اور میرے خاندان کو برباد کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہو۔۔۔"

میرب پریشانی کے عالم میں پھر سے اسی پر الزام تراشی شروع کر چکی تھی۔۔۔

"ہاں تمہارے خاندان کو برباد کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔ مگر اس میں میرے خاندان کی بدنامی بھی ہے۔۔ جو میں مر کے بھی نہیں ہونے دے سکتا۔۔ فضول بول کر میرا دماغ خراب مت کرو۔۔۔"

زاراب نے اسے سخت نگاہوں سے وارن کیا تھا۔۔

"تو پھر ہٹوا کیوں نہیں رہے انہیں۔۔۔ کہاں گئی زاراب نیازی کی پاور۔۔۔ یہ لوگ یہاں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔۔۔ کیا یہی پروٹوکول ہے تمہارا۔۔۔"

میرب کو یہی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ لوگ زاراب خان نیازی کے کمرے کے باہر پہنچے کیسے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور گھر آچکی تھی۔۔نورین بیگم چند گھنٹوں کے اندر اپنی بیٹی کی بگڑی حالت دیکھ اپنا دل تھام کر رہ گئی تھیں۔۔ شمع بیگم کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

پہلے یاور اور اب شاہنور کا یہ حال کیا گیا تھا۔۔ان لوگوں کو خانون سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔

مردوں میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔وہ سب اب بھی شاہنور کو ہی قصوروار سمجھ رہے تھے۔۔

اس بات کی امید تو سب کو پہلے ہی تھی کہ ارشیان نیازی کبھی بھی فیصل راجپوت کی بیٹی کو اپنے ساتھ نہیں رکھے گا۔۔۔

شاہنور کو بہت تیز بخار تھا۔۔وہ سخت اذیت کا شکار تھی۔۔جب سب آئی تھی۔۔۔ایک بار بھی ٹھیک سے حواسوں میں نہیں لوٹی تھی۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت نازک جان تھی۔۔زرا سی پریشانی پر بیمار ہو جایا کرتی تھی۔۔ وہ اتنا بڑا صدمہ سہنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔۔۔سب لوگ اسے دیکھ دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے۔۔

جو ایک دن میں ہی صدیوں کی بیمار لگنے لگی تھی۔۔۔

"خدا پوچھے کا اس ارشیان نیازی سے۔۔۔جس نے ایک ہی دن میں میری بیٹی کا یہ حال کر کے رکھ دیا ہے۔۔۔"

نورین بیگم شاہنور کے پاس بیٹھے اس کا ہاتھ تھامے روتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔

شاہنور جس کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنی جلتی آنکھیں کھول لیں۔۔ اپنی ماں کے منہ سے ارشیان کے بارے میں اب بھی ایسا سن کر اسے تکلیف ہوئی تھی۔۔۔

اس نے فوراً سے ان کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔۔

"شاہنور میری گڑیا کیا ہوا۔۔؟؟"

نورین بیگم کو لگا تھا شاید اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو رہی ہے۔۔ کیونکہ شاہنور کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ نکلے تھے۔۔

ارشیان نیازی کے اتنے نارواں سلوک کے باوجود وہ لڑکی اس کے بارے میں ایک غلط جملہ بھی نہیں بول پائی تھی۔۔

اس شخص کے لیے اس کا عشق کبھی ختم نہیں ہو سکتا تھا۔۔ اگر ارشیان نیازی کو اندازہ ہو جاتا کہ وہ اپنی نادانی میں کتنا قیمتی ہیرا گنوا رہا ہے تو وہ شاہنور کو کبھی خود سے دور نہ کرتا۔۔۔

لیکن شاہنور ابھی بھی خوش قسمت تھی۔۔۔ اس کے پاس بہت سے لوگ تھے اس کا سہارا بننے۔۔ اسے سنبھلنے کے لیے۔۔۔

مگر ارشیان نیازی بالکل اکیلا تھا۔۔

اس کی پوری رات فارم ہاؤس پر تنہا گزری تھی۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ زاراب اور فیروز اس وقت کہاں ہیں۔۔

ان کے دشمنوں نے ان تینوں کو ایک ساتھ اپنی سازش کے لپیٹے میں لیا تھا۔ تاکہ وہ تینوں ایک ساتھ ایک دوسرے کے لیے کھڑے نہ ہو سکیں۔۔۔

زاراب اندھیرے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

اس کی لہو رنگ آنکھوں کے گوشے نم ہو چکے تھے۔۔۔

اسے بار بار اپنی زندگی کا وہ دردناک منظر یاد آ رہا تھا۔۔

جب اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کو نہایت بے دردی کے ساتھ گاڑی کے نیچے کچلا گیا تھا۔۔۔

وہ چلاتا رہ گیا تھا۔۔۔ مگر اس کو کسی نے اس کی ماں تک نہیں جانے دیا تھا۔۔۔

وہ تب بہت چھوٹا تھا۔۔ اپنی ماں کو ظالموں سے نہیں بچا پایا تھا۔۔ اس کے کانوں میں اب بھی اپنی ماں کی دردناک چیخیں گونجتی تھیں۔۔۔

اسے ان دھندلے چہروں میں صرف ایک چہرا یاد تھا۔۔ فیصل راجپوت کا۔۔۔ جس نے اپنی گاڑی کے نیچے اس کی ماں کو کچلا تھا۔۔۔ یہ پتا ہونے کے باوجود وہ اس شخص کو ابھی تک نہیں مار پایا تھا۔۔۔

وہ اتنا پاورفل انسان اپنی ماں کا بدلہ نہیں لے پایا تھا۔۔ اس کے ہاتھ پیر اس معاملے اتنی سختی سے باندھ دیئے گئے تھے کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔

وہ فیصل راجپوت کیا اس کے پورے خاندان کو مارنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔۔ وہ اب تک ان کا نام و نشان تک اس دنیا سے مٹا دیتا۔۔ اگر اسے اس کے باپ

اور دادا نے اپنی قسم دے کر اس کے کچھ بھی ایسا کرنے پر اپنے آپ کو مار دینے کی دھمکی نہ دی ہوتی۔۔۔

بس یہیں پر وہ بے بس ہو جاتا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ ابھی تک حقیقت سے واقف نہیں تھا۔۔۔ آخر کیا وجہ تھی کہ اس کی ماں کے ساتھ ایسا کیا گیا تھا۔۔ حویلی میں اس کی ماں کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا تھا۔۔۔

اس کی ماں کے قتل کا بدلہ کیوں نہیں لیا گیا تھا۔۔۔

خان حویلی کیا اس کے دشمن بھی جانتے تھے کہ ارشیان نیازی کی سب سے بڑی کمزور اس کی ماں تھی۔۔۔ اسی لیے وہ سب جان بوجھ کر اس کی اسی

کمزور کڑی کو پکڑ کر اس کی ماں کا ذکر کر کے۔۔ ارشیان نیازی کی سب سے بری سائیڈ سامنے لے آتے تھے۔۔۔

اور شدید غصے کے عالم میں وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو تا۔۔۔ وہ کر جاتا تھا جو کرنے کے بارے میں وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ اس وقت تنہا بیٹھا نجانے کتنے سیگریٹ پھونک چکا تھا۔۔ مگر اسے کسی طور چین نہیں مل رہا تھا۔۔ آج پہلی بار ایسا تھا کہ اپنی ماں کے چہرے کے ساتھ ساتھ اس کے تصور میں ایک اور روتی بسورتی صورت آن ٹھہری تھی۔۔۔

جسے وہ جھٹک دینا چاہتا تھا۔۔ مگر کوشش کے باوجود اسے اپنے تصور سے نہیں نکال پایا تھا۔۔

وہ اس چہرے سے نفرت کر پانے میں بھی ناکام ہو رہا تھا۔۔ ارشیان نیازی بے بس ہو رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان شاہ رات جاگ کر گزارنے کے باوجود صبح صبح بالکل فریش موڈ کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھا نیوز پیپر پڑھ رہا تھا۔۔ جب نویرہ اسے ہاتھوں میں نہایت ہی خوبصورت سے کل فل سے فریش گلاب کے پھول اٹھائے اندر آتی دکھائی دی تھی۔۔۔

مہرون رنگ کی شارٹ شرٹ اور کھلے پلازو میں بالوں کا جوڑا بنا کر کیچر میں مقید کیے وہ اپنے دودھیا رنگت کی ساتھ دھمک رہی تھی۔۔ اس کے گلے میں موجود گولڈ کی چین دور سے چمک رہی تھی۔۔۔ سلطان شاہ کی توجہ اخبار سے ہٹ چکی تھی۔۔

وہ ان پھولوں سے زیادہ فریش اور نکھری نکھری لگ رہی تھی۔۔۔

وہ بظاہر سامنے اخبار کھولے ہی بیٹھا تھا مگر اس کی نگاہیں نویرہ پر مرکوز تھیں۔۔ جو اسے صاف اگنور کر رہی تھی۔۔ جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہ ہو۔۔ سلطان نہایت ہی دلچسپی کے ساتھ اپنی بیوی کی یہ دیدہ دلیری دیکھ رہا تھا۔۔ جس کے سامنے بڑے بڑے سورما کانپ جاتے تھے۔۔ اس کی بیوی اسے نظر انداز کر رہی تھی۔۔

سلطان کی نگاہوں نے اس کے کندھے پر لکھا اپنا نام دیکھنا چاہا تھا۔۔ کیا وہ ابھی لکھا ہوا تھا یا مٹ چکا تھا۔۔۔

مگر نویرہ نے دوپٹہ کندھے پر ڈال رکھا تھا۔۔ جس کی وجہ سے وہ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔

"مجھے چائے لا کر دو۔۔۔"

سلطان شاہ نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔جو کافی فاصلے پر اس کی جانب سے رخ موڑے کھڑی وہاں موجود ٹیبل پر رکھے گلدان میں فریش پھول سیٹ کر رہی تھی۔۔۔سلطان کی پکار پر اس کے ہاتھ چند سیکنڈز کے لیے رکے تھے۔۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی۔۔

"میں تم سے مخاطب ہوں نویرہ سلطان شاہ۔۔۔چائے لا کر دو مجھے۔۔۔"

سلطان کو اپنا یوں نظر انداز کیے جانے سخت ناگوار گزرا تھا۔۔وہ اب کی بار اخبار ٹیبل پر پٹختا دبے لہجے میں غرایا تھا۔۔

"ملکہ۔۔۔۔"

نویرہ نے وہیں کھڑے ملازمہ کو آواز دی تھی۔۔۔

جس پر اگلے ہی لمحے ملازمہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی تھی۔۔

"جی بی بی سائیں۔۔۔"

ملازمہ تابعداری سے بولی تھی۔۔ سلطان خاموشی سے بیٹھا اس لڑکی کی دیدہ دلیری غور فرمارہا تھا۔۔۔

"شاہ سائیں کو چائے کی شدید طلب ہورہی ہے۔۔۔ ان کے لیے گرما گرم چائے بنا کر لاؤ۔۔۔ چائے ان کے ٹیسٹ اور معیار کے مطابق ہونی چاہیے تاکہ ان کی طلب ختم ہوسکے۔۔۔"

نویرہ بول ملازمہ سے رہی تھی۔۔ مگر اس کی آواز میں چھپا طنز سلطان شاہ جیسا زہین بندہ فوراً سمجھ گیا تھا۔۔

وہ اس کی رات کی کہی بات کے جواب میں ایسا بول رہی تھی۔۔ جو سلطان نے بولا تھا کہ وہ اس کے بستر کی زینت بننے کے قابل نہیں ہے۔۔۔

"جی بی بی سائیں۔۔۔"

ملازمہ سر ہلاتے جانے لگی تھی۔۔

"نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے چائے لانے کی۔۔۔ میری چائے کی طلب ختم ہو چکی ہے۔۔ اب مجھے کسی اور شے کی شدید طلب ہو رہی ہے۔۔ جو میں خود پوری کر لوں گا۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔"

ملکہ بچاری ہونق بنی کھڑی ان دونوں کی ناسمجھ آنے والی باتوں پر اثبات میں سرہلاتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

اس کے جاتے ہی نویرہ واپس اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی۔۔ جبکہ سلطان اپنی جگہ سے اٹھتا رخ موڑے کھڑی نویرہ کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اس کے قدموں کی چاپ اپنے قریب آتی محسوس کرتے بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کے باوجود نویرہ خاموشی سے کھڑی کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے کام میں مصروف رہی تھی۔۔

سلطان چلتا ہوا اس کے بالکل پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔۔ اتنے قریب کے نویرہ کو اپنی پشت اس کے سینے سے ٹکراتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"مجھ سے الجھنا چاہتی ہو۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اب پہلے والا سلطان شاہ نہیں رہا۔۔۔ تمہیں دردناک موت دینے میں ایک پل بھی نہیں لگاؤں گا۔۔۔"

سلطان چلتا ہوا اس کے بالکل پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔۔اتنے قریب کے نویرہ کو اپنی پشت اس کے سینے سے ٹکراتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"مجھ سے الجھنا چاہتی ہو۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اب پہلے والا سلطان شاہ نہیں رہا۔۔۔ تمہیں دردناک موت دینے میں ایک پل بھی نہیں لگاؤں گا۔۔۔"

نویرہ کے گرد سے ہاتھ بڑھاتے اس نے گلدان میں لگا ایک پھول مسل کر رکھ دیا تھا۔۔ اس کی بات اور حرکت پر بھی نویرہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے کھڑی رہی تھی۔۔

اس کا یوں خاموش رہنا سلطان کو زچ کر رہا تھا۔۔۔

وہ اپنا کام پورا کرتی وہاں سے جانے لگی تھی جب سلطان نے طیش میں آتے اس کا بازو پکڑ کر اسے واپس ٹیبل کی جانب پٹخ دیا تھا۔۔

اس کا انداز اتنا جارحانہ تھا کہ نویرہ کی کمر بہت زور کے ساتھ ٹیبل سے ٹکرائی تھی۔۔۔ اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ کراہ نکلی تھی۔۔۔ اور ساتھ ہی ٹیبل کو جھٹکا لگنے کی وجہ سے وہ گلدان پھولوں سمیت زمین بوس ہوتا چکنا چور ہو چکا تھا۔۔۔

"تم جانتی ہو مجھے نظر انداز ہونا نہیں پسند۔۔۔"

سلطان اس کے اوپر جھکا لال آنکھیں اس پر گاڑھے بولا تھا۔۔۔

"میں آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی شاہ سائیں۔۔۔ میں سلطان شاہ کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔۔۔ مگر آپ تو میرے سلطان شاہ ہیں ہی نہیں۔۔"

نویرہ نے اسکی جانب اجنبی نگاہوں سے دیکھتے جواب دیا تھا۔۔

جبکہ سلطان کتنے ہی لمحے خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتا اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے اوپر گرا گیا تھا۔۔

"میرے ساتھ کھیل کھیلنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔ تم یہاں جس ارادے سے آئی ہو۔۔ وہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔۔ تم اب مجھے کبھی نہیں بدل

سکتی۔۔۔میں ہمیشہ ایسا ہی رہوں گا۔۔۔اپنے دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جاؤں گا۔۔۔اور ان سب کو ختم کر کے خود کو بھی ختم کر دوں گا۔۔پھر تم سکون سے رہنا۔۔بس ابھی کچھ وقت مجھے برداشت کرنا پڑے گا۔۔"

اس کی گردن سے اپنی پیشانی مسلتا وہ نویرہ کو ایک نئی پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔۔وہ اس کے خاندان والوں کے خلاف کیا کر رہا تھا۔۔

اس نے تو سلطان شاہ کے ساتھ رخصت ہونے کا فیصلہ صرف اس دشمنی کو ختم کرنے اور آنے والی تباہی کو روکنے کے لیے کیا تھا۔۔مگر یہاں تو سب کچھ ہی الٹ ہو رہا تھا۔۔۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔"

نویرہ نے اس کے خوبرو چہرے کو گھورتے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔

"تم بہت جلد ایسا ہوتے دیکھو گی۔۔۔ ابھی خاموش رہو۔۔ مجھے محسوس کرنے دو کہ میرے پاس بھی ایک عدد بیوی ہے۔۔"

سلطان نے اس کے بالوں سے کیچر نکالتے اسے اپنے ساتھ پیچھے صوفے پر گرا لیا تھا۔۔

نویرہ پوری طرح اس کی گود میں جا گری تھی۔۔۔ اس کے لمبے بال سلطان کے اوپر بکھر گئے تھے۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ میں تمہارے دل بہلانے کا ساماں نہیں ہوں۔۔ جو جب چاہو گے میری مرضی کے بغیر مجھے چھو لو گے۔۔۔"

نویرہ کو اس لمحے اس سر پھرے انسان پر شدید غصہ آنے لگا تھا۔۔۔

"دل بہلانے کے لیے بہت ہیں میرے پاس۔۔۔"

سلطان کو اس کی بات سے فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ کیونکہ اس وقت اس کے دل کو نویرہ کا لمس تسکین بخش رہا تھا۔۔

نویرہ کے بالوں میں چہرا چھپائے وہ اس کی گردن پر اپنے ہونٹوں سے کوئی تحریر لکھ رہا تھا۔۔ جو سمجھ پانا اس وقت نویرہ کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔ وہ تو اس شخص کی تپش زدہ سانسوں اور شدت بھرے لمس پر ہی لمحہ بالمحہ پگھل رہی تھی۔۔۔

"مگر ان میں تم جیسا نشہ نہیں ہے نا۔۔۔"

سلطان شاہ اس کے کان کی لوح جو ہونٹوں میں لیتا نویرہ کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

لیکن وہیں نویرہ کو اس کے منہ سے نکلی بات آگ لگا گئی تھی۔۔ کتنی لڑکیوں کے قریب جا چکا تھا یہ شخص۔۔ اس سے پہلے کے اس کے ہونٹ نویرہ کے کندھے پر حملہ آور ہوتے۔۔ نویرہ اسے دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلتی اس کے قریب سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

" کتنی عورتوں کے قریب جا چکے ہو سلطان شاہ۔۔ "

نویرہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔ جبکہ اس کی بکھری حالت سلطان شاہ کو بے قرار کر گئی تھی۔۔

اس کا دوپٹہ سلطان کے اوپر ہی گرا ہوا تھا۔۔ جبکہ اس کے حسین سیاہ بال آبشار کی طرح اس کے نازک دلنشیں سراپے کو ڈھکنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔

"تم پہلے سے بہت زیادہ حسین ہو گئی ہو۔۔۔میری جدائی نے کافی اچھا اثر ڈالا ہے تم پر۔۔۔۔"

سلطان شاہ اس کی بات کو نظر انداز کرتا۔۔۔اس کے دوپٹے کو اپنے گردن کے گرد لپیٹتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا نویرہ کے قریب جا رہا تھا۔۔۔

جو اس کی بات پر غصے سے بپھری اپنے حلیے کا دھیان کیے بغیر اپنی جگہ ڈٹی کھڑی تھی۔۔۔

"تمہاری طرح بے وفائی نہیں کی نا۔۔۔"

نویرہ کے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔اسے نجانے کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سلطان شاہ واقعی غیر عورتوں کے پاس جاتا رہا ہے۔۔۔

یہ شخص اسے اذیت دینے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تو پھر ہٹوا کیوں نہیں رہے انہیں۔۔۔ کہاں گئی زاراب نیازی کی پاور۔۔۔
یہ لوگ یہاں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔۔۔ کیا یہی پروٹوکول ہے تمہارا۔۔۔"

میرب کو یہی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ لوگ زاراب خان نیازی کے کمرے
کے باہر پہنچے کیسے تھے۔۔۔

"میرب سٹاپ اٹ۔۔۔۔"

زاراب اب کی بار اسے سخت نگاہوں سے گھورتا خاموش رہنے کا اشارہ کر گیا
تھا۔۔۔

"کیوں خاموش رہوں۔۔۔وہ لوگ کسی بھی وقت دروازہ توڑ کے اندر آسکتے ہیں۔۔۔ تمہیں تو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔۔ مگر میری عزت کا جنازہ نکل جائے گا۔۔۔"

میرب ہے ہاتھ پیر بالکل پھول چکے تھے۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

زاراب نے پلٹ کر میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اپنے آدمیوں کو ہدایت دیتا وہ موبائل بیڈ پر پٹختا میرب کی جانب بڑھا تھا۔۔۔اس کی کلائی تھام کر کمر کے پیچھے موڑتا وہ اسے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

"زاراب نیازی کسی سے نہیں ڈرتا۔۔۔اگر مجھ پر ہو تو ابھی تمہیں بانہوں میں اٹھا کر سب کے سامنے لے جاؤں۔۔۔اور اپنی بیوی ہونے کا سر عام

اعلان کر دوں۔۔۔ کس کی جرأت ہو گی اس کے بعد تمہاری عزت پر انگلی اٹھانے کی۔۔۔"

زاراب کے ہونٹوں سے نکلتے لفظ بیوی پر میرب کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔ آج پہلی بار اس شخص نے اپنے لبوں سے اس رشتے کا اظہار کیا تھا۔۔۔

"یہ سب کس نے کروایا ہے۔۔۔؟؟"

میرب نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ وہ جس سازش میں پھنس رہی ہے۔۔۔

"میں جانتا ہوں یہ کس نے کیا ہے۔۔ مگر تم میری بات پر کبھی یقین نہیں کرو گی۔۔۔"

زاراب اس کی آنکھوں میں جھانکتے یقین سے بولا تھا۔۔

"میں جاننا چاہتی ہوں۔۔۔"

میرب اس کے ساتھ لگی کھڑی اس انسان کا نام جاننا چاہتی تھی۔۔ جو اس سب کے پیچھے تھا۔۔ جو جانتا تھا کہ وہ دونوں ایک روم میں ہیں۔۔ اور شاید یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ایک روم میں کس رشتے کے تحت رہ رہے ہیں۔۔ باہر یہ تماشا لگانے کا مقصد صرف یہی تھا کہ وہ چاہتا تھا زاراب نیازی دنیا والوں کے سامنے میرب راجپوت کو اپنی بیوی مان لے۔۔۔

"حسین راجپوت۔۔۔۔"

زاراب کے ہونٹوں سے نکلنے والے نام پر میرب کو لگا تھا اس کمرے کی چھت اس کے سر پر آن گری ہو۔۔ وہ شاکی نگاہوں سے زاراب کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"نن نہیں۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔"

میرب نے فوراً نفی میں سر ہلاتے زاراب کے حصار کو توڑ کر دور جانا چاہا تھا۔۔۔

"میں نے کہا نا تم یقین نہیں کرو گی۔۔۔"

زاراب اس کے اس ری ایکشن سے پہلے سے ہی واقف تھا۔۔۔

"نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔ یہ سب تم نے خود کیا ہے۔۔ تم میرے دادا پر الزام لگا کر مجھے ان سے بدگمان کر کے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہو۔۔ تم اپنے خاندان کی سربلندی کی خاطر کچھ بھی کر سکتے ہو۔۔۔ جیسے سالوں پہلے مجھے دھوکا دیا تھا۔۔۔ مجھے ٹھکرایا تھا۔۔۔ جو شخص ایک بار مجھے دھوکا دے سکتا ہے وہ بار بار وہی کھیل کھیل سکتا ہے۔۔

میرے دادا جان کو بیچ میں انوالو کر کے بہت گھٹیا حرکت کی ہے تم نے۔۔۔"

میرب حسین راجپوت کا نام سن کر ہی پھٹ پڑی تھی۔۔۔اس کے دادا نے ہمیشہ اسے سپورٹ کیا تھا۔۔ کبھی اس کی کوئی بات نہیں ٹالی تھی۔۔۔وہ اپنی ہی پوتی کو بدنام کرنے کے لیے ایسا کبھی نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

میرب صاف انکاری ہوئی تھی۔۔۔اسے اب زاراب نیازی کی ساری سازش سمجھ آ رہی تھی۔۔۔یہ شخص یہاں بھی اس کے ساتھ کھیل کھیل گیا تھا۔۔۔

وہ سب سے زیادہ اس پر بھروسہ کرتی تھی۔۔۔ مگر وہ شخص ہر بار بہت ہی بے دردی کے ساتھ اس کے یقین اور بھروسے کو ٹھیس پہنچا دیتا تھا۔۔۔

باہر ہر طرف یہ نیوز چھاپ دی گئی تھی کہ زاراب اور میرب ہوٹل کے ایک ہی روم میں تھے۔۔

جو میرب زاراب کی سازش ہی سمجھ رہی تھی۔۔۔

زاراب کے سیکیورٹی گارڈز نے کچھ ہی دیر میں اس روم کے باہر سے سب لوگوں کو ہٹا دیا تھا۔۔

"یہ آخری بار تھا زاراب نیازی میں نے تم پر اعتبار کیا۔۔ اور تم نے اسے بہت بے دردی سے ٹھیس پہنچائی ہے۔۔ تم جانتے ہو کہ تم کچھ بھی کرتے رہو گے۔۔ لیکن ہر بار میرب راجپوت تمہیں معاف کر کے تمہارے ساتھ چل پڑے گی۔۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔"

میرب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

آج اس کا دل ٹوٹا تھا۔۔۔

"میں نے تمہیں کبھی بھی خود پر اعتبار کرنے کو نہیں کہا۔۔ تم خود میرے پاس آتی ہو۔۔۔ میں ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں۔۔ مجھ سے دور رہو۔۔۔ اگر زندگی میں خوش رہنا چاہتی ہو۔۔۔"

زاراب نیازی کی بات پر میرب نے لال آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ شخص ہر بار اس کا دل توڑ دیتا تھا۔۔۔

میرب نے ایک نظر اس لمبے چوڑے وجیہہ شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو اس کا ہو کر بھی اس کا نہیں تھا۔۔۔ جسے صرف اپنے خاندان کے نام سے پیار تھا۔۔۔

"اب کبھی تمہاری راہ میں نہیں آؤں گی۔۔۔ یہ وعدہ رہا تم سے۔۔"

میرب پختہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"میں چاہتا ہوں تم اس بات پر قائم رہو۔۔۔"

زاراب سیگریٹ سلگھاتا اس کی جانب سے رخ موڑ گیا تھا۔۔

"میں بھی چاہتی ہوں کہ میں چاہے کچھ بھی کروں۔۔۔زاراب نیازی کو فرق نہیں پڑنا چاہیے مجھ سے۔۔۔"

میرب اس سے ہر تعلق ختم کر کے جانا چاہتی تھی۔۔۔

"کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ تم آزاد ہو میری طرف سے۔۔۔"

زاراب نے آنکھیں میچتے اسے ہر طرح سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

میرب بھیگی پلکوں سے اس کی چوڑی پشت کو گھورتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

ایک حسین رات کی صبح اتنی بھیانک اور دردناک ہوگی میرب نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔ اتنے سالوں بعد گزری رات کو اس نے بے فکری بھری نیندلی تھی۔۔۔ اس بات سے بے خبر کے اگلی آنے والی نجانے کتنی راتوں کا چین اس سے چھننے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اتنا سب کچھ ہو گیا۔۔۔ اور مجھے کسی نے بتانا ہی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔"

میرب جیسے ہی حویلی پہنچی آگے سے اسے شاہنور کے بارے میں جو کچھ پتا چلا تھا۔۔ اس کا دل جیسے رک سا گیا تھا۔۔

"تم کیا کرتی۔۔۔ ہماری حویلی میں مرد جب اپنی کرنے پر آتے ہیں تو کسی کی نہیں سنتے۔۔۔"

شمع بیگم افسردگی سے بولی تھیں۔۔ جبکہ شاہنور تو کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔ وہ گم صُم سی میرب کے ساتھ لگی بس روئے جارہی تھی۔۔

"شاہنور وہ سب تصویریں۔۔ وہ کیا تھا۔۔۔؟؟ مجھے ساری بات سچ سچ بتاؤ۔۔۔ تم ارشیان نیازی کے فارم ہاؤس پر کب گئی تھی۔۔۔"

میرب کا دماغ وہ ساری تصویریں دیکھ کر ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔

جب شاہنور نے روتے ہوئے اسے ساری باتیں بتادی تھیں۔۔ کب کب کیسے کیسے اس کی ارشیان سے ملاقات ہوئی تھی۔۔

وہ کتنی محبت کرتی تھی اس شخص سے۔۔۔

"اتنا سب کچھ ہوتا رہا اور تم نے مجھے ایک بار بھی کچھ نہیں بتایا۔۔۔ میں تمہیں کہتی رہی اس شخص سے دور رہو۔۔ یہ نیازی اچھے نہیں ہیں۔۔۔"

میرب اس کی باتیں سننے کے بعد سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

"اس میں ارشیان کی کیا غلطی ہے۔۔۔ وہ تو مجھے بچانے آئے تھے وہاں۔۔۔ ان کا کسی بھی معاملے میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔ وہ سب تصویریں نوفل گیلانی اور اس کے خاندان والوں نے بنوائی ہیں۔۔۔"

شاہنور اب بھی ارشیان کے خلاف کچھ نہیں سن پائی تھی۔۔

"تم بہت معصوم ہو شاہنور۔۔۔ تم ابھی تک ان لوگوں کی پاور کا اندازہ نہیں لگا پائی۔۔۔ ارشیان نیازی کے فارم ہاؤس میں اس کی مرضی کے بغیر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔۔ اور تمہیں لگتا کے نوفل گیلانی چھپ کر وہاں سے تصویریں بنوا لے گا۔۔ وہ سب تصویریں ارشیان نیازی نے ہی بنوائی

ہیں۔۔۔اب وہ نوفل کے ہاتھ کیسے لگیں۔۔یہ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔یہ دونوں خاندان والے ہمارے خیر خواہ نہیں ہیں۔۔۔"

میرب شاہنور کو اب بھی ارشیان نیازی کی سائیڈ لیتے دیکھ برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔

اسے تو ابھی یہی ہضم نہیں ہو رہا تھا کہ شاہنور کو ارشیان نیازی سے محبت کیسے ہو گئی تھی۔۔۔

"کیا واقعی ارشیان نیازی نے اپنی دشمنی میں میرا استعمال کیا ہے۔۔۔؟؟"

شاہنور کے لیے یہ ایک اور بڑا صدمہ تھا۔

"ہاں۔۔۔اس شخص کے دل میں تمہارے لیے زرا سا رحم بھی ہوتا نا تو وہ تمہیں یوں سب کے سامنے بے عزت کر کے گھر سے نہ نکالتا۔۔شاہنور

میری والی غلطی مت کرو۔۔۔ خود کو اس انسان کے لیے برباد کر مت کرو۔۔۔ جسے تمہاری قدر ہی نہیں ہے۔۔۔"

میرب اس کا ہاتھ تھامے اسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ میرب کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔۔۔ وہ شاہنور کا درد سمجھ سکتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس کا اپنا دل بھی ایسے ہی ٹوٹا تھا۔۔

"میرب ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا ہے۔۔۔ وہ لوگ ہمیں کبھی قبول نہیں کریں گے۔۔۔ اور دونوں خاندانوں کی اس دشمنی میں ہماری محبت پس جائے گی۔۔۔"

شاہنور کے لہجے میں اذیت تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ لیکن اگر تم نے خود کو مزید اسی طرح اذیت دی تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔۔"

میرب نے اس کا ہاتھ تھامے محبت سے کہا تھا۔۔۔ اسے شاہنور بہت عزیز تھی۔۔۔ وہ اس کی زندگی اپنے جیسی اذیت ناک بنتی نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تمہاری طرح بے وفائی نہیں کی نا۔۔۔"

نویرہ کے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ اسے نجانے کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سلطان شاہ واقعی غیر عورتوں کے پاس جاتا رہا ہے۔۔۔

یہ شخص اسے اذیت دینے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

"بے وفائی تو میں نے بھی نہیں کی۔۔بہت وفادار رہا ہوں تمہارا۔۔ کبھی کسی دوسری عورت کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔"

سلطان شاہ نے اس کے نہایت قریب آتے اس کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک کو اپنی سانسوں میں اتارنا چاہا تھا۔۔

نویرہ نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ یہ بات کرتے سلطان کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔۔

یہ شخص اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔جو بات اس کی آنکھوں میں ہلکورے لیتی دیوانگی صاف ظاہر کرتی تھی۔۔ مگر کچھ تھا جو اسے نویرہ کے قریب آنے سے روک رہا تھا۔۔

"میں چاہتا ہوں ہم دونوں ایک ہو جائیں۔۔ تم میرے سامنے چلتی پھرتی قیامت ثابت ہو رہی ہو میرے لیے۔۔۔ مگر میں تمہیں اپنے قریب اسی دن لاؤں گا۔۔ جس دن پوری طرح سے تمہارے خاندان کا خاتمہ کروں گا۔ جیسے انہوں نے میرے خاندان کا خاتمہ کر کے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔۔"

سلطان اس کے گلابی گالوں پر ہاتھ کی پشت پھیرتا جو الفاظ ادا کر رہا تھا۔۔ اس نے نویرہ کی سانسیں روک سی تھیں۔۔ وہ بے یقینی کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

کیا وہ واقعی اتنا برا انسان بن چکا تھا۔۔؟؟

"تم نے سالوں پہلے مجھے ٹھکرا کر۔۔ مجھے خود سے دور کر کے یہ ثابت کر دیا تھا۔۔ کہ میری محبت تمہارے لیے اپنے خاندان کے آگے کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔ اب اگر تم اپنے خاندان کو ٹھکرا کر میرے پاس آؤ گی۔۔ میرا ساتھ دو گی تو مجھے یقین ہو گا کہ واقعی تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔۔ میں تب ہی تمہیں قبول کروں گا۔۔۔"

سلطان شاہ بول رہا تھا۔۔ جبکہ نویرہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔۔ یہ شخص چاہتا تھا وہ اپنے ہی خاندان سے نفرت کرے۔۔

"نن نہیں۔۔۔ میں اپنے خاندان کے خلاف کبھی نہیں جاؤں گی۔۔"

نویرہ نے فوراً نفی میں سر ہلاتے انکار کیا تھا۔۔ جس پر سلطان شاہ تلخی سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

"میں جانتا ہوں۔۔ تم کبھی صرف میری بن کر نہیں رہو گی۔۔ تمہارے لیے مجھ سے کہیں زیادہ اہم تمہارا خاندان ہے۔۔۔"

سلطان شاہ عجیب سے انداز میں بولتا وہاں سے جانے لگا تھا۔۔ جب نویرہ نے اس کا بازو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسے روک لیا تھا۔۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو۔۔۔ ایک دن بہت پچھتاؤ گے۔۔۔"

نویرہ اذیت سے چور لہجے میں بولی تھی۔۔ یہ شخص اسے بہت عزیز تھا۔۔ مگر وہ اپنے خاندان کے خلاف بھی تو نہیں جا سکتی تھی۔۔۔ وہ اسے سدھارنا چاہتی تھی۔۔۔ محبت سے۔۔ اس کے آگے جھک کر۔۔۔

کیونکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ شخص پہلے والا سلطان شاہ نہیں رہا تھا۔۔۔

"میرے لیے پچھتانے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں ہے۔۔۔"

سلطان نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔۔

"مجھے کھو دو گے سلطان شاہ پلیز ایسا مت کرو۔۔۔"

نویرہ بھیگے ملتجی لہجے میں بولتی سلطان شاہ کے قدم وہیں جکڑ گئی تھی۔۔

وہ پلٹا تھا۔اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتا وہ اس کی پیشانی پر اپنی مہر محبت ثبت کرتا نویرہ کی دھڑکنیں ساکت کر گیا تھا۔۔

"تم پوری طرح میری ہوئی ہی کب ہو۔۔جو میں تمہیں کھو دوں گا۔۔۔"

سلطان شاہ کے انداز میں ایک درد سا تھا۔۔وہ دیوانگی بھری والہانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔جبکہ نویرہ وہاں کھڑی یہی سوچتی رہی تھی کہ جو شخص اس کے خاندان پر جان تک دینے کو تیار رہتا تھا۔۔۔وہ اچانک سے ان کا اتنا بڑا دشمن کیسے بن گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میرب راجپوت سے دور رہو۔۔ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔

اور نہ ہی میرب کے لیے۔۔۔"

دوسری جانب ان کے ایک ساتھ روم میں اکیلے رات گزارنے کی خبر پہنچ

چکی تھی۔۔۔

"اب تک ہمارے ساتھ کیا اچھا کیا ہے آپ نے۔۔جو مزید برے کی دھمکی

دے رہے ہیں۔۔"

زاراب کا لہجے سرد ترین تھا۔۔۔

"میں نے کیا اچھا کیا ہے۔۔۔یہ بات تم سے بہتر کوئی نہیں جانتا زاراب خان

نیازی۔۔۔دشمن ہوتے ہوئے بھی تم پر احسان کیا ہے میں نے۔۔۔"

اسے یاد دہانی کروائی گئی تھی۔۔اس احسان کی جس نے زاراب نیازی جیسے انسان کو جھکنے پر مجبور کر رکھا تھا۔۔

"ہونہہ احسان۔۔۔کاش میں یہ احسان نہ لیتا تو آج وہ میری ہوتی۔۔"

زاراب کا لہجہ بوجھل سا تھا۔۔

"بھول ہے تمہاری۔۔۔"

دوسری جانب سے اس کی بے بسی کا مذاق اڑایا گیا تھا۔۔

"بہت جلد یہ تمہاری بھول بن جائے گی۔۔۔"

زاراب نیازی کا ضبط ختم ہو رہا تھا۔۔

"مجھے لگا تھا تم تینوں بھائی کافی ذہین اور سمجھدار ہو۔۔مگر تم لوگ تو ابھی یہی نہیں پہچان پائے کہ تمہارا اصل دشمن ہے کون۔۔۔مجھے لگا تھا تم تینوں کا

خاتمہ کرنے میں بہت مشکل پیش آئے گی۔۔ لیکن تم تینوں جس طرح دشمنوں کے بیچ گھر چکے ہو۔۔۔ مجھے اب تمہارا خاتمہ سب سے زیادہ آسان لگ رہا ہے۔۔۔ لیکن جو بھی ہو۔۔۔ مجھے شدت سے ایک ہی خبر کا انتظار رہے گا۔۔ جب میرے کانوں کو سننے کو ملے گا کہ زاراب خان نیازی مارا گیا۔۔۔"

نہایت ہی سفاکی کے ساتھ یہ الفاظ ادا کیے گئے تھے۔۔ جبکہ زاراب نیازی محسوس کی جانے والی اس حد درجہ نفرت پر تلخی سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

اس کے دشمن سمجھتے تھے کہ وہ انجان ہے۔۔۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ تینوں اپنے ہر دشمن سے آگاہ تھے۔۔ چاہے وہ ظاہری ہو یا کسی بل میں چھپ کر وار کر رہا ہو۔۔

"مجھ کیوں لگ رہا ہے یہ خبر سننے سے پہلے تم خود اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے۔۔۔کیونکہ میرب راجپوت تمہیں چھوڑے گی نہیں۔۔۔"

زاراب نیازی کے لہجے میں یقین بول رہا تھا۔۔۔میرب کا نام لیتے ایک بے قراری سی رگ وپے میں سرایت کر گئی تھی۔۔وہ اس سے اپنا ہر تعلق توڑ گئی تھی۔۔زارب کی آنکھوں کے گوشے سرخ ہوئے تھے۔۔

"اس کے دل میں بہت جلد تمہارے لیے بے پناہ نفرت بھر دی جائے گی۔۔وہ تمہاری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گی۔۔"

ان لفظوں میں بھڑکتی آگ زاراب نیازی اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

"اب تک جتنی کوششیں کی ہیں۔۔اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔۔ مزید کرلو۔۔اس لڑکی کے دل میں کبھی میرے لیے نفرت نہیں بھر پاؤ گے یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔۔"

زاراب نیازی فون رکھ چکا تھا۔۔۔

صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے اس نے اپنی پیشانی کو مسلا تھا۔۔ آنے والا وقت بہت ساری آزمائشیں لے کر آنے والا تھا۔۔۔

اس کے تصور کے پردے پر میرب کا ہنستا کھکھلاتا حسین چہرا آن ٹھہرا تھا۔۔

وہ کیسے بتاتا۔۔۔ اسے عشق ہو رہا تھا اس لڑکی سے۔۔ مگر وہ اسے اپنی اس دیوانگی سے زرا سی آگاہی بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔

وہ ہر بار اسے برا بھلا کہہ کر۔۔ اس سے ہرٹ ہو کر چلی جاتی تھی۔۔ مگر وہ اسے روک نہیں پاتا تھا۔۔ ہر بار اپنے قدم اس سے بھی ڈبل فاصلے پر دور کر لیتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

گھنے تاریک جنگل میں فائرنگ کی خوفناک آوازیں گونجتی وہاں موجود چرند پرند میں شدید خوف وہراس پھیلا گئی تھیں۔۔ مگر فائرنگ کرنے والا انسان ایک پل کے لیے بھی رکا نہیں تھا۔۔

سیاہ لباس سے خود کو ڈھکے وہ وجود تاریکی کا حصہ معلوم ہو رہا تھا۔۔

اب تک اس کا کوئی بھی نشانہ خطا نہیں ہوا تھا۔۔

اس کا چہرا ابھی پوری طرح سے سیاہ رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔۔ جس میں سے جھانکتی اس کی دلنشین آنکھیں اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔۔۔ ان آنکھوں میں چمکتے آنسو بھی صاف دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

وہ دھڑا دھڑ فائرنگ کیے جا رہی تھی۔۔۔ اسے کسی کا ہوش نہیں تھا۔۔۔

کچھ فاصلے پر رکھا اس کا موبائل بج رہا تھا۔۔۔ کافی دیر بجتے رہنے کے بعد جب مقابل بھی اسے اپنے جیسا ڈھیٹ لگا تو اس نے موبائل اٹھا کر اپنے آنکھوں کے سامنے کیا تھا۔۔۔

چاچو کالنگ جگمگاتا ہوا نظر آیا تھا اسے۔۔۔

"السلام علیکم!"

وہ اس کال کو اگنور نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"حانی۔۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔؟؟"

سلطان کی آواز میں اس کے لیے محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔۔

"جہاں بھی ہوں۔۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ آپ کو تو اب میری ضرورت ہی نہیں رہی۔۔۔"

حانم کی آواز میں ناراضگی اور خفگی نمایاں تھی۔۔۔

"ایسا ہو سکتا ہے کبھی۔۔۔"

سلطان اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"ایسا ہوا ہے۔۔۔"

حانم اپنی بات پر قائم تھی۔۔۔

"میری گڑیا میں تمہیں خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔"

سلطان اسے منا رہا تھا۔۔۔

"میں خطروں سے نہیں ڈرتی۔۔۔ لیکن آپ کو اس حالت میں دیکھ کر میں کتنی کمزور پڑ گئی تھی۔۔ یہ نہیں دیکھا آپ نے۔۔ آپ میرے لیے سب کچھ ہیں۔۔ آپ نے مجھے بھی نہیں بتایا۔۔"

حانم رو رہی تھی۔۔۔

"تم کہاں ہو۔۔۔ میں تمہیں لینے آ رہا ہوں۔۔۔"

سلطان اپنی جذباتی اور ضدی بھتیجی سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔۔۔ جو غصے میں خود کو بھی نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کرتی تھی۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آپ رہیں اپنی بیوی کے پاس۔۔۔ میری ضرورت نہیں ہے آپ کو اب۔۔ میں تو ویسے بھی آپ کے لیے کباب میں ہڈی بنی رہوں گی۔۔۔"

حانم اپنے چاچو کے معاملے میں بہت زیادہ پوزیسو تھی۔۔۔ اس لیے اس سے سلطان کا نویرہ کو اس سے زیادہ اہمیت دینا ہضم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر سلطان شاہ اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"میری بیوی مجھے اپنے پاس نہیں رکھتی۔۔۔ تمہاری چاچی غصے میں بالکل تم پر گئی ہے۔۔۔"

نویرہ کے ذکر پر سلطان شاہ کی آنکھوں میں خمار سا اتر آیا تھا۔۔۔ جیسے وقت نے اسے بدل دیا تھا۔۔ ویسے ہی نویرہ میں بھی بہت ساری تبدیلیاں آئی تھیں۔۔ جو سلطان شاہ کو اٹریکٹ کر رہی تھیں۔۔۔

سلطان شاہ اور حانم شاہ مل کر کیا کھیل کھیل رہے تھے۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ اور ان کے کھیل کا سب سے بڑا شکاری فیروز نیازی تھا۔۔۔

جسے پہلے سلطان شاہ نے بلیک میل کر کے حانم سے نکاح کرنے پر راضی کیا تھا۔۔۔ حانم ایک پلان کے تحت اس کے ساتھ رہ رہی تھی۔۔۔ جس میں اسے لگ رہا تھا کہ وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو رہی ہے۔۔۔ سلطان شاہ پر حملہ کیا گیا تھا۔۔ مگر اس کی حالت اتنی خراب نہیں تھی کہ وہ کومہ میں جاتا۔۔۔

فیروز نے اسے نقصان نہیں پہنچایا تھا۔۔۔

اسے نقصان پہنچانے والے کوئی اور تھے۔۔۔وہ کون لوگ حانم نہیں جانتی تھی۔۔۔کچھ باتیں ایسی تھیں جو ابھی تک حانم کو بھی نہیں پتا تھیں۔۔۔

حانم کو بس اتنا پتا تھا کہ اس کے ماں باپ کو مارنے کے پیچھے خان حویلی والوں کا ہاتھ تھا۔۔۔وہ اسی بات کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔۔ جس کے لیے اس کا مہرا فیروز نیازی تھا۔۔۔

سلطان شاہ ابھی سب کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔۔ مگر یہاں بھی خان حویلی والوں نے جان بوجھ کر نویرہ کی شادی یاور سے طے کر کے چال چلی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ تینوں خان اچھے سے جانتے تھے کہ سلطان شاہ زندہ ہے۔۔وہ چھپ کر ہر شے پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔اور سب سے بڑا خطرہ ان کے خاندان کے لیے ہی بنے گا۔۔

اس لیے انہوں نے یہ شادی کا ڈھونگ رچا تھا۔۔اور ان کا پلان ایک دم کامیاب رہا تھا۔۔جب عین وقت پر سلطان شاہ وہاں آن پہنچا تھا۔۔۔اس نے نہ صرف شادی رکوائی تھی۔۔بلکہ یاور پر حملہ کر کے ان سب کے دلوں میں اپنی دہشت بھی بیٹھا دی تھی۔۔۔

یاور راجپوت ایک انتہائی اوباش قسم کا انسان تھا۔۔جس کی شروع سے نویرہ پر نظر تھی۔۔اس کی حرکتوں کی وجہ سے گاؤں کے لوگ بہت نالاں تھے۔۔۔یعقوب نیازی کے سختی سے دیئے گئے آرڈرز کی وجہ سے زاراب،

ارشیان اور فیروز نے چاہنے کے باوجود یاور کی عقل ٹھکانے نہیں لگائی تھی۔۔

مگر وہیں اپنے پلان پر عمل درآمد کرتے۔۔انہوں نے نہ صرف سلطان شاہ کو بھی سامنے آنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔بلکہ یاور راجپوت کو بھی اس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔۔

اس سارے کھیل کے ماسٹر مائنڈ وہ تینوں ہی تھے۔۔کوئی بھی دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ سوچی سمجھی سازش کے مطابق ہوا ہے۔۔۔

سلطان شاہ اور ان تینوں کے درمیان تعلقات کبھی ٹھیک نہیں رہے تھے۔۔۔ایک نویرہ ہی تھی جو دونوں طرف کے بیچ ایک دیوار بنی ہوئی

تھی۔۔۔وہ تینوں بے بس تھے کہ وہ اس دیوار کو گرا کر کبھی سلطان شاہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔۔

مگر سلطان شاہ کی نفرت نے نویرہ کو خوفزدہ کر دیا تھا۔۔اسے اپنے تینوں بھتیجوں کے لیے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔

جو ہر طرف سے اپنے دشمنوں سے گھرے کھڑے تھے۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

شاہنور حویلی کے ماحول سے تنگ آ کر واپس ہاسٹل آگئی تھی۔۔اس پر حویلی سے نکلنے پر سخت پابندی لگائی گئی تھی۔۔مگر میرب نے اپنی کوششوں سے اسے واپس شہر جانے کی اجازت دلوا دی تھی۔۔

شاہنور کو اتنی نفرت برداشت کرنے کی عادت نہیں تھی۔۔اس کے لیے یہ سب بہت مشکل تھا۔۔ لیکن میرب نے اس پورے وقت میں اسے بہت زیادہ سپورٹ کیا تھا۔۔وہ میرب کی دل سے مشکور تھی۔۔۔جو ہمیشہ ہر بار حویلی کی خواتین کے حق کے لیے بولتی تھی۔۔۔

اگر اس رات میرب یہاں ہوتی تو شاید کبھی اس کا نکاح اس طرح زبردستی ارشیان نیازی کے ساتھ نہ کیا جاتا۔۔اور اسے ارشیان کا وہ نفرت اور حقارت آمیز رویہ برداشت نہ کرنا پڑتا۔۔جب اس کی زندگی کے محبوب ترین انسان نے اسے گھسیٹ کر اپنی حویلی سے نکالا تھا۔۔اپنے گھر والوں اور ملازمین کے سامنے اس کی ذات کا تماشا بنایا تھا۔۔۔

وہ اتنی بے وقوف نہیں تھی۔۔۔ سمجھ چکی تھی کہ ارشیان اسے کبھی اپنی زندگی میں بیوی کا مقام نہیں دینے والا تھا۔۔وہ اس کے آگے خوار ہو کر اپنی عزت نفس نہیں کچل سکتی تھی۔۔

اس لیے اس نے اپنے دل کو کچل کر اپنی محبت کو دل کے تہہ خانے میں چھپا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ خود تو اس ستمگر کے ہاتھوں بے عزت ہو چکی تھی۔۔ مگر اپنی محبت کو رسوا ہوتے دیکھنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔اس لیے وہ خود سے عہد کر چکی تھی کہ کبھی ارشیان نیازی کو اپنی محبت کی بھنک بھی نہیں لگنے دے گی۔۔

آج بہت دنوں بعد شاہنور نے اپنی یونیورسٹی میں قدم رکھا تھا۔۔

مگر آج وہ اکیلی نہیں تھی۔۔۔اس کے ساتھ فل ٹائم کے لیے ایک ملازم متعین کیا گیا تھا۔۔۔جو اس کی سیکورٹی کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے اس پر نظر رکھنے کے لیے بھی تھا۔۔ یہ شاہنور کا خیال ہی تھا۔۔ کہ جو کچھ ہو چکا تھا۔۔ اب اس کے گھر والے کبھی اسے کہیں اکیلے بھیجنے کا بھروسہ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔

فیروز حانم کو تلاش کر کر کے تھک چکا تھا۔۔ مگر اس کا کہیں کوئی سراغ نہیں مل پایا تھا۔۔ فیروز کو ڈر تھا کہ وہ کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔۔

جب کسی خیال کے تحت اس نے سلطان شاہ کی حویلی جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ جہاں صرف سلطان شاہ ہی نہیں بلکہ نویرہ شاہ بھی رہتی تھی۔۔۔

اس کا نویرہ کو ملنے کا بہت دل تھا۔۔ وہ یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ نویرہ وہاں ٹھیک سے رہ رہی تھی یا نہیں۔۔۔

فیروز نے اپنے آدمیوں کے ذریعے پتا کروایا تھا۔۔وہ وہاں سلطان شاہ کی غیر موجودگی میں ہی جانا چاہتا تھا۔۔وہ اس شخص کے منہ بالکل بھی نہیں لگنا چاہتا تھا۔۔۔

جیسے ہی اسے سلطان کے گھر نہ ہونے کی خبر ملی وہ وہاں چلا آیا تھا۔۔۔

فیروز نیازی کی گاڑی کو دیکھ کسی نے بھی اسے روکنے کی جرأت نہیں کی تھی۔۔۔سلطان شاہ کے ڈر کے ساتھ ساتھ انہیں فیروز نیازی کا بھی ڈر تھا۔۔اس لیے خاموشی کے ساتھ اسے آنے دیا تھا۔۔

فیروز ملازمہ کی معیت میں ڈرائینگ روم میں آن بیٹھا تھا۔۔وہاں اندرونے حصے کی جانب سلطان کے سوا کسی مرد کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

ڈرائینگ روم بیرونی حصے کی جانب تھا۔۔۔نویرہ کو جیسے ہی فیروز کے آنے کی خبر ملی وہ خوشی سے فوراً دوڑی چلی آئی تھی۔۔

اتنے دنوں بعد تو کسی اپنے کو دیکھنے کا موقع ملا تھا۔۔۔

"کیسی ہیں پھوپھو جان۔۔ آپ تو اپنے شوہر کے پاس آکر ہمیں بھول ہی گئیں۔۔۔مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی بے وفا نکلیں گی آپ۔۔۔"

فیروز نویرہ کو اپنے سینے سے لگاتا اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے بولا تھا۔۔وہ اسے بالکل اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔۔

"ہمہ جیسے تم لوگوں نے تو بہت یاد رکھا نا مجھے۔۔۔تم تینوں میں سے کسی ایک کو بھی فون کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔۔۔"

نویرہ نے بھی شکوہ کیا تھا۔۔ اس بات سے انجان کے وہ تینوں اپنی اپنی جگہ کن پریشانیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔۔۔

وہ کافی دیر وہاں نویرہ کے پاس بیٹھا اس سے باتیں کرتا رہا تھا۔۔۔ اس نے نویرہ کو کچھ بھی بتا کر پریشان نہیں کیا تھا۔۔۔

"چائے پیو گے۔۔؟؟"

نویرہ جانتی تھی کہ فیروز کو اس کے ہاتھ کی چائے کس قدر پسند تھی۔۔ فیروز کے فوراً اثبات میں سر ہلانے پر وہ کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ اتنے دنوں میں وہ آج پہلی بار کچن میں قدم رکھ رہی تھی۔۔۔ صرف اپنے بھتیجے کے لیے۔۔۔

فیروز وہیں بیٹھا تھا۔۔ جب اسکے کانوں میں ایک نسوانی ہنسی ٹکرائی تھی۔۔۔

جو اسے کسی ملازمہ کی تو بالکل بھی نہیں لگی تھی۔۔اسے نجانے کسی اور کا گمان ہوا تھا۔۔۔وہ ایک بہت قابل پولیس والا تھا اس کا شک غلط نہیں ہو سکتا تھا۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اسے اندرونے حصے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔ مگر وہ اپنے قدم نہیں روک پایا تھا۔۔کیونکہ یہ جس لڑکی کی آواز اسے آرہی تھی اس سے فیروز کا کوئی پردہ نہیں تھا۔۔۔

فیروز آگے بڑھا تھا۔۔جب اس کی نظر سیڑھیاں چڑھتی جانم کی جانب اٹھتی واپس پلٹنا بھول چکی تھی۔۔۔

سیڑھیوں پر بچھی سیاہ ریشمی قالین کے اوپر ننگے گلابی پیر دھیرے دھیرے رکھتی وہ بہت ہی نزاکت کے ساتھ چلتی اوپر جارہی تھی۔۔۔

وہ اس وقت پنک کلر کے ٹاپ میں ملبوس بنا دوپٹے کے اپنے ہوشربا حسن سے بے پرواہ فون پر کسی سے بات کرتی کھکھلا رہی تھی۔۔اس طرف مردوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔اس لیے وہ اتنی بے فکری کے ساتھ اس حلیے میں گھوم رہی تھی۔۔

اس کے سیاہ بالوں کی آبشار نازک کمر پر بکھری ہوئی تھی۔۔

اس کی پتلی کمر اور ہاف سلیوز سے جھانکتے گلابی گداز بازو کسی کو بھی بہکانے کا سبب بن سکتے تھے۔۔

مگر اس وقت اس قیامت کے زیر اثر صرف فیروز نیازی ہی تھا۔۔۔حانم جو اپنے ہی دھیان میں تھی جب اچانک اسے فیروز نیازی کی والہانہ تپش زدہ نگاہوں کا احساس ہوا تھا۔۔

وہ چلتے چلتے اپنی جگہ رہ سی گئی تھی۔۔۔

فیروز جو بہت غور سے اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔

اس کے رکنے پر جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہوا تھا۔۔

حانم نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔ مگر وہاں کسی کو نہ پا کر وہ سر جھٹکتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"تو میرا شک ٹھیک نکلا حانم شاہ۔۔۔ تم سلطان شاہ کے ساتھ مل کر کھیل کھیل رہی تھی میرے ساتھ۔۔۔ بہت معصوم بننے کا ڈھونگ کرتی ہو نا تم۔۔ آج تمہاری اس معصومیت بھری ایکٹنگ کو سراہنے ضرور آؤں گا میں۔۔ میرا انتظار کرنا۔۔۔"

فیروز خالی پڑی سیڑھیوں پر اپنی سرد نگاہیں جمائے بولتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ماضی

شیرہ کوٹ خوشاب جاوہ علاقہ جو وہاں رہتے بڑے خاندانوں اور قبیلوں کی وجہ سے ملک بھر میں جانا جاتا تھا۔۔اس کے اندر کتنے راز دفن تھے بہت کم لوگ جانتے تھے۔۔۔

دنیا ترقی کرتی نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی۔۔ مگر شیرہ کوٹ کے کچھ خاندان ابھی تک پرانے زمانے کی دقیانوسی سوچ میں پھنسے نہ خود جی پا رہے تھے اور نہ ہی دوسروں کو جینے دے رہے تھے۔۔۔ جن میں سر فہرت تھے۔۔ گیلانی اور راجپوت حویلی کے لوگ۔۔۔

خان حویلی کے سربراہ اور یعقوب نیازی کے والد باسم اللہ خان نیازی پڑھے لکھے وسیع سوچ کے مالک انسان تھے۔۔ اسلام کی تعلیمات کو فالو کرتے انہوں نے ہمیشہ اپنے خاندان اور گاؤں کی ہر عورت کو مرد کے برابر حقوق اور مقام دینے کی بات کی تھی۔۔۔ اس دور میں بھی وہ چاہتے تھے کہ تمام خواتین بھی مردوں کی طرح تعلیم حاصل کریں۔۔ جس کے لیے انہوں نے اپنے گاؤں میں سکول بھی قائم کیا تھا۔۔

اس زمانے میں عورتوں کو اتنی آزادی اور حقوق نہیں دیئے جاتے تھے۔۔ پڑھنے اور آگے بڑھنے کے حوالے سے۔۔۔ وجہ وہاں کے لوگوں کی دقیانوسی سوچ تھی۔۔ جس کے مطابق اگر عورتوں کو اتنی عقل سوجھ دے دی جائے گی تو کل کو وہ تمہارے سر پر چڑھ کر حکمرانی کریں گی۔۔ مگر باسم اللہ کا نظریہ اس سب سے تھوڑا مختلف تھا۔۔

انہوں نے ہمیشہ اپنے بچوں کو بھی یہی بات سکھائی تھی۔۔ مگر گیلانی خاندان اور راجپوت خاندان کے لوگوں کو باسم اللہ نیازی کی یہ باتیں سخت بری لگی تھیں۔۔ وہ نہ تو اپنی عورتوں کو پڑھانے لکھانے کے حق میں تھے اور نہ خانوں کی عورتوں کو۔۔۔ وہ سب کو ایک ہی حیثیت میں رکھنا چاہتے تھے۔۔ مگر باسم اللہ جو اس وقت کے سرپنچ تھے۔۔ انہوں نے اپنے فیصلے سے سب کو خاموش کروادیا تھا۔۔

سکول کھلوا کر انہوں نے نہ صرف اپنے گھر کی بچیوں بلکہ گاؤں کی بہت ساری بچیوں کو وہاں پڑھنے بھیج دیا تھا۔۔ جو بات گیلانی اور راجپوت کو کسی صورت برداشت نہیں ہو پائی تھی۔۔

انہیں یہ بات اپنی انسلٹ لگی تھی۔۔

یہی دور تھا جب گیلانی اور راجپوت مل کر خان حویلی والوں کے دشمن بنے تھے۔

باسم اللہ نیازی کے بعد بھی یہ دشمنی یعقوب نیازی کے ذریعے جاری رہی تھی۔۔ کیونکہ یعقوب نیازی بھی اپنے باپ جیسی سوچ کے مالک انسان تھے۔۔۔ انہوں نے بھی عورتوں کو ان کا پورا حق دیا تھا۔۔ جو مقام ان کے مذہب اسلام میں عورتوں کو دینے کا کہا گیا تھا۔۔

مگر گیلانی اور راجپوت اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بناتے ضد پر اڑے عورتوں کے اس تعلیمی سلسلے کو روکنے کی پوری کوشش کرتے رہے تھے۔۔۔ انہوں نے اپنی عورتوں کو گھروں سے نکلنے بھی کبھی نہیں دیا تھا۔۔

ان کے علاقوں میں جتنی آبادی آتی تھی۔۔۔ وہاں کے سب باشندوں پر بھی یہی قانون لاگو تھا۔۔۔ وہاں کے لوگ چاہتے ہوئے بھی اپنی عورتوں کو نہیں پڑھا پا رہے تھے۔۔

ان دونوں خاندانوں کو مزید آگ تو اس وقت لگی جب انہیں پتا چلا کہ یعقوب نیازی اپنی لاڈلی بیٹی امینہ کو پڑھنے کے لیے شہر بھیج رہے ہیں۔۔۔ یہ بات ان سب کو غصے سے پاگل کر گئی تھی۔۔ جو جتنی کوشش کر رہے تھے۔۔ کہ گاؤں کا سکول بھی بند کروایا جائے اتنا ہی یہ لوگ اپنی عورتوں کو سر پر چڑھا رہے تھے۔۔

گیلانی اور راجپوت مردوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے۔۔۔

اتنے سالوں سے وہ واضح طور پر مخالفت کر رہے تھے۔۔ جس کا ابھی تک کوئی فایدہ نہیں ہو پایا تھا۔۔۔

یہی دیکھتے انہوں نے اپنا ایک دوسرا حربہ آزمایا تھا۔۔۔ جو سوچ کر وہ بہت خوش بھی تھے۔۔ وہ اب خانوں کو ایسی جگہ وار کرنے والے تھے کہ وہ دوبارہ اپنی کسی عورت کو شہر بھیجنے سے پہلے ہزار بار سوچیں۔۔

دونوں خاندانوں کی ملی بھگت سے امینہ نیازی کو پہلا شکاری بنایا گیا تھا۔۔ یہ کام اتنی پلاننگ اور صفائی سے کیا گیا تھا کہ خانوں کو اس کی بھنک بھی نہیں پڑ سکی تھی۔۔۔

انہوں نے اپنے ایک خاندانی ملازم بخشو کے بیٹے خرم جسے پڑھنے کا کافی زیادہ شوق تھا۔۔۔ وہ کالج تک کی تعلیم تو گاؤں میں رہ کر حاصل کر چکا تھا۔۔ مگر شہر جا کر پڑھنا ان جیسے غریب لوگ افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

خرم کہنے کو تو ملازم کا بیٹا اور ایک غریب گھرانے کا تھا۔۔ مگر وہ دیکھنے میں بہت ہی زیادہ خوش شکل اور گڈ لکنگ تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب بہت زیادہ اداس تھی۔۔۔ شاہنور کے ساتھ جو ہوا تھا۔۔ میرب کے لیے بھی وہ بہت زیادہ اذیت کا باعث تھا۔۔ وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ ارشیان نیازی اس سب میں بے قصور تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ خان بھی اس سب میں انوالو تھے۔۔ گیلانی اور خانوں نے مل کر اس کی بہن کو پھنسایا تھا اس سب میں۔۔۔

ماضی میں جو کچھ ہو چکا تھا اس کا بدلہ شاہنور سے لینے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ میرب زاراب نیازی سے بھی بری طرح بدگمان ہو چکی تھی۔۔ اس وقت وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی۔۔

اس نے شہروز گیلانی کی پارٹی چھوڑ دی تھی۔۔ اب وہ مزید گیلانیوں پر اعتبار کر کے خود کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔ شہروز گیلانی نے بھی اس کے بعد اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔ شاید زاراب نیازی نے اس کا ٹریٹمنٹ کچھ زیادہ ہی اچھے سے کروادیا تھا۔۔ کہ ابھی وہ رابطہ کرنے کے حال میں تھا ہی نہیں۔۔ ورنہ وہ ڈھیٹ انسان سدھرنے والا نہیں تھا۔۔۔

میرب اپنی ہی سوچوں میں گم اپنے دھیان میں چل رہی تھی۔۔ وہ سامنے سے آتے شخص کو دیکھ ہی نہیں پائی تھی۔۔

مگر مقابل پورے دھیان میں تھا۔۔

وہ بس اس کی غائب دماغی نوٹ کر رہا تھا۔۔ میرب کا سر زور دار طریقے سے اس کے کندھے سے جا ٹکرایا تھا۔۔۔

"اوہ سوری۔۔ میں نے دیکھا نہیں۔"

میرب اب بھی اپنے ہی دھیان میں تھی۔۔ وہ فوراً سنبھلتے بنا مقابل کی جانب دیکھے پیچھے ہوئی تھی۔۔

"میڈم آپ نے واقعی نہیں دیکھا۔۔۔ مجھے امید نہیں تھی ایسے استقبال کی۔۔۔"

میرب جو آگے بڑھ رہی تھی۔۔ اس جانی پہنچانی آواز پر وہ ایک لمحے کے لیے اپنے جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی پل مڑتے سامنے کھڑے

شخص کو دیکھ اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ خوشی کے مارے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔

"صائم۔۔۔"

میرب کا مرجھایا چہرا اپنے دوست پلس کزن کو دیکھ کھل اٹھا تھا۔۔۔

"تم کب آئے پاکستان۔۔؟ بتایا کیوں نہیں مجھے۔۔ میں خود لینے آتی تمہیں ائیر پورٹ سے۔۔۔"

میرب اس کا ہاتھ تھامے پر جوش لہجے میں بولی تھی۔۔۔ وہ اس وقت بہت زیادہ تنہا محسوس کر رہی تھی۔۔ اسے صائم کی اشد ضرورت تھی۔۔ جو اس کی لائف کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔۔ جس سے وہ اپنے دل کا ہر دکھ شیئر کر سکتی تھی۔۔۔

صائم اس کی ایکسائٹمنٹ دیکھ کر خوش ہو اٹھا تھا۔۔ یہ لڑکی اس کے لیے بہت اہم تھی۔۔۔ اس کی ایک پکار پر وہ اپنا سارا کام کاج چھوڑ کر پاکستان دوڑا چلا آیا تھا۔۔۔

اس سے بڑا اور بھلا کیا ثبوت ہو سکتا تھا۔۔۔

"اگر پہلے بتا دیتا تو اس پیاری سی لڑکی کی یہ پیاری خوشی کیسے دیکھ سکتا۔۔۔ یار تم رئیل میں تو اور زیادہ خوبصورت ہو۔۔۔"

صائم جس نے آج تک اسے سکرین پر ہی دیکھا تھا۔۔ اس کے دلفریب حسن کو یوں فیس ٹو فیس اپنے سامنے دیکھ وہ کافی زیادہ متاثر ہوا تھا۔۔۔

"ہاہاہا تم بھی کم ہینڈسم نہیں ہو۔۔۔ پاکستان کی لڑکیاں مر مٹیں گی تم پر۔۔۔"

میرب اس کا ہاتھ تھامے گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔وہ اسے سیدھا حویلی لے جانا چاہتی تھی۔۔۔اسے پوری امید تھی کہ اس کے دادا اپنے بیٹے سے چاہے جتنا بھی ناراض سہی پر پوتے سے منہ نہیں پھیریں گے۔۔۔

صائم بھی یہی چاہتا تھا۔وہ اپنی زمین اور اپنے لوگوں سے محبت کرنے والا انسان تھا۔۔وہ اب میرب اور اپنے باقی خاندان والوں کے ساتھ اپنی آبائی حویلی میں ہی رہنا چاہتا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور نے دھڑکتے دل کے ساتھ یونیورسٹی کے گیٹ سب اندر قدم رکھا تھا۔۔وہ اتنے دنوں میں بھی کوشش کے باوجود اس شخص کا خیال تک اپنے دل سے نہیں نکال پائی تھی۔۔

وہ بس یہیں دعا کر رہی تھی کہ ارشیان نیازی اسے کہیں نہ دکھے۔۔وہ یہ یونیورسٹی چھوڑ چکا ہو۔۔

ورنہ وہ اپنے دل کو سنبھال نہیں پائے گی۔۔

شاہنور اپنے ہی دھیان میں چل رہی تھی۔۔جب اس کے قریب سے ایک گاڑی تیز رفتاری سے گزری تھی۔۔بنا دیکھے ہی وہ پہچان گئی تھی کہ یہ گاڑی کس کی تھی۔۔

شاہنور کے قدم اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے۔۔

کیونکہ وہ گاڑی کچھ فاصلے پر جا کر رکی تھی۔۔۔گاڑی سے برآمد ہوتے شخص کو دیکھ شاہنور کو اپنے سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

نیوی کلر کی شرٹ اور گرے پینٹ میں ملبوس وہ اپنے چھوٹے مضبوط سراپے کے ساتھ وہاں موجود تمام لوگوں کو اپنے شخصیت کی دلکشی سے مسمرائز کر گیا تھا۔۔۔

نفاست سے سیٹ کیے گئے بالوں کے ساتھ چمکتی روشن پیشانی اور کہنیوں سے زرا نیچے تک فولڈ کی گئی سلیوز سے جھانکتے مردانہ مضبوط بازو۔۔۔وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔۔

وہاں کھڑی کوئی لڑکی بھی اس پر سے نگاہیں نہیں ہٹا پائی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ اس کی لائف میں کچھ برا ہوا ہو۔۔

وہ بہت ہی ریلیکس اور پر سکون لگ رہا تھا۔۔۔

شاہنور راجپوت جو ہمیشہ اسے دیکھ کر اپنا آپ بھول جاتی تھی۔۔۔ آج اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔

ایک نظر اس ستمگر پر ڈالنے کے بعد اگلے ہی لمحے وہ اپنے نگاہیں پھیر گئی تھی۔۔

گاڑی سے اتر کر آگے بڑھتے ارشیان کی بھی اس پر نظر پڑی تھی۔۔۔وہ لمحے بھر کو رکا منجمند ہوا تھا۔۔

پنک لباس میں اپنے سر پر دوپٹہ جمائے مہرون رنگ کی شال کندھوں پر لپیٹے وہ پہلے سے بہت زیادہ کمزور لگی تھی۔۔۔ چہرا بھی مرجھایا ہوا تھا۔۔ آنکھوں کے رنگ جیسے کہیں گم ہو چکے تھے۔۔

گلابی گداز ہونٹ اپنی شادابی بھول چکے تھے۔۔

اور سب سے بڑی جو حیرت کی بات تھی۔۔ کہ آج وہ لڑکی اپنی دیوانہ وار نگاہوں سے اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

ہر بار جو لڑکی اسے دیکھ کر دنیا جہاں کو بھول جایا کرتی تھی۔۔۔ آج اس نے اس کی جانب دیکھا تک نہیں تھا۔۔

اس کے ساتھ اتنا ناروا سلوک کرنے کے بعد بھی ارشیان نیازی کو اس کی جانب سے اسی دیوانگی کی امید تھی۔۔ جس کی اسے اس لڑکی کی جانب سے محسوس کرنے کی عادت سی ہو چکی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ماضی

خرم کہنے کو تو ملازم کا بیٹا اور ایک غریب گھرانے کا تھا۔۔ مگر وہ دیکھنے میں بہت ہی زیادہ خوش شکل اور گڈلکنگ تھا۔۔۔ اس کے سامنے یہی شرط رکھی گئی تھی کہ وہ لوگ اس کی تعلیم کا سارا خرچ اٹھائیں گے۔۔ اسے بس ان کا کہا کام پوری ایمانداری کے ساتھ کرنا ہو گا۔۔

خرم کو اس سب بڑھ کر اور چاہیئے ہی کیا تھا۔۔ وہ تو تعلیم حاصل کر کے بڑا آدمی بننا چاہتا تھا۔۔۔ تاکہ اپنے ماں باپ کو پر آسائش زندگی دے سکے۔۔۔ وہ اپنے خوابوں کی دنیا میں اس قدر اندھا ہو چکا تھا اس وقت یہ یہ سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ وہ ان کے ساتھ کسی کو برباد کرنے کی ڈیل کر کے بھلا کونسی کامیابی پا لے گا۔۔

خرم کا داخلہ اسی یونیورسٹی میں کروایا گیا تھا جہاں امینہ نیازی پڑھ رہی تھی۔۔۔ امینہ کا بھی ابھی پہلا سال ہی تھا۔۔ اس لیے اتفاقاً وہ دونوں ایک

ہی کلاس میں آ گئے تھے۔۔ امینہ اپنے آپ میں رہنے والی بہت ہی سنجیدہ لڑکی تھی۔۔ وہ زیادہ کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔۔ اس کا وہاں کوئی خاص دوست نہیں تھا۔۔ خرم کو اس کا مقصد اچھے سے سمجھا کر بھیجا گیا تھا۔۔ اسے امینہ کو اپنی محبت میں پھنسا کر خانوں کی عزت پامال کرنے کی سازش کے تحت بھیجا گیا تھا۔۔

تا کہ خان کبھی دوبارہ اپنی کسی عورت کو باہر پڑھنے نہ بھیج سکیں۔۔

خرم کو پہلی نظر میں ہی وہ کم گو معصوم سی لڑکی بہت پسند آئی تھی۔۔ اسے لگا تھا کہ شاید خانوں کی لاڈلی بیٹی بہت ہی کوئی نک چڑی اور مغرور لڑکی ہو گی۔۔ لیکن امینہ تو بالکل ہی اس کی سوچ کے بر خلاف نکلی تھی۔۔

وہ ہمیشہ اکیلی ہی پائی جاتی تھی۔۔ خرم کتنے ہی دن اسے دور سے نوٹ کرتا رہا تھا۔ وہ اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے مالکوں کی جانب سے دیئے گئے کام کو بھی سرانجام دینے کے ارادے سے آیا تھا وہاں۔۔۔

اسے ان لوگوں کا احسان اتارنا تھا۔۔۔ اس بات سے انجان کے وہ یہ کھیل کھیلتے اپنی زندگی سے ہی کھیل جائے گا۔۔

آخر کار بہت دنوں کے انتظار کے بعد خرم کو امینہ سے بات کرنے کا موقع مل ہی گیا تھا۔۔۔

امینہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ بہت اہم اسائمنٹ سبمنٹ کروانے کے لیے یونی بھی نہیں آپائی تھی۔۔ اس کی اسائمنٹ پوری طرح سے کمپلیٹ بھی نہیں تھی۔۔۔ اسے لگا تھا اتنی محنت کے باوجود وہ فیل ہو جائے گی۔۔

بعد میں بھی وہ کافی پریشان رہی تھی۔۔ مگر رزلٹ آنے پر وہ حیرت سے دھنگ رہ گئی تھی جب اس کے اسی سبجیکٹ میں سب سے زیادہ نمبر آئے تھے۔۔ اسے تب کلاس فیلوز سے پتا چلا تھا کہ خرم نے اس کی اسائنمنٹ بنا کر سبمنٹ کروائی تھی۔۔

امینہ جو پہلے ہی خرم کی سنجیدہ شخصیت سے کافی مرعوب تھی۔۔ اس شخص کی یوں خاموشی سے کی جانے والی اس مہربانی نے امینہ کے دل میں اس کے لیے ایک خاص جگہ پیدا کر دی تھی۔۔۔

وہ خرم کا شکریہ ادا کرنے بھی گئی تھی تو خرم نگاہیں جھکائے بہت ہی عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا تھا اس سے۔۔۔ اس نے ایک بار بھی نگاہیں اٹھا کر امینہ کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

امینہ کو اس شخص کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں اٹریکٹ کرنے لگی تھیں۔۔

وہ اکثر اسے چھپ چھپ کے دیکھنے لگی تھی۔۔ کئی بار ڈرائیور نہ آنے پر وہ اکیلی ویٹ کرتی رہ جاتی تھی۔۔ جب اسے خرم اس کی خاطر وہیں ارد گرد موجود نظر آتا تھا۔۔ جیسے بنا کہے اس کی حفاظت کر رہا ہو۔۔ امینہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی طرف سے کچھ ہے۔۔ جیسا وہ اپنے دل میں خرم کے لیے فیل کر رہی تھی۔۔ خرم کی طرف سے بھی ویسا ہی کچھ تھا۔۔ اور بہت جلد اسے یہ بات واضح بھی ہو گئی تھی۔۔

جب ایک دن اچانک ہی کہیں سے آ کر خرم نے اس کے سامنے اپنے دل کا حال بیان کر دیا تھا۔۔ امینہ کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔۔ وہ جس شخص سے محبت کرنے لگی تھی۔۔ وہ بھی اس سے محبت کرتا تھا۔۔ یہ احساس بہت ہی زیادہ خوش کن تھا۔۔۔

خرم جو وہاں اپنے مالکوں کے اشاروں پر چلنے آیا تھا۔۔اس کا دل کب امینہ کی سچی محبت سے بھر گیا تھا اسے اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔۔وہ جو محبت کا کھیل کھیلنے آیا تھا محبت اسی کے ساتھ کھیل کھیل گئی تھی۔۔۔

اسے امینہ سے بے پناہ محبت گئی تھی۔۔مگر اس کے مالک کا قدر سفاک لوگ تھے۔۔وہ یہ بات بہت اچھی طرح سے جانتا تھا۔۔اگر وہ ان لوگوں کے سامنے بول دیتا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا تو ان لوگوں نے اس کے ماں باپ کو مار دینا تھا۔۔

وہ امینہ کو چاہ کر بھی کچھ نہیں بتا پایا تھا۔۔۔اسے ڈر تھا کہ کہیں امینہ اس سے خفا نہ ہو جائے۔۔۔اسے غلط سمجھ کر اسے چھوڑ نہ جائے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کہاں تھے تم؟؟"

نویرہ اسے اندرونی حصے سے آتے دیکھ گھبرا کر اس کے قریب آئی تھی۔۔

اسے لگا تھا وہ چلا گیا ہے۔۔۔وہ ملازمہ کو بلا کر پوچھنے ہی والی تھی۔۔۔

مگر فیروز کو لال آنکھوں کے ساتھ قریب آتا دیکھ نویرہ پریشان ہوئی تھی۔۔وہ سمجھ گئی تھی کہ فیروز حانم کو دیکھ چکا ہے۔۔وہ خود حانم کے حویلی میں ہونے سے لاعلم تھی۔۔اسے صبح ہی پتا چلا تھا۔۔۔

"تو آپ دونوں میاں بیوی نے اس لڑکی کو یہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔۔جسے میں پاگلوں کی طرح ہر جگہ ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔۔"

فیروز کا غصے سے برا حال تھا۔۔

"تمہیں اندر نہیں جانا چاہیے تھا۔اگر سلطان کو پتا چلا تو وہ بہت غصہ کریں گے۔۔۔"

نویرہ گھبرائی تھی۔۔۔وہ ان لوگوں کے بیچ مزید زرا سا اختلاف بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

"آپ کو اپنے شوہر کے غصے کی بھی پرواہ ہے مگر میں جو خوار ہوتا رہا اس کا کیا۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں اس ڈرامے باز لڑکی کو۔۔"

فیروز اسے یوں پر سکون کھکھلاتا دیکھ مٹھیاں بھینچے دانت پیستے بولا تھا۔۔

"فیروز۔۔۔ایک تو میں تم تینوں کے غصے سے بہت تنگ ہوں۔۔ کبھی تو اسے کنٹرول کر لیا کرو۔۔۔حانم بہت اچھی لڑکی ہے۔۔ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔"

نویرہ حانم اور فیروز کے نکاح سے واقف نہیں تھی۔ مگر اتنا ضرور جانتی تھی کہ ان دونوں کی بالکل نہیں بنتی تھی۔۔

"جی غلط فہمی تو بہت زیادہ ہوئی ہے۔۔ مگر آپ کے شوہر کی اس لاڈلی کا دماغ آج ٹھکانے لگا کر تو ضرور جاؤں گا۔۔ اپنا خیال رکھیئے گا۔۔ خدا حافظ۔۔۔"

فیروز نویرہ کے ماتھے پر بوسہ دیتا باہر جانے کے بجائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کے آدمی اس کی گاڑی گیٹ سے ہٹا چکے تھے۔۔ باہر کھڑے چوکیدار اور گارڈز کی نظروں میں وہ حویلی سے واپس جا چکا تھا۔۔۔

"فیروز۔۔۔"

نویرہ حیرت سے لب واں کیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس نے روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر فیروز نیازی اب سننے والا نہیں تھا۔۔۔

"فکر مت کیجیے گا۔۔۔ آپ کے شوہر کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔۔"

فیروز جانتا تھا نویرہ کس وجہ سے پریشان ہے۔۔اس لیے اسے پر سکون رہنے کی ہدایت کرتا وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

حانم فون پر بات کرتی کمرے میں بچھی دبیز کارپٹ پر ٹہل رہی تھی۔۔وہ عبید سے بات کر رہی تھی۔۔

جب اچانک کمرے کی لائٹس آف ہوئی تھیں۔۔۔

حانم اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔اس کے روم کے پردے گرے ہوئے تھے۔۔اس لیے ہر طرف گھپ اندھیرے چھا گیا تھا۔۔

حانم نے موبائل کی ٹارچ آن کرنا چاہی تھی۔۔جب کسی نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر اسے آف کرتے دور اچھال دیا تھا۔۔۔

روم میں کسی کی موجودگی کے احساس سے ہی حانم کی سانسیں رکی تھیں۔۔۔

اس حویلی میں کوئی مرد ایسے نہیں آسکتا تھا۔۔۔سلطان شاہ کی دہشت کے آگے سب تھر تھر کانپتے تھے۔۔۔مگر ابھی جو جارحانہ لمس اسے محسوس ہوا تھا۔۔۔اسے شدید سے فیروز خان نیازی کا خیال آن گزرا تھا۔۔

جو سلطان شاہ کی دہشت سے نہ تو خوفزدہ ہوتا تھا اور نہ ہی اس شخص نے ڈرنا سیکھا تھا۔۔۔

"کون۔۔۔؟؟"

حانم الٹے قدموں پیچھے جا رہی تھی۔۔۔جب اسے کی پشت کسی کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے اسے اپنی کمر پر مضبوط ہتھیلی سرکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

آج شاہنور راجپوت نے ارشیان خان نیازی کی جانب دیکھا تک نہیں تھا۔۔

اس کے ساتھ اتنا ناروا سلوک کرنے کے بعد بھی ارشیان نیازی کو اس کی جانب سے اسی دیوانگی کی امید تھی۔۔ جس کی اسے اس لڑکی کی جانب سے محسوس کرنے کی عادت سی ہو چکی تھی۔۔۔

مگر شاہنور اسے صاف نظر انداز کرتی اس کے پاس سے ہوتی آگے بڑھ گئی تھی۔۔ وہ اس کے پاس سے ایسے گزری تھی جیسے اسے جانتی تک نہ ہو۔۔ ارشیان نیازی نے بھی اس کی جانب سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔ مگر اندر کہیں شاہنور کا یوں نظر انداز کرنا اسے بہت زیادہ کھٹکا تھا۔۔

دل میں ایک عجیب سی بے چینی سرایت کر گئی تھی۔۔

شرافت ایک جانب خاموشی سے کھڑا بدلتے مناظر دیکھ رہا تھا۔۔ آج شاہنور راجپوت نے ارشیان خان نیازی کو نظر انداز کیا تھا۔۔ جو بات وہ انا پرست شخص برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔ اس کی کنپٹی کی ابھری رگ اسے کے اندرونے انتشار کا پتا دے گئ تھی۔۔

"شاہنور تم لیکچر نہیں لینا کیا۔۔۔ ٹائم ہو گیا ہے۔۔"

شاہنور کی دوست اسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ بولی تھی۔۔۔ دو تین منٹ رہ گئے تھے کلاس شروع ہونے میں۔۔ مگر شاہنور کو جب سے پتا چلا تھا کہ یہ کلاس ارشیان نیازی کے ساتھ ہے۔۔ وہ تب سے اضطراری کیفیت میں مبتلا ہو چکی تھی۔۔

اس کی پہلے ہی اتنی چھٹیاں ہو چکی تھیں۔۔وہ یہ کلاس مس بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔مگر ارشیان نیازی کی کلاس میں جا کر اسے فیس کرنا شاہنور کے لیے مرنے کے مترادف تھا۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اتنی بڑی وراثت کا مالک شخص۔۔شیرہ کوٹ کا ہونے والا سرپنچ یہاں اس یونیورسٹی میں جاب کیوں کر رہا تھا۔۔

اس میں ہمت نہیں تھی اس شخص کا سامنا کرنے کی۔۔اس لیے اس نے کلاس میں نہ جانے کس فیصلہ کیا تھا۔۔چاہے وہ اس سبجیکٹ میں فیل ہی کیوں نہ ہو جائے۔۔۔

اس کی دوست شاہنور کے کلاس نہ لینے پر حیران ہوتی وہاں سے چل دی تھی۔۔آج تک شاہنور نے کبھی کوئی کلاس مس نہیں کی تھی۔۔وہ ہر سمسٹر کی ٹاپر رہی تھی۔۔مگر اس بار ایسے کوئی چانس نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔

ارشیان نیازی نے ایک طائرانہ نگاہ پوری کلاس میں دوڑائی تھی۔۔شاہنور کو نہ پاکراس کے نقوش مزید تن گئے تھے۔۔

جس انسان کے انداز میں ہمیشہ آپ نے اپنے لیے دیوانگی اور والہانہ پن دیکھا ہو اسی شخص کا اچانک سے آپ کو یوں غیر اہم قرار دے دینا۔۔ برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔۔

ارشیان نیازی کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔۔

کبھی اپنے باپ تک کے رویے کی بھی پرواہ نہ کرنے والا آج اس چھوٹی سی لڑکی کی بے رخی پر جل رہا تھا۔۔جسے اس نے اتنے سارے لوگوں کے سامنے ذلیل کر کے اپنی حویلی سے نکالا تھا۔۔جو اب اس کے نکاح میں تھی۔۔

اس خیال کے آتے ہی ارشیان نیازی کی آنکھیں جل اٹھی تھیں۔۔وہ کلاس وہیں ادھوری چھوڑ تا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔اگر شاہنور کو خبر ہو جاتی کے اس کے زرا سے اگنور کرنے پر ارشیان نیازی جیسے مغرور اور گھمنڈی انسان کی کیا حالت ہو رہی تھی۔۔تو وہ خوشی سے پاگل ہو اٹھتی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سر احمد آباد جو ہماری پارٹی کا گڑھ مانا جاتا ہے۔۔وہاں اچانک سے ایم جے پی پارٹی کی مقبولیت کا بڑھ جانا ہماری پارٹی کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔۔الیکشنز میں بہت کم وقت بچا ہے۔۔ہمیں اپنی پارٹی کو ہر طرح کے سکینڈلز سے محفوظ رکھنا ہو گا۔۔سب سے زیادہ مخالفین ہمارے ہی ہیں۔۔اس بار الیکشنز میں ہمیں بہت ٹف ٹائم مل سکتا ہے۔۔۔"

زاراب نیازی اپنی پارٹی کے اہم لیڈران کے ساتھ میٹنگ کر رہا تھا۔۔ جب اس کی پارٹی کے نائب صدر قیوم صاحب نے اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا۔۔۔

وہ ان کے بہت ہی ایماندار اور پرانے ساتھی تھے۔۔ جن پر زاراب آنکھ بند کر کے بھروسہ کر سکتا تھا۔۔

ایم جے پی پارٹی اتحاد لیگ پارٹی کے بعد تیسرے نمبر پر تھی۔۔ ان دونوں پارٹیز کی مقبولیت بھی بہت زیادہ تھی۔۔ مگر ابھی تک زاراب نیازی کی سیاسی جماعت سب سے آگے تھی۔۔ اسے ابھی تک کوئی ٹکر نہیں دے پایا تھا۔۔

مگر زاراب نیازی کے دشمن بھی اتنے ہی زیادہ تھے۔۔۔اس کے مخالفین اس سے اتنی نفرت اور حسد کرتے تھے کہ اگر اسے ہرانے کے لیے ان سب کو ہاتھ ملانا پڑتا تو وہ ایسا بھی کر گزرتے۔۔۔

وہ زاراب جو پھنسانے کے لیے جھوٹی سچی خبریں ملا کر اس کی پارٹی کو بدنام کر رہے تھے۔۔۔

"ایم جے پی پارٹی کو تو اب راجپوت خاندان کی سپورٹ بھی حاصل ہے۔۔ یہ آگے تو جائیں گے ہی سہی۔۔۔"

نزمین قریشی نے بھی اسی وقت انہیں جوائن کیا تھا۔وہ اب کافی حد تک صحت یاب ہو چکی تھی۔۔۔

"کیا مطلب اس بات کا۔۔۔؟؟راجپوت تو گیلانی کے سپورٹ میں تھے

نا۔۔۔"

یہ سوال عباس صاحب کی جانب سے آیا تھا۔۔زاراب اس دوران خاموش ہی رہا تھا۔۔نرمین اسی کی جانب سے سوال کی منتظر تھی۔۔ مگر اسے انٹرسٹ نہ لیتا دیکھ وہ خود ہی گویا ہوئی تھی۔۔

"حسین راجپوت کا پوتا صائم راجپوت پاکستان آچکا ہے۔۔۔جو ایم جے پی کے چیئرمین دانیال حسن کے بیٹھے بہروز حسن کا قریبی دوست ہے۔۔ دونوں نے ایک ساتھ لندن سے سیاست کی تعلیم حاصل کی ہے۔۔اور اب دونوں نے ایک ساتھ ایم جے پی سے ہی اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کیا ہے۔۔ جس میں صائم راجپوت نے خاص طور پر اپنی کزن میرب راجپوت کو بھی شمولیت دلوائی ہے۔۔۔وہ سب اب مل کر ہمارے خلاف کام کریں

گے۔۔۔میرے خفیہ ذرائع کے مطابق میرب راجپوت اور صائم راجپوت میں گہرے مراسم لگتے ہیں۔۔میرا مطلب بہت گہرے دوست ہیں وہ۔۔۔"

نزمین قریشی کی نگاہیں پوراوقت زاراب نیازی کے اوپر ٹکی رہی تھیں۔۔۔وہ میرب کے حوالے سے اس کے تاثرات جاننا چاہتی تھی۔۔مگر زاراب کا چہرا بھی اس پورے وقت میں بالکل سردوسپاٹ رہا تھا۔۔۔

اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔۔جو بات نزمین کو کھٹکنے لگی تھی۔۔۔ زاراب نیازی میرب راجپوت کے حوالے سے کوئی ری ایکشن نہ دے یہ پاسبل نہیں تھا۔۔

"دوسری پارٹیز میں کیا چل رہا ہے۔۔۔اس بات پر غور کرنے کے بجائے ہم اگر اپنی جماعت کے خلا کو پر کر کے اس پر محنت کریں تو یقیناً کامیاب رہیں گے۔۔۔"

زاراب نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں بولتا نزمین کو مزید حیران کر گیا تھا۔۔اس کی بات پر نزمین فوراً الرٹ ہوئی تھی۔۔۔

"کون۔۔۔؟؟"

حانم الٹے قدموں پیچھے جا رہی تھی۔۔۔جب اس کی پشت کسی کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے اسے اپنی کمر پر مضبوط ہتھیلی سرکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس نے شیفون کا نہایت ہی باریک ٹاپ پہن رکھا تھا۔۔۔ جس میں سے اسے مقابل کے ہاتھ کا پر حرارت لمس محسوس ہوتا اس کی سانسیں بڑھا گیا تھا۔۔۔

وہ بہت اچھا ڈیفینس کرنا جانتی تھی۔۔ مگر اس لمحے وہ اسی شاک میں گھری کھڑی تھی کہ بھلا سلطان شاہ کی حویلی میں اس کے روم تک آنے کی جرأت کوئی کیسے کر سکتا تھا۔۔

وہ دھیرے دھیرے اس کی کمر کو چھو رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے ہونٹ حانم کی گردن کو جھلسا رہے تھے۔۔۔ وہ اس کے بالوں کی آبشار کو گردن سے سمیٹ کر کندھے پر ڈال چکا تھا۔۔۔

یہ پر تپش لمس، چھونے کا جارحانہ انداز، بوجھل سانسوں کا زیر و بم اور سب پر بھاری پڑتی سحر طاری کرتی مہک۔۔ وہ بھلا کیسے نہ پہچان پاتی۔۔

اسے یہ قربت کا جان لیوا احساس صرف ایک انسان ہی بخش سکتا تھا۔۔

"چھ چھوڑو مجھے۔۔۔"

حانم نے اپنی پوری قوت صرف کرتے اسے خود سے جدا کرنا چاہا تھا۔۔ حانم کی پشت اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔ وہ اب اپنا ایک بازو اس کے پیٹ پر سے لپیٹتا اسے اپنے ساتھ بھینچ گیا تھا۔۔

حانم کی پوری کوششیں ناکام جا رہی تھیں۔۔ وہ اس سے زرا سا بھی فاصلہ برقرار نہیں رکھ پا رہی تھی۔۔ اس شخص کے لمس سے اب اسے اپنی گردن پر جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ ورزشی جسامت کا مالک پولیس والا اسے پوری طرح بے بس کر چکا تھا۔۔۔

وہ اس کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی۔۔

"فیروز نیازی لیومی۔۔۔"

اب کی بار حانم کے ہونٹوں سے اس کا نام نکلا تھا۔۔۔

لمحے بھر کو فیروز ساکت ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے پہچان گئی تھی۔۔۔ شدید غصے میں ہونے کے باوجود اس کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔

جو ابھی بھی حانم کی گردن پر ٹکے اسے پوری طرح سے لال کر گئے تھے۔۔۔

"مجھے اتنے اچھے سے پہچانتی ہو تم۔۔۔"

وہ اس کی گردن میں بازو ڈال کر اس پر اپنا دباؤ بڑھا گیا تھا۔۔

جبکہ حانم کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔۔۔

"میری سانس گھٹ جائے گی۔۔۔"

حانم نے اس کے بازو کو اپنی گردن سے ہٹانا چاہا تھا۔۔۔

"مارنے ہی تو آیا ہوں تمہیں یہاں۔۔۔"

فیروز نے چہرا آگے کرتے اس کے چہرے کو چھوا تھا۔۔ حانم اس وقت دوہرے عذاب کا شکار ہوئی تھی۔۔۔ یہ شخص اس سے کس بات کا بدلہ نکال رہا تھا وہ بہت اچھے سب جانتی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔۔"

وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔اسے سانس نہیں آرہی تھی۔۔۔ مگر اس شخص کو رحم نہیں آیا تھا۔۔۔وہ بری طرح کھانس رہی تھی۔۔اسے لگ رہا تھا کسی بھی لمحے اس کی سانس نکل جائے گی۔۔

"میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیوں کیا۔۔۔؟؟"

فیروز اس کی حالت دیکھتا اسے اپنے شکنجے سے آزاد کر گیا تھا۔۔

حانم لڑکھڑاتی پیچھے پڑے صوفے پر جا گری تھی۔۔۔

وہ مسلسل کھانس رہی تھی۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔۔۔

فیروز نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کا اپنے ہاتھوں سے ہی بگڑا حلیہ دیکھ بے اختیار اسے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلنا پڑا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ماضی

خرم نے امینہ کو اپنے بارے میں صرف یہی بتایا تھا کہ وہ اس کے معیار سے بہت نیچے تھا۔۔ ان کی ذات میں بہت زیادہ فرق تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے امینہ کے گھر والے کبھی اس شادی کے لیے ماننے والے نہیں تھے۔۔۔

مگر وہ دونوں ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔۔ ان کے لیے جدا ہونا ممکن نہیں تھا۔۔ مگر امینہ اپنے گھر والوں کا اعتبار بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی۔۔ وہ بہت بڑی طرح پھنس چکے تھے۔۔۔ گیلانی اور راجپوت یہی سمجھ رہے تھے کہ خرم ان کے پلان کے مطابق چل رہا ہے۔۔ وہ خرم سے امینہ کی نازیبا تصاویر کی ڈیمانڈ کرنے لگے تھے۔۔ خرم اگر انہیں صاف انکار کر دیتا تو اس کے گھر والوں کو جان سے مار دیا جاتا۔۔

خرم کو اب محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کتنی بڑی دلدل میں پھنس چکا ہے۔۔۔وہ مر کے بھی امینہ کو بدنام کرنے کے بارے میں نہیں سوچ سکتا تھا۔۔

خان حویلی والوں تک امینہ کے حوالے سے کچھ نہ کچھ خبریں پہنچنے لگی تھیں۔۔۔امینہ اپنے گھر بھر کی چہیتی لڑکی تھی۔۔وہ اپنے تینوں بھائیوں کی لاڈلی تھی۔۔۔ذاکر نیازی کی تو جان بستی تھی امینہ میں۔۔وہ ہر ہفتے امینہ سے ملنے شہر جاتا تھا۔۔۔مگر ان لوگوں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ ان کی بہن کسی اور کی محبت کے آگے ان کی محبت اور عزت کی بھی پرواہ نہیں کرے گی۔۔

امینہ کی منگنی بچپن سے ہی یعقوب نیازی کے بھتیجے اور سلطان شاہ کے بڑے بھائی احمر شاہ سے ہو چکی تھی۔۔احمر شاہ امینہ سے بہت محبت کرتا تھا۔۔مگر امینہ نے کبھی اس کی کسی بات کا رسپانس نہیں دیا تھا۔۔اسے احمر شاہ کا سخت

مزاج پسند نہیں تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ ہر بار اس رشتے سے انکاری ہی رہی تھی۔۔۔

امینہ کے بارے میں جو باتیں پتا چل رہی تھیں۔۔وہ سن کر احمر نے یعقوب نیازی سے شادی کی بات کی تھی۔۔ مگر یعقوب نیازی اپنی بیٹی کے خلاف ایسی کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں تھے۔۔انہوں نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔

وہ امینہ کی تعلیم مکمل ہونے کے انتظار میں تھے۔۔یعقوب نیازی کا یہ رویہ احمر کو ان سے شدید بد ظن کر گیا تھا۔۔۔

امینہ نے حالات کو دیکھتے ہوئے خرم کے کہنے پر اس سے نکاح کر لیا تھا۔۔۔

جس بات کی خبر ان کے چند دوستوں کے سوا کسی کو نہیں تھی۔۔ امینہ بہت زیادہ خوفزدہ تھی۔۔

مگر اسے یہ امید تھی کہ جب وہ بعد میں تحمل سے اپنے گھر والوں کو ساری بات بتائے گی تو وہ مان جائیں گے۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ان کے دشمن ان کے خلاف کیا سازش کیے بیٹھے تھے۔۔۔

خرم پر پریشر بڑھ رہا تھا۔۔۔ اس کے والدین کو قید کر دیا گیا تھا۔۔ وہ اس سے امینہ کو رسوا کرنے کی ڈیمانڈ کر رہے تھے۔۔ خرم ان دنوں بہت زیادہ

پریشان تھا۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ یہ لوگ اسے زیادہ وقت زندہ نہیں رہنے دیں گے۔۔کیونکہ وہ ان کی بات ماننے والا نہیں تھا۔۔۔

خرم امینہ کو لیے ایک ہفتے کے لیے کراچی آگیا تھا۔۔۔امینہ نے گھر والوں کو یہی بتایا تھا کہ اسے یونیورسٹی کی طرف سے سٹڈی ٹور پر جانا تھا۔۔۔وہ ایک ہفتہ ان دونوں کی زندگی کا سب سے خوشگوار اور حسین دور رہا تھا۔۔۔امینہ کو ہمیشہ سے خرم جیسے انسان کی چاہ رہی تھی۔۔۔اسے احمر کا دھونس جماتا انداز بہت برا لگتا تھا۔۔۔

ایک ہفتے بعد جب وہ واپس لوٹے تھے تو دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ ان پر کتنی بڑی قیامت ٹوٹنے والی ہے۔۔ان کی زندگی کا سب سے بدترین دور شروع ہونے والا تھا۔۔۔

خرم کے والدین کو مار دیا گیا تھا۔۔۔یہ خبر سنتے ہی خرم گاؤں بھاگا تھا۔۔

جہاں ان ظالموں نے اسے بھی قید کر لیا تھا۔۔۔

خرم اس بات سے ہمیشہ سے انجان رہا تھا کہ راجپوت اور گیلانی اس کی نگرانی شروع سے کروا رہے تھے۔۔اس کے اور امینہ کی نجانے کتنی تصویریں بنوائی گئی تھیں۔۔

جو ساری نہ صرف خان حویلی بلکہ پورے گاؤں میں پھیلا دی گئی تھیں۔۔۔

امینہ کو فوری طور پر گاؤں لایا گیا تھا۔۔اس کے بابا اور بھائی اپنا اعتبار ٹوٹنے اور بیٹی کی جانب سے ملنے والے اتنے بڑے دھوکے پر صدمے میں آ چکے تھے۔۔۔۔

وہ گاؤں میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں بچے تھے۔۔یعقوب نیازی کا شملہ داغدار ہو چکا تھا۔۔اپنے باپ کے کہے پر انہوں نے اپنی خواتین کو بھی برابر مقام دینے کے لیے جو عہد کیا تھا۔اس میں اب وہ کمزور پڑنے لگے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ فیروز کی وجہ سے کافی زیادہ فکر مند تھی۔۔۔وہ بہت غصے میں حانم کے کمرے میں گیا تھا۔۔اگر سلطان کو اس بارے میں زرا سی بھنک بھی پڑ جاتی تو اس نے خون خرابہ کھڑا کر دینا تھا۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت غصے والا تھا۔۔اب تو اس کا مزاج مزید تیز ہو چکا تھا۔۔۔

نویرہ کمرے میں ہی چکر کاٹ رہی تھی۔۔جب اسے سلطان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا۔۔۔

"اوہ میرے خدایا! اب کیا ہو گا۔۔۔"

نویرہ کے خوف میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔ اگر سلطان اور فیروز آمنے سامنے آجاتے تو ان دونوں کو سنبھالنا ناممکن تھا۔۔

وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔ جب سلطان کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ فون پر بات کرتا مصروف سے انداز میں اندر آیا تھا۔۔

نویرہ ایک جانب کھڑی خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ نویرہ کو اپنے کمرے میں کھڑے دیکھ وہ حیران ضرور ہوا تھا۔۔ مگر اس نے ظاہر نہیں کیا تھا۔۔۔

یہ لڑکی جب سے یہاں آئی تھی اس نے مہرون رنگ کے لباس ہی زیب تن کیے تھے۔۔۔ جیسے اس کے علاوہ کوئی اور رنگ دنیا میں ہو ہی نہ۔۔۔

اس وقت بھی وہ مہرون رنگ کی لانگ شرٹ اور چوڑی دار پاجامہ پہنے بالوں کی چٹیا کے بل ڈال کر کمر پر ڈالے دوپٹے کو دونوں کندھوں پر پھیلائے ایک دم مشرقی اطوار میں اسے سیدھی اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

وہ صوفے پر بیٹھا اپنے شوز اتارتا سیدھا ہوا تھا۔۔۔جب نویرہ ہاتھ میں پانی کا گلاس اٹھائے اس کے قریب آئی تھی۔۔۔سلطان اس کے ہاتھ سے گلاس تھامتا ایک ہی سانس میں پورا گلاس ختم کر گیا تھا۔۔

آج اس کی بیوی کسی اور موڈ میں ہی لگی تھی اسے۔۔اس لیے وہ بات پوری کیے بغیر فون بند کرتا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"اپنے خاندان کو مجھ سے چھٹکارا دلوانے کے لیے اس میں زہر ڈال کر تو نہیں پلا دی۔۔۔"

سلطان خالی گلاس اسے پکڑاتا صوفے کی پشت سے سر ٹکاتا اسے تکے گیا تھا۔۔نویرہ پیچھے مڑ کر گلاس ٹیبل پر رکھنے کے لیے جھکی تھی۔۔جس کی وجہ سے اس کی ناگن چٹیا اس کے نازک کمر سے پھسل کر ایک جانب گری تھی۔۔۔

سلطان کو یہ منظر دیکھ کمرے میں آکسیجن کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔ماتھے پر پسینہ نمودار ہوا تھا۔۔باس نے جلدی سے ریموٹ اٹھا کر اے سی کی کولنگ بڑھا دی تھی۔۔اس کی اس حرکت پر نویرہ نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

متوقع تباہی کو روکنے کے لیے اسے جو کرنا پڑتا وہ کرتی۔۔وہ کسی قیمت پر اپنے شوہر اور بھتیجے کو ایک دوسرے کی جان کا دشمن بنتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

جتنے بھی اختلافات سہی مگر یہ شخص اب بھی اس کی محبت تھا۔۔۔وہ اتنا تو کر ہی سکتی تھی۔۔

"ایک ہی سانس میں پورا پانی پی گئے۔۔اگر واقعی اس میں زہر ہوا تو۔۔۔"

نویرہ نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اسے اس لمحے بہت تھکا تھکا سا لگا تھا۔۔نجانے کب اس کے دل سے یہ نفرت کا زہر نکلنے والا تھا۔۔سیاہ لباس میں اس کی شخصیت مزید نمایاں اور وجیہہ لگتی تھی۔۔

"تو تمہیں بھی اپنے ساتھ لے کر مروں گا۔۔۔"

سلطان اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے اوپر گراتے بولا تھا۔۔وہ یہ سب کس لیے کر رہی تھی سلطان سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔مگر اس لڑکی کی یہ کمال اداکاری

اس کے دل پر بجلیاں ضرور گرا گئی تھی۔۔۔نویرہ سیدھی اس کے سینے پر آن گری تھی۔۔

"کیا مطلب۔۔۔"

سلطان کی پراسرار مسکراہٹ اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر گئی تھی۔۔اوپر سے یہ اس قدر نزدیکی۔۔۔نویرہ نے اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔نویرہ نے اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا تھا۔۔

جب سلطان اس کی چڑیا کو اپنی مٹھیاں میں لیتا اس کے ہونٹوں پر جھکتا اسے اپنی بات کا مطلب سمجھا گیا تھا۔۔

وہ دھیرے دھیرے اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلتا نویرہ کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

صائم کے آنے سے میرب کی تنہائی اور اداسی ختم ہو چکی تھی۔۔انہیں ڈر تھا کہ حسین راجپوت صائم کو قبول نہیں کریں گے۔۔ مگر اپنے پوتے کی صورت دیکھ وہ اسے خود سے دور نہیں رکھ پائے تھے۔۔

جو ہو بہو ان کی کاپی تھا۔۔صائم حویلی میں سب کو بہت زیادہ پسند آیا تھا۔۔ اس میں راجپوت خاندان کے مردوں جیسی بلاوجہ کی اکڑ نہیں تھی۔۔۔وہ گھر کی سب خواتین سے بہت عزت و محبت سے ملا تھا۔۔۔اتنا وقت اپنے سے دور رہنے کی وجہ سے اسے اپنے لوگوں اور زمین سے بہت پیار تھا۔۔۔

وہ میرب کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔۔سوائے زاراب نیازی سے نکاح کے۔۔۔وہ یہ بھی جانتا تھا کہ میرب زاراب سے کس قدر محبت کرتی تھی۔۔۔اور وہ شخص میرب کی کتنی بار ٹھکرا چکا تھا۔۔

اس کا یہاں آنے کا سب سے اہم مقصد میرب کے چہرے پر مسکراہٹ لانی تھی۔۔ جو اس جیسا دوست ملنے کی وجہ سے میرب کے چہرے پر آچکی تھی۔۔ مگر آنکھوں کی اداسی ابھی بھی ہنوز تھی۔۔ جس کا واحد علاج زاراب نیازی ہی تھا۔۔ مگر صائم راجپوت اب اس اداسی کو بھی ختم کرنے کا پورا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"تم بہت خاص ہو میرب۔۔۔ اپنی اہمیت کو پہچانو۔۔۔ تم اس قابل بالکل بھی نہیں ہو کہ تمہیں ٹھکرایا جاسکے۔۔۔"

صائم نے زاراب کے ذکر پر میرب کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ کہا تھا۔۔ جس پر میرب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ بہتی آنکھوں اور مسکراتے لبوں کا یہ دھوپ چھاؤں جیسا حسین منظر صائم کے دل کی دنیا لوٹ کر لے گیا تھا۔۔۔

"میں جانتی ہوں۔۔ میں بہت خاص ہوں۔۔ تبھی تو تم جیسا اچھا دوست ملا ہے مجھے۔۔۔"

وہ دونوں اس وقت ایک ریسٹورنٹ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ جب اسی لمحے میرب کو لگا تھا جیسے اسے کوئی مسلسل دیکھ رہا ہے۔۔۔۔

اس نے ویسے ہی نگاہیں دوڑا کر دیکھا تھا۔۔ جب ایک ٹیبل چھوڑ کر اگلے ٹیبل پر اسے کوئی شخص بیٹھا نظر آیا تھا۔۔ جس کے چہرے پر ماسک اور آنکھوں پر سیاہ گوگلز تھے۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے آگے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔۔۔ وہ ٹھیک سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔

مگر میرب اس کی ایک جھلک سے کی پہچان گئی تھی کہ یہ شخص کون تھا۔۔۔

اس نے فوراً سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

صائم نے فوراً اس کے بدلتے تاثرات نوٹ کیے تھے۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔"

میرب اس کی جانب دیکھتی مسکرادی تھی۔۔۔اسے اب بھی اپنے چہرے پر اس شخص کی نگاہوں کی تپش محسوس ہورہی تھی۔۔

میرب نے چاروں جانب دیکھا تھا۔۔دور دور تک کوئی سیکورٹی نہیں تھی۔۔ وہ ایک بہت بڑا سیاسی لیڈر تھا۔۔جس کا بنا سیکیورٹی کے اس طرح پایا جانا اس کے لیے خطرناک ہوسکتا تھا۔۔۔

یہ شخص ایسا کیوں کر رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔مگر میرب راجپوت ایک بار پھر اس شخص کے چکر میں ہر شے بھلاتی اس کی فکر میں ہلکان ہونے لگی

تھی۔۔اس کے دشمنوں کی تعداد کم نہیں تھی۔۔۔پھر بھی اس شخص کی یہ لاپرواہی۔۔میرب اندر ہی اندر بے چین ہو رہی تھی۔۔

مگر اس نے اپنے فیس پر ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔بظاہر وہ لاپرواہ بنی بیٹھی تھی۔۔ مگر اس کا پورا دھیان اس سنگدل کی جانب ہی تھا۔۔

"نوفل گیلانی کو یونیورسٹی سے نکال دیا گیا ہے۔۔؟ اتنی بڑی پہنچ رکھنے والے سٹوڈنٹ کو نکلوانے والا بھی کوئی تگڑا انسان ہی ہو گا۔۔۔"

ایمان کے پاس یونیورسٹی کی تمام خبروں کا سٹاک موجود ہوتا تھا۔۔جبکہ اس کمینے انسان کا نام سنتے شاہنور کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔جس انسان نے اس کی زندگی خراب کر کے رکھ دی تھی۔۔۔

"تم پڑھ بھی لیا کرو۔۔۔ ہر وقت ادھر ادھر کی باتوں میں دھیان رہتا ہے تمہارا۔۔۔"

ان کے نیکسٹ لیکچر میں ایک گھنٹے کا گیپ تھا۔۔۔ اس لیے وہ دونوں باہر گھاس پر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ جب ایمان شاہنور کو گم صُم بیٹھے دیکھ اپنی ہانکنے لگی تھی۔۔

"ابھی ایک بہت اہم نیوز تو دی ہی نہیں تمہیں میں نے۔۔۔"

اچانک سے یاد آنے پر ایمان ایکسائٹڈ ہوتی اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔۔

"کیسی نیوز۔۔۔؟؟"

انگلیوں سے گھاس توڑتی شاہنور بے دلی سے آتے جاتے سٹوڈنٹس کو دیکھ رہی تھی۔۔ ایمان کی بات پر اس کی مجبوراً جواب دیا تھا۔۔۔ کیونکہ اس نے بات تو بتا کر ہی چھوڑنی تھی۔۔

"فائزہ کے رنگ ڈھنگ آج کل بہت بدلے ہوئے ہیں۔۔۔ سنا ہے اس کا سر ارشیان سے کچھ چل رہا ہے۔۔ روز لیکچر سمجھنے کے بہانے ان کے آفس جاتی ہے۔۔۔ اور پھر نجانے کتنے گھنٹے گزر جاتے۔۔ بہت وقت بعد واپس آتی ہے۔۔ پتا نہیں ارشیان سر اکیلے میں اسے اتنے بڑے بڑے کونسے لیکچرز دیتے ہیں۔۔۔"

ایمان کے لہجے سے جلن اور خفگی صاف نمایاں تھی۔۔ اتنا ینگ اور چارمنگ پرسنالٹی کا مالک پروفیسر ان سب نے پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔ بہت سی لڑکیوں نے اس کے قریب جانے کی کوشش کی تھی۔۔

مگر اس کی روڈ اور ریزرو نیچر کے باعث کوئی اس کے قریب بھی نہیں بھٹک پائی تھی۔۔۔ مگر اب فائزہ کے بارے میں جان کر شاہنور کو بے حد حیرت ہوئی تھی۔۔

"کچھ بھی بکواس کرنے کی عادت ہو گئی ہے تمہیں۔۔ شرم نہیں آتی اپنے ٹیچر کے بارے میں ایسی بات کرتے ہوئے۔۔"

شاہنور کو اس کی بات پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔۔۔ جسے چھپائے بغیر وہ اس پر بھڑک اٹھی تھی۔۔

"صرف میں نہیں سب لوگ یہی بات کر رہے ہیں۔۔۔ تم بے شک آج خود دیکھ لینا جب فائزہ سر کے آفس جائے گی۔۔۔"

ایمان نے فوراً اسے تفصیل بتائی تھی۔۔۔ جبکہ شاہنور کا چہرا خفگی اور غصے سے لال ہو اتھا۔۔اس شخص کی باکرداری کے قصے ہر جگہ سنے تھے اس نے۔۔۔وہ بذات خود اس بات کی گواہ تھی۔۔۔۔ پھر بھلا وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔۔

شاہنور کے اندر آگ بھڑک اٹھی تھی۔۔

"مجھے اتنا برا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔ میرا اس شخص سے بھلا کیا واسطہ۔۔۔وہ ایک لڑکی کو اپنے آفس میں بلائیں یا ہزاروں کو۔۔ میرب ٹھیک کہتی ہے یہ خان ہیں ہی ایسے۔۔۔"

شاہنور کا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا۔۔وہ اس بات کو اگنور کرنا چاہتی تھی مگر نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"وہ دیکھو فائزہ جا رہی ہے۔۔۔ تیاریاں چیک کرو اس کی۔۔"

ایمان نے فوراً اس کا دھیان فائزہ کی جانب دلوایا تھا۔۔ جو ان کی کلاس فیلو تھی۔۔ پڑھائی میں اتنی اچھی نہیں تھی مگر سب پروفیسرز سے اس نے بہت بنا کر رکھی ہوئی تھی۔۔ اسی وجہ سے اس کے مارکس ہر سمسٹر میں بہت اچھے آتے تھے۔۔ اس نے کس طرح بنا کر رکھی ہوئی تھی اس بات سے سب ہی واقف تھے۔۔۔

لیکن شاہنور اور باقی سب کو بھی پورا یقین تھا کہ ارشیان نیازی فائزہ کی ان اداؤں کے جال میں پھنسنے والا بندہ نہیں تھا۔۔ مگر اب اس کے بارے میں بھی یہی سن کر شاہنور کا دل اس شخص کے حوالے سے مزید خراب ہو چکا تھا۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ اس کے دل کی دنیا اس پر تنگ کرتا جا رہا تھا۔۔ مگر شاہنور نے ٹھان لی تھی کہ وہ ارشیان نیازی کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر اس پر واضح کر دے گی کہ غلط کون تھا۔۔۔

اس نے میرب کو کہہ کر اپنے اس گارڈ سے بہت پہلے ہی چھٹکارا پا لیا تھا۔۔

ایمان سے اسے یہی پتا چلا تھا کہ فائزہ شام کو کلاسز ختم ہونے کے بعد ارشیان کے آفس جاتی تھی۔۔۔ شاہنور نے ایمان کو اس حوالے سے کچھ بھی بتائے بغیر آج کلاسز کے بعد رکنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ میرب کی خانوں کے بارے میں کہی باتیں واقعی سچ تھیں۔۔۔ کیا وہ لوگ اتنے ہی برے تھے۔۔ ارشیان نیازی وہ انسان نہیں تھا جس سے اس نے محبت کی تھی۔۔

وہ آج اپنے ان سبھی سوالوں کے جواب پانے والی تھی۔۔

مگر اندر کہیں دل کا کوئی ایک کونا بس اسی بات کا دعا گو تھا کہ یہ سب جھوٹ ہو۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ماضی

یعقوب نیازی کا شملہ داغدار ہو چکا تھا۔۔ اپنے باپ کے کہے پر انہوں نے اپنی خواتین کو بھی برابر مقام دینے کے لیے جو عہد کیا تھا۔ اس میں اب وہ کمزور پڑنے لگے تھے۔۔۔

راجپوت اور گیلانی خاندان نے ان کا جینا حرام کر کے رکھ دیا تھا۔۔ ان کا یہی مطالبہ تھا کہ خانوں کی بیٹی نے ان کے پورے گاؤں کی عزت پامال کی تھی۔۔ اس وجہ سے اب تمام لڑکیوں کی تعلیم کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔۔۔

یعقوب خان نیازی کے پاس ابھی کچھ کہنے کو نہیں بچا تھا۔۔ ان کی اپنی اولاد نے ہی انہیں کسی قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔ احمر شاہ الگ غصے سے پاگل ہوا پھر رہا تھا۔۔ اس کی منگ جس سے وہ بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔

جس سے شادی کے سپنے نجانے وہ بچپن سے دیکھتا آرہا تھا۔۔ اس لڑکی کو صرف یعقوب نیازی کے غلط فیصلے نے اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور کر دیا تھا۔۔۔ وہ شروع سے ہی امینہ کے شہر جانے کے سخت خلاف تھا۔۔ اس کی سوچ بھی باقی لوگوں جیسی ہی تھی۔۔ن وہ عورتوں کو اتنی آزادی دینے کے

سخت خلاف تھا۔۔ مگر یعقوب نیازی نے اس کی ایک نہیں سنی تھی۔۔ اپنی مرضی کرتے آج وہ اس موڑ پر آپہنچے تھے۔۔

امینہ کو الگ کمرے میں رکھا گیا تھا۔۔ جہاں حویلی کا کوئی بھی فرد اس سے ملنے نہیں جاتا تھا۔۔ ملازمین ہی صرف کھانا دینے آتے جاتے تھے۔۔ امینہ کو گھر میں سب لوگوں نے ہمیشہ بہت پیار دیا تھا۔۔ مگر اس نے اس پیار کی زرا سی پرواہ کیے بغیر گاؤں کی باقی لڑکیوں کے بارے میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔ وہ خرم کے پیار میں ایسی بہکی تھی کہ ہر شے فراموش کر گئی تھی۔۔

ابھی گاؤں میں اس بات کا ہنگامہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک دن امینہ کمرے میں بے ہوش پائی گئی تھی۔۔ ڈاکٹر کو بلانے پر جو خبر ان سب کو ملی تھی۔۔ اس نے حویلی میں ایک اور قیامت برپا کر دی تھی۔۔۔

امینہ پریگننٹ تھی۔۔ جس کے بعد حویلی کے مرد غصے سے پاگل ہو اٹھے تھے۔۔ امینہ سب کو خرم سے اپنے نکاح ہونے کا یقین دلاتی رہ گئی تھی۔۔ مگر وہاں موجود سب لوگ اس کے بچے کو ناجائز بول کر اسے ختم کروانے کے درپر تھے۔۔ یعقوب نیازی کا دل چاہا تھا وہ اپنی بیٹی کا گلا اپنے ہاتھوں سے دبادیں۔۔ جس نے انہیں سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔

امینہ اپنے بھائیوں کے پیر پڑتی ان سے ایک بار خرم سے ملنے کی فریاد کرتی رہی تھی۔۔

اس کے اتنا غلط کرنے پر بھی اس کے بھائی اس کی بات مان کر اپنے آدمیوں کو خرم کی تلاش میں بھیج چکے تھے۔۔۔ وہ خود بھی یہ چاہتے تھے کہ امینہ جس نکاح کا بول رہی ہے۔۔ اس کے بارے میں کوئی ثبوت مل جائے۔۔ مگر بد قسمتی سے ایسا نہیں ہو پایا تھا۔۔

خرم کے والدین کو مارنے کے بعد ان ظالموں نے خرم کو بھی مار کر اس کی لاش کو اس کے گھر پھینک دیا تھا۔۔۔

یہ خبر امینہ کے ساتھ ساتھ خان حویلی کے لیے بھی انتہائی بری خبر تھی۔۔۔ کیونکہ خرم کے مرنے کے ساتھ ساتھ امینہ کو بدکرداری کا سرٹیفیکیٹ بھی مل گیا تھا۔۔۔ اور اس کی کوک میں پلنے والا بچہ ناجائز قرار دے دیا گیا تھا۔۔۔

امینہ کے علاوہ ان میں سے کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ بچہ اس دنیا میں آئے۔۔۔ کیونکہ اس بچے کو اس دنیا میں آکر ان گناہوں کی سزا بھگتنی پڑتی جو اس نے کیے ہی نہیں تھے۔۔۔ امینہ خرم کی موت پر گہرے صدمے میں تھی۔۔۔

حویلی کے تمام لوگوں نے اس سے کنارہ کشی کرلی تھی۔۔ کوثر بیگم اور ذاکر نیازی امینہ کی جانب سے ملنے والی رسوائی کے باوجود اسے تنہا نہیں چھوڑ پائے تھے۔۔۔

جس بچے کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی نفرتوں کا سامنا تھا۔۔ وہ بدقسمت بچہ فیروز تھا۔۔ جس نے امینہ نیازی کی کوک سے جنم لیا تھا۔۔۔ جسے دیکھنے کوئی نہیں آیا تھا۔۔ سوائے کوثر بیگم اور ذاکر نیازی کے کسی نے بھی فیروز کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔

امینہ اسے اپنی گود میں اٹھائے پہروں یہی سوچ کر روتی رہتی تھی کہ اس کے بچے کا مستقبل کیا ہو گا۔۔

امینہ بہت زیادہ بیمار رہنے لگی تھی۔۔ اس نے بہت کم عمری میں ہی بہت سارے صدمے برداشت کر لیے تھے۔۔۔ اسے اس بات کی فکر کھائے جارہی تھی کہ اس کے بعد فیروز کا کیا ہو گا۔۔۔

جب اپنی بہن کی اس اذیت کو دیکھتے ذاکر نیازی نے اس سے فیروز کو اپنا نام دینے اور اپنا بیٹا بنا کر رکھنے کا وعدہ کرتے اپنی بہن کے درد کو کچھ حد تک کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

خان حویلی والے کہیں نہ کہیں سمجھ تو چکے تھے کہ ان کے ساتھ سازش کی گئی ہے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس کے دشمنوں کی تعداد کم نہیں تھی۔۔۔ پھر بھی اس شخص کی یہ لاپرواہی۔۔ میرب اندر ہی اندر بے چین ہو رہی تھی۔۔

مگر اس نے اپنے فیس پر ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔بظاہر وہ لاپرواہ بنی بیٹھی تھی۔۔ مگر اس کا پورا دھیان اس سنگدل کی جانب ہی تھا۔۔

"السلام و علیکم !سوری میں بہت لیٹ ہو گیا۔۔۔"

صائم خاموشی سے میرب کے چہرے کے اتار چڑھاؤ نوٹ کرتا اس کی کیفیت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔جب بہروز نے وہاں آتے ان دونوں کو ہی چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

"صرف لیٹ نہیں بہت زیادہ لیٹ ہو تم۔۔۔اگر یہی چلتا رہا تو کر لی تم نے سیاست۔۔۔"

صائم نے پہلے سے شرمندہ اپنے دوست کو مزید شرمندہ کیا تھا۔۔۔ مگر وہ اثر لیے بغیر ڈھٹائی سے مسکراتا ان کے ساتھ آن بیٹھا تھا۔۔

"آپ دونوں نے سیاست کا پروفیشن ہی کیوں چوز کیا۔۔ یہاں کی اور لندن کی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔"

میرب کو حیرت ہوئی تھی۔۔۔ ان دونوں کو اتنا ایکسائٹڈ دیکھ۔۔

جبکہ میرب کے سوال پر بہروز نے صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو۔۔۔ بتادوں کہ صائم نے صرف میرب کے سیاسی کیریئر بنانے کے خواب کو پورا کرنے کے لیے اسے بھی ساتھ گھسیٹ لیا تھا۔۔ مگر صائم کی گھوری پر بہروز ایسی کوئی شرارت نہیں کر پایا تھا۔۔

"جب آپ جیسی پیاری پیاری نازک لڑکیاں سیاست میں آسکتی ہیں تو ہم جیسوں کا بھی تھوڑا بہت کیریئر بن ہی جائے گا۔۔"

صائم کافی سلجھا ہوا تھا۔۔۔ مگر بہروز کی باتوں سے اکثر لگتا تھا کہ وہ لندن جیسے آزاد ماحول میں رہ کر آیا ہے۔۔ جو یہاں بولنے سے پہلے بالکل بھی نہیں سوچ رہا تھا۔۔

اس کی بات پر صائم نے اسے آنکھیں نکالی تھیں۔۔ جبکہ بہروز بچارگی سے کندھے آچکا گیا تھا۔۔

میرب نے خاموشی سے ان دونوں کی گھوریوں کو انجوائے کرتے دور بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔۔ جو اگر یہ الفاظ سن لیتا تو اس نے بہروز کی گردن مڑورنے سے پہلے ایک سیکنڈ نہیں سوچنا تھا۔۔۔

مگر وہ ٹیبل اب بالکل خالی تھا۔۔۔ وہاں کوئی نہیں تھا اب۔۔ میرب کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھی تھیں۔۔ جب وہ اسے باہر نکلتا دکھائی دیا تھا۔۔

وہ ابھی باہر نکلنا ہی تھا۔۔۔ جب ایک دم سے باہر سے زوردار فائرنگ کی آوازیں آنے لگی تھیں۔۔۔ میرب کے ہاتھ سے پانی کا گلاس چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ فائرنگ بہت شدید تھی۔۔۔ ریسٹورنٹ میں ہلچل مچ گئی تھی۔۔ شیشے ٹوٹنے کی خوفناک آوازیں آرہی تھیں۔۔

بہروز اور صائم بھی اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔۔

جبکہ میرب پتھرائی آنکھوں سے اس کانچ کے ٹوٹے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔جہاں سے ابھی کچھ دیر پہلے وہ گیا تھا۔۔بہت سارے لوگ اندر بھاگ کر آئے تھے۔۔

مگر وہ ان میں نہیں تھا۔۔

"میرب اٹھو یہ جگہ سیف نہیں ہے۔۔"

صائم اسے بازو سے تھامے اٹھاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"صائم زاراب۔۔۔۔"

صائم کی جانب ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتے اس کے ہونٹوں سے بمشکل یہی نکل پایا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتی صائم کی بانہوں میں لہرا گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کا اپنے ہاتھوں سے ہی بگڑا حلیہ دیکھ بے اختیار اسے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلنا پڑا تھا۔۔۔

اس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہو چکا تھا۔۔

وہ اب بھی کھانس رہی تھی۔۔ پورا چہرا آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔

فیروز نے گلاس میں پانی ڈال کر اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔ مگر حانم اس کیفیت میں بھی اس کی جانب سے بڑھایا پانی پینے کے بجائے گلاس اس کے ہاتھ سے چھین کر دیوار کے ساتھ مار گئی تھی۔۔ جو اگلے ہی لمحے چکنا چور ہو تا کمرے میں زور دار آواز پیدا کر گیا تھا۔۔

فیروز نے خاموشی سے اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی۔۔

"میں نے دھوکا نہیں دیا تمہیں۔۔۔"

حانم اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔اس کا چہرا ابھی بھی لال تھا۔۔

"تم پہلے دن سے ہی سلطان شاہ کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔میرا ایکسیڈنٹ کروا کر مجھ پر قاتلانہ حملہ کروانے کی کوشش کی تھی تم نے۔۔میرے قریب رہ کر میرے راز جاننے کے لیے بھیجا گیا تھا تمہیں۔۔۔مجھے بالکل بھی انداز نہیں تھا کہ سلطان شاہ اتنا گھٹیا اور بے غیرت بن جائے گا کہ اپنی دشمنی نکالنے کے لیے اپنی بھتیجی کو اس طرح اپنے دشمنوں کے آگے پیش کر دے گا۔۔۔"

فیروز نیازی اس کا سارا گیم سمجھ چکا تھا۔۔ مگر اسے سلطان شاہ پر شدید غصہ آرہا تھا۔۔۔ جو اس کے خاندان کا ہونے کے باوجود اتنا نیچ نکلا تھا۔۔۔

"خبر دار میرے چاچو کے بارے میں ایک لفظ مت بولنا۔۔۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے اس دشمنی سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تم سے نکاح کرنے جا فیصلہ میرا اپنا تھا۔۔ میرے کہنے پر ہی چاچو نے تمہارے آگے وہ نکاح کرنے کی شرط رکھی تھی۔۔ میں نے انہیں ایموشنل بلیک میل کیا تھا کہ اگر انہوں نے میری بات نہ مانی تو میں خود کو ختم کر دوں گی۔۔ میں پہلے بھی ایک بار خودکشی کی کوشش کر چکی تھی۔۔ اس لیے وہ میرے آگے مجبور ہو گئے تھے۔۔۔"

حانم اپنے منہ سے جن باتوں کا انکشاف کر رہی تھی۔۔۔ وہ سن کر فیروز شاک رہ گیا تھا۔۔ وہ اس سے نکاح کرنے کے لیے اتنی پاگل کیوں ہو رہی

تھی۔۔۔وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔جبکہ یہ بات کرتے اس نے حانم کے گالوں کو گلابی پڑتے دیکھا تھا۔۔

ایک حجاب سا اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ میرب کی خانوں کے بارے میں کہی باتیں واقعی سچ تھیں۔۔۔کیا وہ لوگ اتنے ہی برے تھے۔۔ارشیان نیازی وہ انسان نہیں تھا جس سے اس نے محبت کی تھی۔۔

وہ آج اپنے ان سبھی سوالوں کے جواب پانے والی تھی۔۔

مگر اندر کہیں دل کا کوئی ایک کونا بس اسی بات کا دعا گو تھا کہ یہ سب جھوٹ ہو۔۔۔

شاہنور کلاس ختم ہوتے ہی ایمان کو خدا حافظ کہتی باہر جانے کے بجائے آفسز کی جانب آگئی تھی۔۔ جہاں اسنے ابھی تھوڑی دیر پہلے فائزہ کو بھی جاتے دیکھا تھا۔۔

یہ بات اس کے شک میں مزید اضافہ کر گئی تھی۔۔

وہاں اکا دکا لوگ ہی تھے۔۔۔ کلاسز ٹائم ختم ہو جانے کی وجہ سے وہاں ملازمین بھی اب کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔۔ ارشیان اس ٹائم میں فائزہ کو اپنے پاس بلاتا تھا۔۔

یہ خیال ہی شاہنور کو انگاروں پر لٹا گیا تھا۔۔ آہستہ آہستہ اسے میرب کی کہی باتیں سچ لگنے لگی تھیں۔۔

فائزہ کو اس نے ارشیان کے آفس میں انٹر ہوتے دیکھا تھا۔۔ یہاں کا ایک سسٹم عجیب تھا کہ آفسز سائیڈ پر کہیں بھی کیمرہ نہیں لگایا گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہاں ہوتی کوئی بھی غیر معمولی حرکت کسی کے نوٹس میں نہیں آسکتی تھی۔۔

شاہنور کو ڈر بھی لگ رہا تھا مگر وہ پیچھے ہٹنے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

وہ دھیرے سے دروازہ دھکیلتی آفس کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ وہ آفس کافی بڑا تھا۔۔ اندر اندھیرا تھا اور بالکل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔

شاہنور دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ دروازے کے آگے ایک گیلری نما حصہ تھا۔۔ اس سے آگے آفس کا باقی ایریا شروع ہو رہا تھا۔۔۔

وہ ابھی پیچھے ہی تھی جب اس کے کانوں میں فائزہ کی کھکھلاہٹ گونجی تھی۔ شاہنور کا دل رک سا گیا تھا۔۔ مطلب فائزہ ارشیان کے ساتھ روم میں ہی تھی۔اندر سے جس قسم کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔وہ سن کر شاہنور کو اپنے قدم زمین میں جکڑتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ شرم اور غصے کے زیر اثر اس کا چہرا لال ہوا تھا۔۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ آگے جاکر اندر کا بے ہودہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی۔۔۔اس کے ارمانوں کا خون ہوچکا تھا۔۔اس کا اپنی محبت پر اعتبار کرچی کرچی ہوا تھا۔۔۔وہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ واپس پلٹی تھی۔۔۔

جب اپنے بالکل پیچھے کھڑے وجود سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔

شاہنور اس وقت اس بری کنڈیشن کا شکار ہو چکی تھی۔۔ کہ نیم تاریکی میں مقابل کو دیکھے بغیر وہ خوف سے چیخنے لگی تھی۔۔۔

سامنے کھڑے ارشیان نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کرتے اپنے سامنے آنکھیں سختی سے میچ کر پاگلوں کی طرح چیختی شاہنور کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ چیخ چیخ کر پوری یونیورسٹی کو اکٹھا کر لیتی۔۔۔ ارشیان نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جماتے اسے تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

اسے پہلے تو غصہ اس بات پر آیا تھا کہ وہ اس کے آفس میں کر کیا رہی تھی۔۔

وہ شاہنور کے پیچھے اسی وقت ہی آکر کھڑا ہوا تھا۔۔ اور اپنے آفس کے سٹنگ ایریا سے آتی بے ہودہ آوازیں بھی سن چکا تھا۔۔۔ اسی وجہ سے اس کا دماغ مزید گھوم گیا تھا۔۔ شاہنور کا اس جگہ پر پایا جانا نہیں بنتا تھا۔۔

دوسری جانب شاہنور اسے اس طرح اپنے سامنے دیکھ شرم سے کٹ مرنے کے برابر ہوئی تھی۔۔۔ اس کے آفس میں فائزہ کے ساتھ وہ نہیں کوئی اور تھا۔۔۔ مگر اس نے وہ ساری آوازیں ضرور سنی تھیں۔۔

اس کا تو آفس تھا۔۔ مگر شاہنور کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس شخص کے سامنے ایک بار پھر سے اپنے امیج کا جنازہ نکال چکی تھی۔۔

اسے اپنی بے وقوفی پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔ جو ایمان کی باتوں میں آکر ایک بار پھر اس شخص کے سامنے اپنا کردار مشکوک کر گئی تھی۔۔

مگر کہیں نہ کہیں دل کے ایک کونے میں اس بات کا جشن ضرور جاری تھا کہ ارشیان نیازی بدکردار ثابت نہیں ہوا تھا۔۔ایک بار پھر اس کے حوالے سے کیے جانے والا شک غلط ثابت ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب نے جیسے ہی آنکھ کھولی اس نے خود کو بستر پر پڑے پایا تھا۔۔اس کے دائیں جانب صائم فکرمند سا کھڑا ایک ٹک اسے تکے جا رہا تھا۔۔اسے ہوش میں آتا دیکھ صائم کی جان میں جان آئی تھی۔۔

"میں ہاسپٹل میں ہوں اس وقت۔۔۔؟؟"

میرب خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر دیکھ فوراً سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔

"ریلیکس میرب۔۔۔اچانک سے تمہارا بی پی لو ہو گیا تھا۔۔تم بے ہوش ہو گئی تھی۔۔اسی لیے تمہیں یہاں لایا ہوں۔۔ریلیکس رہو۔۔"

صائم اس کے پاس آتا اس کی زرد پڑتی رنگت دیکھ تشویش کے عالم میں بولا تھا۔۔۔

صائم کی بات پر اسے اپنے بے ہوش ہونے کا ریزن یاد آیا تھا۔۔جس کے ساتھ ہی اس کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔

"وہاں کیا ہوا تھا۔۔؟؟وہ فائرنگ کس لیے ہو رہی تھی۔۔؟؟کوئی نقصان تو نہیں ہوا اس سے۔۔"

میرب کو یہ سوال کرتے اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ اتنا تو جانتی تھی کہ وہ فائرنگ زاراب نیازی پر ہی کی گئی تھی۔۔۔مگر اس شخص کی اس

قدر لاپرواہی پر میرب کا دل چاہا تھا جا کر اس کا منہ توڑ دے۔۔۔جو خود اپنے دشمنوں کو موقع دے رہا تھا۔۔

مگر اس شخص سے ہوئی آخری ملاقات میں وہ یہ حق ختم کر چکی تھی۔۔۔ لیکن کوشش کے باوجود اسے اپنے دل سے نہیں نکال پائی تھی۔۔

دل کی تڑپ ہنوز برقرار تھی۔۔

"نہیں وہاں کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔۔ابھی تک تو یہی پتا چلا ہے کہ وہاں کوئی سیاسی شخصیت موجود تھی۔۔ جس پر فائرنگ کی گئی ہے۔۔ مگر باقی باتیں ابھی خفیہ رکھی جارہی ہیں۔۔ یہاں پولیٹیشنز کے ساتھ یہ سب بھی ہوتا ہے مجھے اب سمجھ آرہی ہے تمہاری بات۔۔۔"

صائم اسکے قریب بیٹھتا اس کے تشویش زدہ چہرے کو دیکھتا پر مزاح انداز میں بولا تھا۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ میرب کو اچانک سے کیا ہوا تھا۔۔۔وہ اتنی ڈرپوک لڑکی بالکل بھی نہیں تھی کہ ذرا سی فائرنگ پر ڈر جاتی۔۔

ضرور کچھ ایسا تھا جو وہ اپنے اندر چھپائے ہوئے تھی۔۔ مگر صائم ابھی اس سے کچھ بھی پوچھ کر اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"مجھے یہاں سے جانا ہے۔۔۔ آج ہماری میٹنگ تھی نا۔۔اوہ شٹ سات بج چکے ہیں۔۔۔ صرف ایک گھنٹہ بچا ہے۔۔ ہمیں فوراً جانا ہو گا۔۔۔"

میرب ڈرپ پوری ہوتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔اس کے انداز میں عجیب سی بے قراری تھی۔

میرب جو اچانک سے یاد آیا تھا۔۔ وہ تینوں اس ہوٹل میں میٹنگ کے ہی کچھ اہم پوائنٹس ڈسکس کرنے کے لیے بیٹھے تھے۔۔ مگر پھر وہ سب ہو گیا تھا۔۔۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ بہروز میٹنگ کے لیے چلا گیا ہے۔۔ وہ سب سنبھال لے گا۔۔ تم آرام کرو گی ابھی گھر چل کر۔۔"

صائم نے اس کی حالت دیکھ صاف انکار کیا تھا۔۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں صائم۔۔ صبح سے کچھ کھایا نہیں تھا۔۔ اس وجہ سے طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔ اگر تم اسی طرح میرے دادا ابو بنو گے تو میں تم سے بالکل بات نہیں کروں گی۔۔ مجھے میٹنگ میں جانا ہے۔۔۔"

میرب صائم کے دھونس جمانے پر اس سے ڈبل دھونس بھرے انداز میں بولتی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔

"اور مجھے لگتا ہے۔۔ آنے والے وقت میں مجھے بیوی پلس دادی اماں ملنے والی ہے۔۔"

صائم نے زیرلب مسکراتے بہت ہی باریک آواز میں یہ بات کہی تھی۔۔

"تم نے کچھ کہا مجھ سے۔۔۔؟"

میرب اس کی بات سن نہیں پائی تھی۔۔۔

زاراب نیازی نے آج تک میرب راجپوت کے بارے میں جتنی بھی باتیں کہیں تھیں وہ سب ایک دم ٹھیک تھیں۔۔ میرب راجپوت کو کنٹرول کرنا صرف زاراب نیازی کے بس کی بات ہی تھی۔۔

ورنہ میرب کو باقی ہر بندے پر ہی اپنی چلانے کی عادت تھی۔۔بہت سے لوگوں کو اس کا یہ ضدی اور خود سر مزاج سخت زہر لگتا تھا۔ مگر کچھ لوگ اس کے دیوانے تھے۔۔

جن میں سے ایک اب صائم راجپوت بھی تھا۔۔۔

میرب نے صائم کے ہمراہ کانفرنس روم میں قدم رکھا تھا۔ تمام پارٹیز کے ممبران وہاں موجود تھے۔۔میرب کی بے قرار نگاہیں سب لوگوں پر سے ہوتیں مایوس لوٹ آئی تھیں۔۔

زاراب وہاں موجود نہیں تھا۔۔زاراب تو کیا اس کی پارٹی کا کوئی بھی ممبر وہاں موجود ہی نہیں تھا۔۔

میرب کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ماضی۔۔۔

ذاکر نیازی نے اپنی بہن کی تکلیف دیکھتے اس سے فیروز کو اپنا نام دینے اور اپنا بیٹا بنا کر رکھنے کا وعدہ کرتے اپنی بہن کے درد کو کچھ حد تک کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

خان حویلی والے کہیں نہ کہیں سمجھ تو چکے تھے کہ ان کے ساتھ سازش کی گئی ہے۔۔ اور اس سب میں گیلانی اور راجپوتوں کا ہاتھ ہے۔۔ مگر یعقوب نیازی کا یہی کہنا تھا کہ سازش بے شک ادھر سے کی گئی تھی۔۔ لیکن قصور وار ان کی بیٹی بھی تھی۔۔۔

اگر امینہ خرم کے ساتھ مراسم استوار کرنے کے بجائے اپنی سیدھی راہ پر چلتی تو یہ نوبت کبھی نہ آتی۔۔ انہیں اب کہیں نہ کہیں گیلانی اور راجپوتوں

کی بات ٹھیک لگنے لگی تھی۔۔ انہوں نے اپنی عورتوں کو بہت زیادہ اہمیت دے دی تھی۔۔ جنہوں نے پھر پلٹ کر انہیں کے شملے کو داغدار کر دیا تھا۔۔یعقوب نیازی نے اپنے بیٹوں کو ان لوگوں کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھانے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔۔

امینہ کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔۔۔ ذاکر نیازی کی جانب سے اتنی سپورٹ کے باوجود اس کی اذیت کم نہیں ہو پائی تھی۔۔ وہ اکثر خرم کو یاد کرتی تھی۔۔۔ جو اس کی محبت تھا۔۔ جسے ظالموں نے اس قدر بے دردی سے مار دیا تھا۔۔ اس کے پورے خاندان کو ختم کر دیا تھا۔۔۔

امینہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔۔ اس کی بیماری اس کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی۔۔ اسے اس کے بابا اور

بھائیوں نے معاف نہیں کیا تھا۔۔ وہ لوگ اس کی صورت دیکھنے سے بھی انکاری تھے۔۔

فیروز پانچ سال کا ہو چکا تھا۔۔۔ جب امینہ کی حالت بہت زیادہ بگڑی تھی۔۔۔ اس نے فیروز کے لیے ایک خط لکھ کر ذاکر کو دے دیا تھا۔۔ کہ فیروز کے بڑے ہونے پر یہ خط اسے دیا جائے۔۔

جس میں امینہ نے فیروز کو اس کے باپ کے بارے میں بتایا تھا۔۔ وہ جانتی تھی کہ فیروز کو دنیا والے تو کیا اس کے اپنے تک جینے نہیں دیں گے۔۔ اسے ناجائز کہا جائے گا۔۔۔ اس لیے اس نے اپنے ہاتھوں سے یہ سارا سچ لکھا تھا۔۔ اور اپنی ایک آخری خواہش کا اظہار بھی کیا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی کہ فیروز کی شادی نیازی خاندان کی لڑکی سے ہی ہو۔۔ وہ فیروز کو اسی خاندان کا حصہ رہتے دیکھنا چاہتی تھی۔۔

امینہ کے آخری وقت میں اس کی اس خواہش کو دیکھتے اس کے چچازاد کزن فرقان نیازی نے اپنی بیٹی نوشی کا رشتہ فیروز کے ساتھ طے کر دیا تھا۔۔۔ فرقان نیازی چچازاد ہونے کے ساتھ ساتھ ذاکر کا بہت اچھا دوست بھی تھا۔۔ اور امینہ کو ذاکر کی طرح بہن مانتا تھا۔۔۔ ان کی بہت مخالفت کی گئی تھی۔۔ مگر انہوں نے مرتی ہوئی امینہ کو جو زبان دی تھی۔۔ وہ ابھی بھی اسی پر قائم تھے۔۔۔ فیروز ابھی بمشکل پانچ سال کا تھا جب ایک رات اس کی ماں اسے روتا چھوڑ کر اپنی اذیت ناک زندگی سے چھٹکارا پا گئی تھی۔۔۔

امینہ بہت بڑی قصوروار ہی سہی مگر اس گھر کی لاڈلی بیٹی رہی تھی۔۔۔ اس کی اذیت ناک زندگی اور کم عمری میں ہوئی موت کا دکھ ان سب کو رلا گیا تھا۔۔

ابھی ایک صدمہ ختم نہیں ہوا تھا جب انہیں دنوں اچانک ایک رات فرمان نیازی کی بیوی اور ارشیان نیازی کی ماں حلیمہ نیازی حویلی سے لاپتہ ہو گئی تھی۔۔۔

وہ کہاں گئی تھی کسی کو کچھ پتا نہیں چلا تھا۔۔۔

حلیمہ نیازی یعقوب نیازی کی بھانجی تھی۔۔وہ شہر سے بیاہ کر یہاں آئی تھی۔۔حلیمہ حویلی کی سب سے پڑھی لکھی اور بے پناہ حسین لڑکی تھی۔۔ جسے ہر شے کی سوجھ بوجھ تھی۔۔وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی وفادار رہنے والی بہت سلجھی ہوئی عورت تھی۔۔

مگر نجانے کیوں فرمان نیازی کی کبھی ان سے دلی وابستگی نہیں بن پائی تھی۔۔انہیں نے حلیمہ سے شادی اپنے بابا کے کہنے پر کی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"خبردار میرے چاچو کے بارے میں ایک لفظ بھی مت بولنا۔۔۔انہوں نے ہمیشہ مجھے اس دشمنی سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے۔تم سے نکاح کرنے کا فیصلہ میرا اپنا تھا۔۔میرے کہنے پر ہی چاچو نے تمہارے آگے وہ نکاح کرنے کی شرط رکھی تھی۔۔میں نے انہیں ایموشنل بلیک میل کیا تھا کہ اگر انہوں نے میری بات نہ مانی تو میں خود کو ختم کر دوں گی۔۔میں پہلے بھی ایک بار خودکشی کی کوشش کر چکی تھی۔۔اس لیے وہ میرے آگے مجبور ہو گئے تھے۔۔۔"

حانم اپنے منہ سے جن باتوں کا انکشاف کر رہی تھی۔۔۔وہ سن کر فیروز شاک رہ گیا تھا۔۔۔وہ اس سے نکاح کرنے کے لیے اتنی پاگل کیوں ہو رہی تھی۔۔۔وہ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔جبکہ یہ بات کرتے اس نے حانم کے گالوں کو گلابی پڑتے دیکھا تھا۔۔

ایک حجاب سا اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔

"اور تم مجھ سے نکاح کس خوشی میں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اب یہ فضول بکواس مت کرنا کے تمہیں مجھ سے محبت تھی اس لیے تم یہ نکاح کرنا چاہتی تھی۔۔۔"

فیروز اچھے سے جانتا تھا کہ یہ لڑکی کچھ بھی بول اور کر سکتی تھی۔۔۔

"نہیں ابھی اتنا دماغ خراب نہیں ہوا میرا۔۔۔"

حانم نے ناک چڑھاتے جواب دیا تھا۔۔جب اس کی نظر اپنے حلیے پر پڑی تھی۔۔اس شخص نے ابھی کچھ دیر پہلے جو اس کے ساتھ کیا تھا۔۔وہ حانم شاہ کے لیے کسی قیمت پر قابلے قبول نہیں تھا۔۔۔اس کی گردن ابھی بھی

جھلس رہی تھی۔۔ جبکہ کمر پر ابھی بھی اس کے ہاتھ کو لمس سر کتا محسوس ہوا تھا۔۔

حانم نے جلدی سے کندھے سے ڈھلکی اپنی ٹاپ درست کی تھی۔۔۔

"دوبارہ میرے قریب آنے کی جرأت بھی مت کرنا فیروز نیازی میرے چاچو تمہیں مارنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچیں گے۔۔۔"

حانم اس سے فاصلے پر ہوتی اس کے سامنے بہادر بننے کی کوشش کرتے بولی تھی۔۔ کیونکہ اسے ابھی بھی فیروز کے ارادے ٹھیک نہیں لگے تھے۔۔ جو اس ڈرامے باز لڑکی کی ان جھوٹی سچی کہانیوں پر اعتبار کرنے کے موڈ میں نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

"میں اس وقت تمہارے اسی چچا کی حویلی میں تمہارے کمرے میں تمہیں اپنا قیدی بنائے کھڑا ہوں۔۔۔کیا کر پایا ہے سلطان شاہ۔۔۔اور قریب آنے سے روکنے کی دھمکی تو بالکل مت دینا۔۔"

فیروز اس کے منہ سے پوری بات سچ سنے بغیر اسے چھوڑنے کے موڈ میں تو بالکل بھی نہیں تھا۔۔

چاہے سلطان شاہ یہاں ہی کیوں نہ آجاتا۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔"

سلطان کی پراسرار مسکراہٹ اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر گئی تھی۔۔اوپر سے یہ اس قدر نزدیکی۔۔۔نویرہ نے اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔

جب سلطان اس کی چٹیا کو اپنی مٹھیاں میں لیتا اس کے ہونٹوں پر جھکتا اسے اپنی بات کا مطلب سمجھا گیا تھا۔۔

وہ دھیرے دھیرے اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلتا نویرہ کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔۔۔

اس کی ایک ساتھ مرنے والی بات کا مفہوم نویرہ کو اب سمجھ آیا تھا۔۔وہ پوری طرح سے اس کے حصار میں قید تھی۔۔۔اس کا ایک ہاتھ نویرہ کی کمر پر تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے گھنے ملائم بالوں کی چٹیا کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیے اس کی سانسوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتا نویرہ کے ہوش ہوا کر گیا تھا۔۔

اس شخص کا دیوانگی بھرا لمس اس کی جان نکال دیتا تھا۔۔ اس کے ہر انداز سے اس کی تشنگی ظاہر ہوتی تھی۔۔ کہ وہ اس کی قربت کے لیے کس قدر تڑپ رہا تھا۔۔ وہ شخص دیوانہ تھا اس کا۔۔ مگر ان کے بیچ جو حالات بن چکے تھے۔۔۔ اس نے سلطان شاہ کو روک رکھا تھا۔۔ لیکن اس کی زرا سی قربت پر وہ خود کو بہکنے سے نہیں روک پاتا تھا۔۔۔

اس وقت بھی اس کے ساتھ یہی ہوا تھا۔۔ نویرہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ وہ اسے سانس تک لینے کی مہلت نہیں دے رہا تھا۔۔ جب اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ سلطان کو اس پر رحم سا آیا تھا۔۔ وہ نازک جان اس کی اتنی سے قربت بھی سہہ نہیں پا رہی تھی۔۔

اس نے دھیرے سے اس کی سانسوں کو آزاد کرتے اس کی گردن پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑا تھا۔۔

نویرہ تڑپی تھی۔۔اس کی مونچھوں کی چبھن اور ہونٹوں کی جارحانہ گستاخیاں نویرہ کی برداشت سے باہر تھیں۔۔

"پلیز میں مر جاؤں گی۔۔۔"

نویرہ ابھی ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پارہی تھی۔۔جب وہ اسے ایسے ہی بانہوں میں بھرے پیچھے صوفے پر اس کی پشت ٹکاتا اس کی گردن پر جھک آیا تھا۔۔اس کے ہونٹ بے قراری سے نویرہ کے کندھے پر لکھے اپنے نام کو تلاش کر رہے تھے۔۔

"ہاں مرتے ہی تو دیکھنا چاہتا ہوں میں تمہیں۔۔اپنے عشق میں۔۔۔"

بلا آخر اس کی شرٹ زرا سا کندھے سے سرکاتے اپنی مطلوبہ شے ملتے ہی سلطان شاہ کے ہونٹوں مسکرائے تھے۔۔وہ مٹا مٹا نام اب بھی وہیں پر تھا۔۔۔

"نہیں پلیز۔۔۔"

نویرہ اس کے اس عمل پر شاک ہوئی تھی۔۔وہ کیسے جانتا تھا بھلا کہ اس کا نام یہاں ہے۔۔۔اسے ابھی بھی یاد تھا۔۔۔نویرہ شرم سے دوہری ہوتی اسے دونوں کندھوں سے دور دھکیلنے لگی تھی۔۔جب سلطان نے اس کے ہاتوں کو اپنی گرفت میں لیتے دائیں بائیں ٹکا دیئے تھے۔۔۔

وہ بے قراری سے اس نشان پر جھکا تھا اور وہاں اپنے ہونٹوں کے نشان چھوڑتا چلا گیا تھا۔۔

نویرہ کے ہونٹوں سے سسکاری نکلی تھی۔۔اس شخص کا پر تپش لمس برداشت کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔۔

"سلطان شاہ تم ایک جنگلی انسان ہو۔۔۔"

وہ غصے سے چلائی تھی۔۔۔

جب نا چاہتے ہوئے بھی اس کی شرٹ ٹھیک کرتا وہ اپنی پسندیدہ جگہ سے ہونٹ ہٹاتا اس کے چہرے کی جانب جھکا تھا۔۔۔

"سالوں کی تشنگی ہے۔۔۔کیسے سہو گی تم۔۔ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں میں نے۔۔آج تو تم نے خود اس کا آغاز کیا تھا۔۔۔میں نے تو صرف جواب دیا ہے۔۔۔آئندہ میرے قریب اس طرح آنے سب پہلے ہزار بار سوچو گی تم۔۔۔"

اس کے خطرناک حد تک لال پڑتے چہرے کے ایک نقوش کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا وہ ایک بار پھر سے نویرہ کی سانسیں بے قابو کرتا اس کے اوپر سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

نویرہ نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اسے لگا تھا وہ کہیں حانم کے روم میں تو نہیں جا رہا۔۔ مگر اسے واش روم کی جانب جاتا دیکھ اس نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔

اس کی محنت رائیگاں نہیں گئی تھی۔۔۔

"جنگلی بد تمیز انسان۔۔۔ دوبارہ کبھی تمہارے ہاتھ آگئی تو میرا نام بدل دینا۔۔ اب تو بھول کے بھی اس روم میں نہیں آؤں گی۔۔"

مرر کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے کندھے پر جگمگاتے سر نشان کو دیکھتی وہ شرم و حیا سے کٹتی واش روم کی دروازے کو گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔اس کی دھڑکنیں اب تک نارمل نہیں ہو پائی تھیں۔۔۔سلطان شاہ کے لمس سے اس کا جنون صاف دکھائی دیتا تھا۔۔وہ اب بھی اس کے عشق میں پاگل تھا۔۔یہ بات نویرہ کے ہونٹوں پر شرمگی مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔مگر ساتھ ہی اس کی بے حد ناراضگی بھی جھلکتی تھی۔۔جسے برداشت کرنا نویرہ کے لیے مشکل ہو جاتا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

ماضی

حلیمہ حویلی کی سب سے پڑھی لکھی اور بے پناہ حسین لڑکی تھی۔۔ جسے ہر شے کی سوجھ بوجھ تھی۔۔ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی وفادار رہنے والی بہت سلجھی ہوئی عورت تھی۔۔

مگر نجانے کیوں فرمان نیازی کی کبھی ان سے دلی وابستگی نہیں بن پائی تھی۔۔ انہیں نے حلیمہ سے شادی اپنے بابا کے کہنے پر کی تھی۔۔

یہ نہیں تھا کہ وہ کسی اور سے محبت کرتے تھے۔۔ لیکن حلیمہ اور ان کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔ کچھ ایسا تھا جو انہیں حلیمہ کے قریب نہیں جانے دیتا تھا۔۔ وہ حلیمہ سے کم پڑھے لکھے اور صورت میں بھی اس سے بہت کم تھے۔۔ شاید یہی احساس کمتری تھی۔۔

جس نے انہیں حلیمہ کے قریب نہیں جانے دیا تھا۔۔ حلیمہ شہر کے رہن سہن جیتی آئی ایک آزاد ماحول کی لڑکی تھی۔۔ امینہ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا۔۔ اس کی بعد حلیمہ کافی چپ چپ رہنے لگی تھی۔۔ وہ حویلی کے مردوں سے تھوڑی بدظن ہو گئی تھی۔۔

اس کی نظر میں حلیمہ نے اپنی محبت سے نکاح کر کے کوئی ناجائز کام نہیں کیا تھا۔۔ جس کی اسے اتنی بڑی سزا دی گئی تھی۔۔ ایک دن کسی شادی میں شرکت کے دوران حلیمہ کا سامنا فیصل راجپوت سے ہوا تھا۔۔۔

ارشیان اس وقت سات سال کا تھا۔۔ مگر حلیمہ کو دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ وہ شادی شدہ اور ایک بچے کی ماں ہے۔۔ فیصل راجپوت کو بھی یہی غلط فہمی ہو گئی تھی۔۔ وہ پہلی نظر میں ہی اپنا دل حلیمہ نیازی کے آگے ہار بیٹھا

تھا۔۔فیصل راجپوت کی پہلی بیوی اور تیمور کی ماں کی ڈیتھ ہوئے تین سال ہو چکے تھے۔۔ان پر فیملی کی طرف سے دوسری شادی کا پریشر تھا۔۔

فیصل راجپوت کو ابھی تک کوئی ایسی لڑکی نہیں مل پا رہی تھی۔۔ مگر حلیمہ کو دیکھتے ہی ان کو جیسے ان کی پسند کے عین مطابق لڑکی مل گئی تھی۔۔۔

انہوں نے اس بات کا اظہار فوراً اپنے دوستوں سے کیا تھا۔۔ جن میں سرفراز گیلانی سرفہرست تھے۔۔ سرفراز گیلانی اچھے سے جانتے تھے کہ حلیمہ نیازی خان حویلی کی بیٹی نہیں بہو ہے۔۔ مگر انہوں نے یہ بات فیصل راجپوت کے سامنے نہیں آنے دی تھی۔۔انہیں تو خانوں کو بدنام کرنے اور راجپوتوں کی ان سے دشمنی کو بڑھانے کا ایک نیا موقع مل گیا تھا۔۔

وہ بھلا اسے کیسے جانے دیتے۔۔۔

فیصل راجپوت کو جب سے پتا چلا تھا کہ حلیمہ خان حویلی کی بیٹی تھی۔۔اس نے اپنے طریقے سے دونوں خاندانوں کے درمیان تعلقات کو بہتر کرنا شروع کر دیا تھا۔۔

مگر خانون کی جانب سے اسے ایسی کوئی کامیابی نہیں مل رہی تھی۔۔سرفراز گیلانی اور اس کے بھائی مل کر فیصل راجپوت کو بڑھاوا دینے لگے تھے کہ وہ حلیمہ کو کسی طرح سے خان حویلی سے نکلوا لے۔۔تب ہی کچھ ہو سکتا ہے۔۔ ورنہ خان حویلی والے کبھی حلیمہ کو اس کا نہیں ہونے دیں گے۔۔

انہوں نے جھوٹ موٹ کی کہانی بنا کر فیصل راجپوت کو کہہ دیا تھا کہ حلیمہ کی عنقریب شادی طے کر دی گئی ہے۔۔

یہ بات فیصل راجپوت کو مزید بے چین کر گئی تھی۔۔اس نے حلیمہ کو صرف ایک نظر ہی دیکھا تھا۔۔ مگر وہ اسے دیوانوں کی طرح چاہنے لگا تھا۔۔۔

وہ اسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔اسے شیرہ کوٹ کی قید بھری زندگی سے نکال کر اچھی سے اچھی زندگی دینے کا خواہشمند تھا۔۔

اس بات سے انجان کے وہ ہی اس کی زندگی کے خاتمے کا سبب بننے والا تھا۔۔

سرفراز کی باتوں میں آکر فیصل راجپوت نے ایک رات اپنی ساری پاور استعمال کرتے خان حویلی کے کچھ ملازمین کو ڈھیروں پیسہ کھلا کر۔۔۔ حلیمہ نیازی کو بے ہوشی کی دوا دلوا کر۔۔۔ حویلی سے اٹھوالیا تھا۔۔ان دنوں سب لوگ امینہ کی موت کی خبر پر اس قدر نڈھال تھے۔۔ کہ کسی کی بھی توجہ

ملازمین اور حویلی میں ہوتی غیر معمولی سرگرمیوں کی جانب گئی ہی نہیں تھی۔۔

مگر حلیمہ کی حویلی سے گمشدگی ان سب کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔۔ فرمان نیازی سمیت بہت ساروں کو یہی لگ رہا تھا کہ حلیمہ خود اپنی مرضی سے حویلی چھوڑ کر بھاگی ہے۔۔

جبکہ دوسری جانب ہوش آتے ہی حلیمہ اپنے سامنے غیر مردوں کو دیکھ شرم سے کٹ گئی تھی۔۔ آزاد ماحول میں پرورش پانے کے باوجود وہ ایک حیادار لڑکی تھی۔۔

فیصل راجپوت نے جیسے ہی اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرتے نکاح کا پروپوزل رکھا حلیمہ نے ایک زوردار تمانچہ اس کے منہ پر رسید کرتے

سرفراز گیلانی اور ملازمین کے سامنے اس کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب نے صائم کے ہمراہ کانفرنس روم میں قدم رکھا تھا۔۔ تمام پارٹیز کے ممبران وہاں موجود تھے۔۔ میرب کی بے قرار نگاہیں سب لوگوں پر سے ہوتیں مایوس لوٹ آئی تھیں۔۔

زاراب وہاں موجود نہیں تھا۔۔ زاراب تو کیا اس کی پارٹی کا کوئی بھی ممبر وہاں موجود ہی نہیں تھا۔۔

میرب کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

وہ ٹھیک تو تھا۔۔۔ اس خیال نے میرب کو بے چین کر دیا تھا۔۔۔

" پارٹی سے کوئی نہیں آیا کیا۔۔؟؟"

صائم نے میرب کے دل کی بات بہروز سے پوچھ لی تھی۔۔۔اس نے یہاں آنے سے پہلے زاراب نیازی کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔۔میرب سے بھی اور باقی لوگوں سے بھی۔۔وہ ایک آئیڈیل سیاست دان مانا جاتا تھا۔۔

صائم ایک بار اس سے ملنا ضرور چاہتا تھا۔۔۔

" آنا ہے۔۔۔ابھی انہیں کا انتظار ہو رہا ہے۔۔۔بس کچھ دیر میں پہنچنے والے ہیں۔۔۔"

بہروز نے جواب دیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے انٹرنس سے زاراب نیازی اپنی ٹیم کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔سب کی نگاہیں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

گرے تھری پیس میں ملبوس زاراب نیازی کی جاندار پر سنیلٹی کو دیکھ میرب کے دل کو سکون ملا تھا۔۔وہ بالکل ٹھیک تھا۔۔اس کی مقناطیسی آنکھوں پر گلاسز اب بھی تھیں۔۔اس نے میرب کی جانب دیکھا تھایا نہیں۔۔میرب نہیں جان پائی تھی۔۔مگر وہ اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد نگاہوں کازاویہ بدل گئی تھی۔۔۔

"کافی پاورفل شخصیت ہے زاراب خان نیازی کی۔۔"

بہروز کا انداز ستائش لیے ہوئے تھا۔۔۔

میرب نے اس کی بات پر کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔

"تمہیں تھوڑی زیادہ محنت کرنی ہو گی۔۔"

بہروز نے یہ بات صائم کے کان میں سرگوشی بھرے انداز میں کہی تھی۔۔۔وہ کچھ حد تک زاراب اور میرب کے بارے میں جانتا تھا۔۔۔ابھی کچھ دن پہلے اخبار میں جو ان دونوں کے ایک روم میں ہونے کے حوالے سے جو سکینڈل چھپا تھا۔۔وہ بہت سے لوگوں کو ان دونوں کے حوالے سے مشکوک کر گیا تھا۔۔

ایم جے پی کے ہی کچھ ممبران میرب کی اس پارٹی میں شمولیت پر اسی شک و شبہے کا شکار تھے کہ یہ لڑکی زاراب نیازی کی وفادار ہے۔۔۔ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔

مگر دانیال حسن کے فیصلے کے آگے کوئی کچھ نہیں بول پایا تھا۔۔

میٹنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔۔زاراب نے گلاسز اب بھی نہیں اتاری تھیں۔۔

وہ بیٹھا بھی میرب کے بالکل سامنے تھا۔۔۔میرب کو پوری میٹنگ میں یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔۔مگر وہ اس بات پر شیور بھی نہیں تھی۔۔

کیونکہ وہ شخص حد درجہ چالاک انسان تھا۔۔

میرب کو اچانک سے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

"صائم پانی۔۔۔"

میرب کا چہرا پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔۔

اس نے صائم کا بازو تھامتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔ جس پر صائم میٹنگ بھولتا فوراً اس کے قریب آیا تھا۔۔ زاراب اس وقت کچھ بول رہا تھا۔۔ وہ رکا تھا۔۔

اس کی نگاہیں میرب پر تھیں۔۔۔

صائم اسے پانی پلا رہا تھا۔۔۔ صائم کے ہاتھ میں میرب کا ہاتھ دیکھ زاراب کی کنپٹی سلگھ اٹھی تھی۔۔ اس کے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

زاراب نے سامنے رکھی پانی کی بوتل اٹھاتے ہونٹوں سے لگائی تھی۔۔ اس میں موجود سارا پانی اپنے اندر انڈیلتا اس نے اندر لگی آگ کو کم کرنا چاہا تھا۔۔

وہ اسے آزاد ہونے کا بول چکا تھا۔

مگر اس پر کسی اور انسان کا زرا سا لمس بھی برداشت کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔۔۔

زاراب کو خاموش ہوتا دیکھ نرمین نے جلدی سے اس کی بات کو آگے بڑھایا تھا۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ پہلے سے زاراب اور میرب کی جانب سے مشکوک لوگ مزید کسی شک میں پڑیں اور ان کی پارٹی کو مزید نقصان پہنچے۔۔۔

"مجھے یہاں گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے۔۔میں کچھ دیر باہر جانا چاہتی ہوں۔۔۔"

میرب کو اس لمحے وہاں اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسے اچانک سے ہوا کیا ہے۔۔اس میٹنگ کی اس نے بہت زیادہ تیاری کی تھی۔۔

"ہاں چلو میں ساتھ آتا ہوں۔۔۔"

صائم بھی اس کے ساتھ اٹھا تھا۔۔صائم یہ سب کر ہی اسی کی خوشی کی خاطر رہا تھا۔۔اسے سیاست میں ویسے بھی زیادہ انٹرسٹ نہیں تھا۔۔۔یہ تعلم بھی اس نے میرب کی خاطر کی حاصل کی تھی۔۔۔

اسے بس میرب کے قریب رہنا تھا۔۔اسے حاصل کرنا تھا۔۔

میرب نے اسے انکار نہیں کیا تھا۔۔شاید وہ وہاں موجود کسی شخص کو جلن میں مبتلا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اور وہ اس میں پوری طرح سے کامیاب بھی ہوئی تھی۔۔ آج تک میرب راجپوت نے زاراب نیازی کو اتنا اگنور نہیں کیا تھا۔۔ جتنا وہ اس وقت کر رہی تھی۔۔۔

یہی بات زاراب نیازی کو سلگھا رہی تھی۔۔۔

اس کے سامنے اس کے غیر اہم ہونے اور اس کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہ پڑنے کے دعوے کرنے والا کچھ لمحوں کے وار بھی نہیں سہہ پایا تھا۔۔۔

دروازے سے نکلنے سے پہلے میرب نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ زاراب نیازی کی خون اگلتی آنکھیں گاگلز کے پیچھے چھپی ہونے کے باوجود وہ اچھے سے اس شخص کی دلی کیفیت سمجھتی اندر تک پر سکون ہوئی تھی۔۔۔

ان دونوں کے نکلتے ہی زاراب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

سب لوگوں نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ نرمین کو کچھ دیر میں آنے کا کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی ٹیم کے لوگ سر پکڑ کر رہ گئے تھے۔۔ یہ میرب راجپوت ان کے لیڈر کو ناکارہ کر کے ہی چھوڑنے والی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان شاہنور کے پیچھے اسی وقت ہی آ کر کھڑا ہوا تھا۔۔ اور اپنے آفس کے سٹنگ ایریا سے آتی بے ہودہ آوازیں بھی سن چکا تھا۔۔۔ اسی وجہ سے اس کا دماغ مزید گھوم گیا تھا۔۔ شاہنور کا اس جگہ پر پایا جانا نہیں بنتا تھا۔۔

وہ اسے اپنے قریب کیے اس کی چیخوں کا گلا گھونٹ گیا تھا۔۔

"سٹاپ دس نان سینس۔۔۔کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔؟؟"

ارشیان کو شدید غصہ آ رہا تھا اس بے وقوف لڑکی پر۔۔

اس کی دھاڑ سن کر جہاں شاہنور نے اپنی آواز ہونٹوں میں دبائی تھی۔۔

وہیں اندر موجود فائزہ اور ان کی ہی کلاس کے سٹوڈنٹ شاہد بر آمد ہوئے تھے۔۔۔

یہاں تک آتے ہوئے شاہنور نجانے کیا کچھ نہیں سوچ آئی تھی۔۔ لیکن اب دل کے ایک کونے میں اس بات کا جشن ضرور جاری تھا کہ ارشیان نیازی بد کردار ثابت نہیں ہوا تھا۔۔ایک بار پھر اس کے حوالے سے کیے جانے والا شک غلط ثابت ہوا تھا۔۔۔

ماضی۔۔۔

فیصل راجپوت نے جیسے ہی اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرتے نکاح کا پروپوزل رکھا حلیمہ نے ایک زور دار تمانچہ اس کے منہ پر رسید کرتے سر فراز گیلانی اور ملازمین کے سامنے اس کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دی تھی۔۔

فیصل راجپوت بھی انہیں آنا پرست دقیانوسی سوچ رکھنے والے مردوں میں سے تھا۔۔ جسے عورت کی اتنی دیدہ دلیری زہر لگتی تھی۔۔

حلیمہ کا یہ تھپڑ اس کی انا پر گہرا وار کر گیا تھا۔۔

وہ کسی اور کی بیوی تھی۔۔ جس کی محبت میں وہ اتنے وقت سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ یہ بات جاننے کے باوجود فیصل راجپوت اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔۔ وہ اب ہر حال میں اسی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔

حلیمہ اس کے آگے ہاتھ جوڑتی رہی تھی۔۔اس کے پیر پکڑے تھے۔۔کہ اسے یہاں سے جانے دے۔۔وہ بے قصور ہو کر بھی دنیا کے سامنے بدکردار قرار دے دی جائے گی۔۔مگر اس کی ایک بھی فریاد نہیں سنی گئی تھی۔۔۔اسے پورا ایک ہفتہ وہاں قید رکھا گیا تھا۔۔

وہ اپنے بیٹے سے ملنے اور حویلی جانے کے لیے تڑپتی رہی تھی۔وہ جانتی تھی اب اسے نہ تو حویلی والے قبول کریں گے اور نہ ہی اس کا شوہر۔۔۔وہ شاید اپنے بیٹے سے بھی کبھی نہ مل پائے۔۔۔

خان حویلی والے یہی سمجھ رہے تھے کہ حلیمہ اپنی مرضی سے گئی ہے۔۔پھر بھی اسے تلاش کرنے کی پوری کوشش کی جارہی تھی۔۔تاکہ اسے پکڑ کر ایسی عبرت ناک سزا دی جائے کہ آئندہ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایسی بے وفائی اور دھوکا بازی کرنے سے پہلے ہزار بار سوچے۔۔ایک

ہفتے کے اندر اندر فرمان نیازی کے آدمیوں نے یہ پتا لگوا لیا تھا کہ حلیمہ کہاں ہے۔۔۔

فرمان نیازی عجلت میں اسلحہ لے کر یہ خبر ملتے ہی وہاں جانے کے لیے نکلے تھے۔۔۔ ان کا ارادہ حلیمہ کو وہیں پر ہی گولی مار دینے کا تھا۔۔ فرمان کو اس قدر غصے میں جاتا دیکھ۔۔ سرمد نیازی نے فوراً یعقوب نیازی کو یہ خبر دی تھی۔۔۔ یعقوب نیازی کے پاس بیٹھا ارشیان بھی کچھ نہ کچھ سمجھتے اپنی ماں سے ملنے کی خاطر چھپ کر یعقوب نیازی کی گاڑی میں آن بیٹھا تھا۔۔۔

یعقوب نیازی بھی فوری طور پر وہاں پہنچے تھے۔۔

فرمان نیازی کی گاڑی کے ساتھ ہی یعقوب نیازی کی گاڑی تھی۔۔ جب انہیں دور سے حلیمہ نیازی اپنی جانب بھاگ کر آتی دکھائی دی تھی۔۔ وہ

ننگے پیر اور ننگے سر بھاگ کر آ رہی تھی۔۔ اسے دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ وہ کسی کی قید سے ہی فرار ہوئی ہے۔۔ اس سے پہلے کہ وہ ان تک پہنچتی۔۔

ارشیان کی معصوم نگاہیں جو بے قراری سی اپنی ماں پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ بے اختیار اس کی نظر غلط سمت سے آتی گاڑی پر پڑی تھی۔۔ تیز رفتار گاڑی ہونے کے باوجود ارشیان دیکھ چکا تھا کہ اس گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر فیصل راجپوت براجمان تھا۔۔۔ کیونکہ اس ظالم گاڑی نے اس کی ماں کو کچل کر رکھ دیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ فرمان نیازی اور اس کے آدمی حلیمہ کو بچا پاتے۔۔ وہ بغیر نمبر پلیٹ کی تیز رفتار گاڑی حلیمہ نیازی کو بہت ہی بے دردی سے کچلتی۔۔ خود پر ہوتی فائرنگ سے بچتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

حلیمہ وہاں کی ملازمہ سے مدد مانگتی موقع ملتے ہی فیصل راجپوت کی قید سے بھاگ نکلی تھی۔۔۔اسی لمحے اپنے شوہر کو اپنی جانب آتا دیکھ وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ بدکردار نہیں تھی۔۔اس کے ساتھ کیا ظلم ہوا تھا۔۔

مگر فیصل راجپوت جو حلیمہ کے فرار ہونے کی اطلاع ملتے ہی وہاں آرہا تھا۔۔حلیمہ کو فرمان نیازی کی جانب بڑھتا دیکھ اسے لگا تھا کہ اب اس کی اصلیت سب کے سامنے آجائے گی۔۔۔اور یہ نیازی اسے جینے کے قابل نہیں چھوڑیں گے۔۔اسی لمحے اس بزدل انسان نے اپنی نام نہاد محبت کو بھولتے حلیمہ کو بہت بے دردی سے کچل ڈالا تھا۔۔اس کی گاڑی تیز رفتاری سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔اسے یہی لگا تھا کہ اسے کسی نے نہیں

دیکھا۔۔ مگر سات سالہ ارشیان نیازی کی آنکھوں میں یہ منظر قید ہو کر رہ گیا تھا۔۔

وہ آج تک نہیں بھول پایا تھا جس بے دردی کے ساتھ اس کی ماں کو اس سے چھینا گیا تھا۔۔

خان حویلی میں سب حلیمہ نیازی کو گھر سے بھاگی بد کردار عورت ہی مانتے تھے۔۔۔ مگر آہستہ آہستہ ارشیان نیازی کے غصے کو دیکھتے سب نے حلیمہ کا ذکر کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔ ارشیان نے اپنے باپ اور دادا کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی تھی کہ اس سے میں فیصل راجپوت ملوث ہے۔۔ وہی اصل گناہگار ہے۔۔ اس کی ماں کا قاتل ہے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سٹاپ دس نان سینس۔۔۔ کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔ ؟؟"

ارشیان کو شدید غصہ آرہا تھا اس بے وقوف لڑکی پر۔۔

اس کی دھاڑ سن کر جہاں شاہنور نے اپنی آواز ہونٹوں میں دبائی تھی۔۔

وہیں اندر موجود فائزہ اور ان کی ہی کلاس کا سٹوڈنٹ شاہد بر آمد ہوا تھا۔۔۔

ارشیان نے خون آشام نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

ان سے پوچھنے کی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی کہ وہ لوگ اس کے آفس میں کیا کر رہے تھے۔۔

ارشیان کلاسز لے کر یونی سے چلا جایا کرتا تھا۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ان آفسز کی نگرانی کرنے والا یونی کا ورکر سٹوڈنٹس سے بھاری رقم لے کر اس طرح انہیں آفسز میں یہ سب کرنے کی اجازت دیتا تھا۔۔

یہ بات فائزہ اور شاہد نے ہی ارشیان کے سامنے اگلی تھی۔۔جو انہیں ایسے دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے ابھی مار دے گا۔۔

اسے نفرت تھی ان سب چیزوں سے۔۔

شاہنور کو بھی وہاں کھڑے کھڑے ساری بات سمجھ آئی تھی کہ فائزہ اس ارشیان کا نام صرف اس لیے یوز کر رہی تھی تاکہ انتظامیہ میں سے اگر کسی کو پتا بھی چلے تو ارشیان نیازی کے آگے بولنے کی جرأت کسی کی تھی ہی نہیں۔۔

سب نے ویسے ہی خاموش رہنا تھا۔۔

ارشیان نے گارڈز کو بلا کر فائزہ اور شاہد کو اسی وقت وی سی کے آفس بھیج کر یونی سے نکلوانے کا کہہ دیا تھا۔۔۔

اسے شدید گھن محسوس ہوتی تھی ایسے لوگوں سے۔۔

"کیوں آئی یہاں۔۔۔؟؟"

اب کے وہ خاموش تماشائی بنی شاہنور کی جانب پلٹا تھا۔۔۔اس کی کلاس لیتے ہوئے اس لڑکی کو مسئلہ تھا۔۔ مگر اس کے آفس میں اس کی انکوائری کرنے پہنچ گئی تھی۔۔

جو نگاہیں جھکائے بس یہی سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں آئی ہی کیوں تھی۔۔۔

یہ شخص اب ایک بار پھر سے اسے بے عزت کرنے والا تھا۔۔

"مجھے لگا یہ خیام سر کا آفس ہے۔۔ مجھ غلطی سے یہاں آگئی تھی۔۔۔"

ہتھیلیوں کو سختی سے میچے شاہنور نے پھر سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ جس لڑکی نے اپنی پہلی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔۔ وہ اب س شخص کی محبت میں جھوٹ پر جھوٹ بولی جارہی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب پروفیسر خیام کا نام سنتے ہی ارشیان کے تاثرات مزید بگڑے تھے۔۔ وہ کس کردار کا انسان تھا۔۔ ارشیان بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔ اور یہ سامنے کھڑی لڑکی کتنی بے وقوف تھی یہ بھی۔۔۔

"اس کے آفس میں کیا کرنے جارہی تھی تم۔۔۔؟"

ارشیان نیازی نے قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورتے پوچھا تھا۔۔

"میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔"

شاہنور کو اس شخص کے لہجے میں چھپا استحقاق اذیت سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔ وہ بہت بے دردی سے اسے ٹھکرا چکا تھا۔۔ پھر بھلا ان کے بیچ ایسا کونسا ناطہ بنتا تھا کہ وہ اس سے سوال جواب کرتا۔۔۔

شاہنور اپنی بات کہتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔۔ جب ارشیان نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

شاہنور اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔ سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

ارشیان نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اسے اپنے قریب تر کر لیا تھا۔۔

"تم جانتی ہو میں تمہارے خاندان کے ہر فرد سے کتنی نفرت کرتا ہوں۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اس کے چہرے پر اٹکی لٹ کو اپنی انگلی سے کھینچتے شاہنور کے دودھیا گلابی چہرے کو ایکدم لال ہوتے دیکھا تھا۔۔

"جانتی ہوں۔۔یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کو میری صورت سے بھی نفرت ہے۔۔۔آپ کا بس چلے تو ابھی مجھے طلاق دے کر وہ زبردستی کا بنایا رشتہ بھی ختم کر دیں۔۔۔"

شاہنور اس کی آنکھوں میں دیکھتی یقین سے بولی تھی۔۔۔آنکھوں کے گوشوں پر نمی سی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"نہیں میں اس رشتے کو مانتا ہی نہیں ہوں۔۔جو رشتہ میری نظر میں ہے ہی نہیں اسے ختم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔"

ارشیان انتہائی سفاکی سے بولتا شاہنور کا دل چکنا چور کر گیا تھا۔۔

شاہنور نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

اس کی نگاہوں اور لفظوں میں کھلا تضاد تھا۔۔

آنکھوں کا رنگ کچھ اور کہہ رہا تھا۔۔ مگر چہرے کی سفاکی برداشت سے باہر تھی۔۔

شاہنور اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جماتے اس کا حصار توڑتی دور ہوئی تھی۔۔

"اچھا ہوا آپ نے بتا دیا۔۔۔کاش میں بھی اپنی لائف میں آپ جتنی کلیئر ہو سکتی۔۔۔ویسے بھی ہمارے مذہب میں جبری نکاح کو نہیں مانا جاتا۔۔یہ نکاح آپ کو بھی مجبور کر کے کیا گیا تھا۔۔اور مجھے بھی۔۔ہم اسے نہ مانیں تو یہ بہت بہتر ہو گا۔۔۔اچھی بات ہے آپ نے کلیئر کر دیا۔۔ہم دونوں کے بیچ کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔"

شاہنور اپنے مخصوص نرم لہجے میں بولتی بہت سنگین الفاظ ادا کر گئی تھی۔۔۔

ارشیان خاموشی سے کھڑا اس چھوٹی سی لڑکی کو اپنے ہی الفاظ خود پر لوٹاتے دیکھ رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان نے اپنے باپ اور دادا کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی تھی کہ اس سے میں فیصل راجپوت ملوث ہے۔۔ وہی اصل گناہگار ہے۔۔ اس کی ماں کا قاتل ہے۔۔ مگر اس کی بات کا کسی نے یقین نہیں کیا تھا۔۔

بدقسمتی سے اس دن ارشیان کے علاوہ کسی نے بھی فیصل راجپوت کو نہیں دیکھا تھا۔۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی اتنا بڑا الزام فیصل راجپوت پر لگانے کو تیار نہیں تھا۔۔ مگر ارشیان کسی قیمت پر اپنی ماں کے قاتل کو معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔ اس بچے سے اس کی ماں کو چھینا گیا تھا۔۔۔ وہ بھلا کیسے بھول جاتا۔۔

ارشیان نیازی فیصل راجپوت کو بہت پہلے عبرت ناک موت دے چکا ہوتا اگر اسے اس کے باپ نے خود کو ختم کر دینے کی دھمکی نہ دی ہوتی۔۔۔
فرمان نیازی نہیں چاہتے تھے کہ ارشیان کسی قسم کی دشمنی میں پڑ کر خود کو

نقصان پہنچائے۔۔۔اس لیے انہوں نے ارشیان کے آگے شرط رکھی تھی کہ وہ فیصل راجپوت کے خلاف اس بات کو ثبوت پیش کرے۔۔اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو فیصل راجپوت کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔۔اگر اس نے ایسا کچھ بھی کیا تو وہ اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لیں گے۔۔

ارشیان اپنی ماں کو کھو چکا تھا۔۔باپ کو کھونے کی سکت نہیں تھی اس میں۔۔۔اس سب میں سب سے زیادہ مخالفت اس کی یعقوب نیازی نے ہی کی تھی۔۔وہ اپنے پوتے کو کوئی نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔یہی وجہ تھی کہ ارشیان ان سب سے دور ہو گیا تھا۔۔۔اس کی زندگی میں ایک اکلوتی عورت تھی۔۔۔جسے ظالم دنیا نے بہت سفاکی کے ساتھ اس سے چھین لیا تھا۔۔۔اس کے بعد اس نے کبھی کسی عورت کو بھی اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا۔۔اس نے اپنی ماں کو اپنے بابا سے محبت کرتے دیکھا تھا۔۔

مگر اس کے بابا نے ایک سیکنڈ میں اس محبت کو بھلائے اس کی ماں کے قاتلوں تک کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ محبت کی ایسی توہین پر ارشیان نیازی کو اس نام سے بھی نفرت ہو گئی تھی۔۔ وہ اب اس جذبے سے ہی انکاری تھا۔۔۔ وہ دنیا کے ہر بندے سے متنفر تھا۔۔

اس کی دادی کوثر بیگم اسے اپنے سینے سے لگانے کے لیے ترستی رہتی تھیں۔۔ مگر اس نے انہیں بھی خود سے دور رکھا تھا۔۔ وہ بہت ہی زیادہ خود سر اور ضدی ہو گیا تھا۔۔ حویلی سے زیادہ فارم ہاؤس پر رہنے لگا تھا۔۔ زاراب اور فیروز جو اس کے بچپن کے ساتھی تھے۔۔ انہیں وہ خود سے دور نہیں کر پایا تھا۔۔ فیروز بھی اسی کے جیسی اذیت کا شکار تھا۔۔ جس کے پاس اس کی اپنی پہچان ہی نہیں تھی۔۔۔ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا۔۔ یعقوب نیازی کو خود سے بہت دور پایا تھا۔۔

حویلی کے باقی سب لوگ فیروز سے نفرت نہیں کر پائے تھے۔۔ ان سے امینہ چھن گئی تھی۔۔ مگر وہ فیروز کو خود سے دور نہیں کر پائے تھے۔۔ جس میں انہیں امینہ کی پرچھائی نظر آتی تھی۔۔ یعقوب نیازی بھی اس سے نفرت نہیں کرتے تھے۔۔ مگر وہ اسے اپنے قریب کرنے کی ہمت بھی نہیں رکھتے تھے۔۔ ان سے ان کی لاڈلی بیٹی کو چھینا گیا تھا۔۔ جس کا قصوروار فیروز کا باپ تھا۔۔ اسی بات کا بدلہ وہ فیروز سے لے رہے تھے۔۔

وہ اپنا دل بڑا نہیں کر پائے تھے۔۔۔

جیسے وہ زاراب اور ارشیان کو سینے سے لگانے کی چاہت رکھتے تھے۔۔ ویسی چاہت کبھی فیروز نے اپنے لیے نہیں دیکھی تھی۔۔ ارشیان اور زاراب کے غلطی کرنے پر یعقوب نیازی اتنے غصے میں نہیں آتے تھے۔۔ جتنا فیروز کی

بار ہوتا تھا۔۔وہ کئی بار اسے غصے میں ناجائز اولاد ہونے کا طعنہ بھی دے چکے تھے۔۔جو فیروز نیازی کو توڑ کر رکھ جاتا تھا۔۔

اپنی ماں کی خواہش پر اس نے اپنا نام فیروز نیازی ہی رکھا تھا۔۔اسے اپنی ماں کی لکھی تحریر پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ ناجائز اولاد نہیں تھا۔۔ہاں مگر ابھی وہ اس بات کو دنیا کے سامنے ثابت نہیں کر پایا تھا۔۔

زاراب نیازی جو بظاہر سب کو بہت ہی سرد و سپاٹ دکھائی دیتا تھا۔۔مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کب سے خان حویلی کی عورتوں پر ہوتے دشمنوں کی وار خاموشی سے نوٹ کر رہا تھا۔۔وہ بچپن سے ہی بہت ذہین تھا۔۔۔ہر بات چٹکیوں میں سمجھ جایا کرتا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ دشمنی کو بڑھاوا نہ دینے کی وجہ سے اس کے بڑے ہر چیز پر پردہ ڈالے جا رہے تھے۔ اپنی عورتوں کو قربان کیے جا رہے ہیں۔ مگر ان کے دشمن راجپوت اور گیلانی ان کا اتنا نقصان کرنے کے بعد بھی نہ تو کامیاب ہو پائے تھے۔۔ اور نہ ہی اپنی حرکتوں سے باز آئے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

امینہ کے وہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی یعقوب نیازی نے ان کے کیے کی سزا حویلی کی باقی عورتوں کو نہیں دی تھی۔۔ وہ عورتوں کو برابری کے حقوق دینے کے حق میں اب بھی تھے۔۔ دشمنوں کی اتنی مخالفت برداشت کرنے کے باوجود انہوں نے گاؤں میں موجود خواتین کے سکول اور کالج کو بند نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

اتنی سازشوں کے بعد بھی یعقوب نیازی کو اپنی بات پر ڈٹا دیکھ حسین راجپوت کو بھی ضد ہوئی تھی۔۔اگر خان حویلی کی عورتوں کو اتنی آزادی مل رہی تھی تو ان کی عورتیں کیوں پیچھے رہتیں۔۔۔میرب راجپوت اس خاندان کی پہلی لڑکی تھی۔۔جس نے سکول میں قدم رکھا تھا۔۔حسین راجپوت کو میرب سے بہت محبت تھی۔۔وہ ہمیشہ اپنی بیٹیوں بہوؤں کو خود سے فاصلے پر ہی رکھتے تھے۔۔انہیں ویسی محبت کبھی نہیں دی تھی۔۔جس کی وہ حقدار تھیں۔۔

مگر میرب بچپن سے ہی بہت ضدی اور اپنی منوانے والی تھی۔۔۔وہ بچپن سے ہی حسین راجپوت کے اگنور کرنے کے باوجود ان کے پاس بیٹھی رہتی تھی۔۔اسے توجہ چاہیے ہوتی تھی ان کی۔۔جو وہ حاصل کر ہی لیتی تھی۔۔

آہستہ آہستہ وہ حسین راجپوت کے بہت قریب ہونے لگی تھی۔۔وہ باقی کسی کو اہمیت دیں یا نہ دیں اس چھوٹی سی گڑیا کو ضرور اپنے ساتھ بیٹھاتے تھے۔۔

اس کی ہر خواہش پوری کرتے تھے۔۔یہی وجہ تھی کہ تعلیم دلوانے کے معاملے میں بھی ان کا دل میرب کی وجہ سے نرم پڑا تھا۔۔

وہ انہیں بہت زیادہ عزیز تھی۔۔۔کیونکہ میرب اپنے دادا کو بہت زیادہ اہمیت دیتی تھی۔۔۔وہ بھی اس کے لیے اپنے ماما بابا سے بھی بڑھ کر تھے۔۔

مگر ایک دن کچھ ایسا ہوا تھا کہ راجپوت خاندان کی شہزادی کا ٹاکرا خان حویلی کے شہزادے زاراب نیازی سے ہوا تھا۔۔

زاراب اس وقت سترہ سال کا جبکہ میرب تیرہ سال کی تھی۔زاراب کو وہ گولڈن براؤن آنکھوں والی گلابی موم جیسی گڑیا پہلی نظر میں ہی بھا گئی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ حسین راجپوت کی پوتی ہے۔۔۔ورنہ شاید وہ پہلے قدم پر ہی اپنے دل کو روک لیتا۔۔۔

یہیں پر اس سے غلطی ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب میرب بھی ہر ہفتے اپنے سکول کے باہر کھڑے اس لڑکے کو دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی۔۔جو اسے گاؤں کا لگتا ہی نہیں تھا۔۔

پینٹ شرٹ میں ملبوس بے حد سٹائلش سا لڑکا بارش ہو یا دھوپ اسے دیکھنے

کے لیے ہر ہفتے وہاں ضرور آتا تھا۔۔۔زاراب شہر میں پڑھتا تھا۔۔وہ ہر ویک اینڈ پر صرف اور صرف میرب کو دیکھنے کے لیے گاؤں آتا تھا۔۔

جس کی وجہ سے اس کی پڑھائی کا بھی بہت حرج ہوتا تھا۔۔جسے پھر راتوں کو جاگ جاگ کر پورا کرنا پڑتا تھا۔۔

مگر اس گلابی گڑیا کو دیکھنے کا جو سرور تھا وہ راتوں کو سونے میں کہاں تھا۔۔۔

زاراب بھی جانتا تھا کہ وہ اس کی توجہ کی عادی ہوگئی تھی۔۔زاراب کو دیکھ کر میرب کے ہونٹوں پر جو مسکان آتی تھی وہ زاراب نیازی کے لیے بہت ہی زیادہ انمول تھی۔۔

وہ دونوں اس وقت کم عمر تھے۔۔ سمجھ ہی نہیں پائے تھے کہ آہستہ آہستہ کس جان لیوا جذبے کا شکار ہو رہے ہیں۔۔۔

دو سال ان کے ایسے ہی ایک دوسرے کو دیکھتے گزر گئے تھے۔۔ دونوں میں سے کسی نے بھی بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ نہ ہی یہ پتا لگانے کی کوشش کی تھی کہ وہ کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔۔

ان دو سالوں میں کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرا تھا۔۔ جب ان دونوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا ہو۔۔۔ چاہے وہ بیمار ہوں یا کچھ بھی ہو۔۔۔ وہاں آنا ضروری تھا۔۔

ان کی محبت کی شدت ان دونوں کی آنکھوں سے چھلکتی تھی۔۔۔ اظہار کی نوبت ہی کبھی نہیں آئی تھی۔۔۔

دوسری جانب راجپوت خاندان اور خان حویلی والوں کے درمیان تعلقات بہتر ہونے لگے تھے۔۔۔ جس میں سب سے زیادہ ہاتھ حسین راجپوت کا ہی تھا۔۔۔

وہ لوگ اب پھر کس نیت سے اپنا ہاتھ آگے بڑھا رہے تھے خان نہیں جانتے تھے۔۔ مگر یعقوب نیازی شروع سے ہی بلاوجہ کی دشمنیوں کے خلاف رہے تھے۔۔۔ ہمیشہ گیلانی اور ان کے باقی دشمنو نے ان کے اور راجپوت خاندان کے درمیان غلط فہمیاں اور اختلافات پیدا کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔

یعقوب نیازی کو ابھی تک اس حوالے سے کوئی ثبوت نہیں ملا تھا کہ امینہ اور حلیمہ نیازی کے مجرم راجپوت تھے۔۔ تو پھر وہ بلاوجہ فضول کی دشمنی کو طول نہیں دینا چاہتے تھے۔۔

اس لیے انہوں نے راجپوت خاندان کی جانب سے ہاتھ بڑھانے پر انہیں کھلے دل سے ویلکم کیا تھا۔۔۔

اس بات سے انجان کے وہ پھر سے ایک اور تباہی کا آغاز کر رہے تھے۔۔۔ حسین راجپوت نہیں جانتے تھے کہ اس بار یعقوب نیازی کے نقصان کے ساتھ ساتھ ان کے اپنے جگر کا ٹکڑا ان کی لاڈلی پوتی بھی اذیت سے دوچار ہونے والی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب فیروز اور ارشیان کی ماؤں پر ہوئے ظلم سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔۔ اس نے ہمیشہ سے ان دونوں کا سپورٹ کیا تھا۔۔۔ انہیں ان کے مشکل وقت میں سنبھالا تھا۔۔ وہ تینوں اس وقت کم عمر تھے۔۔ مگر زہانت اور عقلمندی میں اپنے بڑوں سے کہیں زیادہ بڑے نکلے تھے۔۔

وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا اصل دشمن کون ہے۔۔ جن کی طرف سے ان کے بڑے آنکھیں موندے بیٹھے ہیں۔۔۔

راجپوت خاندان سے صلح ہونے کی خبر نے ان تینوں کو آگ لگادی تھی۔۔۔ زاراب نے یعقوب نیازی کی سخت مخالفت کرتے انہیں اپنے دشمنوں سے ہاتھ ملانے سے روکا تھا۔۔۔

لیکن انہوں نے اس کو ابھی ان معاملات سے دور رہنے کا کہتے اسے وہیں خاموش کروادیا تھا۔۔۔

دونوں خاندانوں کے بیچ صلح ہوچکی تھی۔۔ مگر جب بھی راجپوت ان کی حویلی میں مدعو کیے جاتے تھے۔۔ وہ تینوں حویلی نہیں آتے تھے۔۔۔

ان تینوں نے ایک بار بھی راجپوتوں سے ملاقات نہیں کی تھی۔۔وہ شروع سے ہی اپنے دشمنوں کو ان کی اوقات میں رکھنے کے عادی تھے۔۔

میرب ان سب دشمنیوں سے بے خبر اپنے بڑوں کے ساتھ بہت مزے سے وہاں آتی تھی۔۔اسے خان حویلی بہت زیادہ پسند تھی۔۔۔خاص کر خان حویلی کا مختلف پھولوں اور پودوں سے سجا سرسبز لان۔۔۔

جو زاراب نیازی کی پسند کو دیکھتے ہوئے یعقوب نیازی نے خاص طور پر بنوایا تھا۔۔۔

میرب کو خان حویلی کے لوگ بھی بھی پسند تھے۔۔وہ اکثر ملازمین کے ساتھ اکیلے وہاں آجایا کرتی تھی۔۔جب ایک دن زاراب بھی ویک اینڈ پر حویلی آیا ہوا تھا۔۔۔

وہ اپنے پسندیدہ پھولوں کے باغیچے میں آیا تھا۔۔۔ جب وہاں پھولوں کے بیچ کھڑی اس حسین تتلی کو دیکھ وہ خوشی کے مارے ساکت رہ گیا تھا۔۔

اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ لڑکی اسے اس طرح اپنی حویلی میں مل سکتی ہے۔۔۔

زاراب کو پھول توڑنا سخت ناپسند تھا۔۔ وہ نہ تو خود توڑتا تھا اور نہ کسی کو توڑنے دیتا تھا۔۔ اگر کبھی کو پھول توڑتے پکڑا جاتا تھا تو اس کی خیر نہیں ہوتی تھی زاراب نیازی کے ہاتھوں۔۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو۔۔

میرب کو بھی شاید یہ بات بتائی گئی تھی۔ اس نے اس حویلی کے چہیتے زاراب نیازی کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔۔ مگر اس نے ابھی تک اس شخص کو دیکھا نہیں تھا۔۔ اس بات سے انجان کے پچھلے دو سالوں سے جسے

وہ اپنی آنکھوں کے راستے دل میں بسائے بیٹھی تھی۔۔ خان حویلی کا چہیتا پوتا وہی تھا۔۔۔

اسے یہی بتایا گیا تھا کہ زاراب نیازی شہر میں ہی ہے۔۔ اس لیے وہ بنا اپنے پیچھے کھڑے زاراب نیازی کو دیکھے بہت ایک نظر ادھر ادھر دوڑاتی اس کے پسندیدہ پودے سے پھول توڑتی اس لمحے زاراب کو بہت ہی معصوم سے چورنی لگی تھی۔۔

وہ کتنے ہی لمحے یک ٹک اسے پودے پر لگے سارے پھول توڑتے دیکھتا رہا تھا۔۔۔

میرب اپنے دوپٹے میں پھولوں کو بھرے جیسے ہی پلٹی اپنے عین پیچھے کھڑے انسان کو دیکھ حیرت و بے یقینی کے عالم میں دھنگ رہ گئی تھی۔

اس نے آج تک اسے دور سے ہی دیکھا تھا۔۔ اتنے قریب سے آج پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کا شاک ہونا بنتا تھا۔۔۔

میرب کے ہاتھ سے سارے پھول گر کر زمین بوس ہوئے تھے۔۔ وہ مسمرائز سا اسے مسکراتے دیکھتی رہی تھی۔۔ اس کی مسکراہٹ بے پناہ حسین تھی۔۔ گالوں پر ابھرنے والے گڑھے دل موہ لیتے تھے۔۔۔

میرب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹی تھی۔۔

"تت تم۔۔ مم میرا مطلب آ آپ پ۔۔۔"

میرب کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ اسے کیا کہہ کر مخاطب کرے۔۔۔اتنے وقت سے ان کے درمیان دل کا گہرا ترین رشتہ بن چکا تھا۔۔ مگر کبھی ان دونوں نے نہ تو ایک دوسرے کو مخاطب کیا تھا۔۔نہ ہی ایسی کوئی نوبت آئی تھی۔۔

اسے اس شخص کی یہی بات اچھی لگی تھی۔۔ کہ ان دونوں کا رشتہ اس عمر میں بھی بہت میچور تھا۔۔نہ ٹین ایجرز والی کوئی چیپ باتیں تھیں۔۔نہ بلاوجہ کی ملاقاتوں کی ڈیمانڈ۔۔

اسی لیے آج اسے اپنے اتنے قریب دیکھ میرب یہی نہیں سمجھ پائی تھی کہ وہ اسے کیا کہہ کر مخاطب کرے۔۔۔

"زاراب خان نیازی۔۔۔"

زاراب نے سینے پر بازو باندھے اس کے حسین چہرے کو آج پہلی بار اتنے قریب سے دیکھتے اپنا نام بتایا تھا اسے۔۔

جو سن کر میرب شاک میں جاچکی تھی۔۔۔

وہ خان حویلی کا سب سے لاڈلا اور چہیتا بیٹا پچھلے دو سالوں سے اس کی وجہ سے سرد و گرم کی پرواہ کیے بغیر پہروں کھڑا ہوتا تھا۔۔ صرف اس کی جھلک دیکھنے کے لیے۔۔ میرب کو یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

"کیا میں آپ کا نام جان سکتا ہوں۔۔؟؟"

زاراب نجانے کیوں اس لمحے اس کا نام جاننے کو بے قرار ہوا تھا۔۔ وہ مغرور شہزادہ جس نے آج تک بنا برینڈ دیکھے کبھی کسی مادی شے کو بھی چھوا تک نہیں تھا۔۔

وہ اس لڑکی کی پہچان جانے بغیر اس سے محبت کرنے لگا تھا۔۔۔

یہی تو تھی اس شخص کی محبت کی شدت۔۔زاراب کی والہانہ نگاہیں اس دوران ایک بار بھی اس کے چہرے سے نہیں ہٹی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"نہیں۔۔۔"

میرب نے اپنے گلابی لبوں کی تراش میں مسکراہٹ چھپائے نفی میں سر ہلاتے نہایت ہی معصومیت کے ساتھ اپنا نام بتانے سے انکار کیا تھا۔۔۔

زاراب جو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔وہ اس لڑکی سے ہونے والی اس پہلی ملاقات پر اس کی یہ دلفریب ادائیں دیکھ مزید اس کا دیوانہ ہونے لگا تھا۔۔

"میرا نام آپ کو خود تلاش کرنا پڑے گا۔۔اپنے یہاں کے سورسز استعمال کیے بغیر بہت ہی ایمانداری کے ساتھ۔۔۔"

میرب کو وہ بہت گھمنڈی لگا تھا۔۔اسے نجانے کیوں اس بات پر بے پناہ ناز ہونے لگا تھا کہ وہ اس انسان کی چاہت بنی تھی۔۔اسے ہمیشہ مشکل کام کرنا پسند تھے۔۔اور اب وہ اس مغرور اور گھمنڈی شہزادے کی نک چڑی شہزادی بننے کی خواہش رکھتی تھی۔۔۔

اس کی جانب سے رکھی جانے والی شرط پر زاراب نے مسکرا کر سر تسلیم خم کرتے قبول کیا تھا۔۔

جب اس کی نظر میرب اور اپنے پیروں کے بیچ پڑے گلابوں پر پڑی تھی۔۔

"آئم سوری۔۔۔"

میرب شرمندہ ہوئی تھی۔۔جو سامنے کھڑا شخص ہوتے نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔جو انسان آج تک کسی کے آگے نہیں جھکا تھا۔۔وہ سامنے کھڑی تتلی کے پیروں کے پاس موجود پھول چننے کے لیے اس کے قدموں کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔

میرب اس کی اس حرکت پر منجمند ہوئی تھی۔۔

آج تک اتنی عزت اور احترام اسے کسی نے نہیں دیا تھا۔۔۔

اسے ہوش تو تب آیا تھا۔۔جب زاراب نے وہ سارے پھول چن کر اس کے آگے پیش کیے تھے۔۔۔

میرب نے دھڑکتے دل کے ساتھ انہیں تھام لیا تھا۔۔اس کی رنگت میں ایک دم سرخیاں گھل گئی تھیں۔۔۔

ایک جانب کھڑے زاراب کے خاص ملازم حسین نے یہ منظر دیکھ نگاہیں جھکالی تھیں۔۔وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ اگر اس جگہ کوئی اور زاراب کے باغیچے سے پھول چراتے پکڑا جاتا تو اس نے نہیں بچنا تھا۔۔

میرب وہ پھول لیے وہاں سے آگئی تھی۔۔۔وہ بہت زیادہ خوش تھی۔۔

کیونکہ زاراب نیازی اور اس کے خاندان کو اس کے سب گھر والے بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔۔

وہ خوش تھی کہ ان دونوں کے بیچ کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔۔لیکن یہی اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔۔۔

میرب اس کے بعد بھی کئی بار خان حویلی آتی رہی تھی۔۔اس کی زاراب سے تھوڑی بہت بات ہو جاتی تھی۔۔اسے پتا چلا تھا کہ اس حویلی میں

زاراب کا روم سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔۔۔ وہاں جانے کی سب کو اجازت نہیں تھی۔۔

مگر میرب کو زاراب نے اپنا کمرہ خود دکھایا تھا۔۔ وہ اس کے لیے بہت اہم ہو گئی تھی۔۔ وہ ہنستی مسکراتی چھوٹی سی موم کی گڑیا اس کے دل کا چین بن گئی تھی۔۔ وہ دونوں بہت اچھے دوست بن چکے تھے۔۔۔

زاراب نے آج تک کسی کو اپنا بیسٹ فرینڈ نہیں مانا تھا۔ ارشیان اور فیروز اس کے بھائی تھے۔۔۔ اس کے ساتھی تھے۔۔ ان کا اس کی زندگی میں الگ مقام تھا۔۔

مگر میرب راجپوت اس کی بیسٹ فرینڈ تھی۔۔

میرب بھی اسے اپنا بیسٹ فرینڈ ماننے لگی تھی۔۔ جس سے وہ اپنی ہر بات شیئر کرتی تھی۔۔ اپنی ہر چھوٹی بڑی خوشی اپنے خواب۔۔۔

سخت مزاج سازاراب نیازی اس کے آگے بالکل نرم پڑ جاتا تھا۔۔

زاراب کو ابھی تک نہیں پتا تھا کہ وہ کون ہے۔۔۔

نہ اس نے کسی سے پوچھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

وہ چاہتا تھا میرب اسے اپنا نام خود بتائے۔۔۔

میرب جو حسین راجپوت سے اپنی ہر بات شیئر کرتی تھی۔۔ اس نے انہیں اپنے دوست کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔۔

جو سن کر ہر معاملے میں دقیانوسی سوچ رکھنے والے حسین راجپوت اپنی لاڈلی پوتی کی اس بات پر بھی برا نہیں مانے تھے۔۔۔

میرب نے انہیں نام نہیں بتایا تھا۔۔۔

وہ انہیں ملوانا چاہتی تھی۔۔۔اس امید کے ساتھ کہ حسین راجپوت کو زاراب بے انتہا پسند آئے گا۔۔وہ کئی بار حسین راجپوت کو زاراب کی تعریف کرتے دیکھ چکی تھی۔۔

مگر آج تک اس نے ایک بار بھی زاراب اور حسین راجپوت کو ایک دوسرے سے ملتے نہیں دیکھا تھا۔۔

کیونکہ ابھی اسے زاراب کی راجپوت خاندان سے بے پناہ نفرت کا اندازہ ہی نہیں تھا۔۔۔

"میں اس وقت تمہارے اسی چچا کی حویلی میں تمہارے کمرے میں تمہیں اپنا قیدی بنائے کھڑا ہوں۔۔۔ کیا کر پایا ہے سلطان شاہ۔۔۔ اور قریب آنے سے روکنے کی دھمکی تو بالکل مت دینا۔۔"

فیروز اس کے منہ سے پوری بات سچ سنے بغیر اسے چھوڑنے کے موڈ میں تو بالکل بھی نہیں تھا۔۔

چاہے سلطان شاہ یہاں ہی کیوں نہ آجاتا۔۔۔

فیروز ایک بار پھر اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"کیا جاننا چاہتے ہو۔۔۔؟؟"

حانم اس کا ضدی انداز دیکھ سینے پر دونوں بازو باندھے اسی کے انداز میں اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"تمہارا سچ۔۔۔"

فیروز نے اپنی نگاہیں اس کی نگاہوں میں گاڑھتے سرد لہجے میں کہا تھا۔۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے فیروز نیازی کہ میں تمہیں اپنا سچ بتا دوں گی۔۔۔ تم میری دشمنی کو بہت زیادہ انڈر ایسٹیمیٹ کر رہے ہو۔۔ میں اتنی اچھی بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔ جو تلاش کرنا ہے خود کرو۔۔۔ مجھ سے تمہیں کچھ نہیں ملنے والا۔۔۔"

حانم اسے ٹکا سا جواب دیتی واپس پلٹی ہی تھی۔۔ جب فیروز اسے اس کی کلائی سے دبوچتا پیچھے موجود صوفے پر پھینکتا اپنی دونوں ہتھیلیاں اس کے دائیں بائیں جما گیا تھا۔۔۔

حانم اس اچانک نازل ہونے والی افتاد پر گھبراتی صوفے کی پشت سے جا لگی تھی۔۔

کیونکہ فیروز کا غضبناک چہرا اور جھلساتی گرم سانسیں اس کے بہت زیادہ قریب تھیں۔۔ اس لمحے پہلی بار حانم کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔

"تم مجھے اپنا دشمن مانتے ہوئے میرے نکاح میں آئی۔۔ مجھ پر قاتلانہ حملہ کروایا۔۔ میرے پاس ہوتے ہوئے اپنے چچا سے رابطے میں رہی۔۔ میرے قریب آنے کی کوشش کرتی رہی۔۔ تاکہ مجھے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دو۔۔ میری بیوی بن کر میرا ماضی جاننے کی کوشش کرتی رہی۔۔۔

میرے آگے ٹوٹی بکھری لڑکی بن کر میری بانہوں کا سہارا پاتی رہی۔۔۔

تمہیں لگتا ہے تمہاری ان سب حرکتوں کے بعد میں تمہیں بخش دوں گا۔۔

اور جانے دوں گا اتنے آرام سے۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ ابھی تم بہت کم وقت

رہی ہو میرے ساتھ۔۔ تم نے ٹھیک سے پہچانا ہی نہیں کہ فیروز نیازی اصل میں ہے کیسا۔۔۔

پہلے تم اپنی مرضی سے مجھے مجبور کر کے میرے ساتھ رہی تھی۔۔۔اب میں اپنی مرضی سے تمہیں مجبور کر کے اپنے ساتھ رکھوں گا۔۔ تم مجھے اپنا اصل چہرا دکھا چکی ہو۔۔اب میں تمہیں فیروز نیازی کا اصل چہرا دکھاؤں گا۔۔۔"

فیروز اس کی ٹھوڑی اپنی گرفت میں لیے اس کے چہرے پر اپنے گرم سانسیں چھوڑتا اس کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔۔

"تت تم بہت غلط کر رہے ہو۔۔ میرے چاچو چھوڑیں گے نہیں تمہیں۔۔۔ "

حانم نے اس کی گرفت سے نکلنا چاہا تھا۔۔

جب فیروز اس کی دونوں کلائیوں کو اس کی کمر پر لے کر جاتا اپنے رومال سے باندھ گیا تھا۔۔۔ حانم نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

مگر فیروز نیازی اس وقت مہلت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔ اسے حانم کے فائٹنگ کے انداز سے لگتا تھا کہ یہ لڑکی پراپر ٹریننگ یافتہ ہے۔۔ جسے خود کو ڈیفینڈ کرنے اور اٹیک کرنے کے سارے داؤ پیچ آتے تھے۔۔

وہ اصل میں کون تھی۔۔۔ یہ حقیقت ابھی تک فیروز کے سامنے نہیں آپا رہی تھی۔۔۔ اسی لیے اب وہ حانم کو اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

بہت ہو گیا تھا اس لڑکی کے ہاتھوں بے وقوف بننا۔۔۔

اب وہ اس کے اشاروں کے مطابق چلنے والی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔"

وہ اس کے آگے بے بس ہوتی آنکھوں میں نمی بھرتی ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔ ایسا کرتے اس کے بالوں کی لٹ اس کے ہونٹوں سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔

اس کے کٹاؤ دار لبوں کے گداز پن کو چھوتی وہ لٹ فیروز نیازی کے دل کو گدگداسی گئی تھی۔۔۔ دل نے بے اختیار انہیں چھونے کی خواہش کی تھی۔۔۔

"لاحول ولا قوۃ۔۔"

اگلے ہی لمحے اپنی اس خواہش پر خود کو جی بھر کر ملامت کرتا وہ اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔ یہ لڑکی اس کی منزل نہیں تھی۔۔۔

ان کا نکاح ضرورت کے تحت ہوا تھا۔۔ ورنہ یہ عہد تو فیروز نیازی بچپن سے اپنے دل سے کر چکا تھا کہ وہ اسی لڑکی کو ہی بیوی بنا کر اپنی لائف میں شامل کرے گا۔۔ جو اس کی ماں نے اس کے نام لگوائی تھی۔۔۔

نوشی فرقان نیازی نے ہی اس کی بیوی بننا تھا۔۔ اس کے علاوہ وہ یہ مقام کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔۔۔۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔۔۔"

فیروز اب کے اس حسن کی ملکہ سے فاصلہ برقرار رکھتے بولا تھا۔۔

"مر کے بھی نہیں۔۔۔ تم مجھے یہاں سے نہیں لے جا سکتے۔۔ میرے چاچو نہیں جانے دیں گے۔۔۔"

حانم کی ہر بات میں سلطان کا ہی ذکر تھا۔۔ جو بات فیروز کو زچ کر گئی تھی۔۔

"ایسی کی تیسی تمہارے چاچو کی۔۔۔"

وہ آگے بڑھا تھا اور حانم کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے ہونٹوں پر اپنا دوسرا رومال باندھتا وہ اسے بہت ہی آرام سے کرسی سے اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

حانم ہاتھ پیر مارتی رہی تھی۔۔۔ فیروز کے اس قدر قریب ہونے کی وجہ سے اس کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگی تھیں۔۔ مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

وہ اسے آٹے کی بوری کی طرح اپنے کندھے پر ڈال کر جا رہا تھا۔۔ حانم

مزاحمت کرتی اس کی گردن اور کندھوں کو اپنے ناخنوں سے بالکل نوچ چکی تھی۔۔۔ مگر فیروز کی مضبوط گرفت میں پھر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔۔وہ اسے اٹھائے نجانے کون کون سے راستوں سے ہوتا وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

حانم کو جو تھوڑی بہت امید تھی۔۔ کہ گارڈز دیکھ لیں گے اور وہ بچ جائے گی۔۔ ویسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔ فیروز ان راستوں سے آیا تھا کہ جو شاید اس حویلی میں رہتے لوگوں کو بھی ابھی تک نہیں پتا تھے۔۔۔

"یہ پولیس والا نہیں چور لگتا ہے۔۔۔ ایسے رکھوالے ہوئے تو ہو گیا ملک میں امن۔۔۔ جو خود ہی اغوا کاری میں میڈل کے مستحق ہیں۔۔۔"

حانم زیر لب بڑبڑاتی اس بات سے انجان تھی کہ فیروز اس کی بڑبڑاہٹ بہت آرام سے سن رہا ہے۔۔۔

"یہ پولیس والا اپنی بیوی کا ہی اغوا کر رہا ہے۔۔ کسی غیر کا نہیں۔۔۔"

اس پر اپنی گرفت مزید مضبوط کرتا وہ اپنے لفظوں اور عمل سے حانم کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا تھا۔۔ اس کے بعد حانم کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ ایک عجیب سا احساس تھا جو پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب باہر ٹیرس پر آیا تھا۔۔۔ جہاں کھڑے صائم کو میرب کا ہاتھ تھامے دیکھ اس کے اندر شعلے بھڑک اٹھے تھے۔۔

سب سے پہلے صائم کی نظر ہی اس پر پڑی تھی۔۔ صائم اس سے ملنے کی خواہش رکھتا تھا۔۔ اس لیے خوشدلی سے مسکراتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

"ہیلو مسٹر نیازی۔۔۔ بہت اشتیاق تھا آپ سے ملنے کا۔۔۔ آپ تو لندن کے لوگوں میں بھی بہت زیادہ مقبول ہیں۔۔ اور یہاں کے سب سے اچھے لیڈر مانے جاتے ہیں۔۔۔ آپ کے ساتھ کام کرنے میں مزا آئے گا۔۔۔"

صائم دل سے اس کی تعریف کرتا مصافحہ کے لیے اس کی جانب ہاتھ بڑھا گیا تھا۔۔ جبکہ زاراب کی نگاہیں تو صائم کے پیچھے کھڑی میرب پر تھیں۔۔ وہ اس وقت اپنی آنکھوں کو گاگلز کی قید سے آزاد کر چکا تھا۔۔ وہ خون رنگ آنکھیں میرب کے پورے وجود میں خوف کی لہر دوڑا گئی تھیں۔۔

"مگر مجھے بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی راجپوت خاندان کے ایک اور فرد سے مل کر۔۔۔اور ہم ایک ساتھ نہیں ایک دوسرے کی مخالفت میں کام کرنے والے ہیں۔۔ جس میں مجھے پوری امید ہے کہ تمہیں بالکل بھی مزا نہیں آنے والا۔۔۔"

زاراب نیازی اس کا مصافحہ کے لیے بڑھایا گیا ہاتھ صاف نظر انداز کرتا اپنے ہاتھوں کو پینٹ کی پاکٹس میں اڑس گیا تھا۔۔ صائم اپنی مٹھی بھینچتا خاموشی سے ہاتھ پیچھے کر گیا تھا۔۔ جبکہ زاراب نیازی کی جانب سے کی جانے والی اس انسلٹ پر میرب اندر تک کھول اٹھی تھی۔۔

صائم زاراب سے بات کرنے کے لیے اس کی سامنے کھڑا تھا۔۔ مگر زاراب کی لال آنکھیں میرب پر جمی ہوئی تھیں۔۔

اس ہٹ دھرم اور بدتمیز شخص کا یہ انداز صائم کو سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

زاراب نے میرب کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے۔۔۔"

میرب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتی اسی کے انداز میں بولی تھی۔۔

صائم خاموشی سے کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ میرب اور زاراب بالکل ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔۔ مگر ان دونوں میں کافی فاصلہ تھا۔۔ جبکہ صائم درمیان میں کھڑا تھا۔۔

"تم میری بات سنے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتی۔۔۔"

زاراب کا کاٹ دار لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اندر سے کس قدر غصے میں ابل رہا ہے۔۔

"میں تمہاری پابند بالکل بھی نہیں ہوں۔۔ تم مجھے نہیں روک سکتے۔۔۔"

میرب نے اسے یاد دلانا چاہا تھا کہ پچھلی ملاقات میں وہ اسے اپنی جانب سے آزاد کر چکا ہے۔۔ پھر یہ سب کیوں کر رہا تھا۔۔

"وہ ملنا نہیں چاہتی۔۔۔ آپ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔"

زاراب جیسے ہی میرب کی جانب بڑھا صائم فوراً ان کی درمیان میں آیا تھا۔۔۔

"تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ۔۔۔ بے موت مارے جاؤ گے۔۔"

زاراب کا اس کی یہ حد درجہ دخل اندازی سخت زہر لگ رہی تھی۔۔اس نے مٹھیاں بھینچتے صائم کو وارن کیا تھا۔۔

"سر پر کفن باندھ کر آیا ہو۔۔موت سے نہیں ڈرتا نیازی صاحب۔۔۔"

صائم نے اس غصے سے پاگل ہوتے شخص کو مسکرا کر جواب دیتے مزید آگ لگا کر رکھ دی تھی۔۔زاراب نیازی کی صرف ایک ہی کمزوری تھی۔۔وہ کسی کا بھی میرب کو چھونا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔اسی پوائنٹ پر وہ پاگل ہو اٹھتا تھا۔۔اور یہ شخص بار بار یہی کر رہا تھا۔۔

میرب کی نگاہیں زاراب پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔وہ سب سمجھ رہی تھی۔۔کہ زاراب نیازی اس طرح پاگل کیوں ہو رہا ہے۔۔زاراب نے اپنے دانت اتنی

سختی سے دبا رکھے تھے۔۔ کہ اس کی کنپٹی کی رگیں خطرناک حد تک باہر کی

جانب ابھر آئی تھیں۔۔

"صائم پیچ میں آچکا ہے مسٹر زاراب خان نیازی۔۔۔ اور ہمیشہ پیچ میں ہی

رہے گا۔۔"

میرب کے دل کو آج اتنے وقت بعد سکون ملا تھا۔۔ اس گھمنڈی اور مغرور

انسان کو اس طرح اپنے لیے پاگل ہوتا دیکھ وہ دل ہی دل میں خوشی سے

جھوم اٹھی تھی۔۔

صائم کے بازو کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتی اس نے زاراب کو اس کی بات کا

جواب دیا تھا۔۔

اس کی اس حرکت پر زاراب نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔وہ اب کی بار کچھ نہیں بولا تھا۔۔

جب میرب صائم کا بازو ایسے ہی تھامے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔وہ دونوں جیسے ہی میٹنگ روم کے دروازے تک پہنچے ان کے کانوں میں ٹیرس کا کانچ کا دروازہ ٹوٹنے کی زوردار آواز آئی تھی۔۔۔

میرب کا دل وہیں ساکت ہوا تھا۔۔ ٹیرس پر صرف زاراب ہی تھا۔۔اور وہ جس غضبناک کیفیت میں اسے چھوڑ کر آئی تھی۔۔وہ سمجھ گئی تھی یہ دروازہ کس نے اور کیسے توڑا تھا۔۔یہ سوچ کر ہی میرب کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔

صائم نے اسی لمحے میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔ کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ بھی سمجھ چکا تھا۔۔ مگر میرب نے اپنے تاثرات کو کنٹرول کرتے بمشکل اپنے قدموں کو اندر کی جانب گھسیٹا تھا۔۔ اس شخص کے معاملے میں دل جو پتھر کرنا بہت مشکل تھا۔۔ جو اس کی پہلی محبت تھا۔۔ جس نے اسے محبت جیسے جذبے سے روشناس کروایا تھا۔۔

مگر آج میرب راجپوت نے اپنی عزت نفس اور ذات کے غرور کے آگے اپنی محبت کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔ جو کرتے ہوئے اس کا دل پوری طرح زخموں سے چور ہوا تھا۔۔

وہ دونوں واپس میٹنگ جوائن کر چکے تھے۔۔

لیکن زاراب واپس نہیں آیا تھا۔۔ میرب کی بے قرار نگاہیں بار بار دروازے پر جا کر واپس پلٹ آتی تھیں۔۔ مگر اس کا انتظار انتظار ہی رہا تھا۔۔ زاراب نیازی اس کی جانب سے کیا جانے والا وار شاید برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔

آج رات ان لوگوں کا آفیشل ڈنر تھا۔۔ جس میں میٹنگ میں موجود تمام لوگوں نے شرکت کرنی تھی۔۔ یہ میٹنگ ان سب کے لیے کافی اچھی رہی تھی۔۔ سوائے زاراب کی پارٹی کے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اچھا ہوا آپ نے بتا دیا۔۔ کاش میں بھی اپنی لائف میں آپ جتنی کلیئر ہو سکتی۔۔ ویسے بھی ہمارے مذہب میں جبری نکاح کو نہیں مانا جاتا۔۔ یہ نکاح آپ کو بھی مجبور کر کے کیا گیا تھا۔۔ اور مجھے بھی۔۔ ہم اسے نہ مانیں تو

یہ بہتر ہو گا۔۔۔اچھی بات ہے آپ نے کلیئر کر دیا۔۔ہم دونوں کے بیچ کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔"

شاہنور اپنے مخصوص نرم لہجے میں بولتی بہت سنگین الفاظ ادا کر گئی تھی۔۔۔

ارشیان خاموشی سے کھڑا اس چھوٹی سی لڑکی کو اپنے ہی الفاظ خود پر لوٹاتے دیکھ رہا تھا۔۔

"بالکل۔۔تم جیسی دھوکے باز لڑکی سے میں زندگی میں کبھی کوئی رشتہ رکھنا بھی نہیں چاہتا۔۔بار بار میرے سامنے آکر مجھے میری اس غلطی کی یاد مت دلایا کرو۔۔جو اس رات تمہاری جان بچا کر کی تھی میں نے۔۔"

وہ شخص بولنے سے پہلے سوچتا نہیں تھا۔۔کہ اس کے الفاظ اگلے انسان کے لیے کس قدر اذیت کا باعث بن سکتے ہیں۔۔

"میں دھوکے باز نہیں ہوں۔۔۔ میں نے آپ کو دھوکا نہیں دیا۔۔۔ آپ نے اس دن میری جان بھی صرف اپنے مقصد کے لیے بچائی تھی۔۔۔ تا کہ مجھے فارم ہاؤس پر لے جاکر وہ غلط تصویریں بنا کر مجھے بدنام کر سکیں۔۔ جو آپ نے کیا بھی۔۔ اور سارا الزام ڈال دیا مجھ پر۔۔۔"

اس کا لگایا الزام شاہنور کو تڑپا کر رکھ گیا تھا۔۔ اس لیے وہ اگلے ہی لمحے حساب بے باک کرتی وہاں سے جانے کے لیے مڑی تھی۔۔۔

جب ارشیان اس کی کلائی دبوچ کر دروازہ ایک زور دار دھماکے سے بند کرتا شاہنور کی کمر اس کے ساتھ لگاتا اس کے دائیں بائیں بازو ٹکا گیا تھا۔۔

شاہنور اس کی اس جارحانہ کارروائی پر سہم گئی تھی۔۔۔اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔کیونکہ ارشیان شدید غصے میں اس لمحے اس کے بے پناہ قریب آگیا تھا۔۔

اس کے ہونٹ شاہنور کو اپنے ہونٹوں سے ٹکراتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ اس کی گرم سانسوں سے چہرا جلتا محسوس ہو اتھا۔۔وہ پہلی دفعہ اپنی مرضی سے اس کے اس قدر قریب آیا تھا۔۔شاہنور کی یہ حالت ہونا بنتی تھی۔۔

"اگر میں نے تمھیں بدنام کرنا ہوتا تو ایسا کرنے کے میرے پاس بہت سارے موقعے تھے۔۔تم میرے کمرے میں کس حالت میں تنہا تھی میرے ساتھ۔۔۔جانتی ہو کیا کر سکتا تھا میں تمہارے ساتھ وہاں۔۔۔"

ارشیان نیازی کے ہونٹوں سے انگارے نکل رہے تھے۔۔ کیونکہ شاہنور کی یہ بات اس کے دل پر وار کر گئی تھی۔۔ راجپوت خاندان والے جو کچھ ان کے ساتھ کر چکے تھے۔۔ اگر اس نے اسی طریقے سے بدلہ لینا ہوتا تو اب تک اپنا انتقام اچھے سے پورا کر چکا ہوتا۔۔ مگر وہ مردوں کے کیے کی سزا عورتوں سے لینے والا نامرد نہیں تھا۔۔

اسے شدید نفرت تھی ایسے مردوں سے۔۔

جو بزدلی کا مظاہرہ کر کے مرد کے کیے کی سزا اس کی عورت سے لیتے تھے۔۔

مگر ارشیان نیازی فیصل راجپوت کے کیے کی سزا اسے ہی دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ جو سزا انتہائی دردناک ہونے والی تھی۔۔

ارشیان کی انگلیاں شاہنور کو اپنی جلد ی میں دھنستی محسوس ہوئی تھیں۔۔

اسے لگا تھا اس کے بازو کی ہڈی آج ٹوٹ جائے گی۔۔

یا وہ دوبارہ ہاتھ ہلانے کے قابل نہیں بچے گی۔۔

اس کی کمر بہت زور سے دروازے کے ساتھ ٹکرائی تھی۔۔ درد کی شدید اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔

مگر اس بے رحم شخص کو رحم نہیں آیا تھا۔۔

ارشیان ابھی مزید بھی کچھ کہتا جب اپنے بے حد نزدیک موجود شاہنور کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ ٹھہر سا گیا تھا۔۔۔

ارشیان ابھی مزید بھی کچھ کہتا جب اپنے بے حد نزدیک موجود شاہنور کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ ٹھہر سا گیا تھا۔۔۔

آنسوؤں سے بھیگتا گلابی چہرا، آدھ کھلے کپکپاتے لب اور سختی سے میچی گھنیری پلکوں سے سجی آنکھیں۔۔۔

وہ کتنے ہی لمحے مبہوت سا اسے تکے گیا تھا۔۔۔ یہ وہ ایک لمحہ تھا جب ارشیان خان نیازی کا دل اس سے بغاوت کر گیا تھا۔۔

شاہنور پوری طرح سے اس کے چوڑے وجود کے حصار میں چھپی ہوئی تھی۔۔

وہ لرزتی کانپتی لڑکی اس سے بے پناہ ناراض اور اس کی قربت سے خوفزدہ تھی۔۔

ایک لمحہ لگا تھا اسے سب کچھ بھولنے کے لیے۔۔اس کا غصہ و اشتعال ایک دم دھڑے کا دھڑا رہ گیا تھا۔۔اور یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا ارشیان نیازی کے ساتھ۔۔

شاہنور راجپوت اس کی نظروں میں اب بھی اس کے لیے ایک دھوکے باز لڑکی تھی۔۔جس نے اس کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اسے اس جگہ بلایا تھا۔۔اور ایک سازش کے تحت وہ نکاح ہوا تھا۔۔

مگر اس وقت ارشیان نیازی اس بات کا غصہ برقرار نہیں رکھ پایا تھا۔۔وہ اس موم سی گڑیا کے آگے پگھل گیا تھا۔۔

وہ اس سے خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔جبکہ اسے شاہنور کا خوفزدہ ہونا اچھا لگ رہا تھا۔۔

یہ نکاح کے پاکیزہ بولوں کا کمال تھا یا کچھ اور۔۔ مگر اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔
جیسے اس لڑکی کے لیے اس کے دل میں کوئی نفرت رہی ہی نہیں تھی۔۔۔

وہ نجانے کتنے ہی لمحے یک ٹک اسے تکے گیا تھا۔۔

اس نے دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو چھوتے اس کی نوز پن کو
پسندیدگی بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

جبکہ شاہنور جو اس کی اس قدر قربت پر اپنے حواسوں پر قابو نہیں رکھ پا رہی
تھی۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے لہرا کر اس کے بازوؤں میں ہی
گر جائے گی۔۔

جب اپنے چہرے پر محسوس ہوتے اس کے ہاتھ کے لمس پر شاہنور جی جان
سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔

شاہنور نے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔اسے اس لمس کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

"مجھے جانے دیں۔۔۔"

شاہنور نے اس کی گرفت سے اپنی کلائیاں آزاد کروانے کی کوشش کی تھی۔۔جہاں اب اس کی گرفت نرم پڑ چکی تھی۔۔۔

ارشیان اسے جن والہانہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔شاہنور ایک دم گھبرا گئی تھی۔۔

مگر ارشیان بنا اسے کچھ بولے پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔

اس کی کلائیوں کو آزاد کرتے ارشیان کی نظر جیسے ہی وہاں بنے اپنی انگلیوں کے نشانوں پر پڑی اسے ایک دم ندامت نے آن گھیرا تھا۔۔

یہ نازک سی کانچ سی لڑکی اس برتاؤ کے قابل نہیں تھی۔۔

"رکو۔۔۔"

شاہنور اس کی جانب سے آزادی ملتے ہی جیسے ہی دروازے کی جانب گئی۔۔

ارشیان کی پکار نے اس کے قدموں کو وہیں جکڑ لیا تھا۔۔اس پکار میں کچھ ایسا تھا کہ شاہنور کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

وہ رکی ضرور تھی مگر پلٹنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔

جب ارشیان چلتا ہوا اس کے مقابل آیا تھا۔۔

"بہت معصوم ہو تم۔۔کیوں ہاتھ ڈال رہی ہو اس آگ میں۔۔اپنا سب کچھ جلا بیٹھو گی۔۔"

ارشیان نے دھیرے سے اس کی کلائیوں کو تھامتے باری باری ان پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے تھے۔۔ جیسے اپنے ہی دیئے زخموں پر مرہم رکھنے کی سعی کی گئی ہو۔۔

"میرے پاس بچا ہی کیا ہے۔۔ اپنا سب کچھ آپ کی محبت میں جلا تو چکی ہوں۔۔۔"

شاہنور دل میں بولی تھی۔۔ اس شخص کے سامنے کچھ بھی بول کر وہ خود کو دوبارہ بے عزت نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔ اس لیے وہ خاموش ہی رہی تھی۔۔

"اب دوبارہ کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤں گی۔۔۔"

شاہنور کے لہجے میں اذیت سی چھپی ہوئی تھی۔۔ مگر اس سے بھی زیادہ اس نے یہ عہد اپنے دل سے کیا تھا۔۔۔اس کی نمی بھری آنکھوں کو دیکھتے ارشیان نے اس کی کلائی آزاد کر دی تھی۔۔۔

جس کے اگلے ہی لمحے شاہنور بنا اس کی جانب دیکھتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔ ارشیان کتنے ہی لمحے وہاں کھڑا اس لڑکی کی مہک اپنی سانسوں میں اترتی محسوس کرتا رہا تھا۔۔ کچھ دیر بعد وہ سے نکل آیا تھا۔۔

گاڑی میں بیٹھتے شرافت کو وہ بہت بے چین سا لگا تھا۔۔

"سر کہاں جانا ہے۔۔۔؟؟"

ارشیان کو سیگریٹ سلگھاتے دیکھ شرافت نے دھیرے سے پوچھا تھا۔۔

"خان حویلی۔۔۔"

ارشیان کا لہجہ سرد و سپاٹ تھا۔۔۔

جب اچانک کسی خیال کے زیرِ اثر اُس نے گاڑی کی سیٹ کے پچھلے حصے میں اس دن نہایت ہی نخوت سے پھینکی وہ چین نکالی تھی۔۔ شرافت کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ اپنے مالک کے اس بدلاؤ پر وہ حیرت زدہ ہوتا خوشگوار انداز میں مسکرا دیا تھا۔۔۔

جو لڑکی اس کے مالک کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ وہی ارشیان نیازی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لانے کا باعث بن رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ماضی۔۔۔۔

زارب نیازی میرب کے بارے میں سب کچھ جاننے کے لیے بہت ایکسائٹڈ

تھا۔۔۔

میرب پہلے ایک بار خود اس سے مل کر اسے اپنے بارے میں سب بتانا چاہتی

تھی۔۔اس کے بعد وہ اسے اپنے دادا سے ملوانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

ان دنوں میرب بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔اسے اس کی پسند کے مطابق

آئیڈیل بندہ مل چکا تھا۔۔جو نہ صرف اس کا وفادار تھا۔۔بلکہ ویسی ہی سوچ

کا مالک تھا۔۔جیسے مرد میرب کو پسند تھے۔۔

وقت اتنی جلدی گزر گیا تھا کہ انہیں پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔وہ کتنے وقت سے

اس محبت میں گرفتار تھے۔۔جو آہستہ آہستہ اب ان کی زندگی بن چکی

تھی۔۔

میرب ابھی کالج میں تھی۔۔ جبکہ زاراب کو اب اپنی اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن جانا تھا۔۔ وہ لندن جانے سے پہلے میرب کو اپنے نام لگوا لینا چاہتا تھا۔۔ تا کہ وہ وہاں اس فکر سے آزاد رہے کہ میرب اس کی نہیں ہو سکتی۔۔۔

زاراب ارشیان اور فیروز کو بھی اس بارے میں بتا چکا تھا۔ ان دونوں کے لیے بھی یہ بہت حیرت کی بات تھی کہ زاراب کسی سے محبت کرنے لگا تھا۔۔ وہ بھی اس قدر شدید کے اس لڑکی کے سوا ان دنوں اسے کچھ سجھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔

وہ بس اپنی محبت کو اپنے نام کرنا چاہتا تھا۔۔

میرب نے زاراب کو ملنے کے لیے اپنے اسی سکول کے سامنے موجود باغ میں بلوایا تھا۔ جس کے باہر ان دونوں کی محبت کی کہانی شروع ہوئی تھی۔۔

زاراب نے میرب سے کیا وعدہ نبھایا تھا۔۔ اس نے اپنے سورسز استعمال کر کے میرب کے بارے میں کچھ بھی پتا نہیں لگوایا تھا۔۔ وہ اگر ایسا کرتا تو چند سیکنڈز میں اسے میرب کا سارا بائیو ڈیٹا پتا چل جاتا۔۔

مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا کیونکہ میرب ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔

لیکن وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ ان کی یہ بے خبری ان کی آنے والی زندگی میں ان کے لیے کس قدر اذیت کا باعث بننے والی تھی۔۔

زاراب نیازی میرب کے دیئے گئے وقت کے مطابق وہاں پہنچا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب حسین راجپوت کو بھی پہلے سے اس بات کا علم تھا کہ میرب اسی لڑکے سے ملنے جانے والی ہے۔۔ میرب کے سامنے کھلے دل سے اس

بات کو قبول کرنے والے حسین راجپوت اندر ہی اندر اس بات کے سخت خلاف تھے۔۔

ان سے یہ دوستی برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔وہ میرب کے سامنے اسے انکار کر کے خود سے ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔اسی لیے انہوں نے یہی سوچا تھا کہ میرب جس لڑکے سے محبت کرتی ہے۔۔وہ اسے ہی گاؤں سے غائب کروا کر ایسی جگہ پہنچا دیں گے کہ پھر وہ کبھی ان کی پوتی کے سامنے نہ آسکے۔جہاں وہ دونوں ملنے والے تھے وہیں حسین راجپوت نے اپنے خاص آدمیوں کو بھی بھیج دیا تھا۔۔

تاکہ میرب سے ملنے آنے والے لڑکے کی تصویریں اور اس کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر کے حسین راجپوت تک پہنچ سکے۔۔

لیکن معلومات اکٹھی کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔۔ وہ تو تصویر دیکھ کر ہی شاک رہ گئے تھے۔۔

وہ لڑکا زاراب نیازی نکلے گا حسین راجپوت نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔ اس لڑکے کو غائب کروانے کی جرأت نہیں رکھتے تھے وہ۔۔ حسین راجپوت یہی سمجھے تھے کہ آج تک جس طرح ماضی میں ان کے خاندان نے مل کر خانوں کی عورتوں کو نشانہ بنایا تھا۔۔

زاراب نیازی بھی کسی ایسے ہی کھیل کے تحت ان کی پوتی کے قریب آیا ہے۔۔ مگر وہ ایسا نہیں ہونے دینے والے تھے۔۔

جبکہ دوسری جانب زاراب بھی اپنی محبت کا نام سن کر گہرے دھچکے کا شکار ہوا تھا۔۔ بچپن سے لے کر اب تک وہ جس خاندان سے نفرت کرتا آیا

تھا۔۔اور اب بھی شدید نفرت کرتا تھا۔۔جو خاندان اس کی حویلی کی عزتوں سے کھلواڑ کرتا آیا تھا۔۔۔اسنے اسی خاندان کی بیٹی کو اپنی محبت بنا لیا تھا۔۔

زاراب کے لیے یہ بات شدید اذیت کا باعث تھی۔۔

اس نے میرب کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔مگر اندر سے اس کی حالت غیر ہو چکی تھی۔۔

وہ میرب سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔اسے ہر حال میں اپنانا چاہتا تھا۔۔مگر اس کا خاندان۔۔جو اب بھی ان کا دشمن تھا۔۔

زاراب وہاں سے تو لوٹ آیا تھا۔۔۔

مگر اس کی زندگی کا سکون اس سے چھن گیا تھا۔۔ جب اگلے ہی دن حسین راجپوت شہر میں اس سے ملنے آیا تھا۔۔۔ زاراب بھی اس آمد کی وجہ اچھے سے سمجھتا تھا۔۔

میرب کہ خاطر وہ اس شخص کے سامنے بیٹھنے کو تیار ہوا تھا۔۔۔ ورنہ ایسے لوگوں کی جانب تھوکنا بھی پسند نہیں تھا اسے۔۔

"میری پوتی کے قریب اپنا کونسا انتقام پورا کرنے آرہے ہو زاراب نیازی۔۔۔ نیازی تو بڑے غیرت مند کہتے ہیں خود کو۔۔۔ اب اچانک سے دشمنی نبھانے کے لیے عورت کی ضرورت پڑ گئی۔۔۔"

حسین راجپوت نے آتے ساتھ ہی لفظوں کے وار کیے تھے۔۔زاراب نیازی کی محبت پر انگلی اٹھائی گئی تھی۔۔یہ وار سیدھا زاراب کو اپنے دل پر لگا تھا۔۔۔

زاراب کا خاص آدمی حسن زاراب کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔۔وہ کسی قیمت پر زاراب کو اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔۔یہ یعقوب نیازی کی ہدایت تھی۔۔۔ کیونکہ ان سب کو زاراب کی سیکورٹی سے زیادہ زاراب کے غصے سے ڈر لگتا تھا۔۔جو کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی کر دے۔۔۔

اس لیے حسن ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سیما، ہاجرہ، بلقیس۔۔۔کہاں ہو سب۔۔۔؟؟"

نویرہ ابھی شاور لے کر نکلی تھی جب اسے سلطان کی غضبناک آواز سنائی دی تھی۔۔

وہ ملازمین پر چلا رہا تھا۔۔۔اس کا یہ غصہ عام غصہ بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

نویرہ جلدی سے بالوں کو ٹاول میں لپیٹتی دوپٹہ اٹھاتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جہاں گھر کی تمام ملازمین سر جھکائے کھڑی تھیں۔۔

"جب میں نے منع کیا تھا کہ اس کمرے میں کوئی نہیں جائے گا تو وہاں کون گیا۔۔۔؟"

سلطان شاہ کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔ تمام ملازمین اس کے آگے کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھیں۔۔ اس کا یہ انداز دیکھ نویرہ بھی اندر تک کانپ اٹھی تھی۔۔

"سلطان شاہ نے بے ضرر عورتوں پر چلانے بھی سیکھ لیا ہے۔۔ تم تو پوری طرح سے بدل گئے ہو۔۔ نویرہ کے سلطان نہیں رہے اب۔۔۔"

نویرہ کو سامنے کا منظر انتہائی ناگوار گزرا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر سلطان نے پتھریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تم اندر جاؤ۔۔۔۔"

سلطان کا لہجہ کافی سخت تھا۔۔ وہ ملازمین کے سامنے اس سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"کیوں۔۔۔ تمہارا اصلی چہرا میرے سامنے نہ آجائے اس لیے۔۔۔"

نویرہ بالوں سے ٹاول نکال کر انہیں جھٹک کر اپنے دائیں کندھے پر ڈالتی بالوں سے نچڑتی پانی کی بوندیں سلطان کے اوپر اچھال گئی تھی۔۔

سلطان اسے گھور کر رہ گیا تھا۔۔۔

جو ملازمین کا خیال بھی نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"نویرہ۔۔۔ اندر جاؤ۔۔۔"

سلطان ملازمین کے سامنے اس کو کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔ مگر وہ مسلسل اس کے ضبط کو آزما رہی تھی۔۔

"یہ میرا گھر ہے۔۔ تم میرے شوہر ہو۔۔ میں کیوں نہیں جان سکتی کہ تم ملازمین کو اس کمرے میں کیوں نہیں جانے دیتے۔۔ ایسا کیا ہے وہاں۔۔ جو تمہیں اتنا بے چین اور بے کل کر رہا ہے۔۔"

نویرہ نے طنزیہ لہجے میں کہتے اسے جن نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔ سلطان کو سمجھنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگا تھا کہ وہ ہی اس کمرے میں جانے کی جرات رکھ سکتی ہے۔۔ ملازمین بھلا اتنی ہمت کہاں تھی۔۔

سلطان نے اسی لمحے اشارے سے سب کو وہاں سے جانے کو بول دیا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ پوری طرح سے اس کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

"تو تم گئی تھی اس کمرے میں۔۔۔"

سلطان اس کی جانب قدم بڑھاتا سرد ترین لہجے میں بولتا نویرہ کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا تھا۔۔

کچھ دیر پہلے ملازمین کے دم پر شیرنی بنی نویرہ کے پسینے چھوٹے تھے۔۔

وہ صوفے سے اٹھی تھی۔۔

اس کا ارادہ وہاں سے کھسکنے کا تھا۔۔

"نویرہ۔۔۔ میں نے تمہیں ابھی اپنی زندگی میں اتنی جگہ نہیں دی کہ تم میرے پرسنل معاملات میں دخل دو۔۔ کیوں گئی تم اس روم میں۔۔"

سلطان دور جاتی نویرہ کی کلائی دبوچ کر اسے اپنے قریب تر کرتے دبی آواز میں غرایا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں بالکل لال ہو چکی تھیں۔۔۔ جیسے ان میں سے ابھی خون ٹپک پڑے گا۔۔

اس کے ہونٹوں سے نکلتے سنگین الفاظ نویرہ کے لیے اذیت کا باعث تھے۔۔

مگر آج تک اس شخص نے اسے کوئی خوشی دی تھی۔۔جواب دیتا۔۔۔

"مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے تمہارے پرسنل معاملات میں دخل اندازی کرنے کا۔۔۔لیکن اگر وہ پرسنل معاملات میرے خاندان سے منسلک ہونگے تو میں اس میں ضرور دخل دوں گی۔۔تمہاری ہر اس راہ میں رکاوٹ بنوں گی۔۔جو میرے خاندان کے خلاف جائے گی۔۔۔چاہے اس کے لیے مجھے تمہاری جان ہی کیوں نہ لینی پڑے۔۔۔میں تمہیں مار دوں گی سلطان شاہ مگر تمہارے ان ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔۔۔"

نویرہ اپنے بھتیجوں کی زندگیوں پر سلطان نامی خطرہ منڈلاتا دیکھ بے خوفی سے بولی تھی۔۔

"وہ پیپرز کہاں ہیں۔۔؟؟"

سلطان کا چہرا غصے سے سیاہ ہو چکا تھا۔۔نویرہ نیازی کی یہ سفاک باتیں سلطان کے پتھر دل کو مزید پتھر کر گئی تھیں۔۔

اس لڑکی کو اپنے سے منسلک ہر انسان کی پرواہ تھی۔۔سوائے اس کے۔۔

"نہیں دوں گی۔۔۔"

نویرہ کو ملازمین سے ہی پتا چلا تھا کہ اس کمرے میں جانے کی اجازت کسی کو بھی نہیں تھی۔۔نویرہ کو تجسس ہوا تھا۔۔کہ آخر اس کمرے میں ایسا کیا تھا کہ جس میں جا کر صفائی کرنے یا اس کے باہر بھٹکنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔۔

وہ ملازمین سے نظر بچا کر صبح وہاں چلی گئی تھی۔۔۔ جہاں سے اسے بہت کچھ ملا تھا۔۔

وہ کمرہ دیکھ نویرہ کا دل سلطان کی جانب سے مزید برا ہوا تھا۔۔ وہ صرف ایک کمرہ نہیں ایک فرنشڈ فلائٹ کا منظر پیش کرتا بے حد وسیع عریض جگہ تھی۔۔

جس کی ایک جانب شیشے کی الماریوں سے سجے روم میں شراب کی بوتلیں ترتیب سے سجائی گئی تھیں۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔۔

زاراب کا خاص آدمی حسن زاراب کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔۔ وہ کسی قیمت پر زاراب کو اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔۔ یہ یعقوب نیازی کی ہدایت تھی۔۔۔

کیونکہ ان سب کو زاراب کی سیکورٹی سے زیادہ زاراب کے غصے سے ڈر لگتا تھا۔۔جو کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی کر دے۔۔۔

اس لیے حسن ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔۔

"میری محبت کو کوئی ناپاک نام دینے کی کوشش مت کرو حسین راجپوت۔۔۔ نیازی اگر بے غیرت ہوتے تو تمہارے خاندان کی کوئی ایک بھی عورت ابھی تک محفوظ نہ ہوتی۔۔ شدید محبت کرتا ہوں میں تمہاری پوتی سے۔۔۔ اسے اپنا انتقام نہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ جو میں ہر حال میں کر کے رہوں گا۔۔۔"

زاراب اپنی بات پر قائم و دائم تھا۔۔۔

اس نے جس بے خوفی کے ساتھ حسین راجپوت کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔۔ حسین راجپوت کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔

"غلط فہمی ہے تمہاری۔۔۔۔ راجپوتوں نے بھی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں کہ اپنی عورتوں کو ایسے ہی تمہارے سامنے پیش کر دیں۔۔"

حسین راجپوت کو اس لمحے زاراب پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔۔ جس کی نگاہیں ابھی بھی نہیں جھک رہی تھیں۔۔ جو ان سے ان کی پوتی کو اس ہٹ دھرمی سے مانگ رہا تھا۔۔ بلکہ مانگنا تو کیا خود ہی اس پر حق جمائے بیٹھا تھا۔۔

مگر کہیں نہ کہیں انہیں زاراب کی محبت کی یہ شدت ایک سکون سا پہنچا گئی تھی۔۔۔ یعقوب نیازی کی حویلی کا سب سے مضبوط پلڑ تھا زاراب نیازی۔۔ جسے نکارہ کرنے کا بہت اچھا موقع ملا تھا انہیں۔۔۔

وہ بھلا کیسے اسے جانے دیتے۔۔ وہ زاراب نیازی کو برباد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔ محبت کی طاقت کا اندازہ تو انہیں بھی تھا۔۔

"میری پوتی کو اگر اپنے نام لگوانا ہے تو اس کی قیمت دینی پڑے گی تمہیں۔۔۔۔"

حسین راجپوت نے چمکتی مکروہ نگاہوں سے زاراب کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔ جبکہ ان کے منہ سے اپنی پوتی کے لیے قیمت لفظ سن کر زاراب نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔ وہ یقین کر چکا تھا کہ یہ پورا خاندان ہی بے غیرتوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔

"میرب اگر اپنی زندگی میں کسی کو سب سے زیادہ مانتی ہے تو وہ میں ہوں۔۔ وہ مر جائے گی مگر میری بات کی خلاف ورزی نہیں کرے گی۔۔ وہ تمہیں

چھوڑنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گی۔۔ چاہے پوری زندگی اس اذیت سے جینا پڑے اسے۔۔ مگر اب میں اتنا ظالم بھی نہیں ہوں کہ اپنی پوتی کا دل توڑوں۔۔ میں چاہتا ہوں تم اور میرب نکاح کر لو۔۔ مگر یہ نکاح خفیہ ہونا چاہیے۔۔۔ میں اس میں شریک ہونگا۔۔ اس نکاح کے بعد میرب تمہاری ہو جائے گی۔۔۔ اسے تم سے پھر کوئی چھین نہیں پائے گا۔۔۔ میں بھی نہیں۔۔۔۔"

حسین راجپوت نے جتنے آسان لفظوں میں یہ بات کہی تھی۔۔ زاراب سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص اسے اتنی آسانی سے میرب کسی قیمت پر سونپنے والا نہیں تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے بیٹھا اس کی اگلی بات کا منتظر تھا۔۔ جو چاہے کچھ بھی ہو وہ ماننے کو تیار تھا۔۔ کیونکہ میرب اس کی محبت تھی۔۔ جسے کسی بھی قیمت پر وہ اپنے نام لگوا کر رہنے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"وہ تمہارے نام تو ہو جائے گی۔۔۔ مگر اس نکاح کے بعد تم میرب کے سامنے ایک الگ چہرا لے کر جاؤ گے۔۔۔ تم اسے یہ کہو گے کہ تمہیں اس سے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔۔۔ تم اسے استعمال کر رہے تھے اپنا انتقام پورا کرنے کے لیے۔۔ تمہاری اس سے کبھی کوئی دلی وابستگی نہیں رہی۔۔۔ صاف اور سادہ لفظوں میں یہ کہ تمہیں میرب کی اپنے لیے محبت کو نفرت میں بدلنا ہو گا۔۔ اس کے سامنے اتنا برا انسان بننا ہو گا کہ وہ تم سے نفرت

کرے۔۔میں صرف اسی شرط پر تمہارا نکاح میرب سے کروانے کے لیے تیار ہوں۔۔۔اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔۔"

حسین راجپوت نے اس کی شہ رگ پر وار کیا تھا۔۔

وہ میرب اسے سونپ کر بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھیننا چاہتے تھے۔۔۔اس لمحے زاراب کو حسین راجپوت دنیا کا گھٹیا ترین انسان معلوم ہوا تھا۔۔جو اپنی ہی پوتی کی زندگی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔

وہ اس کی محبت کو انتقام اور نفرت میں بدلنا چاہتے تھے۔۔تاکہ میرب اسے کبھی قبول نہ کرے۔۔۔وہ خود میرب کے سامنے اچھا بن کر اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرب کی نگاہوں میں گرانا چاہتے تھے۔۔۔

حسین راجپوت نے اس پر واضح کر دیا تھا کہ اگر اسے یہ شرط منظور نہیں ہے تو وہ میرب کا نکاح گیلانی خاندان میں کر دیں گے۔۔ وہ بھی شہروز گیلانی کے ساتھ۔۔۔ اور میرب ان کی ہر بات کو آنکھیں بند کر کے مانتی تھی۔۔

وہ زاراب سے شدید محبت ہونے کے باوجود ان کی بات کو کبھی نہیں ٹھکرائے گی۔۔ وہ اسے اتنا مجبور کر دیں گے کہ میرب زاراب نیازی سے دستبردار ہو جائے گی۔۔۔

حسین راجپوت نے ایسی پلاننگ کی تھی جس نے صرف ابھی نہیں بلکہ پوری زندگی کے لیے زاراب نیازی کا چین و سکون چھین لیا تھا۔۔

انہوں نے یہ کرتے اپنی پوتی کی زندگی کے بارے میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔

زاراب اس وقت عجیب کشمکش کا شکار ہو چکا تھا۔۔ اگر وہ اس نکاح سے انکار کر دیتا تو حسین راجپوت کی مکروہ اور گھٹیا سوچ کا بہت اچھے سے اندازہ تھا اسے۔۔ وہ میرب کی زندگی کے بارے میں سوچے بغیر اسے گیلانی جیسے گھٹیا خاندان میں سونپ دیتے۔۔ جن کے ہاں عورتوں کو انسان نہیں حیوانوں سے بھی بدتر رکھا جاتا تھا۔۔۔

اور اگر وہ اس نکاح کے لیے مان جاتا تو زندگی بھر کے لیے میرب کی نفرت برداشت کرنا پڑتی۔۔۔ کیونکہ حسین راجپوت اس معاہدے کے بعد اس سے ایک سٹامپ پیپر پر سائن کروانے والے تھے۔۔ کہ اگر اس کے ذریعے میرب تک یہ ساری سچائی پہنچی تو وہ شیرہ کوٹ کی وہ ساری زمین حسین راجپوت کو سونپ دے گا۔۔ جس پر گاؤں کے غریب مزارے کاشت کاری کر کے اپنے گھر کا خرچ چلا رہے تھے۔۔

اور اس کے خاندان کو اس بری طرح سے بدنام کر دیا جائے گا کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے گا۔۔ اس کے خاندان کی عہدہ داری حسین راجپوت کے خاندان کے پاس چلی جائے گی۔۔

حسین راجپوت نے اسے چاروں جانب سے ایسے گھیر ا تھا کہ وہ چاروں شانے چت ہو گیا تھا۔۔۔

ان سب باتوں کے بارے میں سوچتے وہ ایک فیصلے پر آن ٹھہرا تھا۔۔ کہ وہ میرب سے دستبرداری برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ اور نہ ہی اسے حیوانوں کے ہاتھوں لگنے دینا چاہتا تھا۔۔

محبت کیسے انسان کو کمزور اور بے بس بنا دیتی ہے۔۔ زاراب نیازی کو اب اندازہ ہوا تھا۔۔۔

حسین راجپوت یہی تو چاہتے تھے۔۔ وہ خان حویلی والوں کو کمزور کرنا چاہتے تھے۔۔ انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس سب میں ان کی لاڈلی پوتی اتنی مددگار ثابت ہو گی۔۔ کہ خان حویلی کے سب سے اہم فرد کو ان کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گی۔۔

"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔۔۔ میں میرب سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

زاراب نیازی اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو پایا تھا۔۔۔ وہ اس لڑکی کو نہیں چھوڑ پایا گیا۔۔ جسے وہ اپنی زندگی مان چکا تھا۔۔ جو اس کے دل کا قرار بن چکی تھی۔۔ وہ چاہے اس سب کے بعد اس سے شدید نفرت کرنے لگے۔۔ مگر اسے اتنا سکون ضرور تھا کہ وہ صرف اس کی تھی۔۔ میرب راجپوت پر صرف اس کا حق ہونے والا تھا۔۔۔

حسین راجپوت نے زاراب کو یہ بات اپنے سب خاندان والوں سے پوشیدہ رکھنے کو کہا تھا۔۔ وہ جانتا تھا اگر خان حویلی کے کسی بھی فرد کو زاراب کے اس فیصلے کی بھنک پڑ جاتی تو انہوں نے زاراب کو اس دلدل میں پھنسنے سے روک لینا تھا۔۔ اور حسین راجپوت کے ہاتھ یہ سونے کی مرغی لگنے سے رہ جاتی۔۔

اس لیے انہوں نے ایک دن کے اندر اندر ان دونوں کا نکاح کروادیا تھا۔۔۔

میرب حیران سی اپنے دادا کے فیصلے پر زاراب نیازی کے نام اپنا آپ لکھوا گئی تھی۔ وہ اس فیصلے سے خوش تو بہت تھی۔۔ مگر اتنے پوشیدہ طریقے سے ہونے والا آناً فاناً نکاح اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ جس نکاح کے بارے میں

اس کے گھر کے کسی اور فرد یہاں تک کہ اس کے پیرنٹس کو بھی آئیڈیا نہیں تھا۔۔۔

مگر قیامت تو اس پر اس وقت ٹوٹی تھی۔۔جب نکاح کے بعد زاراب اس سے ملنے آیا تھا۔۔

زاراب نیازی کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ میرب کی ہستی فنا کر گئے تھے۔۔۔زاراب نے اسے سب وہی بولا تھا جو حسین راجپوت نے بولنے کو کہا تھا۔۔

کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔۔اس نے یہ سب صرف انتقام کے زیر اثر کیا ہے۔۔زاراب میرب کے سامنے خود کو جتنا برا بنا سکتا تھا۔۔اس نے بنایا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے تم سے کبھی محبت نہیں ہوئی میرب راجپوت۔۔میں صرف تمہارے ساتھ ٹائم پاس کر رہا تھا۔۔کیونکہ تم راجپوت خاندان کی بیٹی ہو۔۔وہ خاندان جس سے میں بے پناہ نفرت کرتا ہوں۔۔اس خاندان کے ساتھ جتنا برا کر سکا کروں گا۔۔بہت کچھ چھینا ہے راجپوت حویلی والوں نے ہم سے اور اب بھی یہی کر رہے ہیں۔۔۔میں نے بھی اپنا بدلہ پورا کیا ہے۔۔اب ساری زندگی میرے نام پر پڑی رہو۔۔میری محبت پر ماتم کرتی رہو۔۔

"

یہ الفاظ ادا کرتے اپنی محبت کی بے حرمتی کرتے زاراب کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔

مگر اس لمحے وہ مجبور کر دیا تھا ایسا کرنے پر۔۔۔۔

"تم میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہے تھے۔۔۔ تمہیں کبھی محبت نہیں ہوئی مجھ سے۔۔۔"

میرب نے ہچکیوں سے روتے اس سے یہ بات پوچھی تھی۔۔۔اس کا محبت سے بھرا معصوم دل اس سامنے کھڑے شخص نے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔

وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولتی زاراب نیازی کو تڑپا گئی تھی۔۔ مگر وہ کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔وہ خود بھی تو ایسے ہی جل رہا تھا۔۔ حسین راجپوت ایک بار پھر اپنی نفرت دکھا گیا تھا۔۔ مگر وہ اس وقت بھی کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔

"سر یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔؟؟"

حسن جو اس پورے وقت میں زاراب کے ساتھ تھا۔۔ جو ساری حقیقت سے واقف تھا۔۔ وہ یہ ظلم ہوتا دیکھ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ مگر زاراب کے پاس اسے جواب دینے کے لیے بھی کوئی الفاظ نہیں بچے تھے۔۔۔

اور یہی سے ہوا تھا ان دونوں کی اس نفرت کا اظہار جو کسی اور کی پلاننگ سے زبردستی ڈالی گئی تھی۔۔ زاراب میرب سے تمام رابطے ختم کر کے لندن چلا گیا تھا۔۔۔

میرب کے سامنے وہ جس طرح اپنی محبت سے انکاری ہوا تھا۔۔ میرب کے پاس اسے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔ وہ اس بات پر یقین کر چکی تھی کہ زاراب واقعی اس سے محبت نہیں کرتا۔۔

زاراب کے لندن سے لوٹنے کے بعد اس نے سیاست میں قدم رکھا تھا۔۔وہ میرب کے سامنے یہی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اسے بھول چکا ہے۔۔ مگر لندن میں ہونے کے باوجود وہ ایک بار بھی اس سے غافل نہیں رہا تھا۔۔۔اسے بس اسی بات کا ڈر تھا کہ کہیں حسین راجپوت اس کو اذیت پہنچانے کے لیے میرب کو تکلیف نہ دے۔۔

حسن جو اس کا خاص آدمی تھا۔۔وہ اس دن سے لے کر اب تک میرب کے آس پاس ہی رہتا تھا۔۔

میرب کی ہر طرح سے نگرانی کرنا۔۔اسے کر چھوٹی بڑی مشکل اور نکالنے کا زمہ حسن کا ہی تھا۔۔اب تو حسن میرب کا خاص آدمی بن چکا تھا۔۔کیونکہ میرب اس بات سے انجان تھی کہ حسن زاراب کا آدمی ہے۔۔

اب تک میرب کو زاراب کے حوالے سے جو رپورٹنگ کی جاتی تھی۔۔وہ حسن ہی کرتا تھا۔۔میرب اب حسن پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتی تھی۔۔اس بات سے بے خبر کے حسن اسے وہی ساری خبریں ہی دیتا تھا جو زاراب اسے کہتا تھا۔۔

حسن کو میرب سے بہت زیادہ انسیت سی ہو گئی تھی۔۔وہ اسے اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھتا تھا۔۔

میرب بھی اس کا بہت خیال رکھتی تھی۔۔حسن بس اسی بات سے ڈرتا تھا کہ جس دن میرب کو اس کی اصلیت پتا چلے گی۔۔اس دن حسن کا میرب کے ہاتھوں بچنا ناممکن ہو جانا تھا۔۔

حسین راجپوت اپنی جگہ بہت خوش تھے۔۔ کہ انہوں نے بہت اچھا کھیل کھیل کر زاراب اور میرب کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔۔

لیکن وہ اتنی کوششوں اور شرطوں کے باوجود ان دونوں کے بیچ نفرت نہیں ڈال پائے تھے۔۔ وہ دونوں جس قدر ایک دوسرے سے لڑتے تھے۔۔ ان کی محبت کی شدت میں اس قدر ہی اضافہ ہو رہا تھا۔۔

میرب زاراب کو جیلس کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔۔ اس شخص نے اسے اذیت دی تھی۔۔ مگر وہ اسے اذیت دے کر بھی سکون میں نہیں تھا۔۔ اور یہی حال میرب کی جانب بھی تھا۔۔

ارشیان اور فیروز بھی ابھی تک زاراب اور میرب کے نکاح سے واقف نہیں تھے۔۔ یہ واحد ایسی بات تھی جس کے بارے میں وہ بے خبر تھے۔۔۔

مگر اب زاراب نیازی زیادہ وقت تک حسین راجپوت کی بلیک میلنگ میں نہیں آنے والا تھا۔۔ ان کے دشمن اب آنے والے وقتوں میں ان کے قہر سے روشناس ہونے والے تھے۔۔

جس رات میرب پناہ لینے زاراب کے روم میں آئی تھی۔۔ اس سے اگلے دن خبر ملتے ہی حسین راجپوت نے وہاں میڈیا کو بھیج دیا تھا۔۔ وہ شخص نفرت میں اس قدر اندھا ہو چکا تھا کہ اس نے اپنی پوتی کی عزت کا خیال بھی نہیں کیا تھا۔۔

وہ بس یعقوب نیازی کے ان تینوں پوتوں کو توڑنا چاہتا تھا۔۔ انہیں الگ کرنا چاہتا تھا۔۔ تاکہ ان سب کو الگ الگ اپنے انتقام کا نشانہ بنا سکے۔۔ جیسے ان تینوں نے ان کے پوتے یاور کے ساتھ کروایا تھا۔۔

میرب کے وہ ساری زمین شہروز کے نام کرنے والی بات سے بھی حسین راجپوت واقف تھے۔۔۔انہیں لگا تھا اس بات پر زاراب نیازی اور اس کے خاندان کے بیچ دڑار آئے گی۔۔ مگر وہاں بھی اسے منہ کی ہی کھانی پڑی تھی۔۔

لیکن جب سے سلطان شاہ میدان میں واپس لوٹا تھا۔۔اب گیلانی اور راجپوتوں کا یہی ارادہ تھا کہ وہ سلطان کو اپنے ساتھ ملا کر خان حویلی والوں کے خلاف جا سکیں۔۔اور ان کا خاتمہ کریں۔۔

جس سب میں سلطان شاہ ان کی جانب سے بڑھایا گیا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔ سلطان شاہ کس کا دوست اور کس کا دشمن تھا۔۔ابھی یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

مگر اتنا تو واضح تھا کہ وہ خان حویلی والوں کا دوست بالکل بھی نہیں تھا۔۔

زاراب، ارشیان اور فیروز تینوں زخمی شیر بنے ایک جانب کھڑے تھے۔۔ جن کی زندگیوں کا سکون ان کے دشمنوں نے برباد کر کے رکھ دیا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب ان کے سارے دشمن سلطان شاہ کے سائے تلے جت ہوئے کھڑے ان پر دوبارہ حملہ آور ہونے کے لیے تیار تھے۔۔

آج رات ان لوگوں کا آفیشل ڈنر تھا۔۔ جس میں میٹنگ میں موجود تمام لوگوں نے شرکت کرنی تھی۔۔ یہ میٹنگ ان سب کے لیے کافی اچھی رہی تھی۔۔ سوائے زاراب کی پارٹی کے۔۔

زاراب نیازی کے بدلے بدلے انداز پر سب لوگ باتیں بنا رہے تھے۔۔

نرمین اور اس کی باقی ٹیم نے وہاں سب کچھ سنبھالنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔

مگر جو کام زاراب کر سکتا تھا۔۔وہ ان میں سے کوئی نہیں کر پایا تھا۔۔۔

میرب صائم کے ساتھ ہی اس پارٹی میں داخل ہوئی تھی۔۔بڑے پیمانے پر آفیشیل طریقے سے ارینج کی گئی وہ بہت ہی زیادہ شاندار پارٹی تھی۔۔

"ویسے زاراب نیازی کافی مغرور انسان ہے۔۔۔"

بہروز نے وہاں آئے تمام لوگوں میں زاراب کو نہ دیکھ اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔۔وہاں تقریباً سب ہی لوگ آچکے تھے۔۔ سوائے زاراب نیازی کے۔۔

بہروز کو یہی لگا تھا کہ شاید وہ شخص باقی کو اپنا کمپیٹیشن مانتا ہی نہیں تھا۔۔اس لیے ان سب کے ساتھ ایونٹس میں بھی شریک نہیں ہوتا تھا۔۔

بہروز کی بات پر میرب نے پہلو بدلہ تھا۔۔وہ اسے کیا بتاتی کہ یہ شخص واقعی کتنی اونچی ناک رکھنے والا تھا۔۔

"ہممم۔۔۔ مگر اس کا مغرور ہونا بنتا بھی ہے۔۔"

صائم کولڈ ڈرنک کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے بولا تھا۔۔اس کی نگاہیں میرب پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔میرب جیسی لڑکی جب اس شخص پر مرتی تھی۔۔تو اس کا مغرور ہونا بنتا بھی تھا۔۔

"یمنہ نے کب تک آنا ہے۔۔؟؟"

میرب نے فوراً سے بات بدلی تھی۔۔زاراب نیازی کے بارے میں ہونے والی بات اس کے دل پر عجیب احساس چھوڑ رہی تھی۔۔

"آج ابھی کچھ دیر تک۔۔۔"

یمنہ صائم اور بہروز کی بہت اچھی دوست تھی۔۔وہ بھی پاکستان سے ہی تھی۔۔اور اب وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہونے کی خواہش رکھتی تھی۔۔ ان میں سے کسی کو بھی اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

میرب ابھی تک اس سے نہیں ملی تھی۔۔آج پارٹی میں ہی ان کی ملاقات ہونی تھی۔۔

اس نے صائم اور بہروز سے اس کی کافی تعریف سنی تھی۔۔اس لیے وہ اب اس سے ملنا چاہتی تھی۔۔

وہاں سب لوگ ہی آ چکے تھے۔۔ مگر زاراب نیازی کی انٹری ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔۔ میرب کو یہی لگ رہا تھا کہ شاید اب وہ نہیں آئے گا۔۔ نرمین کو مسلسل کال ملاتے دیکھ یہی لگ رہا تھا کہ نرمین زاراب سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔ مگر زاراب اس کی کال پک نہیں کر رہا۔۔۔

"ہیلو گائز۔۔مجھے دیر تو نہیں ہو گئی۔۔۔"

کچھ ہی دیر بعد انہیں یمنہ کی پرجوش آواز سنائی دی تھی۔۔ ان تینوں نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ شولڈر کٹ کرلی بالوں کو کھلا چھوڑے، جینز اور شارٹ شرٹ پہنے دوپٹے کے تکلف سے آزاد وہ واقعی لندن کی پروردہ معلوم ہو رہی تھی۔۔ مگر میرب کو اس سے مل کر خوشی ہوئی تھی۔۔

وہ صرف لباس سے نہیں اپنے الفاظ اور انداز سے بھی کافی زیادہ بولڈ تھی۔۔

جو اس سے بات کرتے ہوئے میرب کو محسوس ہو گیا تھا۔۔

وہ صائم اور بہروز سے بھی گلے لگ کر ملی تھی۔۔ صائم میرب کے سامنے تھوڑا شرمندہ بھی ہوا تھا۔۔ مگر یمنہ کو اس باتوں کے حوالے سے سمجھانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔ بہت شروع سے ہی اپنے ننھیال کے ساتھ لندن رہ رہی تھی۔۔ ابھی کچھ وقت پہلے ہی اپنی فیملی کے پاس واپس لوٹی تھی۔۔

"مجھے لگا تھا صرف گورے ہی خوبصورت ہوتے ہیں۔۔ مگر یہاں کے مردوں کی خوبصورتی کا تو جواب ہی نہیں ہے۔۔ کیا زبردست پرسنالٹی ہے سب کی۔۔۔"

یمنہ وہاں آئے سیاست دانوں سے متاثر لگ رہی تھی۔۔ جبکہ اس کی باتوں پر میرب نے صائم اور بہروز کی جانب دیکھا تھا۔۔ جن کو اب زیادہ فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ یمنہ کی ایسی باتوں کے عادی تھے۔۔

جب اسی لمحے زاراب خان نیازی اندر داخل ہوتا دکھائی دیا تھا۔۔ جسے دیکھ کر میرب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ زاراب کے دائیں ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔ سیاہ لباس میں ملبوس وہ اپنی سحر انگیز پرسنالٹی کے ساتھ پوری محفل پر چھا گیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں ہلکورے لیتی وحشت اور اذیت اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔ سختی سے بھینچے ہونٹ اور کنپٹی کی ابھری رگ۔۔

اس وجاہت کے شاہکار کی جانب اٹھتی نگاہیں واپس پلٹنا بھول جاتی تھیں۔۔ میرب بھی یک ٹک اسے تکے جا رہی تھی۔۔ جب یمنہ کی آواز نے سارا فسوں توڑ دیا تھا۔۔۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔ یہ ہاٹ بندہ کون ہے۔۔ کیا پرسنالٹی ہے اس کی یار۔۔ اس کو میں نے بہت بار نیوز میں بھی دیکھا ہے۔۔ یہ بہت بڑی سیاسی شخصیت ہے نا۔۔۔"

یمنہ تو زاراب کو دیکھ کر جیسے حواس بالکل گنوا بیٹھی تھی۔۔ جبکہ اس کے ہونٹوں سے نکلتے زاراب کے لیے تعریفی الفاظ میرب کا چہرا لال کر گئے تھے۔۔ یہ لڑکی اس کے سامنے اس کے شوہر کو دیکھ کر رال ٹپکاتی جو الفاظ ادا کر رہی تھی میرب کا غصے سے لال ہونا بنتا تھا۔۔

مگر بدقسمتی یہ تھی کہ وہ اس غصے کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز حانم کو سلطان کی حویلی سے نکال کر اپنے ساتھ شہر لے آیا تھا۔۔اور حانم کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ سلطان کو کال کر کے یہی کہے کہ وہ کچھ دن شہر رہنا چاہتی تھی۔۔اس لیے بنا بتائے وہاں سے آگئی تھی۔۔

وہ اسے جو بھی کرنے کو کہہ رہا تھا حانم مان رہی تھی۔۔

"ایس پی فیروز مجھ سے الجھ کر اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔۔ پچھتاؤ گے ایک دن۔۔۔"

حانم نے سامنے صوفے پر براجمان فل یونیفارم میں ملبوس فیروز کو تیز نگاہوں سے گھورتے کہا تھا۔۔جو اسے زبردستی اپنے فلیٹ پر قید کیے بیٹھا تھا۔۔

"کیوں کیا غلط کیا ہے میں نے۔۔اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا کونسا گناہ ہے۔۔بیویاں اپنے شوہر کے گھر کی اچھی لگتی ہیں۔۔"

فیروز اپنی جگہ سے اٹھتا اسے سر سے پیر تک گھورتے بولا تھا۔۔۔جو ہمیشہ اس کے سامنے لاپرواہ حلیے میں رہتی تھی۔۔وہ بے پناہ حسین تھی۔۔اس کا یہ لاپرواہ حسن مقابل کو گھائل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

مگر اس لڑکی کو اس بات کی پرواہ ہی نہیں تھی۔۔۔یا پھر وہ جان بوجھ کر لاپرواہ بن جاتی تھی۔۔۔فیروز ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔

"ہونہہ شوہر۔۔۔ تم جیسے انسان کو میں اپنا واچ مین نہ رکھوں۔۔ شوہر تو بہت دور کی بات ہے۔۔"

حانم نخوت سے منہ چڑھاتے بولی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات پر فیروز غصہ ہونے کے بجائے مسکرا دیا تھا۔۔۔

"تو پھر مجھ جیسے انسان سے نکاح کرنے کے لیے اتنا مری کیوں جا رہی تھی۔۔۔"

فیروز نیازی کو بھی حساب بے باک کرنا اچھے سے آتا تھا۔۔۔

"دماغ خراب ہو گیا تھا اس لیے۔۔۔"

حانم ہاتھ میں پکڑی ٹرے سے انگور نکال کر منہ میں رکھتی آنکھیں گھماتے بولتی اس لمحے فیروز کو بے پناہ حسین لگی تھی۔۔

وہ اس کے قریب آتا اس کے دائیں بائیں صوفے پر اپنے ہاتھ جماتے اس کے نہایت قریب جھکا تھا۔۔۔ جبکہ حانم اس کے اس انداز پر فوراً گھبراتی پیچھے ہوئی تھی۔۔ منہ ایک تک بند کرنے کی وجہ سے منہ میں رکھے انگوروں کے گچھے میں سے کچھ انگور باہر لٹک گئے تھے۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ فیروز ایک دم اتنے قریب آجائے گا۔۔۔

"تمہیں اپنی بیوی مان کر ابھی میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔۔"

اس کی جھیل سی گہری آنکھوں میں جھانکتے فیروز اس کے چہرے کی جانب جھکا تھا۔۔ حانم اپنا سر پوری طرح سے صوفے کی پشت سے ٹکا چکی تھی۔۔

مگر اگلے ہی لمحے فیروز نے اپنے شوہر ہونے کا جو استحقاق جمایا تھا۔۔ اس نے حانم کی چودہ طبق روشن کر دیئے تھے۔۔

وہ اس کے ہونٹوں پر جھلکتا باقی کے انگوروں کو اپنے ہونٹوں میں لے گیا تھا۔۔

حانم نے گھبراہٹ کے عالم میں اپنے ہونٹوں کو بہت سختی سے بند کر رکھا تھا۔۔ مگر فیروز کی اس بے باک حرکت پر اس کے پورے جسم کا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔

حانم کو فروٹس میں انگور سب سے زیادہ پسند تھے۔۔ جبکہ فیروز کو یہی فروٹ زیادہ پسند نہیں تھا۔۔

"آج سے انگور بھی میری فیورٹ فروٹ کی لسٹ میں شامل ہو چکا ہے۔۔۔ آج سب پہلے اتنا میٹھا کبھی نہیں لگا تھا۔۔"

فیروز انگور کھاتے اس کے ہونٹوں کو بے باکی بھری نگاہوں سے گھورتے

بولا تھا۔۔۔

وہ ابھی بھی اس کے نہایت قریب تھا۔۔۔اس لیے حانم کچھ بول نہیں پائی

تھی۔۔۔

"میرے قریب آنے پر تمہاری بولتی کیوں بند ہو جاتی ہے۔۔۔"

فیروز اس کے بے حد لال پڑتے چہرے پر چوٹ کرتا اس کی پیشانی پر

دھیرے سے اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا اس سے دور ہوا تھا۔۔

حانم اب بھی خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"ٹھرکی پولیس والا۔۔۔۔"

وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔۔اسے اپنا چہرا بالکل لال ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

"مجھ سے کچھ کہا۔۔۔؟"

باہر جاتے فیروز نے پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔وہ ٹھیک سے سن نہیں پایا تھا کہ حانم نے کیا بولا ہے۔۔مگر اتنا ضرور جانتا تھا اس کی تعریف کی گئی تھی۔۔۔

حانم اسے بتا کر اپنا یہاں رہنا مزید مشکل نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اس لیے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"مجھے آج ہی جوائن کرنا ہے۔۔۔"

فیروز کے جاتے ہی اسنے اپنے مطلوبہ نمبر پر کال ملائی تھی۔۔۔دوسری جانب سے ملنے والے جواب پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

"اب میں تمہیں بتاؤں گی حانم شاہ کون ہے۔۔۔بہت ہلکے میں لے رہے ہو تم مجھے۔۔مگر اب آگے نہیں لے پاؤ گے۔۔۔"

حانم کا انداز پر اسراریت لیے ہوئے تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان واپس گاؤں آ گیا تھا۔۔فیروز اور زاراب دونوں وہاں پر نہیں تھے۔۔اس لیے حویلی جانے کے بجائے وہ فارم ہاؤس پر آ گیا تھا۔۔جہاں آتے آج اسے بار بار اس رات کا منظر یاد آرہا تھا۔۔

جب اس نے شاہنور کو یہاں لایا تھا۔۔

وہ اسی بیڈروم میں بھی آیا تھا جہاں شاہنور نے پوری رات گزاری تھی۔۔وہ اس کی دشمن اول کی بیٹی تھی۔۔اس رات اسے یہی بات بتائی گئی تھی۔۔

جس کے بعد اگر وہ واقعی برا انسان ہوتا اور عورتوں سے اپنا انتقام پورا کرنے تسکین حاصل کرنے والے مردوں میں سے ہوتا تو ضرور اس لڑکی کو دوبارہ عزت کے ساتھ سر اٹھانے کے قابل نہ چھوڑتا۔۔۔

مگر وہ ایسا نہیں تھا۔۔ہاں اس سے ایک غلطی ہوئی تھی۔۔ فیصل راجپوت کو تکلیف پہنچانے کے لیے اس نے شاہنور کو پوری رات اس فارم ہاؤس پر رکھا تھا۔۔ جس بات پر اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔

اس رات اس کے اچانک سے فیصل راجپوت کی بیٹی ہونے کی خبر کا سن کر وہ شرافت کو یہ حکم جاری کر گیا تھا۔۔

مگر وہ سب تصویریں وہ اس کے فارم ہاؤس پر کس نے لی تھیں۔۔ کس نے اتنی بڑی گستاخی کی تھی۔۔۔

"معاف کیجیے گا سر۔۔ فارم ہاؤس پر موجود دو ملازمین نمک حرام نکلے۔۔ وہ تصویریں انہوں نے کی چھپ کر بنائی تھیں۔۔ کیونکہ انہیں گیلانیوں کی جانب سے بلیک میل کیا گیا تھا۔۔ ان کے بچوں کو مارنے کی دھمکیاں سی گئی تھیں۔۔ اس رات شاہنور بی جی پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔۔ وہ بھی گیلانیوں کی جانب سے تھا۔۔

سرفراز گیلانی کے آدمی تھے وہ سب۔۔۔ ان کا مقصد شاہنور راجپوت کو جان سے مارنا ہی تھا۔۔ کیونکہ شاہنور کی خاطر اس کا بیٹا نوفل اس سے بغاوت کر رہا تھا۔۔ اس لیے اس شخص نے اپنی کمینگی دکھاتے اپنے نافرمان بیٹے کی ضد ختم کرنے کے لیے شاہنور کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔۔۔"

شرافت اسے ساری باتیں بتا رہا تھا۔۔۔

"سر شاہنور بی بی ایک معصوم لڑکی ہے۔۔ وہ ان مردوں کی سازش کا حصہ بنی ہے۔۔ وہ کسی بھی سازش میں شریک نہیں تھی۔۔ اسے بھی مہرا بنا کر استعمال کیا گیا ہے۔۔ وہ تصویریں اسے نوفل سے بھیج کر بلیک کر کے اپنے پاس بلایا تھا۔۔ تاکہ زبردستی اس سے نکاح کر کے اپنی محبت حاصل کر سکے۔۔ مگر میرا رب کبھی اپنے نیک بندوں کو تنہا نہیں چھوڑتا۔۔ یہ شاہنور بی بی کی خوش قسمتی ہی تھی کہ انہوں نے وہاں جانے سے پہلے آپ کو پیغام بھیج دیا تھا۔۔ آپ بروقت وہاں پہنچ گئے۔۔۔ اور شاہنور بی بی کو ان ظالموں سے بچا لیا۔۔ آپ کو دیکھ کر وہ سب وہاں سے بھاگ گئے تھے۔۔ اور نوفل کے کی ساتھیوں نے فون کر کے سرفراز گیلانی کو اس بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔۔ سرفراز گیلانی جو پہلے ہی شاہنور بی بی اور نوفل کے نکاح کے

سخت خلاف تھا۔۔اسی نے عین وقت پر یعقوب نیازی اور حسین راجپوت کو بھیج کر ساری سچویشن کا نیا رخ دے دیا تھا۔۔۔شاہنور بی بی کی اس سب میں کوئی غلطی نہیں تھی۔۔وہ بے قصور ہیں بالکل۔۔۔۔"

شرافت نے آج ارشیان کا موڈ ٹھیک دیکھ اسے ساری حقیقت بتا دی تھی۔۔ جو جان کر کر ارشیان نیازی کو شدید ندامت نے آن گھیرا تھا۔۔۔اس نے شاہنور کے ساتھ بہت غلط سلوک کیا تھا اسے اپنے حویلی سے یوں بے عزت کر کے نکال کے۔۔۔

شرافت خاموشی سے وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔وہ اپنے مالک کو بہت اچھے سے سمجھتا تھا۔۔اپنی غلطی مان کر بھی وہ معافی نہیں مانگتا تھا۔۔اسے رشتے بنانا اور نبھانا نہیں آتا تھا۔۔

وہ لوگوں کو خود سے دور کر دیتا تھا مگر کبھی جھکتا نہیں تھا۔۔ اسے اظہار کرنا نہیں آتا تھا۔۔

اس لیے وہ اپنی لائف میں بالکل تنہا تھا۔۔ اس کے قریب کوئی بھی قریبی رشتہ نہیں تھا۔۔ سوائے زاراب اور فیروز کے۔۔۔ جنہوں نے ہمیشہ خود اسے اپنے ساتھ رکھا تھا۔۔۔

ارشیان دنیا کے ہر انسان کو دھوکے باز اور فریبی سمجھتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ اس نے شاہنور کی بات سنی ہی نہیں تھی۔۔ اور اس پر الزام لگا دیا تھا۔۔۔

اس کے دشمن جانتے تھے کہ اس کے دل میں کسی کے لیے بھی نفرت بھرنا مشکل کام نہیں تھا۔۔ مگر ہاں ارشیان نیازی کا کسی سے محبت کرنا ناممکنات میں سے تھا۔۔

اسی لیے ارشیان کی شاہنور کے ساتھ بنی وہ تصویریں دیکھنا اب کو حیرت و بے یقینی میں مبتلا کر گیا تھا۔۔

ارشیان خود بھی اس بات کو نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ آخر اس نے اس رات شاہنور کو اپنے پاس کیوں رکھا تھا۔۔

وہ لڑکی بار بار اس کے اتنے قریب آتی رہی تھی۔۔ مگر اس نے کبھی اس بات کا نوٹس کیوں نہیں لیا تھا۔۔ ہر بار اسی لڑکی کے ساتھ اس کا اتفاق کیوں بنا تھا۔۔

مگر اس کا دل ابھی تک ان سوالوں کا جواب اخذ نہیں کر پایا تھا۔۔ ارشیان نیازی سیگریٹ پے سیگریٹ پھونک رہا تھا۔۔ اس کے اندر ایک عجیب سی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔۔

جب بھی آنکھیں موندتا تھا۔۔شاہنور کا آنسوؤں سے بھیگا وہ دلفریب چہرا اس کے تصور میں ان ٹھہرتا تھا۔۔اس کی بے سکون زندگی کی بے چینی مزید بڑھ چکی تھی۔۔

وہ اس لڑکی کو نہیں سوچنا چاہتا تھا۔۔۔اس کے تصور سے خود کو آزاد کر دینا چاہتا تھا۔۔مگر ایسا نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔ارشیان نیازی جانتا تھا کہ وہ کبھی کوئی بھی ایسا رشتہ نہیں نبھا پائے گا۔۔۔وہ خود کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا۔۔۔ مگر قسمت نے اس ضدی انسان سے ضد لگا کر شاہنور راجپوت جیسی معصوم لڑکی کو اس کی دنیا میں بھیج دیا تھا۔۔

جسے نہ تو وہ توڑنا چاہتا تھا۔۔اور نہ ہی اسے اپنے قریب کرنا چاہتا تھا۔۔۔

پورا کمرہ سیگریٹ کے دھویں سے بھر گیا تھا۔۔ مگر وہ شخص ابھی بھی اپنا لوٹا سکون نہیں پا سکا تھا۔۔۔

یمنہ کے ہونٹوں سے نکلتے زاراب کے لیے تعریفی الفاظ میرب کا چہرا لال کر گئے تھے۔۔ یہ لڑکی اس کے سامنے اس کے شوہر کو دیکھ کر لال ٹپکاتی جو الفاظ ادا کر رہی تھی میرب کا غصے سے لال ہونا بنتا تھا۔۔

مگر بدقسمتی یہ تھی کہ وہ اس غصے کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔یمنہ میرب اور زاراب کے لحاظ سے کچھ نہیں جانتی تھی۔۔ اور نہ ہی صائم اور بہروز اسے ایسا کچھ بتا سکتے تھے۔۔ بلکہ بہروز تو یمنہ کی باتیں سن کر انجوائے کر رہا تھا۔۔ جبکہ صائم بس خاموشی کے ساتھ میرب کا لال پڑتا چہرا اور اسے پانی کا گلاس خالی کرتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی دلی خواہش زور پکڑ گئی تھی کہ کاش یہ پیاری لڑکی اسے بھی اسی شدت سے چاہے جیسے وہ زاراب نیازی کو چاہتی تھی۔۔۔

"ہاں یہ بہت بڑی سیاسی شخصیت ہے۔۔۔زاراب نیازی جس کا ایک دوبار ذکر بھی کیا تھا میں نے تمہارے سامنے۔۔۔"

بہروز نے یمنہ کی بات کا جواب دیا تھا۔۔

"واٹ یہ زاراب خان نیازی ہے۔۔مجھے تو لگا تھا کہ وہ کوئی ادھیڑ عمر انسان ہو گا۔۔جو اتنا کامیاب اور پاور فل ہے۔۔ مگر یہ تو بہت ہی زیادہ ینگ ہے۔۔ ویسا کی اینگری ینگ مین جیسے مجھے پسند ہیں۔۔اور وہ بھی اس عمر میں اتنا کامیاب۔۔۔ یہ ہم سے تین چار سال کی بڑا ہے۔۔اب تو سیاست کرنے میں

اور بھی مزا آئے گا۔۔۔ اگر آپ کے ایسے مخالفین ہو۔۔ ایسے مخالفین کے آگے تو بندہ اپنی مرضی سے ہار جائے۔۔۔"

یمنی کی باتیں جاری تھیں۔۔ بہروز اور صائم اس کی باتوں کا جواب دے رہے تھے۔۔ جبکہ میرب بس خاموشی سے اسے دیکھی جا رہی تھی۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے یمنی جتنی اچھی لگی تھی۔۔ اب اتنی ہی بری لگ رہی تھی۔۔

"میں مل کر آتی ہوں۔۔۔ وہ مجھ سے بات تو کریں گے نا۔۔۔"

یمنی زیادہ دیر رک نہیں پائی تھی۔۔ زاراب ابھی سب سے ملتا وہاں اپنی پارٹی کے ہی کچھ لوگوں کے پاس کھڑا تھا۔۔ وہ بہت زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔۔۔

اتنے وقت میں ایک بار بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔۔
اس نے ایک دو بار میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔اسے صائم کے بالکل ساتھ کھڑے دیکھ زاراب کے اندر کا الاؤ آتش فشاں بن کر پھٹنے کے قریب ہوا تھا۔۔۔

اس کا دل چاہا تھا کہ ابھی جاکر اس لڑکی کو پوری دنیا سے چھین کر اپنے دل میں چھپالے۔۔بتادے سب کو کہ میرب راجپوت صرف میری ہے۔۔۔صرف اور صرف زاراب کی میرب۔۔۔مگر اسی مقام پر آکر وہ بے بس ہو جایا کرتا تھا۔۔۔

میرب صائم کی کسی بات پر مسکرائی تھی۔۔۔زاراب کی آنکھیں جل اٹھی تھیں۔۔۔

جب اگلے لمحے میرب کو پانی کا گلاس تھماتے صائم کی انگلیاں میرب کے ہاتھ سے زرا سی ٹچ ہوئی تھیں۔۔۔

زاراب کا تن بدن جھلس گیا تھا۔۔۔ وہ اس کی تھی۔۔ اسے کوئی اور کیسے چھو سکتا تھا۔۔۔

زاراب نے اپنے زخمی ہاتھ کی مٹھی کو سختی سے بھیچ لیا تھا۔۔ جس کی وجہ سے اس کے زخم سے ٹانکے کھل کر وہاں سے خون رسنے لگا تھا۔۔ مگر اس شخص کو اپنے اس درد کی پرواہ ہی کہاں تھی۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

زاراب نے میسیج لکھ کر میرب کو سینڈ کیا تھا۔۔ اس کی نگاہیں میرب پر ہی تھیں۔۔۔ جو میسیج پڑھ کر اگنور کر چکی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ زاراب نیازی

کیسے پاگل ہو جاتا تھا جب وہ کسی کے قریب جاتی تھی۔۔زاراب اچھے سے جانتا تھا کہ وہ جان بوجھ کر اسے اذیت سے رہی تھی۔۔۔

مگر وہ پھر بھی قصوروار نہیں تھی۔۔زاراب اب تک اس کے ساتھ جو کچھ کر چکا تھا اس کا اتنا کرنا بنتا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ میسیج لکھتا جب یمنی اس کے قریب آتے خوشدلی کے ساتھ اس سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

"میں صائم راجپوت کی دوست اور ایم جے پی پارٹی سے ہوں۔۔اور ساتھ ہی آپ کی بہت بڑی فین بھی ہوں۔۔۔لندن میں رہ کر بھی بہت سن رکھا ہے آپ کے بارے میں۔۔۔وہاں بھی لوگوں میں بہت مقبول ہیں آپ۔۔اپنی ایمانداری اور قابلیت کی وجہ سے۔۔۔"

یمنی نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے تھے۔۔

زاراب نیازی کو صرف اپنی منکوحہ میرب راجپوت کو چھونے کا نشہ تھا۔۔۔ اسے غیر عورتوں کو ٹچ کرنا سخت ناپسند تھا۔۔۔ اور اس سے بھی زیادہ زہر تب لگتا تھا جب کوئی اس کی عورت کو چھوتا تھا۔۔

یمنی کے ہاتھ کو دیکھتے زاراب نے میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ جب زاراب نے یمنی کا ہاتھ تھامنے کے بجائے سر زرا سا خم کرتے اسے سلام کا جواب دیا تھا۔۔ اس کے اس انداز پر جہاں میرب کے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار سی پڑ گئی تھی۔۔

وہیں یمنیٰ اس شخص کی مزید دیوانی ہوتی مسکراتے اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی تھی۔۔ یمنیٰ کو زاراب کے اس رویے سے انسلٹ فیل نہیں ہوئی تھی۔۔ بلکہ وہ اس سے مزید امپریس ہو گئی تھی۔۔۔

"کیا میں کبھی کبھی آپ کے آفس آسکتی ہوں۔۔ میں آپ سے سیکھنا چاہتی ہوں۔۔ سیاست کے داؤ پیچ۔۔ کاش آپ سے پہلے مل لی ہوتی تو آپ کی پارٹی جوائن کرتی۔۔۔"

یمنیٰ صاف گوئی سے بولی تھی۔۔ وہ اچھی لڑکی تھی۔۔ بس آزاد ماحول میں رہنے کی وجہ سے وہ بہت زیادہ بولڈ تھی۔۔ جس کی وجہ سے کبھی کبھی اوور کر جاتی تھی۔۔ مگر زاراب کے سامنے وہ لحاظ رکھتی کافی کنٹرول میں تھی۔۔

"شیور۔۔۔"

زاراب کی نگاہیں میرب پر تھیں۔۔۔ جس کا چہرا جلن کی وجہ سے لال ہو رہا تھا۔۔ یمنی کافی خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔ جس پر وہاں موجود بہت سارے لوگوں کی نگاہیں ٹھہر رہی تھیں۔۔ مگر وہ جس انسان کے سامنے کھڑی تھی اس کی نگاہیں تو میرب سے ہی نہیں ہٹ پا رہی تھیں۔۔۔

"میرب راجپوت بات کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔۔۔"

اپنا میسج اگنور ہوتا دیکھ اب کی بار طنزیہ لہجے میں دوبارہ مخاطب کیا گیا تھا۔۔۔

"زاراب نیازی مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

میرب نے موبائل ہی آف کر کے پرس میں رکھ دیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اوپر والے پورشن پر موجود کمرہ جس کے باہر سے بھی کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔وہ کمرہ دیکھ نویرہ کا دل سلطان کی جانب سے مزید برا ہوا تھا۔۔وہ صرف ایک کمرہ نہیں ایک فرنشڈ فلائٹ کا منظر پیش کرتی بے حد وسیع عریض جگہ تھی۔۔

جس کی ایک جانب شیشے کی الماریوں سے بنا روم تھا۔۔۔جن الماریوں میں شراب کی بوتلیں ترتیب سے سجائی گئی تھیں۔ان کی سمیل سے نویرہ کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔وہ صدمے کی کیفیت میں کھڑی یقین نہیں کر پائی تھی۔۔کہ گزرے برسوں میں سلطان شاہ اس حد تک پستی میں گر چکا تھا۔زاراب، فیروز اور ارشیان نے اسے بہت اچھے سے بتایا تھا کہ سلطان اب پہلے جیسا انسان نہیں رہا۔۔وہ واقعی حیوان چکا ہے۔۔نویرہ اس کے ساتھ نہیں رہ پائے گی۔۔مگر نویرہ نے ان کی بات پھر بھی نہیں مانی تھی۔۔

اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ سلطان شاہ اتنا برا ہو سکتا ہے۔۔ وہ ایک بہت ہی اچھا انسان تھا۔۔ غصے کا تیز اور خشک مزاج۔۔۔ مگر بہت ہی زیادہ رحم دل اور دوسروں کا خیال کرنے والا۔۔ نویرہ کا دل اس بات کو بھی نہیں مانتا تھا کہ سلطان اپنے بھائی بھابھی کا قاتل ہے۔۔ غصے میں وہ اسے بول تو گئ تھی۔۔ مگر پھر سالوں اس بات پر پچھتاتی رہی تھی۔۔ کہ اسے سلطان پر یقین کر لینا چاہیئے تھا۔۔۔ لیکن اب اس انسان کا یہ چہرا دیکھ نویرہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ شخص کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

وہاں نویرہ کو پیپرز ملے تھے۔۔۔ جن پر فیروز نیازی کے قتل کا معاہدہ کیا گیا تھا۔۔ سلطان شاہ شیرہ کوٹ کی ساری زمین اپنے نام کروانا چاہتا تھا۔۔ جس کے لیے وہ کچھ بھی کر رہا تھا۔۔ وہ کسی بھی حد تک جا رہا تھا۔۔۔ نویرہ پوری بات نہیں جان پائی تھی۔۔ کہ اس کا اصل مقصد کیا تھا۔۔

وہ تو فیروز کے قتل کا سن کر ہی کانپ گئی تھی۔۔۔اور سب سے زیادہ پریشانی اسے اس بات سے ہو رہی تھی کہ حانم شاہ سلطان شاہ کی چہیتی تھی۔۔۔اگر سلطان ایسا کر رہا تھا۔۔تو اس میں حانم بے خبر ہو ہی نہیں سکتی تھی۔۔

حانم اس وقت فیروز کے ساتھ تھی۔۔اور فیروز ان لوگوں کی سازش سے انجان تھا۔۔وہ لوگ کچھ بھی کر سکتے تھے۔۔نویرہ کا دل یہی سوچ کر کانپ رہا تھا۔۔اس نے ان تینوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔مگر کسی سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

نویرہ کی جان حلق تک اٹکی ہوئی تھی۔۔

"اگر اپنی خیریت چاہتی ہو تو وہ پیپرز میرے حوالے کر دو۔۔۔"

سلطان اس کی کلائی موڑ کر کمر پر ٹکاتا اسے جھٹکے سے اپنے مزید قریب کر چکا تھا۔۔۔انچ بھر کا فاصلہ بھی نہیں رہا تھا دونوں میں۔۔۔

مگر اس وقت نویرہ اس سے خوف کھانے کو بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔وہ اس کی لہو رنگ آنکھوں میں دیکھتی اس کے سامنے بے خوفی سے کھڑی تھی۔۔۔

"چاہے تو تم مجھے مار دو سلطان شاہ۔۔۔۔مگر میں وہ پیپرز واپس نہیں کروں گی۔۔۔"

نویرہ کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔۔

سلطان اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔مگر وہ اسے مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ایسا کرنے سے فیروز کی جان بچ جائے گی۔۔میں ابھی

ایک اشارہ کروں نا تو ادھر میرے آدمی اسے اس کی آخری منزل تک پہنچا

دیں گے۔۔۔"

سلطان شاہ کے انداز میں زرا سا رحم نہیں تھا۔۔

"اگر فیروز یا میرے خاندان کے کسی بھی فرد کو کچھ ہوا تو تم میرا مرا ہوا منہ

دیکھو گے۔۔"

نویرہ اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتی اس لمحے سلطان کو خود سے

بہت دور لگی تھی۔۔۔

"میں پہلے والا سلطان شاہ نہیں رہا نویرہ۔۔۔مجھ سے الجھ کر اپنا نقصان کرو

گی۔۔مت کرو یہ سب۔۔اپنی حویلی واپس جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ۔۔نہیں

روکوں گا میں تمہیں۔۔ مگر تم خان حویلی والوں کو میرے قہر سے نہیں بچا پاؤ گی۔۔"

سلطان اسے مزاحمت کرتے دیکھ اپنی گرفت سے آزاد کرتا پلٹا تھا۔ جبکہ اس کی بات پر نویرہ کو تو جیسے آگ لگ گئی تھی۔۔ پورے خاندان کے سامنے وہ اسے اٹھالایا تھا۔ اور اب بول رہا تھا کہ وہ واپس چلی جائے۔۔۔

"تم پہلے والے سلطان شاہ نہیں رہے۔۔۔ محبت کرنا بھول چکے ہو۔۔ تو کیا میرے لیے بھی اب تمہارے دل میں کوئی محبت نہیں رہی۔۔۔ میں اہم نہیں ہوں تمہارے لیے۔۔"

نویرہ اس کے مقابل آکر اس کا راستہ کاٹتی اس کے گریبان کو مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ محبت کے رمز سے انجان ہو چکا ہوں۔۔ پتھر ہو گیا ہے یہ دل۔۔۔ تم بھی تو اب محبت نہیں کرتی نا مجھ سے۔۔ تو پھر مجھ سے کچھ محبت تمنا کر رہی ہو۔۔۔۔ تم بھی تو زبردستی ہی رہ رہی ہو میرے ساتھ۔۔۔ اگر میں اس دن زبردستی اٹھا کر نہ لاتا تو تم زندگی میں کبھی میرے پاس آتی۔۔ تم نے بھی تو مجھے بدلنے کی کوشش نہیں کی۔۔ بلکہ مزید نفرت ہی دکھائی ہے۔۔ تمہیں موقع دے رہا ہوں۔۔ چلی جاؤ یہاں سے۔۔ تمہیں دیکھ کر میں مزید حیوان بن رہا ہوں۔۔"

سلطان اسے کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتا نویرہ کو خود سے دور کر گیا تھا۔۔۔ جو یک ٹک پتھر بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ یہ شخص اس سے چاہتا کیا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

یونیورسٹی میں ہر سال مین اینول ایونٹ ہوتا تھا۔۔۔ جس میں بڑی بڑی شخصیات چیف گیسٹ کے طور پر مدعو کی جاتی تھیں۔۔ اس بار بھی وہ ایونٹ ہونا تھا۔۔ جس کی تیاریاں زور و شور سے شروع ہو چکی تھیں۔۔

شاہنور ہمیشہ سے ایسی سرگرمیوں سے دور رہتی تھی۔۔ اور اب تو ویسے ہی اس کا ہر شے سے جی اچاٹ ہو گیا تھا۔۔

اس نے یہی سوچا تھا کہ جتنے دن یہ ایونٹ کی تیاریاں چل رہی ہیں وہ یونی نہیں آئے گی۔۔ گلاسز بھی ان دنوں نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

مگر آج تک اس کے ساتھ وہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا جیسا وہ چاہتی تھی۔۔

"شاہنور۔۔۔ شاہنور۔۔۔ کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟؟"

ایمان اسے دور سے آوازیں دیتی تیز قدموں سے بھاگتی اس کے پاس آئی تھی۔۔

"ہاسٹل جارہی ہوں۔۔ کلاسز تو ہونی نہیں ہیں۔۔۔"

شاہنور اسے جواب دیتی جانے لگی تھی۔۔ جب ایمان کی بات پر اس نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔

"شاہنور تم ابھی نہیں جاسکتی۔۔ وہ اس ایونٹ کے انچارج سر خیام ہیں نا۔۔ تو انہوں نے اپنے سب سے مین ٹیبلو میں تمہیں سلیکٹ کیا ہے۔۔ وہ کردار بہت ہی معصوم اور کیوٹ لڑکی کے لیے تھا۔۔ تو سر کو بھی اور ہم سب کو بھی تم اس کردار کے لیے بالکل پرفیکٹ لگی ہو۔۔ اس لیے اب تمہیں حصہ لینا ہو گا۔۔"

ایمان کی بات سن کر شاہنور کا دل چاہا تھا وہ اس کا منہ توڑ دے جو اس وقت اسے اپنی دوست نہیں دشمن لگی تھی۔۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔میں نے آج تک کسی سے غیر ضروری بات نہیں کی۔۔اور تم چاہتی ہو پوری یونیورسٹی کے سامنے پرفارم کروں۔۔ ہرگز نہیں۔۔ابھی جاؤں اور میرا نام ہٹوا کر آؤ۔۔"

شاہنور نے فوراً انکار کیا تھا۔۔

"مگر میں نے تو نہیں لکھوایا سر خیام نے خود لکھا ہے۔وہ ہی یہ چاہتے تھے۔۔میں نے تو بتایا بھی انہیں کہ تم نہیں کرو گی پر وہ نہیں مانے۔۔۔اور نہ ہی مجھے لگتا ہے کہ وہ تمہاری سنیں گے۔۔ تمہیں کرنا پڑے گا۔۔۔"

ایمان ڈرتے ڈرتے بولی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ شاہنور کچھ بولتی جب اسے خیام سر اپنی جانب آتے دکھائی دیئے تھے۔۔وہ ارشیان نیازی کے بعد ان کی یونیورسٹی کے سب سے ڈیشنگ اور ہینڈسم پروفیسر تھے۔۔یونی کی کافی لڑکیاں فدا تھیں ان پر۔۔۔سب لڑکیاں ان کی اس پرفارمینس میں یہ رول چاہتی تھیں۔۔مگر انہوں نے یہ رول شاہنور کو دیا تھا۔۔

اس کی معصومیت کے آگے یونیورسٹی کی سٹائلش اور حسین لڑکیاں بھی مانند پڑ جاتی تھیں۔۔

"ایمان نے آپ کو بتادیا ہو گا۔۔آپ کو آج ہی یہ ریہرسل شروع کرنی ہو گی۔۔ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔"

خیام نے آتے ساتھ ہی اپنا آرڈر جاری کیا تھا۔۔شاہنور کو لگا تھا وہ اس دنیا میں دوسروں کے اشاروں پر چلنے کے لیے اتاری گئی تھی۔۔

اس نے کچھ بولنا چاہا تھا مگر سر خیام ایک نظر اس کی روہانسی صورت پر ڈالتے بنا کچھ سنے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے آگے بڑھ گئے تھے۔۔

"اللہ جی میں نے کیا قصور کیا ہے۔۔؟؟"

شاہنور کا دل چاہا تھا اس بے حس دنیا سے بھاگ کر کسی ایسے کونے میں چھپ جائے جہاں اسے کوئی نہ ڈھونڈ پائے۔۔وہ اپنی ساری زندگی وہاں ہی گزار دے۔۔

مگر وہ ایسا صرف سوچ ہی سکتی تھی۔۔کچھ دیر بعد پیر پٹختی وہ اسی جانب بڑھ گئی تھی جہاں خیام سر گئے تھے۔۔

مگر پرفارمینس میں بولنے کے لیے جو ڈائیلاگ اسے دیئے گئے تھے وہ پڑھ کر ہی شاہنور کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔ وہ کوئی لو سٹوری ٹائپ تھا۔۔ یہ ڈائیلاگ اسے کسی لڑکے کو بولنے تھے۔۔۔

شاہنور کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔۔ وہ اس وقت بہت سارے سٹوڈنٹس کے بیچ ریہرسل ہال میں کھڑی تھی۔۔ جہاں سب اپنی اپنی پرفارمنس تیار کر رہے تھے۔۔۔

اس کی جانب کسی کا دھیان نہیں تھا۔۔۔

شاہنور کو یہ سوچ کر ہی اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا کہ اسے یہ محبت بھرے ڈائیلاگ۔۔ وہ اس وقت بہت سارے سٹوڈنٹس کے بیچ ریہرسل ہال میں کھڑی تھی۔۔ جہاں سب اپنی اپنی پرفارمنس تیار کر رہے تھے۔۔۔

اس کی جانب کسی کا دھیان نہیں تھا۔۔۔ مگر پھر بھی اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کی نگاہوں کے تعاقب میں ہے۔۔۔

"آپ اگر یہاں کنفیوز ہو رہی ہیں تو ساتھ روم میں آجائیں وہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔ آپ وہاں ریہرسل کر لیں۔۔"

شاہنور کی حالت دیکھ ایک لڑکی کو اس پر ترس آیا تھا۔۔ شاہنور کا معصوم حسن اگنور کیے جانے لائق نہیں تھا۔۔ بھٹک بھٹک کر بھی سب کی نگاہیں اسی کی جانب اٹھ جاتی تھیں۔۔

"اس بار آپ کی خدمت میں ایک بہت ہی شاندار اور ان چھوا فریش پیس پیش کرنے والا ہوں۔۔۔ اس بار میرا پروموشن ہونا تو بنتا ہے۔۔۔"

خیام ایک کونے میں کھڑا موبائل کان سے لگائے للچائی نگاہوں سے شاہنور کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس کے دودھیا روئی جیسے ملائم گال اس وقت فکرمندی کی وجہ سے دہک رہے تھے۔۔

وہ نروس نروس سی بھی بے پناہ کیوٹ لگ رہی تھی۔۔ اس کے چہرے پر ہر رنگ سوٹ کرتا تھا۔۔۔

دوسری جانب سے اسے جو بھی بولا گیا تھا۔۔ مگر وہ چمکتی نگاہوں سے شاہنور کو دیکھتا فون بند کر گیا تھا۔۔ اتنے عرصے سے یہ لڑکی اس کہ نظروں میں تھی۔۔ مگر اس کے ہاتھ اب آئی تھی۔۔

"یہ سب میں کیسے بولوں گی۔۔۔"

شاہنور زچ ہوتے وہ پیپرز سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔۔جب اسی لمحے اس اپنے نہایت پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔

"سویٹ گرل یہ آپ کو ہی بولنا پڑے گا۔"

اس کے پیچھے سے بازو آگے پھیلاتے خیال نے اس کے سامنے والی کرسی پر رکھے پیپرز اٹھائے تھے۔۔ جس چکر میں وہ اس کے کافی قریب آگیا تھا۔۔

شاہنور اس کی اس حرکت پر بہت زیادہ گھبرا گئی تھی۔۔وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔

"کیا ہوا سویٹ گرل۔۔؟؟تم ڈر گئی ہو مجھ سے۔۔؟؟"

خیام اس کے سراپے کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھتا ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔

"سس سر وہ میں۔۔۔"

شاہنور کو پہلے بھی سر خیام عجیب ہی لگتے تھے۔۔ان کا دیکھنا اسے کوفت میں مبتلا کر جاتا تھا۔۔وہ ان کے سامنے کبھی اکیلے نہیں گئی تھی۔۔۔اس دن ارشیان کے سامنے بھی اس نے جھوٹ ہی بولا تھا کہ اسے سر خیام کے آفس جانا تھا۔۔

"گھبرائیں نہیں۔۔۔آئیں میں میں آپ کو ریہرسل کرواتا ہوں۔۔"

خیام نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

جبکہ شاہنور کا پورا چہرا پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔

"مم مجھے ایک کام ہے مم میں بعد میں آتی ہوں۔۔۔"

شاہنور نے ایک نظر خالی کمرے کی جانب دیکھا تھا۔۔اسے ساتھ والے ہال کمرے سے بھی اب آوازیں کم ہوتی سنائی دے رہی تھی۔۔۔اس کا حلق خشک ہوا تھا۔۔۔اسے اس انسان کی نیت ٹھیک نہیں لگی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے وہاں سے پلٹ آئی تھی۔۔اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔ تیز قدموں سے باہر آتے وہ وہاں سے دور نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔وہ بہت زیادہ گھبرا چکی تھی۔۔۔پہلے ہی اس کے گھر والے اور ارشیان نیازی اسے اچھی لڑکی ہونے کی فہرست سے نکال چکے تھے۔۔اگر پھر کچھ ایسا مشکوک ہو جاتا تو ان سب نے اس پر بدکرداری کا ٹھپہ ہی لگا دینا تھا۔۔

شاہنور اس وقت اس قدر گھبرا چکی تھی کہ وہ سامنے سے آتے شخص کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔اور سیدھی اس کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔۔

جبکہ مقابل جو اسے یوں بوکھلاہٹ اور کپکپاہٹ کا شکار ہوتے دیکھ چکا تھا۔۔ اس نے فوراً شاہنور کے گرد اپنی مضبوط بانہوں کا حصار قائم کرتے اسے گرنے سے محفوظ رکھا تھا۔۔

جبکہ شاہنور ایک دم سے یہ مضبوط پناہ گاہ پاتے رو دی تھی۔۔ اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی کہ سامنے موجود انسان کون ہے۔۔

جس استحقاق سے اسے سینے سے لگایا گیا تھا۔۔ اور اس کے سینے سے اٹھتی دلفریب مہک ایک ہی انسان کی تھی۔۔ جس سے شاہنور پوری دنیا میں سب سے زیادہ ناراض تھی۔۔ اس شخص نے اس کا محبت بھرا دل توڑا تھا۔۔ اسے چکنا چور کیا تھا۔۔ اور اس کے ارمانوں کی کرچیوں کو اپنے پیروں تلے روند دیا تھا۔۔ مگر پھر بھی اس وقت اسے یہ مضبوط پناہ گاہ اپنا سب سے بڑا تحفظ معلوم ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس پر سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

جبکہ ارشیان جو پہلے اس کے یوں بھاگ کر آنے اور اب اس طرح رونے پر حیران ہوا تھا۔۔ آخر ایسا کیا ہوا تھا۔۔

ارشیان کے پیچھے کھڑا اشرافت بھی اپنی کچھ حیران ہوتا نگاہیں جھکاتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔

"شاہنور۔۔۔"

وہ روتے روتے اس کی شرٹ سینے سے پوری طرح گیلی کر چکی تھی۔۔۔وہ وی سی کے بلاوے پر وہاں میٹنگ کے لیے آیا تھا۔۔ مگر اب اپنا حلیہ دیکھ کر اسے میٹنگ اٹینڈ کرنے کے آثار نہیں لگ رہے تھے۔۔

ارشیان کے دھیرے سے پکارنے پر شاہنور کو جیسے ہوش آیا تھا۔۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنا سر ارشیان کے سینے سے ہٹایا تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس جذباتی حرکت پر شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں آن گری تھی۔۔

جس انسان کے آگے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔وہ جانے انجانے میں اسی کے کندھے کا سہارا لے گئی تھی۔۔

ارشیان کی بانہوں کا گھیرا اب بھی شاہنور کے گرد تھا۔۔

"آر یو آل رائٹ۔۔۔"

اس کے بھیگے گلابی چہرے کو بغور دیکھتے ارشیان نے پوچھا تھا۔۔۔

"لیو می۔۔"

شاہنور نے اس کی جانب دیکھے بغیر نگاہیں جھکائے سرد لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اس شخص نے اس سے اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی چھین کر اسے

بالکل ویران بنا دیا تھا۔۔ پھر اب ایسے اس کا خیر خواہ کیوں بن رہا تھا۔۔

شاہنور نے اپنی کمر کے گرد سے اس کے بازوؤں کو ہٹانا چاہا تھا۔۔ جب

ارشیان ایک جھٹکے سے اس کی نازک کمر پر اپنے بازوؤں کو مزید مضبوطی سے

جماتا اسے اپنے وجود کا حصہ بنا گیا تھا۔۔

یہ عمل کرتے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سے خماری اتر آئی تھی۔۔

جبکہ دوسری جانب شاہنور کے پورے وجود میں کرنٹ سا اتر گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"زاراب نیازی مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

میرب نے موبائل ہی آف کر کے پرس میں رکھ دیا تھا۔۔

زاراب نے اپنی مقناطیسی نگاہوں سے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔ جو اسے تڑپانے کا ہر ہنر جانتی تھی۔۔۔

"زاراب ہمیں ان لوگوں سے فاصلہ برقرار رکھنا ہو گا۔۔ ہماری پارٹی کی ریپوٹیشن کے لیے یہی بہتر رہے گا۔۔"

نرمین کو یمنی کا زاراب کے قریب آ کر بات کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔ ان کی پارٹی اس وقت سب سے ٹاپ پر تھی۔۔ جسے نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کی جا رہی تھی۔

"یہ لڑکی میرب کے دوستوں میں سے ہے۔۔ اسی نے بھیجا ہو گا۔۔"

نرمین کی کاٹ دار نگاہیں صائم سے باتوں میں مگن میرب پر تھیں۔۔یمنی زاراب کا بہت سنجیدہ انداز دیکھ کچھ دیر بعد اس کے پاس سے ہٹ گئی تھی۔۔

"تم اپنا دماغ ٹھیک جگہ لگاؤ گی تو ہماری پارٹی کو فایدہ ہو گا۔۔فضول کی باتوں پر دھیان مت دو۔۔۔زاراب نیازی کو ڈسٹرب کرنے کے لیے میرب ہی کافی ہے۔۔اسے کسی اور کو میرے پاس بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔"

نرمین کو دوٹوک جواب دیتا وہ میرب کے حوالے سے آخری الفاظ اپنے دل میں بول گیا تھا۔۔

میرب آج لائٹ گرین کلر کی لانگ شرٹ اور وائٹ کیپری پہنے بالوں کو کیچر میں مقید کیے سر پر ہلکا سا دوپٹہ ٹکائے زاراب کو سیدھی اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔اس کے لیے نگاہیں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا۔۔

مگر وہ صائم کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کرتی زاراب کے دل پر چھریاں چلا رہی تھی۔۔

جواب زاراب کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔۔

اس نے ایک کونے میں کھڑے حسین کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔جو زاراب کے اشارے کا ہی منتظر تھا۔۔زاراب کی جانب سے اشارہ ملتے ہی اس نے کان سے لگائے موبائل پر کچھ کہا تھا۔۔جس کے اگلے ہی لمحے لائٹس آف ہوئی تھیں۔۔اور وہ پوری جگہ گھپ اندھیرے میں ڈوب گئی تھی۔۔

سب لوگوں کی آوازیں ابھری تھیں۔۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔

بہت اعلیٰ پیمانے پر انتظامات کیے گئے تھے۔۔

انتظامیہ کے لوگ بھاگ اٹھے تھے۔۔ جلدی جلدی لوگوں نے اپنے

موبائلز کی ٹارچ آن کی تھیں۔۔

مگر لائٹس آف ہونے کے چند سیکنڈز کے اندر زاراب نیازی میرب

راجپوت کے پاس پہنچ کر اس کے منہ پر اپنی مضبوط ہتھیلی جماتا وہ اسے اٹھا

کر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

یہ سب کچھ کس نے کیا تھا۔۔ میرب کو سمجھنے میں زیادہ ٹائم نہیں لگا تھا۔۔

صائم اس کے کافی قریب کھڑا تھا۔۔ مگر وہ مدد کے لیے صائم کو بھی نہیں پکار

پائی تھی۔۔

ان دونوں کے وہاں سے ہٹتے ہی لائٹس پھر سے آن ہو چکی تھیں۔۔

میرب مسلسل مزاحمت کر رہی تھی مگر زاراب آزاد کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔اس لڑکی نے اس کا سکون برباد کر کے رکھا ہوا تھا۔۔

روم میں لاتے زاراب نے روم لاک کرتے اس کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹا دیا تھا۔۔

"یہ کیا چیپ حرکت ہے۔۔؟ وہ آفیشل ڈنر ہے تم پارٹی کے لیڈر ہو۔۔ تمہیں یہ حرکتیں زیب نہیں دیتیں زاراب خان نیازی۔۔"

میرب کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنے لوگوں کے سامنے وہ اسے ایسے اٹھا لایا تھا۔۔

اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔اوپر سے ابھی وہ جو تیور لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔میرب کو اپنی خیر معلوم نہیں ہو رہی تھی۔۔

"چیپ حرکت تو اب تک میں نے کی ہی نہیں تمہارے ساتھ۔۔"

اس کے دلفریب مہکتے سراپے کو اپنی نگاہوں کے حصار میں قید کرتے زاراب اس کے قریب آیا تھا۔۔

میرب پوری طرح سے دروازے کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔۔زاراب کی بات اور بے باک نگاہیں اسے شرم سے لال کر گئی تھیں۔۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں۔۔؟؟اب تو تمہاری لائف سے پوری طرح پیچھے ہٹ گئی ہوں۔۔اب تم کیوں آ رہے میری لائف میں دخل اندازی کرنے۔۔۔

"

میرب اس کے انداز سے زچ ہو رہی تھی۔۔وہ اسے آج اسے ضدی سا چھوٹا بچہ معلوم ہو رہا تھا۔۔جو کسی بھی قیمت پر اسے اپنے پاس دیکھنا چاہتا تھا۔۔

"یہی تو برداشت نہیں ہے۔۔"

زاراب اپنا چہرا اس کے چہرے کے قریب لاتا مخمور لہجے میں بولتا اس کے وجود کی مہک اپنی سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔۔

اس کے ایک دم قریب آجانے پر میرب نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔
اس کی گرم سانسیں اور بوجھل لہجہ میرب کے اوسان خطا کر رہا تھا۔۔

"تمہیں تو محبت نہیں تھی نا مجھ سے۔۔پھر کیوں نہیں رہ پا رہے میرے بغیر۔۔"

میرب چاہنے کے باوجود اسے خود سے دور نہیں کر پائی تھی۔۔ وہ اس کی کیفیت دیکھ اس کے ہونٹوں سے اس بات کی تصدیق چاہتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔۔ مگر وہ یہ بھول چکی تھی کہ مقابل زاراب نیازی تھا جو بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔ کمزور لمحوں میں بھی اس کے ہونٹوں سے اس کی مرضی کے خلاف الفاظ نکلوانا آسان نہیں تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز پولیس اسٹیشن آ گیا تھا۔۔ جہاں بہت سارے کیس اس کے منتظر تھے۔۔ وہ پچھلے کچھ وقت سے چھٹیوں پر تھا۔۔ اس لیے اب اس کا کام بہت بڑھ چکا تھا۔۔

اس کا پورا دن کام میں مصروف رہا تھا۔۔۔اس نے کئی بار حانم کو کال کی تھی۔۔ مگر وہ لڑکی اس کی کال پک ہی نہیں کر رہی تھی۔۔فیروز نیازی غصے سے کھولنے کے سوا کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔

شام کے قریب جا کر کہیں اسے تھوڑا سا ریلیکس ہونے کا ٹائم ملا تھا۔۔۔
جب اسے اپنے موبائل پر اپنے خاص آدمی جمشید کی جانب سے کسی چینل کا لنک ملا تھا۔۔

وہ کبھی غیر ضروری چیز سینڈ نہیں کرتا تھا۔۔

فیروز نے جیسے ہی وہ لنک اوپن کیا۔۔اس کے چہرے کے تاثرات میں تناؤ آیا تھا۔۔

اس نیوز چینل پر بیٹھی اینکر جو بہت ہی پروفیشنل طریقے سے نیوز پڑھ رہی تھی۔۔وہ کوئی اور نہیں اس کی اپنی زوجہ محترمہ حانم شاہ تھی۔۔

اس لڑکی نے نجانے کون کون سے راز ابھی بھی اس سے چھپا رکھے تھے۔۔ فیروز اسے ہر بار ہلکے میں لے جاتا تھا۔۔اور ہر بار وہ اپنا کوئی نیا پہلو سامنے لا کر اسے دھنگ کر دیتی تھی۔۔

حانم شاہ نجانے کتنے عرصے سے اس چینل کے لیے کام کر رہی تھی۔۔وہ بہت ہی قابل اور محنتی جرنلسٹ تھی۔۔جس نے اپنی شناخت اتنے وقت سے پوشیدہ رکھی تھی۔۔

مگر اس کی دی گئی نیوز ہر جانب تہلکہ مچا کر رکھ دیتی تھیں۔۔۔

فیروز سکرین پر نگاہیں جمائے غائب دماغی حانم کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔جو کیا بول رہی تھی فیروز نے اس بات پر دھیان نہیں دیا تھا۔۔وہ بس اسے تکے جا رہا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے حانم کے نمبر سے اسے کال کی گئی تھی۔۔۔

فیروز خاموشی سے کال پک کر کے فون کان سے لگا گیا تھا۔

"کیسا لگا میرا سرپرائز ایس پی صاحب۔۔۔؟؟"

دوسری جانب سے حانم کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟"

فیروز سرد ترین لہجے میں بولا تھا۔۔

"یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے نا کہ میں کون ہوں۔۔؟؟ ایک پولیس آفیسر کو اتنا قابل تو ہونا ہی چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی شناخت سے واقف ہو۔۔"

حانم نے اس پر طنز کیا تھا۔۔۔

"قابل نہیں ہوں۔۔۔ بہت ہی زیادہ نالائق انسان ہوں میں۔۔ اب بتاؤ کون ہو تم۔۔؟؟"

فیروز کا لہجہ بے حد سنجیدہ اور دوٹوک تھا۔۔

"حانم شاہ ہوں میں فیروز نیازی۔۔ سلطان شاہ کی بھتیجی۔۔۔"

حانم اب بھی اپنے جھوٹ پر قائم تھی۔۔

"اگر تم حانم شاہ یعنی سلطان کی بھتیجی ہوتی تو وہ کبھی تمہارا نکاح مجھ سے نہ ہونے دیتا۔۔ وہ تم پر خان حویلی کے کسی فرد کا سایہ بھی نہ پڑنے دیتا۔۔۔

خان حویلی میں رہنے دینا تو بہت دور کی بات تھی۔۔۔ تم اب تک جو بولتی آئی میں خاموشی سے مانتا رہا۔۔ میں انتظار کر رہا تھا کہ تم خود مجھے سچ بتاؤ گی۔۔ مگر تم میری سوچ سے زیادہ شاطر اور چال باز لڑکی ہو۔۔۔"

فیروز کا دماغ گھوم چکا تھا۔۔ وہ اس کا زرا سا بھی لحاظ کیے بغیر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتا حانم کو مزا دے گیا تھا۔۔

دوسری جانب سے اسے حانم کے کھکھلانے کی آواز آئی تھی۔۔

"تم اتنے بھی نالائق نہیں ہو ایس پی۔۔ اچھا خاصہ دماغ رکھتے ہو۔۔ میں تو تمہیں ایسے ہی انڈر ایسٹیمیٹ کر رہی تھی۔۔"

حانم کو دور بیٹھ کر اسے غصہ دلانے میں بہت مزا آرہا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ دونوں یونی کے ایڈمن بلاک کے کوریڈور میں کھڑے تھے۔۔ جہاں کوئی بھی آسکتا تھا۔۔

شاہنور نے اپنی کمر کے گرد سے اس کے بازوؤں کو ہٹانا چاہا تھا۔۔ جب ارشیان ایک جھٹکے سے اس کی نازک کمر پر اپنے بازوؤں کو مزید مضبوطی سے جماتا اسے اپنے وجود کا حصہ بنا گیا تھا۔۔

یہ عمل کرتے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی خماری اتر آئی تھی۔۔ جبکہ دوسری جانب شاہنور کے پورے وجود میں کرنٹ سا اتر گیا تھا۔۔ اس نے اپنی آنکھوں کو ناقابلِ یقین حد تک واں کرتے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کے چہرے سے وہ کچھ بھی اخذ نہیں کر پائی تھی۔۔

"کوئی پرابلم ہے۔۔۔؟؟"

ارشیان نے دوبارہ پوچھا تھا۔۔ مگر شاہنور اس کی جانب سے نگاہیں پھیرے اسے جواب دینے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔

"سر پلیز۔۔لیومی۔۔۔میں اپنی کوئی بھی پرابلم آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔"

شاہنور پلکیں جھپک کر آنکھوں کی نمی اندر دھکیلتی اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

"مگر میں سننا چاہتا ہوں۔۔۔"

ارشیان کی نگاہیں اس کے گلابی چہرے پر تھیں۔۔اس کے چہرے کی بے پناہ معصومیت اسے تمام لڑکیوں سے منفرد بنادیتی تھی۔۔ہر طرح کی بناوٹ سے پاک بے ریاں حسین چہرا۔۔۔

"آپ اپنی حکمرانی نہیں چلاسکتے مجھ پر۔۔۔"

شاہنور نے اس شخص کو ہمیشہ بہت اہمیت دی تھی۔۔اپنی سر آنکھوں پر بیٹھایا تھا۔۔مگر اسی شخص نے سب سے زیادہ دل توڑا تھا اس کا۔۔اس لیے وہ اس سے کافی زیادہ خفا تھی۔۔وہ اس سے نفرت کرتا تھا۔۔

اب وہ بھی اسے اپنے محبت نہیں دکھانے والی تھی۔۔

جبکہ دوسری جانب ہر ملاقات میں اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ایک الوہی چمک دیکھنے والا شخص اس وقت اس کی نگاہیں اٹھا کر بھی نہ دیکھنے والی حرکت پر زچ ہوا تھا۔۔

وہ اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ مگر شاہنور ایسے بی ہیو کر رہی تھی جیسے وہ اس کے سامنے موجود ہی نہ ہو۔۔۔

شاہنور اس کی بانہوں کا حصار توڑتی دور ہوئی تھی۔۔ جب اسی لمحے ایمان وہاں آتی ارشیان کے سرد تاثرات دیکھتی گڑبڑا سی گئی تھی۔۔

"وہ خیام سر تمہیں بلا رہے ہیں۔۔ آج کا دن ہی ہے ریہرسل کا شاید پوری رات پریکٹس کرنی پڑے۔۔ کل فنکشن ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ سب بالکل پرفیکٹ ہو۔۔"

ایمان نے وہاں آتے شاہنور کو خیام کا پیغام پہنچایا تھا۔۔ خیام کے نام پر شاہنور کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔ ارشیان جو اسی پر نگاہیں ٹکائے کھڑا تھا اس کی زیرک نگاہوں نے یہ بات فوراً نوٹ کی تھی۔۔

"کسی ریہرسل۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اب کی بار ایمان سے ہی پوچھا تھا۔۔ یہ روٹھی ناراض لڑکی اسے کچھ بھی بتانے کی روادار نہیں تھی۔۔

جس کے جواب میں ایمان نے جو بات اسے بتائی تھی ارشیان نیازی کے تیکھے نقوش بگڑ ڈے گئے تھے۔۔

اس کے نام سے منصوب لڑکی اتنے لوگوں کے سامنے کسی اور مرد کے ساتھ رومانس جھاڑنے والی تھی۔۔ارشیان نیازی جیسے کبھی کسی کے بھی عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔چاہے پوری دنیا فنا ہو جائے۔۔۔

شاہنور کے بارے میں یہ سن کر اس کا دماغ کھول اٹھا تھا۔۔

شاہنور ایمان کے ساتھ جانے لگی تھی جب آگے ہوتے ارشیان نے اس کی کلائی تھام کر اسے روک لیا تھا۔۔

ارشیان کی اس حرکت پر شاہنور نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جبکہ ایمان سامنے کھڑی آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔

اسی لمحے شرافت بھی وہاں آیا تھا۔۔اس کے ہونٹوں پر خوش سے مسکراہٹ جگمگا اٹھی تھی۔۔ارشیان نیازی میں یہ واضح تبدیلی اگنور کیے جانے کے قابل نہیں تھی۔۔

وہ اس لڑکی کی جانب جھک رہا تھا۔۔منہ سے اظہار نہ بھی کرتا مگر وہ شخص پگھل رہا تھا۔۔

"اپنے سر خیام کو کہہ دو کہ میں شاہنور کو ریہرسل اچھے سے کروادوں گا۔۔ انہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

ارشیان کی آواز پر ایمان شاک سے نکلتی ایک نظر شاہنور کی ٹماٹر کی طرح لال ہوئے چہرے پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

"خان سائیں پلیز۔۔۔۔"

شاہنور کو اس شخص کی الٹی کھوپڑی کی بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کے ہونٹوں سے اپنے لیے یہ انوکھے انداز میں بولا نام سن کر ارشیان نیازی کے دل کے تار بج اٹھے تھے۔۔اس کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔

وہ شاہنور کا ہاتھ تھامے اسے اپنے آفس میں لے آیا تھا۔۔

اسے شاہنور کا اپنے آس پاس ہونا اچھا لگ رہا تھا۔۔

وہ اس لڑکی کے قریب ہونے پر ایک سرور سا اپنے رگ و پے میں اترتا محسوس کر رہا تھا۔۔

اس نے بہت بے دردی سے اس لڑکی کو ٹھکرایا تھا۔۔اب اتنی کی شدت سے اس کا دل شاہنور راجپوت کی جانب ہمک رہا تھا۔۔ مگر اس شخص کی انا

اور اکڑ اسے جھکنے نہیں دے رہی تھی۔۔وہ چاہتا تھا یہ لڑکی اسے ویسی ہی اہمیت دے جیسے پہلے دیتی تھی۔۔

اسے دیکھ کر اس معصوم چہرے پر جو مسکراہٹ کھل اٹھتی تھی وہ واپس سے کھل جائے۔۔ مگر شاہنور جو یہی سمجھتی جی کہ ارشیان نیازی کہیں اس کی محبت پر بھی کوئی الزام نہ عائد کر دے۔۔اس لیے وہ اپنی محبت کو دل کے نہاں خانوں میں چھپا گئی تھی۔۔

وہ کچھ بھی برداشت کر سکتی تھی۔۔مگر اپنی محبت کو سوالیہ نشان بنتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم اتنے بھی نالائق نہیں ہو ایس پی۔۔اچھا خاصہ دماغ رکھتے ہو۔۔میں تو تمہیں ایسے ہی انڈر ایسٹیمیٹ کر رہی تھی۔۔"

حانم کو دور بیٹھ کر اسے غصہ دلانے میں بہت مزا آرہا تھا۔۔اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔

"بکواس بند کرو۔۔۔"

وہ دھاڑا تھا۔۔۔

"تم نے مجھ سے نکاح مجھے سلطان شاہ کی بھتیجی سمجھ کر کیا تھا۔۔اب پچھتاوا ہو رہا ہے کیا۔۔۔؟؟"

حانم اس شخص کی یہ حالت اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی۔۔ مگر ابھی ایسا نہیں کر پارہی تھی۔۔۔ کیونکہ ابھی جس غصے سے فیروز نیازی ابل رہا تھا۔۔ اس نے اسے زندہ نہیں چھوڑنا تھا۔۔

"بہت سی باتوں پر پچھتاوا ہو رہا ہے مجھے۔۔ایک ایک بات کا حساب تم سے

مل کر لوں گا۔۔ڈونٹ وری۔۔میرا انتظار کرنا۔۔۔"

فیروز کی کنپٹیاں سلگھ اٹھی تھیں۔۔

اسے پہلے ہی شک تھا کہ یہ حانم شاہ سلطان شاہ کی بھتیجی نہیں ہے۔۔۔ورنہ

وہ اسے کسی قیمت پر فیروز کے حوالے کہ کرتا۔۔اور اب تو سو فیصد یقین

ہو چکا تھا کہ یہ لڑکی اس کے ساتھ کھیل کھیل رہی تھی۔۔۔

فیروز کے دشمن اس کے بے پناہ قریب تھے۔۔کسی بھی وقت اس پر حملہ

آور ہو سکتے تھے۔۔

"اتنا کیوں تڑپ رہے ہیں ایس پی صاحب۔۔۔آپ کی اپنی بیوی ہوں۔۔

جب چاہیں اپنے پاس بلا لیں۔۔"

حانم کے انداز میں عجیب سی کاٹ تھی۔۔

جیسے اس لڑکی نے اپنی نفرت کے اوپر محبت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو۔۔

" تمہیں اب احساس دلانا پڑے گا کہ بیوی کے حقوق کیا ہوتے ہیں۔۔۔"

فیروز کا دماغ خراب ہو رہا تھا۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔اس کے آدمی حانم کی لوکیشن ٹریس کر رہے تھے۔۔

وہ اس وقت فیروز کے فلیٹ کے قریب ہی کسی دوسرے فلیٹ میں چھپی ہوئی تھی۔۔

"اپنے آفس سے باہر مت نکلنا فیروز نیازی بے موت مارے جاؤ گے۔۔۔

سلطان شاہ کے آدمی تم پر گھات لگائے بیٹھے ہیں۔۔"

فیروز کی جانب سے زرا سا بھی ہنٹ نہیں دیا گیا تھا۔۔ مگر حانم پھر بھی سمجھ چکی تھی۔۔ فیروز اس لڑکی کی اس حد تک زہانت پر حیران ہوا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی باہر نکلا حانم کے کہے کے عین مطابق پولیس اسٹیشن کے باہر ہی اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی تھی۔۔ مگر فیروز نیازی کو اتنی آسانی سے ختم کرنا ناممکن تھا۔۔ وہ گاڑیوں کے پیچھے سے ہوتا ان حملہ آوروں کو چکما دیتا گاڑی تبدیل کر کے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔

سلطان شاہ کے بھیجے ان پالتو کتوں کو مارنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

اس کا ٹارگٹ اس وقت صرف حانم تھی۔۔ وہ اس لڑکی کے منہ سے اس کی اصلیت اگلوانا چاہتا تھا۔۔۔ اسے اب بھی یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔

فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی فیروز نے کال کاٹ دی تھی۔۔ جبکہ دوسری جانب حانم موبائل ہونٹوں کے قریب کرتی چلاتی رہ گئی تھی۔۔ مگر فیروز کی جانب سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔

اس نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا تھا مگر اس کا سر اس قدر بھاری ہو رہا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ بھی نہیں پائی تھی۔۔

"فیروز نیازی سنتے نہیں ہو میری۔۔ مارے جاؤ گے مت کرو ایسے۔۔۔"

حانم صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے بے بسی سے بولی تھی۔۔ فیروز لوکیشن ٹریس کرتا حانم کے فلیٹ کے باہر پہنچ چکا تھا۔۔۔ لاک دروازے کو اپنے طریقے سے ان لاک کرتا وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔

مگر اندر سے آتی سمیل پر فیروز کے چہرے کے تاثرات ناقابلِ یقین حد تک بگڑ چکے تھے۔۔

وہ سیگریٹس اور ڈرگز کی سمیل تھی۔۔ ایک جانب نیچے شراب کی خالی بوتل بھی گری ہوئی تھی۔۔

جبکہ سامنے صوفے پر دنیا جہاں سے بے خبر حانم اوندھے منہ گری ہوئی تھی۔۔ فیروز نیازی کے قدم وہیں زمین میں جکڑے جا چکے تھے۔۔

وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔ یہ سب کچھ جو اس کے سامنے تھا وہ اس لڑکی کی سچائی تھی۔۔۔؟؟

فیروز کا دماغ ماؤف ہوا تھا۔۔

وہ بمشکل اپنے قدم اٹھاتا آگے بڑھا تھا۔۔

گہری خاموشی میں بھاری قدموں کی چاپ نشے میں دھت پڑی حانم کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔حانم نے وہیں پڑے بمشکل اپنی بھاری ہوتی آنکھیں کھول کر اس سمت دیکھا تھا۔۔

جب اس کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلِ یقین حد تک سکڑ گئی تھیں۔۔وہ جس شخص کے قتل ہو جانے کے ماتم میں خود کو نشے میں مدہوش کر گئی تھی۔۔

وہ اس کے سامنے اس کے بے پناہ نزدیک کھڑا تھا۔حانم کو یہ اپنا کوئی خواب لگا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تمہیں تو محبت نہیں تھی نا مجھ سے۔۔پھر کیوں نہیں رہ پا رہے میرے بغیر۔۔"

میرب چاہنے کے باوجود اسے خود سے دور نہیں کر پائی تھی۔۔وہ اس کی کیفیت دیکھ اس کے ہونٹوں سے اس بات کی تصدیق چاہتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔۔مگر وہ یہ بھول چکی تھی کہ مقابل زاراب نیازی تھا جو بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔کمزور لمحوں میں بھی اس کے ہونٹوں سے اس کی مرضی کے خلاف الفاظ نکلوانا آسان نہیں تھا۔۔

"نہیں محبت تو کبھی نہیں تھی۔۔۔"

زاراب نیازی اس کے بالوں میں سے کیچر نکالتے ان میں اپنا چہرا چھپانے لگا تھا۔۔

اس کے الفاظ پر میرب کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔

اس نے اس شخص کی اکڑ پر غصے کے عالم میں اس کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ جماتے اسے خود سے دور دھکیلنا چاہا تھا۔۔ جب زاراب اس کی دونوں کلائیاں اپنی گرفت میں لیتا دروازے کے ساتھ ٹکا گیا تھا۔۔

میرب اب پوری طرح سے اس کے سامنے بے بس کھڑی تھی۔۔

"صائم راجپوت کو خود سے دور رکھو میرب۔۔ ورنہ میں تمہیں اپنے اتنے قریب لے آؤں گا کہ تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔۔"

بہت ہی نرم الفاظ میں کہتے وہ اس کی گردن پر اپنے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتا میرب کی چیخیں نکال گیا تھا۔۔

وہیں اس کے لفظوں پر پورا وجود سنسنا اٹھا تھا۔۔ یہ شخص صرف دھمکی نہیں دے رہا تھا۔۔ ایسا کر بھی سکتا تھا۔۔

"زاراب نیازی دور رہو مجھ سے۔۔ میں تمہاری پارٹی کی کوئی فضول سی ممبر نہیں ہوں جس سے جب دل چاہے گا اپنا دل بہلا لو گے۔۔"

میرب اس کے ہونٹوں کی گستاخیاں برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔ اسی وجہ سے غصے میں اس کے منہ سے یہ بات نکل گئی تھی۔۔ اسی اپنے مخبر سے ہی پتا چلا تھا کہ زاراب کی کوئی ممبر اس کے کافی قریب جا رہی تھی۔۔

حسن اگر زاراب نیازی کا وفادار تھا۔۔ تو اب وہ کچھ ایسی چھوٹی موٹی خبریں میرب کو بھی دیتا تھا۔۔ کیونکہ اسے بھی زاراب نیازی کا اپنی میرب میڈم کو چھوڑ کر کسی اور لڑکی کی جانب دیکھنا گوارہ نہیں تھا۔۔

اس لیے وہ جب بھی کچھ زرا سی بھی بات دیکھتا تھا تو بنا اس کا سر پیر جانے میرب کو بتا دیتا تھا۔۔

"اپنے مخبر کو بولو اپنی رپیورٹنگ ٹھیک کرے۔۔۔ زاراب نیازی کا دل صرف میرب راجپوت ہی بہلا سکتی ہے۔۔"

اپنا چہرا اس کے چہرے کے نہایت قریب کیے کھڑے زاراب کے ہونٹ مسکرائے تھے۔۔ جبکہ میرب کو اس دلکش مسکراہٹ پر اپنی دھڑکنیں ساکت ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

اس سے پہلے کہ میرب کوئی جواب دیتی اس کا ہاتھ میں پکڑا موبایل فون بجا تھا۔۔ جس پر جگمگاتا صائم کا نام دیکھ زاراب کا موڈ خراب ہوا تھا۔۔

یہ شخص اب اس کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔

"مجھے صائم بلا رہا ہے۔۔۔ مجھے جانا ہو گا۔۔۔"

میرب اس کو غصے میں دیکھ مزید غصہ دلا گئی تھی۔۔۔

"میرب۔۔۔"

زاراب نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے اسے تنبیہی نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

"تم میرے ضبط کو آزما رہی ہو۔۔"

زاراب کی گرفت میرب کے وجود پر سخت ہوئی تھی۔۔

اس کی کلائیوں کو دروازے پر اس کے دائیں بائیں ٹکاتے زاراب اس پر پوری طرح سے حاوی ہوا تھا۔۔

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے زاراب نیازی۔۔ تم میں ہمت ہی نہیں ہے دنیا والوں کے سامنے مجھے قبول کرنے کی۔۔۔ اچھا ہوا تمہیں مجھ سے محبت

نہیں ہوئی۔۔ تم جیسا بزدل انسان محبت جیسے جذبے کو نبھانے کی ہمت رکھتا بھی نہیں ہے۔۔۔"

میرب کو بھی اس پر بے پناہ غصہ تھا۔۔ وہ اس کی کیفیت سمجھے بغیر اسے ضد دلا گئی تھی۔۔

"مجھے چیلنج کر رہی ہو۔۔۔؟؟"

زاراب نے اس کے بالوں کی نرماہٹوں کو چھوتے اپنی لال آنکھیں اس کے ہونٹوں پر گاڑھی تھیں۔۔۔

اس لڑکی کی قربت اس کا نشہ تھی۔۔ جو اگر اس سے چھن جاتی تھی تو وہ پاگل ہو اٹھتا تھا۔۔ اب اسے محسوس کرتا وہ اس کی سنگین باتوں پر بھی غصہ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

اسے اس کا نشہ مل چکا تھا۔۔ جیسے اس کی انرجی واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔

"تم چیلنج قبول کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔۔۔"

میرب کو جیسے پورا بھروسہ تھا۔۔

"اس دن سے ڈرو میرب راجپوت جس دن تمہارا یہ چیلنج قبول کر کے میں پوری دنیا کے سامنے تمہیں اپنی بیوی مان کر اپنی بانہوں میں اٹھا کر اپنی حویلی لے جاؤں گا۔۔۔ اس دن تمہارا کوئی بھی احتجاج کام نہیں آئے گا۔۔۔"

زاراب اپنی بات مکمل کرتا اس کی گداز ہونٹوں کو دھیرے سے چھو گیا تھا۔۔۔

جبکہ میرب اس کی واضح دھمکی پر اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔اس نے آج تک ایسا کبھی نہیں بولا تھا۔۔اب بول رہا تھا تو مطلب وہ ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

میرب کا دل سینے میں شور مچانے لگا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ محبت کے رمز سے انجان ہو چکا ہوں۔۔ پتھر ہو گیا ہے یہ دل۔۔۔ تم بھی تو اب محبت نہیں کرتی نا مجھ سے۔۔ تو پھر مجھ سے کیوں محبت کی تمنا کر رہی ہو۔۔۔۔ تم بھی تو زبردستی ہی رہ رہی ہو میرے ساتھ۔۔۔ اگر میں اس دن زبردستی اٹھا کر نہ لاتا تو تم زندگی میں کبھی میرے پاس آتی۔۔ تم نے بھی تو مجھے بدلنے کی کوشش نہیں کی۔۔ بلکہ مزید نفرت ہی دکھائی ہے۔۔ تمہیں موقع

دے رہا ہوں۔۔ چلی جاؤ یہاں سے۔۔ تمہیں دیکھ کر میں مزید حیوان بن رہا ہوں۔۔"

سلطان اسے کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتا نویرہ کو خود سے دور کر گیا تھا۔۔۔ جو یک ٹک پتھر بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ یہ شخص اس سے چاہتا کیا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔

"تم چاہتے ہو میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں۔۔۔؟؟"

نویرہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

جبکہ اتنی لمبی بات میں سے صرف اتنا سا معنی اخذ کرنے پر سلطان کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

"تم جو کرنا چاہتی ہو کرو۔۔۔"

سلطان شاہ اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا وہاں سے پلٹا تھا۔۔نویرہ کو اتنی تسلی ہوئی تھی کہ اس سنگدل سے آج واضح لفظوں میں اسے جانے کو نہیں بولا تھا۔۔

وہ کیا چاہتا تھا نویرہ کو اس کے الفاظ با آسانی سمجھ گئے تھے۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟"

نویرہ وہی بیٹھی تھی جب سلطان نک سک سے تیار کہیں جانے کے لیے نکلا تھا۔۔وائٹ کلف لگے شلوار قمیض میں براؤن شال کو کندھوں کے گرد لپیٹے وہ گھنی مونچھوں تلے سیاہی مائل لبوں کو سختی سے بھینچے اسے پوری طرح سے نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے طرزِ تخاطب میں ہونے والا بدلاؤ سلطان کو ہضم نہیں ہوا تھا۔۔۔

"ضروری کام سے جا رہا ہوں۔۔ ایک ہفتہ لگ جائے گا۔۔"

اس کی جانب دیکھے بغیر جواب دیا گیا تھا۔۔

"مجھے بھی ساتھ آنا ہے۔۔"

نویرہ اپنی جگہ سے اٹھتی اس کے مقابل آئی تھی۔۔ سلطان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اپنی لال آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں گاڑھتے اسے سہما کر رکھ دیا تھا۔۔

نویرہ اس کے انداز پر گڑبڑا گئی تھی۔۔

"تم نہیں آسکتی۔۔۔ میں وہاں سکون سے رہنا چاہتا ہوں۔۔ جو تمہارے ہوتے ہوئے ممکن نہیں ہے۔۔۔"

سلطان صاف گوئی سے بولا تھا۔۔ وہ ہر وقت اس کے آگے پیچھے پھرتی اسے بے چین کیے رکھتی تھی۔۔ یہ جانتی تھی کہ وہ کبھی اس کی مرضی کے بغیر اپنا حق استعمال نہیں کرے گا۔۔ اور نویرہ اسے ایسی کوئی اجازت دینے کا موڈ نہیں رکھتی تھی۔۔ اسے نویرہ کے رویے سے یہی محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اس کے ساتھ زبردستی کسی سمجھوتے کے تحت رہ رہی ہے۔۔ اور یہی بات سلطان کو اندر ہی اندر حیوان بنا رہی تھی۔۔

وہ اس کی محبت تھی جو ہمیشہ سے اس کے ساتھ رہنے کی خواہشمند تھی۔۔۔ اور اب اس کے پاس ہو کر بھی اس کی نہیں تھی۔۔۔

"سکون ملے گا شاہ۔۔۔ایک بار ساتھ لے جانے کی حامی تو بھریں۔۔۔"

نویرہ اس کے سینے پر اپنی گداز ہتھیلی جماتے ایک ادا سے بولی تھی۔۔۔جبکہ سلطان شاہ اس لڑکی کی حرکت پر ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔وہ جانتی تھی اس کی یہ ساری شوخیاں اس پر کس قدر بھاری پڑ سکتی تھیں۔۔

"وہاں جا کر پچھتاؤ گی۔۔۔"

سلطان نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔

"میں ہر پچھتاوے کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

نویرہ بضد تھی۔۔وہ اس کے ساتھ جانے کو جی جان سے تیار تھی۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے فیروز کے حوالے سے بتانے کے لیے حویلی کال کی تھی۔۔

وہ سلطان پر شدید غصہ تھی۔۔ مگر اپنی ماں سے بات کرتے اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔

"سلطان کو واپس اپنا بنانا چاہتی ہو۔۔ اسے پہلے جیسا محبت کرنے والا انسان بنانا چاہتی ہو تو اسے محبت دو نفرت نہیں۔۔ اتنا لمبا عرصہ تم سے دور رہنے کے باوجود جب وہ کسی اور عورت کے قریب نہیں گیا تو مطلب وہ تمہارا وفادار اور تم سے کی محبت کرتا ہے۔۔ اسے دنیا سے بہت نفرت ملی ہے نویرہ۔۔۔ وہ بالکل اکیلا ہے اس وقت۔۔ اس کے پاس کوئی اس کا اپنا نہیں ہے۔۔ جو اس کو سمجھے اس کا ساتھ دے۔۔ ہر اچھے برے میں اس کے ساتھ کھڑا رہے۔۔ چاہے انسان کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔۔ اسے ہر عمر میں ایک سہارے کی ضرورت ضرور رہتی ہے۔۔ اپنے شوہر کا وہ سہارا بن جاؤ۔۔۔ ہم سب نے تمہاری بے پناہ محبت دیکھی ہے سلطان کے لیے۔۔

جس شخص کے لیے دس سال تڑپی ہو تم۔۔۔ اسے اپنانے میں اتنی دیری کس بات کی میری جان۔۔ کہیں اس نفرت اور محبت کے کھیل میں اپنے ہاتھ سے ایک بار پھر اسے گنوا نہ دینا۔۔۔ ایک بار یہ غلطی کر کے بہت تکلیف اٹھائی ہے تم نے۔۔

میں جانتی ہوں سلطان کو۔۔ چاہے وہ ہم سے جتنی بھی نفرت کرے وہ خان حویلی کے کسی فرد کو بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ کیونکہ تم خان حویلی والوں سے محبت کرتی ہو اور وہ تم سے۔۔ تم نے اسے ہرٹ کیا تھا۔۔ مگر وہ تمہیں ہرٹ نہیں کرے گا۔۔ اس نے مجھے ماں بولا تھا دس سال پہلے۔۔ وہ بھول چکا ہو۔۔ مگر ماں کبھی اپنے بچوں کو نہیں بھولتیں۔۔ اگر وہ غلط سرگرمیوں میں ملوث ہو چکا ہے تو تم اسے راہِ راست پر لاؤ۔۔ نیک بیویاں اپنے شوہروں کو سدھار لیتی ہیں۔۔ مجھے تم سے پوری امید ہے۔۔"

کوثر بیگم نے اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے اسے اس کی غلطیوں سے آگاہ کیا تھا۔۔ جو سنتے نویرہ نادم ہوئی تھی۔۔ سلطان کو سدھارنے کے بجائے وہ تو اس کے ساتھ مزید برابر تاؤ کر کے اسے طیش دلا رہی تھی۔۔

جس کی وجہ سے وہ اس سے مزید دور ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔

نویرہ نے نہایت ہی محبت کے ساتھ پیش آتے اس کے ساتھ جانے کی خواہش کی تھی۔۔۔ جس پر وہ شخص انکار نہیں کر پایا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے چلو۔۔۔ تمہارے پاس دس منٹ ہیں۔۔ ہمیں ایک ہفتہ رہنا ہے وہاں۔۔ اپنے لیے مناسب لباس لے کر آنا۔۔۔"

وہاں یقیناً انہیں ایک ساتھ رہنا تھا۔۔ سلطان کی جانب سے کی جانے والی اس حتیاطی تدابیر پر نویرہ کوشش کے باوجود اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔۔

وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریز برتتا اس لمحے نویرہ کو بہت پیارا لگا تھا۔۔ وہ اسے مناسب ڈریس اسی لیے کہہ رہا تھا تاکہ وہاں تنہائی میں اسے مشکل پیش نہ آسکے۔۔۔

نویرہ نے جب دیکھنے کا نظریہ بدلہ تھا تو اسے وہ انسان پہلے سے بھی زیادہ اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم اٹھا کر لے جانے کی ہمت نہیں رکھتے زاراب نیازی۔۔۔"

میرب اس کی بات کا اثر زائل کرنے کی کوشش کرتے بولتی اس کی گرفت سے اپنی کلائیاں آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے باہر دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔اور ساتھ ہی میرب کے نام کی پکار جاری ہوئی تھی۔۔وہ صائم تھا۔۔۔

زاراب کو آگ لگی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے میرب کوئی جواب دیتی زاراب نے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں مقید کرتے اس کی سانسوں کا گلا گھونٹ دیا تھا۔۔۔

اس کا یہ عمل اس قدر شدت لیے ہوئے تھا کہ میرب کا پورا وجود کانپ اٹھا تھا۔۔

کچھ دیر باہر دستک ہوتی رہی تھی۔۔ مگر اندر موجود دونوں نفوس تو جیسے کسی اور دنیا میں ہی پہنچے ہوئے تھے۔۔

میرب کو اپنا نچلا ہونٹ جلتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس کی سانسیں اٹک رہی تھیں۔۔۔

زاراب اس کی کلائیاں آزاد کرتا اس کی گردن کو اپنی شکنجے میں لیتا اسے پوری طرح خود میں گم کر گیا تھا۔۔

میرب کی مزاحمت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔۔۔ اس شخص کی قربت اسے مدہوش کرنے لگی تھی۔۔۔ وہ خود کو بہکنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔

وہ آہستہ آہستہ اس کی سانسوں کو نام لگوا چکا تھا۔۔

میرب نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔اس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہو چکا تھا۔۔

وہ لرز رہی تھی۔۔جب زاراب نے اس کی سانسوں کو آزادی بخشی تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی آنکھیں میچے زاراب نیازی کے جذبات کو مزید ہوا دے گئ تھی۔۔۔

"میرا دل کر رہا ہے تمہارے چیلنج کو آج ہی قبول کر لوں۔۔یہ تھوڑا تھوڑا نشہ اب میری طلب کو مزید بڑھا رہا ہے۔۔"

زاراب اس کی کان کی لوح پر جھکا اسے اپنی سانسوں کی تپش سے جھلسا گیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر میرب نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

مگر جو گستاخی یہ شخص ابھی کچھ لمحے پہلے کر چکا تھا۔۔ اس میں ہمت نہیں تھی زاراب نیازی کی بے باک نگاہوں کا مقابلہ کرنے کی۔۔

"باہر سب لوگ ہمارے حوالے سے مشکوک ہو سکتے ہیں۔۔۔ پلیز جانے دو مجھے۔۔۔"

میرب میں اب مزید اس انسان کے سامنے کھڑے رہنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ زاراب اسے آزاد کرتا پیچھے ہوا تھا۔۔

"جا پاؤ گی یہاں سے۔۔۔؟"

اس کے کانپتے وجود کو دیکھتے زاراب دروازے کے ساتھ اپنی پشت ٹکاتے سیگریٹ سلگھاتے ہوئے بولا تھا۔۔

میرب اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کے لیے مرر کے سامنے گئی تھی۔۔ مگر خود پر مرکوز زاراب کی نگاہیں اس جیسی کانفیڈنٹ لڑکی کو اس لیے کنفیوز کر کے رکھ گئی تھیں۔۔

وہ ایک بار لڑکھڑائی تھی۔۔ زاراب اسے سنبھالنے کے لیے اپنی جگہ سے آگے ہوا تھا۔۔ مگر میرب نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔ اب اگر کوئی غیر مرد تمہارے قریب آیا یا اس نے تمہیں چھونے کی کوشش کی تو اس کا انجام بہت بدتر ہو گا۔۔۔"

زاراب اب کافی پرسکون ہو چکا تھا۔۔۔ سیگریٹ کا دھواں نکالتے اس نے میرب کو وارن کیا تھا۔۔

"انجام تو تمہارا برا ہو گا زاراب نیازی۔۔۔"

میرب اب اسے جواب دینے کے قابل ہو چکی تھی۔۔

یہ شخص اس کا حلیہ پوری طرح سے بگاڑ چکا تھا۔۔اس نے بالوں کا سیٹ کرتے اپنا کیچر ٹٹولا تھا۔۔جو اس وقت زاراب نیازی کے ہاتھ میں تھا۔۔

"میرا کیچر واپس کرو۔۔۔"

وہ وہیں کھڑی پلٹ کر اسے گھورتے بولی تھی۔۔

"اوکے۔۔۔"

وہ فرمابرداری کے ساتھ کیچر لیے آگے بڑھا تھا۔۔اتنا فرمابردار یہ شخص زندگی میں کبھی نہیں رہا تھا۔۔

میرب اس کی خطرناک تیور دیکھ جلدی سے اپنا دوپٹہ درست کر گئی تھی۔۔

"ڈونٹ وری۔۔ابھی میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔"

اس کے سامنے مٹھی کھول کر کیچر اپنی چوڑی ہتھیلی پر رکھ کر پیش کرتے زاراب نے اس کی اس حرکت پر چوٹ کی تھی۔۔

جبکہ وہ اس شخص کے لفظوں کی واضح بے باکی پر سر سے پیر تک لال ہوئی تھی۔۔۔

میرب اپنا حلیہ درست کرتی جلدی سے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔

"لپسٹک نہیں لگاؤ گی۔۔"

وہ اپنا سارا حلیہ پہلے جیسا کر چکی تھی۔۔ سوائے لپسٹک لگانے کے۔۔ اس کی لپسٹک خراب کر کے اب اسی کی فکر کر رہا تھا۔۔

یہ لپسٹک کس طرح مٹائی گئی تھی۔۔ یہ سوچ کر ہی میرب کو اپنی سانسیں پاگل ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

اس نے زاراب کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

"کل تمہیں میری جانب سے اپنی لائف کا سب سے بڑا سرپرائز ملنے والا ہے۔۔۔ تیار رہنا میرب راجپوت۔۔۔ میرا یہ سرپرائز تمہیں قبول کرنا ہو گا۔۔۔"

زاراب نیازی کی بات پر میرب کے قدم تھم سے گئے تھے۔۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ جواب دیئے بغیر وہاں سے نکل گئی تھی۔۔ لیکن اگلا پورا وقت اس کا یہی سوچتے گزرا تھا کہ زاراب کس سرپرائز کی بات کر رہا تھا۔۔۔ اب پھر وہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم جس شخص کے قتل ہو جانے کے ماتم میں خود کو نشے میں مدہوش کر گئی تھی۔۔ وہ اس کے سامنے اس کے بے پناہ نزدیک کھڑا تھا۔۔ حانم کو یہ اپنا کوئی خواب لگا تھا۔۔۔

جبکہ فیروز تو اس لڑکی کا یہ نیا روپ دیکھ کر ہی ابھی تک صدمے سے نہیں نکل پایا تھا۔۔

"فیروز۔۔۔"

حانم کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔

وہ نشے میں تھی۔۔۔ فیروز کو سامنے دیکھ وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔ مگر حواس پر پوری طرح سے کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے قدموں پر ٹھیک سب کھڑی نہیں ہو پائی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر سامنے پڑے کانچ کے ٹیبل کے اوپر جا کر گرتی۔۔جب فیروز نے آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں کا سہارا دیتے گرنے سے بچالیا تھا۔۔

"یہ کیا ہے حانم۔۔۔؟؟"

فیروز پولیس اسٹیشن سے جس قدر غصے اور طیش میں نکلا تھا۔۔اس وقت اتنا ہی زیادہ شاک کھڑا تھا۔۔۔اس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔

"تت تم پر تو سلطان شاہ نے قاتلانہ حملہ نہیں کروایا تھا۔۔تت تم بچ بچ گئے۔۔"

حانم ٹھیک سے آنکھیں بھی نہیں کھول پا رہی تھی۔۔اس کے سینے پر سر ٹکاتے وہ مدہوشی کے عالم میں بولی تھی۔۔اس کے منہ سے شراب کی سمیل آ رہی تھی۔۔۔

فیروز کی وردی پر سجی اس کی نیم پلیٹ پر اپنی پیشانی ٹکاتی وہ زیر لب مسکرائی تھی۔۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ وردی میں کتنا پیارا لگتا تھا۔۔۔

مگر کبھی بتا نہیں پائی تھی۔۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟اور یہ سب کیا فضولیات ہیں۔۔۔اب پھر سے کوئی نیا ڈرامہ شروع کر دیا ہے تم نے۔۔۔"

فیروز اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر خود سے جدا کرتا اس پر چلاتے ہوئے بولا تھا۔۔

اسے پہلے یہی لگا تھا کہ شاید وہ ناٹک کر رہی ہو۔۔ مگر حانم کے منہ سے آتی شراب اور سیگریٹ کی سمیل اسے اچھے سے بتا گئی تھی کہ یہ لڑکی ان سب کی عادی ہے۔۔۔

وہ بہت پہلے سے یہ سب استعمال کر رہی تھی۔۔ مگر اس کے سامنے آج آئی تھی۔۔۔

"میری اصلیت جان کر تمہیں بھی مجھ سے نفرت محسوس ہو رہی ہو گی نا۔۔ میں سلطان شاہ کی بھتیجی نہیں ہوں۔۔ اور ایک انتہائی گری ہوئی لڑکی ہوں۔۔ جو معاشرے کی ہر برائی کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔۔۔"

حانم کہ آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔ اپنے منہ سے اپنی سچائی بیان کرنا بہت مشکل امر تھا۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟"

فیروز اس کے ڈولتے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے صوفے پر لیٹا چکا تھا۔۔۔

حانم نے اس وقت جو لباس پہن رکھا تھا۔۔ اس میں اس کی دودھیا بازوؤں پر کوئی پردہ نہیں رہا تھا۔۔ سلیو لیس مہرون شرٹ اور مہرون رنگ کے ہی کھلے پائنچوں والے ٹراؤزر میں ملبوس جو اس کے ٹخنوں سے کافی اوپر اس کی گلابی ملائم پنڈلیاں نمایاں کر رہا تھا۔۔۔ اس کا یہ حلیہ کسی بھی ذی روح کا ایمان ڈگمگانے کے لیے کافی تھا۔۔۔

فیروز بھی اس حسن کی بہتی ندیاں میں بہک جاتا اگر اس وقت وہ صدمے کی کیفیت کے زیر اثر نہ ہوتا۔۔۔ یہ لڑکی ہر پل اسے اپنی ذات کا ایک نیا رنگ دکھا جاتی تھی۔۔۔

فیروز کو لگ رہا تھا کہ وہ کسی کی کٹھ پتلی ہے۔۔ اب تک جو بھی کرتی آئی تھی۔۔ وہ سب کسی کے اشاروں پر چل کر کر رہی تھی۔۔۔ وہ اصل میں کچھ اور تھی۔۔ وہ سلطان شاہ کی بھتیجی تو ہرگز نہیں تھی۔۔ یہ بات اب سو فیصد کنفرم ہو چکی تھی۔۔

تو کیا سلطان اسے استعمال کر رہا تھا اپنے مقصد کے لیے۔۔۔

فیروز کا دماغ الجھ گیا تھا۔۔

حانم اس وقت اسے کوئی بھی جواب دینے کی حالت میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

میرب حویلی پہنچی تھی۔۔ جب سب لوگوں کو ڈرائینگ روم میں جمع دیکھ وہ بھی ادھر ہی آگئی تھی۔۔ مگر اندر آکر جو خبر اسے ملی تھی۔۔ وہ سن کر میرب کو حویلی کی ہر شے اپنے گرد گھومتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

نہایت ہی وسیع و عریض ڈرائینگ روم طرح طرح کی نواح اقسام کے تھال سے سجا ہوا تھا۔۔۔ بڑے بڑے تھال جن میں فروٹس، مٹھائیاں، ڈریسز، سونے اور ڈائمنڈ کے زیورات کے ساتھ ساتھ نجانے کون کون سی چیزیں موجود تھیں۔۔

ٹیبل کے ساتھ ساتھ بہت سی چیزیں جگہ کم ہونے کی وجہ سے صوفوں پر بھی رکھی گئی تھیں۔۔

میرب پہلے تو سمجھ نہیں پائی تھی کہ آخر یہ سب آیا کہاں سے۔۔

سب کی عجیب سے نگاہیں اپنی جانب مرکوز دیکھ اس کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔

"یہ سب کہاں سے آیا۔۔؟؟اور کس لیے۔۔۔؟؟"

میرب نے شمع بیگم کو مخاطب کرتے پوچھا تھا۔۔جو اسے سب سے زیادہ ڈسٹرب لگی تھیں۔۔ حسین راجپوت کا چہرا غصے سے لال تھا۔۔

وہ مسلسل پہلو بدل رہے تھے۔۔

"تمہارے لیے آیا ہے یہ سب۔۔۔"

سرمد راجپوت کی جانب سے جواب دیا گیا تھا۔۔میرب نے حیرت سے چور ہوتے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کے لیے یہ سب کون بھیج سکتا تھا۔۔

"زاراب نیازی نے تمہارے نام شادی کا پروپوزل بھیجا ہے۔۔۔یہ سب کچھ خان حویلی سے آیا ہے۔۔۔"

حسین راجپوت سپاٹ اور سنجیدہ لہجے میں بولتے میرب کو گہرے دھچکے سے دوچار کر گئے تھے۔۔تو وہ اس سرپرائز کی بات کر رہا تھا۔۔

وہ اپنا کہا پورا کر کے دکھانے والا تھا۔۔۔

میرب کا دماغ ماؤف ہوا تھا۔۔یہ شخص اب پھر کیا نیا ہنگامہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔صائم بھی وہاں آچکا تھا۔۔وہ بھی خاموشی سے کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے اور زاراب نیازی کے بیچ۔۔ تم بھول گئی کے اس شخص اور اس کے خاندان والوں نے تمہارے بھائی کو زندہ لاش بنا کر رکھ دیا ہے۔۔ پھر اس شخص کو تم نے اتنی ہمت کیوں دی کہ وہ یہاں تک آن پہنچا۔۔۔"

سرمد راجپوت ہمیشہ سے میرب کو اس قدر آزادی دیئے جانے والی بات کے سخت خلاف تھے۔۔۔ اس بات پر اکثر ان کی حسین راجپوت کے بیچ بحث چلتی تھی۔۔ مگر حسین راجپوت میرب کے معاملے میں کسی کی نہیں سنتی تھی۔۔ کیونکہ میرب کا معاملہ ان کی پہنچ سے بھی اوپر تھا۔۔

زاراب نیازی کی جانب سے سختی سے ہدایت تھی کہ اگر میرب کو راجپوت حویلی میں کسی قسم کی بھی دقیانوسی رسم کے بھینٹ چڑھایا گیا تو وہ کسی کا لحاظ بھی نہیں کرے گا۔۔

میرب نہیں جانتی تھی مگر بہت سارے معاملات میں زاراب نے ہی حسین راجپوت کے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔۔

"بابا میں۔۔۔"

میرب کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ انہیں کیا بتائے۔۔

"تایا جان یہ حرکت زاراب نیازی نے کی ہے۔۔اس میں میرب کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔جو بھی پوچھنا ہے اسی شخص سے پوچھا جائے۔۔اگر میرب کوئی غلطی کرتی تو کٹہرے میں اسے کھڑا کیا جاتا۔۔مگر میرب نے کچھ نہیں کیا۔۔۔اس پر کوئی الزام نہ لگایا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔۔"

صائم کو ان سب لوگوں کا رویہ میرب کے ساتھ پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

جب ان سب میں ہمت نہیں تھی زاراب کی بھیجی گئی یہ ساری چیزیں واپس کرنے کی تو میرب کو ملزم بنانے کی کوشش کی جارہی تھی۔۔

"چلو ایک اور ہمدرد پیدا ہو گیا اس لڑکی کا۔۔۔"

اسماء بیگم جو ہمیشہ سے میرب کو شاہنور کی طرح محبت کرتی آئی تھیں۔۔اب اچانک سے انہیں میرب سے حسد ہونے لگا تھا۔۔جو چاہے جو مرضی کرتی رہے۔۔کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں ہوتا تھا۔۔۔اسے کسی بھی بات پر کچھ نہیں کہا جاتا تھا۔۔اور ان کی معصوم شاہنور جو ہمیشہ بڑوں کی فرمانبردار رہی تھی۔۔اسے بے قصور ہوتے ہوئے بھی اتنی بڑی سزا سنادی گئی تھی۔۔اسماء بیگم یہ سب برداشت نہیں کرپارہی تھیں۔۔

شاہنور اس واقع کے بعد جس طرح بجھ سی گئی تھی۔۔وہ ان سے دیکھا نہیں

جارہا تھا۔۔

انہیں حسین راجپوت پر سب سے زیادہ غصہ تھا۔۔جو ایک پوتی کی ہر

حرکت کو شے دے رہے تھے۔۔جبکہ دوسری کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کر کے

بھی سکون سے بیٹھے تھے۔۔وہ سب جانتے تھے کہ میرب حسین راجپوت

کی لاڈلی تھی۔۔اب اسماء بیگم میرب کے ذریعے ہی حسن راجپوت کو تکلیف

دینے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"خان آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔۔۔؟؟"

شاہنور اس کی اس قدر توجہ پر نروس ہو رہی تھی۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

ارشیان اسے اپنے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا خود بھی براجمان ہوا تھا۔۔ ان دونوں کے بیچ ٹیبل کا کافی گیپ موجود تھا۔۔

شاہنور بے چینی کا شکار ہوتی ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بات مانتے بیٹھ گئی تھی۔۔ اس شخص کی گہری نگاہیں اسے پزل کر رہی تھیں۔۔

ارشیان تسلی دے صوفے کی پشت سے کمر ٹکاتا سیگریٹ سلگھاتے فرصت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔ اس نے شاہنور سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ شاہنور ہاتھوں کو مسلتی اس کے بولنے کی منتظر تھی۔۔ مگر وہ نواب زادہ سیگریٹ پر سیگریٹ پھونکتا اس لمحے دنیا کا سب سے فارغ ترین انسان محسوس ہو رہا تھا۔۔

جیسے شاہنور کو دیکھنے کے سوا دنیا میں اس کے پاس کوئی کام نہیں تھا۔۔

شاہنور اس وقت آسمانی رنگ کے کپڑوں میں بالوں کو چٹیا میں مقید کیے خود کو سیاہ شال سے ڈھکے ہوئے تھی۔۔ جبکہ بالوں کی کٹی لٹیں چہرا جھکا ہونے کی وجہ سے بار بار اس کے گالوں پر پھسل کر آ گرتی تھیں۔۔

کبھی اس کی نوز پن سے ٹچ ہوتی تھیں تو کبھی اس کے گلابی لبوں سے۔۔۔

وہ انہیں بار بار اپنی کپکپاتی مخروطی انگلیوں سے کان کے پیچھے کرتی مزید کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔ آفس میں اے سی فل کولنگ پر چل رہا تھا۔۔ جبکہ شاہنور کے ماتھے پر پسینے کے قطرے جگمگا رہے تھے۔۔۔

وہ کافی دیر اس کے بولنے کا اظہار کرتی رہی تھی۔۔۔ اس میں اس شخص کی جانب دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ چاہے وہ کتنا ہی بڑا ستمگر اور بے رحم کیوں

نہ بن جائے۔۔ اس کے دل نے بہت شدتوں سے ارشیان نیازی کو چاہا تھا۔۔ وہ اسے نکال پانے میں پوری طرح سے ناکام ہورہا تھا۔۔

شاہنور کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔

جبکہ ارشیان کو اس کا یوں سامنے بیٹھنا سکون دے رہا تھا۔۔ یہ بہت ہی دلفریب اور انوکھا سرور تھا۔۔ جو آج تک اسے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔۔

سیگریٹ کے بڑھتے دھویں کی وجہ سے شاہنور کو کھانسی ہونے لگی تھی۔۔ جو دیکھتے ارشیان نے اگلا سیگریٹ اٹھانے کے لیے اپنا بڑھتا ہاتھ روک دیا تھا۔۔

اور اگلے ہی لمحے اپنے اس عمل پر بے حد حیران ہوا تھا۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کسی کو کمفرٹ دینے کے لیے وہ سیگریٹ پینا چھوڑ سکتا ہے۔۔ مگر

اس نازک سی لڑکی کو دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے زرا سی تکلیف بھی پہنچی تو اسے کچھ ہو نہ جائے۔۔ اسے تو چھونے سے پہلے بھی ہزار بار سوچنا پڑتا تھا اب۔۔

ارشیان کو خود پر حیرت ہوئی تھی کہ وہ اتنا برا انسان تھا کہ اس چھوٹی موئی معصوم لڑکی پر غضبناک ہوا تھا۔۔ اسے اس بے دردی کے ساتھ اپنے حویلی سے نکال دیا تھا۔۔

وہ اس سے محبت نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر دل پر اختیار نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔ وہ اس کا عادی ہو رہا تھا۔۔ اپنے سکون کی خاطر اسے چاروں پہر اپنے سامنے دینا چاہتا تھا۔۔

شاہنور کی ہمت اب جواب دے چکی تھی۔۔ مسلسل خود پر اس کی نگاہوں کا تسلسل محسوس کرتے اب اسے اپنا وجود ٹھنڈا پڑتا محسوس ہوا تھا۔۔

اس شخص کی توجہ پر اس کے دل میں کوئی پھول نہیں کھل سکے تھے۔۔۔

کیونکہ اسے پتا تھا ارشیان نیازی کے آگے وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔۔

وہ اس کی زندگی میں زبردستی شامل کی گئی تھی۔اب وہ اس سے چھٹکارا پانے کی ہی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"مجھے واپس جانا ہے۔۔۔"

شاہنور اس کی جانب بنا دیکھے اٹھی تھی۔۔۔

"میں نے ابھی بات نہیں کی۔۔۔"

ارشیان نے پاس سے گزرتی شاہنور کا ہاتھ تھام لیا تھا۔اس کے روئی جیسے ملائم ہاتھوں کا لمس ارشیان کے دل میں ایک گداز سا احساس چھوڑ گیا تھا۔۔۔

"خان پلیز۔۔۔"

شاہنور روہانسی ہوئی تھی۔۔۔وہ اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

اُف اس طرزِ تخاطب نے ارشیان نیازی کے دل کو لوٹ لیا تھا۔۔

ارشیان نے اس کا ہاتھ آزاد کر دیا تھا۔۔۔

جس کے اگلے ہی لمحے شاہنور تیزی کے ساتھ آفس سے نکل گئی تھی۔۔۔

مگر اس کے جانے کے بعد بھی ارشیان اس جگہ کو گھورتا رہا تھا۔۔جہاں کچھ
دیر پہلے وہ بیٹھی تھی۔۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اپنی پیشانی مسلی تھی۔۔

"میرا ہونے کے لیے تمہیں پوری دنیا کو چھوڑنا پڑے گا۔ میرا بننا تمہاری نازک جان برداشت کر پائے گی کیا۔۔"

ارشیان نیازی کو اس معصوم جان کہ فکر ہوئی تھی۔۔ جو اس جیسے انسان کو ہینڈل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ سلطان کے ساتھ مری آگئی تھی۔۔ جہاں فل ٹائم ہوتی برفباری نے ہر شے کو اپنی سفید چادر کی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔

سلطان وہاں کیوں آیا تھا ابھی تک نویرہ کو پتا نہیں چلا تھا۔۔ نہ ہی اس نے کچھ پتا لگانے کی کوشش کی تھی۔۔ وہ اپنا پورا فوکس سلطان پر ہی رکھنا چاہتی تھی۔۔ سلطان نے اس کے لیے اور اپنے لیے ایک ہی کمرہ بک کروایا تھا۔۔

شاید وہ اسے انجان جگہ پر اکیلے نہیں رکھنا چاہتا تھا۔۔ ورنہ اگر موقع ملتا تو ضرور اسے الگ روم میں ہی رکھتا۔۔۔ کیونکہ اس حسین پری کے حسن کا وار سہہ کر اس سے فاصلہ برقرار رکھنا اس کے بس کی بات نہیں رہی تھی۔۔

نویرہ کو زیادہ سفر کرنے کی عادت نہیں تھی۔۔ وہ آتے ساتھ ہی بنا چینج کیے بیڈ پر لیٹتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔ اسے شدید ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔ مگر وہاں کہیں کمبل نظر نہیں آیا تھا۔۔ اس لیے وہ سکڑی سمٹی اپنے گرد لپٹی شال کو اوپر ڈال کر سو گئی تھی۔۔

سلطان جو آتے ہی شاور لینے گھس گیا تھا۔۔ باہر نکل کر اسے یوں ہی خالی پیٹ سویا ہوا دیکھ وہ کھانے کا آرڈر کرتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔ جو بالکل گٹھری بنی سو رہی تھی۔۔

سلطان نے اس وقت بلیک ٹراؤزر اور بلو کلر کی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔۔

اس کی ہاف سلیوز سے جھانکتے بازو پر گولی اور چاقو لگنے کا نشان نمایاں تھا۔۔

"نویرہ۔۔۔"

فاصلے پر کھڑے ہوتے سلطان نے اسے آواز دی تھی۔۔

مگر نویرہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔۔وہ ایسے ہی سوتی رہی تھی۔۔

"نویرہ اٹھو۔۔ کھانا کھالو پھر سو جانا۔۔"

اب کی بار سلطان نے اس کے قریب بیٹھتے دھیرے سے اس کا بازو ہلایا تھا۔۔ جس پر نویرہ زرا سی کسمساتی واپس سے سو گئی تھی۔۔۔

"تم اٹھ رہی ہو یا میں اپنا طریقہ استعمال کروں۔۔۔"

اب کی بار زاراب اس کے کان کی لوح پر جھکتا اپنی گرم سانسیں چھوڑتا نویرہ کی نیند کے ساتھ ساتھ اسکے ہوش بھی اڑا گیا تھا۔۔

نویرہ نے آنکھیں کھول کر خود پر جھکے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کا چہرا اس کے نہایت قریب تھا۔۔

"مجھے سونا ہے۔۔۔"

نویرہ اس کے گردن میں بازو حمائل کرتے خمار آلود لہجے میں بولتی سلطان شاہ کا ضبط آزما گئی تھی۔۔ اس کی شرٹ کا گلا کافی کھلا تھا۔۔ سلطان شاہ نے اپنی سانسیں روک لی تھیں۔۔

"تم جو کرنے کی کوشش کر رہی ہو وہ تم پر کافی مہنگا پڑ سکتا ہے۔۔"

سلطان نے اس کی بانہوں کا حصار اپنے گرد سے توڑنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر نویرہ نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔۔ وہ اس کے سہارے وہیں لیٹے لیٹے اپنی گردن اوپر اٹھا چکی تھی۔۔

"کیا کرنا چاہ رہی ہوں میں۔۔۔؟؟"

نویرہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے پوچھا تھا۔۔

"نویرہ۔۔۔"

سلطان اب کے سرد ترین لہجے میں اسے وارن کر گیا تھا۔۔ اس کی آنکھیں ایک دم سے لال ہوئی تھیں۔۔ نویرہ کے وجود سے اٹھتی خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی۔۔

اسے اب لگ رہا تھا کہ نویرہ کو یہاں لا کر اس نے بہت بڑی غلطی کی تھی۔۔

وہ یہاں بہت زیادہ ضروری کام سے آیا تھا۔۔جواب اسے ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

اس کے ہوش ٹھکانے پر رہتے تب ہی تو یہ کام ہو پاتا۔۔

"کھانا کھا کر روم لاک کر لینا۔۔میں شاید صبح تک واپس لوٹوں۔۔میرے پاس ڈپلیکیٹ کی ہے۔۔میں آجاؤں گا۔۔۔"

سلطان اس سے دور ہوتا انفارم کر کے گیا تھا۔۔جبکہ اس روم میں اکیلے رہنے کے خیال سے ہی نویرہ کو خوف محسوس ہوا تھا۔۔

"میں پوری رات یہاں اکیلے رہوں گی۔۔۔؟؟"

نویرہ نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔۔وہ اب شرٹ کے اوپر کوٹ پہن رہا تھا۔۔

"تمہیں ہی یہاں آنے کا شوق تھا۔۔"

سلطان نے لاپرواہی سے کاندھے اچکائے تھے۔۔ جیسے یہ اس کا درد سر نہ ہو۔۔

نویرہ خاموش نگاہوں سے اسے دیکھے گئی تھی۔۔ ویٹر کے کھانا رکھ کے جانے کے کچھ لمحوں بعد وہ ساکت کھڑی نویرہ پر ایک نظر ڈالتا اسے روم لاک کرنے کا اشارہ کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

جبکہ نویرہ کا غصے سے برا حال ہوا تھا۔۔

وہ اس شخص کو جتنی اہمیت دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ وہ اتنے نخرے دکھا رہا تھا اسے۔۔ ایک تو غلط خود تھا اوپر سے غلطی ماننے کو تیار بھی نہیں تھا۔۔

مگر وہ بھی نویرہ نیازی تھی۔۔ اپنا سکون برباد کرنے والے انسان کو سکون سے تو نہیں رہنے دینے والی تھی۔۔

سلطان کے نکلنے کے کچھ وقت بعد وہ بھی روم سے نکل آئی تھی۔۔۔ اس نے سیاہ بالوں کو کیچر میں مقید کر رکھا تھا۔۔ گرم مہرون رنگ کی شال کو اپنے گرد لپیٹے وہ ٹھنڈ کا احساس کیے بغیر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہ زاراب نیازی خود کو سمجھتا کیا ہے۔۔؟؟ یہ ہر وقت بس تمہیں بدنام کرنے کے پیچھے ہی کیوں لگا رہتا ہے۔۔؟"

صائم کو بہت غصہ آرہا تھا زاراب کے یہ سب بجھوانے۔۔۔

"وہ ایسا ہی ہے۔۔۔ جو کہتا ہے وہی کرتا ہے۔۔"

میرب اپنے خیالوں میں کھوئے کھوئے بولی تھی۔۔

"کیا مطلب۔۔۔؟؟"

صائم نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔میرب ابھی تک اسی یقین اور بے یقینی میں ڈول رہی تھی کہ زاراب نیازی نے آخر یہ حرکت کیوں کی تھی۔۔

ایک جانب وہ اس سے اپنا رشتہ ماننے سے انکاری تھا اور دوسری جانب کیسے اپنا استحقاق جمارہا تھا۔۔

"کک کچھ نہیں۔۔وہ شخص کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔اس کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔۔"

میرب اسے جواب دیتی حسین راجپوت کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔اسے ان کے روم سے کچھ آوازیں آرہی تھیں۔۔۔اسے اپنا اور زاراب کا نام سنائی دیا تھا۔۔شاید وہ فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔۔

میرب کو تجسس ہوا تھا۔۔اس سے پہلے کہ وہ آدھ کھلا دروازہ مزید کھول کر ان کی باتیں سنتی جب اسے اپنے پیچھے ٹرے گرنے کی آواز آئی تھی۔۔اس کے ساتھ ہی اندر سے حسین راجپوت کی آواز آنا بھی بند ہوئی تھی۔۔

میرب نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔جہاں ملازمہ اب جھک کر کپ کے ٹوٹے ٹکڑے اٹھا رہی تھی۔۔۔

"میرب۔۔۔"

میرب کو دیکھ کر حسین راجپوت گڑبڑا سے گئے تھے۔۔

وہ سلطان شاہ کی بھتیجی تو ہرگز نہیں تھی۔۔ یہ بات اب سو فیصد کنفرم ہو چکی تھی۔۔ تو کیا سلطان اسے استعمال کر رہا تھا اپنے مقصد کے لیے۔۔۔

فیروز کا دماغ الجھ گیا تھا۔۔

حانم اس وقت اسے کوئی بھی جواب دینے کی حالت میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

حانم نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔ جس چکر میں اس کا سر صوفے کے ہینڈ سے بہت بری طرح ٹکرا گیا تھا۔۔ فیروز نے فوراً اس کے سر کے نیچے ہاتھ رکھتے اسے ہرٹ ہونے سے بچایا تھا۔۔

اس کے اس عمل پر حانم کے ہونٹ مسکرائے تھے۔۔

ایک بار پھر وہ اٹھنے کی کوشش کرتی اب کی بار فیروز کی گردن میں بازو حمائل کرتے اس کے سہارے اٹھ بیٹھی تھی۔۔اس نے اتنا زیادہ نشہ کر رکھا تھا کہ وہ اس سے اپنا آپ بھی نہیں سنبھالا جا رہا تھا۔۔

فیروز کو اس لمحے اس لڑکی کی یہ حالت دیکھ اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ آخر اس کی اصل حقیقت کیا تھی۔۔کون تھی وہ۔۔اس کی فیملی کہاں تھی۔۔

وہ سلطان شاہ کا مہرا کیوں بن رہی تھی۔۔

فیروز نے اسے خود سے دور نہیں کیا تھا۔۔بلکہ حانم کی کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کرتا وہ اسے پوری طرح سے سہارا دے گیا تھا۔۔حانم نے اپنا سر فیروز کے سینے پر ٹکا رکھا تھا۔۔

"تم میری اصل حقیقت جاننا چاہتے ہو نا۔۔ مگر میں تمہیں کچھ نہیں بتانا چاہتی۔۔۔"

حانم ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولی پوری طرح سے اس کے سینے میں سما چکی تھی۔۔ جیسے وہ اس کی مضبوط پناہ گاہ کی متمنی ہو۔۔

"کیونکہ میری اصلیت جان کر تم مجھ سے اس سے بھی زیادہ نفرت کرو گے جو اس وقت محسوس کر رہے ہو مجھ سے۔۔"

فیروز کے خاموش رہنے پر وہ پھر سے بولی تھی۔۔ وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔ اس لیے جو منہ میں آ رہا تھا بولی جا رہی تھی۔۔

"تمہیں تو کسی کی پرواہ نہیں ہوتی نا۔۔ چاہے کوئی تم سے نفرت کرے یا محبت۔۔ تو پھر میری نفرت سے کیا فرق جائے گا تمہیں۔۔۔"

فیروز نے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے حانم کی موہنی صورت کو دیکھا تھا۔۔۔وہ حانم کی یہ بدترین حالت دیکھنے کے بعد بھی اس سے نفرت محسوس نہیں کر پایا تھا۔۔نہ ہی اسے کسی قسم کی گھن محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا تھا۔۔

یہ لڑکی اس کے قتل کے منصوبے میں ملوث تھی۔۔ نجانے اور کون کون سی برائیوں کا شکار تھی۔۔۔اس کا حلیہ اور یہ ابھی کا منظر کسی بھی طرح سے اس کے شریف لڑکی ہونے کی جانب اشارہ نہیں کر رہا تھا۔۔۔ مگر پھر بھی فیروز نیازی اس لڑکی کو دھتکار نہیں پا رہا تھا۔۔۔

"ہے نا پرواہ تمہاری ایس پی۔۔۔ صرف تمہاری پرواہ ہے۔۔اس لیے تو خود کو اس حالت تک پہنچا دیا ہے۔۔کیونکہ مجھے تمہیں مارنے کے آرڈرز دیئے گئے ہیں۔۔۔ تمہیں انہیں کیسے بتاؤں کے میں تمہیں نہیں مار سکتی۔۔۔"

حانم اس کے کندھے پر سر ٹکائے چہرا اوپر کیے نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی۔۔ اس کے نہایت قریب تھی۔۔ یہ بات کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔۔

"کیوں نہیں مار سکتی مجھے۔۔۔؟؟"

فیروز جانتا تھا وہ یہ سب باتیں اپنے پورے ہوش و حواس میں کبھی نہ بولتی۔۔۔ ابھی اس کے اعصاب اس کے کنٹرول میں نہیں تھے۔۔ اس لیے اس کے منہ میں جو آرہا تھا وہ بول رہی تھی۔۔ بنا کسی جھوٹ کا لبادہ اوڑھے۔۔ اس لیے فیروز نیازی دھیرے دھیرے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"کیونکہ تم میرے شوہر ہونا۔۔۔"

حانم نے چہرا زرا سا اوپر کیا تھا۔۔اس کے ہونٹ فیروز کی ٹھوڑی سے ٹکرائے تھے۔۔

"تمہارے لیے اہمیت رکھتا ہوں میں ؟؟"

فیروز نے چہرا زرا سا پیچھے کیا تھا۔۔یہ لڑکی خصد تو ہوش میں نہیں تھی۔۔مگر اس کے ہوش اڑانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔اس کے گداز ہونٹوں کا لمس فیروز کے اعصاب پر بھاری پڑ رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

حانم اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے اس کی گود میں چڑھ کر اس کی گردن میں اپنا چہرا چھپا گئی تھی۔۔جیسے پوری دنیا سے چھپ کر اس شخص کی پناہ گاہ میں سمانے کی کوشش کی جا رہی ہو۔۔

اس کے ہر ہر انداز سے فیروز کے لیے جو محسوس ہو رہا تھا۔۔وہ نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔۔فیروز کے بہت بار پوچھنے کے باوجود بھی حانم کے منہ سے اصل بات نہیں نکلی تھی۔۔۔

"اگر تم سلطان کی بھتیجی نہیں ہو تو تمہارا اصل باپ کون ہے۔۔۔؟؟"

فیروز اس کے نازک وجود کی دلفریب نشیب و فراز سے نگاہیں چراتا اس اچھی طرح اس کی شال سے لپیٹتا بانہوں میں اٹھائے اس فلیٹ سے نکل آیا تھا۔۔

یہ ان کے لیے سیف نہیں تھا۔۔

"راجپوت۔۔۔"

حانم کہ منہ سے ابھی اتنا ہی نکلا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بتا پاتی اس کی ہمت ختم ہوئی تھی۔۔ وہ پوری طرح سے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی فیروز کے سینے پر لڑھک گئی تھی۔۔

فیروز اسے اٹھائے اپنے فلیٹ پر آ گیا تھا۔۔۔ یہ دونوں فلیٹ ایک ہی بلڈنگ میں تھے۔۔۔

دروازہ لاک کرتے وہ اندر بیڈروم میں آیا تھا۔۔ باہر موسلادھار بارش ہو رہی تھی۔۔۔ جس کی آوازیں بند کھڑکیوں سے بھی آ رہی تھیں۔۔ حانم اس کی گردن میں اپنا چہرا چھپائے پوری طرح سے اس میں سمائی ہوئی تھی۔۔

جیسے آزاد کرنے پر اس کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور جانے کا خوف ہو۔۔

فیروز نے اسے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔ حانم ابھی بھی اسی قیامت خیز حلیے میں تھی۔۔ جس کے لیے فیروز کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔ ہاں مگر خود کو بہکنے سے بچانے کے لیے وہ اس سے دوری ضرور برقرار رکھ سکتا تھا۔۔

فیروز اسے بیڈ پر لٹاتے ہٹنے ہی والا تھا مگر حانم کی گرفت نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا تھا۔۔ وہ غنودگی میں بھی اسے دور جاتا محسوس کرتی کسمسائی تھی۔۔ اس کے چہرے پر درد اور تکلیف کی تحریر نمایاں ہوئی تھی۔۔

جو دیکھتے فیروز اس لمحے اس سے دور نہیں جا پایا تھا۔۔ وہ اپنی یونیفارم والی شرٹ اتار کر اس کے قریب ہی لیٹتا اس کا سر اپنے بازو پر رکھ گیا تھا۔۔

اس کی موجودگی محسوس کرتے ہی حانم کے چہرے پر مسکان ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔وہ اس کے سینے میں چہرا چھپاتی خود کو پوری طرح سے اس کے وجود کا حصہ بنا گئی تھی۔۔

جبکہ فیروز اس کے قریب تو آ گیا تھا۔۔مگر ساری رات اس طرح گزارنا اس پر بھاری پڑنے والا تھا۔۔

باہر کا موسم اور بارش کی آوازیں اندر کے ماحول کو مزید رومانویت پرور بنا رہی تھیں۔۔بارش کی وجہ سے ٹھنڈ بڑھ گئی تھی۔۔۔جیسے جیسے ٹھنڈ زیادہ محسوس ہو رہی تھی ویسے ویسے اس کے وجود کی گرماہٹ محسوس کرتے حانم اس کے وجود میں گم ہو رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ٹرے گرنے کی آواز آئی تھی۔۔اس کے ساتھ ہی اندر سے حسین راجپوت کی آواز آنا بھی بند ہوئی تھی۔۔

میرب نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔جہاں ملازمہ اب جھک کر کپ کے ٹوٹے ٹکڑے اٹھا رہی تھی۔۔۔

"میرب۔۔۔"

میرب کو دیکھ کر حسین راجپوت گڑبڑا سے گئے تھے۔۔

"وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔۔"

میرب اندر کی جانب بڑھتے بولی تھی۔۔اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ حسین راجپوت کو تسلی ہوئی تھی کہ اس نے ان کی کوئی بات نہیں سنی۔۔

اسے اندر بلاتے انہوں نے ایک نظر ملازمہ کو دیکھا تھا۔۔ جس نے آج انہیں بچا لیا تھا۔۔ اگلے ہی لمحے دروازہ بند کرتے وہ میرب کے ساتھ اندر آ گئے تھے۔۔

"داداجان مجھے آپ سے زاراب نیازی کے حوالے سے بات کرنی ہے۔۔۔"

میرب ان کے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے الجھی الجھی لگی تھی۔۔

"ہممم میں بھی اس بارے میں بات کرنے کے لیے تمہیں بلانے والا تھا۔۔"

حسین راجپوت کی بات پر میرب نے ان کی جانب دیکھا تھا۔ آج پہلی بار اسے اپنے دادا کو سمجھنا مشکل لگا تھا۔۔

"آپ نے اپنی مرضی سے میرا نکاح اس شخص سے کروایا تھا۔۔ اور پھر آپ ہی نے مجھے اس سے ہر تعلق ختم کر کے اس سے دور رہنے کا کہا تھا۔۔ کہ اس شخص کی نیت میرے لیے اچھی نہیں ہے۔۔ آپ نے مجھے اپنی قسم دی تھی کہ میں گھر میں کسی کو اس بارے میں نہ بتاؤں۔۔۔ میں نے وہ بات بھی مان لی۔۔ مگر میں جاننا چاہتی ہوں کہ آخر ایسا کیا ہوا تھا تب جو آپ نے مجھے زاراب نیازی سے دور رہنے کو بولا۔۔ وجہ جاننا چاہتی ہوں میں۔۔"

میرب کا دماغ پوری طرح سے الجھ چکا تھا۔۔ زاراب نیازی کا یوں سرعام رشتہ بھجوانا جس کی خبر شیرہ کوٹ کے ہر کونے تک پہنچ چکی تھی۔۔ یہ بات بھی میرب کو کھٹک رہی تھی۔۔ اب وہ شخص اس کے خاندان کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی نئی چال چلنے والا تھا۔۔

"مجھے لگا تھا زاراب نیازی واقعی تم سے محبت کرتا ہے۔۔اس لیے اس کے کہنے پر اور تمہاری خوشی دیکھتے میں نے تم دونوں کا نکاح کر دیا تھا۔۔اس وقت دونوں خاندانوں کے بیچ تعلقات اتنے بھی اچھے نہیں تھے۔۔ہمارے دشمن موقع کی تلاش میں تھے کہ دونوں خاندانوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا جائے۔۔اس لیے میں ٹھیک وقت آنے پر تم دونوں کا رشتہ سب کے سامنے جوڑنے کی خواہش رکھتا تھا۔۔لیکن شکر ہے کہ اس سے بھی پہلے میرے سامنے زاراب نیازی کا اصل چہرا آگیا۔۔وہ تم سے محبت نہیں انتقام لینا چاہتا تھا اپنے خاندان کا۔۔اس لیے تمہارے قریب آیا۔۔بھلا ایسے شخص کے حوالے اپنی پوتی کو کیسے کر دیتا۔۔اس لیے خاموش رہا۔۔اور اسے بھی تو دیکھو۔۔وہ ہر بار غلط پہ کرتا آیا ہے۔۔تمہارے ساتھ بھی اور

ہمارے ساتھ بھی۔۔ تمہیں کبھی محسوس ہوا کہ تم سے محبت کرتا ہے وہ۔۔ وہ اچھا انسان نہیں ہے۔"

حسین راجپوت بول رہے تھے۔۔ مگر میرب کا دل ان کی باتوں پر ایمان نہیں لا سکا تھا۔۔ وہ مزید الجھ گئی تھی۔۔

"تو اب اس رشتے کا کیا کرنا ہے۔۔۔؟؟"

میرب اس معاملے میں بالکل بے تاثر تھی۔۔ وہ اتنا تو جانتی تھی کہ زاراب نیازی نے بغیر کسی مقصد کے صرف اس کی محبت میں آکر یہ رشتہ بالکل بھی نہیں بھجوایا تھا۔۔

"قبول کر لیتے ہیں۔۔۔ مگر تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہو گا۔۔"

حسین راجپوت کی بات پر میرب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔وہ یہ رشتہ ماننے کی بات کر رہے تھے۔۔

"کیسا وعدہ۔۔۔؟؟"

میرب ہمہ تن گوش تھی۔۔ کہیں نہ کہیں وہ جانتی تھی کہ حسین راجپوت اسے کیا کہنے والے تھے۔۔

"زاراب نیازی پر بھروسہ نہیں کرو گی۔۔خان حویلی جا کر بھی تمہاری پہلی اور آخری ترجیح راجپوت خاندان ہو گا۔۔اگر تم نے ایسا نہ کیا تو۔۔۔۔"

حسین راجپوت ایک لمحے کے لیے رکے تھے۔۔۔

"تو۔۔۔"

میرب جاننا چاہتی تھی۔۔

"تو تمہارا راجپوت خاندان سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔۔۔ ہم سب تمہارے لیے مر جائیں گے۔۔خان حویلی والے ویسے بھی تمہارے خیر خواہ کبھی نہیں بنیں گے۔۔۔ تنہارہ جاؤ گی۔۔اس لیے ان لوگوں پر اور خاص کر زاراب نیازی پر بھروسہ مت کرنا۔۔ تمہارے اپنے صرف ہم ہیں۔۔"

حسین راجپوت بہت ہوشیاری کے ساتھ اپنی انگلی چال چل چکے تھے۔۔ جبکہ میرب ان کی لفظوں کی سنگینی پر ہی ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔۔۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ زاراب نے جب یوں رشتہ بھجوایا تھا تو ضرور اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا۔۔ وہ اب بہت زیادہ پاورفل تھا۔۔اب ان کی بلیک میلنگ میں آپانا مشکل تھا اس لیے وہ اب میرب کو اپنی ڈھال بنا کر زاراب نیازی کو گھیرنا چاہتے تھے۔۔۔

زاراب میرب کے آگے کمزور پڑ تا تھا۔۔یہی بات حسین راجپوت کی سب سے بڑی طاقت بننے والی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سر خیام صابر کی نیت شاہنور بی کی معاملے میں ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"

شرافت نے ارشیان کے کہنے پر اسے آکر خیام کے حوالے سے ساری بات بتادی تھی۔۔کہ کیسے وہ شاہنور کو پرفارم کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

ارشیان اس وقت اپنے بنگلے پر ہی تھا۔۔اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا آج کے فنکشن میں شرکت کرنے کا۔۔مگر شرافت کی دی جانے والی خبر ارشیان نیازی کو غضب کو آواز دے گئی تھی۔۔

ارشیان نے شاہنور کا نمبر ملایا تھا۔۔جو پہلی دو بار پر اٹینڈ نہیں کیا گیا تھا۔۔

آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ ارشیان نیازی کی کال پک نہ کی گئی ہو۔۔اسے انتظار کرنے کی عادت بالکل بھی نہیں تھی۔۔اور یہ لڑکی اسے انتظار کروا رہی تھی۔۔

جب تیسری بار کی کوشش پر کال پک کرلی گئی تھی۔۔

"اسلام وعلیکم!"

ارشیان جولب بھینچے کافی خراب موڈ کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔دوسری جانب سے اتنے نرم رس گھولتے لہجے میں بھیجی جانے والی سلامتی پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔غصہ ایک دم اڑن چھو ہوا تھا۔۔

"وعلیکم السلام!ارشیان نیازی بات کر رہا ہوں۔۔میری کال پک کیوں نہیں کی۔۔۔؟"

ارشیان مصنوعی رعب دار لہجے میں مخاطب تھا۔۔ جبکہ شاہنور نے اس آواز پر موبائل کان سے ہٹاتے اس کی سکرین کو گھورا تھا۔۔

اسے ابھی بھی پتا نہیں تھا کہ یہ کال یہ مغرور انسان کر رہا ہے ورنہ وہ بالکل بھی پک نہ کرتی۔۔

"میں انجان نمبرز سے کال پک نہیں کرتی۔۔"

شاہنور نے ریزن بتایا تھا کہ وہ اس کا احسان سمجھے کہ اس نے کال پک کر بھی لی تھی۔۔

ارشیان کو دور موجود اس لڑکی کی یہ دیدہ دلیری بہت مزا دے گئی تھی۔۔ مقابل ہوتے تو اس کی زبان ہلتی بھی نہیں تھی۔۔

"اب انجان نہیں رہا۔۔۔ سیف کر لو اسے۔۔"

حکم صادر کیا گیا تھا۔۔ جبکہ شاہنور کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ شخص اب اس سے چاہ کیا رہا تھا۔۔

اسے اپنی پرفارمنس کے لیے تیار ہونا تھا۔۔ مگر اب وہ یہ فون رکھ کر اپنی جان عذاب میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے اس کے فون بند کرنے کی منتظر تھی۔۔

"تم آج کے فنکشن میں پرفارم نہیں کرو گی۔۔"

ایک نیا حکم جاری ہوا تھا۔۔

"مگر کیوں۔۔۔؟؟"

شاہنور کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

"کیونکہ میں ایسا چاہتا ہوں۔۔"

دو ٹوک جواب دیا گیا تھا۔۔

"میں آپ کا حکم ماننے کی پابند نہیں ہوں۔۔"

اب کی بار شاہنور کو بھی غصہ آیا تھا۔۔اس کا خود بھی زرا سا بھی موڈ نہیں تھا اس پرفارمنس پر۔۔ مگر اب تو وہ اس شخص کی ضد میں پرفارم کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

جبکہ دوسری جانب ارشیان اس موم کی گڑیا کی ایسی زبان چلتے دیکھ مسکرایا تھا۔۔

"تم صرف میرا حکم ماننے کی پابند ہو۔۔ تم کیوں چاہتی ہو میں وہاں تمہارے روبرو آکر تمہیں یہ بات سمجھاؤں۔۔۔"

ارشیان نے مسکراتے لہجے میں دھمکی دی تھی۔۔اسے شاہنور کا یوں بحث کرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔

اسے صنف نازک میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔۔وہ ہمیشہ ان سے دور رہا تھا۔۔مگر روتی بسورتی لڑکیاں تو اسے سب سے زیادہ بری لگتی تھیں۔۔

لیکن شاہنور راجپوت کا تو ہر انداز اس شخص کو بھا رہا تھا۔۔

"آپ سے میرا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے خان سائیں کہ میں آپ کا حکم مانوں۔۔۔مجھے ابھی تیار ہونا ہے پلیز مجھے ڈسٹرب مت کریں۔۔۔خدا حافظ۔۔"

شاہنور اپنی پوری ہمت مجتمع کرتی اسے جواب دے گئی تھی۔۔ یہ الفاظ ادا کرتے اس کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔۔ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔ چہرا بالکل لال ہو چکا تھا۔۔

پانی کی بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے اس نے خود کو نارمل کرنا چاہا تھا۔۔۔

"آپ کو آپکی تیاری میں تھوڑی مدد ہم بھی کروا دیتے ہیں مسز شاہنور نیازی۔۔۔ جس بھی سازش کے تحت آپ کو ہمارے نام تو لگا ہی دیا گیا ہے۔۔ اب آپ کو بھی اس حق کا احساس دلایا جائے۔۔۔"

ارشیان نیازی شاہنور کی جانب سے کیے جانے والے انکار پر سرد تاثرات کے ساتھ بولتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔اس کا فنکشن میں جانے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔ مگر اب تو وہاں اسے ہر حال میں جانا تھا۔۔

ارشیان یونیورسٹی پہنچا تھا۔۔۔ جہاں ہر طرف گہما گہمی تھی۔۔ شرافت اس کے وہاں آنے سے پہلے ہی پتا لگوا چکا تھا کہ شاہنور کہاں ہے۔۔ ارشیان سیدھا وہیں پہنچا تھا۔۔ شاہنور فنکشن کے مین ایونٹ کی سب سے اہم کردار تھی۔۔ اسے پہننے کے لیے ایک نہایت ہی خوبصورت میکسی دی گئی تھی۔۔ رائل بلو کلر کی میکسی جو فل ایمبرائیڈری سے مزین بہت ہیوی تھی۔۔ وہ کافی فٹنگ میں تھی۔۔ جس کو مزید فٹ کرنے کے لیے اس کی کمر پر زپ لگائی گئی تھی۔۔

شاہنور نے آج تک اتنا فٹنگ والا لباس کبھی نہیں پہنا تھا۔۔ وہ میکسی پہن چکی تھی جب اسے پتا چلا تھا کہ اس کے اوپر سر ڈھانپنے کے لیے دوپٹہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔۔

شاہنور کو تیار کرنے کے لیے اس کے ساتھ ایک سٹوڈنٹ ہیلپر موجود تھی۔۔ شاہنور ابھی چینج کر کے نکلی ہی تھی۔۔ جب بنا دوپٹے کے سب کے سامنے ایسے جانے کا سنتے وہ شاک رہ گئی تھی۔۔ وہ ہمیشہ حویلی کے اندر بھی خود کو دوپٹے یا شال میں ڈھانپ کر رکھتی تھی۔۔

اتنے سارے لوگوں کے سامنے اس طرح جانے کے خیال سے ہی اس کا شرم سے ڈوب مرنے کو دل چاہ رہا تھا۔۔ آخر اس نے سیدھا سیدھا انکار کیوں نہیں کیا تھا۔۔ وہ اس سب کے لیے بالکل مس فٹ تھی۔۔

شاہنور نے اس لڑکی کو فوراً خیام سر کی جانب بھیجا تھا کہ کہنے کے لیے کہ وہ اس لباس میں سٹیج پر نہیں جائے گی۔۔وہ لڑکی اس کا پیغام لے کر خاموشی سے چلی گئی تھی۔۔

شاہنور کوفت زدہ سی کھڑی تھی۔۔

اس نے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھ رکھا تھا۔۔وہ دونوں رخ پر لگے مرد کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔جب اس کی نظر اپنی کھلی زپ سے جھانکتی دودھیا کمر پر پڑی تھی۔۔

زپ کمر سے بھی تھوڑی نیچے تک کھلی ہوئی تھی۔۔وہ میکسی اتنی فٹنگ والی تھی کہ اسے نے زپ کھول کر بھی بمشکل پہنی تھی۔۔

اپنی کمر پر نظر پڑتے اس کا چہرا لال ہوا تھا۔۔اس سے پہلے کہ کوئی وہاں آتا اور اسے اس طرح دیکھتا شاہنور نے کمر کی جانب اپنے دونوں ہاتھ لے جاتے زپ کو بند کرنا چاہا تھا۔۔ بہت مشکل سے اس کے دونوں ہاتھ وہاں تک پہنچے تھے۔۔ مگر زپ زرا سا اوپر ہونے کے بعد ایک جگہ اٹک گئی تھی۔۔

وہ بہت باریک زپ تھی۔۔ جس سے ڈیل کرنا اسے نہیں آتا تھا۔۔اسے لگا تھا اگر اس نے مزید پش کیا تو ضرور یہ زپ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں آجائے گی۔۔

شاہنور رونی صورت بنائے کھڑی تھی۔۔ جب اسی لمحے دروازے پر ہوئی آہٹ پر اسے لگا تھا۔۔اس کی ہیلپر لڑکی آئی ہے۔۔ مگر کسی لڑکی کے سامنے بھی اس حلیے میں جانا شاہنور کو اچھا نہیں لگا تھا۔۔

وہ جلدی سے پلٹی تھی۔۔ مگر دروازے کے قریب کھڑے شخص کو دیکھ شاہنور کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلِ یقین حد تک سکڑ گئی تھیں۔۔

ارشیان نیازی بھی ایک لمحے کے لیے تو سامنے کھڑی اس اپسرا کو دیکھ اپنے وہاں آنے کا مقصد بھول گیا تھا۔۔ ہر وقت خود کو چھپا کر رکھنے والی آج اپنے وجود کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اس کے سامنے تھی۔۔

ارشیان نیازی جیسا مضبوط اعصاب کا مالک انسان بھی اس حسن کی مورتی کو دیکھ مبہوت ہوا تھا۔۔

مگر اگلے ہی لمحے اس خیال کے ساتھ ہی اس کے اعصاب جھنجھنا اٹھے تھے۔۔ کہ یہ لڑکی اس حلیے میں اتنے سارے لوگوں کے سامنے جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

ارشیان نیازی کی مٹھیاں غصے سے بھینچ گئی تھیں۔۔ کنپٹی کی رگیں باہر آگئی تھیں۔۔

جبکہ اس کی نگاہوں کے ارتکاز پر شاہنور اپنی جگہ لرز گئی تھی۔۔

ارشیان خان نیازی وہاں کیا کر رہا تھا۔۔ اسے بہت بہادری کے ساتھ جواب دے کر شاہنور ریلیکس تھی کہ اب شاید وہ اسے کچھ نہ کہے۔۔ کیونکہ اس شخص کے لیے اتنی اہم نہیں تھی کہ وہ اس سے بات کرنے میں اپنا وقت ضائع کرتا۔۔۔ مگر اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ارشیان نیازی یہاں تک آن پہنچے گا۔۔

دروازہ لاک کرتا وہ سرد ترین نگاہوں سے اسے گھورتا اس کی جانب ہی بڑھ رہا تھا۔۔

شاہنور کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔وہ اس کی جانب رخ کیے کھڑی یہ بھول چکی تھی کہ پیچھے بھی ایک مرر ہے۔۔جہاں سے ارشیان نیازی اس کی کمر کے حسین نظارے باآسانی دیکھ سکتا ہے۔۔

"یہ لباس پہن کر سب لوگوں کے سامنے جاؤ گی۔۔"

ارشیان نے اس کے مقابل آتے چوٹ کی تھی۔۔شاہنور نے دوپٹے کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑائی تھیں۔۔مگر دوپٹہ منحوس نجانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔۔

شاہنور کا چہرا شرم وحیا سے بالکل لال ہو چکا تھا۔۔وہ نہ اس کی جانب سے رخ موڑ سکتی تھی۔۔اور نہ ہی اس طرح اس کے سامنے کھڑی ہو سکتی تھی۔۔

"آپ کیوں آئے ہیں یہاں۔۔۔؟؟"

شاہنور نے پیچھے ہوتے لرزتی کانپتی پلکیں اٹھاتے گراتے پوچھا تھا۔۔

جبکہ ارشیان کی نگاہ شاہنور کے پیچھے موجود مرر پر پڑتی اس کی آنکھوں میں خمار سا بھر گئی تھی۔۔ یہ لڑکی اپنی خوبصورتی اور معصومیت کے ساتھ اس پر جادو کر رہی تھی۔۔ اور وہ اس کے اس حسن کے طلسماتی سحر میں جکڑا جا رہا تھا۔۔

ارشیان اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ جبکہ شاہنور الٹے قدموں پیچھے جا رہی تھی۔۔

"تمہاری تیاری میں مدد کروانے۔۔۔"

ارشیان اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے کلائی سے تھام کر اس کی پیٹھ اپنی جانب گھما چکا تھا۔۔ جس کے بعد اس کی دودھیا کمر ارشیان کی نگاہوں کے بالکل سامنے تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

نویرہ سیاہ بالوں کو کیچر میں مقید کرتی گرم مہرون رنگ کی شال کو اپنے گرد لپیٹے وہ ٹھنڈ کا احساس کیے بغیر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

یہ دیکھے بغیر کے اس کی تاک میں بیٹھا کوئی وجود تیزی سے اس کے پیچھے آیا تھا۔۔

نویرہ وہاں پہلی بار آئی تھی۔۔۔ اسے وہاں کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔۔ وہ ہوٹل بہت بڑا تھا جہاں وہ لوگ رکے ہوئے تھے۔۔ نویرہ

نیچے آئی تھی۔۔ جہاں اس وقت بھی کافی لوگ تھے۔۔ شاید آج وہاں کوئی ایونٹ تھا۔۔ جس پر کافی لوگ آ رہے تھے۔۔

نویرہ کی نگاہوں نے سلطان کو تلاشا تھا۔۔ مگر وہ کہیں نہیں تھا۔۔ نویرہ کی آنکھوں میں نمی سی اتر آئی تھی۔۔

وہ اسے وہاں تنہا چھوڑ کر نجانے کہاں چلا گیا تھا۔۔ جانتا تھا اسے ایسی جگہوں پر تنہا رہنے کی عادت نہیں تھی۔۔

نویرہ افسردگی کا شکار ہوتی ہوٹل کے مین ڈور سے باہر نکل آئی تھی۔۔ باہر ابھی بھی برفباری جاری تھی۔۔ رات کی تاریکی میں برف سے ڈھکے سفید پہاڑ بہت ہی خوفناک منظر پیش کر رہے تھے۔۔

نویرہ بہت عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔۔وہ اس شخص کے قریب جانے کی جتنی بھی کوشش کرتی تھی۔۔۔وہ اسے اتنا دور چلا جاتا تھا۔۔نویرہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ چلتے چلتے وہ ہوٹل سے کتنا آگے نکل آئی تھی۔۔

اسے شدید ٹھنڈ محسوس ہو رہی تھی۔۔اسے اپنے پیر شل ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔مگر وہ پھر بھی چلتی جا رہی تھی۔۔

جب اچانک اسے محسوس ہوا تھا کہ جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔۔

نویرہ کے پورے وجود میں خوف سرایت کر گیا تھا۔۔یہ جگہ اس کے لیے بالکل انجان تھی۔۔

نویرہ جیسے ہی پلٹی اپنے سے کچھ فاصلے پر اسے کوئی شخص سیاہ شال میں خود کو چھپائے کھڑا نظر آیا تھا۔ ارد گرد کافی اندھیرے پھیلا ہوا تھا۔۔

نویرہ کے ہونٹوں سے بے ساختہ چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔ وہ شخص اسے بہت ہی عجیب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اس کا چہرا کافی زیادہ زخمی تھا۔۔ جو دیکھ کر نویرہ کو خوف محسوس ہوا تھا۔۔

"تو آخر کار آج سلطان شاہ کی بیوی میرے ہاتھ لگ ہی گئی۔۔ اب میں اسے بتاؤں گا کہ بدلہ لینا کسے کہتے ہیں۔۔ اس طاقتور گینگسٹر کو رونے پر مجبور کر دوں گا۔۔۔"

وہ آہستہ آہستہ نویرہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

نویرہ تو اس کے الفاظ پر ہی کانپ کر رہ گئی تھی۔۔وہ کون تھا۔۔اور اسے نقصان پہنچا کر سلطان سے کس بات کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔۔

"کک کون ہو تم۔۔۔؟؟"

نویرہ کے ہونٹوں سے بمشکل اتنا ہی نکل پایا تھا۔۔

"تمہاری موت۔۔۔"

وہ آگے بڑھتا نویرہ کی کلائی دبوچ کر اسے اپنے ساتھ کھینچ کر کے لے جانے لگا تھا۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"

نویرہ اس سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی چیخنے لگی تھی۔۔ مگر وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹ رہا تھا۔۔ نویرہ کی شال اس کے گرد سے اتر کر زمین پر آن ٹھہری تھی۔۔

"اپنے شوہر کے کیے کی سزا اب تمہیں برداشت کرنی۔۔۔"

وہ شخص ابھی اپنا جملہ پورا نہیں کر پایا تھا۔۔ جب چہرے پر لگنے والی ضرب پر اس کی گرفت سے نویرہ کا ہاتھ چھوٹ گیا تھا۔۔

وہ بلبلاتا سر کے بل پیچھے جا گرا تھا۔۔ کیونکہ سامنے کھڑے سلطان شاہ کا ایک تھپڑ بھی مقابل کو ہلا کر رکھ جاتا تھا۔۔ سلطان نے آگے بڑھ کر نویرہ کو اٹھاتے اس کے گرد شال لپیٹی تھی۔۔

نویرہ نے نم ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور اپنے گرد سے اسکے ہاتھوں کو جھٹک دیا تھا۔۔ سلطان نے اپنے ہاتھوں کے جھٹکے جانے پر لال آنکھوں سے نویرہ کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور پھر زمین سے اٹھ کر اپنی جانب حملہ آور ہوتے اپنے دشمن پر ٹوٹ پڑا تھا۔۔

جو جسامت میں اس کے جتنی ہی طاقت رکھتا تھا۔۔ مگر جنون میں سلطان شاہ کا مقابلہ نہیں کر پاتا تھا۔۔ اس وقت بھی اس نے سلطان کی بیوی پر حملہ کر کے سلطان شاہ کے قہر کو آواز دے دی تھی۔۔۔

سلطان بھوکے شیر کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔۔ وہ اسے بری طرح پیٹ رہا تھا۔۔ جبکہ نویرہ سلطان کا یہ روپ دیکھ سہم گئی تھی۔۔ وہ درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

جب اس شخص کو مار مار کر آدھ مویا کرتے سلطان نویرہ کی جانب آیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"زاراب تم نے اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے ایک بار بھی ہمیں بتانا گوارہ نہیں کیا۔۔؟؟"

اسفند نیازی کو اپنے سمجھدار بیٹے سے یہ امید نہیں تھی۔۔خان حویلی کے تمام مرد حضرات ہال کمرے میں اکٹھے ہوئے تھے۔۔ جس میں وہ سب ہی زاراب کا فیصلہ جان کر شاک میں تھے۔۔فیروز اور ارشیان پہلے سے ہی اس بات سے واقف تھے۔۔اس لیے نہ تو انہیں بلوایا گیا تھا۔۔اور نہ ہی وہ آئے تھے۔۔کیونکہ زاراب کے ہر فیصلے میں اس کی شانہ بشانہ کھڑے تھے۔۔

زاراب سے زیادہ راجپوتوں کے خلاف کوئی نہیں تھا۔۔ پھر اس کا ہی میرب راجپوت کے لیے شگن بھجوانا راجپوتوں کے ساتھ ساتھ خانوں کو بھی حیران کر گیا تھا۔۔

سب کو یہی لگ رہا تھا کہ زاراب نے پھر سے کوئی نیا پلان بنایا ہے راجپوتوں کے خلاف۔۔۔

"میں کوئی رخصت کروا کر لے تو نہیں آیا اسے یہاں۔۔ صرف رشتہ ہی تو بھجوایا ہے۔۔۔ اور اب بتا بھی رہا ہوں آپ کو۔۔"

زاراب صوفے پر ٹانگ پے ٹانگ چڑھائے بیٹھا بہت ریلیکس تھا۔۔

"پہلے ارشیان اور اب تم۔۔ کیا میرے پوتوں کے لیے راجپوت حویلی کی لڑکیاں ہی رہ گئی ہیں۔۔۔"

یعقوب نیازی بھی زاراب کے اس فیصلے کے سخت خلاف تھے۔۔

زاراب ہمیشہ ان کی ہر بات مانتا آیا تھا۔۔اتنے بڑے فیصلے میں وہ ایسے بے وقوفی کیا کر رہا تھا یعقوب نیازی سمجھ نہیں پا رہے تھے۔۔

"داداجان آپ کا بھروسہ ختم ہو گیا ہے مجھ سے۔۔؟؟ آپ ایسا کیوں لگتا ہے کہ زاراب نیازی کسی کو نقصان پہنچانے کی اجازت دے گا خود کو۔۔مجھے یا ہماری حویلی کے کسی بھی فرد کو اب کچھ نہیں ہو گا۔۔بہت خسارہ برداشت کر لیا ہم نے۔۔اب ہماری دشمنوں کی باری ہے۔۔۔"

زاراب یعقوب نیازی کا ہاتھ تھامے ہمیشہ کی طرح آج بھی انہیں اپنی باتوں سے قائل کر گیا تھا۔۔اسفند نیازی کا دل ابھی بھی اس بات کے لیے نہیں مان رہا تھا۔۔

"میرب راجپوت شاہنور راجپوت جیسی سادہ اور معصوم لڑکی نہیں ہے۔۔۔ وہ تمہاری مخالف پارٹی کی رکن ہے اب۔۔ آج تک اس لڑکی نے تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے ہی کام کیا ہے۔۔وہ حسین راجپوت کی پوتی ہے۔۔۔ کبھی تمہاری نہیں بن پائے گی۔۔وہ ہمارے خاندان کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔"

اسفند نیازی کی باتیں سن کر زاراب نیازی کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

اس کے خاندان والوں کو صرف اس کی فکر تھی۔۔۔کہ کہیں زاراب نیازی جیسے پاورفل انسان کو وہ لڑکی کمزور نہ کر دے۔۔۔

"وہ میری ہی بنے گی بابا۔۔۔ میرب راجپوت اب زاراب نیازی کی بن کر ہی رہے گی۔۔"

زاراب اتنا پرسکون اور پر یقین کیوں تھا وہاں موجود کوئی بھی فرد سمجھ نہیں پایا تھا۔۔ ان میں سے بہت سے اسی امید پر زاراب کی بات مان گئے تھے کہ میرب راجپوت اس رشتے کو کبھی قبول نہیں کرے گی۔۔

یعقوب نیازی کے حامی بھرنے پر اسی لمحے حویلی میں پر اپر طریقے سے زاراب کا رشتہ لے جانے کی تیاریاں شروع کر دی گئی تھیں۔۔

سب خواتین ہی حیران پریشان سی تیاریوں میں جت گئی تھیں۔۔ اس رشتے کا تو کبھی کسی نے تصور ہی نہیں کیا تھا۔۔

راجپوت حویلی جانے سے کچھ دیر پہلے یعقوب نیازی نے اسے اپنے روم میں بلوایا تھا۔۔ جہاں اسفند نیازی بھی موجود تھے۔۔

"تم میرے سب سے بڑے پوتے ہو۔۔ اور یہ بات بھی جانتے ہو کہ ہمارے خاندان کی سربراہی جس کو ملتی ہے وہ خاندان کی لڑکی سے نکاح کرتا ہے۔۔۔ ارشیان یا تم میں سے کسی ایک کو یہ سربراہی ملے گی۔۔۔ اگر ارشیان نے یہ سربراہی لینے اور پلوشہ سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو یہ کام تمہیں کرنا ہو گا۔۔ میں تمہاری بات مان رہا ہوں۔۔۔ مجھے امید ہے وقت آنے پر تم میری بات مانو گے۔۔ یا ارشیان کو ماننے پر مجبور کرو گے۔۔۔ کیونکہ تم سب مجھے جتنے بھی عزیز سہی مگر میرے آباؤ اجداد کی روایات سے آگے نہیں ہو۔۔۔ جسے پورا تو کر حال میں کرواؤں گا میں۔۔۔"

یعقوب نیازی اسے اپنا فیصلہ سنا کر اسفند نیازی کے ساتھ وہاں سے نکل گئے تھے۔۔ جبکہ زاراب نیازی نے بے چینی سے اپنی پیشانی مسل لی تھی۔۔ وہ جانتا تھا میرب راجپوت کو پوری دنیا کے سامنے اپنی بیوی بنا کر سامنے لانے کے لیے اسے بہت ساری قربانیاں دینی تھیں۔۔

مگر یہ قربانی کا بھاری ثابت ہونے والی تھی۔۔۔ زاراب نے یعقوب نیازی کے آگے کوئی حامی نہیں بھری تھی۔۔ وہ وقت آنے پر اس مسئلے کو دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

"تمہاری تیاری میں مدد کروانے۔۔۔"

ارشیان اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے کلائی سے تھام کر اس کی پیٹھ اپنی جانب گھما چکا تھا۔۔ جس کے بعد اس کی دودھیا کمر ارشیان کی نگاہوں کے بالکل سامنے تھی۔۔۔

"خان پلیز۔۔۔"

شاہنور شرم سے دوہری پڑتی اس کی گرفت میں مچل کر رہ گئی تھی۔۔ اس کی رنگت شرم سے لال ہوئی تھی۔۔ وہ جس حلیے میں اس شخص کے مقابل کھڑی تھی۔۔ اس کو لگا تھا وہ کسی بھی لمحے اپنے حواس کھو دے گی۔۔

مگر ارشیان نیازی تو جیسے کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔۔ شاہنور کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔ وہ اس کے حصار سے نکلنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔

مگر ارشیان نیازی اس کے پیٹ پر اپنا بازو حمائل کرتا اسے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔

"آپ میری اجازت کے بغیر مجھے نہیں چھو سکتے خان۔۔"

شاہنور کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔

اسے ارشیان نیازی کی انگلیاں اپنی گردن پر گردش کرتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ ارشیان کی نظریں اس کی کمر کے عین وسط میں بنے سیاہ تل پر اٹک کر رہ گئی تھیں۔۔

"ارشیان نیازی اب اپنی زندگی میں وہی کرے گا۔۔ جو وہ چاہتا ہے۔۔ ارشیان نیازی سکون کا طلبگار ہے۔۔ جو تم دو گی مجھے۔۔"

ارشیان جھکا تھا اور اس تل پر اپنے ہونٹ دہکتے لب رکھتا شاہنور کی جان نکال گیا تھا۔۔

شاہنور کا اس شخص سے اس قدر بے باکی کی امید نہیں تھی۔۔ وہ اسے اچھا خاصہ شریف انسان سمجھتی تھی۔۔

"خان۔۔۔"

شاہنور اس کے لمس پر تڑپ اٹھی تھی۔۔ جبکہ اس کے ہونٹوں سے نکلتی یہ چیخ ارشیان کو واپس سے ہوش کی دنیا میں لوٹا گئی تھی۔۔ وہ اب تک اس لڑکی کے ساتھ جتنا برا رویہ اختیار کر چکا تھا۔۔ اس کا یہ سب کرنا شاہنور کو اس سے مزید بدظن کر سکتا تھا۔۔

یہ لڑکی نہیں جانتی تھی کہ وہ کیسے اس کے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے۔۔ وہ اس سے پہلے بھی بہت بار اسے بہت ہوشربا حلیے میں دیکھ چکا تھا۔۔ مگر یہ دل آج بہکا تھا۔۔ کیونکہ وہ اب پوری طرح سے شاہنور کی جانب مائل ہو چکا تھا۔۔ اس پتھر پر اس معصوم لڑکی کی اسیری کا جادو چڑھ چکا تھا۔۔

ارشیان اس کے کانپتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹتے دھیرے سے اس کی زپ بند کر گیا تھا۔۔ اسے پہلے سے علم تھا یہ نازک لڑکی اسے برداشت نہیں کر پائے گی۔۔

اس نے شاہنور کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔۔

جس کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے حواس کھو کر گر جائے گی۔۔

"نورے۔۔۔"

اس کے نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچتے ارشیان نے دھیرے سے اسے پکارا تھا۔۔ مگر اس کی پکار سننے سے پہلے ہی شاہنور کا سر اس کے کندھے پر ڈھلک گیا تھا۔۔

وہ لڑکی اس کی زرا سی شدتیں بھی برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ ارشیان نے اپنے گرد سے شال اتارتے اس کے گرد لپیٹ دی تھی۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔جب اس شخص کو مار مار کر آدھ مویا کرتے سلطان نویرہ کی جانب آیا تھا۔۔۔

سلطان کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ نویرہ پیچھے ہٹی تھی۔۔سلطان نے اس کا یہ گریز بہت گہری نظروں سے نوٹ کیا تھا۔۔

"چلو نویرہ۔۔"

اس نے نرمی سے پکارا تھا۔۔

"مجھے نہیں جانا۔۔۔"

نویرہ کا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔ اسے اس زخمی شخص سے بھی زیادہ سلطان سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔

وہ مسلسل پیچھے ہوتی سلطان کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دے رہی تھی۔۔۔یہ شخص وہ نہیں تھا جس سے اس نے محبت کی تھی۔۔وہ تو کوئی بہت ہی ظالم اور سفاک گینگسٹر تھا۔۔جس کے سینے میں جب دل ہی نہیں پتھر تھا تو محبت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔

"نویرہ۔۔۔"

سلطان اب کی بار غصے سے دھاڑا تھا۔۔

"میں نہیں جانتی تمہیں۔۔۔تم میرے سلطان نہیں ہو۔۔تم واقعی ایک حیوان ہو۔۔خونی بھیڑیا۔۔مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔۔"

نویرہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی۔۔اس لیے اس کی جانب سے رخ موڑتے اس نے تیز قدموں سے وہاں سے ہٹنا چاہا تھا۔۔۔

وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔ سلطان کو اس وقت وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگی تھی۔۔ اس لیے اس کی باتوں کو اگنور کرتا وہ آگے بڑھا تھا اور نویرہ کی کلائی تھام کر اسے اپنے جانب کھینچتا اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

نویرہ کو اس طرح اکیلا چھوڑ کر آنے کے بعد اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ اسے بے چینی سی فیل ہو رہی تھی۔۔ اسی لیے وہ فوراً واپس لوٹ گیا تھا۔۔ مگر کمرے میں نویرہ کو نہ پا کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔ اسے اپنے دشمنوں کا بہت اچھے سے علم تھا۔۔۔

نویرہ کا یوں اکیلے نکلنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔ اسی لمحے اسے اس کے آدمی کے تھرو اسے گارڈ کی نویرہ کے اکیلے ہوٹل سے نکل جانے کی اطلاع ملی تھی۔۔

وہ جو اس کے ساتھ ہوتے ہوئے اسے ذرا سی اہمیت بھی نہیں دے رہا تھا۔۔ اس کے خطرے میں ہونے کا سن کر سلطان شاہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

وہ چاہے جتنا بھی پتھر بن جاتا۔۔ مگر نویرہ نیازی کی دوبارہ جدائی برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔۔ وہ اسے بہت آسانی سے واپس خان حویلی جانے کا بول گیا تھا اس دن مگر اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ نویرہ اس کے لیے کتنا ضروری تھی۔۔ اس کا پاس ہونا ہی کافی تھا سلطان شاہ کے لیے۔۔

"تم غصہ ہو بے شک۔۔ مگر مجھے خود کے قریب آنے سے روک نہیں سکتی۔۔"

اسے اپنے سینے میں سمونے کی کوشش کرتا وہ شدت جذب کے عالم میں بولتا نویرہ کو لیے روم میں آگیا تھا۔۔

نویرہ جس کا وجود اتنی دیر سے ٹھنڈ میں ہونے کی وجہ سے اکڑ چکا تھا۔۔
سلطان کی وجود کی حرارت پاتے وہ کافی دیر بعد سنبھلتی کچھ سمجھنے کے قابل ہوئی تھی۔۔

جب خود کو سلطان کی آغوش میں دیکھ اس نے ایک جھٹکے سے دور ہونا چاہا تھا۔۔ مگر سلطان نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔۔

وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتا اسے اپنے اوپر لٹائے کمبل اوڑھے ہوئے تھا۔۔۔

اپنی پوزیشن کا خیال کرتے نویرہ سر سے پیر تک لال ہوئی تھی۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔"

نویرہ نے اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا تھا۔۔جب سلطان کروٹ بدل کر اسے بیڈ پر ٹکاتا خود پوری طرح سے اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

"مجھ سے دور جاکر دکھاؤ۔۔۔"

سلطان کے کسرتی وجود کے نیچے نویرہ پوری طرح سے چھپ چکی تھی۔۔وہ اپنی ٹانگیں تک نہیں ہلا پا رہی تھی۔۔اس شخص نے اس طرح اسے قید کر رکھا تھا۔۔

"تم ایک بہت برے انسان ہو۔۔مارتے ہو لوگوں کو۔۔"

نویرہ نے اس کی سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرنا چاہا تھا۔۔جب سلطان اس کی دونوں کلائیاں اپنی گرفت میں لیتا بہت کہ نرمی کے ساتھ انہیں تکیے پر اس کی دائیں بائیں جانب ٹکا گیا تھا۔۔

اب نویرہ پوری طرح سے اس کی قید میں تھی۔۔

"اگر کوئی تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔۔تو تمہیں کیا لگتا ہے میں اسے مارنے کے بجائے پھولوں کا ہار پہناؤ گا۔۔برا تو میں بہت زیادہ ہوں۔۔ مگر اتنا نہیں کہ نویرہ نیازی کی نفرت سہوں۔۔۔"

سلطان اس کی گردن کی ابھری گلٹی پر اپنے ہونٹ رکھتا نویرہ کو لال کر گیا تھا۔۔اس کی گرم سانسیں نویرہ کو اپنے ہونٹوں پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔

"تم میری محبت کے قابل نہیں ہو۔۔"

نویرہ اس سے سخت ناراض تھی۔۔

"میرے جانے سے پہلے تو بہت محبت جتائی جا رہی تھی۔۔اب میرے میدان میں آتے ہی کہاں چلی گئی۔۔تم مجھے جانے سے روک رہی تھی۔۔ دیکھو میں واپس آگیا۔۔اب بتاؤ کیوں روکنا چاہتی تھی مجھے۔۔۔"

سلطان شاہ اس کا شام والا دلبرانہ انداز مس کر رہا تھا۔۔جو وہ اپنے ہاتھوں سے گنوا چکا تھا۔۔

جبکہ اس کے یاد دلانے پر اپنی خوشیاں یاد کرتے نویرہ کا چہرا ابھی لال ہوا تھا۔۔وہ اسے کس لیے روک رہی تھی۔۔اس بات کا خیال آتے ہی دل سینے میں طوفان برپا کر گیا تھا۔۔اس کی اندورنی کیفیت اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔۔جو سلطان شاہ جیسے بندے کو سب سمجھا گئی تھی۔۔

"اس وقت میرا دماغ خراب ہو گیا تھا۔۔ مگر اب اللہ کا شکر ہے میں ٹھیک ہوں۔۔"

نویرہ اس کے خطرناک تیور دیکھ اندر تک کانپ گئی تھی۔۔

"اور اب میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔۔"

سلطان اس کے کندھے سے شرٹ زرا سی سرکا تا وہاں موجود نشان پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا نویرہ کی سانسیں روک گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

راجپوت حویلی کے بڑے سے ڈرائینگ روم میں آج بہار اتری ہوئی تھی۔۔۔ زاراب خان نیازی اپنے پورے خاندان کے ساتھ میرب راجپوت کا رشتہ لے کر آنے والا تھا۔

میرب اسے کئی بار کال کر چکی تھی۔۔۔وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ آخر اس شخص کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔۔

لیکن زاراب نے اس کی کال پک ہی نہیں کی تھی۔۔میرب نے اسے جتنا اگنور کیا تھا۔۔وہ سب اسی کا بدلہ لے رہا تھا۔۔اس نے میرب کے نمبر پر بس ایک ہی میسج چھوڑا تھا۔۔

"اب ایک ہی بات تفصیل سے ملاقات کریں گے ہمارے بیڈ روم میں۔۔۔ شادی کی تیاریاں کروں۔۔یہ شادی شیرہ کوٹ کی سب سے شاندار ہونے والی ہے۔۔۔"

زاراب نیازی کے لفظ "ہمارے بیڈ روم" پر میرب کا دل دھڑک اٹھا تھا۔۔ زاراب نیازی کیوں کر رہا تھا یہ سب۔۔۔اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا میرب یہی سوچ سوچ کر پاگل ہو چکی تھی۔۔

زاراب کو اس کے خاندان سے کس قدر نفرت تھی میرب یہ بات بہت اچھے سے جانتی تھی۔۔ آج تک زاراب نے کبھی ان کی حویلی میں قدم تک نہیں رکھا تھا۔۔ اور آج وہ اپنے پورے خاندان کو لے کر وہاں آنے والا تھا۔۔

کس لیے۔۔؟؟ وہ تو اس سے محبت سے بھی انکاری تھا۔۔ پھر ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ اتنا بڑا فیصلہ کر گیا تھا۔۔۔ میرب کو بس یہی ڈر لگ رہا تھا کہ زاراب اس کے کسی فیملی ممبر کو نقصان نہ پہنچائے۔۔۔

یاور کی حالت ان سب کے سامنے تھی۔۔

وہ اب کسی اور کو اس جگہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

"تمہارا کچھ چل رہا ہے زاراب نیازی کے ساتھ۔۔۔؟"

اسماء بیگم لاؤنج میں بے چینی سے ٹہلتی میرب کو مخاطب کرتے بولی تھیں۔۔

سب خواتین ابھی وہیں موجود تھیں۔۔خان حویلی والوں کے آنے کا انتظار کیا جارہا تھا۔۔

اسماء بیگم کے اس سوال پر میرب سمیت سب نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ اچانک سے رشتہ کیسے آگیا۔۔ کیا پتا میرب۔۔۔"

اسماء بیگم اب بھی باز نہیں آئی تھیں۔۔ انہیں اپنی بیٹی کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔۔ جسے اس موقع پر بھی کسی نے یاد نہیں کیا تھا۔۔ وہ جو

میرب پر جان دیتی تھی۔۔ میرب نے اسے بھی بلانا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

یہ بات اسماء بیگم کو میرب کی جانب سے مزید بد ظن کر گئی تھی۔۔

جبکہ میرب کو خود اس وقت شاہنور کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔۔ مگر اس نے خود جان بوجھ کر شاہنور کو نہیں بلایا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی شاہنور خان حویلی والوں کا سامنا کرنے اذیت محسوس کرے۔۔ جن سب کے سامنے ارشیان نے اسے حویلی سے باہر پھینکا تھا۔۔

"بھابھی پلیز۔۔۔ ہم سب پہلے ہی بہت پریشان ہیں۔۔"

شمع بیگم اپنی لاڈلی کے خلاف کوئی بات نہیں سن پائی تھیں۔۔ جبکہ میرب خاموش ہی رہی تھی۔۔

جب اسی لمحے اس کی نظر کھڑکی سے نظر آتے مین گیٹ پر پڑی تھی۔۔۔جو کھلتے ہی ایک ساتھ بہت ساری گاڑیاں لائن میں اندر داخل ہوئی تھیں۔۔

میرب کا دل خوف سے کانپ رہا تھا۔۔وہ نہیں جانتی تھی یہ شخص کیا کرنے والا تھا۔۔

میرب کی نگاہیں دوسرے نمبر پر موجود زاراب کی سیاہ گاڑی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔اسلحے سے لیس سیاہ لباس میں موجود گارڈز نے آگے بڑھ کر اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا تھا۔۔میرب کی نگاہیں اسی مقام پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

جہاں سے اگلے ہی لمحے وہ دشمن جاں برآمد ہوا تھا۔۔سرد وسپاٹ تاثرات کے ساتھ آنکھوں پر سیاہ گوگلز چڑھائے وہ اپنی وجاہت سے بھرپور شخصیت کے ساتھ میرب راجپوت کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھا گیا تھا۔۔

میرب نے فوراً سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

"میرب تم جو چاہو گی وہی ہو گا۔۔میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں تمہاری اور داداجان کی ساری باتیں سن چکا ہوں۔۔مگر تمہیں یہاں کسی کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بننے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے۔۔زاراب نیازی اگر تم سے محبت کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں جب اس کا دل چاہے گا تمہیں ٹھکرا دے گا۔۔جب دل چاہے گا اپنا لے گا۔۔تم شیرہ کوٹ کی باقی عورتوں کی طرح کمزور نہیں ہو۔۔جو ان مردوں کی انا کی بھینٹ چڑھو۔۔تم جو بھی کرو گی ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی۔۔۔"

صائم میرب کے پاس آتے اس کا حوصلہ بڑھاتے بولا تھا۔۔وہ دیکھ رہا تھا کہ میرب صبح سے کس قدر ٹینشن میں گھوم رہی تھی۔۔اس کی رنگت آنے والے وقت کا سوچتے زرد پڑ چکی تھیں۔۔

صائم کی باتیں سن کر میرب دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔

"تم جیسے دوست کسی نعمت سے کم نہیں ہوتے صائم۔۔ تھینکیو سوچ مجھے اتنی ہمت دلانے کے لیے۔۔ میرب راجپوت اتنی کمزور نہیں ہے کہ کسی کو بھی موقع دے دیتے خود کو روند کے جانے کا۔۔"

میرب اسے مسکرا کر کہتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔ صائم نے حسرت بھری نگاہوں سے اسے خود سے دور جاتے دیکھا تھا۔۔ وہ یہاں آیا تھا میرب کو حاصل کرنے کے لیے۔۔ مگر زاراب نیازی تو الگ ہی چال چل گیا تھا۔۔۔

سب لوگ ڈرائینگ روم میں جا چکے تھے۔۔ جب کچھ دیر بعد میرب کو بلایا گیا تھا۔۔ زاراب نیازی چاہتا تھا کہ میرب کو بھی وہاں بلایا جائے۔۔۔ اس شخص کی پاورفل شخصیت کے آگے ٹھہر پانا بہت مشکل تھا۔۔۔ آج تک

جب بھی وہ سب خان حویلی گئے تھے۔۔ زاراب نے برائے راست کسی سے بات نہیں کی تھی۔۔ مگر آج یعقوب نیازی کے ساتھ بیٹھے زاراب نیازی کے آگے راجپوتوں کی کم ہی چل پا رہی تھی۔۔۔ حسین راجپوت کے پسینے نکل آئے تھے۔۔

وہ خود ہی یہ چاہتے تھے کہ میرب وہاں آجائے تا کہ زاراب نیازی کو تھوڑا بہت لحاظ تو رہے۔۔۔ ڈرائینگ روم میں قدم رکھتے میرب کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔

اندر داخل ہوتے ہی میرب کی نظر سب سے پہلے سامنے بیٹھے اس مغرور شخص پر پڑی تھی۔۔۔ جس کی تو آج چھب ہی نرالی تھی۔۔۔

حسین راجپوت خود ہی یہ چاہتے تھے کہ میرب وہاں آجائے تاکہ زاراب نیازی کو تھوڑا بہت لحاظ تو رہے۔۔۔ڈرائینگ روم میں قدم رکھتے میرب کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔

اندر داخل ہوتے ہی میرب کی نظر سب سے پہلے سامنے بیٹھے اس مغرور شخص پر پڑی تھی۔۔۔۔ جس کی تو آج چھب ہی نرالی تھی۔۔۔وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفے کی پشت پر اپنا بازو پھیلائے شان سے بیٹھا محفل پر چھایا ہوا الگ رہا تھا۔

میرب سب کو مشترکہ سلام کرتی حسین راجپوت کے پہلو میں جا بیٹھی تھی۔۔

اس کے سامنے ہی زاراب نیازی اپنے یعقوب نیازی کے ساتھ براجمان تھا۔۔ دونوں حویلیوں کی سب خواتین بھی وہاں جمع تھیں۔۔ اب آنے والے وقت میں کیا ہونے والا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

بس سب کی یہی دعا تھی کہ جو بھی ہو خیر سے ہو۔۔ ورنہ ان جذباتی مردوں کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔ کبھی بھی کچھ بھی کر دیتے تھے۔۔۔

"راجپوت صاحب ہم آپ کی پوتی میرب راجپوت کو اپنی خان حویلی کی بہو بنانا چاہتے ہیں۔۔ اور یہاں زاراب نیازی کے لیے میرب راجپوت کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔۔ ہمارے بیچ جو بھی اختلاف سہی مگر اس بار میں اپنی جانب سے رشتہ داری کا ہاتھ بڑھانے آیا ہوں۔۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ کو اس رشتے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔"

یعقوب نیازی اپنے لاڈلے پوتے کی خاطر کچھ بھی کر سکتے تھے۔۔ اور اب بھی انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔۔ ورنہ حسین راجپوت سے کچھ مانگنا وہ اپنی توہین سمجھتے تھے۔۔

لیکن آج زاراب نیازی کی خاطر وہ حسین راجپوت سے میرب کو مانگ رہے تھے۔۔

اب سب کی نگاہیں حسین راجپوت پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔ سب ان کی جانب سے جواب کے منتظر تھے۔۔ میرب نگاہیں جھکائے مٹھیاں بھینچے بیٹھی تھی۔۔ وہ فلحال بڑوں کے بیچ کچھ نہیں بولنا چاہتی تھی۔۔

زاراب نے حسین راجپوت کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔ ان کی آنکھوں کی کاٹ زاراب اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔ مگر اسے

پرواہ نہیں رہی تھی اب۔۔وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا سامنے رکھا پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔۔۔

اس کا یہ تاؤ دلاتا انداز حسین راجپوت کو آگ لگا گیا تھا۔۔میرب ان کے پاس تھی تو اب تک اس شخص کو قابو کر کے رکھا ہوا تھا۔۔لیکن اگر میرب بھی اس کے پاس چلی جاتی تو پھر یہ شخص کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔اسی خیال کے زیرِ اثر انہوں نے لمحوں کے اندر اندر اپنا فیصلہ بدل دیا تھا۔۔

"مگر مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔۔میں اپنی ایک پوتی خان حویلی کے حوالے کر کے پچھتا رہا ہوں۔۔اب دوسری پوتی کے ساتھ ویسا سلوک ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔۔بہت بے رحم ہیں آپ کے پوتے یعقوب نیازی۔۔اپنی عورتوں کی قدر نہیں ہے انہیں۔۔میرب میرے دل کے بہت قریب ہے۔۔میں اس کو تو ایسے قربان بالکل بھی نہیں کر سکتا۔۔۔"

حسین راجپوت کی بات پر میرب نے جھٹکے سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ تو اسے یہ رشتہ قبول کرنے کا کہہ رہے تھے۔۔ پھر اب اچانک کیا ہوا تھا۔۔

وہاں آتا صائم بھی اس بات پر حیران تو بہت ہوا تھا۔۔ مگر اسے بے پناہ خوشی بھی ہوئی تھی کہ حسین راجپوت نے میرب کے بارے میں سوچا تو تھا۔۔۔

حسین راجپوت کے انکار پر سب نے زاراب نیازی کا ری ایکشن دیکھنا چاہا تھا۔۔ جو ہنوز پہلے جیسا ہی تھا۔۔

جیسے اس انکار سے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔۔۔

"ایک بار پھر سوچ لیں راجپوت صاحب۔۔ کیا واقعی آپ اپنی پوتی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہیں سونپنا چاہتے۔۔۔"

اب کی بار زاراب نے خود گفتگو کا سرا تھاما تھا۔۔یہ شیرہ کوٹ میں پہلی بار ہوا تھا کہ لڑکا خود پورے خاندان کے سامنے اپنی رشتے کی بات کر رہا تھا۔۔

بڑوں کے ہوتے ہوئے۔۔اسے کسی کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ سب سے پاور فل اور منفرد تھا۔۔جو شے پہلے سے اس کی تھی۔۔۔ اسے مانگنے میں بھلا کیسی شرم۔۔۔

زاراب کی بات پر حسین راجپوت پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ آخر زاراب کو پلاننگ سے آیا تھا۔۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔۔؟؟"

حسین راجپوت کو لگا تھا کہ وہ اسے ان ڈائریکٹلی بلیک میل کر رہا ہے۔۔۔

ماحول میں تناؤ آچکا تھا۔۔سب کے چہروں پر فکر چھلکنے لگی تھی۔۔

"نہیں۔۔زاراب نیازی کی دھمکی سہنے کی برداشت نہیں ہے آپ میں راجپوت صاحب۔۔ابھی تو میں صرف نارمل بات کر رہا ہوں۔۔۔"

زاراب کی نگاہیں میرب کے لال پڑتے چہرے پر اٹھی تھیں۔۔اسے زاراب پر غصہ آرہا تھا۔۔۔جو دونوں خاندانوں کے سامنے نجانے کونسا تماشا بنانے کے موڈ میں تھا۔۔

"میں اپنی پوتی کو تم جیسے انا پرست انسان کے پاس نہیں بھیج سکتا جو اپنے علاوہ کسی کو کچھ سمجھتا ہی نہیں ہے۔۔"

حسین راجپوت کا پارہ چڑھ رہا تھا۔۔

کیونکہ زاراب نیازی ان کا کھیل انہیں کے ساتھ کھیلنے کی خواہش رکھتا تھا۔۔۔

اپنے دادا کو یوں اکیلے اس شخص کے ساتھ لڑتے دیکھ میرب کو اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ زیادہ دیر خاموش نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔اس نے کب سے جھکا اپنا سر اٹھایا تھا۔۔

زاراب اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔صائم بھی میرب کے ساتھ آن کھڑا ہوا تھا۔۔جو دیکھ زاراب نیازی کو آگ لگ گئی تھی۔۔

"تم برداشت نہیں رکھتے زاراب نیازی میرب راجپوت کو افورڈ کرنے کی۔۔ اس لیے جس طرح آئے ہو ویسے ہی لوٹ جاؤ۔۔راجپوت حویلی سے تمہیں کچھ نہیں ملنے والا۔۔۔"

میرب اپنی بات کہتی صائم کے ساتھ وہاں سے جانے لگی تھی۔۔جب زاراب کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ نے وہاں موجود سب لوگوں کو ہلا کررکھ دیا تھا۔۔

میرب کو لگا تھا وہ اب کبھی اس جگہ سے ہل بھی نہیں پائے گی۔۔زاراب نیازی یہ بات اتنے سارے لوگوں کے سامنے بول دے گا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔

اس کے بات اس شخص کو کتنی مخالفت برداشت کرنی پڑے گی۔۔یہ خان حویلی والوں کے چہروں سے صاف جھلک رہا تھا۔۔۔

"میری منکوحہ کو یہاں سے لے جانے سے کوئی نہیں روک سکتا مجھے۔۔۔ آپ بھی نہیں مسز زاراب خان نیازی۔۔۔"

یہ کوئی بم تھا جو زاراب نیازی نے وہاں موجود سب لوگوں کے سر پر پھوڑا تھا۔۔۔

یعقوب نیازی نے بھی بے یقینی کے عالم میں زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔

جبکہ حسین راجپوت کی رنگت اس وقت اتنی لال ہو چکی تھی جیسے اپنی خون چھلک پڑے گا۔۔۔انہوں نے تو یہی سوچ رکھا تھا کہ اس بات کو لے کر وہ زاراب کو بلیک میل کریں گے مگر زاراب نے تو انہیں ایسا کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان شاہنور کو لیے اپنے بنگلے پر آ گیا تھا۔۔وہ ابھی بھی ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔اس کے نازک وجود کو اپنے بیڈ پر لٹاتے ارشیان نے اس کے دلفریب وجود سے نگاہیں ہٹاتے اس کے اوپر کمبل ڈال دیا تھا۔۔

وہ لڑکی پہلے ہی اس کی شدتیں برداشت نہ کرتے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔۔

وہ اب مزید کوئی بھی ایسی حرکت افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔ یہ لڑکی پہلے ہی اس سے اچھی خاصی بدگمان تھی۔۔ اور ارشیان نیازی کسی کو بھی منانے اور نرمی سے ڈیل کرنے کے معاملے میں بالکل اناڑی تھا۔۔

وہ اس سے کچھ فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھتا سیگریٹ ہونٹوں میں رکھ کر سلگھانے ہی والا تھا جب شاہنور کا خیال آتے ہی اس نے نگاہیں اٹھا کر شاہنور کو دیکھا تھا اور پھر سیگریٹ واپس رکھ دیا تھا۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔"

ارشیان اپنی پیشانی مسلتے مسکرایا تھا۔۔

شاہنور کا رخ اسی کی جانب تھا۔۔اس کے بال کیچر سے نکل کر اس کے چہرے کے گرد بکھرے ہوئے تھے۔۔

ارشیان ٹھوڑی کے نیچے ہتھیلی ٹکائے اسے یک ٹک دیکھے گیا تھا۔۔۔

جب کچھ دیر بعد شاہنور ہولے سے کسمسائی تھی۔۔وہ حواسوں میں لوٹ رہی تھی۔۔اس کی گھنیری پلکیں واں ہوئی تھیں۔۔ارشیان دلچسپی سے یہ دلفریب منظر دیکھ رہا تھا۔۔شاہنور انجان جگہ دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔۔۔

اسے ارشیان کا خیال آیا تھا اور ساتھ ہی وہ منظر یاد کرتے اس کے چہرے پر خون سمٹ آیا تھا۔۔وہ اس کے اس قدر قریب تھا۔۔اسے چھوا تھا۔۔

شاہنور نے اپنا ہاتھ کمر پر لے جاتے زپ کو ٹٹولا تھا۔۔جسے بند دیکھ شاہنور کی دھڑکنوں کا شور کچھ کم ہوا تھا۔۔

مگر ارشیان نیازی کی قربت کا خیال آتے اب بھی اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں۔۔ وہ پوری طرح اسی منظر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔ اس بات کا اندازہ اس کے چہرے سے صاف ہو رہا تھا۔۔۔

مگر وہ اس وقت تھی کہاں پر۔۔۔ شاہنور کو اپنی سوچوں سے نکلتے خود پر پڑتی نگاہوں کی تپش کا احساس ہوا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا دل پہلے سے بھی زیادہ تیز سپیڈ سے دوڑنے لگا تھا۔۔۔

بنا دیکھے ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ کہاں ہے اس وقت۔۔ شاہنور نے ڈرتے ڈرتے اپنی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جب اسے پوری فرصت کے ساتھ اپنی جانب دیکھتا پا کر شاہنور کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔ وہ ارشیان کے روم میں کیا کر رہی تھی۔۔

یہ شخص اسے یہاں کیوں لایا تھا۔۔

شاہنور اس کی گہری پر ستیش نگاہوں پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی اپنے اوپر سے کمبل ہٹاتی جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔۔

"مم میں یہاں کیسے آئی۔۔۔؟؟"

شاہنور نے پوچھا تھا۔۔۔

"ان باہوں میں سوار ہو کر۔۔۔۔"

ارشیان نے وہیں بیٹھے بیٹھے اسے جواب دیا تھا۔۔اس کی بات پر شاہنور کو ایک بار پھر یونی میں گزرا منظر یاد آیا تھا۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہوا تھا۔۔

"آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔۔ میری پرفارمنس تھی۔۔۔"

شاہنور خفگی کا شکار ہوتے ہوئے بھی نرم لہجے میں ہی بات کر رہی تھی۔۔

اس کا خفگی کا اظہار کرنے کا انداز بالکل ویسا ہی تھا جیسے ارشیان نیازی نارمل بات کرتا تھا۔۔ اس لڑکی کی معصومیت پر کون نہ مرمٹتا۔۔۔

ارشیان نیازی بھی زیادہ وقت کے لیے اپنے دل کو پتھر نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔
شاہنور نہیں جانتی تھی کہ جس انسان کی جانب سے اب اس نے اپنے قدم پیچھے ہٹائے تھے۔۔ جس کی وہ نجانے کب سے دیوانی تھی۔۔ جس کی ایک جھلک دیکھ کر وہ خوشی سے پاگل ہو اٹھتی تھی۔۔

وہ شخص اس پر بہت بری طرح فدا ہو چکا تھا۔۔

"تو میرے سامنے پرفارم کر دو۔۔ اگر اتنا شوق ہو رہا ہے پرفارم کرنے کا تو۔۔۔"

ارشیان اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

اس کی خمار آلود نگاہیں اپنے وجود پر جمی دیکھ شاہنور کو ایک دم سے اپنے حلیے کا احساس ہوا تھا۔۔اس نے اپنے دوپٹے کی تلاش میں ارد گرد نگاہیں دوڑائی تھیں۔۔مگر وہ اس وقت اسی میکسی میں ملبوس تھی۔۔

دوپٹے کا تو تصور بھی کہیں نہیں تھا۔۔

ارشیان خاموشی سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔جب شاہنور کی نظر بیڈ کی ہی دوسری جانب موجود ارشیان کی شال پر پڑی تھی۔۔۔اس نے ایک لمحے کو بھی سوچے بغیر وہ شال اٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لی تھی۔۔۔

ارشیان کے لب مسکرائے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

باہر کا موسم اور بارش کی آوازیں اندر کے ماحول کو مزید رومانویت پرور بنا رہی تھیں۔۔ بارش کی وجہ سے ٹھنڈ بڑھ گئی تھی۔۔۔ جیسے جیسے ٹھنڈ زیادہ محسوس ہو رہی تھی ویسے ویسے اس کے وجود کی گرماہٹ محسوس کرتے حانم اس کے وجود میں گم ہو رہی تھی۔۔۔

فیروز جو اس کے گہری نیند میں جانے کے بعد وہاں سے اٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا تھا۔۔ حانم اس طرح اس کے اوپر چڑھ کر سو رہی تھی۔۔

فیروز شرٹ لیس تھا۔۔ اس نے وائٹ کلر کی بنیان پہن رہی تھی۔۔۔ جسے مضبوطی کے ساتھ اپنی مٹھیوں میں دبوچے حانم اس کے کندھے پر اپنے گداز ہونٹ رکھے ہوئے تھی۔۔ جن کا گداز پن فیروز کے حواسوں کو بہکا رہا تھا۔۔

وہ دلکشی کا پیکر اس وقت نشے میں دھت پوری طرح اس کے رحم و کرم پر تھا۔۔ بلکہ اس لڑکی کے ہر ہر انداز سے جھلک رہا تھا کہ اس کے لیے فیروز نیازی اہم تھا۔۔ مگر اس بات پر یقین کرنا فیروز نیازی کے لیے مشکل ہوا تھا۔۔ وہ اپنے حواسوں میں ہمیشہ اسے ٹھکراتی آئی تھی۔۔ کبھی اسے اتنی اہمیت نہیں دی تھی۔۔

اس لیے فیروز کو یہ سب محسوس کرنا بھی اپنا وہم لگ رہا تھا۔۔

وہ پوری رات اس کی آنکھوں میں کٹی تھی۔۔ اسے بس اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ بہک نہ جائے۔۔ وہ لڑکی اگر اس پر اعتبار کر کے اس کے قریب آئی تھی تو فیروز وہ اعتبار قائم رکھنا چاہتا تھا۔۔ ویسے بھی وہ خود کو کسی کی امانت سمجھتا تھا۔۔ اس لیے وہ حانم کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی اسے اپنی منکوحہ یا بیوی کا درجہ نہیں دیتا تھا۔۔

کیونکہ یہ درجہ اس کی زندگی میں کسی اور کو ملنے والا تھا۔۔

فجر سے کچھ ٹائم پہلے کہیں جاکر فیروز کی آنکھ لگی تھی۔۔ مگر ابھی اسے سوئے پندرہ منٹ بھی نہیں گزرے تھے۔۔ جب اسکی آنکھوں ایک زوردار جھٹکے سے کھل گئی تھی۔۔

اس نے اپنی نیند کے خمار میں ڈوبی سیاہ آنکھیں اٹھا کر یہ گستاخی کرنے والی کی جانب دیکھا تھا۔۔

اسے اپنی نیند بہت عزیز تھی۔۔۔ پہلے پوری رات وہ سو نہیں پایا تھا۔۔ اور اب جب اسے نیند آنے لگی تھی تو حانم میڈم کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔

حانم جس کا نشہ اتر چکا تھا۔۔ وہ اب پوری طرح سے اپنے ہوش وحواس میں تھی۔۔ خود کو فیروز کے اس قدر قریب اس کی بانہوں میں قید سینے سے لپٹا

دیکھ حانم کی حالت غیر ہو چکی تھی۔۔ اس کا چہرا شرم سے لال ہوا تھا۔۔ اس نے فیروز کے کسرتی بازوؤں کو ہٹا کر اٹھنا چاہا تھا۔۔ مگر وہ اس باڈی بلڈر جیسی جسامت کے انسان کو زرا سا بھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

اوپر سے اپنا حلیہ دیکھ اس کا ڈوب مرنے کو دل چاہا تھا۔۔ اسے اچھے سے یاد تھا کہ وافر مقدار میں ڈرنک کرنے سے کل رات وہ اپنے حواسوں میں نہیں رہی تھی۔۔

اسے شدت سے اس فکر نے آن گھیر اتھا۔۔ کہ اس نے نجانے فیروز کے سامنے کیا کیا بول دیا تھا۔۔۔ پوری رات وہ جس طرح اس کے ساتھ لپٹ کے سوئی تھی۔۔ حانم کی حالت یہ سوچ کر اس وقت قابلے رحم تھی۔۔۔

وہ جلدی سے فیروز سے دور ہونے کے چکر میں اسے جگا چکی تھی۔۔

وہ اس کے سینے پر بازو ٹیکے پوری طرح اس پر جھکی ہوئی تھی۔۔فیروز کا چہرا اس کے چہرے کے بے حد قریب تھا۔۔فیروز کی خمار آلود نگاہیں حانم کی سانسیں روک گئی تھیں۔۔

وہ کچی نیند سے جاگا اس لمحے بے حد پیارا الگ رہا تھا۔۔۔حانم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔مگر اگلے ہی لمحے وہ دل میں آتے ان سب خیالات کو جھٹک گئی تھی۔۔۔

شاہنور کی نظر بیڈ کی ہی دوسری جانب موجود ارشیان کی شال پر پڑی تھی۔۔۔اس نے ایک لمحے کو بھی سوچے بغیر وہ شال اٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لی تھی۔۔۔

ارشیان کے لب مسکرائے تھے۔۔

وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔وہ اتنا خوش مزاج کبھی نہیں تھا جتنا اس وقت اس لڑکی کے سامنے بن رہا تھا۔۔وہ اپنی کیفیت سمجھ پانے سے خود بھی قاصر تھا۔۔

محبت آپ کو اتنی خوشی دیتی ہے اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔

"خان آپ مجھے یہاں۔۔۔؟"

شاہنور چہرا جھکائے ہونٹ کاٹتی اس کے سامنے بے چارگی سے بولی تھی۔۔
وہ اس کی جانب دیکھنے سے بالکل گریزاں تھی۔۔

جب اس کی بات پوری ہونے سب پہلے ہی ارشیان اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتا اس کی بات وہیں ادھوری چھوڑ گیا تھا۔۔

"ارشیان خان نیازی کی بیوی ہو تم۔۔۔"

ارشیان نے اسے باور کروایا تھا۔۔

جس کے جواب میں شاہنور نے نگاہیں اٹھا کر بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا اور اگلے ہی پل نفی میں سر ہلاتی اپنی نمی بھری آنکھوں سب ارشیان جی جانب دیکھا تھا۔۔

"وہ ایک جبری نکاح تھا۔۔۔ ہم دونوں کے بیچ کوئی رشتہ نہیں ہے خان سائیں۔۔ پلیز میں اتنی بہادر نہیں ہوں کہ ہر بار اپنے ذات پر کیچڑ اچھلتا برداشت کر سکوں۔۔ میں جانتی ہوں آپ مجھے کبھی قبول نہیں کریں گے۔۔ کیونکہ آپ مجھ سے اور میرے گھر والوں سے نفرت کرتے ہیں۔۔ پلیز آپ کو نفرت کرنی ہے بے شک کریں۔۔ مگر یہ سب دکھاوا مت کریں۔۔ میرا دل یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔"

شاہنور اب کی بار ایک ہی سانس میں بولتی ارشیان نیازی کو خاموش کروا گئی تھی۔۔

"کیا تم کسی سے محبت کرتی ہو۔؟؟؟"

ارشیان نیازی کے چہرے کے تاثرات مزید تن گئے تھے۔۔ اسے نہ تو اظہار کرنے کی عادت تھی۔۔ اور نہ ہی معافی مانگنے کی۔۔ مگر وہ پھر بھی اس سے اچھی طرح پیش آنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ تاکہ اپنے کیے کا کچھ ازالہ کر سکے۔۔

اس ارشیان کی بات پر شاہنور کا دل تھم سا گیا تھا۔۔ وہ اس بے رحم اور سنگدل شخص کو کبھی بھی یہ بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی کہ وہ اسے محبت کرتی تھی۔۔ اس کی محبت بہت ہی پاکیزہ اور مقدس تھی۔۔۔

وہ اس پر کوئی الزام لگتا نہیں سہہ سکتی تھی۔۔

شاہنور اس کے سوال پر اب کی بار جھوٹ نہیں بول پائی تھی۔۔وہ اپنی سحر انگیز پرسنالٹی کے ساتھ بالکل اس کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔شاہنور کا دل اس کے کنٹرول میں رہا ہی نہیں تھا۔۔

"جی۔۔۔"

شاہنور نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جو سنتے رقابت کے احساس سے ارشیان نیازی کے پورے وجود میں انگارے جل اٹھے تھے۔۔

"کون ہے وہ۔۔۔؟؟"

ارشیان نیازی نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی لائف میں کوئی لڑکی آئے گی۔۔وہ کسی کو اہمیت دے گا۔۔ مگر سب جب ایسا ہوا تھا تو وہ لڑکی ہی اسے اہمیت دینے کو تیار نہیں تھی۔وہ بس اس شخص کا نام سننا چاہتا تھا۔۔ جس خو نصیب انسان کو شاہنور جیسی پیاری لڑکی کی محبت حاصل تھی۔۔

"وہ میں نہیں بتا سکتی آپ کو۔۔۔"

شاہنور کا چہرا بالکل لال ہو چکا تھا۔۔وہ اس کے منہ پر کیسے بول دیتی کہ وہ ظالم انسان وہی تھا جس نے اس کے دل کا سکون اور قرار چھین رکھا تھا۔۔ اس اچھی بھلی لڑکی کو اپنا اسیر بنا کر کسی قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔

آج تک ارشیان نیازی نے یہ دوٹوک انکار کبھی نہیں سنا تھا۔۔جتنے یہ لڑکی اس کے منہ پر کر جاتی تھی۔۔

اس کی بات ابھی مکمل ہوئی ہی تھی جب ارشیان اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔شاہنور اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔سیدھی اس کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔۔

جب ارشیان اس کے گرد اپنی مضبوط بانہوں کا حصار قائم کرتے اسے اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔شاہنور کے جواب پر وہ کافی غصے میں آ گیا تھا۔۔ مگر اس کے نرم گرم گداز وجود کا لمس پاتے ہی ارشیان نیازی کے سخت تاثرات نرم پڑ گئے تھے۔۔

اس کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک ارشیان کے حواسوں پر سوار ہونے لگی تھی۔۔

"جو کوئی بھی تھا بھول جاؤ اسے۔۔۔ ارشیان نیازی کی بیوی ہو تم اب۔۔۔ تمہیں گوارہ نہیں دیتا کسی اور مرد کو اپنے دل میں رکھنا۔۔ اور نہ ہی ارشیان نیازی کی غیرت یہ بات گوارہ کرے گی۔۔۔"

ارشیان اپنا چہرا اس کے قریب کرتے بولتا شاہنور کا چہرا جھلسا گیا تھا۔۔۔ جب وہیں اس کی بات پر شاہنور کو اچانک سے نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ بھی ارشیان نیازی کے دونوں کالر اپنی مٹھیاں میں دبوچتی اس کے پیروں پر پیر رکھتی اس کے مقابل آتے نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔

"کونسی عزت خان سائیں۔۔ وہی جسے اپنے سب ملازمین اور گھر والوں کے سامنے دھکے مار کر اپنی حویلی سے باہر پھینکی تھی۔۔ آپ کو اگر اتنی ہی نفرت ہے میرے گھر والوں سے تو ان سے اپنی دشمنی نبھائیں نا۔۔ یہ مردانگی دکھا کر۔۔۔ مجھے کیوں استعمال کر رہے ہیں۔۔۔"

شاہنور کی بات پر ارشیان اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔۔

یہ چھوٹی سی دھان پان سی لڑکی اسے آئینہ دکھا گئی تھی۔۔

"میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔پلیز دوبارہ میرے سامنے مت آئیں۔۔مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔"

شاہنور جو اس شخص کی محبت میں اب بھی ویسے ہی پاگل تھی۔۔ مگر بہت بری طرح بدگمان ہو چکی تھی۔۔وہ ہر جگہ ہمیشہ ارشیان نیازی کی سپورٹ کرتی آئی تھی۔۔ مگر اس گھمنڈی شخص نے کیا کیا تھا۔۔اپنا وہ ظالمانہ روپ دکھا کر باقی لوگوں کی باتوں کو سچ کر دیا تھا۔۔

شاہنور یہ بات جانتی تھی کہ ارشیان نیازی کتنا مشکل انسان تھا۔۔ وہ نہ تو کبھی اسے دل سے قبول کرنے والا تھا اور نہ ہی اسے اپنے ساتھ بیوی کا درجہ دے کر رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ وہ نجانے یہ سب کیوں کر رہا تھا۔۔

مگر شاہنور اب مزید اس شخص کی یہ قربت پا کر اپنی نازک جان پر مزید ظلم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس شخص کی قربت اگر اس کی عادت اور نشہ بن جاتی تو پھر اس کا اس کے بغیر رہ پانا بہت مشکل ہو جانا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب کی بات سن کر حسین راجپوت کی رنگت اس وقت اتنی لال ہو چکی تھی جیسے اپنی خون چھلک پڑے گا۔۔۔ انہوں نے تو یہی سوچ رکھا تھا کہ اس بات کو لے کر وہ زاراب کو بلیک میل کریں گے مگر زاراب نے تو انہیں ایسا کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔؟ کہاں ہے نکاح نامہ۔۔؟؟"

سرمد راجپوت تو اس بات پر ہی غصے سے بپھر گئے تھے۔۔ میرب نے گھبرا کر اپنے سب گھر والوں کے ری ایکشنز دیکھے تھے۔۔ جیسے ابھی یہاں کھڑے کھڑے نظروں ہی نظروں سے اس کا قتل کر ڈالیں گے۔۔۔

جبکہ ایک صرف زاراب نیازی ہی تھا جو اپنے خاندان والوں کی نظروں کو اس لمحے اگنور کیے حسین راجپوت کی حالت سے خذ اٹھا رہا تھا۔۔ ایسا موقع اسے کم ہی ملتا تھا۔۔ آج ملا تھا تو وہ انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

نکاح نامے کی ڈیمانڈ پر حسین راجپوت خوش ہوئے تھے کہ انہوں نے زاراب کو نکاح نامہ نہیں دیا تھا۔۔ وہ انہیں کے پاس ہی تھا۔۔ مگر یہ خوش

فہمی بھی بہت کم وقت کے لیے رہی تھی۔۔زاراب کے اشارے پر اس کے آدمی نے نکاح نامے والی فائل سرمد راجپوت کی جانب بڑھادی تھی۔۔۔

جو دیکھنے کے اگلے ہی لمحے سرمد راجپوت نے بے یقینی سے حسین راجپوت کی جانب دیکھا تھا۔۔کیونکہ وہاں میرب کے سرپرست کا نام حسین راجپوت ہی لکھا گیا تھا۔۔اور ساتھ جو سائن تھے۔۔سرمد راجپوت کے لیے شک کی گنجائش ہی نہیں بچی تھی۔۔رہی سہی کسر حسین راجپوت کے تاثرات نے ہورہی کردی تھی۔۔۔

سرمد راجپوت نے غصے سے آنکھیں میچتے اپنی غصے پر قابو رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔ان کے بابا نے اپنی دشمنی میں ان کی بیٹی تک کو نہیں چھوڑا تھا۔۔یہاں صرف میرب کا استعمال کیا گیا تھا۔۔

حسین راجپوت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اپنی جانب دیکھتے زاراب نیازی کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیں۔۔ مگر فلحال تو ایسا کر پانا ناممکن تھا۔۔۔ لیکن وہ زاراب نیازی کو اب زندہ چھوڑنے کے حق میں بالکل نہیں تھے۔۔

"میں اس شادی کو شیرہ کوٹ کی سب سے بہترین شادی چاہتا ہوں۔۔۔ امید ہے آپ سب کاپریٹ کریں گے۔۔ تین دن کا وقت ہے آپ کے پاس۔۔ تین دن بات بارات لاؤں گا میں۔۔ میری دلہن مجھے سونپنے کے لیے تیار رکھیے گا خود کو۔۔"

یہ شخص شادی کی تاریخ رکھ رہا تھا یا دھمکی دے رہا تھا۔۔ میرب کو کوئی خاص فرق نظر نہیں آیا تھا۔۔

زاراب اپنی بات کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ میرب نے نوٹ کیا تھا کہ اس پورے وقت میں زاراب نے اسے پوری طرح اگنور کیا تھا۔۔ کیونکہ صائم اس کے ساتھ کھڑا تھا اور یہ منظر زاراب نیازی دیکھ نہیں سکتا تھا۔۔

یعقوب نیازی تو بالکل خاک بیٹھے تھے۔۔ انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ان کا لاڈلا پوتا ایسی کوئی بے وقوفی کرے گا۔۔ انہوں نے راجپوتوں سے صرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ تاکہ بلاوجہ کی دشمنی سے بچ سکیں۔۔ مگر انہیں اس بات کا تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ان کے پوتے راجپوت خاندان کی لڑکیوں کو ہی ان کی بہویں بنادیں گے۔۔

پہلے ارشیان اور اب زاراب۔۔۔ اب آگے فیروز کیا ارادے رکھتا تھا۔۔ انہیں اس سے بھی کوئی اچھا امید نہیں تھی۔۔ جو ان سے سب سے زیادہ دور تھا۔۔۔

یعقوب نیازی جو کچھ بھی ہوا تھا اس سب کو نظر انداز کرتے۔۔ حسین راجپوت سے پر اپر انداز میں شادی کی ڈیٹ فکس کرتے زاراب کی ہی دی گئی ڈیٹس پر سب کچھ فائنل کر کے آ گئے تھے۔۔۔ دونوں خاندانوں میں یہ پہلی شادی تھی۔۔ جس میں کوئی بھی ایکسائیٹیڈ نہیں تھا۔۔ کیونکہ سب کو ہی کہیں نہ کہیں یہی لگ رہا تھا کہ یہ شادی ہو ہی نہیں پانی تھی۔۔۔ زاراب اور میرب کا ایک ہونا بہت مشکل تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز کا چہرا اس کے چہرے کے بے حد قریب تھا۔۔ فیروز کی خمار آلود نگاہیں حانم کی سانسیں روک گئی تھیں۔۔

وہ کچی نیند سے جاگا اس لمحے بے حد پیار الگ رہا تھا۔۔۔ حانم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ دل میں آتے ان سب خیالات کو جھٹک گئی تھی۔۔۔

"یہ سب کیا ہے ایس پی۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی۔۔۔ میری بے ہوشی کا فایدہ اٹھاتے تم میرے اتنے قریب کیسے آسکتے ہو۔۔۔"

حانم اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی چلاتے ہوئے اس پر الزامات کی برسات کر گئی تھی۔۔۔ جبکہ فیروز ایک لمحے کے لیے تو ساکت ہوتا کچھ بول ہی نہیں پایا تھا۔۔

اس لڑکی سے بھلا کبھی وہ ٹھیک بات کی توقع کر بھی کیسے سکتا تھا۔۔اس کا حصار کمزور پڑتا دیکھ حانم جلدی سے اس کے قریب سے اٹھ کر جانے ہی لگی تھی۔۔

جب اس کی بکواس پر طیش میں آتے فیروز اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتا اسے بیڈ پر اپنی برابر پٹخ گیا تھا۔۔

"میری ہمت کیا کچھ کرنے کی ہے وہ تو رہنے ہی دو۔۔پہلے مجھے یہ بتاؤ تم شراب کیوں پی رہی تھی کل۔۔اور کس کس برے فعل میں ملوث ہو تم۔۔۔"

فیروز اس کے برابر بیٹھا اسے کلائی سے دبوچے پوچھ رہا تھا۔۔حانم اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی سر توڑ کوششیں کر رہی تھی۔۔

"میں تمہیں کچھ بھی بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔"

حانم اس کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھیں۔۔اس وقت بھی وہ جس حلیے میں تھی فیروز کی توجہ اپنے حلیے پر نہ ہوتے دیکھ بھی اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔وہ یہاں سے اٹھ جانا چاہتی تھی۔۔۔

مگر وہ ایسا نہیں کرنے دے رہا تھا۔۔اور اس شخص کی سوالوں کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

"اچھا تو رات کو جو ہمارے بیچ ہوا اس کے بارے میں کچھ بتانا یا سننا ضروری سمجھو گی۔۔۔"

فیروز کی معنی خیزی سے کہی بات پر حانم کے وجود میں خون کی گردش ساکت ہوئی تھی۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔۔؟؟ کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

حانم کا چہرا ایک دم زرد ہوا تھا۔۔اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔اس نے نشے کی حالت میں کیا کر دیا تھا۔۔

"تم مجھ سے اتنی محبت کرتی ہو۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا اس بات کا۔۔۔

میرے بہت قریب آکر اپنی محبت کا ثبوت دیا تھا تم نے۔۔۔اس حالت میں تم اتنی ہاٹ لگ رہی تھی کہ میں بھی خود کو نہیں روک پایا۔۔۔"

فیروزا ابھی مزید بھی کچھ بول رہا تھا۔۔ مگر حانم کو تو اس کی بے باکی پر اپنے کانوں سے دھویں نکلتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

وہ مر کے بھی فیروز نیازی کو اپنے دل کا حال بتانے یا اس پر ظاہر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔ وہ حواس کھو کر بھی ایسا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔

اسے خود پر اتنا بھروسہ تو تھا ہی۔۔۔

مگر پھر فیروز کا اندازہ ایک دم ٹھیک کیسے تھا۔۔ وہ اتنے یقین سے کیسے بول سکتا تھا۔۔ اور یہ اتنی نزدیکی اور بے پناہ قربت۔۔ یہ سوچ کر ہی حانم کا چہرا سرخی مائل ہوا تھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ایس پی۔۔۔ محبت اور وہ بھی تم سے۔۔ ابھی میرا اتنا دماغ خراب نہیں ہوا۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔"

حانم صاف انکاری ہوئی تھی۔۔

"تم بھول رہی ہو میں ایک پولیس والا ہوں۔۔جو تم چھپانے کی کوشش کر رہی ہو وہ چھپا نہیں رہ سکتا مجھ سے۔۔۔"

فیروز نے اس کی شدید مزاحمت کے باوجود اس کی کلائی نہیں چھوڑی تھی۔۔

جبکہ حانم اس سے شرمندہ سی ہی رہی تھی۔۔

"میں تم سے کچھ نہیں چھپا رہی فیروز نیازی۔۔۔"

حانم اب اپنا پورا زور لگاتی اس کی گرفت سے خود کو آزاد کروا گئی تھی۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازے سے باہر نکل پاتی جب اچانک سے فیروز نے پیچھے سے آکر اس کی کلائی دبوچتے اسے دروازے کے ساتھ لگایا تھا۔۔حانم کا چہرا دروازے کے ساتھ لگاتے وہ اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔

اس کی گرم سانسوں کا لمس حانم کی گردن جھلسا کر رکھ گیا تھا۔۔

"تمہیں لگتا ہے میں اتنی آسانی سے بتادوں گی۔۔۔"

حانم اس کی سخت گرفت پر بھی نہیں گھبرائی تھی۔۔اسے اپنے شرٹ لیس بازوؤں پر اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔اس کی دودھیا بازو بالکل لال ہو چکی تھے۔۔۔

مگر نہ ہی فیروز پیچھے ہٹنے کو تیار تھا نہ ہی حانم اس کے سامنے کچھ بھی اگلنے کو تیار تھی۔۔

"سلطان شاہ سے کیا تعلق ہے تمہارا۔۔۔؟؟"

فیروز اتنا تو جانتا تھا کہ سلطان سے اس کا کچھ نہ کچھ تعلق تو ضرور تھا۔۔

اور اب میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔۔"

سلطان اس کے کندھے سے شرٹ زرا سی سرکاتا وہاں موجود نشان پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا نویرہ کی سانسیں روک گیا تھا۔۔

"تم نے میرے ساتھ بہت غلط کیا ہے شاہ۔۔۔اور اب بھی کر رہے ہو۔۔ کاش مجھے تم سے محبت نہ ہوئی ہوتی۔۔"

نویرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

جن کے بے مول ہونے سے پہلے ہی سلطان نے اپنے لبوں سے چن لیا تھا۔۔

"تمہاری محبت کا سہارا ہی تو تھا جس نے اتنی اذیتیں برداشت کرنے کے بعد بھی زندہ رکھا مجھے۔۔"

سلطان اس کے گالوں کو اپنے لبوں سے چھو رہا تھا۔۔

"تمہیں مجھ سے محبت ہوتی تو تم اتنے بے رحم اور ظالم کبھی نہ بنتے۔۔ تم لوگوں کو مارتے ہو۔۔ ایک بہت بڑے انسان بن چکے ہو۔۔ تم میری شاہ نہیں ہو۔۔ مجھے نفرت محسوس ہو رہی ہے تم سے۔۔۔۔"

نویرہ اس کا حصار توڑتی اس کے قریب سے اٹھ گئی تھی۔۔ جبکہ اس کا آخری جملہ سلطان کا دل چیر گیا تھا۔۔ وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا۔۔ مگر اس لڑکی کو خود کو دھتکارنا اسے منظور نہیں تھا۔۔۔

سلطان سرد نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔ وہ پہلے ہی کافی سخت مزاج تھا۔۔ مگر ان گزرے سالوں نے اسے مزید کٹھور اور غصیلہ بنا دیا تھا۔۔ وہ کم ہی کوئی بات برداشت کرتا تھا۔۔ جواب صوفے پر جا کر لیٹتی سونے کی تیاریوں میں تھی۔۔

"نویرہ۔۔۔بیڈ پر واپس آؤ۔۔۔"

سلطان نے وہیں بیڈ پر بیٹھے بیٹھے اسے پکارا تھا۔۔۔

"نہیں آؤ گی۔۔۔"

آنکھوں پر بازو رکھتے اس کا انداز بالکل بچو والا تھا۔۔

سلطان کو پہلے اس کی بات پر شدید غصہ تھا اور اب اس کا یوں اتنے قریب آکر دور جانا سلطان کو بے قرار کر گیا تھا۔۔

ایک دم ہوتی خاموشی پر نویرہ نے آنکھوں سے زرا سا بازو ہٹاتے کن اکھیوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو بالوں میں ہاتھ پھیرتا کان کے ساتھ موبائل لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

وہ اس وقت گرے کلر کی پینٹ اور ٹی شرٹ میں ملبوس اپنے مضبوط کسرتی کندھے اور سینے کے ساتھ روشن پیشانی پر شکنوں کا جال بنے، گھنی مونچھوں تلے سیاہی مائل لبوں کو حرکت دیتا نویرہ کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔وہ 34 کا تو کہیں سے لگتا ہی نہیں تھا۔۔۔اسے دیکھ کر یہی لگتا تھا کہ وہ کوئی 25 26 سالہ نوجوان ہے۔۔۔

اسی لمحے سلطان نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جب نویرہ فوراً سے سوتی بن گئی تھی۔۔سلطان موبائل بند کر کے وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھتا اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"مجھے ابھی ایک امپورٹنٹ پارٹی کے لیے جانا ہے۔۔تم میرے ساتھ آؤ گی۔۔۔"

سلطان نے وہیں کھڑے کھڑے اسے آرڈر جاری کیا تھا۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔"

نویرہ اس سے سخت خفا تھی۔۔اور وہ شخص اسے منانے کے بجائے نئے سے نئے آرڈر جاری کر رہا تھا۔۔۔

اسے یہ سلطان سخت برا لگ رہا تھا۔۔

"تم اٹھ رہی ہو یا میں تمہاری نیند کا بندوست خود کروں۔۔"

سلطان اس کے قریب آتا اس کے اوپر سے گرم شال کھینچ گیا تھا۔۔

"تمہارے وہ جو گھٹیا جان پہچان والے لوگ ہیں ان کے بیچ لے کر جانا چاہتے ہو مجھے۔۔۔"

نویرہ اس کی اس جارحانہ حرکت پر اٹھ بیٹھی تھی۔۔

سلطان نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"وہ سب میری طرح کے شریف لوگ ہیں۔۔"

سلطان جس معصومیت بھرے انداز میں بولا تھا۔۔نویرہ اس شریف انسان کو دیکھ کر استغفار پڑھ کر رہ گئی تھی۔۔

"میں نہیں آرہی باہر بہت ٹھنڈ ہے۔۔۔"

نویرہ ویسے بھی ٹھنڈ سے بہت گھبراتی تھی۔۔

"میں ٹھنڈ نہیں لگنے دوں گا تمہیں۔۔۔"

سلطان بنا دوپٹے کہ اس کے حسین سراپے کے نشیب و فراز سے نگاہیں چراتے بہت ضبط سے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔

اور یہ لڑکی مسلسل اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔

نویرہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

سلطان نے بے اختیار گہرا سانس لیا تھا۔۔۔وہ حسین دوشیزہ نہ تو اسے اپنے قریب آنے دیتی تھی۔۔اور نہ اسے سکون سے رہنے دیتی تھی۔۔

نویرہ اسے سر پر سوار دیکھ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

"اچھے سے تیار ہونا۔۔۔ سپیشل پارٹی ہے۔۔۔"

اسے جاتے دیکھ پیچھے سے سلطان نے آواز لگائی تھی۔۔۔ جس پر نویرہ نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔۔وہ اب اس شخص کے ہوش ٹھکانے لگانے کا بہت اچھے سے ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

سلطان وہیں صوفے پر بیٹھا اس کا منتظر تھا۔۔

جب اچانک اس کی نظر ڈریسنگ روم سے باہر آتی نویرہ پر پڑی تھی۔۔

سلطان کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے تکے گیا تھا۔۔

نویرہ بلیک کلر کی ہاف سلیوز بلاؤز والی ساڑھی میں ملبوس بالوں کو نازک کمر پر آبشار کی طرح کھلا چھوڑے سلطان شاہ کا چین و قرار لوٹ کر لے گئی تھی۔۔۔

اس کی دودھیا رنگت بلیک کلر میں دھمک رہی تھی۔۔ ساڑھی کے پلو کو آگے سے سیٹ کرتی وہ اپنے قیامت خیز روپ کے ساتھ سلطان شاہ کو چاروں شانے چت کر گئی تھی۔۔

نویرہ خود میں بہت ہمت مجتمع کر کے یہ ساڑھی پہن کر آئی تھی۔۔وہ اپنی حسن کی رعنائیوں سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔۔۔وہ جان بوجھ کر اس جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔۔ مگر اس کی تپش زدہ نگاہیں خود پر محسوس کرتے اسے اپنے ہاتھ پیر کانپتے محسوس ہوئے تھے۔۔

مسلسل بجتے فون سے سلطان کو ہوش دلایا تھا۔۔وہ اپنی حالت پر خود پر ہی ہنستا نیچے جھک کر موبائل اٹھا گیا تھا۔۔۔

"یہ عشق بھی کیا بلا ہے۔۔اچھے بھلے انسان کو ناکارہ کر کے رکھ دیتا ہے۔۔۔ یہ لڑکی دن بدن اتنی پیاری کیوں لگ رہی ہے میرے دل کو۔۔۔کیسے بتاؤں اسے۔۔ کہ سلطان شاہ زندہ ہے تو صرف تمہارے لیے۔۔۔میرے دشمن ہی وہ سارے لوگ ہیں۔۔ جنہوں نے تمہیں مجھ سے چھینا تھا۔۔اتنے سال

تم سے دور رکھا۔۔ اور اب بھی تمہیں مجھ سے چھیننے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔ کیسے معاف کر دوں ان لوگوں کو۔۔۔"

سلطان اس کی جانب دیکھتا دل میں اس سے مخاطب تھا۔۔

مگر یہ سب بولنے کی جرأت اس لڑکی کے سامنے نہیں تھی۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ نویرہ کبھی مر کے بھی اپنے خاندان والوں کے خلاف نہیں جائے گی۔۔ وہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوری اختیار کر سکتی تھی۔۔ مگر اپنے خاندان والوں کو کبھی غلط نہیں مان سکتی تھی۔۔

"چلیں۔۔۔۔"

سلطان نے اس کی جانب سے نگاہیں چراتے پوچھا تھا۔۔

جبکہ نویرہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے کبھی بھی اس حلیے میں پارٹی میں اتنے غیر مردوں کے سامنے لے کر نہیں جائے گا۔۔اس کی بات پر نویرہ ایک بار پھر اس سے بدگمان ہوئی تھی۔۔۔

اس نے خود ہی آگے بڑھ کر شال اٹھا کر اپنے بازوؤں کے گرد اوڑھ لی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور حویلی آچکی تھی۔۔جہاں اسے میرب اور زاراب کے نکاح کا علم ہوا تو وہ اپنی جگہ شاک رہ گئی تھی۔۔وہ میرب سے سخت ناراض ہوئی تھی اس بات پر کہ اسے کچھ نہیں بتایا تھا میرب نے۔۔۔وہ اب سمجھی تھی کہ میرب نیازیوں کے اتنے خلاف کیوں تھی۔۔

"یہ سب نہیں ہونا چاہیے۔۔کیسے روکوں میں اس شادی کو۔۔؟؟"

میرب بے چینی سے چکر کاٹتی اضطراب کا شکار تھی۔۔

"شادی کیوں روکنی ہے۔۔ محبت کرتی ہو نا تم زاراب نیازی سے۔۔ تو پھر شادی روکنے کی وجہ۔۔"

میرب نے شاہنور کو ساری سچائی بتادی تھی۔۔ کہ کیسے ان کا یہ نکاح ہوا تھا۔۔ شاہنور کو یہ سب باتیں لگی تو بہت عجیب تھیں۔۔ مگر وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔ زاراب نیازی اپنے خاندانوں والوں سے چھپ کر اسے نہ کھونے کی خاطر نکاح کر گیا تھا۔۔ اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔۔ نہ اس کی عزت خراب کی تھی نہ اس کے خاندان کو رسوا کیا تھا۔۔۔

یہ بھلا کیسا بدلہ تھا۔۔؟

شاہنور کو زارا ب نیازی غلط نہیں لگا تھا۔۔اسے لگ رہا تھا کہ کچھ ایسا ہے جس کے بارے میں میرب کچھ نہیں جانتی۔۔اس کی ساری بات سن کر میرب کا دماغ بھی کچھ لمحوں کے لیے ماؤف ہوا تھا۔۔کیا واقعی کچھ ایسا تھا جو وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔

میرب کا دل یہ سوچ کر بے چین سا ہو گیا تھا۔۔اور رہی سہی کسر سرمد راجپوت کی باتوں نے پوری کر دی تھی۔۔جو غصے سے بوکھلائے پھر رہے تھے۔۔ان کا حسین راجپوت سے بھی جھگڑا ہو چکا تھا۔۔۔جنہوں نے ان کی بیٹی کا استعمال کیا تھا۔۔میرب سے بھی انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔میرب ان سے معافی مانگنے ان کے روم میں جا رہی تھی۔۔جب اس نے کھڑکی سے سنائی دیتی اپنے باپ کی جو پلاننگ سنی تھی۔۔

اس نے میرب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

سرمد راجپوت کسی قیمت پر میرب کو زاراب کو سونپنے کو تیار نہیں تھے۔۔ انہوں نے بارات والے دن زاراب پر قاتلانہ حملہ کر کے اسے مروانے کا پلان تیار کیا تھا۔۔

جو زاراب کی خوش قسمتی سے میرب نے سن لیا تھا۔۔ ان کی پلاننگ بہت بڑی تھی۔۔ جس میں صائم بھی شامل تھا۔۔ مگر میرب کو اس بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔۔ وہ صرف یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ سارا پلان سرمد راجپوت کا ہے۔۔ پر اس میں فیصل راجپوت اور صائم راجپوت بھی شامل تھے۔۔

وہ سب لوگ جان چکے تھے کہ ان تینوں خانوں کو رستے سے ہٹائے بغیر وہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔۔

زاراب کے بعد ان کا اگلا ٹارگٹ ارشیان تھا۔۔ فیروز تو ویسے ہی سلطان شاہ کے نشانے پر تھا۔۔

جبکہ اپنے باپ کے منہ سے اپنے شوہر کے قتل کی یہ ساری پلاننگ سنتے میرب کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ کتنے مشکل سے اپنے کمرے تک پہنچی تھی۔۔ یہ وہی جانتی تھی۔۔

حسین بن کے حکم پر حویلی میں شادی کی بھرپور تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔۔ جس میں میرب اور شاہنور نے کوئی انٹرسٹ نہیں لیا تھا۔۔

میرب اس وقت روم میں تھی۔۔ جب شاہنور اسے اس طرح پریشان پھرتا دیکھ اس کے پاس آئی تھی۔۔

"بابا مارنا چاہتی ہیں زاراب کو۔۔۔"

میرب نے جو سنا تھا وہ سب شاہنور کے گوش گزار کر دیا تھا۔۔ یہ الفاظ ادا کرتے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔

جبکہ شاہنور اس کی اذیت دیکھ خود بھی اذیت کا شکار ہوئی تھی۔۔ یہ محبت کا روگ کس قدر جان لیوا ہوتا تھا۔۔ اس سے بہتر بھلا کون جان سکتا تھا۔۔

"اب کیا ہو گا میرب۔۔؟؟ تم زاراب نیازی کو کال کر کے اس حوالے سے کیئر فل کر دو۔۔ غصہ اور ناراضگی اپنی جگہ مگر کسی کی جان لینا انتہائی ظالمانہ فعل ہے۔۔۔"

شاہنور نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا تھا۔۔۔

"کیسے بتاؤں اسے۔۔؟؟ اس شخص میں کچھ کم اکڑ ہے کیا۔۔ موبائل آف کرر کھا ہے اس نے۔۔ ان خان صاحب کا کہنا ہے اب ملاقات میرے

بیڈروم میں ہو گی۔۔ اس سے پہلے کوئی بات نہیں کروں گا۔۔ جیسے میں تو مری جارہی ہوں نا اس کے عشق میں۔۔"

میرب تپ کر بولی تھی۔۔ جبکہ اس کی حالت اس کے لفظوں کے بالکل برعکس تھی۔۔

وہ واقعی اس شخص کی فکر میں مری جارہی تھی۔۔ اتنی دیر میں بال نوچنے کی نوبت رہ گئی تھی۔۔ اس کے علاوہ بے قراری اور بے چینی کے عالم میں اس نے سب کر لیا تھا۔۔

اس کی بات سن کر شاہنور اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔۔

"تو پھر اب کیا ہو گا۔۔۔ ان کی حویلی تو یہ پیغام بھجوا نہیں سکتی تم۔۔"

شاہنور بھی فکر مند تھی۔۔میرب کی پریشانی اس سے دیکھی نہیں جارہی تھی۔۔جب شاہنور کی بات پر میرب نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"ہم حویلی یہ پیغام نہیں بھجوا سکتے۔۔مگر خود تو جا سکتی ہیں نا وہاں۔۔۔"

میرب کی خطرناک بات اور نگاہوں پر شاہنور نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"نہیں میرب میں وہاں بالکل بھی نہیں جاؤں گی۔۔"

شاہنور کی آنکھیں ایک دم سے نم ہوئی تھیں۔۔وہ منظر سوچ کر جب ارشیان نیازی نے اسے اتنے سارے لوگوں کے سامنے بے عزت کر کے نکالا تھا۔۔۔

اس کے دل کا داغ ایک دن ہرا ہوا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"زاراب خان نیازی مجھے تم سے ایسے احمقانہ فیصلے کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔ تم خانوں کو ہو کیا گیا ہے۔۔ خان حویلی کے مرد ہو تم۔۔ راجپوت خاندان کی وہ چھٹانک بھر لڑکیاں تمہیں آہنگ اشاروں پر نچا رہی ہیں اور تم ناچی جا رہے ہو۔۔"

یعقوب نیازی وہاں سے تو خاموشی کے ساتھ آ گئے تھے۔۔ مگر حویلی آکر وہ اپنے پوتوں پر پھٹ پڑے تھے۔۔

ارشیان بھی واپس آچکا تھا۔۔ ان کا اشارہ ارشیان اور زاراب دونوں کی جانب تھا۔۔۔

جو ان کے سامنے ہی صوفے پر ایک ساتھ براجمان تھے۔۔ جبکہ باقی سب خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔ اسفند نیازی اپنے بیٹے کی اس حرکت پر

بالکل خاموش تھے۔۔انہوں نے کچھ نہیں بولا تھا۔۔نہ ہی وہ زاراب سے ناراض تھے۔۔

وہ صرف اپنے بیٹے کی خوشی چاہتے تھے۔۔میرب راجپوت سے رشتہ جوڑنے پر اسے ہر طرف سے خطرہ تھا۔۔مگر انہیں اپنے بیٹے کی بہادری اور دلیری پر پورا بھروسہ تھا۔۔جو نہ تو ڈرتا تھا اور نہ ہی اپنے دشمنوں کو خود پر حاوی ہونے دیتا تھا۔۔

مگر یعقوب نیازی کے سامنے کوئی نہیں بول پاتا تھا۔۔اس لیے انہوں نے بھی خاموش رہنا ضروری سمجھا تھا۔۔۔

"ہم تین خانوں کو کوئی بھی اشاروں پر نہیں نچا سکتا دادا جان۔۔۔اس کے علاوہ باقی کسی کی گارنٹی نہیں دے سکتا میں۔۔۔"

زاراب نیازی نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔ جبکہ ارشیان نیازی اپنے ہونٹوں میں سیگریٹ پھنسائے اسے سلگھاتے ہوئے ایسے ظاہر کررہا تھا جیسے وہ اس ماحول کا حصہ ہی نہ ہو۔۔۔

زاراب ہی یعقوب نیازی کو ہینڈل کر سکتا تھا۔۔

"میرب راجپوت اپنے دادا کے کہنے پر سانس لینے والی لڑکی ہے۔۔ تمہیں لگتا ہے وہ تمہاری وفادار رہے گی۔۔ تمہیں برباد کرنے کے لیے بھیجا جارہا ہے اسے یہاں۔۔۔ اور تم خود کو پیش کر رہے ہو۔ اس لڑکی کے آگے۔۔۔"

یعقوب نیازی کی انا یہ بات گوارہ ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ ان کے پوتے نے اتنے وقت سے راجپوتوں سے رشتہ قائم کرر کھا تھا۔۔ اور انہیں پتا ہی نہیں

تھا۔۔جو سب سے پہلے زاراب کی بات مان کر اس شادی کے لیے راضی ہوئے تھے۔۔وہی اب سب سے زیادہ خلاف تھے اس کے۔۔۔

"وہ راجپوت حویلی میں رہ کر بھی اپنے شوہر کی وفادار رہے داداجان۔۔۔وہ زاراب نیازی کی منکوحہ ہے۔۔بہت خاص۔۔ مضبوط کردار کی مالک۔۔ میرے مزاج کے عین مطابق۔۔۔ آپ کے پوتے کو اس سے بہترین لڑکی کوئی نہیں مل سکتی۔۔ میرب راجپوت ایک دم پرفیکٹ میچ ہے زاراب خان نیازی کے لیے۔۔ میں بہت عزت کرتا ہوں اپنی بیوی کی۔۔اور یہی چاہتا ہوں کہ اسے آپ سب سے بھی ویسی ہی عزت ملے۔۔اگر میرب کو اس حویلی میں وہ مقام نہ ملا جو وہ ڈیزرو کرتی ہے۔۔تو آپ سب مجھے کھو دیں گے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔"

زاراب نیازی آج پہلی بار یعقوب نیازی کے سامنے اس طرح بولا تھا۔۔وہ اپنی بات کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ پورے ڈرائینگ روم میں گہری دبیز خاموشی چھاگئی تھی۔۔

زاراب نیازی آج پہلی بار یعقوب نیازی کے سامنے اس طرح بولا تھا۔۔وہ اپنی بات کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ پورے ڈرائینگ روم میں گہری دبیز خاموشی چھاگئی تھی۔۔

جبکہ یعقوب نیازی کی رنگت غصے کے عالم میں خطرناک حد تک لال ہوئی تھی۔۔

ابھی راجپوت خاندان کی بیٹی نے اس حویلی میں قدم نہیں رکھا تھا۔۔اور ان کے پوتے اس طرح ان کے مدمقابل آ گئے تھے۔۔زاراب تو جا چکا تھا۔۔ مگر ارشیان ابھی تک اس کی کہی باتوں میں کھویا ہوا تھا۔۔

شاہنور بھی تو ایسی ہی ریسپیکٹ ڈیزرو کرتی تھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ ایک پتھر دل انسان تھا۔۔ مگر اس معصوم لڑکی کے ساتھ یہ سب کرنا انتہائی بے رحمانہ سلوک تھا۔۔

ارشیان نیازی جسے آج تک اپنے کسی بھی کیے پر زرا برابر افسوس نہیں ہوا تھا۔۔شاہنور کے ساتھ کیا وہ سلوک اسے اندر سے کچوکے لگا رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی فیصل راجپوت کی بیٹی تھی۔۔اسکے دشمن اول کا خون دوڑ رہا تھا اس کی رگوں میں۔۔۔ مگر پھر بھی اس لڑکی کے لیے اپنے دل میں نفرت پیدا

نہیں کر پایا تھا۔۔ بلکہ دل کو اس کی محبت کا ایسا روگ لگ چکا تھا کہ اب ارشیان نیازی جیسے بندے کو شاہنور کے سوا کچھ سوجھ ہی نہیں رہا تھا۔۔

وہ اسے بہت مس کر رہا تھا۔۔

اسے دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اس کی معصومیت بھری باتیں انجوائے کرنا چاہتا تھا۔۔

ارشیان بھی خاموشی سے وہاں سے اٹھ آیا تھا۔۔۔ اس کے پورے وجود میں بے چینی سی پھیل گئی تھی۔۔ اس نے شاہنور کو اتنا نہیں تڑپایا تھا۔۔ جتنا اب وہ لڑکی اسے تڑپا رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"نہیں میرب میں وہاں بالکل بھی نہیں جاؤں گی۔۔"

شاہنور کی آنکھیں ایک دم سے نم ہوئی تھیں۔۔وہ منظر سوچ کر جب ارشیان نیازی نے اسے اتنے سارے لوگوں کے سامنے بے عزت کر کے نکالا تھا۔۔۔

اس کے دل کا داغ ایک دم ہرا ہوا تھا۔۔جبکہ اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو دیکھ میرب کو بھی اس کی تکلیف ہوئی تھی۔۔وہ ایک لمحے کے لیے بھول چکی تھی جو شاہنور کے ساتھ وہاں سلوک کیا گیا تھا۔۔

"نہیں میری جان تم مت آنا۔۔میں تمہیں بالکل بھی فورس نہیں کر رہی۔۔ریلیکس رہو۔۔۔میں خود جاؤں گی وہاں۔۔۔"

میرب اس کا ہاتھ تھام کر سہلاتی نرمی سے بولی تھی۔۔وہ مسکرا رہی تھی۔۔ مگر اس کی آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ کس قدر شدید زہنی ٹینشن کا شکار تھی۔۔

اسے زاراب نیازی کی کتنی فکر تھی۔۔اگر زاراب نیازی اپنی آنکھوں سے اس لڑکی کی تڑپ دیکھ لیتا تو کبھی اسے ایک پل کے لیے بھی خود سے دور نہ رہنے دیتا۔۔۔

"مگر تم اکیلے کیسے جاؤ گی۔۔"

شاہنور کو اس کی جذباتی طبیعت کا پتا تھا۔۔وہ وہاں غصے میں کچھ الٹا سیدھا کر کے اپنے مشکلات مزید بڑھا سکتی تھی۔۔اسے اکیلا بھیجنے پر تو شاہنور کا بالکل بھی دل نہیں تھا۔۔

"کچھ نہیں ہو گا چلی جاؤں گی۔۔ تم یہ بتاؤ حویلی میں کوئی ایسی بندی ہے جو ہماری مدد کر سکے۔۔۔"

میرب کو یاد آیا تھا کہ شاہنور کی وہاں تھوڑی بہت پہچان تھی۔۔

"ہاں حمنہ ہے۔۔ زاراب نیازی کی کزن۔۔۔"

شاہنور کو یاد آیا تھا۔۔۔

"تو ٹھیک ہے اس سے بات کرو وہی مدد کرے گی۔۔ حویلی کے اندر لے جانے کے لیے۔۔"

میرب پوری طرح سے تیار ہو چکی تھی۔۔

"میرب رکو۔۔۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔۔۔"

شاہنور کا دل نہیں مان رہا تھا سے اکیلا بھیجنے کے لیے۔۔۔

"مگر تم۔۔۔"

میرب اس کے ہرٹ ہونے کے خیال سے اسے منع کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر شاہنور نے اس کی نہیں سنی تھی۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اپنا حلیہ بدلتیں راجپوت حویلی سے نکل آئی تھیں۔۔۔ ان دونوں کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔۔ نجانے وہ اپنے پلان میں کامیاب ہونے والی تھیں یا نہیں۔۔

شاہنور کو اس بات کی تسلی تھی کہ ارشیان شہر میں ہی تھا۔۔ اس شخص سے کسی طور سامنا ممکن نہیں تھا۔۔

جبکہ میرب بس یہی دعا کر رہی تھی کہ زاراب نیازی اسے کہیں مل جائے۔۔

وہ دونوں حویلی سے کچھ فاصلے پر اپنی گاڑی روک چکی تھیں۔۔انہیں آگے پیدل چل کر جانا تھا۔۔ تاکہ گاڑی سے کسی کو پہچان نہ ہو سکے۔۔

وہ دونوں ہی بالکل خان حویلی کی ملازمین والے حلیے میں تھیں۔۔۔سادہ لباس کے اوپر سفید یا سیاہ شال لپیٹے انہوں نے اپنا چہرا ابھی ڈھکا ہوا تھا۔۔ میرب کریم کلر کے عام سے لباس میں سیاہ شال سے خود کو ڈھکے ہوئے تھی۔۔۔

جبکہ شاہنور نے مہرون رنگ کا اپنا سب سے پرانا لباس پہن کر خود کو ملازمہ کا گیٹ اپ دیا تھا۔۔اس نے اوپر سفید شال کے رکھی تھی۔۔اور اپنا چہرا اسی سے ڈھکا ہوا تھا۔۔

دروازے پر گارڈز نے انہیں روک لیا تھا۔۔۔ مگر حمنہ کے کال کرنے پر انہوں نے اندر جانے کی اجازت دے دی تھی۔۔

وہ دونوں شال تھامے چہرا جھکائے اندر آ رہی تھیں۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ ملازمین کے حلیے میں موجود دو لڑکیاں خان حویلی کے سب سے چہیتے پوتوں کی بیویاں تھیں۔۔

جو عنقریب پوری دنیا کے سامنے خان حویلی کی بہویں بن کر آنے والی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نہ ہی فیروز پیچھے ہٹنے کو تیار تھا نہ ہی حانم اس کے سامنے کچھ بھی اگلنے کو تیار تھی۔۔

"سلطان شاہ سے کیا تعلق ہے تمہارا۔۔۔؟؟"

فیروز اتنا تو جانتا تھا کہ سلطان سے اس کا کچھ نہ کچھ تعلق تو ضرور تھا۔۔

"کوئی رشتہ نہیں ہے میرا ان سے۔۔میں نے اب تک تم سے ہمیشہ ہر بات پر جھوٹ بولا ہے۔۔"

حانم اس کے شکنجے میں موجود نہایت ہی دیدہ دلیری سے یہ بات بول رہی تھی۔۔۔

"تو اس کی موت کی خبر پر اپنے حواس کیوں کھو بیٹھی تھی۔۔سلطان شاہ کو بھی اپنے آخری وقت میں تمہاری کی فکر کیوں تھی۔۔۔حانم شاہ تم بھول رہی ہو میں ایس پی فیروز ہوں۔۔مجھے یوں باتوں میں گھما کر مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتی۔۔۔"

فیروز کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔اس کی گرفت بے حد سخت ہوئی تھی۔۔ حانم کو بہت درد ہو رہا تھا۔۔ مگر وہ اس سے زیادہ اذیت سہہ چکی تھی۔۔اس لیے ایسی چھوٹی موٹی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرتی تھی وہ۔۔۔

"میں شراب پینے والا، نشہ کرنے والی ایک انتہائی بری لڑکی ہوں فیروز نیازی۔۔ تم جیسے شریف انسان کو زیب نہیں دیتا مجھے اپنے نکاح میں رکھنا۔۔ جلدی سے مجھے طلاق دے دو۔۔ ہم دونوں کے راستے بالکل جدا ہیں۔۔ ابھی سے انہیں راستوں پر چل پڑتے ہیں۔۔۔اذیت نہیں اٹھانی پڑے گی بعد میں۔۔۔"

حانم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ مگر پھر بھی وہ بولتی رہی تھی۔۔۔

جب اس کی بات پر فیروز نے ایک جھٹکے کے ساتھ اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے جانب موڑا تھا۔۔

حانم کی کمر دروازے سے ٹکرائی تھی۔۔وہ دونوں اب ایک دوسرے کے بالکل آمنے سامنے تھے۔۔ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے بے پناہ قریب۔۔

فیروز اس کی جانب بالکل جھکا ہوا تھا۔۔دونوں کی لمبائی میں فرق تھا۔۔ اس لیے اس سے بات کرنے کے لیے فیروز کو اس کی جانب جھکا پڑتا تھا۔۔۔

"راجپوتوں سے کیا رشتہ ہے تمہارا۔۔۔؟؟؟"

فیروز کی بات سنتے حانم اپنی جگہ پتھر ہوئی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر ایک سایہ سالہرایا تھا۔۔کیا وہ نشے کی کیفیت میں اس بارے میں بھی کچھ بتا چکی تھی۔۔

"کک کچھ نہیں۔۔۔نفرت کے سوا کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔"

حانم نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

فیروز نے محسوس کیا تھا کہ وہ کانپ رہی ہے۔۔اس کی کیفیت کافی بدل چکی تھی۔۔چہرا زرد ہوا تھا۔۔جبکہ ماتھے پر پسینہ نمودار ہو چکا تھا۔۔۔

فیروز کو ایک دم اس لڑکی کی حالت پر رحم آیا تھا۔۔وہ ایک اسے ایسے کی چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگا تھا۔۔جب حانم بنا کچھ سوچے آگے ہوتی فیروز کے سینے کے گرد بازو باندھتی اس کی چوڑے وجود میں آن سمائی تھی۔۔۔

فیروز اپنی جگہ بالکل ساکت ہوا تھا۔۔

"ایس پی فیروز نیازی تمہارے ارد گرد بہت دشمن ہیں۔۔ تمہارے اپنوں میں تمہارے جانی دشمن چھپے ہوئے ہیں۔۔ جن کا بس نہیں چل رہا کل سے پہلے آج مار دیں تمہیں۔۔ سلطان شاہ سے بھی بڑا دشمن کوئی اور ہے تمہارا۔۔۔"

حانم دبے لفظوں میں اپنی بات کہتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔ جب فیروز نے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے واپس اپنی جانب کھینچا تھا۔۔

حانم سیدھی اس کے چوڑے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

"میں بہت اچھے سے جانتا ہوں میرا دشمن کون ہے۔۔ مگر تمہیں یہ بات کس نے بتائی۔۔؟؟"

فیروز کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔۔ جبکہ اس کی بات پر حانم نے حیرت و بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ جانتا تھا سب اور پھر بھی کچھ نہیں کر رہا تھا۔۔

"آج یہ بات بولی ہے دوبارہ کبھی مت بولنا۔۔ فیروز نیازی اچھے سے جانتا ہے کہ کون اس کا خیر خواہ ہے اور کون دشمن۔۔ اور تم میری خیر خواہ بالکل بھی نہیں ہو یہ میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔"

فیروز اسے خود سے دور کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

جبکہ حانم اپنی جگہ پر کھڑی ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ سجا گئی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی تھی۔۔ وہ خوش تھی کہ وہ سمجھ گیا کہ وہ اس کی خیر خواہ بالکل بھی نہیں ہے۔۔

"کاش میں تمہاری خیر خواہ بن سکتی۔۔ کاش میں ایک نارمل لڑکی ہوتی۔۔۔ تم سے محبت کرنا اور تمہارے قریب رہنا ہی میری زندگی کا مقصد ہوتا۔۔ تم پر جان دے دیتی۔۔ مگر اس طرح تمہیں دھوکا نہ دیتی۔۔۔"

حانم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔

اس کے دل سے ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔ جسے وہ اگلے ہی لمحے دبا گئی تھی۔۔ وہ دنیا کی سب سے زیادہ اکیلی اور تنہا لڑکی تھی۔۔ جو رونے پر خود ہی خود کو چپ کرواتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ دونوں حویلی کے اندر ہو چکی تھیں۔۔ میرب کو اتنے سالوں بعد بھی زاراب خان نیازی کے کمرے کی ڈائریکشن یاد تھی۔۔ مگر اصل مسئلہ ہی

یہی تھا کہ ان لوگوں کے پورشن تک جانے کی اجازت ہی نہیں تھی ملازمین کو۔۔

کام کے سوا کوئی نہیں جاسکتا تھا وہاں۔۔۔

"اب کیا کریں۔۔۔؟"

وہ دونوں کچن کے باہر کھڑی تھیں۔۔جب کوثر بیگم نے اسے آواز دے کر بلایا تھا۔۔میرب گھبرائی تھی کہ کہیں اسے پہچان نہ لیا جائے۔۔

لیکن اس کی خوش قسمتی یہی تھی کہ اسے زاراب کے کمرے میں جانے کو ہی بولا جارہا تھا۔۔زاراب کے نام کوئی ضروری ڈاکومنٹس آئے تھے۔۔جنہیں اس کے کمرے میں اسے دے کر آنا تھا۔۔

وہاں آس پاس کوئی نہیں تھا تو کوثر بیگم نے انہیں آواز دے دی تھی۔۔

میرب خوش تھی کہ ابھی اسے زاراب کے روم میں جانے کا موقع ملے گا۔۔

جہاں وہ اس سے بات کرے گی۔۔ مگر وہیں اسے وہ سیڑھیوں سے نیچے آتا

دکھائی دیا تھا۔۔

"کوئی جو سیدھا کام ہو اس شخص کا۔۔۔"

میرب دانت پیس کر رہ گئی تھی۔۔ جب وہ موصوف وہاں آتے کوثر بیگم کی

گود میں سر رکھتے صوفے پر لیٹ چکے تھے۔۔ اس کے سر میں درد تھا

شاید۔۔۔ اور آنکھیں بھی کافی لال تھیں۔۔ میرب دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی

کہ اسے بخار ہو رہا ہے۔۔۔

"میرا خان تھک گیا ہے۔۔؟؟ خود کو ہر وقت جو نجانے کون کون سے کاموں میں الجھا کر رکھا ہوا ہے۔۔ یہ تھکاوٹ تو ہو گی نا۔۔ پتا نہیں تم تینوں اپنی جانوں پر رحم کیوں نہیں کھاتے۔۔۔"

کوثر بیگم کی فکر بھری ڈانٹ شروع ہو چکی تھی۔۔ وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں مساج کر رہی تھیں۔۔

جبکہ میرب ایک جانب کھڑی اس شخص کو گھورے جا رہی تھی۔۔ جس کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا یہاں سے اٹھنے کا۔۔

"پر کوئی نہیں اب تمہاری بیوی آنے والی ہے خود ہی سنبھال لے گی تمہیں۔۔"

کوثر بیگم بھی کافی خوش تھیں۔۔ انہیں میرب بہت پسند تھی۔۔

"میری بیوی تو مجھ سے بھی زیادہ بگڑی ہوئی ہے دادی جان۔۔مجھے اسے سنبھالنا پڑے گا۔۔۔"

زاراب نیازی کی شوخی بھری بات پر میرب مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھی۔۔یہ شخص اپنے گھر والوں کے سامنے بھی ایسا ہی تھا۔۔مگر اسی لمحے میرب نے نوٹ کیا تھا کہ وہ مسلسل اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

میرب کو شک گزرا تھا کیونکہ زاراب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔

"یہ آپ کے لیے آیا ہے خان۔۔ابھی آپ کے روم میں ہی بھجوا رہی تھی۔۔۔"

کوثر بیگم نے میرب کو اشارے سے وہ انویلپ زاراب کو دینے کو کہا تھا۔۔

میرب اپنی جگہ سے آگے بڑھی تھی۔۔

وہ جس حلیے میں تھی زاراب اسے نہیں پہچان سکتا تھا۔ مگر زاراب نیازی کے انداز بتا رہے تھے کہ وہ اسے پہچان چکا ہے۔۔۔

میرب نے اس کی جانب انویلپ بڑھایا تھا۔ جب زاراب نے انویلپ تھامتے اس کی انگلیوں کو چھوا تھا۔۔

اس کے لمس پر میرب کے پورے وجود میں کرنٹ سا چھو گیا تھا۔۔ وہ فوراً گھبرا کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

زاراب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔ میرب سمجھ گئی تھی کہ اسے پتا چل چکا ہے۔۔

"حمنہ کی بچی۔۔۔ان خانوں پر تو بندہ بالکل بھی بھروسہ نہ کرے۔۔"

میرب کو تپ چڑھی تھی۔۔ کہ وہ جانتا تھا مگر پھر بھی اس کے سامنے ڈرامے کر رہا تھا۔۔

وہ اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ اپنی دادی کی گود میں سر رکھے بچا بنا بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے مہرین بیگم ملازمہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھیں۔۔ جن کے ہاتھ میں بہت خوبصورت ڈریسز تھے۔۔

"اماں دیکھیں یہ کپڑے کیسے ہیں۔۔۔؟؟ خاص طور پر اپنی بہو کے لیے بنوائے ہیں میں نے۔۔۔"

کوثر بیگم کے سامنے وہ سب کپڑے کھول کر دکھاتیں مہرین بیگم بہت زیادہ خوش تھیں۔۔انہیں شروع سے میرب بہت پسند تھی۔۔اپنے حق کے لیے لڑنے والی دبنگ ٹائپ لڑکی۔۔۔

زاراب کو ان سب چیزوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔اس لیے انہوں نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔۔مگر وہ چاہتی تھیں کہ زاراب یہ ساری شاپنگ دیکھے۔۔۔

جبکہ میرب ان خواتین کی اپنے لیے محبت دیکھ مسکرادی تھی۔۔

زاراب نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر ان کپڑوں کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔جو بات میرب کو کافی بری لگی تھی۔۔وہ اس شخص کو جان کر وہاں بیٹھا دیکھ وہاں سے جانے کے لیے مڑی تھی۔۔

"سنو۔۔"

جب زاراب نیازی کی پکار پر اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ اس شخص کو کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ سب کے سامنے اس کا پردہ فاش کر دے۔۔

میرب نہایت ہی سعادت مندی کے ساتھ واپس پلٹی تھی۔۔ آج تک زندگی میں وہ اس کے سامنے اتنی سعادت مند کبھی نہیں رہی تھی۔۔

"چائے لے کر آؤ میرے روم میں۔۔۔"

زاراب اسے آرڈر دیتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ جبکہ میرب اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔ یہ شخص اسے بہت زیادہ نخرے دکھا رہا تھا۔۔۔

نویرہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے کبھی بھی اس حلیے میں پارٹی میں اتنے غیر مردوں کے سامنے لے کر نہیں جائے گا۔۔اس کی بات پر نویرہ ایک بار پھر اس سے بدگمان ہوئی تھی۔۔۔

اس نے خود ہی آگے بڑھ کر شال اٹھا کر اپنے بازوؤں کے گرد اوڑھ لی تھی۔۔

سلطان کے پیچھے اس نے باہر قدم رکھا تھا۔۔باہر کوریڈور بالکل سنسان پڑے تھے۔۔وہاں کوئی ہوٹل کا ویٹر تک نہیں تھا۔۔نویرہ بنا کوئی سوال کیے خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔سلطان نے ایک بار بھی پلٹ کر اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔جب سلطان کے قدم ایک روم کے سامنے جا کر رکے تھے۔۔نویرہ حیران ہوئی تھی۔۔

وہ تو کسی پارٹی میں جا رہے تھے۔۔۔

مگر اس نے سلطان سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔۔ سلطان نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولتے اسے اندر جانے کو کہا تھا۔۔ نویرہ اب کی بار بھی بنا کچھ بولے خاموشی سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ مگر اندر کا منظر دیکھ اس کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلے یقین حد تک سکڑ گئی تھیں۔۔۔

اس روم کو بہت ہی زیادہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔ پھولوں سے سجے بیڈ کو دیکھتے نویرہ کی دھڑکنیں قابو سے باہر ہوئی تھیں۔۔ اسے سمجھنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگا تھا کہ یہ سب کس نے اور کیوں کروایا تھا۔۔

نویرہ گھبرا کر پلٹی تھی۔۔ جب اپنے عین پیچھے کھڑے سلطان شاہ سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔

نویرہ نے اپنی گھنیری لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو آنکھوں میں محبت کا جہاں بسائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ شاید آج بھی اس کے اتنے قریب آنے کا نہ سوچتا۔۔کیونکہ وہ خود کو پتھر مانتا تھا۔۔

مگر آج جس طرح نویرہ اس سے کچھ لمحوں کے لیے جدا ہوئی تھی۔۔وہ اس پتھر کے دل میں شگاف پیدا کر گئی تھی۔۔اسے پہلے یہی لگتا تھا کہ شاید اس کی محبت نویرہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔۔لیکن اس کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی سلطان کو اپنی دنیا تھمتی محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ آج بھی نویرہ نیازی کا دیوانہ تھا۔۔اس کے بغیر رہنے کا تصور اب ناممکن تھا۔۔وہ اس کا پوری طرح عادی ہو چکا تھا۔۔نویرہ کی بدگمانی دیکھ پوری دنیا کو ڈرانے والا سلطان شاہ ڈر گیا تھا۔۔

اس لیے اب وہ اسے اپنے اتنے قریب لانا چاہتا تھا کہ نویرہ بھی کبھی اس سے دور جانے کا خیال تک اپنی دماغ میں نہ لائے۔۔ چاہے پوری دنیا ایک طرف ہو جائے۔۔ کیونکہ سلطان شاہ جانتا تھا عنقریب ایسا ہونے والا تھا۔۔

ایک بار پھر اس سے اس کی ہر خوشی چھیننے کی کوشش کی جانی تھی۔۔۔ مگر اس بار وہ ایسا کچھ بھی ہونے دینے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔

"اب تک ہمیشہ مجھے خود سے دھتکارتی آئی ہو تم۔۔ میری محبت کا بہت امتحان لیا ہے۔۔ بنا کسی قصور کے پھانسی کی سزا سنائی ہے تم نے میری محبت کو۔۔ کیا اب بھی وہ سزا ختم نہیں کرو گی۔۔ ایک ایک پل مر رہا ہوں تمہیں حاصل کرنے کے لیے۔۔ دس سال کا انتظار کم نہیں ہوتا نویرہ نیازی۔۔۔"

سلطان شاہ اسے دونوں بازوؤں سے تھامے اپنے مقابل کرتا اس کے وجود کی مہکتی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتا بہت مشکل سے خود کو بہکنے سے باز رکھے ہوئے تھا۔۔

وہ اب پوری طرح اس کی دسترس میں تھی۔۔ مگر سلطان شاہ اب بھی اس کی جانب سے اجازت کا طلبگار تھا۔۔

جبکہ نویرہ تو اس رومانوی ماحول میں اور سلطان کی الفاظ پر پگھلنے لگی تھی۔۔
اس شخص کے ہر ہر انداز سے اس کی دیوانگی چھلک رہی تھی۔۔

وہ اس کی ہر زیادتی اور محبت میں کی جانے والی گستاخی بھلائے خود اس کے مقابل آیا تھا۔ پھر وہ بھلا کیسے اسے دھتکار دیتی۔۔ یہ شخص اس کی نس نس

میں بستا تھا۔۔وہ اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔اسے اپنی محبت سے سنوارنا چاہتی تھی۔۔

جس کے لیے اپنے محبوب کی بانہوں میں خود کو سونپنا اس کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔

نویرہ نے شرم کے بوجھ سے بھاری ہوتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھتا تھا۔۔۔جو بے قراری سے اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔

"سلطان شاہ کو واقعی نویرہ نیازی کی ضرورت ہے؟؟"

اس کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامے اپنا چہرا اس کے بے پناہ قریب لگ جاتے نویرہ نے ایک ادا سے پوچھا تھا۔۔۔نویرہ کی شال اس کے شانوں سے پھسل کر نیچے گر چکی تھی۔۔اس کے حسن نشیب و فراز ساڑھی کی باریک

طے میں سے واضح ہو رہے تھے۔۔۔وہ اس کے بے پناہ قریب تھی۔۔اس کے وجود کی نرماہٹیں سلطان شاہ کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھیں۔۔وہ لڑکی اس کے ضبط کا امتحان لیتی اس کی تشنگی کو بڑھا رہی تھی۔۔

جو بعد میں اسی پر بھاری پڑنے والا تھا۔۔

سلطان نے دھیرے سے پلکیں جھپکاتے اسے اثبات میں جواب دیا تھا۔۔وہ اس کی اجازت کے بغیر اپنا استحقاق استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔وہ اس کے منہ سے رضامندی جاننے کا منتظر تھا۔۔مگر وہ اسے تڑپائے جا رہی تھی۔۔

"نفرت نہیں کرتے مجھ سے۔۔۔؟؟"

نویرہ کی نگاہیں اس کے لال پڑتے خوبرو چہرے پر تھیں۔۔وہ بھی مدہوش ہونے لگی تھی۔۔تڑپی تو وہ بھی بہت تھی اس شخص کے لیے۔۔مگر وہ اتنی

آسانی سے اسے اپنی قربت بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔وہ اس کی تڑپ کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

وہ کتنی مشکل سے اس سے فاصلہ بنائے کھڑا تھا یہ بات اس کی لال آنکھیں صاف ظاہر کر رہی تھیں۔۔نویرہ کو کہیں نہ کہیں اس سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔وہ یہ فراموش نہیں کر سکتی تھی کہ وہ سلطان شاہ تھا۔۔جو کب حیوان بن جائے اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔

"تمہیں تو مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں بچی تھی نا۔۔محبت تو بہت دور کی بات تھی۔۔تم نے میرے ساتھ غلط کیا ہے سلطان شاہ میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔خبردار جو تم میرے قریب آئے تو۔۔"

نویرہ کانپتے لہجے میں بولتی اس کے چہرے سے اپنے دونوں ہاتھ ہٹاتے اس سے دور ہوئی تھی۔۔ کچھ دیر کی سلطان شاہ کو سونپی اپنی جان لیوا قربت چھین لی تھی اس سے۔۔

جو بات سلطان شاہ کے دل میں بھڑکتے آلاؤ کو مزید ہوا دے گئ تھی۔۔ سلطان نے دور جاتی نویرہ کی ساڑھی کا پلو اپنی مٹھی میں بھینچتے اسے جھٹکے سے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"چائے لے کر آؤ میرے روم میں۔۔۔"

زاراب اسے آرڈر دیتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ جبکہ میرب اسے گھور کر رہ گئ تھی۔۔۔ یہ شخص اسے بہت زیادہ نخرے دکھا رہا تھا۔۔۔

میرب کو ابھی ٹھیک سے راستوں کا بھی علم نہیں تھا۔۔ سوائے زاراب کے روم کے۔۔۔ وہ بمشکل کچن میں پہنچتی اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے چائے بنا کر لے کر گئی تھی۔۔ جو صرف دیکھنے کی حد تک چائے تھی۔۔۔ اس میں پتی اور نمک وافر مقدار میں ڈالی گئی تھی۔۔۔ میرب نے ایک گھونٹ ہی بھرا تھا جس پر اس کی حالت وومٹ کرنے والی ہو گئی تھی۔۔

"میرب کی بچی۔۔۔ لائف میں اب بس ان خانوں کی نوکرانیاں بننا رہ گیا تھا۔۔"

شاہنور اس کے قریب آتے چڑھ کر بولی تھی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟"

میرب کو اس کی شکل دیکھ کر ہنسی آئی تھی۔۔ اور ساتھ ہی بے پناہ پیار بھی آیا تھا۔۔ جو صرف اس کی خاطر یہاں آگئی تھی۔۔ کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے۔۔

"چھوٹے خان سائیں کے پاس ٹیرس بیٹھک میں چائے پہنچانے کا آرڈر ملا ہے مجھے۔۔ اب نجانے کون ہے یہ چھوٹا خان سائیں۔۔"

شاہنور کا موڈ سخت آف تھا۔۔ جب اس نے میرب کے پاس رکھا بھاپ اڑاتا چائے کا گرم کپ دیکھا تھا۔۔

"میں یہ لے کر جا رہی ہوں۔۔ تم دوبارہ بنا لو۔۔۔"

شاہنور میرب کو کچھ بھی بولنے اور سمجھنے کا موقع دیئے بغیر چائے کا مگ اٹھاتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

"شاہنور رکو۔۔۔"

میرب نے اسے پکارا تھا۔۔ مگر وہاں موجود باقی ملازمین کے ہوتے ہوئے وہ زیادہ اونچا نہیں بول پائی تھی۔۔ اس لیے شاہنور اس کی کوئی بھی بات سنے بغیر جلدی سے باہر نکل گئی تھی۔۔

میرب اس کے پیچھے گئی تھی۔۔ مگر تب تک شاہنور نجانے کونسے دروازے میں گم ہو چکی تھی۔۔

میرب اپنا سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح اس کی کی گئی شرارت کا بھگتان شاہنور کو بھگتنا پڑنے والا تھا۔۔

مگر اس کے پاس وہاں کھڑے ہو کر افسوس کرنے کا ٹائم نہیں تھا۔۔ اس معاملے میں وہ زاراب سب ہیلپ لے سکتی تھی۔۔ اس کے جلدی جلدی

خالی کپ اٹھا کر ٹرے میں رکھتے اسے اوپر سے کور کیا تھا۔۔ دوبارہ چائے بنا کر وہ مزید وقت ضائع نہیں کر سکتی تھی۔۔

اس لیے خالی کپ کو چائے کے سٹائل میں اٹھائے وہ زاراب کے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

اس نے دروازہ ہلکے سے ناک کیا تھا۔۔ جب اندر سے زاراب خان نیازی کی گھمبیر بھاری آواز گونجی تھی۔۔

میرب ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر اندر داخل ہوئی تھی۔۔ جب اسے زاراب کھڑکی کے پاس کھڑا سیگریٹ پیتا نظر آیا تھا۔۔ اس کی منتظر نگاہیں میرب پر ہی تھیں۔۔

میرب اندر آتے ٹیبل پر ٹرے زوردار آواز کے ساتھ پٹختی اس کی جانب بڑھی تھی۔۔

اس نے شال چہرے سے اب بھی نہیں ہٹائی تھی۔۔

"میری کال کیوں نہیں پک کر رہے تھے۔۔؟؟"

میرب اس کے مقابل آئی تھی۔۔۔

"کون ہیں آپ محترمہ اور کس خوشی میں میرے اتنے قریب آرہی ہیں۔۔۔؟؟"

زاراب نے آدھ جلا سیگریٹ کھڑکی سے باہر اچھال دیا تھا۔۔اور خوشمگی نگاہوں سے اپنے بے حد قریب آن کھڑی شال میں لپٹی لڑکی کو گھورا تھا۔۔

جو کون تھی وہ اسے ایک نظر دیکھ کر کی پہچان گیا تھا۔۔

زاراب نیازی کی نگاہوں سے میرب راجپوت کو کوئی نہیں چھپا سکتا تھا۔۔

اسے حمنہ نے میرب کے حوالے سے بتا دیا تھا۔۔اس کی اجازت پر ہی حمنہ نے ان دونوں کی مدد کی تھی۔۔خان حویلی کی کوئی بھی خواتین مردوں سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتی تھیں۔۔ماضی میں ہوئے واقعات سے انہوں نے بہت سبق سیکھا تھا۔۔

زاراب کی بات پر میرب کی رنگت غصے سے لال ہوئی تھی۔۔وہ آگے بڑھی تھی اور زاراب کی شرٹ کو دونوں مٹھیوں میں دبوچتے اس کے مزید قریب آگئی تھی۔۔

"زاراب نیازی بہت زیادہ اچھل رہے ہو تم۔۔ تمہارا یہ گھمنڈ تمہیں برباد کر دے گا۔۔۔"

میرب کو خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔زاراب اپنے دشمنوں میں اضافہ کر رہا تھا۔۔اس کے لہجے میں چھپا غصہ اور بے پناہ فکر زاراب کے دل میں سکون اتار گیا تھا۔۔

اس نے میرب کی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے خود سے قریب کرتے دوسرے ہاتھ سے اس کی شال چہرے سے سرکا دی تھی۔۔اس کی بے قرار آنکھوں کو جیسے ٹھنڈک پہنچی تھی۔۔

بنا میک اپ کے صاف شفاف گلابی رنگت غصے کی شدت سے لال ہو چکی تھی۔۔

وہ کیوں آئی تھی زاراب نہیں جانتا تھا۔۔مگر جو بھی ریزن تھا اسے میرب کا اس طرح خود سے ملنے یہاں تک آجانا بہت اچھا لگا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور نہیں جانتی تھی کہ چھوٹے خان سائیں کسے کہا جا رہا تھا۔۔ وہ بس خود پر شک نہ ہونے دینے کے لیے یہ حکم مان گئی تھی۔۔ مگر اب نیچے ایک جانب بنی بیٹھی کے بڑے سے لکڑی کے دروازے کو دیکھ شاہنور رک گئی تھی۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اندر جانا ٹھیک تھا یا نہیں۔۔ مگر یہاں کھڑے رہ کر بھی کوئی فایدہ نہیں تھا۔۔ شاہنور اللہ کا نام لیتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔ اسے جس شخص کا ڈر تھا وہ تو ویسے بھی وہاں پر نہیں تھا۔۔ شاہنور اندر داخل ہوئی تھی۔۔ اسے سامنے کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا۔۔

وہ جلدی سے ٹیبل پر رکھ کر پلٹنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔ مگر ابھی وہ ٹیبل کے قریب کی پہنچی تھی جب کمرے میں گونجتی ارشیان نیازی کی آواز شاہنور کے قدم وہیں پتھر کر گئی تھی۔۔

ارشیان فون پر کسی سے باتوں مین مصروف بولتا ہوا وہاں سائیڈ پر بنے ٹیرس سے اندر آ رہا تھا۔۔ ملازمہ کو چائے اٹھائے دیکھ وہ اس کے پاس آیا تھا۔۔

اسے گرم چائے پینے کی عادت تھی۔۔ شاہنور سانس روکے اپنی جگہ ساکت کھڑی شال کے پیچھے سے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ مغرور انسان بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے براؤن کلر کے شلوار سوٹ میں بہت زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔ مگر شاہنور اس وقت یہی چاہتی تھی کہ وہ اس شخص کے سامنے آئے بغیر یہاں سے نکل جائے۔۔

ارشیان کے کپ اٹھاتے ہی وہاں جلدی سے وہاں سے پلٹی تھی۔۔

"رکو۔۔۔"

وہ ابھی اپنے لرزتے قدموں سے تھوڑا سا ہی فاصلہ طے کر پائی تھی جب ارشیان کی سرد و سپاٹ آواز پر وہ رکی تھی۔۔ دل ہی دل میں زبانی یاد تمام قرآنی صورتوں کا ورد جاری ہو چکا تھا۔۔ وہ اس شخص کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی۔۔

"یہ چائے تم نے بنائی ہے۔۔۔"

وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔ ارشیان کی نگاہیں چادر میں چھپے ہاتھوں میں لرزتی ٹرے پر تھیں۔۔ ساتھ ہی اس چادر میں چھپے نازک تھر تھر کانپتے وجود کو دیکھ اسے شک سا گزرا تھا۔۔۔

اس کے آگے اس کا ہائیٹ ڈفرنس اسے کسی کی شدت سے یاد دلا گیا تھا۔۔ اس کے دل نے بے اختیار اس لمحے بے اختیار اپنی نورے کی موہنی روٹھی

صورت دیکھنے کی خواہش کی تھی۔۔ لیکن اسے آنے والے لمحوں میں ہونے والی اپنی خوش قسمتی کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔

اس کے سوال کے جواب میں اثبات میں سر ہلایا گیا تھا۔۔

"چائے بنانی آتی ہے تمہیں۔۔۔"

ارشیان نیازی اپنے ساتھ ایسی گستاخی کرنے والے کو اب تک اس حویلی سے باہر پھینک چکا ہوتا۔۔ مگر اپنی سوچوں میں گھلتے کسی کے میٹھے سر ور نے اس کا مزاج بالکل خوشگوار کر دیا تھا۔۔

شاہنور نے بنا کچھ بولے اب بھی اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"پی کر چیک کرو۔۔ کتنی شاندار چائے بنائی ہے تم نے۔۔ پورا کپ خالی کرو میرے سامنے۔۔۔"

ارشیان نیازی اتنی آسانی سے معاف نہیں کرتا تھا خود سے گستاخی کرنے والے کو۔۔ آج تک کسی ملازمہ نے ایسی جرأت نہیں کی تھی۔۔ اسی لیے ارشیان کو شک گزر رہا تھا۔۔ جس طرح وہ بول بھی نہیں رہی تھی۔۔

شاہنور بچاری اس بات سے انجان کے میرب نے چائے کے ساتھ کیا کارنامہ سرانجام دے رکھا ہے۔۔ وہ بس جلد از جلد یہاں سے چلے جانا چاہتی تھی۔۔ اس لیے اس کے کپ پکڑاتے ہی شاہنور نے ایک ہی سانس میں کپ میں موجود چائے اپنے منہ میں انڈیل دی تھی۔۔

چائے کا مگ تھماتے ارشیان کی نظر شاہنور کی ہاتھ پر پڑی تھی۔۔ یہ بے حد گلابی مومی ہاتھ وہ بھلا کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔ جو پورا وقت اس کا سکون برباد کیے ہوئے تھے۔۔ ارشیان کو اب پہچاننے میں وقت نہیں لگا تھا کہ اس کے سامنے کھڑی ملازمہ کے حلیے میں اس کی نور ے چھپی کھڑی تھی۔۔

چائے کا مگ تھماتے ارشیان کی نظر شاہنور کی ہاتھ پر پڑی تھی۔۔یہ بے حد گلابی مومی ہاتھ وہ بھلا کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔جو پورا وقت اس کا سکون برباد کیے ہوئے تھے۔۔ارشیان کو اب پہچاننے میں وقت نہیں لگا تھا کہ اس کے سامنے کھڑی ملازمہ کے حلیے میں اس کی نورے چھپی کھڑی تھی۔۔

جبکہ شاہنور جو بنا چائے میں ہوئی گڑبڑ جانے پوری چائے اپنے حلق میں اتار چکی تھی۔۔

اب چائے کی کڑواہٹ سے اسے اپنا گلا جلتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ بری طرح کھانسنے لگی تھی۔۔

جب ارشیان نے اس کے قریب جاتے اسے تھام لیا تھا۔۔ ارشیان کا دھیان اب اس جانب گیا تھا کہ وہ اس کی صدا کی سعادت مند بیوی اس کے کہنے پر وہ چائے پی چکی ہے۔۔

ارشیان نے اس کا بازو تھام کر اپنے قریب کرتے اس کے چہرے سے شال کو الٹ دیا تھا۔۔

ابھی کچھ دیر پہلی اس کی مانگی دعا اتنی جلدی قبول ہو جائے گی اس نے نہیں سوچا تھا۔۔ جبکہ شاہنور کو بری طرح کھانستے دیکھ ارشیان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

شاہنور کا چہرا بالکل لال ہو چکا تھا۔۔ جبکہ آنکھوں نمکین پانیوں سے لبریز چھلکنے کو تیار تھیں۔۔

"نورے پانی پیو۔۔۔"

ارشیان نے فوراً پانی کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگاتے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔ جبکہ شاہنور اس حالت میں بھی اس کی اس محبت بھری پکار پر حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں خان سائیں۔۔"

شاہنور کا پورا گلا جل رہا تھا۔۔۔ اس کڑوی چائے نے معدے میں جا کر تباہی مچا دی تھی۔۔ مگر شاہنور اس شخص سے کوئی احسان نہیں لینا چاہتی تھی۔۔ ابھی تو وہ اسی بات پر شکر کر رہی تھی کہ اسے یہاں دیکھ کر ارشیان نیازی نے دوبارہ کوئی واویلا کھڑا نہیں کیا تھا۔۔

"نورے۔۔۔"

ارشیان نے دور جاتی شاہنور کا ہاتھ تھام کر اسے روک لیا تھا۔۔وہ یہاں کیوں آئی تھی۔یہ بات تو ارشیان فراموش ہی کر گیا تھا۔۔۔اسے بس اس وقت شاہنور کی جو حالت ہو رہی تھی۔۔اس کی شدید فکر تھی۔۔

"معافی چاہتی ہوں سائیں۔۔۔ایک بار پھر آپ کی اجازت کے بغیر آپ کی حویلی میں قدم رکھ لیا۔۔ جس طرح مجھے یہاں سے نکالا گیا تھا۔میرا زندگی میں کبھی یہاں واپس آنا نہیں بنتا تھا۔۔ مگر میں اپنے قریبی رشتوں کے لیے جان بھی دے سکتی ہوں۔۔ آپ کے ہاتھوں دوبارہ بے عزت جان دینے سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔۔ اگر آپ مجھے دوبارہ اسی طرح اس حویلی سے نکالنا چاہتے ہیں تو بے شک نکال سکتے ہیں۔۔ میں دوبارہ وہ سب ڈیزرو کرتی ہوں۔۔"

شاہنور کی آنکھوں میں آنسو تھے اسے اب اپنا یہاں آنا بہت بڑی بے وقوفی لگ رہی تھی۔۔۔ وہ بس اسی خیال کے ساتھ آگئی تھی کہ ارشیان وہاں نہیں ہو گا۔۔۔ لیکن اب اسے دیکھ کر شاہنور کو وہ ظالم دن یاد آیا تھا۔۔ جب اس شخص نے اسے نہایت ہی بے دردی کے ساتھ اس حویلی سے نکالا تھا۔۔

شاہنور کی کہی بات ارشیان نیازی کے دل میں خنجر گھونپ گئی تھی۔۔ اس کی اذیت کا احساس اسے اپنے دل میں ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے زندگی میں کبھی کسی سے معافی نہیں مانگی تھی۔۔ نہ اسے اپنی غلطی کا اقرار کر کے لوگوں کو منانا آتا تھا۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ چاہ کر بھی اس پیاری لڑکی سے معافی نہیں مانگ رہا تھا۔۔

اس کا دل تو شاہنور راجپوت کے آگے جھک چکا تھا۔۔ مگر وہ خود ایسا نہیں کر پا رہا تھا۔۔ اس نے جیسے شاہنور کو سب کے سامنے بے عزت کیا تھا۔۔ ویسے ہی سب کے سامنے منانے کا ارادہ بھی رکھتا تھا۔۔

جو دیکھ شاید خان حویلی کے بہت سے لوگ بے یقینی سے اپنے حواس کھو دینے والے تھے۔۔۔

"کیا مجھے میری غلطی کی معافی مل سکتی۔۔۔؟"

ارشیان نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتے بولتا شاہنور کو اندر سے حیران کر گیا تھا۔۔ مگر شاہنور نے ظاہری طور پر کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔

وہ اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکلوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جب ارشیان نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر صوفے پر بیٹھاتے خود دوزانو

اس کے قدموں میں آن بیٹھا تھا۔۔وہ لمبا چوڑا مرد خان حویلی کا بگڑا شہزادہ جو کبھی کسی کو اپنی خاطر میں نہیں لایا تھا۔۔وہ آج شاہنور راجپوت کے قدموں میں آن بیٹھا تھا۔۔

محبت کیسے کیسے بادشاہوں کو اپنی طلب میں فقیر بنا دیتی تھی آج ارشیان نیازی کو دیکھ کر اس کا احساس ہو رہا تھا۔۔وہ شخص جو ماتھے پر بل ڈالے بغیر کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔۔ آج وہ شاہنور کی نگاہوں میں اپنے لیے وہی والہانہ چاہت دیکھے کا دعوے دار تھا۔۔جو پہلے ہمیشہ اس نے نظر انداز ہی کی تھی۔۔۔

مگر اب وہ اسی کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔

شاہنور نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔اس کا لال چہرا بتا رہا تھا کہ اس کی نازک جان وہ کڑوی چائے پینے کی وجہ سے کس مشکل میں تھی۔۔

ارشیان نے وہیں بیٹھے بیٹھے جوس آرڈر کیا تھا۔۔شاہنور کو اس لمحے اس شخص کا یہ رویہ کوئی خواب لگ رہا تھا۔۔وہ مغرور بے رحم انسان اس کے لیے اتنا فکر مند ہو رہا تھا۔۔

شاہنور حیران تھی کہ اس نے اسے یہاں دیکھ غصہ کیوں نہیں کیا تھا۔۔وہ چھپ کر ان کی حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔۔

"اگر زیادہ تکلیف ہو رہی ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں۔۔۔"

ارشیان کو اس کی فکر ہو رہی تھی۔۔وہ بہت زیادہ نازک تھی۔۔جسے چھوتے ہوئے بھی ارشیان کو ڈر لگتا تھا۔۔۔ابھی بھی اس کی کلائی تھامنے کے بعد ارشیان کو وہ پوری جگہ سرخ ہوتی نظر آرہی تھی۔۔

شاہنور نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔اس کے آنکھوں کی نمی خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔آنکھیں جو دیکھ رہی تھیں۔۔دل اسے ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔جیسے یہ کوئی خواب ہو جو آنکھیں کھولتے ہی ٹوٹ جانا تھا۔۔

اسی لمحے دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔شاہنور کے چہرے پر خوف واضح ہوا تھا۔۔اسے خانوں سے بہت ڈر لگنے لگا تھا اب۔۔خاص کر اس شخص سے جو اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

بنا میک اپ کے صاف شفاف گلابی رنگت غصے کی شدت سے لال ہو چکی تھی۔۔وہ کیوں آئی تھی زاراب نہیں جانتا تھا۔۔ مگر جو بھی ریزن تھا اسے میرب کا اس طرح خود سے ملنے یہاں تک آجانا بہت اچھا لگا تھا۔۔۔

"زاراب نیازی کے پاس میرب راجپوت ہے۔۔ تو وہ گھمنڈ کیوں نہ کرے۔۔"

زاراب اس کی پیشانی پر اپنے لگ رکھتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔ اسے شدید سے اس لمس کی طلب ہو رہی تھی۔۔ جواب مل چکا تھا اسے۔۔۔

جبکہ اس کے اس حدت بھرے لمس پر میرب کی سانسیں منتشر ہوئی تھیں۔۔ اس نے فاصلہ برقرار رکھنا چاہا تھا۔۔ مگر زاراب نے اسے ایسا نہیں

کرنے دیا تھا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب کھڑے تھے۔۔۔

"تمہیں مارنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔۔۔پلیز تم جس ریزن کی وجہ سے بھی شادی کر رہے ہو۔۔اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔۔اس سے تمہاری جان کو بہت خطرہ ہے۔۔۔"

میرب یہ بات کہتے ہوئے اپنی آنکھوں میں امڈ آئے آنسوؤں کو پیچھے نہیں دھکیل پائی تھی۔۔

"تم نہیں جانتی میں کس ریزن کی وجہ سے یہ شادی کر رہا ہوں۔۔"

اپنے لیے اس کی آنکھوں میں بہتے آنسو دیکھ زاراب کے دل کو جیسے قرار آیا تھا۔۔ اتنے اختلافات کے باوجود ان دونوں کے درمیان محبت زندہ تھی۔۔ بلکہ اس کی شدت میں آئے روز اضافہ ہی ہو رہا تھا۔۔

وہ اپنے گھر والوں کے خلاف جا کر اسے یہاں یہ بتانے آئی تھی۔۔ زاراب نیازی کو اس سے اوپر کیا چاہیئے تھا بھلا۔۔

"نہیں جانتی میں۔۔۔ تمہارے حوالے سے کچھ نہیں جانتی۔۔۔ تم کب کیا کر دیتے ہو پتا ہی نہیں چلتا۔۔ تم اچھے سے جانتے تھے کہ یہ سب کرنے کے بعد میرے گھر والے تمہارے جانی دشمن بن جائیں گے۔۔ مگر تم نے جس طرح وہاں آ کر سب کو ذلیل کیا ہے اس کا یہی مطلب تھا کہ تم نے سب کی دشمنی اپنے سر خود زبردستی مول لی ہے۔۔۔ لوگ عمر کے ساتھ ساتھ میچور

ہوتے ہیں اور تمہارا دماغ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ خراب ہوتا جا رہا ہے۔۔۔"

میرب غصے میں بولتی جو دل میں آیا تھا اسے سنا گئی تھی۔۔ جبکہ زاراب اس کے آخری طعنے پر اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"تم مجھے بڈھا بول رہی ہو۔۔۔"

زاراب نے جب سے میرب کو پوری دنیا کے سامنے اپنانے کا فیصلہ لیا تھا۔۔ تب سے وہ کافی خوش رہنے لگا تھا۔۔

"میں نے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ بولا ہے زاراب نیازی۔۔ تم ہمیشہ اپنے مطلب کی بات کیوں سنتے ہو۔۔۔ بہت اوور کانفیڈنس ہے تمہیں۔۔ تو ٹھیک ہے خود نبٹو سب سے۔۔ اب کچھ ہوا نہیں بتانے آؤں گی۔۔۔"

میرب اس سیریس سچویشن پر اس کو ہنستے دیکھ غصے میں آتی وہاں سے جانے کے لیے مڑی تھی۔۔ جب زاراب اسے کلائی سے تھام کر پوری قوت سے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔

میرب سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔ اس نے پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔ مگر زاراب اسے خود میں سمو چکا تھا۔۔

"تم جانتی ہو ہر روز مجھے مارنے کے پلان تیار کیے جاتے ہیں۔۔ سلطان شاہ، گیلانی اور راجپوت تینوں میرے دشمن ہیں۔۔ ان سب کا پہلا نشانہ میں ہوں۔۔۔ کئی بار میری گاڑی پر حملہ کیا گیا ہے۔۔ مگر آج تک کچھ ہوا مجھے۔۔ جس دن موت لکھی ہے اس دن تو آنی ہی ہے۔۔ پر تم کیا چاہتی ہو موت کی ڈر سے میں تمہیں اپنے قریب لانا چھوڑ دوں۔۔۔ تم میری طاقت ہو۔۔ جسے میری دشمن میری کمزوری بنا کر مجھ سے چھیننا چاہتے ہیں۔۔۔ وہ

اچھے سے جانتے ہیں کہ اگر میرب راجپوت کو زاراب نیازی سے چھین لیا جائے تو وہ کھوکھلی دیوار کی مانند رہ جائے گا۔۔ جسے گرانا کسی کے لیے مشکل نہیں رہے گا۔۔"

زاراب آج پہلی بار اس کے سامنے اس کی اہمیت کا احساس دلا گیا تھا۔۔

میرب خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے محبت کی شدت سے واقف تھے۔۔ زاراب نے اسے نکاح کے بعد وہ سب کیوں کہا تھا۔۔ میرب اب بھی اس سے بے خبر تھی۔۔ مگر اسے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ ضرور اس کے پیچھے کوئی بہت بڑی وجہ تھی۔۔

میرب بنا پلکیں جھپکائے یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔ آج اس شخص نے اپنی انا کو سائیڈ پر رکھ کر اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ نے کچھ دیر کی سلطان شاہ کو سونپی اپنی جان لیوا قربت چھین لی تھی اس سے۔۔جو بات سلطان شاہ کے دل میں بھڑکتے آلاؤ کو مزید ہوا دے گئ تھی۔۔سلطان نے دور جاتی نویرہ کی ساڑھی کا پلو اپنی مٹھی میں بھینچتے اسے جھٹکے سے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

نویرہ اس جارحانہ کاروائی کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔وہ سیدھی اس کے سینے سے جا کر ٹکرائی تھی۔۔اسے لگا تھا جیسے اس کی ساڑھی کھل چکی ہے۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

نویرہ کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔مگر سلطان نے اسے اپنے قریب کرتے۔۔اپنے کسرتی بازو سے اس کے نازک وجود کو اوپر اٹھالیا تھا۔۔

"تم ہمیشہ میرے دل کے ساتھ یوں کھیل نہیں سکتی۔۔ میرے اتنے قریب آکر واپس دور جانے کا کوئی حق نہیں ہے تمہارے پاس نویرہ سلطان شاہ۔۔۔"

سلطان کے تیور خطرناک تھے۔۔ نویرہ ڈر چکی تھی۔۔ مگر اس کی مزاحمت اب بھی جاری تھی۔۔۔

"تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتی ہو مجھے۔۔۔؟؟"

سلطان نے اس کی گردن پر اپنے دہکتے لبوں کا لمس چھوڑتے نویرہ کی جان نکال دی تھی۔۔ اس کی مونچھوں کی چبھن اور لمس کی شدت پر نویرہ کسمسائی تھی۔۔

"ہاں تمہاری یہی سزا ہے۔۔۔"

نویرہ اس کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچ چکی تھی۔۔ آنے والے لمحوں کا سوچتے نویرہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

"تمہیں مجھ سے چھینا گیا تھا نویرہ۔۔ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔۔"

سلطان اس کی گردن پر جابجا اپنے ہونٹوں کے نقش چھوڑتا نویرہ کو حال سے بے حال کرتے انکشاف کر گیا تھا۔۔ جو بات اتنے وقت میں اس نے نویرہ کے سامنے پہلی بار کی تھی۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟ تم خود مجھے چھوڑ کر گئے تھے."

نویرہ اس کی بات پر یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھی۔۔ اسے سلطان سے چھیننے والا کون ہو سکتا تھا۔۔

"ایک بار بھروسہ تو کرو مجھ پر۔۔ تمہاری اس بے اعتباری نے ہی تو تمہارے سلطان کو برباد کر کے رکھ دیا ہے میری جان۔۔۔"

سلطان اسے بانہوں میں اٹھائے پھولوں سے سجے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔

نویرہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔ جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔ مگر اس شخص کے ہر ہر انداز میں چھپی بے قراری اور بے پناہ چاہت دیکھ نویرہ اب ہر مزاحمت ترک کر گئی تھی۔۔

وہ اسے بہت تڑپا چکی تھی۔۔ بہت اذیت کا شکار رہا تھا وہ۔۔ اب مزید اس کا حق اس سے چھین کر ظالم نہیں بننا چاہتی تھی۔۔

سلطان نے نہایت ہی محبت اور احتیاط کے ساتھ اسے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔

"تم پر بھروسہ نہیں کروں گی اب کبھی۔۔ تم مجھے کبھی بھی چھوڑ کر جا سکتے ہو۔۔۔"

نویرہ اپنی زندگی کے اندر دردناک لمحوں کو یاد کرتے اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔ جس میں وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔

"اب ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔۔ ایک بار میرا ہاتھ تھام کر تو دیکھو۔۔"

سلطان اس کے اوپر جھکتا اس کے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چننے لگا تھا۔۔ نویرہ کی ساڑھی کا پلو نیچے کھسک چکا تھا۔۔ جس پر وہ دھیان نہیں دے پائی تھی۔۔ وہ تو اس وقت ہوش میں ہی نہیں تھی۔۔۔

مگر سلطان شاہ اپنے بے قرار نگاہوں پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔وہ اس کے کندھے سے جھانکتے اپنے نام کے نشان پر جھکا تھا۔۔۔اس کے شدت بھرے لمس پر نویرہ تڑپ اٹھی تھی۔۔

"پہلے والے سلطان شاہ بن جاؤ۔۔۔اپنے اندر سے یہ ساری حیوانیت ختم کر دو۔۔پلیز میرا سلطان مجھے واپس لوٹا دو۔۔"

نویرہ اس کی شدتیں برداشت کرتی بمشکل بول پائی تھی۔۔جب سلطان اس کی بات پر ساکت ہوا تھا۔۔

وہ اسے جو بولنے کے لیے کہہ رہی تھی وہ کبھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

سلطان نے آنکھیں سختی سے میچی تھیں۔۔اور ایک بوجھل سانس ہوا میں خارج کرتے اس کے اوپر سے اٹھ آیا تھا۔۔

"سلطان شاہ اب ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔۔۔ سو جاؤ تم۔۔ میں یہیں ہوں۔۔۔"

اس کے چہرے کے زاویے ایک دم بدلے تھے۔۔۔ اس نے دوبارہ ایک بار بھی نویرہ کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ سیگریٹ اور لائٹر اٹھاتا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جبکہ نویرہ اپنی جگہ ساکت سی اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کی زرا سی بات پر اتنا شدید ری ایکشن۔۔۔

نویرہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

فیروز پچھلے بارہ گھنٹوں سے مسلسل ڈیوٹی پر تھا۔۔ وہ اور اس کی ٹیم کے لیے یہ کیس بہت کی زیادہ اہم تھا۔۔ کیونکہ یہ کیس سلطان شاہ کے خلاف تھا۔۔ وہ سلطان کے خلاف ثبوت اکھٹے کر رہا تھا۔۔

تاکہ دنیا کے سامنے مر کر واپس زندہ ہو جانے والی سلطان شاہ کو پورے ثبوتوں کے ساتھ دوبارہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے لا سکے۔۔ نویرہ اور حانم دونوں کا ہی یہی کہنا تھا کہ سلطان برا انسان نہیں تھا۔۔ مگر فیروز نیازی اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

اس لیے وہ اب اپنی پوری تسلی کر کے اپنے اصل دشمن تک پہنچنا چاہتا تھا۔۔ اسے اتنا تو آئیڈیا ہو چکا تھا کہ حانم کسی کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی تھی۔۔ وہ اسے کچھ نہیں بتا رہی تھی۔۔ مگر وہ غلط لڑکی نہیں تھی۔۔ اس کی آنکھوں سے اس کی معصومیت اور سچائی جھلکتی تھی۔۔ سلطان سے اس کا کوئی نہ کوئی

لنک تھا۔۔ سلطان شاہ کے خلاف حانم کے منہ سے کبھی کچھ غلط نہیں نکلا تھا۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ اصل بلیک میلر کوئی اور تھا۔۔۔

فیروز اب تھکن سے چور ہو چکا تھا۔۔ پچھلی رات بھی نہیں سویا تھا۔۔ پوری رات اس کی حانم کی وجہ سے جاگتے گزری تھی۔۔ گزری رات کے مناظر یاد کرتے فیروز کی آنکھوں میں خمار دوڑ گیا تھا۔۔ دل نے شدت سے خواہش کی تھی ان نازک بانہوں کا لمس دوبارہ پانے کی۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے کسی اور کا تصور آتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات سرد و سپاٹ ہوئے تھے۔۔ حانم اس کی منکوحہ تھی۔۔ لیکن اس کے باوجود حانم کا خیال اپنے دل و دماغ میں رکھنے کی اجازت نہیں تھی اسے۔۔

اس جگہ پر پہلے کی کسی اور کا حق تھا۔۔

فیروز نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔۔ اس کی آنکھیں ایک دم لال ہوئی تھیں۔۔ اسے عنقریب حانم کو چھوڑ دینا تھا۔۔ کیونکہ اس کی منزل کوئی اور تھی۔۔

فیروز نیازی ایک جگہ پر آکر بے بس ہو جاتا تھا۔۔ جس پر وہ کوئی بغاوت نہیں کر سکتا تھا۔۔ لیکن حانم کا تصور بھی دماغ سے جھٹک پانا ناممکن ہو رہا تھا۔۔ فیروز اپنی پیشانی مسل کر رہ گیا تھا۔۔ آج تک وہ ہمیشہ اپنے معاملات میں بالکل کلیئر رہا تھا۔۔ مگر حانم شاہ نے اس کی زندگی میں آتے سب کچھ درھم برھم کر دیا تھا۔۔

فیروز حانم کے بارے میں سوچتا رات اس کے نشے میں دھت ہوئی حالت کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔۔۔ حانم کو دیکھ کر یہ نہیں لگا تھا کہ وہ پہلی بار نشہ کر رہی تھی۔۔ اسے دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ وہ نشے کی عادی تھی۔۔ وہ

پہلے بھی ایسا کرتی آرہی تھی۔۔ مگر فیروز نے اسے پہلی بار پکڑا تھا۔۔وہ بھی شاید وہ کسی غم کا شکار تھی۔۔

فیروز پر حملہ ہوا تھا۔۔ جس کی وجہ سے حانم کو یہی لگا تھا کہ شاید فیروز کو گولیاں لگ چکی ہیں۔۔ وہ اسی صدمے کے عالم میں ہر شے فراموش کر چکی تھی۔۔۔ اور حادثاتی طور پر فیروز کے سامنے اس کا وہ روپ آگیا تھا۔۔۔

حانم کسی کے سمجھ میں نہ آنے والی انتہائی مشکل لڑکی تھی۔۔ مگر فیروز کو اس کا ہر انداز پسند تھا۔۔۔ سوائے وہ جو اس نے کل رات دیکھا تھا۔۔ وہ اس کی لائف کا سب سے ناگوار منظر تھا۔۔۔

فیروز اب کبھی اسے اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔

فیروز پچھلے بارہ گھنٹے کی محنت کے بعد اب فائنلی اپنی منزل تک آن پہنچا تھا۔۔۔جہاں اسے اور اس کی ٹیم کو پوری امید تھی کہ انہیں سلطان کے حوالے سے کوئی نہ کوئی ثبوت ضرور ملے گا۔۔۔

یہ وہی کچی بستی تھی جہاں سے اس نے سلطان کو گرفتار کیا تھا۔۔وہاں اسے پہلے کی نسبت کافی غیر معمولی خاموشی لگی تھی۔۔ابھی تک بستی کا کوئی بھی شخص نہیں نظر آیا تھا اسے۔۔۔جو اندر جا کر ہی پتا چلنے والا تھا۔۔ مگر وہ ابھی اندر داخل ہونے ہی والے تھے۔۔جب فیروز کو اپنے نمبر پر حانم کی کال موصول ہوئی تھی۔۔

اس نے اپنی ٹیم کو وہیں رکنے کا کہا تھا۔۔

مگر فیروز نے جیسے ہی کال اٹینڈ کی اسے آگے سے حانم کی نشے میں دھت لڑکھڑاتی آواز سنائی دی تھی۔۔ جو سنتے کی فیروز کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔ وہ اسے سختی سے منع کر چکا تھا کہ وہ اب دوبارہ نشہ آور چیزوں کو اپنے قریب بھی نہیں لائے گی۔۔ مگر یہ لڑکی کبھی اس کی سنتی تھی جواب سنتی۔۔۔

"ایس پی کہاں ہو تم۔۔؟ واپس لوٹ آؤ میرے پاس۔۔۔"

حانم کی بات سن کر فیروز نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے تھے۔۔ اسکی کنپٹی کی رگ باہر کو ابھر آئی تھی۔۔

"تم نے پھر سے نشہ کیا ہے۔۔۔؟؟"

فیروز نیازی شدید غصے کے عالم میں خود پر ضبط رکھتے بولا تھا۔۔

"ہاں تم جب جب مجھ سے دور جانے کی کوشش کرو گے میں ایسے ہی کروں گی۔۔۔"

حانم نشے کے عالم میں اپنی مخصوص بے باکی قائم رکھے ہوئے تھی۔۔

"شکر کرو میں تم سے دور ہوں۔۔ ورنہ تمہارا نشہ ایسے اتارتا کے دوبارہ کبھی نشہ کرنے سے پہلے لاکھ بار سوچتی۔۔"

فیروز کے لہجے میں چھپی وارننگ دوسری جانب بہت گہرا اثر چھوڑ گئی تھی۔۔

"تو واپس آجاؤنا ایس پی۔۔۔ ورنہ میں خود کو مار دوں گی۔۔ مجھے ابھی اور اسی وقت تم چاہیے ہو۔۔ اگر تم میرے پاس نہ آئے تو اپنی کلائی کاٹ دوں گی۔۔ یا گولی مار دوں گی خود کو۔۔ تم بتاؤ زیادہ تکلیف کس طرح مرنے سے ہو گی۔۔ میں وہی طریقہ اپناؤں گئی۔۔"

حانم کے لہجے میں عجیب سی جنونیت تھی۔۔فیروز اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔۔آج تک اسے اس طرح کسی نے بلیک میل نہیں کیا تھا جیسے یہ لڑکی کر رہی تھی۔۔اسے حانم کی جانب سے گن ان لاک کرنے کی آواز آئی تھی۔۔

وہ نشے میں اپنے حواسوں میں نہیں رہتی تھی۔۔فیروز کو ڈر تھا کہ وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔اس لڑکی کے خطرے میں ہونے کے خیال سے فیروز کچھ اور سوچ ہی نہیں پایا تھا۔۔وہ اپنے اتنے گھنٹوں کی محنت کو ضائع کرتا اپنی ٹیم کو بھی واپس آنے کا کہتا وہاں سے پلٹ آیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب بنا پلکیں جھپکائے یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔آج اس شخص نے اپنی انا کو سائیڈ پر رکھ کر اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا۔۔

"کون چھیننا چاہتا ہے مجھے تم سے۔۔۔؟؟ میں تو کبھی تمہارے پاس تھی ہی نہیں زاراب نیازی۔۔۔ تم نے تو ہمیشہ مجھے خود سب دور جھٹکا ہے۔۔ کون بے وقوف ہیں جنہیں لگتا ہے کہ میرب راجپوت زاراب نیازی کی ہے۔۔۔

"

زاراب کی بات سن کر میرب کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ وہ اس کی اتنی زیادتیوں کے باوجود اپنے دل میں اس کے لیے نفرت نہیں لا پائی تھی۔۔ زاراب کو مسلسل مارنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔۔ یہ بات میرب کے دل کو ٹکڑوں میں بانٹ گئی تھی۔۔ کسی انہونی کے خیال سے اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

"پوری دنیا جانتی ہے کہ میرب راجپوت صرف زاراب نیازی کی ہے۔۔ کسی کی جرأت ہے اس حقیقت سے انکار کرے۔۔"

زاراب مسکرایا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی سحر انگیز مسکراہٹ کے آئے میرب کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس نے زاراب کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔ جب زاراب اسے بانہوں میں بھرے صوفے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔؟؟ چھوڑو مجھے۔۔ تم بہت بے شرم انسان بن چکے ہو۔۔"

میرب اس کی حرکت پر بوکھلا گئی تھی۔۔ اس کے گال شرم سے تپ اٹھے تھے۔۔ کیونکہ زاراب اب صوفے پر بیٹھتا اسے اپنی گود میں بیٹھا چکا تھا۔۔

"بے شرمی تو میں تمہیں اس دن دکھاؤں گا جب پوری دنیا کے سامنے مسز زاراب خان نیازی بن کر قدم رکھو گی اس کمرے میں۔۔ ابھی تو میں بہت

شرافت کا مظاہرہ کر رہا ہوں۔۔اس دن بولنے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔۔ تم صرف میری سنو گی۔۔خود کو زاراب نیازی کے لیے پوری طرح تیار کر کے آنا۔۔کسی قسم کی کوئی چھوٹ نہیں ملے گی۔۔"

زاراب نیازی اور کبھی بولنے سے رک جائے یہ کیسے ممکن تھا۔۔اس کی سانسوں کو محسوس کرتے دھیرے سے اس کے ہونٹ میرب کے ہونٹوں کو چھو رہے تھے۔۔۔جبکہ اس کے الفاظ میرب کو سر سے پیر تک لال کر گئے تھے۔۔

اس شخص نے یہاں بھی اپنی دھمکی دینے میں کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔بہت محبت سے کہنے والی بات وہ دھونس بھرے انداز میں بولتا ظاہر کر گیا تھا کہ وہ کس قسم کا اکڑو انسان تھا۔۔جس کے ساتھ صرف میرب راجپوت کی گزارہ

کر سکتی تھی۔۔اس شخص کو قابو کرنا کسی اور انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔۔

زاراب کا چہرا امیرب کے چہرے کے بے پناہ قریب تھا۔۔وہ اگر اسے کچھ بھی جواب دیتی تو اس کے ہونٹوں نے زاراب کے ہونٹوں کا بوسہ کے لے جانا تھا۔۔میرب کا دل کس وقت سے دھڑک دھڑک کر پاگل ہوتا اس کی حالت غیر کیے ہوئے تھا۔۔

اس شخص کی مسحور کن خوشبو میرب کے حواسوں پر چھائی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔

وہ یہاں آئی کس لیے تھی۔۔اس بات کو سیریس لیے بغیر یہ شخص اپنی منمانی پر اتر آیا تھا۔۔اگر زاراب نیازی کے بس میں ہوتا تو وہ اسے سانس بھی اپنی مرضی سے ہی لینے دیتا۔۔

زاراب اس کے اتنے قریب اسے تنگ کرنے کے لیے آیا تھا۔۔مگر اب میرب کی بوجھل سانسیں اسے مدہوش کر رہی تھیں۔۔

جب اسی لمحے میرب کا موبائل وائبریٹ ہوا تھا۔۔جو میرب کے پیٹ سے بندھے پاؤچ میں تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب تھے کہ موبائل کی وائبریشن دونوں باآسانی نوٹ کر پائے تھے۔۔میرب اب بھی اپنا موبائل نکالنے میں ناکام تھی۔۔وہ شخص اس سے دور ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔بار بار میرب کے کان کی لوح کو چھوتے وہ اسے لال کر چکا تھا۔۔۔

میرب کے پاس ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل نکالنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ جب اسے اپنے پیٹ پر انگلیاں سرکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ میرب کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔

"زاراب۔۔۔۔"

میرب بمشکل چیخی تھی۔۔ اس شخص کا لمس اس کی جان نکال رہا تھا۔۔ اسے ہمیشہ وہ اتنی ہی شدت اور بے قراری سے چھوتا تھا۔۔

"جی جان زاراب۔۔۔ آپ ہی کی تو ہیلپ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔"

ایک لمحے کے لیے وہ اس کی سانسیں روکتا دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ جو ابھی بھی وائبریٹ کر رہا تھا۔۔ زاراب جو اس کی قربت کے نشے

میں مدہوش تھا۔۔۔ سکرین پر جگمگاتا صائم راجپوت کا نمبر دیکھ اس کے چہرے کے زاویے بدلے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اسی لمحے دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔ شاہنور کے چہرے پر خوف واضح ہوا تھا۔۔ اسے خانوں سے بہت ڈر لگنے لگا تھا اب۔۔ خاص کر اس شخص سے جو اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔

ارشیان اندر آنے کی اجازت دینے کے بجائے شاہنور کے خیال سے اٹھ کر دروازے تک گیا تھا۔۔ اسے اپنے امیج کی پرواہ کبھی نہیں رہی تھی۔۔

مگر اب وہ اس نازک سی پیاری لڑکی پر کوئی آنچ نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔۔ جو اس کی لائف میں سب سے زیادہ اذیت کا باعث بنا تھا۔۔ وہی اب اسے پر سرد و گرم سے بچانے کا عہد اپنے دل سے کو چکا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ اس

کے رب نے اس کی ماں کو اس سے چھین کر شاہنور راجپوت کو سونپا تھا۔۔
جسے وہ اب اسی طرح اپنے سینے کے ساتھ سنبھال کر رکھنے والا تھا۔۔

ارشیان نے دروازہ کھولا تھا۔۔

شاہنور کو ڈر تھا کہ باہر سے اسے کوئی دیکھ نہ لے۔۔ مگر ارشیان نیازی اس کے آگے ایسے پھیل کر کھڑا تھا کہ باہر سے دیکھنے کی کوشش کی جانے کے باوجود شاہنور نظر نہیں آ پائی تھی۔۔ لیکن اپنے بچاؤ کے لیے شاہنور پھر سے اس شال سے اپنے چہرے کو ڈھک گئی تھی۔۔

ارشیان دروازہ بند کرتا واپس پلٹا تھا۔۔ جب اسے خود سے چھپنے کی کوشش کرتے دیکھ ارشیان کی آنکھیں مسکرائی تھیں۔۔۔ ان اداس آنکھوں میں ابھرتی مسکراہٹ اس خوبرو شخص کو مزید دلفریب بنا گئی تھی۔۔

شاہنور نے بے اختیار اس کی جانب سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔وہ بہت مشکل سے دل کو سنبھالے ہوئے تھی۔۔اس دشمن جاں کے آگے خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔جو اس کا ہو کر بھی اس کا نہیں تھا۔۔یہ شخص اسے نہیں ملنے والا تھا۔۔یہ تصور شاہنور کے دل کو رلا جاتا تھا۔۔

"یہ پی لو۔۔۔"

ارشیان نے جوس کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔اس کی نگاہوں کی تشنگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔جب ظالم لڑکی پھر سے خود کو خود سے بھاری بھر کم شال میں چھپا گئی تھی۔۔۔

"شکریہ۔۔"

شاہنور اس کی جانب سے بڑھایا ہوا جو س نظر انداز کرتی باہر جانے لگی تھی۔۔ جب ارشیان نیازی کا ضبط ختم ہوا تھا۔۔ وہ شخص نخرے دکھانے کا عادی تھا۔۔ آج تک اس نے کبھی کسی کے اتنے ناز نخرے برداشت نہیں کیے تھے۔۔ جتنے یہ لڑکی اسے دکھا رہی تھی۔

وہ اس کے نخرے بھی برداشت کر جاتا۔۔ لیکن وہ جو بار بار اس سے دور ہو رہی تھی ارشیان وہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔

شاہنور کی شال کو اپنی مٹھی میں جکڑتے وہ اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔

شاہنور کے گرد سے شال پھسل چکی تھی۔۔ اس کے گھنے بالوں والی سیاہ چٹیا اس کے سینے پر آن گری تھی۔۔ وہ ارشیان کی جانب سے ملنے والے جھٹکے پر سنبھلے بغیر سیدھی اس کے سینے پر آن گری تھی۔۔

ارشیان کے ایک ہاتھ میں اب بھی جوس کا گلاس تھا۔۔ جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کرتے وہ اسے دور ہونے سے روک گیا تھا۔۔

"اپنی حالت دیکھ رہی ہو۔۔ اتنی نازک سی تو ہو۔۔۔ جو تھوڑا بہت خون ہے نا تمہارے وجود میں وہ سارا چہرے پر آگیا ہے۔۔ اتنی تکلیف کس خوشی میں برداشت کر رہی ہو۔۔ یہ جوس پی لو۔۔ راحت ملے گی۔۔ اگر جوس نہیں پینا چاہتی تو میں اپنے طریقے سے راحت پہنچانے کے لیے بھی تیار ہوں۔۔۔"

ارشیان نیازی کی ذو معنی بات شاہنور کی دھڑکنوں کا شور بڑھا گئی تھی۔۔ اس کا چہرا تکلیف کے ساتھ ساتھ اب شرم سے بھی لال ہو چکا تھا۔۔

وہ جوس نہیں پیتی تھی۔۔ مگر اس شخص کے تیور انتہائی خطرناک تھے۔۔ اس شخص کا خوف اور پوری طرح اس کے رحم و کرم پر ہونے کے خیال سے

شاہنور نے فوراً سے جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگالیا تھا۔۔ ارشیان نیازی کی سخت نگاہوں کے خوف سے وہ یہ بھول چکی تھی کہ اس کی شال اس کے سر سے سرک کر اب اس کے بازوؤں پر آن پھسلی ہے۔۔۔ اس کی شفاف چمکتی مانگ اور ناگن چٹیا ارشیان نیازی کے دل پر چھریاں چلا رہی تھی۔۔

حانم نشے میں اپنے حواسوں میں نہیں رہتی تھی۔۔ فیروز کو ڈر تھا کہ وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔ اس لڑکی کے خطرے میں ہونے کے خیال سے فیروز کچھ اور سوچ ہی نہیں پایا تھا۔۔ وہ اپنے اتنے گھنٹوں کی محنت کو ضائع کرتا اپنی ٹیم کو بھی واپس آنے کا کہتا وہاں سے پلٹ آیا تھا۔۔

وہ جیسے ہی فلیٹ پر پہنچا سامنے کا منظر دیکھ اس کا خون کھول اٹھا تھا۔۔ حانم اس کے ڈرائینگ روم کی حالت بگاڑے ہوئے خود صوفے پر ایک جانب لڑھکی ہوئی تھی۔۔

ٹیبل پر نشے کے تمام لوازمات موجود تھے۔۔فیروز آگے بڑھا تھا اور حانم کی کلائی تھام کر اسے سیدھا کرتا ایک زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر گیا تھا۔۔۔

حانم اوندھے منہ صوفے پر جا گری تھی۔۔فیروز کا زناٹے دار تھپڑ اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔

"میں نے منع کیا تھا۔۔پھر کیوں کیا یہ۔۔۔؟؟"

فیروز اسے واپس بازو سے دبوچتے اپنے مقابل کرتے دھاڑا تھا۔۔جب حانم نے اپنی نم آلود آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"تم پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔؟مارا کیوں مجھے۔۔۔؟؟"

حانم اپنے گال پر ہاتھ رکھتے اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چلائی تھی۔۔۔اس کے گال پر فیروز کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو چکے تھے۔۔۔

جبکہ اسے ہوش میں دیکھ کر فیروز رکا تھا۔۔

اسے یہی لگا تھا کہ حانم نشہ کر چکی ہے۔۔۔اسی وجہ سے اسے دوبارہ یہ گھٹیا حرکت کرتے دیکھ وہ اپنے اشتعال پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔ مگر اس کا تھپڑ کافی جاندار تھا۔۔۔حانم نے اسے وقوف بنایا تھا۔۔جو حانم پر ہی الٹا پر چکا تھا۔۔

"تم نے یہ سب نہیں لیا۔۔۔"

فیروز کا اشارہ الکوحل کی جانب تھا۔۔۔وہ ابھی بھی بے یقینی بھرے انداز میں کھڑا تھا۔۔۔حانم نے جس طرح اسے کال کر کے خود کو مارنے کی دھمکی دی تھی۔۔وہ سب ناٹک تھا۔۔۔

فیروز کا دماغ گھوم چکا تھا۔۔

"تم نے کال کر کے جھوٹ بولا۔۔۔"

فیروز اس کی کمر میں اپنی ہتھیلی پیوست کرتا سے اپنے قریب کرتا غضبناکی بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

"ہاں جھوٹ بولا۔۔مگر تم سے ایسے وحشیانہ حرکت کی امید نہیں تھی۔۔ ۔"

حانم کو اس کی گرفت سے شدید تکلیف ہو رہی تھی۔۔اس کا دائیاں گال جل رہا تھا۔۔

"جس کی تم جیسی جھوٹی اور نشئی بیوی ہو اس کی شوہر کو وحشی تو بننا ہی پڑے گا۔۔۔"

فیروز کا غصہ اب بھی ختم نہیں ہوا تھا۔۔اس لڑکی نے اس کی اتنے گھنٹوں کی محنت مٹی میں ملا کر رکھ دی تھی۔۔ صرف اپنے فضول سے جھوٹ کی وجہ سے۔۔

"میں بیوی نہیں ہوں تمہاری۔۔۔یہ سب اپنی اصلی بیوی کے ساتھ کرنا۔۔ دوبارہ اگر مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔"

حانم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس شخص کا منہ توڑ کر رکھ دے۔۔اتنے زور کا تھپڑ مارا تھا۔۔

تکلیف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ فیروز کو برا لگا تھا۔۔مگر یہ لڑکی اس کے ساتھ کرتی بھی تو یہی تھی۔۔۔

"کیوں بلایا تھا مجھے۔۔؟؟اور فون پر خود کو مارنے کی بکواس کیوں کر رہی تھی۔۔۔؟؟"

فیروز اب تھوڑا ڈھیلا پڑا تھا۔۔۔حانم کی کمر پر موجود اس کی گرفت نرم ہوئی تھی۔۔غصہ کم ہوتے ہی تھوڑے دل اور دماغ کھلے تو اس کی نظر حانم کی نکھرے نکھرے حلیے پر پڑی تھی۔۔اس نے شاید ابھی کچھ دیر پہلے شاور لیا تھا۔۔اس کے نم آلود بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔بنا میک اپ کہ

صاف شفاف دودھیا رنگت دلفریب لگ رہی تھی۔۔ جبکہ گلابی پھولے پھولے گالوں پر بنے اس کے انگلیوں کے نشان بہت زیادہ نمایاں تھے۔۔

اس کا گال سوج چکا تھا۔۔

فیروز کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ اسے شدید غصے میں بھی ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔ مگر اس لڑکی نے جس طرح اسے واپس بلایا تھا۔۔ اور جو منظر اس نے یہاں بنا رکھا تھا۔۔ فیروز اپنے غصے پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔

"اس لیے۔۔۔"

حانم نے جھک کر ٹیبل پر رکھا ریموٹ اٹھاتے ایل ای ڈی آن کی تھی۔۔

جب سامنے چلتی خبر پر فیروز کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔

جس کچی بستی میں ابھی کچھ دیر پہلے وہ جانے لگا تھا۔۔وہ بستی اس وقت آگ کی شعلوں کی لپیٹ میں تھی۔۔وہاں بلاسٹ ہوا تھا۔۔ہر شے راکھ ہو چکی تھی۔۔کچھ نہیں بچا تھا وہاں۔۔۔

ہر نیوز چینل پر اسی کی لائیو کوریج دکھائی جا رہی تھی۔۔اور حیرت کا اظہار اس بات پر کیا جا رہا تھا کہ کچھ گھنٹے پہلے اس بستی سے سب لوگوں کو نکال دیا گیا تھا۔۔وہ بستی بالکل خالی تھی۔۔

جس کا یہی مطلب تھا کہ یہ بلاسٹ صرف فیروز کو مارنے کے لیے کیا گیا تھا۔۔اور حانم اس بات سے واقف تھی اس لیے اس نے یہ جھوٹ بول کر فیروز کو بلایا تھا۔۔۔

"تم اس بارے میں کیسے جانتی تھی۔۔۔؟؟"

فیروز اس کی جانب واپس پلٹا تھا۔۔ جو ابھی بھی اپنے گال کو سہلا رہی تھی۔۔

" کبھی نہیں بتاؤں گی تمہیں۔۔۔ تم ایک جاہل اور گنوار انسان ہو۔۔ اب کچھ بھی ہوتا رہا نہیں بلاؤں گی واپس۔۔ اور ہاں ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔ حانم اتنی بے وقوف اور پاگل بالکل بھی نہیں ہے کہ تمہاری خاطر اپنے جان دے۔۔ جھوٹ بولا تھا میں نے خود کو مارنے والا۔۔ تاکہ تم فوراً واپس آؤ۔۔۔"

حانم اسے خفگی سے گھورتی وہاں سے جانے لگی تھی جب فیروز اس کی کمر کو واپس سے اپنے بازو میں دبوچتا اپنے قریب کھینچ گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس شخص کا خوف اور پوری طرح اس کے رحم و کرم پر ہونے کے خیال سے شاہنور نے فوراً سے جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگا لیا تھا۔ ارشیان نیازی کی

سخت نگاہوں کے خوف سے وہ یہ بھول چکی تھی کہ اس کی شال اس کے سر سے سرک کر اب اس کے بازوؤں پر آن پھسلی ہے۔۔۔اس کی شفاف چمکتی مانگ اور ناگن چٹیا ارشیان نیازی کے دل پر چھریاں چلا رہی تھی۔۔

اس نے ایک ہی سانس میں جوس ختم کرتے خالی گلاس ارشیان کو تھما دیا تھا۔۔

جو ارشیان نے تھام کر ٹیبل پر رکھتے وہاں سے کھسکتی شاہنور کو واپس اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔وہ اس کے کافی نزدیک تھی۔۔۔جلدی سے جوس پینے کی وجہ سے جوس کے کچھ قطرے اس کے ہونٹوں اور ٹھوڑی پر موجود تھے۔۔جو ارشیان نیازی کی تشنگی کو مزید ہوا دے گئے تھے۔۔

اس کی کمر میں بازو ڈالتے ارشیان نے اسے اپنے قریب تر کر لیا تھا۔۔

"خان پلیز۔۔۔"

شاہنور نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس سے فاصلہ برقرار رکھنے کی کوشش کی تھی جب اس کی دونوں کلائیوں کو تھام کر ارشیان انہیں اپنی کمر پر موڑتا اسے خود سے مزید قریب کر گیا تھا۔۔۔

شاہنور کا دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔ جبکہ ارشیان نیازی تو جیسے بھول چکا تھا کہ ان کے بیچ کبھی کچھ غلط ہوا ہے۔۔ وہ بس اتنا جانتا تھا کہ یہ لڑکی صرف اس کی تھی۔۔ دنیا میں سب سے زیادہ اگر کوئی شاہنور راجپوت پر حق رکھتا تھا تو وہ تھا۔۔۔ اس حسن پری کے حسین رعنائیوں چھلکاتے سراپے کو سراہنے اور محسوس کرنے کا حق صرف اس کا تھا۔۔

ارشیان کی نگاہیں بار بار ان جوس کے قطروں پر جا رہی تھیں۔۔ جو شاہنور کے ہونٹ اور گال پر گرے ہوئے تھے۔۔

وہ اپنے دل میں اٹھتے طوفان کے آگے بند نہیں باندھ پایا تھا۔۔ وہ جھکا تھا اور اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی شاہنور کی ٹھوڑی پر اپنی پہلی مہر محبت ثبت کر گیا تھا۔۔

اس کے پر تپش ہونٹوں کی حدت پر شاہنور ساکت ہوئی تھی۔۔ مگر ابھی وہ اس جھٹکے سے سنبھلی ہی نہیں تھی جب ٹھوڑی سے ہوتے وہ اس کے ہونٹوں پر پہنچتا ان جوس کے قطروں کو اپنے اندر اتار گیا تھا۔۔۔

"خان۔۔۔۔"

شاہنور نے اسے ہوش میں لانے کے لیے پکارنا چاہا تھا۔۔ مگر تب تک وہ شخص اس کے ہوش پوری طرح سے اڑا چکا تھا۔۔

شاہنور کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں مقید کرتے ارشیان پر سرور انداز میں آنکھیں موندے گیا تھا۔۔۔

جبکہ شاہنور بے یقینی کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ اپنے خان کی یہ گستاخی ملاحظہ کر رہی تھی۔۔ وہ دھیرے دھیرے اپنی سانسوں کو اس کے اندر انڈیل رہا تھا۔ جبکہ شاہنور جی جان سے لرز اٹھی تھی۔۔ اس کا پورا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔۔ اگر ارشیان نے اسے تھام نہ رکھا ہوتا تو وہ کب کی زمین بوس ہو چکی ہوتی۔۔

وہ اسے سانس لینے کا موقع بھی نہیں دے رہا تھا۔۔ آج اتنے وقت بعد جا کر تو اسے سکون ملا تھا۔۔ اس کی بے کل روح کو قرار آیا تھا۔۔ یہ لڑکی اس کی روح میں رچ بس گئی تھی۔۔

وہ لمحے بھر کو بھول چکا تھا کہ اس کی نازک سی نورے اس کی اتنی شدتیں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

شاہنور نے کمر سے اس کی شرٹ کو اپنی نازک مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔ اس کا دل اتنے زور سے دھک دھک کر رہا تھا جیسے آج ساری حدیں پار کر جائے گا۔۔۔

شاہنور کو لگ رہا تھا اگر مزید چند سیکنڈز تک اسے آزادی نہ ملی تو وہ اپنے سانسیں کھو دے گی۔۔۔ ارشیان نیازی کے لمس میں موجود بے قراری اور

دیوانگی میں کچھ ایسا تھا جو شاہنور کے دل و دماغ میں ایک سکون سا سرایت کرواگیا تھا۔۔وہ شخص اسے قبول کرنا چاہتا تھا۔۔

اسے اپنے قریب لانا چاہتا تھا مگر اس کی انا اور اکڑ اسے ایسا نہیں کرنے دے رہی تھی۔۔ارشیان کی تشنگی تو اس لمس سے مزید بڑھ گئی تھی۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کو ایسے ہی اپنی سانسوں میں الجھائے رکھے۔۔۔

مگر اسی کی نازک جان کا خیال کرتے ارشیان نے اس کی سانسوں کو آزادی بخش دی تھی۔۔شاہنور کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔اس کے ہونٹ اور ٹھوڑی خطرناک حد تک لال ہو چکے تھے۔۔۔جبکہ وہ گہرے گہرے سانس لیتی ارشیان نیازی کو مزید بہکا گئی تھی۔۔

وہ اب بھی پوری طرح ارشیان کے سہارے اس کے سینے پر سر رکھے کھڑی اپنے حواسوں کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔ جیسے ہی اس کی سانسوں کو اعتدال ملا وہ ارشیان کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

"آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی۔۔؟ میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے خان۔۔ پھر کیوں کر رہے ہیں یہ سب۔۔ جب آپ مجھے اپنی بیوی ہی نہیں مانتے۔۔ آپ کے نزدیک میری اہمیت ایک چیونٹی کے برابر بھی نہیں ہے تو پھر کیوں کر رہے ہیں یہ سب۔۔ آپ استعمال کرنا چاہتے ہیں مجھے۔۔۔ تاکہ میرے خاندان والوں سے بدلہ لے سکیں۔۔۔ نفرت کرتے ہیں نا آپ ان سب سے۔۔۔"

شاہنور کبھی اس شخص کے سامنے اتنا زیادہ اور اس لہجے میں بولنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ مگر پچھلے کچھ دنوں سے وہ جس طرح اس سے بی ہیو کر رہا تھا۔۔ اسے اہمیت دے رہا تھا۔۔

شاہنور وہ سب برداشت نہیں کر پارہی تھی۔۔ جو شخص اس سے شدید نفرت کرتا تھا۔۔ اس کا رویہ اچانک سے اتنا اچھا کیسے ہو سکتا تھا۔۔ شاہنور اب کوئی خوش فہمی نہیں پالنا چاہتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"جی جان زاراب۔۔۔ آپ ہی کی تو ہیلپ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔"

ایک لمحے کے لیے وہ اس کی سانسیں روکتا دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ جو ابھی بھی وائبریٹ کر رہا تھا۔۔ زاراب جو اس کی قربت کے نشے

میں مدہوش تھا۔۔۔ سکرین پر جگمگاتا صائم راجپوت کا نمبر دیکھ اس کے چہرے کے زاویے بدلے تھے۔۔

"اس کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟؟"

زاراب میرب کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر صائم کی کال پک کرتا فون کان سے لگا گیا تھا۔۔۔

"میرب کہاں ہو تم۔۔۔؟؟"

صائم کی فکر میں ڈوبی آواز زاراب کو غصے سے پاگل کر گئی تھی۔۔رقابت کا جذبہ پر احساس سے اوپر ہوتا تھا۔۔

"تم کون ہوتے ہو میری بیوی سے یہ سوال کرنے والے۔۔۔؟؟"

زاراب کی جانب سے کاٹ دار لہجے میں جواب دیا گیا تھا۔۔ جبکہ میرب نے آگے ہوتے زاراب سب موبائل لینا چاہا تھا۔۔ مگر زاراب نے اسے گھورتی نگاہوں سے دیکھتے خاموش رہنے کو کہا تھا۔۔

یہ لڑکی ہمیشہ اس کے کہے کے الٹ کرتی تھی۔۔۔

صائم میرب کے زاراب کے ساتھ ہونے کے خیال سے جل اٹھا تھا۔۔

"بیوی۔۔۔ بیوی کا مطلب بھی جانتے ہو زاراب نیازی۔۔۔ وہ لڑکی جس سے نکاح تم نے اپنی نام نہاد مردانگی دکھا کر اس کے خاندان سے بدلہ لینے کے لیے کی تھی۔۔ میرے نزدیک اس نکاح کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔ اور نہ تم جیسا بزدل انسان میرب کو ڈیزرو کر سکتا ہے۔۔ جو اتنے سال اپنے نکاح

سے ہی انکاری ہو۔۔ جس میں حوصلہ ہی نہ ہو اپنی بیوی کو دنیا کے سامنے قبول کرنے کا۔۔۔"

صائم بول رہا تھا جبکہ زاراب کے ساتھ ساتھ میرب بھی اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔ زاراب کے چہرے کے پتھریلے تاثرات میرب کو خوفزدہ کر رہے تھے۔۔ وہ صائم کی کنڈیشن بھی سمجھ رہی تھی۔۔ وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اتنے وقت میں میرب زاراب کے لیے کتنا تڑپی تھی۔۔ اس نے وہ وقت کتنی اذیت میں کاٹا تھا۔۔

صائم کو اب بھی یہی لگ رہا تھا کہ زاراب میرب کے لیے ٹھیک نہیں تھا۔۔ وہ اسے آگے جا کر بھی بہت اذیت دینے والا تھا۔۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ میرب زاراب کو چھوڑ دے۔۔ جو کرنا میرب کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔

"اچھا اور تم جیسا بہترین دوست ڈیز رو کرتا ہے میرب کو۔۔ جو اس کے پیٹھ پیچھے اسی کے شوہر کو مارنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔۔ اگر اتنے ہی ہمدرد ہو میرب کے تو میرے سامنے آکر میرے سینے پر گولی چلاؤ۔۔۔ میں نہیں روکوں گا تمہیں۔۔ مگر حسین راجپوت کے ساتھ جو پلاننگز چل رہی ہیں تمہاری۔۔ ان سے بھی ناواقف نہیں ہوں میں۔۔ پہلے پوری طرح میرب کے ہمدرد بن کر آؤ پھر بات ہو گی تم سے۔۔ اور رہی بات مردانگی اور بزدلی کی تو آنے والے وقت میں اس کا بھی جواب دے دوں گا۔۔ جواب تو ابھی بھی دے سکتا ہوں۔۔ مگر ابھی میں بہت زیادہ خوش ہوں۔۔ کچھ دوغلے چہروں کو بے نقاب کر کے میں اپنا اور اپنی بیوی کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

زاراب صائم کو اپنے مخصوص سرد اور ٹھنڈے لہجے میں جواب دیتا موبائل میرب کی جانب بڑھا گیا تھا۔۔ جو گم صُم سی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

زاراب کی لال آنکھیں اس کے شدید غصے میں ہونے کا پتا دے رہی تھیں۔۔ وہ سیگریٹ کا پیک اٹھاتا میرب کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔۔ وہ نہیں سننا چاہتا تھا کہ میرب صائم سے کیا بات کر رہی ہے۔۔ اسے میرب پر پورا بھروسہ تھا۔۔ جو اس جنم میں تو اپنے دل میں اس کی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔

نویرہ سلطان کا یوں اتنے قریب آکر دور چلے جانا برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ وہ ٹیرس پر جا چکا تھا۔۔ جب نویرہ اپنا حلیہ درست کرتی اسی کی شال اٹھا کر اپنے گرد اوڑھتی سلطان کے پیچھے ٹیرس پر آگئی تھی۔۔

جہاں وہ ریلنگ کے پاس کھڑا سیگریٹ پیتا خلاؤں میں کھویا ہوا تھا۔۔نویرہ دبے پیر چلتے ہوئے اس کے قریب آئی تھی۔۔سلطان کی آنکھیں خطرناک حد تک لال تھیں۔۔جو اس کے اندرونی اضطراب کا پتا دے رہی تھیں۔۔

"سلطان۔۔۔"

نویرہ نے دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے مخاطب کیا تھا۔۔

سلطان ویسے ہی کھڑا رہا تھا۔۔

"سلطان شاہ تم سیدھی طرح کیوں نہیں بول دیتے کہ تم اب مجھے اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے۔۔یہ نظر انداز کرنے کا کھیل کیوں شروع کر رکھا ہے۔۔

"

نویرہ اس کا بازو تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑتے نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ سلطان اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔ مگر ایسا کیا تھا جو اسے نویرہ کے قریب آنے سے روک رہا تھا۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔

نویرہ کی بات پر سلطان کے چہرے کے تاثرات مزید سخت ہوئے تھے۔۔ آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی تھی۔۔ اس نے آدھ جلا سیگریٹ زمین پر پھینکتے اسے اپنے پیر سے مسل ڈالا تھا۔۔ وہ درمیانی فاصلہ طے کرتا نویرہ کے بہت قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔

"اپنی آنکھوں کے سامنے اپنوں کو خون میں لت پت دیکھا ہے۔۔ وہ تین ہی تو تھے میرے اپنے۔۔۔ نہایت ہی بے دردی سے چھین لیا گیا انہیں مجھ سے۔۔۔ صرف اس جرم میں کہ میں نے تمہیں پانے کی خواہش کی

تھی۔۔۔اور ظلم کی انتہا دیکھو کے اتنے میں بھی رحم نہیں آیا اس انسان کو۔۔۔ تمہیں بھی چھین لیا مجھ سے۔۔ مجھ پر میرے ہی بھائی اور ان کی فیملی کے قتل کا الزام لگا دیا گیا۔۔اس کے بعد بھی حیوان نہ بنتا تو کیا کرتا۔۔۔ اس بے ضمیر اور وحشی بھیڑیوں سے بھری دنیا سے لڑنے کی خاطر میں ان جیسا ہی بن گیا۔۔پر میں جانتا ہوں تم مجھے ایسا قبول نہیں کرو گی۔۔میں تمہارے ساتھ زبردستی کر کے تمہیں اپنے ساتھ رکھ کر تمہاری زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا۔۔کیونکہ میں جانتا ہوں عنقریب تمہیں بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کی جائے گی۔۔۔جو برداشت نہ کر پاتے میں شیرہ کوٹ میں وہ قیامت برپا کروں گا کہ میرے دشمنوں کی نسلیں یاد رکھیں گی۔۔"

سلطان کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔نویرہ کا دل خوف سے رک سا گیا تھا۔۔

اس مقام پر اس شخص کو اس کے بھروسہ کی ضرورت تھی۔۔ وہ اس کی محبت۔۔ اس کا مجازی خدا تھا۔۔۔ جسے اب مزید بے اعتبار نہیں کر سکتی تھی وہ۔۔۔

"تم یہی سمجھ رہے تھے نا کہ یاور راجپوت سے رخصتی کی خاطر راضی ہوئی تھی میں۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔ میرا دل یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ تم اس دنیا میں نہیں رہے۔۔ میرا احساب دیئے بغیر تم مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے تھے۔۔ فیروز، ارشیان اور زاراب اچھے سے جانتے تھے کہ تم زندہ ہو۔۔ میرے کہنے پر ہی وہ اس شادی کے لیے راضی ہوئے تھے۔۔ ہمیں پورا یقین تھا تم ضرور آؤ گے۔۔۔ آج تک جو لڑکی اپنے باپ کے سامنے ایک بار بھی نہیں بولی وہ پوری دنیا کے سامنے اپنے باپ سے بغاوت کر کے تمہارے ساتھ چل پڑی۔۔۔ اور تم اب بھی یہی کہتے ہو کہ مجھے تم پر بھروسہ نہیں

ہے۔۔۔کیسے بھروسہ کروگے اس بات پر تم سلطان شاہ۔۔۔اپنی جان دے دوں پھر یقین آجائے گا۔۔۔ایک بار غصے میں بولی گئی میری بات کو اتنا سیریس لے گئے کہ دس سال پلٹ کر واپس نہیں دیکھا مجھے۔۔ایک بار بھی مجھ سے رابطہ کرنے یا بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔اور الزامات مجھ پر لگا رہے ہو۔۔"

نویرہ اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑے آج اس سے ہر حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔اس شخص نے اس کی لائف کو مذاق بنا کر رکھ دیا تھا۔۔

جبکہ سلطان جو کچھ لمحے پہلے تک اذیت کی بھٹی میں جل رہا تھا۔۔اس وقت نویرہ کے ہونٹوں سے اقرار سنتے اسے لگ رہا تھا جیسے دنیا بھر کی راحت اس کے قدموں میں ڈال دی گئی ہو۔۔

وہ ہمیشہ سے یہی تو چاہتا تھا کہ پوری دنیا چاہے اس کے خلاف ہو جائے۔۔ بس اس کی نویرہ اس کے ساتھ ہونی چاہیے۔۔ آج وہ قرار مل چکا تھا اسے۔۔

نویرہ غصے سے بپھری بولتے یہ دیکھ ہی نہیں پائی تھی کہ کب اس کی شال اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر چکی تھی۔۔ اتنی شدید ٹھنڈ میں ہر احساس بھلائے وہ بس اس شخص کو اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور وہ سب برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔ جو شخص اس سے شدید نفرت کرتا تھا۔۔ اس کا رویہ اچانک سے اتنا اچھا کیسے ہو سکتا تھا۔۔ شاہنور اب کوئی خوش فہمی نہیں پالنا چاہتی تھی۔۔

اسے لیے اسے لگا تھا شاید ارشیان یہ جان بوجھ کر کر رہا ہے صرف اسے استعمال کرنے کے لیے۔۔ مگر اس کا دل اب بھی اس شخص کے لیے ایسا سوچنے اور ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔

شاہنور بھیگتی آنکھوں سے اس پر الزام لگاتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔

جب ارشیان اسے نہایت ہی نرمی کے ساتھ اس کی کلائی سے تھام کر اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔ اتنا کے دونوں کی سانسیں الجھنے لگی تھیں۔۔

"میں نہیں جانتا مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔ مگر بس اتنا جانتا ہوں کہ تم اچھی لگنے لگی ہو مجھے۔۔۔ تمہارا قریب رہنا میرے دل کو سکون پہنچانے لگا ہے۔۔ تمہیں چھو کر میری روح کو قرار ملتا ہے۔۔ جس انسان نے آج تک کبھی کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیا وہ تمہاری قربت کے پیچھے خوار ہو رہا ہے۔۔

تمہیں نہ دیکھوں تو دل و دماغ میں بے چینی سی رہتی ہے۔۔ مگر جیسے ہی تک سامنے آتی ہو سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔ اتنا خوش تو میں زندگی میں کبھی نہیں رہا جتنا تمہارے قریب آنے سے ہوتا ہوں۔۔ یہ کونسا جذبہ مجھے علم نہیں ہے۔۔ نہ میں اس سب کو کوئی نام دینا چاہتا ہوں۔۔ ہاں بس اتنا ضرور علم ہے کہ تمہارے قریب ہونے سے مجھے سکون ملتا ہے۔۔ اور اپنا سکون پانے کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔۔۔"

ارشیان جھک کر ایک بار پھر اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیتا شاہنور کو ہلا کر رکھ گیا تھا۔۔ اسے لگا تھا کہ اس کی باتوں سے ارشیان نیازی غصہ کر جائے گا۔۔ اسے نکال دے گا یہاں سے۔۔۔ مگر وہ تو واقعی اس کے لمس کے پیچھے پاگل ہو چکا تھا۔۔

"یہ سچ ہے کہ نفرت کرتا ہوں تمہارے خاندان سے۔۔ مگر ابھی میں نے اپنی نفرت دکھائی ہی نہیں۔۔ جس دن بدلہ لوں گا ان سے تو پوری دنیا کے سامنے لوں گا۔۔ جس کے بعد ان میں سے کسی کو بھی دوبارہ سانس لینے کا موقع نہیں ملے گا۔۔ ارشیان نیازی کا انتقام پوری دنیا دیکھے گی۔۔۔ مگر تم کبھی اس انتقام کا حصہ نہیں رہو گی نورے۔۔ اس بات کو دوبارہ کبھی اپنے لبوں پر مت لانا۔۔۔ ورنہ میرا اوار سہہ نہیں پاؤ گی۔۔"

اس کے لال بھیگے ہونٹوں سے نگاہیں چراتے اس کی شفاف چمکتی مان پر لب رکھتے ارشیان اسے اپنی گرفت سے آزاد کر چکا تھا۔۔

شاہنور ہونٹ واں کیے یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ خوش ہو یا غمگین۔۔ اس شخص نے اپنی محں ت کا اظہار تو کیا ہے نہیں تھا۔۔۔ کیا وہ اس سے محبت کرتا تھا یا صرف اس کا عادی ہو رہا تھا۔۔

شاہنور مزید الجھ چکی تھی۔۔

"ایسے مت دیکھو۔۔۔میں پھر سے بہک گیا تو مشکل تمہارے لیے ہو گی۔۔۔"

ارشیان اس کے دیکھنے پر چوٹ کرتے بولا تھا۔۔ جس پر گڑبڑاتے شاہنور فوراً سے نگاہیں ہٹا گئی تھی۔۔ اس نے زمین کو چھوتی شال کو ٹھیک کرنا چاہا تھا۔۔۔

شاہنور جو ایک بار شال کو خود سے لپیٹ چکی تھی وہ خان کی جارحانہ کارروائی کی وجہ سے پھر سے پھسل چکی تھی۔۔ وہ واقعی اتنی بڑی شال تھی کہ دو شاہنور آرام سے سماں سکتی تھیں اس میں۔۔ ارشیان نیازی کو وہ شال دیکھ کر کوفت محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ بنا اسے کوئی جواب دیئے روم سے جانے لگی تھی۔۔ جب ارشیان نے اب کی بار بھی اسے جانے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔ اس کا دل اس لڑکی کو جانے دینے پر آمادہ ہی نہیں تھا۔۔ اوپر سے وہ جس طرح اس سے نگاہیں چراتی گلابی چہرے کے ساتھ شرماتی ارشیان کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"خان سائیں پلیز۔۔۔ جانے دیں مجھے۔۔۔"

شاہنور اس کی گرفت سے اپنی کلائی نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جو ارشیان کے تھامنے سے ہی لال ہو چکی تھی۔۔

"باہر کافی لوگ موجود ہیں۔۔۔ ان کے سامنے کیسے جاؤ گی۔۔؟"

ارشیان نے اسے روکنے کی خاطر جھوٹ بولا تھا۔۔ باہر کوئی بھی نہیں تھا۔۔ اگر کوئی ہوتا بھی تو اس کے ایک بار کہنے سے ہٹ جاتا۔۔ لیکن وہ ایسا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔

وہ جانتا تھا یہ ڈرپوک سی لڑکی اتنے لوگوں کے سامنے کبھی اس کے کمرے سے نہیں نکلے گی۔۔ اس لیے اسے مزید کچھ دیر اپنے قریب رکھنے کی خاطر ارشیان نے ایسا کیا تھا۔۔

شاہنور نے اس کی بات پر گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو کریم کلر کے لباس میں مسکراتی آنکھوں اور تیکھے مغرور نقوش کے ساتھ شاہنور کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔ بلاشبہ وہ وجاہت کا شاہکار بہت ہی خوبصورت مرد تھا۔۔

جسے پانے کی چاہ ہر لڑکی کرتی تھی۔۔ لیکن وہ خوبصورت مرد اندر سے اتنا ہی پتھر دل اور بے رحم تھا۔۔

شاہنور کی آنکھوں میں نمی چھلک پڑی تھی۔۔ اس نے اپنی شال درست کرتے ارشیان کی جانب سے اپنا رخ پھیر لیا تھا۔۔ ارشیان نے گہرا بوجھل سانس ہوا میں خارج کرتے خود کو ٹوکا تھا۔۔ وہ خود ہی اسے خود سے دور کرنے کا باعث تھا۔۔

"کیا ہمارے بیچ صلح ہو سکتی ہے۔۔۔؟؟"

ارشیان نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔ جو نہ تو بیٹھ رہی تھی نہ اس کی جانب پلٹ رہی تھی۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کسی بھی لمحے یہاں سے بھاگ نکلے۔۔

"نہیں۔۔۔"

نروٹھے لہجے میں جواب آیا تھا۔۔اس جانب سے شاہد خفگی بھرے انداز میں جواب دیا گیا تھا۔۔جبکہ ارشیان نیازی تو اس لڑکی کے غصے پر بھی مر مٹا تھا۔۔۔

"اوکے میں کوشش کرتا رہوں گا۔۔"

ارشیان نے آگے بڑھتے اس کے لیے دروازہ کھول دیا تھا۔۔باہر کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔شاہنور ایک سیکنڈ کی بھی دیری کیے بغیر وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ ارشیان کرنے ہی لمحے وہاں کھڑا یہ سوچتا رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کی بدگمانی کیسے دور کرے گا۔۔اسے پہلے والی شاہنور چاہیے تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم تو میری خیر خواہ نہیں تھی نا۔۔ پھر میری جان کیوں بچائی۔۔۔؟؟"

فیروز اسے خود سے قریب کرتا اس کے گال کو چھو گیا تھا۔۔ اس نے اپنی لائف میں بہت ساری غلطیاں کہ تھیں۔۔ مگر حانم پر ہاتھ اٹھانا اس کی لائف کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔ جس کی کوئی معافی نہیں تھی۔۔

اس گستاخی پر وہ خود کو کیا سزا دینے والا تھا۔۔ یہ تو وہ ڈیسائیڈ کر چکا تھا۔۔ مگر پہلے وہ اس غلطی کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔۔

"ہاں کیوں کہ میں چاہتی ہوں تم میرے ہاتھوں مرو۔۔"

حانم اس سے خفا نظر آرہی تھی۔۔

"معافی مل سکتی ہے۔۔۔"

فیروز اس کی جانب جھکا تھا جب حانم اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے دباؤ
ڈالتی اسے دور دھکیل گئی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔"

حانم اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے بولی۔۔

"مجھے لگا تم نے نشہ کیا ہے پھر سے۔۔۔ مگر میں بہت گلٹی ہوں اپنی اس حرکت پر۔۔مجھے تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔ تم مجھے جو سزا دینا چاہو دے سکتی ہو۔۔۔"

فیروز اسے آزاد کرتا گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔۔۔جبکہ حانم فوراً پیچھے ہوئی تھی۔۔ آج تک اسے اتنی اہمیت کہیں سے نہیں ملی تھی جتنی یہ شخص اسے دے جاتا تھا۔۔

"جاؤ معاف کیا ایس پی۔۔۔ کیا یاد کرو گے۔۔ میرے جیسی لڑکی پوری دنیا میں کہیں نہیں ملے گی تمہیں۔۔۔"

حانم اپنی آنکھوں میں امڈ آنے والے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی اس کے سامنے سے ہٹی تھی۔۔۔ وہ اس شخص کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔

"جانتا ہوں۔۔۔"

فیروز ابھی بھی ویسے ہی بیٹھا تھا۔۔ اس نے دور جاتی حانم کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی گود میں کھینچ لیا تھا۔۔۔

"ایس پی پلیز۔۔۔۔"

حانم ابھی بول ہی رہی تھی جب فیروز اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اس کے دائیں گال پر اپنے لبوں سے مرہم رکھتا حانم کو منجمند کر گیا تھا۔۔ وہ بہت ہی محبت اور عقیدت سے اسے چھو رہا تھا۔۔

حانم کے لیے یہ احساس بہت نیا اور انوکھا تھا۔۔ وہ اس لمحے اس سے دور نہیں ہو پائی تھی۔۔ وہ دونوں اس وقت نیچے کارپٹ پر بیٹھے تھے۔۔

جب اسی لمحے ان کی ونڈوز پر فائرنگ کی گئی تھی۔۔ تمام کھڑکی اور دروازوں پر اندھادھند فائرنگ کی جارہی تھی۔۔ یہ سب کچھ بہت اچانک ہوا تھا۔۔ حانم تو فوری طور پر کچھ سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔ جبکہ فیروز فوراً الرٹ ہوتا حانم کو اپنے سینے سے لگاتا نیچے کی جانب جھکا تھا۔۔

فائرنگ کی آوازیں بہت ہی بھیانک تھیں۔۔جو ان دونوں کے لیے ہی نئ نہیں تھیں۔۔

مگر اس طرف دن دھاڑے ان کے فلیٹ پر کی جانے والی فائرنگ عام بات نہیں تھی۔فائرنگ کا سلسلہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں رکا تھا۔۔وہ لوگ بہت بڑی تعداد میں تھے۔۔ ٹیرس پر ان کے قدموں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔۔

"یہ لوگ تمہیں مارنے آئے ہیں۔۔۔"

حانم نے اس کے سینے سے چہرا اٹھا کر خوف زدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اسے اپنی جان سے زیادہ اس وقت فیروز کی جان پرواہ تھی۔۔ اسے وہ لوگ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔۔اتنے احتیاط سے فائرنگ ہی اسی

وجہ سے کر رہے تھے تاکہ حانم کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔۔ورنہ جس تعداد میں وہ تھے۔۔اب تک فیروز کو ختم کر چکے ہوتے۔۔۔

" جانتی ہو ان لوگوں کو۔۔پھر بھی مجھے نہیں بتا رہی کون ہیں یہ۔۔اور میرے مرنے کا زیادہ ڈر ہے بھی تمہیں۔۔اگر ان کے ساتھ ملی ہوئی ہو تو مجھے کیوں بچانا چاہتی ہو۔۔"

فیروز کے چہرے پر زرا سا خوف بھی نہیں تھا۔۔وہ اب بھی حانم کو ہی کور کیے ہوئے تھا۔۔حانم کے بکھرے بالوں کی مسحور کن خوشبو فیروز کی سانسوں کو معطر کر رہی تھی۔۔اتنی سیریس سچویشن میں بھی اس نے جھک کر اس کے بالوں کو چھوتے ان کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا تھا۔۔۔

"تمہارے خیر خواہ ہیں لگتا ہے۔۔کافی بچا بچا کر فائرنگ کر رہے ہیں۔۔ لگتا ہے مجھ سے تمہیں تھپڑ مارنے کا بدلہ لینے آئے ہیں۔۔۔"

زاراب کی لال آنکھیں اس کے شدید غصے میں ہونے کا پتا دے رہی تھیں۔۔وہ سیگریٹ کا پیک اٹھاتا میرب کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔۔وہ نہیں سننا چاہتا تھا کہ میرب صائم سے کیا بات کر رہی ہے۔۔اسے میرب پر پورا بھروسہ تھا۔۔جو اس جنم میں تو اپنے دل میں اس کی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔

"میرب جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے نکلو۔۔۔"

صائم میرب کی آواز سنتے ہی بے چینی سے بولا تھا۔۔۔

"کیوں۔۔؟؟"

میرب کو صائم کا یوں آرڈر دینا اور زاراب کو وہ الفاظ کہنا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔زاراب نے اس کے ساتھ جو بھی کیا تھا اس کا حساب وہ خود لینا چاہتی تھی۔۔وہ کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی تھی کہ اس کے شوہر سے اس انداز میں بات کی جائے۔۔۔

"کیونکہ وہاں تمہارے لیے خطرہ ہے۔۔"

صائم اسے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔

"صائم جہاں زاراب نیازی میرے ساتھ موجود ہے وہاں مجھے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔۔۔"

میرب صائم کی اگلی بات سنے بغیر ہی کال کاٹ چکی تھی۔۔اسے واپس تو جانا ہی تھا۔۔مگر صائم کے سامنے وہ زاراب کو نیچا نہیں دیکھا سکتی تھی۔۔

میرب اٹھ کر زاراب کے پیچھے گئی تھی۔۔جو سیگریٹ نوشی میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔

"زاراب نیازی بس کر دو اس کو پینا۔۔۔"

میرب اس کے ہاتھ سے سیگریٹ چھین کر ٹیرس سے نیچے اچھال چکی تھی۔۔

زاراب نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔یہ حرکت اس کے لیے ناقابلے قبول تھی۔۔مگر میرب راجپوت پر تو زاراب نیازی کے سات خون معاف تھے۔۔

"میں لینے آؤں گا میرے ساتھ آنے سے انکاری تو نہیں ہو گی نا۔۔۔"

زاراب کا لہجہ بالکل بے تاثر تھا۔۔۔

"کیوں تمہیں کیا لگتا ہے میں نہیں آؤں گی۔۔۔؟؟"

میرب نے الٹا اسی سے سوال کیا تھا۔

"ہو بھی سکتا ہے۔۔۔"

زاراب نے دوبارہ سیگریٹ سلگھانا چاہا تھا۔۔ اسے سیگریٹ کی شدید طلب ہو رہی تھی۔۔ مگر میرب ایک بار پھر سے اس کے ہاتھ سے سیگریٹ چھین کر دور اچھال چکی تھی۔۔

جس پر زاراب اس کی کلائی تھام کر کمر پر موڑتا اسے خود سے قریب کر گیا تھا۔۔

"میں لینے آؤں گا تمہیں۔۔ اگر تم نے آنے سے انکار کیا تو زبردستی اٹھا کر لے آؤں گا۔۔ مگر تمہیں آنا ہو گا۔۔۔"

زاراب کے لہجے میں ایک عجیب سا جنون تھا۔۔ آنکھوں کی سرخی کئی گنا بڑھ گئی تھی۔۔ وہ ایسا کیوں سوچ رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ آنے سے انکاری ہو جائے گی۔۔ میرب یہ بات نہیں جانتی تھی۔۔

زاراب جھکا تھا اور میرب کے چہرے کے ایک نقش کو چھوتا اس کے چہرے کو لال کر گیا تھا۔۔ اس کی تشنگی ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اس لڑکی کو ہر حال میں اپنے قریب دیکھنا چاہتا تھا۔۔

وہ صرف اس کی بن کر رہے۔۔ مگر آنے والا وقت پھر سے اس کی میرب کو اس سے چھیننے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تمہارے خیر خواہ ہیں لگتا ہے۔۔ کافی بچا بچا کر فائرنگ کر رہے ہیں۔۔ لگتا ہے مجھ سے تمہیں تھپڑ مارنے کا بدلہ لینے آئے ہیں۔۔۔"

فیروز کی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے حانم مزید پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جس کے نتیجے میں اس کا سر زمین سے ٹکرایا تھا۔۔ فیروز جو پوری طرح اس پر جھکا ہوا تھا۔۔ وہ مزید اس کے اوپر حاوی ہو چکا تھا۔۔

یہ منظر دیکھ حانم کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔ وہ اس شخص کے کافی قریب آگئی تھی۔۔ اسے باہر ہوتی فائرنگ اتنی خوفزدہ نہیں کر رہی تھی۔۔ جتنا فیروز نیازی کی قربت اس کے ہوش اڑا رہی تھی۔۔۔

"میرا خیر خواہ اس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔ یہ لوگ میرے خیر خواہ نہیں بلکے تمہارے دشمن ہیں۔۔ کیسے ایس پی ہو اپنے دشمنوں کو ہی نہیں پہچان پا رہے۔۔۔"

حانم نے فیروز کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جماتے درمیانی فاصلہ برقرار رکھنا چاہا تھا۔۔۔اس شخص کی قربت برداشت کرنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔

باہر فائرنگ سب بھی جاری تھی۔۔ کھڑکیاں دروازے بالکل ٹوٹ چکے تھے۔۔۔فیروز کی جانب سے حملے کے ڈر سے وہ لوگ اندر نہیں آرہے تھے۔۔

"وہ لوگ کسی بھی وقت اندر آسکتے ہیں۔۔ تم الرٹ رہو۔۔"

حانم اس کا دھیان خود سے ہٹا کر اندر داخل ہونے کے لیے تیار لوگوں پر ڈالنا چاہتی تھی۔۔

وہ دونوں بالکل صوفے کی اوٹ میں تھے۔۔

"تم مجھے الرٹ رہنے کہاں دے رہی ہو۔۔۔"

فیروز کا اشارہ اس کے بکھرے بالوں کی جانب تھا۔۔جو بار بار اس کے چہرے پر آرہے تھے۔۔ جنہیں ایک ادا سے جھٹکتی وہ فیروز نیازی کو گھائل کررہی تھی۔۔۔ کئی بال اس کے ہونٹوں کے کنارے پر اٹکے ہوئے تھے۔۔

فیروز نے گن نکالی تھی۔۔ایک آدمی اندر داخل ہورہا تھا۔۔۔

فیروز کا دھیان اس شخص سے زیادہ حانم کے ہونٹوں سے اٹکے بالوں پر تھا۔۔ اسنے جھک کر حانم کے ہونٹوں کے قریب گن کے جاتے دھیرے سے ان بالوں کو ہونٹوں سے جدا کیا تھا۔۔ جس کے بعد اس کے دل کو کچھ راحت ملی تھی۔۔ یہ عمل نہایت ہی نرمی اور محبت سے کیا گیا تھا۔۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی گن کا رخ ان لوگوں کی جانب کرتا غضبناک ہوا تھا۔۔اس کی گن سے نکلنے والی گولیاں ان لوگوں کی کھوپڑیاں اڑا گئی تھیں۔۔

فیروز نیازی کے نشانے کبھی چوکتے نہیں تھے۔۔حانم نے آج یہ دیکھ لیا تھا۔۔وہ ایک ایک کرکے اندر داخل ہوتے لوگوں کو ختم کررہا تھا۔۔جب اسی لمحے اسے اپنے سینے پر کسی نوکیلی شے کا احساس ہوا تھا۔۔

اس نے پلٹ کر حانم کی جانب دیکھ تھا۔۔جو آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے فیروز نیازی کے سینے کے مقام پر اپنی گن رکھے اسے انتقامی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔اس کے چہرے پر کسی قسم کی مہلت نہیں تھی۔۔۔

"جانتے ہو ان لوگوں سے کیوں بچایا میں نے تمہیں۔۔ کیونکہ میں خود مارنا چاہتی ہوں تمہیں۔۔۔ حبیب الہیٰ یاد ہے۔۔ سلطان شاہ کو گرفتار کرنے کی خاطر جسے بہت بے دردی سے مار دیا تھا تم نے۔۔ اسی کچی بستی میں ایسے ہی اس کے سینے میں گولیاں اتاری تھیں۔۔ باپ مانتی تھی میں اسے۔ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔ بے گناہ تھا وہ۔۔ کیوں مارا اسے۔۔۔"

حانم نے بہت زور سے اپنے گن کی نال اس کے سینے میں کھبو رکھی تھی۔۔ اگر غلطی سے بھی اس کا ہاتھ دب جاتا تو فیروز کا کام تمام ہو جانا تھا۔۔

مگر حانم نے اب غلطیاں کرنا چھوڑ دی تھیں۔۔

فیروز شاک کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس نے ایک بار بھی حانم کو دور کرنے یا گن ہٹانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔وہ جس کی بات کر رہی تھی فیروز اچھے سے سمجھ چکا تھا۔۔

"وہ سلطان کا خاص آدمی تھا۔۔بہت غلط کاموں میں ملوث تھا۔۔۔"

فیروز بس اتنا ہی بول پایا تھا۔۔

"نہیں تھا ایسا۔۔۔ تمہیں ہمیشہ سے بنا سچائی جانے الزامات لگانے کی عادت ہے فیروز نیازی۔۔۔اصل بات جانے بغیر سزا سنا دیتے ہو۔۔۔ایک بے گناہ کو مارا تھا تم نے۔۔"

حانم کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔۔اسے حبیب الٰہی کی وہ خون میں لت پت لاش یاد آتے اس کے دل کو تڑپا رہی تھی۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فیروز نیازی کا سینہ چیر دے۔۔

"اپنے گھمنڈ اور طاقت کے نشے میں بہت غلط کیا ہے تم نے فیروز نیازی۔۔ اتنی آسانی سے تو نہیں ماروں گی میں تمہیں۔۔تڑپو گے تو تم بھی۔۔۔"

حانم اس شخص پر گولی نہیں چلا پائی تھی۔۔اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ کر نیچے گری تھی۔۔جبکہ فیروز ساکت سا بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جواب اس سے دور ہوتی فلیٹ سے نکل گئی تھی۔۔

"سلطان شاہ بہت ڈبل گیم کھیل رہا ہے ہمارے ساتھ۔۔شکریہ حانم۔۔تم نے جانے انجانے میں اس شخص کا سارا کھیل سمجھا دیا ہے مجھے۔۔۔"

فیروز اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔اصل مذاق تو زندگی نے اس کے ساتھ کیا تھا۔۔۔جو لڑکی آہستہ آہستہ اس کے دل میں بسنے لگی تھی۔۔اسے ہی اس کا دشمن بنا کر اس کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ غصے سے بھری بولتے یہ دیکھ ہی نہیں پائی تھی کہ کب اس کی شال اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر چکی تھی۔۔اتنی شدید ٹھنڈ میں ہر احساس بھلائے وہ بس اس شخص کو اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

سلطان آگے بڑھا تھا اور اس کے دلفریب وجود کو اپنے شال میں قید کر گیا تھا۔۔

نویرہ نے پیچھے سرکنا چاہا تھا مگر سلطان نے اسے اجازت نہیں دی تھی۔۔۔

اتنے عرصے میں پہلی بار سلطان کی آنکھیں مسکرائی تھیں۔۔ جیسے اسے اس دنیا کی سب سے بڑی خوشی مل گئی ہو۔۔

"آئم سوری۔۔۔"

نویرہ کے گال پر بوسہ دیتے وہ اس سے اپنے کیے کی معافی مانگنے لگا تھا۔۔۔

"ہر اس آنسو کے لیے جو میری وجہ سے بہا ہے۔۔"

سلطان نے اس کے دوسرے گال پر اپنا بر حدت لمس چھوڑا تھا۔ نویرہ اس شخص کے ایک دم بدلتے موڈ پر سٹپٹا سی گئی تھی۔۔ اب ٹھنڈ کا احساس بھی شدت سے ہوا تھا۔۔

جب سلطان اس کے نازک وجود کو اپنے کسرتی بازوؤں میں اٹھائے اندر آگیا تھا۔۔اندر آجانے کے بعد بھی نویرہ اب ٹھنڈ سے نہیں اس شخص کی قربت سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

"آئم سوری ہر اس اذیت کے لیے جو میری وجہ سے برداشت کی تم نے۔۔۔"

سلطان اس کے کندھے سے پلو سرکاتے اپنے نام پر شدت بھرا لمس چھوڑتا نویرہ کی جان نکال گیا تھا۔۔نویرہ ہولے سے کسمسائی تھی۔۔۔

"سلطان۔۔۔"

نویرہ دھیرے سے منمنائی تھی۔۔

"بولو۔۔۔جانم۔۔۔۔"

سلطان اس کی دلفریب قربت میں بالکل بہک چکا تھا۔۔

"مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

نویرہ اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرتی سلطان کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔

"ڈرنا بھی چاہیے۔۔ جتنا تڑپایا ہے مجھے اب تک اس کا حساب بھی تو دینا ہے۔۔ ویسے آج تمہیں یہ ساڑھی نہیں پہننی چاہیے تھی۔۔۔ میرے بھڑکتے جذبات پر پیٹرول ڈالنے کا کام کر رہی ہے یہ۔۔۔"

سلطان اس کی دودھیا بازو پر اپنے لبوں سے محبت کی داستان لکھتا نویرہ کی دھڑکنوں کو بے کل کر گیا تھا۔۔ اس کے سلیولیس بلاؤز سے جھانکتی دودھیا

بازو نجانے کب سے سلطان کے دل پر قیامت برپا کیے ہوئے تھے۔۔ جن کا حساب ان سے بے باک کرتا وہ انہیں لال کر گیا تھا۔۔

"مم میں چینج کر کے آتی ہوں۔۔۔"

نویرہ نے فوراً پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔ مگر سلطان اس کے پلو کو اپنی گرفت میں لیتا اسے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ پر لپیٹتا اسے خود سے قریب کرنے لگا تھا۔۔

"سلطان پلیز۔۔"

نویرہ اس شخص کی شوخیوں پر نگاہیں تک نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔ اس کی ساڑھی پوری طرح سے سلطان کی گرفت میں تھی۔۔

"آپ کو زحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔ میں ہوں نا اس کام کے لیے۔۔۔"

اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کرتے وہ اسے اپنے وجود کا حصہ بناتا اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔ دھیرے دھیرے وہاں اپنی گرم سانسیں چھوڑتا وہ نویرہ کو اس کے ہوش بھلانے لگا تھا۔۔

"اب بھی دور جانے کی کوشش کرو گی۔۔۔"

سلطان کے لبوں نے اب اس کی ٹھوڑی کو چھوتے نیچے کا سفر طے کیا تھا۔۔

نویرہ نے اس کی شرٹ کو سینے سے دبوچ لیا تھا۔۔ اس سے اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہ پانا محال ہو رہا تھا۔۔

"تم جیسے گینگسٹر کے سامنے میری کہاں چل سکتی ہے۔۔"

نویرہ کے ہونٹوں سے بے اختیار پھسلا تھا۔۔

"ہاہاہاتم سے کس نے کہا ہے میں گینگسٹر ہوں۔۔؟"

سلطان ہمیشہ اس کے منہ سے نکلا یہ لفظ انجوائے کرتا تھا۔۔اس کے کان کی لوح کو ہونٹوں سے چھوتا وہ اسے خود سے قریب تر کر گیا تھا۔۔

نویرہ اسے جواب دینے کے قابل نہیں بچی تھی۔۔اس شخص کی قربت سر چڑھ کر بول رہی تھی۔۔وہ دھیرے دھیرے اس پر اپنا سحر طاری کرتا اسے اپنے محبت کی دنیا میں لے جا رہا تھا۔۔جہاں سے اب واپس لوٹنا نویرہ کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔۔

"تم میری زندگی ہو نویرہ۔۔جس کے بغیر اب میرا رہ پانا ناممکن ہے۔۔آج میں تمہیں اپنی سانسوں سے بھی قریب کر لوں گا تاکہ تم چاہو بھی تو مجھ سے جدا نہ ہو پاؤ۔۔۔"

دھیرے دھیرے اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا وہ اسے اپنی بے پناہ محبت سے معتبر کر رہا تھا۔۔

اس شخص کی شدتیں اور بے پناہ محبت سہتی نویرہ اس کی محبت پر ایمان لاتی دھیرے سے اس کے سینے پر اپنا سر ٹکا گئی تھی۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"میرب تم کیوں گئی خان حویلی۔۔۔؟؟ تم جانتی ہو تمہاری یہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں تمہیں اور ہماری پارٹی کو کتنا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔۔۔؟"

صائم کو میرب سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔

"تم جانتے تھے دادا جان زاراب کو مارنے کی پلاننگ کر رہے تھے۔۔؟ تم نے بتایا کیوں نہیں مجھے۔۔۔"

میرب صائم پر بہت بھروسہ کرتی تھی۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ صائم اس سے اتنی بڑی بات چھپا سکتا ہے۔۔

"ہاں جانتا تھا۔۔۔اور اس معاملے کو اپنے طریقے سے ڈیل کر رہا تھا۔۔دادا جان جتنے غصے میں تھے۔۔میں سمجھ گیا تھا کہ وہ زاراب نیازی سے انتقام لینے کے لیے کچھ ضرور کریں گے۔۔اسی وجہ سے ان کے ساتھ شامل ہوا تاکہ انہیں کسی بھی غلط کام سے روک سکوں۔۔۔تمہیں مجھ پر اتنا بھروسہ ہونا چاہیے میرب کہ میں کبھی تمہیں دھوکا نہیں دوں گا۔۔"

صائم کو میرب کے لہجے کی بے یقینی نے ہرٹ کیا تھا۔۔جبکہ اس کی بات پر میرب اثبات میں سر ہلاتی اس پر یقین ہونے کا اقرار کر گئی تھی۔۔صائم اس کا بچپن کا دوست تھا۔۔اسے بھروسہ تھا کہ وہ اس کے ساتھ کبھی غلط نہیں کرے گا۔۔

"زاراب نیازی کی مقبولیت آئے روز بڑھتی ہی جارہی ہے۔۔اتحاد لیگ اب کافی پیچھے رہ گئی ہے۔۔خوشی کی بات یہ ہے کہ ہماری پارٹی اب اکثریت میں دوسرے نمبر پر آگئی ہے۔۔اگر ہم اتحاد لیگ والوں کے ساتھ ہاتھ ملالیں تو ہم سب مل کر زاراب نیازی کو ہرا سکتے ہیں۔۔۔"

صائم بول رہا تھا جبکہ میرب کو اس کا انداز بہت عجیب سا لگا تھا۔۔جیسے اس کا مقصد جیتنا نہ ہو بلکہ زاراب نیازی کو ہرانا ہو۔۔۔

"اس شخص کو ہرانا آسان کام نہیں ہے۔۔ہم چار پارٹیز کو بھی ملالیں تب بھی اسے ٹکر نہیں دے پائیں گے۔۔جیتنا تو میں بھی چاہتی ہوں زاراب نیازی سے۔۔مگر اس شخص کی ذہانت اور بہادری کا مقابلہ کرنا آسان کام بالکل بھی نہیں ہے۔۔ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا۔۔۔"

میرب کی بات پر صائم خوش ہوا تھا۔۔کسی معاملے میں تو وہ اس کے ساتھ تھی۔۔

"تم اس رخصتی کے لیے تیار ہو۔۔تم پر کسی قسم کا پریشر نہیں ہے میرب۔۔ تم جو فیصلہ بھی کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔"

صائم اب بھی یہی چاہتا تھا کہ میرب اس رخصتی سے انکار کر دے۔۔

"میرب راجپوت کو پریشر میں لانا آسان کام نہیں ہے صائم۔۔میں نے اب تک اپنی لائف میں جو بھی کیا ہے۔۔اپنی مرضی سے کیا ہے۔۔اور اب آگے بھی ایسا ہی کروں گی۔۔۔"

میرب کا لہجہ مضبوط اور اٹل تھا۔۔ اس کا یہی انداز شیرہ کوٹ کے مردوں کو نہیں پسند تھا کہ وہ کسی کی بات کو خاطر میں نہیں لاتی تھی۔۔ مگر یہ ایٹی ٹیوڈ اسے زاراب نیازی نے بخشا تھا۔۔۔

"ہر بار وہ کیسے بچ جاتا ہے۔۔۔؟؟ یہ سب کچھ حانم کر رہی ہے۔۔۔"

وہ شخص غصے سے بپھرا اکھڑا اپنے آدمیوں پر چلا رہا تھا۔۔

"سرکار ہم اس ایس پی نے ہمارے بندے مار دیئے ہیں۔۔ اور یہ سب کچھ صرف حانم بی بی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔"

اس کے آدمیوں اپنے باس کا جلالی روپ دیکھ تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔ اس شخص کا آدھ جلا چہرا غصے کی وجہ سے مزید خوفناک ہو چکا تھا۔۔

"بلاؤ سلطان شاہ کو بات کرنی ہے مجھے اس سے۔۔۔یہ اسی کی دی ہوئی شے ہے کہ حانم اب اتنی طاقتور ہو چکی ہے کہ وہ ہمیں کسی خاطر میں نہیں لا رہی۔۔"

وہ شخص کوئلوں پر لوٹ رہا تھا۔۔اس احساس کے ساتھ کہ جس لڑکی کو ہمیشہ سے اس نے حاصل کرنا چاہا تھا وہ اب اس کی پہنچ سے دور نکل چکی تھی۔۔۔

"سرکار سلطان شاہ کبھی حانم کے خلاف نہیں جائے گا۔۔ سگی بھتیجی مانتا ہے اسے۔۔۔اس کی خاطر اپنی جان دے دے گا مگر اس پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔۔"

اس کے آدمی نے اسے یاد دلایا تھا کہ سلطان شاہ بھی اب اس کا خیر خواہ نہیں رہا تھا۔۔

"کم بخت سب حرام خور اور دھوکے باز نکلے۔۔ نہیں چھوڑوں گا میں ان میں سے کسی کو بھی۔۔۔ اس سلطان کی ایک کمزوری تو میرے ہاتھ آچکی ہے۔۔۔ اب دیکھو کیسے اسے استعمال کرتا ہوں۔۔ اس کی وہ حسین بیوی ہی اب اپنے شوہر کو خود میرے پاس لائے گی۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں کسی ایک کو بھی۔۔۔"

اس شخص کے چہرے سے قہر ٹپک رہا تھا۔۔ جیسے وہ اپنے راستے میں آئی ہر شے کو نیست و نابود کر دے گا۔۔۔

"سرکار حانم شاہ ملنے آئی ہے آپ سے۔۔۔"

وہ شخص جلالی روپ میں کھڑا اس وقت بھوکا جنگلی جانور لگ رہا تھا۔۔جو شدت سے اپنے دشمنوں کے خون کا پیاسا تھا۔۔حانم کا نام سنتے ہی اس شخص کے جلتے وجود پر جیسے ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا تھا۔۔۔

"میں جانتا تھا وہ ضرور آئے گی۔۔۔"

اس شخص کے چہرے پر رونق آئی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے حانم اندر داخل ہوتی وہاں رکھی سربراہی کرسی پر براجمان ہوئی تھی۔۔۔

"وہیں رک جاؤ ہشام۔۔"

اس نے قراری سے اپنی جانب بڑھتے دیکھ حانم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے دور رکنے کا کہا تھا۔۔ جو دیکھ ہشام مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی ہمیشہ اسے ایسے ہی بے عزت کر کے رکھ دیتی تھی۔۔

"کیوں اپنی قبر مزید تنگ کر رہے ہو۔۔۔؟ تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میرے خلاف جا کر ایس پی کو مار پاؤ گے۔۔۔ جب تک میں نہ چاہوں تم اس کا بال بھی بیکار نہیں کر سکتے۔۔۔"

حانم وہاں کھڑے اس شخص کے اتنے سارے پالتو کتوں سے بنا ڈرے بے خوفی سے بولی تھی۔۔ مگر وہاں موجود تمام لوگوں کی نگاہیں تو بس حانم شاہ کے گال پر بنے انگلیوں کے نشان پر تھیں۔۔۔ اس لڑکی پر ہاتھ اٹھانے کی گستاخی کس نے کر لی تھی۔۔۔ جس نے ایسا کیا تھا ضرور وہ اب اس دنیا سے تو رخصت ہو ہی چکا ہو گا۔۔۔

"تم اس کی بیوی بن کر اس کے ساتھ رہو گی۔۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔"

ہشام نے اس کے سامنے اپنی بے چینی ظاہر کی تھی۔۔۔

"شوہر ہے وہ میرا۔۔۔ میں اس کے ساتھ جیسے بھی رہوں۔۔ تم ہوتے کون ہو اس بات پر اعتراض اٹھانے والے۔۔۔"

حانم کا فیروز کا اس طرح ذکر کرنا ہشام کو غصے سے پاگل کر گیا تھا۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔ وہی شوہر جسے خود مارنا چاہتی ہو تم۔۔۔"

ہشام کو اس لمحے حانم پر شدید طیش آیا تھا۔۔ جو ان سب کی زندگیاں اپنے مطابق چلانا چاہتی تھی۔۔۔

"یہ میرا اور ایس پی کا آپس کا معاملہ ہے۔۔"

حانم کو سامنے کھڑے شخص کی باتوں کی رتی برابر پرواہ بھی نہیں تھی۔۔

"اگر وہ ایس پی تمہاری اصلیت جان جائے تو ایک سیکنڈ کے لیے بھی تمہیں اپنی بیوی نہیں رکھے گا۔۔ وہ خاندانی لوگ ہیں اور تم ایک۔۔۔"

ہشام حانم کی جانب دیکھتے وہ طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔۔ جس پر حانم نے ایک قہر آلود نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے سیدھا اس شخص کے بازو پر نشانہ گاڑھ دیا تھا۔۔

"میں جو بھی ہوں مگر تمہاری حیثیت تو میرے آگے بھی بہت چھوٹی ہے۔۔ غلام ہو میرے تم۔۔ یہ جو مصنوعی تخت شاہی بنا کر بیٹھے ہو ایک پل میں گرا دوں میں اسے۔۔۔"

حانم شاہ کا غصہ بڑے بڑوں کے چھکے چھڑا جاتا تھا۔۔ اس وقت ہشام کو احساس ہوا تھا کہ جذبات میں وہ کیا غلطی کر بیٹھا تھا۔۔ ابھی حانم کو اپنے خلاف نہیں کر سکتا تھا وہ۔۔ ورنہ واقعی اس کا نام و نشان بھی مٹ جاتا۔۔

"حانم میری بات تو سنو۔۔۔"

وہ بازو سے بہتے خون کی پرواہ کیے بغیر اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔ مگر تب تک حانم اپنے راستے میں آئی ہر شے کو گولیوں سے اڑاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آج کل تمہارے موڈ بہت خوشگوار ہیں۔۔۔ خیریت تو ہے۔۔۔"

زاراب نے چائے کا کپ اٹھاتے ارشیان نیازی کو مخاطب کیا تھا۔۔جو آج کل کچھ زیادہ ہی حویلی میں رہنے لگا تھا۔۔اس کے بی ہیویئر میں بھی کافی چینج آگیا تھا۔۔

"خوش رہنے لگ گیا ہوں آج کل۔۔۔اس لیے۔۔۔"

کسی کے معصومیت بھرے دلنشین چہرے کو تصور میں لاتے ارشیان نیازی کی آنکھیں مسکرائی تھیں۔۔

"تو اس کا مطلب میرا شک ٹھیک نکلا۔۔۔محبت کا سب سے بڑا حریف خود اس کا شکاری بن گیا ہے۔۔۔"

زاراب ارشیان میں تبدیلی دیکھ بہت خوش تھا۔۔

"مجھے خود یہی سمجھ نہیں آرہا میرے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔"

ارشیان خود پر ہی ہنسا تھا۔۔۔

وہ دونوں ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے جب اسی لمحے یعقوب نیازی اور اسفند نیازی اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ ان دونوں کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت سیریس معاملہ ہے۔۔

"راجپوتوں نے ہماری زمین پر کام کرتے مزاروں پر فائرنگ کی ہے۔۔۔ تین لوگ مارے گئے جبکہ دس کے قریب زخمی ہیں۔۔۔ حسین راجپوت کا کہنا ہے کہ یہ زمین اب ان کی ہے۔۔ زاراب نیازی خود وہ زمین ان کے نام لکھوا چکا ہے۔۔"

یعقوب نیازی کے چہرے سے غصہ چھلک رہا تھا۔۔ ان کی کاٹ دار نگاہیں زاراب نیازی پر تھیں۔۔

"اس لڑکی کے عشق میں اندھے ہو کر تم اپنی روایات بھول چکے ہو زاراب نیازی۔۔۔اس خاندان کا اگلا سربراہ تم دونوں میں سے ہی کوئی بننے والا ہے۔۔مگر تم لوگوں کو راجپوت خاندان کے ہاتھوں کٹھپتلی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔۔جس میں وہ لوگ پوری طرح سے کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔۔"

یعقوب نیازی اپنے پوتوں سے شدید غصہ نظر آرہے تھے۔۔

جبکہ ارشیان اور زاراب تو اپنے مزاروں پر ہوئے ظلم کا سنتے ہی جیسے آپے سے باہر ہوئے تھے۔۔

"زاراب، ارشیان کہاں جارہے ہو تم لوگ۔۔رک جاؤ۔۔۔"

ان دونوں کو ایک ساتھ باہر نکلتے دیکھ اسفند نیازی نے انہیں روکنا چاہا تھا۔۔

"جانے دو انہیں۔۔۔راجپوتوں کو قریب کر کے جو غلطی میں نے کی ہے اب یہی اسے سدھاریں گے۔۔"

یعقوب نیازی کی بات پر اسفند نیازی کے ساتھ ساتھ وہاں داخل ہوتے فرمان نیازی بھی اپنے باپ سے شدید بدگمان ہوئے تھے۔۔

"وہ تینوں راجپوتوں سے صلح کرنے کے سخت خلاف تھے۔۔ مگر آپ نے وہاں بھی ان کی مخالفت کرتے ہویے راجپوتوں کی اتنی کمینگی کے باوجود انہیں حویلی بلایا۔۔ان سے دوستی قائم کی۔۔۔ان کی عورتوں کو یہاں آنے کی اجازت دی۔۔اور پھر یہ جانتے ہوئے بھی کہ ارشیان کا کبھی کسی لڑکی میں کوئی انٹرسٹ نہیں رہا۔۔ آپ نے اسے حسین راجپوت کی پوتی سے نکاح پر آمادہ کیا۔۔ان لوگوں کو اس ساری دشمنی کے جھمیلوں میں الجھانے والے آپ ہیں۔۔۔پہلے بھی آپ ہی تھے جس نے راجپوتوں کو حویلی میں

آنے دیا تھا۔۔ اور آپ یہ بھی جانتے تھے کہ زاراب حسین راجپوت کی پوتی میں انٹرسٹڈ ہے۔۔ مگر تب بھی نہ آپ نے اسے روکا، نہ ہی آپ نے مجھے روکنے دیا۔۔۔ آپ اپنے پوتوں کے ہمدرد ہیں یا دشمن ہم سمجھ نہیں پا رہی بابا جان۔۔۔ آپ نے پہلے خود انہیں اس دشمنی میں الجھایا ہے اور اب آپ اس دشمنی کو مزید ہوا دینا چاہتے ہیں۔۔"

اسفند نیازی جب بولنے پر آئے تھے تو بولتے چلے گئے تھے۔۔ اپنے بیٹوں کی زندگیاں خطرے میں دیکھ آج وہ دونوں اپنے باپ کے سامنے ڈٹ گئے تھے۔۔

"ہاں کیا میں نے یہ سب۔۔۔؟؟ کیونکہ بدلہ لینا چاہتا تھا میں راجپوتوں سے۔۔ جیسے انہیں نے میرے گھر کی بہو اور بیٹی کو رسوا کیا میں بھی اس خاندان کی عورتوں کے ساتھ وہی چاہتا تھا۔۔۔ اسی لیے زاراب کا میرب اور

ارشیان کا شاہنور سے نکاح ہونے دیا۔۔ تاکہ جیسے انہوں نے برسوں پہلے ہماری حویلی کی دیواروں کو کھوکھلا کیا تھا۔۔ ویسا ہی راجپوتوں کے ساتھ بھی ہو۔۔ مگر میرے پوتوں نے تو قسم کھا رکھی ہے۔۔ میرے کہے کے الٹ کرنے کی۔۔۔ ان لڑکیوں کو پیروں کی جوتی بنا کر رکھنے کے بجائے سر کا تاج بنانا چاہتے ہیں۔۔۔ وہ راجپوت جنہوں نے ہماری گھر کی عورتوں کو رسوا کیا۔۔ انہیں کی عورتوں کو ہم سب کے سروں پر بٹھانا چاہتے ہیں۔۔ جو میں کبھی نہیں ہونے دوں گا۔۔ جس کے لیے مجھے اپنے پوتوں کے خلاف بھی جانا چاہے میں جاؤں گا۔۔"

یعقوب نیازی نے بھی آج اپنے بیٹوں کے سامنے اپنے دل کی بھڑاس نکال دی تھی۔۔ چاہے خود کو جتنا بھی پڑھا لکھا اور وسیع سوچ کا مالک انسان کہتے ہوں مگر ان کی سوچ اب بھی وہیں دقیانوسی ہی تھی۔۔۔

اسفند نیازی نے افسوس بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو خود ہی اپنے پوتوں کے دشمن بن رہے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب اور ارشیان فوری طور پر وہاں پہنچے تھے جہاں پہلے ہی حسین راجپوت اور ان کے خاندان کے خلاف پنچائیت بیٹھادی گئی تھی۔۔ گاؤں کے سارے معزز لوگ جمع تھے وہاں۔۔۔

حسین راجپوت، صائم، تیمور اور فیصل راجپوت ایک ساتھ براجمان تھے۔۔ جنہیں دیکھ زاراب اور ارشیان کا خون کھول اٹھا تھا۔۔ مگر بہت مشکل سے انہوں نے خود پر کنٹرول رکھا تھا۔۔

"سلام خان سائیں۔۔۔"

ان دونوں کو دیکھ کر وہاں سب لوگ ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔ پنچایت کے سربراہ نے بھی انہیں تعظیم بخشی تھی۔۔ سوائے راجپوتوں کے۔۔۔ جو انہیں اہمیت ملنے پر اندر ہی اندر جل بھن کر رہ گئے تھے۔۔

"ہمارے آدمی کئی دنوں سے ان مزاروں کو وہاں سے ہٹنے کا بول رہے تھے۔۔ کیونکہ زاراب نیازی کے کیے گئے معاہدے کے مطابق وہ جگہ اب ہماری ہے۔۔ آپ دیکھ سکتے ہیں پیپرز۔۔ مگر یعقوب نیازی کا ان مزاروں کو بار بار یہی حکم جاری کیا جا رہا تھا کہ وہ لوگ وہاں سے نہ ہٹیں۔۔ آج پھر ہمارے لوگ انہیں ہٹانے گئے جس کے بعد لڑائی کے نتیجے میں دونوں طرف کے لوگ شدید زخمی ہوئے ہیں۔۔ مگر اس میں غلطی دونوں جانب سے تھی۔۔"

حسین راجپوت بولنا شروع ہوئے تھے۔۔ جبکہ ارشیان اور زاراب ان لوگوں کو جن نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ انہیں آنکھوں ہی آنکھوں سے نگل جائیں گے۔۔۔

"وہ زمین ہماری ہے تم لوگ اس پر قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔۔"

ارشیان کی قہر آلود نگاہیں ان پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

"وہ زمین ابھی تک تو ہماری ملکیت میں ہی ہے۔۔ لیکن اگر تم لوگوں کو یہ زمین اتنی ہی پیاری ہے تو ٹھیک ہے ایک شرط پر ہم اسے واپس تمہارے حوالے کرنے کو تیار ہیں۔۔۔"

حسین راجپوت نے اپنا اگلا داؤ کھیلا تھا۔۔وہ اچھے سے جانتے تھے کہ وہاں کے غریب مزارے زاراب اور ارشیان کی کمزوری تھے۔۔وہ ان کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھے۔۔ مگر ان کو بھوکا مرتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

"کیسی شرط۔۔۔؟؟؟"

زاراب جانتے ہوئے بھی ان کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔۔۔

"تم دونوں کو میری دونوں پوتیوں کو طلاق دینی ہو گی۔۔ طلاق ملتے ہی تمہاری ساری زمین تمہارے پاس واپس لوٹ جائے گی۔۔ کسی کا بھی کوئی نقصان نہیں ہو گا۔۔۔"

حسین راجپوت کے لبوں سے نکلنے والی بات زاراب اور ارشیان کو بھسم کر کے رکھ گئی تھی۔۔

"بھول ہے تمہاری۔۔۔ ایسا ہونا ہماری زندگیوں میں تو ممکن نہیں ہے۔۔۔"

زاراب نے مٹھیاں بھینچتے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔ وہاں موجود ایک ایک شخص کی نظر ان دونوں پر ہی تھی۔۔ اس لیے وہ انہیں اپنی کوئی کمزوری نہیں دینا چاہتے تھے۔۔

"اتنا برا کیوں لگ رہا ہے زاراب نیازی۔۔۔؟ میرب سے نکاح بھی تو ایک سودہ بازی ہی تھی نا تمہاری طرف سے۔۔۔ اب بھی وہی ہو رہا ہے۔۔ جتنی زمین کے عوض اسے خریدا تھا۔۔ اس سے دوگنا کے عوض اس کی جان بخش دو۔۔ تم جیسے انسان کے ساتھ وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتی۔۔۔ جو انا کا مارا ایک ذہنی کمزور شخص ہے۔۔۔"

صائم راجپوت نے اپنا اگلا تیر پھینکا تھا۔۔وہ جانتے تھے کہ ان کے اس پڑے اشتعال دلانے سے ان دونوں نے غصے میں آ کر سب کچھ برباد کر دینا تھا۔۔۔انہیں نے اپنا آپا کھوتے ہاتھ اٹھا دینا تھا۔۔جس کے بعد وہاں ارشیان اور زاراب پر حملے کے لیے تیار بیٹھے لوگوں نے ان پر فائر کھول دینا تھا۔۔۔تاکہ نام بھی ان دونوں کا ہی کو لڑائی کی شروعات کرنے میں۔۔

"اس جنم میں تو میرب کو کوئی مجھ سے جدا نہیں کر پائے گا۔۔اور وہ خود اپنی مرضی سے مجھ سے جدا ہونا چاہیے تب بھی تم جیسے باپ دادا کے پیسے پر پلنے والے عیاش انسان پر تھوکے گی بھی نہیں۔۔"

زاراب نیازی کو صائم راجپوت کی شکل سے بھی نفرت تھی۔۔جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرب اس سے محبت کرتی ہے۔۔ان کے بیچ آنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"تو ٹھیک ہے کیوں نہ ان دونوں کو ہی بلا لیا جائے۔۔ اگر انہوں نے اپنے منہ سے بول دیا کہ وہ تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں تو تمہیں انہیں یہیں سب کے سامنے طلاق دینی پڑے گی۔۔۔"

حسین راجپوت نے صائم کی لگائی گی آگ کو مزید ہوا دی تھی۔۔ زاراب اور ارشیان نہیں چاہتے تھے کہ ان کی بیویوں کو یوں اتنے سارے مردوں کے بیچ بلایا جائے۔۔ مگر حسین راجپوت کی رکھی گئی شرط کے آگے وہ کچھ نہیں بول پائے تھے۔۔

"میں نے تم دونوں کو موقع دیا تھا کہ انہیں طلاق دے کر یہ زمین اپنے نام کروالو۔۔ مگر تم خانوں میں گھمنڈ بہت ہے۔۔ ایسا نہیں کیا تم لوگوں نے۔۔ اس لیے اب ہماری مانی جائے گی۔۔ اگر شاہنور اور میرب نے طلاق لینے کے لیے حامی بھر لی تو آج ان لوگوں کی طلاق کے ساتھ ساتھ یہ ساری

زمین بھی ہمارے نام ہو جائے گی۔۔اور اگر انہوں نے انکار کر دیا تو یہ زمین تمہارے حصے میں جائے گی۔۔"

حسین راجپوت کو پورا بھروسہ تھا کہ ان کی پوتیاں ان کے خلاف کسی قیمت پر نہیں جائیں گی۔۔۔

سلطان شاہ اپنے گھر میں اپنے بھائی بھابھی کی لاشیں اور ایک جانب سسکتی اپنی بھتیجی کو دیکھ ایک بار تو اپنی ہمت ہار گیا تھا۔۔وہ لمحہ اس کی زندگی کا انتہائی دردناک لمحہ تھا۔۔اس کے سارے رشتے اس سے چھین لیے گئے تھے۔۔وہ زخمی روتی بلکتی حانم کو اٹھا کر ہاسپٹل لے گیا تھا۔۔شیرہ کوٹ والوں کے مطابق احمر شاہ کی بیٹی حانم شاہ زندہ تھی۔۔مگر اسے شہر میں ایڈمٹ ہونے کے دو دن بعد ہی حانم شاہ اپنے چاچو سلطان شاہ کو تنہا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی۔۔اس دن سلطان شاہ بہت رویا تھا۔۔

اس کا واحد رشتہ بھی اس سے چھن گیا تھا۔۔ جبکہ اس کی بیوی نویرہ اپنے گھر والوں کی باتوں میں آکر اس سے بدگمان ہو چکی تھی۔۔۔

وہ دن سلطان شاہ کی لائف کا سب سے بدترین دن تھا۔۔ بائیس سال کی عمر میں اس کے دشمنوں نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔ وہ حانم کو دفنا کر قبرستان سے واپس آرہا تھا۔۔ وہ ٹوٹا بکھرا شخص پوری طرح سے اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔ جب اسے ایک قبر کے قریب سے گزرتے کسی لڑکی کے چلانے کی آوازیں آئی تھیں۔۔۔ وہ آوازیں اتنی دردناک تھیں کہ سلطان کا دل ہول اٹھا تھا۔۔۔

وہ وہاں سے جا نہیں پایا تھا۔۔ آواز کا تعین کرتے وہ ایک قبر کے قریب پہنچا تھا۔۔ جہاں سے اس بچی کے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔ وہ قبر کافی

الگ تھلگ سنسان جگہ پر بنی ہوئی تھی۔۔ جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ ہونے کے برابر تھا۔۔ سلطان خود حیران تھا کہ وہ وہاں تک کیسے آن پہنچا تھا۔۔ شاید یہ کوئی انجانی طاقت تھی جو اسے یہاں کھینچ لائی تھی۔۔۔ اس بچی کی جان بچانے کے لیے۔۔۔

سلطان ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر اس قبر کو کھودنے لگا تھا۔۔ کافی دیر کی کوشش کے بعد جیسے ہی وہ مٹی ہٹانے میں کامیاب ہوا سامنے ہی اسے حانم کی عمر کے جتنی ہی معصوم سی زخمی بچی تکلیف سے روتی بلکتی دکھائی دی تھی۔۔۔

سلطان نے آگے بڑھ کر اسے فوراً باہر نکالا تھا۔۔ جس کے پیٹ میں خنجر گھونپا گیا تھا۔۔

جس میں سے بہتا خون اس بچی کے کپڑے لہولہان کر چکا تھا۔۔ سلطان اپنی خانم کو تو نہیں بچا پایا تھا۔۔ مگر وہ اس بچی کو اس طرح مرنے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

سلطان نے فوری طور پر اسے ہاسپٹل پہنچایا تھا۔۔۔ڈاکٹرز اسے پولیس کیس بنارہے تھے۔۔ مگر سلطان کی کوششوں سے بہت مشکل سے جا کر اس کا علاج شروع ہوا تھا۔۔ خون کافی زیادہ بہہ گیا تھا۔۔

اسے خون کی اشد ضرورت تھی۔۔۔ وہ بلڈ گروپ اس وقت مل پانا مشکل تھا۔۔ اس بچی کی جان جاسکتی تھی۔۔ جو دیکھتے سلطان نے اپنے وجود سے تین بوتلیں دے کر اس کی جان بچالی تھی۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس چودہ سال کی بچی پر یہ ظلم کس نے کیا تھا۔۔۔ اس کے گھر والے کون تھے۔۔

پورے ایک ہفتے بعد اسے ہوش آیا تھا۔۔۔

"کیا نام ہے آپ کا۔۔۔؟؟"

اس کے سر پر ہاتھ رکھتے سلطان نے بہت محبت سے اس سے پوچھا تھا۔۔۔
اگر یہ بچی اس کی لائف میں اس طرح نہ آتی تو اب تک نجانے وہ اپنے ساتھ کیا کر بیٹھتا۔۔

"حانم شاہ۔۔۔"

یہ نام سلطان شاہ کو لمحے بھر کے لیے اپنی جگہ منجمد کر گیا تھا۔۔۔ اس نے ایک طرف اپنی حانم کو کھویا تھا تو دوسری جانب اس کے رب نے اسے پھر سے عطا کر دی تھی۔۔ وہ بالکل اس کی حانم کی طرح ہی تھی۔۔۔

اسے بچا پانے کا موقع نہیں مل پایا تھا۔۔ مگر اس بچی کی جان بچا کر اس کے دل کو کچھ حد تک قرار مل گیا تھا۔۔

سلطان نے اس سے اس کے فادر کا کانٹیکٹ نمبر لیتے اسے کال کی تھی۔۔۔ اس کے ماں باپ جو اپنی بیٹی کو ایک طرح سے کھو چکے تھے۔۔ اس کے زندہ ہونے کی خبر ان لوگوں کو بھی دوسری زندگی بخش گئی تھی۔۔۔

وہ فوری طور پر ہاسپٹل پہنچے تھے۔۔۔ اور زندگی بھر کے لیے سلطان شاہ کے احسان مند بن گئے تھے۔۔ ان سے مل کر سلطان کو پتا چلا تھا کہ وہ شخص ایک بہت بڑا گینگسٹر تھا۔۔ جس کی دشمنی اس کی بیٹی سے نکالی گئی تھی۔۔ اور اس معصوم بچی کو مار کر زمین میں دفن کر دیا گیا تھا۔۔ مگر خوش قسمتی سے وہ زندہ بچ گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں نے تم دونوں کو موقع دیا تھا کہ انہیں طلاق دے کر یہ زمین اپنے ناک کروالو۔۔ مگر تم خانوں میں گھمنڈ بہت ہے۔۔ ایسا نہیں کیا تم لوگوں نے۔۔ اس لیے اب ہماری مانی جائے گی۔۔ اگر شاہنور اور میرب نے طلاق لینے کے لیے حامی بھر لی تو آج ان لوگوں کی طلاق کے ساتھ ساتھ یہ ساری زمین بھی ہمارے نام ہو جائے گی۔۔ اور اگر انہوں نے انکار کر دیا تو یہ زمین تمہارے حصے میں جائے گی۔۔"

حسین راجپوت کو پورا بھروسہ تھا کہ ان کی پوتیاں ان کے خلاف کسی قیمت پر نہیں جائیں گی۔۔۔

جبکہ زاراب اور ارشیان نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔ راجپوت ایک بار پھر سے ان کے ساتھ گیم کھیل رہے تھے۔۔ ارشیان اب تک جو

کچھ شاہنور کے ساتھ کر چکا تھا۔۔ اسے پوری امید تھی کہ شاہنور کبھی بھی اپنے گھر والوں پر اسے ترجیح نہیں دے گی۔۔

ارشیان نیازی شاہنور راجپوت کی اپنے لیے محبت سے انجان یہی سوچ بیٹھا تھا۔۔ کہ وہ لڑکی اس کے خلاف جائے گی۔۔ جبکہ زاراب نیازی کو سو فیصد یقین تھا کہ میرب کسی قیمت پر اس سے طلاق نہیں لینا چاہے گی۔۔ مگر ایک ڈر تھا کہ کہیں ان دونوں کو بلیک میل نہ کیا جائے۔۔۔

دوسری جانب میرب اور شاہنور کو بھی خبر دے دی گئی تھی کہ انہیں ابھی اور اسی وقت ڈیرے پر پہنچنا ہو گا۔۔ جہاں ان کی زندگیوں کا فیصلہ کیا جانا تھا۔۔ طلاق کا سن کر دونوں کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

وہ تیمور کے ساتھ وہاں پہنچی تھیں۔۔ حسین راجپوت کال کر کے پہلے ہی انہیں بتا چکے تھے کہ اگر انہوں نے طلاق نہ مانگی تو ان کا مرا ہوا منہ دیکھیں گی۔۔ حسین راجپوت کو امید تھی کہ اب تک وہ جتنی نفرت میرب کے دل میں زاراب کے لیے بھر چکے تھے۔۔ میرب ان کے اوپر زاراب کو ترجیح کبھی نہیں دے گی۔۔

وہ دونوں لرزتے دل کے ساتھ وہاں پہنچی تھیں۔۔

زاراب اور ارشیان کو دیکھ ان کے دل دھڑک اٹھے تھے۔۔۔ ان لوگوں سے جدا کیا جا رہا تھا انہیں۔۔۔ میرب بالکل ساکت تھی۔۔۔ مگر شاہنور کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔ جنہیں وہ بار بار اندر دھکیلنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی اس وقت بہت مشکل میں تھی۔۔۔

اس نے ایک بار ہی نگاہیں اٹھا کر ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو لال آنکھیں اس شال میں لپٹے نازک وجود پر ہی جمائے ہوئے تھا۔۔۔ نگاہوں کے اس تصادم پر شاہنور کا دل مزید تیزی سے دھڑکا تھا۔۔۔ اسے یہی لگ رہا تھا کہ یہ شخص اس سے چھٹکارا پانے کی وجہ سے اندر سے بے پناہ خوش ہو گا۔۔۔ لیکن شاہنور اپنے دل کو اس بات کے لیے راضی نہیں کر پا رہی تھی۔۔ اس نے ہمیشہ سے جس انسان کو سوچا تھا۔۔ چاہا تھا اس سے کیسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے الگ ہو جاتی۔۔۔۔

شاہنور اس شخص کے ناروا رویے کے باوجود اسے اپنے دل سے نہیں نکال پائی تھی۔۔

شاہنور نے دوبارہ ارشیان کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ مگر پورا وقت اسے خود پر ارشیان کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس ہوتا رہا تھا۔۔ راجپوت خاندان کے

سب لوگ وہاں موجود تھے۔۔ مگر یعقوب نیازی نہ خود وہاں آئے تھے نہ اپنے بیٹوں کو آنے دیا تھا۔۔ وہ چاہتے تھے اس سب سے ان کے پوتے خود نبٹیں اور انہیں اندازہ ہو کہ دشمنیاں کیسے نبھائی جاتی ہیں۔۔

زاراب بھی میرب کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ اور غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔ کیونکہ میرب نے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ جیسے یہ ظاہر کر رہی ہو وہاں زاراب نیازی موجود ہی نہ ہو۔۔۔ وہ زاراب کے عین سامنے بیٹھی تھی۔۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کا کوئی ڈر و خوف نہیں تھا۔۔ وہ صائم اور حسین راجپوت سے بات کر رہی تھی۔۔ جیسے یہاں ہوا سارا قصہ سننا چاہتی ہو۔۔

زاراب کو اس لڑکی کی الٹی کھوپڑی کا اندازہ تھا۔۔ وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔

"کیا کرنے والی ہو تم۔۔۔؟؟"

زاراب نے اسے میسیج کیا تھا۔۔

"جو سالوں پہلے تم نے کیا تھا۔۔۔"

میرب کی جانب سے جواب آیا تھا۔۔زاراب نیازی کے چہرے سے وحشت ٹپکنے لگی تھی۔۔

"سالوں پہلے اپنے خاندان کا انتقام لینے کی خاطر تم نے مجھے ٹھکرایا تھا۔۔۔ آج میں وہی کروں گی۔۔۔ تمہیں تو ویسے بھی مجھ سے محبت نہیں ہے نا زاراب نیازی۔۔۔ تو پھر تمہیں کس بات کی فکر۔۔۔ اوہ ہاں۔۔۔ زاراب نیازی کو ہار بھی تو برداشت نہیں ہے نا۔۔ سب گاؤں والوں کے سامنے

زاراب خان نیازی کی بیوی اسے ٹھکرا کر اس سے طلاق مانگے گی۔۔ یہ بے عزتی کیسے برداشت کر پائے گا زاراب نیازی۔۔۔"

میرب نے میسج سینڈ کرنے کے بعد زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت اس کے دھڑکنوں کو ساکن کر گئی تھی۔۔۔ اس شخص نے اسے بہت ستایا تھا۔۔۔

آج ہی تو موقع آیا تھا اس کے پاس سارے حساب بے باک کرنے کا۔۔۔ اسے احساس دلانے کا کہ وہ اب تک کتنی اذیت سہتی آئی تھی۔۔

"تم جانتی بھی ہو کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟ اگر زاراب نیازی کے بارے میں سب جانتی ہو تو یہ بھی جانتی ہو گی کہ وہ یہاں پورے گاؤں والوں کے سامنے اپنی سرپھری بیوی کا دماغ درست کرنے کا حوصلہ رکھتا

ہے۔۔۔مجھے مجبور مت کرو میرب راجپوت۔۔۔اس معاملے میں کسی کو نہیں بخشوں گا۔۔۔"

زاراب نے جواب میں میسج بھیجا تھا۔۔جو پڑھ کر میرب کے رونگٹے واقعی ہی کھڑے ہو گئے تھے۔۔ آنے والے وقت میں کیا ہو سکتا تھا وہ جھرجھری لے کر رہ گئی تھی۔۔

"اتنا کیوں تڑپ رہے ہیں نیازی صاحب۔۔ محبت تو نہیں ہو گئی مجھ سے۔۔ میرا دور جانا برداشت نہیں ہو گا۔۔"

میرب کو اس لمحے اس شخص کا یہ غضبناک روپ بہت سکون دے رہا تھا۔۔

جب اسی لمحے حسین راجپوت کے اشارے پر میرب نے چاروں جانب دیکھا

تھا۔۔ ہر طرف ان کے آدمی چھپے زاراب پر بندوقیں تانے کھڑے تھے۔۔۔

میرب کی آنکھیں ایک دم بے رنگ ہوئی تھیں۔۔

"بہت جلد بتاؤں گا تمہیں اپنی تڑپ کی ساری داستانیں سناؤں گا۔۔ ایک بار بس میری دسترس میں آجاؤ۔۔۔ یہ خیال تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دل سے نکال دو کہ تمہیں زاراب نیازی سے کبھی آزادی مل پائے گی۔۔۔ چاہے اس کے لیے پوری دنیا سے ہی کیوں نہ ٹکرانا پڑے۔۔۔"

زاراب کو لگ رہا تھا شاید میرب اسے تنگ کر رہی ہے۔۔ مگر اس کا صائم اور حسین راجپوت سے بات کرنا زاراب کو شک میں ڈال رہا تھا۔۔ وہ ضد میں آکر کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ اور سلطان واپس آ چکے تھے۔۔۔ وہ بہت زیادہ خوش تھے۔۔ ان دونوں نے بہت لمبا ہجر کاٹا تھا۔۔ ایک دوسرے سے بے پناہ محبت ہونے کے باوجود وہ دور رہے تھے۔۔

لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی ان خوشیوں کو پھر سے نظر لگنے والی تھی۔۔ نویرہ اپنے روم کی جانب بڑھ رہی تھی جب اسے ملازمہ نے یعقوب نیازی کے آنے کی خبر دی تھی۔۔ جو سن کر نویرہ حیرت و بے یقینی کا شکار ہوئی تھی۔۔

سلطان بیڈ روم میں سو رہا تھا۔۔ وہ رات کو شہر سے لیٹ واپس آیا تھا۔۔ اس لیے ابھی دیر کر سو رہا تھا۔۔۔ جس کی نویرہ کو تھوڑی بہت تسلی تھی۔۔ وہ اپنے باپ اور شوہر کے درمیانی اختلاف اور نفرت کو بہت اچھی طرح جانتی تھی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ دوبارہ کوئی بدمذگی ہو۔۔۔ نویرہ پہلے اس کے

گہری نیند میں ہونے کی تسلی کرنے روم میں آئی تھی۔۔ جہاں وہ اسے شرٹ لیس اپنے کسرتی مضبوط بازوؤں میں تکیہ بھینچے اوندھے منہ پورے بیڈ پر پھیل کر سوتا نظر آیا تھا۔۔ اے سی کی کولنگ فل تھی۔۔ مگر کمبل اس وقت اس کی کمر سے بھی نیچے تک تھا۔۔

نویرہ اس شخص کے انداز دیکھ شرمگی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا چہرا موڑ گئی تھی۔۔ گزشتہ رات اس شخص کی شدتیں برداشت کرتے اور اپنے لیے اس کی بے پناہ محبت جان کر نویرہ کی گزرے برسوں کی اذیت جیسے ختم ہو گئی تھی۔۔ اس کا شوہر اس کے لیے سب سے اہم ہو گیا تھا۔۔

وہ بھول چکی تھی کہ وہ یہاں کس لیے آئی تھی۔۔ وہ کھڑی ہو کر کتنے ہی لمحے اسے تکے گئی تھی۔۔ جب اچانک سے خیال آنے پر وہ اس کا کمبل درست

کرنے اور اے سی کی کولنگ کم کرنے کا تھا۔۔ ریموٹ سلطان کے قریب بیڈ پر رکھا تھا۔۔۔

جسے اٹھانے کے لیے وہ جیسے ہی آگے ہوئی۔۔ اس کا سلطان کے قریب رکھا ہاتھ سلپ ہوا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ پورے وزن سے سلطان کے اوپر آن گری تھی۔۔۔ ساتھ ہی اس اچانک پیش آئے حادثے پر گھبراہٹ کے عالم میں اس کے ہونٹوں سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔

سلطان جو سوتے ہوئے بھی اتنا بے پرواہ اور بے فکر نہیں ہوتا تھا۔۔ جتنے اس کے دشمن تھے اسے ہر وقت الرٹ رہنا ہوتا تھا۔۔ اپنی اور اپنی بیوی کی حفاظت کے لیے۔۔ وہ پہلے ہی نویرہ کا اس طرح دبے پیر روم میں آنا نوٹ کرچکا تھا۔۔ مگر اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔ وہ ویسے ہی خاموشی سے پڑا رہا تھا۔۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کیا کرنا چاہتی تھی۔۔

نویرہ کے روم میں قدم رکھنے سے پہلے ہی اسے اس کے لوگ یعقوب نیازی کی آمد کی خبر دے چکے تھے۔۔

سلطان بالکل بھی نہیں چاہتا تھا کہ نویرہ اس شخص سے ملے اور پھر سے وہ شخص اس کی محبت کو اس سے دور کر لے۔۔ مگر سلطان نویرہ پر کسی قسم کی پابندی نہیں لگانا چاہتا تھا۔۔ وہ جو چاہتی تھی کر سکتی تھی۔۔ جب وہ اس پر بھروسہ کر کے اسے اپنا آپ سونپ چکی تھی۔۔ تو سلطان کو بھی اپنا بھروسہ دکھانا تھا اب۔۔

لیکن وہ اندر سے کہیں نہ کہیں خوفزدہ ضرور تھا۔۔ کیونکہ اس کی بیوی بہت سادہ اور صاف نیت کی تھی۔۔ اور پوری دنیا کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھتی تھی۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کا باپ اسی کے ساتھ چال چل رہا تھا۔۔

"آوئچ۔۔سلطان۔۔۔۔"

سلطان کروٹ بدل کر اسے اپنے برابر بیڈ پر گراتا اس پر پوری طرح سے حاوی ہوا تھا۔۔

"سوتے ہوئے شیر کو ڈسٹرب کرو گی تو یہی ہو گا آپ کے ساتھ مسسز۔۔۔ ابھی ویسے بھی خمار نہیں اترا میرا۔۔۔"

سلطان اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے بالوں سے کیچر نکالتا اس کی گردن میں چہرا چھپا گیا تھا۔۔

"آپ سو رہے تھے۔۔۔؟"

نویرہ اپنی گردن پر اس کی تپش زدہ سانسوں کا لمس محسوس کرتے بمشکل بول پائی تھی۔۔ آنے والے وقت کا سوچتے اس کا دل لرز اٹھا تھا۔۔۔ جس میں سلطان اور یعقوب نیازی آمنے سامنے آنے والے تھے۔۔

"جس کی اتنی حسین بیوی آس پاس ہو۔۔ دور سے کھڑے ہو کر شوہر کو گھورتی رہے مگر قریب نہ آئے وہ بچارا انسان بھلا کیسے چین سے سو سکتا ہے۔۔"

دنیا جہاں کی مظلومیت چہرے پر سجائے سلطان نے نویرہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

پنچائیت واپس سے شروع ہو چکی تھی۔ سب لوگوں کے چہرے حد درجہ سنجیدہ تھے۔۔ زاراب اور ارشیان کسی قیمت پر طلاق دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔ چاہے کچھ بھی ہو جاتا۔۔

میرب اور شاہنور کو ہر بات سے آگاہ کیا گیا تھا۔۔ اور فیصلے کی ڈور پوری طرح سے ان کے ہاتھ میں تھمائی گئی تھی۔۔

"شاہنور راجپوت کیا آپ ارشیان نیازی سے یہ رشتہ ختم کرنے پر دل سے رضامند ہیں۔۔"

یہ سوال تھا یا کوئی موت کی نوید جو شاہنور جو سنائی گئی تھی۔۔ اسے اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔ اس نے اپنی لرزتی پلکیں اٹھا کر ارشیان کی جانب دیکھا

تھا۔۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔نگاہوں کے اس تصادم پر شاہنور کی دھڑکنوں نے شور مچایا تھا۔۔۔

آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ شخص کیا چاہتا ہے۔۔شاید وہ اپنی انا اور ضد کی جنگ میں اسے طلاق نہ دینا چاہتا ہو۔۔ مگر شاہنور تو دل سے چاہتی تھی اسے۔۔۔

ارشیان مٹھیاں بھینچے اس کے فیصلے کا منتظر تھا۔۔اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔کیونکہ راجپوت حویلی کے تمام مرد کافی ریلیکس تھے جیسے جانتے ہوں کہ شاہنور کا فیصلہ ان کے حق میں ہی ہے۔۔

"جو تمہارا دل چاہتا ہے شاہنور وہی کرو تم۔۔میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔"

میرب نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے حوصلہ دیا تھا۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔۔ میرب کی سرگوشی صرف شاہنور تک ہی پہنچ پائی تھی۔۔ میرب کی بات سن کر شاہنور کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔

وہ نہ تو اپنے خاندان کو چھوڑ سکتی تھی نہ ہی ارشیان نیازی کو۔۔۔ مگر دونوں نے ہی خود غرضی دکھاتے اسے اس فیصلے پر آن پہنچایا تھا کہ وہ بالکل بے بس ہو چکی تھی۔۔ کسی نے اس کا خیال نہیں کیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ میں یہ رشتہ ختم نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ مجھے طلاق نہیں چاہیے۔۔۔"

شاہنور نے نگاہیں جھکائے بہتی آنکھوں سے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔ جو سنتے ہی جہاں ارشیان نیازی کو ہفت اقلیم کی دولت مل گئی تھی۔۔ وہیں راجپوتوں

کے چہرے غصے سے سیاہ ہوئے تھے۔۔ حسین راجپوت کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ اسی مقام پر شاہنور کا گلہ دبا دیں۔۔ جس نے ان پر ارشیان نیازی کو ترجیح دی تھی۔۔۔ شاہنور نے اپنی بھیگتی لرزتی پلکیں اٹھا کر ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو محبت پاش نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ بس یہ آخری امتحان تھا جو اس لڑکی نے دیا تھا۔۔ اب آگے وہ کبھی اس نازک جان پر ایسی کوئی مشکل نہیں آنے دینے والا تھا۔۔ اس کے کانپتے وجود کو دیکھتے ارشیان نے اپنے دل سے عہد کیا تھا۔۔

مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ دنیا کی ہر شے کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں نہیں تھا۔۔ اس نازک وجود پر آنے والی تکلیف کا اندازہ نہیں تھا ارشیان کو۔۔۔

"میرب راجپوت کیا آپ زاراب نیازی سے یہ رشتہ ختم کرنے پر دل سے رضامند ہیں۔۔"

اب وہی الفاظ میرب کے آگے دوہرائے گئے تھے۔۔ میرب کی نگاہیں زاراب پر تھیں۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔ زاراب کے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔اس نے صائم کی جانب دیکھا تھا جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

"ہاں میں یہ رشتہ ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ میں دل سے چاہتی ہوں ایسا۔۔ مجھ پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے۔۔۔"

میرب مضبوط لہجے میں بولتی راجپوتوں کو خوش کر گئی تھی۔۔ جبکہ زاراب نیازی کا چہرا خطرناک حد تک لال ہوا تھا۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔ جب اسی لمحے ارشیان نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے روک لیا تھا۔۔۔

"زاراب نیازی آپ کو میرب راجپوت کو طلاق دینی ہو گی۔۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔"

اب کے سب کی نگاہوں کا رخ زاراب کی جانب ہوا تھا۔۔میرب کو اس کے تاثرات ہولا رہے تھے۔۔۔

"کسی کا باپ بھی زاراب خان نیازی کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔۔۔ میرب راجپوت میری بیوی ہے اور آخری دم تک رہے گی۔۔"

زاراب سامنے رکھے ٹیبل کو ٹھوکر مار کر دور اچھالتا میرب کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا۔۔جب ارشیان نے آگے آتے اسے تھام لیا تھا۔۔صائم میرب کے بچاؤ کے لیے اس کے آگے آن کھڑا ہوا تھا۔۔سب کچھ ان کے پلان

کے مطابق ہو رہا تھا۔۔ حسین راجپوت ایک جانب کھڑے مسکراتی نگاہوں سے یہ سب دیکھتے وہاں ارد گرد چھپے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر گئے تھے۔۔

شاہنور جو یہ سب ہنگامہ دیکھ اپنے دادا کی جانب پلٹی تھی۔۔ انہیں کا اشارہ دیکھ اس نے وہاں چھپے آدمیوں کو دیکھا تھا۔۔ جو بندوقیں نکالتے ارشیان نیازی کے سینے پر نشانہ باندھ ہوئے تھے۔۔۔ شاہنور پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب دیکھتی بنا کچھ سوچے سمجھے ارشیان کی جانب بھاگی تھی۔۔

"خان سائیں۔۔۔۔"

شاہنور کے ہونٹوں سے دلخراش چیخ نکلی تھی۔۔ اور اگلے ہی لمحے اس کا خون میں لت پت وجود ارشیان کی بانہوں میں آن گرا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان شاہ جو اس بچی کو اس کے پیرنٹس کے حوالے کر کے وہاں سے نکل رہا تھا۔۔ اسی لمحے اس پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔۔ جن کا ارادہ سلطان کو جان سے مار دینے کا تھا۔۔ مگر عین وقت پر شاہنواز فاروقی کے بھیجے گئے آدمیوں نے آکر سلطان کی جان بچالی تھی۔۔۔ شاہنواز کے ساتھ مل کر اس حملے کی تفتیش کرنے پر سلطان کو پتا چلا تھا کہ وہ لوگ یعقوب نیازی کے بھیجے گئے تھے۔۔ جو اسے مارنے کے ارادے سے ہی آئے تھے۔۔ یہ بات سلطان شاہ کے لیے کسی شاک سے کم نہیں تھی۔۔ وہ پہلے جو اس طرف سوچ ہی نہیں رہا تھا کہ اس کے بھائی بھابھی کو مارنے کے پیچھے یعقوب نیازی کا ہاتھ بھی ہو سکتا تھا۔۔ اب وہ اس سب کے بارے میں سوچتا اپنے تمام دشمنوں سے بدلہ لینے کی ٹھان گیا تھا۔۔ جس کے لیے اسے شاہنواز فاروقی جیسا پاورفل ہونا تھا۔۔

شاہنواز فاروقی ایک بہت بڑا گینگسٹر تھا۔۔ جس نے اپنی لائف میں ہر برا کام کیا تھا۔ مگر جب اسی کا کیا اس کی اکلوتی لاڈلی اولاد پر ہوتا تو وہ یہ بات برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ اس نے ان سارے غلط کاموں کو خیر آباد کرنا چاہا تھا۔۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جو بھی انسان ایک بار اگر اس دلدل میں پھنس جاتا تو اس کا نکل پانا موت تک ناممکن ہو جاتا تھا۔۔ شاہنواز کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔ شاہنواز کے انڈر بہت بڑا گینگ تھا۔۔ انڈر ورلڈ کی دنیا کے بہت سارے راز جانتا تھا وہ۔۔ اسے اتنی آسانی سے اس سب سے نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔۔

شاہنواز کا بڑا بھائی جہانزیب بھی اسی کام کا حصہ تھا۔۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ شاہنواز کے حصے کی پاور اسے مل جائے مگر ایسا بھی ممکن نہیں تھا۔۔ وہاں کے اصولوں کے مطابق شاہنواز کی پاور اس کے بعد کی اولاد کو ملنی تھی۔۔ جو کہ

ایک لڑکی تھی تو اگر وہ بڑے ہونے کے بعد جہانزیب کے بیٹے ہشام سے شادی کرے تو تب ہشام کے پاس یہ ساری پاور آسکتی تھی۔۔ ورنہ ساری پاور حانم کے پاس ہی رہنے والی تھی۔۔ یہ فایدہ دیکھتے جہانزیب نے فوراً حانم اور ہشام کا رشتہ طے کر دیا تھا۔۔ اس کا بہت دل تھا کہ ان دونوں کا نکاح بھی ہو جائے مگر شاہنواز اس بات کے لیے نہیں مانا تھا۔۔ جس پر دونوں بھائیوں کے بیچ بہت لڑائی ہوئی تھی۔۔ جہانزیب کا یہی لگا تھا کہ شاہنواز اس کے ہاتھ میں پاور نہیں آنے دینا چاہتا اسی وجہ سے وہ کبھی حانم کی شادی ہشام سے نہیں ہونے دے گا۔۔ ہشام حانم سے دس سال بڑا تھا۔۔ وہ سلطان کی عمر کا تھا۔۔ اس کی نظر بھی بس طاقت اور دولت پر تھی۔۔

شاہنواز فاروقی نے اب ہر غلط کام سے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔۔ وہ ان سب کے ساتھ تو تھا مگر ان کے کسی غلط فعل پر حامی نہیں بھرتا تھا۔۔ جو بات اس کے سب

لوگوں کو اس کے خلاف کر رہی تھی۔۔ شاہنواز کو پتا چل چکا تھا کہ یہ لوگ اسے مار دیں گے۔۔ تب اس نے یہ ساری باتیں سلطان سے ڈسکس کی تھیں۔۔ وہ سلطان کو اپنا بھائی ماننے لگا تھا۔۔ سلطان کو بھی اس بے بس انسان سے بہت ہمدردی ہوئی تھی۔۔ جو اس گندگی کی دلدل سے نکلنا چاہتا تھا مگر نہیں نکل پا رہا تھا۔۔ شاہنواز نے سلطان کو حانم کی زمہ داری سونپی تھی کہ وہ کبھی بھی ہشام سے شادی نہ کرے۔۔ اور جو کام وہ نہیں کر سکا وہ کرنے کی اس نے سلطان اور حانم کی زمہ داری لگائی تھی۔۔ کہ اس پورے گینگ کا خاتمہ وہ دونوں ہی کریں گے۔۔ بظاہر تو وہ سلطان کو پہلے ہی اس سب میں انوالو کر چکا تھا۔۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ سلطان ایک مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔ جو ضرور ان لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچا کر رہے گا۔۔

سلطان کو ویسے بھی اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لیے ایسی پاور کی ضرورت تھی۔۔ اور دوسرا شاہنواز نے اس کی جان بچا کر اس پر احسان کیا تھا۔۔ جو اتارنے کے لیے وہ شاہنواز سے وعدہ کر گیا تھا۔۔

اس سے اگلے دن ہی شاہنور، اپنی وائف اور بیٹی کے ساتھ کہیں باہر جارہا تھا جب ایک پوری منصوبہ بندی کے تحت اس کی گاڑی کی بریک فیل کروا کر اس ک ایکسیڈنٹ کروایا گیا تھا۔۔ جس میں حانم کو بچا لیا گیا تھا۔۔ کیونکہ حانم کے مرنے کا مطلب تھا۔۔ اس پاور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھول جانا جو ان کے بہت قریب تھی۔۔ جہانزیب اور ہشام حانم کو پوری طرح سے اپنی سائیڈ پر کرنا چاہتے تھے۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ حانم ایک سمجھدار لڑکی بن کر اپنے باپ کے وفاداروں کے ہاتھ لگے اور ان کے خلاف ہو جائے۔۔ اس لیے انہوں نے اپنے ماں باپ کو کھونے کب بعد غمگین اور دکھ سے

نڈھال حانم کو اپنے پاس قید کر کے نشہ آور ادویات دینا شروع کر دی تھیں۔۔

سلطان حانم کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔۔ مگر جہانزیب نے اپنی ساری طاقت لگا کر اسے ایسی جگہ چھپا رکھا تھا کہ وہ سلطان کو نہیں مل پائی تھی۔۔ وہ سب منجھے ہوئے کھلاڑی تھے اور سلطان اس وقت اس کام میں بالکل نیا تھا۔۔ شاہنواز نے اسے بہت سارے راز اور داؤ پیچ تو سکھائے تھے مگر ان کا استعمال وہ یہاں نہیں کر سکتا تھا۔۔

پورے چھ مہینے کے بعد جا کر وہ لوگ حانم کا آزاد کروا پانے میں کامیاب ہوئے تھے۔۔ مگر ان گزرے چھ مہینوں میں ان لوگوں نے حانم کو پوری طرح سے نشے کا عادی بنا دیا تھا۔۔ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہوتا جب وہ نشہ نہ

کرے۔۔نشے کے بغیر وہ روتی چلاتی تھی۔۔تڑپتی تھی۔۔اسے بہت زیادہ ہیوی ڈوز میں رکھا تھا اس کے اپنے تایا اور کزن نے۔۔

حبیب الہیٰ جو شاہنواز کا سب سے خاص آدمی اور ہمیشہ سے حانم کا پروٹیکٹر رہا تھا۔۔جہانزیب کے چنگل سے حانم کو نکال کر لانے والا بھی وہی تھا۔۔حانم اپنے بابا سے بھی زیادہ حبیب الہیٰ کے ساتھ رہی تھی۔۔۔وہ اسے بالکل اپنے سگے باپ جیسا ہی مانتی تھی۔۔اور اس کے بعد وہ سلطان کو اپنے چاچو ماننے لگی تھی۔۔جو اس کی خاطر اتنے خطرناک لوگوں سے لڑ رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مسٹر سلطان شاہ آپ سے زیادہ مظلوم انسان پوری دنیا میں نہیں ملے گا۔۔جانے دیں مجھے۔۔۔پہلے ہی دو دن بہت تنگ کیا ہے آپ نے مجھے۔۔"

نویرہ اس شخص کی چالاکی پر اسے گھورتی اس کی اگلی کی جانے والی جسارت پر شرم سے دوہری ہوئی تھی۔۔اس شخص کی شوخیاں برداشت کرنا اس کے بس سے باہر ہوا تھا۔۔اپنے کندھے کی جانب بڑھتے اس کے ہاتھوں کو اپنے نازک گداز ہاتھوں میں لیتے نویرہ نے اسے مزید گستاخی کرنے سے روکا تھا۔۔۔مگر جو بات اس کے منہ سے نکل چکی تھی۔۔سلطان کہ شرارت آمیز آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ غلط وقت پر غلط بولی تھی۔۔۔

"میں نے کیسے تنگ کیا مسز۔۔۔زرا وضاحت کریں گی۔۔"

اس کی گردن پر بنی اپنی لو بائیٹ پر ہونٹ رکھتے سلطان نے جس معصومیت کا اظہار کیا تھا شاہنور عش عش کر اٹھی تھی۔۔

"شاہ۔۔۔"

نویرہ نے دھیرے سے سلطان کو پکارا تھا۔۔۔اس کی پکار میں کچھ ایسا تھا کہ اس کی گلابی پنکھڑیوں پر جھکتے سلطان نے اپنی خمار آلور نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔یہ لڑکی اس سے دور تھی تب بھی سکون نہیں تھا۔۔اور اب اسے حاصل کر لینے کے بعد بھی دل کی تشنگی کم نہیں ہو پا رہی تھی۔۔ہر وقت بس دل یہی چاہتا تھا کہ وہ ایسے ہی اسکی بانہوں میں اس کی سانسوں کی کہانی سنتی رہے۔۔

اس کے علاوہ نویرہ نیازی کے لیے اس پوری دنیا میں کوئی اہم نہ ہو۔۔مگر ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔۔وہ لڑکی شاید اپنے خاندان کو اس سے کہیں اوپر مانتی تھی۔۔۔ایک بار وہ ان کے کہنے میں آ کر چھوڑ چکی تھی۔۔

"بابا نیچے آئے ہیں ملنے۔۔۔"

نویرہ دھیرے سے بولی تھی۔۔اسے ڈر تھا کہ سلطان کہیں غصہ نہ ہو جائے۔۔یعقوب نیازی کی آمد سے تو وہ پہلے ہی واقف تھا۔۔نویرہ کی بات پر اس نے خاموشی سے نویرہ کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کیا میں مل سکتی ہوں ان سے۔۔۔؟؟"

جس سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے نویرہ نے یہ بات پوچھی تھی سلطان کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔ایک دم سے سارا اضطراب ہوا ہوا تھا۔۔

"تم جو چاہو کر سکتی ہو مائی لو۔۔میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔۔ہاں بس لوٹ کر ہمیشہ ان بانہوں میں آنا۔۔سلطان شاہ اب سب کچھ برداشت کر سکتا ہے۔۔تمہاری بے اعتباری اور جدائی کے سوا۔۔"

سلطان نے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔۔

نویرہ خاموشی سے بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔۔ سلطان بھی شاور لینے کے لیے اٹھا تھا۔۔ جب نویرہ کو شش و پنج میں مبتلا دیکھ وہ اس کے قریب آیا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

سلطان شاہ کو کہیں نہ کہیں اس کی الجھن کی وجہ سمجھ آچکی تھی۔۔

"آپ۔۔ آپ کے بغیر ایسے۔۔۔"

نویرہ کو بس یہی ڈر تھا کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔۔۔

"تم جاؤ میں آتا ہوں۔۔ اور ڈونٹ وری۔۔ تمہاری خاطر میں یعقوب نیازی کو بھی برداشت کرنے کو تیار ہوں۔۔۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ تمہارے ہوتے ہوئے اپنے غصے پر بھی اختیار رکھ سکتا ہوں میں۔۔۔"

اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا وہ واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ نویرہ کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔ اس کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔ اس نے اس شخص کی جانب محبت کا ایک قدم بڑھایا تھا۔۔ جس کے بدلے وہ اس کے قدموں میں دنیا کی ہر خوشی ڈالنا چاہتا تھا۔۔

جس شخص کو وہ اپنا سب سے بڑا مجرم مانتا تھا۔۔ اس تک سے ملنے کو راضی ہو گیا تھا۔۔۔ صرف اس کی خوشی کی خاطر۔۔۔ اسے کوثر بیگم کی بات بالکل ٹھیک لگی تھی۔۔ وہ شخص صرف اس کی محبت کا بھوکا تھا۔۔ جو ملتے کی وہ

حیوان سے انسان بن گیا تھا۔۔ وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ نویرہ کی آنکھوں میں ایک دم سے آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔

حانم اپنے بابا سے بھی زیادہ حبیب الہیٰ کے ساتھ رہی تھی۔۔۔ وہ اسے بالکل اپنے سگے باپ جیسا ہی مانتی تھی۔۔ اور اس کے بعد وہ سلطان کو اپنے چاچو ماننے لگی تھی۔۔ جو اس کی خاطر اتنے خطرناک لوگوں سے لڑ رہا تھا۔۔

جہانزیب نے بہت کوشش کی تھی سلطان اور حبیب الہی کو مار کر حانم کو واپس اپنے پاس لانے کی۔۔ جو ان کے لیے کسی سونے کی چڑیا سے کم نہیں تھی۔۔ مگر سلطان شاہ اور حبیب الہیٰ نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔۔ سلطان نے حانم کا علاج کروانے کے بعد اسے فائٹنگ کی ٹریننگ دلوائی تھی۔۔ وہ ایک گینگسٹر کی بیٹی تھی۔۔ جس کے بہت سارے دشمن تھے۔۔ جن سے آگے چل کر اسے خود مقابلہ کرنا پڑ سکتا تھا۔۔ اس لیے سلطان اور حبیب

اسے اتنا طاقتور بنانا چاہتے تھے کہ اس کے دشمن اس کی جانب آنکھ اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچیں۔۔۔ اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔۔ حانم ایک بہت ہی سٹارنگ لڑکی بن چکی تھی۔۔ جس کو کوئی بھی نقصان پہنچانا اب اس کے دشمنوں کے لیے بہت مشکل ہو گیا تھا۔

سلطان شاہ جسے دنیا والے گینگسٹر مانتے تھے وہ در حقیقت وہ انسان تھا۔۔ جو شاہنواز سے کیا گیا وعدہ پورا کر رہا تھا۔۔ وہ اس گینگ میں رہ کر اسے کھو کھلا کر رہا تھا۔۔ شاہنواز کی وصیت کے مطابق حانم کے سمجھدار ہونے تک سلطان کی اس گینگ کا لیڈر تھا۔۔ بظاہر سلطان اس گینگ کو لیڈ کر رہا تھا۔۔ مگر اصل بات یہ تھی کہ وہ اور حانم وہاں موجود بڑے بڑے گینگسٹرز کے خلاف ثبوت اکٹھے کر رہے تھے۔۔ اور عنقریب ان سب کا خاتمہ کر کے اس چیپٹر

کو یہیں پر کلوز کرنا چاہتے تھے۔۔ ان دونوں کے دامن پر کوئی داغ نہیں تھا۔۔

ان کے ہاتھ پر طرح سے صاف تھے۔۔ انہوں آج تک کسی بھی غلط کام میں حصہ نہیں ڈالا تھا۔۔ بلکہ اسے روکنے کی کوشش ہی کی تھی۔۔ جس میں بہت بار وہ کامیاب بھی ہوئے تھے۔۔

ہشام حانم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر حانم اچھے سے جانتی تھی کہ یہ لوگ اس کے باپ کے قاتل تھے۔۔ اور اسے نشے کا عادی بنا کر اسے پاگل کرنا چاہتے تھے۔۔ وہ اپنی لائف کے ہر معاملے میں بہت کلیئر لڑکی تھی۔۔

حانم کو یہ پتا چلا تھا کہ جہانزیب فاروقی پاگل خانے میں موجود عورتوں کو غلط کاموں کے لیے استعمال کر رہا تھا۔۔ اسی وجہ سے وہ پاگل خانے میں رہنے گئی

تھی۔۔وہاں کی انتظامیہ جہانزیب کی دہشت سے اس قدر خوفزدہ تھی کہ نہ تو وہ لوگ ہر ادارے میں چھپی کالی بھیڑوں کی وجہ سے پولیس کو بتا پا رہے تھے۔۔اور نہ ان بے ضرر لوگوں کو بچا پا رہے تھے۔۔

حانم وہاں پاگل بن کر رہی گئی تھی۔۔وہاں کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ حانم کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔۔۔

حانم بہت اچھے سے اپنا کام کر رہی تھی۔۔وہ اس کام میں ملوث جہانزیب کے کارندوں کا آہستہ آہستہ خاتمہ کر رہی تھی۔۔جب اسے حبیب الہٰی سے پتا چلا تھا کہ ہر بار پولیس فورس میں آنے والا آفیسر جو جہانزیب فاروقی کے ہاتھوں بک جاتے تھے۔۔اس بار انہیں بھی ٹکر کا بندہ ملا تھا۔۔ایس پی فیروز نیازی کے ضمیر کو خریدنے کی بہت کوشش کی گئی تھی۔۔مگر جس شخص کو دولت کی کوئی کمی نہیں تھی وہ بھلا اس سب کے آگے کیوں بکتا۔۔اس نے تو

یہ فورس اپنی ماں کو انصاف دلانے کے لیے جوائن کی تھی۔۔اپنے باپ کے قاتلوں کا بدلہ لینے کے لیے کی تھی۔۔وہ شخص کسی کے آگے بکنے والا نہیں تھا۔۔

ایس پی فیروز نے آتے ساتھ ہی انڈر ورلڈ کی دنیا میں ہلچل مچادی تھی۔۔ بہت ساری کالی بھیڑوں کو اپنے محکمے سے نکال پھینکا تھا۔۔

وہ آہستہ آہستہ ان کے گینگ کے لوگوں کو ختم کر رہا تھا۔۔حانم ہر روز فیروز نیازی کے حوالے خبریں بہت شوق سے پڑھتی تھی۔۔ایک بار اس کے ہوتے ہوئے فیروز نے حملہ کیا تھا۔۔۔اور جس بہادری کے ساتھ لڑتے اس نے ایک ساتھ ہشام اور جہانزیب کو زخمی کیا تھا۔۔حانم شاہ اپنا دل اس شخص کے آگے ہار بیٹھی تھی۔۔۔وہ اس کا دشمن تھا مگر حانم کو وہ بہت اچھا

لگتا تھا۔۔ وہ ایک بار بھی فیروز کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔ مگر اس شخص کی دیوانی ہو چکی تھی۔۔

لیکن حانم کی یہ محبت غصے اور انتقام میں اس وقت بدلی تھی جب فیروز نے سلطان شاہ کو گرفتار کرنے کے دوران حبیب الہیٰ کو مار دیا تھا۔۔ حبیب الہیٰ اب اس گینگ کا حصہ نہیں تھا۔۔ وہ سلطان اور حانم کی طرح برائی کے خلاف کام کر رہا تھا۔۔ حبیب الہیٰ کی موت حانم کے دل پر بہت گہرا وار کر گئی تھی۔۔ جو وہ برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ اس سب میں فیروز کی بھی غلطی نہیں تھی۔۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ حبیب الہیٰ کس کے لیے کام کر رہا ہے۔۔

فیروز کے لیے اس گینگ میں موجود ہر شخص ایک جیسا ہی تھا۔۔ ہشام حانم پر بہت زور ڈال رہا تھا شادی کرنے کے لیے۔۔ اس لیے سلطان نے حانم کے

کہنے پر فیروز کے آگے اپنی گرفتاری دینے کی وہ شرط حانم سے نکاح کی رکھی تھی۔۔جو فیروز نیازی کو ماننی پڑی تھی۔۔اس کے لیے یہ نکاح اہم نہیں تھا۔۔کیونکہ اسے اپنی ماں کے کہے کے مطابق نوشی سب ہی شادی کرنی تھی جو اس کی فیانسی تھی۔۔

اس نے یہ نکاح ایک ڈیل کے تحت ہی کیا تھا۔۔اور حانم جو اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔اس نے یہ نکاح اس وقت غصے اور انتقام کے تحت ہی کیا تھا۔۔لیکن وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ آنے والا وقت ان کے ساتھ کیا کھیل کھیل جائے گا۔۔محبت کا تیر دونوں کے دلوں میں بہت گہرائی سے پیوست ہو چکا تھا۔۔

ہشام کو جب اس نکاح کی خبر ہوئی تھی۔۔ وہ اس دن سے فیروز کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا۔ وہ برداشت ہی نہیں کر پا رہا تھا۔ اسے ہر حال میں حانم چاہیے تھی۔۔ مگر کہیں نہ کہیں وہ حانم سے ڈرتا بھی تھا۔۔

کیونکہ حانم ایک بہت ہی پاورفل لڑکی تھی۔۔ جس کے آگے کھڑے ہو پانا آسان نہیں تھا۔۔ صرف فیروز نیازی ہی تھا جو حانم سے ٹکرا سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور ارشیان کی جان خطرے میں دیکھ ایک سیکنڈ بھی ضائع کیے بغیر ارشیان کی جانب بھاگی تھی۔۔ ارشیان نیازی زاراب کو تھامے غصے میں کچھ بھی غلط کرنے کو روک رہا تھا۔۔ بندوق کا نشانہ ان دونوں پر تھا۔۔۔ اگر غلطی سے ارشیان سے چوک جاتا تو زاراب کے سینے میں پیوست ہو جاتا۔۔۔

مگر شاہنور کو تو کچھ دکھائی ہی نہیں دیا تھا۔۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اس شخص کو مرتے کیسے دیکھ سکتی تھی۔۔ جس میں اس کی جان بستی تھی۔۔

"خان سائیں۔۔۔۔"

شاہنور نے ارشیان کو پکارا تھا۔۔ ارشیان نے نگاہیں موڑ کر شاہنور کی جانب دیکھا تھا۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا اس سے چند قدموں کے فاصلے پر موجود شاہنور جو اچانک سے نشانہ باز کے سامنے آئی تھی۔۔۔ ارشیان کے سینے پر لگنے والی گولی شاہنور کے وجود کے آرپار ہوئی تھی۔۔۔ شاہنور کے ہونٹوں سے دلخراش چیخ نکلی تھی۔۔ اور اگلے ہی لمحے اس کا خون میں لت پت وجود ارشیان کی باہوں میں آن گرا تھا۔۔

ارشیان نیازی جیسا مضبوط اعصاب کا مالک انسان اس لمحے صدمے کا شکار ہوا تھا۔۔ جس لڑکی کو وہ اب اپنی دنیا ماننے لگا تھا۔۔ جس کے تصور سے ہی اس کی زندگی میں رنگ بھر جاتے تھے۔۔ اس کے بے چین اور بے سکونی بھرے دل میں سکون کی ندیاں بہنے لگتی تھیں۔۔۔ اس لڑکی کو موت کی اتنے قریب دیکھنا ارشیان کو ہلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

"نورے۔۔۔"

ارشیان نیازی کی اذیت میں ڈوبی دھاڑ وہاں سب لوگوں کو منجمند کر گئی تھی۔۔ اپنی پوتی کو خون میں لت پت ہوتے دیکھنے کے باوجود حسین راجپوت کو سکون نہیں ملا تھا۔۔۔ اس نے اپنے آدمیوں کو روکنے کے بجائے زاراب اور ارشیان کو مارنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

مگر وہ لوگ تب تک پوری طرح سے الرٹ ہو چکے تھے۔۔ شرافت اور باقی سیکیورٹی گارڈز ارشیان اور زاراب کے گرد گھیر ابنا گئے تھے۔۔ دونوں طرف سے فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ جو دیکھ حسین راجپوت نے وہاں سے فرار ہونا چاہا تھا۔۔ مگر ہر بار اس شخص کو مہلت دیتا آیا زاراب نیازی اس لمحے اپنے اشتعال پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

اس نے اپنے سامنے کھڑے آدمی سے پستول چھینتے حسین راجپوت پر فائر کیا تھا۔۔ جو اس کی گردن پر لگتا اسے منہ کے بل گرنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔ اس سے پہلے کے زاراب اس کا کام تمام کرتا میرب نے اسی لمحے زاراب کے قریب آتے پستول کا رخ اوپر کی جانب موڑ دیا تھا۔۔۔

زاراب نیازی نے آگ اگلتی نگاہوں سے میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس کی آنکھوں سے نکلتی آگ میں میرب کو اپنا آپ جھلستا ہوا محسوس ہوا

تھا۔۔ زاراب نے اس کی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں اتنی سختی سے پکڑا تھا کہ میرب کو وہ ٹوٹتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

ارشیان ارد گرد چلتی گولیوں کی بوچھاڑ کی پرواہ کیے بغیر شاہنور کو اپنی بانہوں میں اٹھائے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ وہ ان سب کا انجام بہت دردناک بنانے والا تھا۔۔ مگر اس سب سے پہلے شاہنور کی زندگی اہم تھی۔۔ وہ اسے کچھ نہیں ہونے دے سکتا تھا کسی بھی قیمت پر۔۔۔

جبکہ دوسری جانب زاراب نیازی میرب کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ وہاں سے نکال لایا تھا۔۔۔ صائم جو زاراب کو میرب کو اپنے ساتھ زبردستی لے جاتے دیکھ آگے بڑھا تھا۔۔ مگر زاراب کا جلالی روپ، اس کے ہاتھ میں موجود پستول اور اوندھے منہ زمین پر خون سے لت پت پڑے حسین راجپوت کو دیکھ اس کے قدم وہیں تھم گئے تھے۔۔۔

میرب نے بھی پلٹ کر وہاں کسی کو بھی نہیں دیکھا تھا۔۔وہ بھی بس اسی شاک میں مبتلا تھی کہ اس کے اپنوں نے اس کے ساتھ دھوکا کیا تھا۔۔۔

حسین راجپوت نے اسے قسم کھا کر یقین دلایا تھا کہ اگر وہ زاراب سے طلاق مانگے گی تو وہ زاراب کو کچھ نہیں کہیں گے۔۔ لیکن اگر اس نے زرا سی بھی ہوشیاری کرنے کی کوشش کی تو وہ زاراب کو اسی وقت جان سے مار دیں گے۔۔ میرب نے اپنے باپ اور دادا کی بات پر یقین کرتے ان کے حق میں فیصلہ سنایا تھا۔۔۔

وہ یہ بات تو بہت اچھے سے جانتی تھی کہ زاراب اسے اتنی آسانی سے طلاق نہیں دے گا۔۔ مگر وہ یہ خونی کھیل ختم کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے ہر شے سے عزیز زاراب کی زندگی تھی۔۔ اسے جس طرح سے اس کے گھر والوں نے بلیک میل کیا تھا۔۔ وہ ان کے آگے بے بس ہو گئی تھی۔۔ اس نے وہاں

آتے ہوئے چاروں جانب بندوقیں لے کر چھپے حسین راجپوت کے آدمیوں کو دیکھا تھا۔۔ جن کا نشانہ زاراب نیازی کے سینے پر تھا۔۔

وہ اگر اپنے دادا کی بات نہ مانتی تو انہوں نے اسی وقت زاراب کو ختم کر دینا تھا۔۔ اس نے جان بوجھ کر زاراب کے سامنے اپنا مطمئین اور بے فکر ہونا ظاہر کیا تھا۔۔ اور وہ سب میسج کیے تھے۔۔ تاکہ زاراب یہ نہ سمجھے کہ میرب کو بلیک میل کیا گیا ہے۔۔ وہ اس کے بغیر رہنا تو برداشت کر سکتی تھی۔۔ مگر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی وجہ سے زاراب کی جان جاتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

اسی وجہ سے اس نے یہ سب کیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیسی ہے میری بیٹی۔۔۔؟؟ میں نے ایک بار غصے سے بول دیا تو اپنے باپ سے اتنی ناراض ہو گئی۔۔۔"

نویرہ کو سینے سے لگاتے یعقوب نیازی محبت پاش لہجے میں بولے تھے۔۔ کوثر بیگم کو بھی ساتھ دیکھ نویرہ بہت خوش ہوئی تھی۔۔ دیر سے ہی سہی مگر اس کے باپ کو اس کا خیال آہی گیا تھا۔۔۔

وہ ان دونوں سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی۔۔ جبکہ کوثر بیگم سلطان کو اس کے ساتھ نہ دیکھ اداس ہوئی تھیں۔۔

"سلطان نہیں ملے گا ہم سے۔۔۔ نفرت جو کرتا ہے ہم سے۔۔"

یعقوب نیازی بھی اس بات کو نوٹ کرتے بول پڑے تھے۔۔ ان کی بات کے جواب میں نویرہ نے کوثر بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ

کچھ بولتی سلطان کی گھمبیر آواز ڈرائینگ روم میں گونجتی نویرہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔

"ہم نفرتوں کو بھلانے والے لوگ ہیں نیازی صاحب۔۔ سینے پر تمغے کی طرح نفرتوں کو سجانا نہیں آتا ہمیں۔۔"

سلطان ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے بہت ہی مہذب انداز میں بہت گہرے الفاظ کہے تھے۔۔ جو یعقوب نیازی اچھے سے سمجھتے پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔۔ وہ اچھے سے جانتے تھے ان کا بھانجا یہ طنز کے تیر انہیں پر ہی چلا رہا تھا۔۔

نویرہ کچھ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔ جبکہ کوثر بیگم بات کو وہیں دبانے کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھتیں سلطان کا ماتھا چوم گئی تھیں۔۔

جسے انہوں نے ہمیشہ اپنے سگے بیٹوں کی طرح ہی پیار کیا تھا۔۔ مگر وقت کی ستمگری نے ان سے ان کا بیٹا چھین لیا تھا۔یعقوب نیازی اپنی جگہ سے نہیں اٹھے تھے۔۔نہ ہی سلطان نے ان کے قریب جا کر ملنے کی کوشش کی تھی۔۔ کوثر بیگم سے بہت محبت سے ملتا وہ نویرہ کے ساتھ پورے استحقاق سے براجمان ہوا تھا۔۔

اس کا انداز دیکھ یعقوب نیازی اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گئے تھے۔۔ انہیں سلطان کا انداز جتاتا ہوا لگا تھا۔۔ کہ نویرہ پر اب سب سے زیادہ حق اسی کا تھا۔۔ وہ اس کی بیوی کو اس سے نہیں چھین سکتے تھے۔۔

"ہم کچھ دنوں کے لیے اپنی بیٹی کو لینے آئے ہیں۔۔۔بہت رہ لیا شاہ حویلی۔۔اب کچھ دن وہ ہمارے ساتھ رہے گی۔۔۔"

یعقوب نیازی نے اس سے پوچھا نہیں تھا بلکہ اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔ جس پر نویرہ کے ساتھ ساتھ کوثر بیگم نے بھی گھبرا کر سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"آپ بھول رہے ہیں نیازی صاحب۔۔ یہ خان حویلی نہیں شاہ حویلی ہے۔۔۔ جہاں سلطان شاہ کا حکم چلتا ہے۔۔ میں کسی دن اپنی بیوی کو خود خان حویلی آپ سب سے ملوانے لے آؤں گا۔۔۔ ابھی وہ آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔۔۔"

سلطان اس سے پہلے کہ کوئی اور سخت الفاظ استعمال کرتا جب نویرہ نے نامحسوس طریقے سے اپنا ہاتھ اپنے نہایت قریب رکھے سلطان کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا۔۔ وجہ صرف اس کو ریلیکس رکھنا تھا۔۔ وہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔۔ اپنے پیرنٹس کے سامنے بھی نویرہ کا سارا دھیان اور فکر اپنی

جانب مبذول دیکھ سلطان کی آنکھیں مسکرادی تھیں۔۔ جبکہ دل میں سکون سا سرایت کر گیا تھا۔۔۔

وہ بہت کچھ بول سکتا تھا۔۔ مگر کچھ نہیں بولا تھا۔۔ صرف نویرہ کی وجہ سے۔۔ ورنہ وہ یعقوب نیازی کی چال سمجھ رہا تھا۔۔ جو نویرہ کو اپنے ساتھ لے جاکر ہمیشہ کے لیے اس سے چھیننا چاہتے تھے۔۔۔

ارشیان ارد گرد چلتی گولیوں کی بوچھاڑ کی پرواہ کیے بغیر شاہنور کو اپنی باہوں میں اٹھائے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ وہ ان سب کا انجام بہت دردناک بنانے والا تھا۔۔ مگر اس سب سے پہلے شاہنور کی زندگی اہم تھی۔۔ وہ اسے کچھ نہیں ہونے دے سکتا تھا کسی بھی قیمت پر۔۔۔

شاہنور کا خون میں لت پت وجود ارشیان کی دھڑکنیں ساکت کر گیا تھا۔۔وہ انکھیں موند چکی تھی۔۔ارشیان کو کچھ دکھائی اور سجھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔وہ شاہنور کو بیک سیٹ پر لٹاتا خود ہی فل سپیڈ میں ڈرائیونگ شروع کر چکا تھا۔۔ابھی وہ شیرہ کوٹ میں ہی تھے جب ان کی گاڑی پر دوبارہ فائرنگ کی گئی تھی۔۔مگر گارڈز کی گاڑیاں ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے کافی بچت ہو گئی تھی۔۔راجپوت اب ارشیان کے ساتھ ساتھ شاہنور کی جان کے دشمن بھی بنے پڑے تھے۔۔جس نے اتنے سارے لوگوں کے سامنے ان سب کو ٹھکرا کر صرف ارشیان کا ساتھ مانگا تھا۔۔

یہ راجپوتوں کی انا پر کاری وار کیا گیا تھا۔۔۔

ارشیان نے فوری طور پر شاہنور کو ہاسپٹل پہنچایا تھا۔۔جہاں اس کا علاج شروع کر دیا گیا تھا۔۔ارشیان کا وائٹ ڈریس خون سے لال ہو چکا تھا۔۔وہ پتھر بنا آئی سی یو کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔۔۔

اس کا دل بس شاہنور کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھا۔۔وہ کسی قیمت پر شاہنور کو نہیں کھو سکتا تھا۔۔اب اس لڑکی کے سوا اس کی زندگی میں کچھ نہیں تھا۔۔

ارشیان کی لال آنکھوں سے جیسے خون ٹپکنے کو تیار تھا۔۔اس کی آنکھوں کے پردوں پر بار بار وہ ہی سین چل رہا تھا جب شاہنور نے اتنے لوگوں کے سامنے اس سے الگ ہونے سے انکار کیا تھا۔۔اس کی جان خطرے میں دیکھ وہ لڑکی ایک سیکنڈ کے لیے بھی سوچے بغیر اس کے سامنے آ کر اس کے حصے کی اذیت اپنے سر لے گئی تھی۔۔

ارشیان کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس سے اتنی بے لوث محبت کرتی تھی۔۔وہ ہمیشہ سے محبت کا انکاری رہا تھا۔۔کیونکہ اس نے آج تک اپنی زندگی میں ایسی محبت دیکھی ہی نہیں تھی۔۔ارشیان نیازی جس نے آج تک اپنی رب سے کچھ نہیں مانگا تھا۔۔آج اتنے سالوں بعد اس نے اپنے رب کے حضور شاہنور کو واپس پانے کی دعا مانگی تھی۔۔

اور دل سے نکلی دعا بھلا کبھی رد ہو سکتی تھی۔۔

آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا۔۔

ارشیان نیازی جیسا مضبوط اعصاب کا مالک انسان ڈاکٹر کی جانب دیکھتا اپنے لرزتے دل کو تھام گیا تھا۔۔

"پیشنٹ بہت زیادہ ویک ہیں۔۔ گولی لگنے کی وجہ سے ان کا کافی زیادہ خون ضائع ہوا ہے۔۔ ہم نے گولی نکال دی ہے۔۔ اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ مگر ان کو بہت زیادہ کیئر اور احتیاط کی ضرورت ہے۔۔۔ ورنہ ان کا زخم زیادہ خراب ہونے پر نقصان ہو سکتا ہے۔۔ ابھی کچھ دیر میں انہیں ہوش آجائے گا۔۔۔"

ڈاکٹر نے جو خبر دی تھی۔۔ وہ ارشیان نیازی کو زندگی کی نوید سنا گئی تھی۔۔

راجپوتوں وہاں آنا چاہتے تھے شاہنور سے ملنے۔۔ مگر ارشیان نے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔ وہ اب کسی بھی اس انسان کا سایہ شاہنور پر نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا۔۔ جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔۔ خطرے کے باعث زاراب اور فیروز کو بھی اس نے خود آنے سے منع کیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا اس

وقت ان کے دشمن ان کے خون کے پیاسے ہوئے پڑے تھے۔۔ جنہیں کسی قسم کا بھی موقع نہیں دینا چاہتا تھا وہ۔۔

ارشیان نے روم میں قدم رکھا تھا۔۔ جب سامنے ہی اس لڑکی کو مشینوں میں جکڑا دیکھ اسے شدت سے اذیت کا احساس ہوا تھا۔۔ جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں مسل دیا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں آہستہ آہستہ خون اتر رہا تھا۔۔۔ جیسے ابھی چھلک پڑے گا۔۔ اس قدر لال ہو چکی تھی اس کی آنکھیں۔۔ اپنی نورے کو اتنی اذیت میں دیکھ۔۔۔

شاہنور کے پاس بیٹھتے وہ اس کا ڈرپس سے سجا نازک ملائم ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا اسے اپنے چہرے سے ٹچ کرتا اس کے لمس کی گرمی کو محسوس کرنے لگا تھا۔۔ اپنے دل کو اس کے ہونے کا احساس دلانے لگا تھا۔۔

"ابھی تو میری محبت سے آشنا بھی نہیں ہوئی تم۔۔ اتنی جلدی چھوڑ کر جانا چاہتی تھی مجھے۔۔"

ارشیان اس کے ہاتھ پر ہونٹ رکھے شکوہ کناں لہجے میں بولا تھا۔۔ مگر اس وقت دوسری جانب سے اس کے شکوے سننے والی اس کی جانب سے بے خبر تھی۔۔ اس کے گلابی چہرے کو زرد پڑتے دیکھ ارشیان مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔ وہ اپنی دشمنوں سے اس ایک ایک اذیت کا بدلہ لینے والا تھا۔۔

وہ نجانے کتنا وقت ایسے ہی شاہنور کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھے اسے تکتا اس کے پاس بیٹھا رہا تھا۔۔ جیسے اس سے بہترین کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

جب اچانک اسے اپنے ہاتھ میں موجود شاہنور کے ہاتھ میں جنبش محسوس ہوئی تھی۔۔ ارشیان فوراً الرٹ ہوا تھا۔۔ کیونکہ اسے شاہنور کی گھنیری پلکیں بھی ہلتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ زرا سا کسمساتے شاہنور نے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار ارشیان کو بھی اذیت میں مبتلا کر گئے تھے۔۔ شاہنور نے نگاہیں موڑ کر اپنے بے حد قریب موجود ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کی پریشانی اسے خائف کر گئی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار نمی اتر آئی تھی۔۔ جس شخص کے آگے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔ وہ بھلا

اس کے لیے اتنا پریشان کیوں تھا۔۔شاہنور نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب میرب کو لیے فارم ہاؤس پر آ گیا تھا۔۔اس کا دماغ غصے سے ابل رہا تھا۔۔اسے کسی طور اس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ میرب اس سے طلاق کی ڈیمانڈ بھی کر سکتی تھی۔۔

میرب کو روم میں چھوڑ تا وہ خود سٹڈی روم میں آ گیا تھا۔۔جہاں آکر اس نے ہر شے کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔۔ آج حسین راجپوت اس کے آگے جیت گیا تھا۔۔

کیونکہ وہ اس کی میرب کو اس سے چھیننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔

میرب کو زاراب کے غصے اور پاگل پن کا اچھے سے اندازہ تھا۔۔ اسے روم سے نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔۔ زاراب اس سے اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنا آپا نہ کھو دے۔۔۔ غصے میں میرب کو کچھ کہہ بول دے۔۔ مگر میرب راجپوت کو روکنا ممکن کہا تھا۔۔

میرب ملازمہ سے اس کا پوچھتی سٹڈی میں داخل ہوئی تھی۔۔ جب اندر کی حالت دیکھ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی تھی۔۔ ہر شے چکنا چور ہو چکی تھی۔۔ زاراب کے دونوں ہاتھوں سے خون رس رہا تھا۔۔ جو دیکھ میرب کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

اسے اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔۔ جیسے ارشیان پر حملہ کیا گیا تھا ویسے ہی زاراب کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جا سکتی تھی۔۔ جو میرب کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"ایڈووکیٹ نصیر کو کہو ابھی اسی وقت فارم ہاؤس پر پہنچیں۔۔۔"

زاراب نے موبائل نکالتے اپنے وکیل کو بلوایا تھا۔۔ میرب شاک کی کیفیت میں آگے بڑھی تھی۔۔۔ اور زاراب کے ہاتھ سے موبائل چھین کر دور پھینک دیا تھا۔۔

"کیوں۔۔۔؟ وکیل کو کیوں بلا رہے ہو تم۔۔؟؟"

میرب اس کے غصے سے پلٹنے پر آگے سے دوہرا غصہ دکھاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ زاراب کے زخمی ہاتھ دیکھ کر اس کا دل ہول رہا تھا۔۔

"تمہیں بہت شوق ہے نا مجھ سے طلاق لینے کا۔۔ وہی ادھورا کام پورا کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔"

زاراب کی آنکھوں سے لہو ٹپک رہا تھا۔۔اس نے میرب کو چھوا نہیں تھا۔۔ بلکہ اس کے قریب آنے پر دور ہٹا تھا۔۔میرب کو اس شخص کی یہ حرکت آگ لگا گئی تھی۔۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے نا ٹھکرائے جانے پر۔۔میرا سوچا تھا ایک بار بھی جب اپنے ماں باپ کو بتائے بغیر تم سے نکاح کیا تھا۔۔سب کو پیچھے چھوڑ کر تمہیں اہمیت دی تھی اور تم نے کیا کیا تھا۔۔میری محبت کے منہ پر تمانچہ مار کر چلے گئے تھے۔۔میری اذیت کا کوئی اندازہ نہیں ہے تمہیں۔۔"

میرب اس کا گریبان مٹھیوں میں جکڑے غصے سے چیخی تھی۔۔یہ شخص کبھی اسے کیوں نہیں سمجھتا تھا۔۔ہر بار اس سے دور جانے کی بات خود کرتا تھا۔۔اور جب وہ دور جانے لگتی تھی تو خود ہی اپنے قریب کھینچ لیتا تھا۔۔ میرب اب تنگ آچکی تھی اس کھیل سے۔۔

"ہاں چھوڑ کر گیا تھا تمہیں۔۔۔ صرف تمہاری خاطر۔۔۔ لیکن اس جدائی کے ایک ایک پل میں مرا ہوں میں۔۔ تڑپا ہوں تمہارے لیے۔۔ اور تمہاری نفرت کی اذیت برداشت کی ہے میں نے۔۔ تمہیں شہروز گیلانی اور صائم راجپوت کے ساتھ دیکھ کر پاگل ہوا ہوں میں۔۔ نہیں دیکھ سکتا تمہیں کسی کے ساتھ۔۔ تم صرف میری ہو۔۔ پھر کیوں پوری طرح سے میری نہیں ہو پا رہی۔۔"

زاراب نے ایک زوردار مکا دریوار پر رسید کرتے اپنے ہاتھ کو مزید زخمی کر دیا تھا۔۔

میرب اس کی اذیت پر تڑپ اٹھی تھی۔۔ زخم زاراب کو مل رہا تھا۔۔ مگر آنسو میرب کی آنکھوں میں تھے۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں دیوانے تھے۔۔ لیکن دنیا والے انہیں ایک ساتھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔ ان

دونوں کے خاندان ان کے ایک ہونے کے خلاف تھے۔۔۔ آج کے دن ان کی شادی ہونی تھی۔۔ اور آج ہی ان دونوں کو الگ کرنے کی اتنی بڑی سازش رچی گئی تھی۔۔

"کیوں چھوڑ کر گئے تھے مجھے۔۔۔؟؟"

میرب نے آج پہلی بار یہ سوال کیا تھا۔۔ زاراب کی شرٹ دونوں مٹھیوں میں دبوچے وہ اس کے سامنے سسکتی اس سے سوال کر رہی تھی۔۔

جب زاراب خان نیازی اپنے دل کو مزید پتھر نہیں رکھ پایا تھا۔ وہ اب مزید میرب کو خود سے دور نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اس نے میرب کو حسین راجپوت کی ساری سچائی بتادی تھی۔۔

جو سنتے میرب شاک کی کیفیت میں کھڑی اسے تکے گئی تھی۔۔

"نن نہیں۔۔۔وہ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔؟"

میرب نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جو دیکھ زاراب نیازی تلخی سے مسکرا دیا تھا۔۔

"میں جانتا تھا تم میری بات پر یقین نہیں کرو گی۔۔۔اس لیے اب تک نہیں بتایا۔۔"

زاراب اپنی شرٹ اس کی گرفت سے آزاد کرتا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔اب پوری رات اس کی ایسے ہی سیگریٹ پھونکتے گزرنی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں اس معاملے میں دھوکا کیسے کھا سکتا ہوں۔۔یہ بظاہر معصومیت کا ماسک چڑھائے میرے ارد گرد منڈلاتی لڑکی سلطان کے گینگ کا سب سے اہم فرد نکلی۔۔"

فیروز نیازی کے سامنے بھی حانم شاہ کی اصلیت آچکی تھی۔۔جس کے بعد اتنے ہی لمحے وہ شاک بیٹھا رہا تھا۔۔اس کے ساتھ کیا کیا کھیل کھیلا گیا تھا۔۔ مگر وہ اس لڑکی پر ترس کھاتا اسے اپنی حویلی تک لے گیا تھا۔۔

فیروز اپنے آفس میں کرسی پر جھولتا چہرے پر چٹانوں کی سختی کے ساتھ اسی سوچ میں گم تھا۔۔جب دروازے پر ہوتی دستک نے اس کا دھیان اپنی جانب مبذول کیا تھا۔۔مگر دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی لڑکی کو دیکھ فیروز کا خون کھول اٹھا تھا۔۔

وہ پنک کلر کے پیروں تک آتے فراک میں دوپٹہ کندھوں پر ڈالے کھلے بالوں میں کرل اور ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی کہیں سے بھی ایک گینگسٹر کی بیٹی اور جانشین نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر ایک نزاکت کا احساس ہوتا تھا۔۔اس کے چہرے پر پھیلی معصومیت دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ اس نے آج تک ایک چیونٹی بھی ماری تھی۔۔جبکہ وہ لڑکی اب تک نجانے کتنوں پر گولیاں چلا چکی تھی۔۔۔

"کیا ہوا تمہاری مشرقی بیوی کے روپ میں بہت حسین لگ رہی ہوں کیا۔۔جو تم سے اپنی نگاہیں ہٹا پانا مشکل ہو رہا ہے ایس پی۔۔۔"

حانم اس کے یوں خاموشی سے اپنی جانب دیکھنے پر چوٹ کرتے اس کے سامنے پڑی کرسی پر آن بیٹھی تھی۔۔۔

"دیکھ رہا ہوں مزید کتنے روپ ہیں تمہارے۔۔جو چھپا رکھے ہیں تم نے۔۔۔

"

فیروز کا لہجہ زہر خند تھا۔۔

"اب بس ایک ہی روپ باقی ہے۔۔جو اس جنم میں تو تمہارے سامنے کبھی نہیں آنے والا۔۔۔"

حانم صاف گوئی سے بولی تھی۔۔۔وہ روپ کونسا تھا فیروز کی جانب اٹھتی اس کی بے خود نگاہیں صاف بیان کر رہی تھی۔۔مگر فیروز نیازی کا دھیان ابھی اس جانب تھا ہی نہیں۔۔

"کیوں آئی ہو یہاں۔۔۔؟؟"

فیروز کو یہ لڑکی اس وقت زہر لگ رہی تھی۔۔ جو اس کے دشمن کی ساتھی تھی۔۔

"تمہارا جنم دن منانے۔۔۔"

حانم کے اشارے پر باہر کھڑا کانسٹیبل ہاتھ میں کیک اٹھائے اندر داخل ہوا تھا۔۔ جس نے اپنی گردن گود تک جھکا رکھی تھی۔۔ مگر اس کے باوجود اپنے آفیسر کی غضبناک نگاہیں اسے اچھے سے محسوس ہو رہی تھیں۔۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔۔؟"

فیروز نے آج تک اپنا جنم دن نہیں منایا تھا۔۔ اس شدید نفرت تھی اس سب سے۔۔

فیروز اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

"میں اتنی محبت سے کسی کے ساتھ پیش نہیں آتی ایس پی۔۔ خوش نصیب ہو تم۔۔۔ اب چپ کر کے آ کر کیک کاٹو۔۔۔"

حانم اس کے اٹھ کر اپنی سائیڈ پر آنے پر گھبرا گئی تھی۔۔ مگر اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔ یہ شخص پل بھر میں اس کی حالت غیر کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔ مگر وہ اپنی اس حالت کے بارے میں اس پر ظاہر کر کے اسے اپنی کمزوری نہیں دینا چاہتی تھی۔۔

وہ اسے کبھی بھی یہ بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔۔ یہ شخص کبھی اسے اپنی بیوی کے روپ میں قبول نہیں کرنے والا

تھا۔۔اس لیے اس کے سامنے اپنی محبت رکھ کر وہ اپنی محبت کو بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"اور میں بھی اتنا اچھا انسان بالکل بھی نہیں ہوں جتنا تم مجھے سمجھ رہی ہو۔۔۔"

فیروز نے ٹیبل پر رکھا کیک اٹھا کر دیوار پر دے مارا تھا۔۔

"ایس پی تم حد سے بڑھ رہے ہو۔۔۔"

حانم اس کی اس حرکت پر غصے سے آگ بگولا ہوتی کیک کاٹنے کے لیے ہاتھ میں پکڑی چھڑی اس کی گردن پر رکھ گئی تھی۔۔جب فیروز نے اس بار زرا سا بھی لحاظ کرتے اس کی وہی چھڑی تھامی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اس کی کمر پر موڑتے اسے اپنے بے حد قریب کھینچ لیا تھا۔۔۔

حانم کا دوپٹہ زمین پر جا گرا تھا۔۔ جسے وہ بہت مشکل سے اب تک سنبھالے ہوئے تھی۔۔

"اور کون کون سا راز چھپا رکھا ہے مجھ سے۔۔۔؟؟"

فیروز نیازی نے اس کی دونوں کلائیوں کو سختی سے کمر پر موڑ رکھا تھا۔ ان دونوں کے بیچ ایک انچ کا فاصلہ بھی نہیں تھا۔۔

اس کی بات پر حانم مسکرائی تھی۔۔۔

"ایک پولیس والے ہو۔۔ اچھے سے جانتے ہو مجرم اتنی آسانی سے اپنے جرم قبول نہیں کرتا۔۔"

حانم چہرا فیروز کے قریب لے جاتی اس کی گردن کی ابھری گلٹی پر اپنے لب رکھ گئی تھی۔۔ یہ عمل اتنے کم وقت میں ہوا تھا کہ فیروز کچھ سیکنڈز کے لیے سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ حانم نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا۔۔۔

میرب کتنے ہی لمحے اپنی جگہ پر کھڑی یہی سوچتی رہی تھی کہ زاراب اس سے کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔۔ اس کے دادا زاراب کو بہت ناپسند کرتے تھے۔۔ لیکن اس سے تو بے پناہ محبت کرتے تھے۔۔ وہ اسے اپنی کسی بھی سازش کا شکار کیسے کر سکتے تھے۔۔ زاراب کے جانے کے بعد وہ جس اذیت میں رہی تھی وہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔۔ انہوں نے کبھی اسے زاراب کے پاس جانے سے نہیں روکا تھا۔۔ وہ اپنے دادا کے خلاف اتنی بڑی بات پر یقین نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

مگر وہ زاراب کو بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔ اسے ان دونوں کو ایک ساتھ لانا تھا۔۔ اسے دونوں کے بیچ سب ٹھیک کرنا تھا۔۔ اگر حسین راجپوت نے اسے زاراب کو جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی۔۔ تو زاراب نے اس کے سامنے ان پر گولی چلائی تھی۔۔ دونوں ہی اب تک ایک دوسرے کے ساتھ غلط کرتے آئے تھے۔۔ اسے اب ان دونوں کو ایک کرنا تھا۔۔۔

ان دونوں کی مخالفت رہتے وہ کبھی زاراب کے پاس نہیں آسکتی تھی۔۔۔ دونوں خاندانوں میں ان کے مخالفین بھرے پڑے تھے۔۔ جو ان دونوں کو ایک ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

میرب کو اب اپنے طریقے سے سب کو ڈیل کرنا تھا۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ پوری دنیا کو سنبھال سکتی تھی۔۔ اپنے مطابق چلا سکتی تھی۔۔ سوائے زاراب خان نیازی کے۔۔۔

جسے ڈیل کرنا سب سے مشکل کام تھا۔۔ میرب وہاں سے نکل آئی تھی۔۔ زاراب نے اسے نہیں روکا تھا۔۔ اس نے اپنے آدمیوں کو میرب کو وہاں سے جانے دینے کی اجازت دے دی تھی۔۔۔

وہ ٹیرس پر کھڑا تھا۔۔ جب میرب نے گاڑی میں بیٹھتے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس پر زاراب نے اس کی جانب سے اپنا رخ پھیر لیا تھا۔۔

وہ اس سے سخت بدگمان ہو چکا تھا۔۔ پہلے میرب کا طلاق کے لیے حامی بھرنا اور پھر اس کی بات پر یقین نہ کرنا۔۔ وہ لڑکی کر بار ثابت کر دیتی تھی کہ وہ راجپوتوں کا خون تھی۔۔ جو کبھی نیازیوں کے وفادار نہیں ہو سکتے تھے۔۔

آج زاراب نیازی کا دل بہت بری طرح سے ٹوٹا تھا۔۔وہ شخص آتش فشاں بن چکا تھا۔۔جو آنے والے وقت میں کیا تباہی مچانے والا تھا۔۔کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"دیکھ لی تم نے اس زاراب نیازی کی نفرت۔۔۔تمہاری آنکھوں کے سامنے اس نے بابا جان پر گولی چلائی ہے۔۔جان سے مارنا چاہتا تھا وہ انہیں۔۔اور تم اب بھی اسی انسان کی ہمدردبنی پھر رہی ہو۔۔۔اس کا یہی مطلب ہوانا میرب کے تمہارے نزدیک ہماری کوئی حیثیت ہے ہی نہیں۔۔وہ ہمارا جانی دشمن تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔"

سرمد راجپوت میرب پر چلارہے تھے۔۔جو خاموش نگاہوں سے بیڈ پر لیٹے حسین راجپوت کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔گولی ان کی گردن کو چھو کر گزر

گئی تھی۔۔ میرب نے بروقت زاراب کا بازو تھام کر ان کی جان بچالی تھی۔۔ ورنہ جس طیش کے عالم میں زاراب نے ان پر گولی چلائی تھی۔۔ وہ اب ان کے بیچ نہ ہوتے۔۔ یہ بات ان سب میں کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔۔ یہ سب سے بڑی حقیقت تھی کہ اس وقت زاراب نیازی جس شدید غصے میں تھا اگر اسے میرب کے علاوہ کوئی اور روکنے کی کوشش کرتا تو اگلی گولی اسی انسان کو لگتی۔۔ اتنی ہمت کوئی نہیں کر سکتا تھا۔۔ میرب کے سوا۔۔۔

"بابا آپ لوگ جو چاہتے تھے میں نے وہ کیا۔۔ مگر آپ لوگ اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہے۔۔ آپ لوگوں کا نشانہ ارشیان نیازی کے ساتھ ساتھ زاراب بھی تھا۔۔ مجھے آپ نے یہی کہا تھا کہ اگر میں نے آپ کے حق میں فیصلہ دیا تو کوئی خون خرابہ نہیں ہو گا۔۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔۔۔"

میرب ڈرنے اور دبنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔اس وقت وہاں راجپوت خاندان کے تمام لوگ جمع تھے۔۔۔مگر اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔

"اپنے دادا سے زیادہ اب تمہیں اور لوگ اہم ہو گئے میرب۔۔جس انسان نے تمہیں اس طرح بولنے کے قابل بنایا ہے۔۔اب تم اسی کے دشمنوں کے ساتھ مل جاؤ گی۔۔شاہنور نے غلط کیا ہمارے ساتھ۔۔اس بے وقوف لڑکی نے اسی انسان کا سر اونچا کر دیا جس نے اسے ذلیل کر کے اپنی حویلی سے نکالا تھا۔۔میں خوش ہوں تم سے۔۔تم نے پوری برداری کے سامنے میرا مان رکھا ہے۔۔۔شاہنور کو میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔"

حسین راجپوت بیڈ پر پڑے ہونے کے باوجود اپنی نفرتوں کو کم نہیں کر پائے تھے۔۔ ان لوگوں کی انا اور انتقام کی جنگ ان کی زندگیوں اور ان کے بچوں کی خوشیوں سے کہیں زیادہ اوپر تھیں۔۔

"آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟"

میرب ان کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔ یہ سچ تھا کہ انہوں نے پورے خاندان سے لڑ کر اسے بہت اونچے مقام پر پہنچایا تھا۔۔ وہ انہیں دکھی نہیں کر سکتی تھی۔۔ مگر زاراب جو بول رہا تھا۔۔ اسے کیسے جھٹلاتی۔۔ وہ اسے بہت اچھے سے جانتی تھی۔۔ جو کبھی کچھ بھی بلاوجہ نہیں بولتا تھا۔۔ میرب اپنی زندگی کے دو اہم لوگوں کے بیچ بہت بری طرح پھنس گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ایک پولیس والے ہو۔۔ اچھے سے جانتے ہو مجرم اتنی آسانی سے اپنے جرم قبول نہیں کرتا۔۔"

حانم چہرا فیروز کے قریب لے جاتی اس کی گردن کی ابھری گلٹی پر اپنے لب رکھ گئی تھی۔۔ یہ عمل اتنے کم وقت میں ہوا تھا کہ فیروز کچھ سیکنڈز کے لیے سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ حانم نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا۔۔۔

"ابھی تمہیں تمہارے برتھ ڈے کا ایک بہت زبردست سرپرائز ملنے والا ہے۔۔ جیسا آج تک کبھی کسی نے نہیں دیا ہو گا تمہیں۔۔"

اس کے وجود سے اٹھی مسحور کن خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتے وہ اس کے کان کی لوح کے قریب جھکے بولی تھی۔۔

"حانم شاہ تم میرے ہاتھوں ماری جاؤ گی۔۔۔"

فیروز اس لڑکی کی حرکتوں پر زچ ہوا تھا۔۔وہ اس کے بارے میں سب سچ جاننے کے باوجود اس سے نفرت نہیں کر پا رہا تھا۔۔فیروز کو ابھی بھی یہی پتا چلا تھا کہ حانم اور سلطان اس گینگ کا بہت اہم حصہ تھے۔۔اس کی نظر میں وہ لوگ اب بھی اس گینگ کے خلاف نہیں اس کے ساتھ کام کر رہے تھے۔۔مگر اس کے باوجود وہ اس لڑکی کو کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔جس گینگ کے لوگوں کو دیکھتے ہی گولی مارنے کی اجازت تھی۔۔وہ ایک پولیس والا ہونے کے باوجود اسے کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔

"یہی تو چاہتی ہوں میں۔۔تمہارے ہاتھ سے مرنا فیروز نیازی۔۔"

حانم اس کی دھمکی کو مذاق میں اڑاتے بولی تھی۔۔

جب اسی لمحے فیروز کا موبائل بجا تھا۔۔

اس نے جیسے ہی کال پک کی آگے سے ملنے والی خبر اس کے ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔۔ قیدیوں کو جیل سے کورٹ لے جاتی وین آدھے رستے میں ہی بلاسٹ سے اڑادی گئی تھی۔۔ قیدیوں سمیت تمام پولیس اہلکار جگہ پر ہی ہلاک ہو گئے تھے۔۔۔

فیروز نے یہ خبر سنتے ہی سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔ وہ اب اس لڑکی کی سرپرائز والی بات سمجھی تھی۔۔۔ اس نے نہ صرف قیدیوں کو بلکہ اس کے پولیس اہلکاروں کو بھی مروادیا تھا۔۔ حانم اسی طرح اس کے قریب کھڑی اس کے تاثرات نوٹ کر رہی تھی۔۔۔

وہ قیدی کوئی اور نہیں جہانزیب فاروقی کے وہی سارے لوگ تھے۔۔ جو پاگل خانے میں موجود عورتوں کے اغوااور زیادتی میں ملوث تھے۔۔۔ ان کو کورٹ لے جاتے راستے میں ہی ایک پلان کے تحت جہانزیب فاروقی فرار

کروانے والا تھا۔۔ جس میں ان کے ساتھ موجود تمام پولیس اہلکار بھاری رشوت لے کر بک چکے تھے۔۔

اگر وہ یہاں سے بچ جاتے تو کورٹ میں بیٹھے لوگوں کو بھی جہانزیب خرید چکا تھا۔۔ وہ جہانزیب کے بہت اہم لوگ تھے۔۔ جنہیں حانم نے اپنی سالوں کی محنت کے بعد گرفتار کروایا تھا۔۔ اتنی ساری بے قصور اور مظلوم عورتوں کے مجرموں کو وہ واپس سے آزاد دندناتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ اس لیے اس نے انہیں مروادیا تھا۔۔

اس کے سوا اس کے پاس کوئی حل نہیں تھا۔۔ سلطان شاہ بھی اس کام میں اس کے ساتھ برابر کا شریک تھا۔۔ مگر وہ فیروز کو ابھی اپنے راز کے بارے میں نہیں بتا سکتی تھی۔۔ چاہے وہ اس کی محبت اور شوہر سہی مگر پہلے ایک

پولیس والا تھا جو کسی قیمت پر اس کی بات پر یقین کر کے اس کا ساتھ نہیں دینے والا تھا۔۔۔

"تم جیسے لوگوں کو آزاد چھوڑ کر میں اپنے محکمے کے ساتھ غداری کر رہا ہوں۔۔۔ تمہیں سلاخوں کے پیچھے ہی ہونا چاہیے۔۔"

فیروز نے واپس پلٹتے ہتھکڑی اٹھائی تھی۔۔۔ حانم کے ہونٹوں پر موجود ہنسی اسے مزید تپا رہی تھی۔۔

یہ لڑکی اتنا غلط کرنے کے باوجود اتنی ریلیکس کیسے ہو سکتی تھی۔۔

حانم کا دوسرا ہاتھ بھی وہ ہتھکڑی میں قید کرنے ہی والا تھا۔۔ جب حانم نے جان بوجھ کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔ فیروز پلٹا تھا۔۔ اسی لمحے حانم نے لمحے کے ہزارویں حصے میں پھرتی دکھاتے فیروز کا ہاتھ ہتھکڑی میں ڈال

کر اسے بند کرتے اس کی کیز کو اپنے گھیرے دار فراک کے نیچے موجود ٹراؤزر کی پاکٹ میں ڈال دیا تھا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ فیروز نیازی اس لڑکی کی ذہانت اور پھرتی پر حیران رہ گیا تھا۔۔ وہ اسے ابھی تک لڑکی اور اس قدر نازک ہونے کا لحاظ کرتے بہت نرمی سے ٹریٹ کر رہا تھا۔۔ مگر حانم اس لمحے اس پر ظاہر کر چکی تھی کہ وہ کتنی سٹارنگ اور ذہین تھی۔۔

وہ اسے جیل میں قید کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ مگر وہ اسے اپنے ساتھ قید کر چکی تھی۔۔

"تم میرے ہاتھوں بہت بڑی مصیبت میں پھنسنے والی ہو حانم شاہ۔۔ بہت پچھتاؤ گی۔۔ مگر میری جانب سے معافی نہیں ملے گی۔۔۔"

فیروز یہی سمجھ رہا تھا کہ حانم نے اپنے ہی گینگ کے بندوں کو اس لیے مروادیا تھا تاکہ وہ کچھ اگل نہ پائیں۔۔

حانم اب بھی اس کی بات پر مسکرائی تھی۔۔

"مروگے تو تم میرے ہاتھوں۔۔اپنے بابا کا بدلہ بھولی نہیں ہوں میں۔۔۔"

حانم کی آنکھوں میں حبیب الہیٰ کے نام پر آنسو اتر آئے تھے۔۔

"لیکن ابھی تو تم میرے ساتھ جیل میں قید ہو۔۔اس ہتھکڑی کے مطابق ہم دونوں برابر کے قصوروار ہیں۔۔"

حانم اسے زچ کرنے کا کوئی موقع نہیں جانے دے رہی تھی۔۔

"کیز دو۔۔۔"

فیروز دیکھ چکا تھا کہ وہ کیز کہاں چھپا چکی ہے۔۔ مگر پھر بھی اس نے بہت شرافت سے مانگی تھیں۔۔ پولیس وین کا حادثہ اس کے ایریا میں ہوا تھا۔۔ جس کی وجہ سے اسے فوری طور پر وہاں پہنچنا تھا۔۔ مگر یہ لڑکی اس کی جان کا عذاب بنی ہوئی تھی اس وقت۔۔۔۔

"نہیں دوں گی۔۔۔۔"

حانم اس شخص کی شرافت سے کچھ حد تک تو واقف تھی ہی۔۔ اس لیے اس کے سامنے نڈر ہوئی تھی کہ وہ اتنی بڑی جسارت کر کے اس کے ٹراؤزر سے کیز نہیں نکالے گا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مسز سلطان شاہ سے بات کرنے کا موقع مل ہی گیا مجھ غریب کو۔۔۔"

نویرہ کی آواز سنتے ہی دوسری جانب موجود ہشام خوش ہوتے بولا تھا۔۔

سلطان شاہ کی حویلی میں نویرہ تک رسائی پانا انتہائی مشکل تھا اسکے لیے۔۔۔

جس میں کامیاب ہونے پر وہ بہت خوش تھا۔۔

"کون۔۔۔؟؟"

نویرہ اس اجنبی لہجے اور آواز پر سوالیہ انداز میں بولی تھی۔۔

"آپ کا خیر خواہ جو آپ کو سلطان شاہ کے دھوکے سے بچانا چاہتا ہے۔۔"

اب کی بار دوسری جانب سے بھی سنجیدہ لہجہ اختیار کیا گیا تھا۔۔ڈر تھا کہ کہیں نویرہ اس کی بات سنے بغیر کال کاٹ نہ دے۔۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔؟؟"

نویرہ سلطان کے خلاف ایک لفظ نہیں سن پائی تھی۔۔

"بکواس نہیں سچ ہے۔۔۔ سلطان شاہ نے دوسری شادی کر رکھی ہے۔۔۔ جس میں اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔۔ جو بات اس نے آپ سے چھپا رکھی ہے۔۔۔ جب وہ آپ کے پاس نہیں ہوتا تو اسی عورت کے پاس ہوتا ہے۔۔۔ دھوکا دے رہا ہے آپ کو۔۔۔"

وہ ابھی مزید بھی بول رہا تھا مگر نویرہ تو بیوی اور بیٹے لفظ سے آگے کچھ سن ہی نہیں پائی تھی۔۔

"وہ آپ کو اپنے ساتھ صرف آپ کے خاندان والوں سے بدلہ لینے کے لیے رکھے ہوئے ہے۔۔"

نویرہ کے جانب سے موجود خاموشی ہشام کا حوصلہ بڑھا گئی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا کہ نویرہ اس کے جال میں پھنس رہی ہے۔۔ مگر اگلے ہی لمحے منہ پر بند ہوتی کال پر وہ موبائل سکرین کو گھور تارہ گیا تھا۔۔

"نہیں۔۔ جھوٹ ہے بکواس ہے یہ سب۔۔۔ سلطان کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔۔ جو مجھے ان کی کمزوری سمجھ کر انہیں توڑنے کی کوشش کریں گے۔۔ مگر میں ان کی کمزوری نہیں طاقت بن کر دکھاؤں گی دنیاوالوں کو۔۔۔ سلطان کے سوا کسی کی بات پر یقین نہیں ہے مجھے۔۔۔"

نویرہ کا دل ایک پل کے لیے یہ بات سن کر کانپا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ خود کو ریلیکس کر گئی تھی۔۔۔ اسے سلطان کی محبت پر پورا بھروسہ تھا۔۔ وہ اس کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

نویرہ کو خود کو نارمل کر کے اپنے ہونٹوں کی مسکراہٹ واپس لانے میں زیادہ

وقت نہیں لگا تھا۔۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس کا دل دہل اٹھا تھا۔جب اسے باہر سے سلطان کے

چنگارنے کی آواز آئی تھی۔۔۔

"اف میرے خدا یہ شخص اور اس کا غصہ۔۔"

نویرہ دل تھامتی جلدی سے باہر نکلی تھی۔۔

"جب میں نے منع کیا تھا اس روم میں کوئی نہیں جائے گا تو کس نے ہٹائی

شراب وہاں سے۔۔۔"

سلطان اتنے غصے میں تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان سب ملازمین

کو کچا کھا جائے۔۔

"میں نے۔۔۔"

نویرہ سیڑھیاں اترتی اس کے قریب آئی تھی۔۔ سلطان نے پلٹ کر اپنی بیوی کے انداز اور خون خوار تیور دیکھے تھے۔۔

ملازمین نویرہ کے اشارہ کرنے پر وہاں سب جا چکے تھے۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"

سلطان بھی سینے پر بازو باندھے آبرو اٹھاتے اسے گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"کیونکہ یہ میرا گھر ہے۔۔ یہاں وہیں ہو گا جو میں چاہوں گی۔۔ اب اگر دوبارہ وہ غلاظت میں نے اس گھر میں دیکھی تو آپ کو اس کے ساتھ اٹھا کر باہر پھینک دوں گی۔۔"

نویرہ اسی کے انداز میں اسے خونخوار تیوروں سے گھورتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔جب سلطان نے آگے ہوتے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔

نویرہ سیدھی اس کے چوڑے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔

سلطان اس کے وجود کے گرد اپنی بانہوں کا حصار قائم کرتے اسے مزید قریب کر گیا تھا۔۔۔

"دور رہیں مجھ سے۔۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میرا شوہر اتنا مرتا ہے شراب کے پیچھے۔۔۔"

نویرہ کو واقعی غصہ آرہا تھا۔۔اور یقین بھی نہیں آرہا تھا کہ وہ شراب پیتا ہے۔۔

"سلطان شاہ آج تک اور آگے کی زندگی میں صرف نویرہ نیازی کے اوپر مرتا رہا ہے۔۔ اور مرتا رہے گا۔۔۔ تمہاری قسم تمہارے علاوہ آج تک کسی کو منہ نہیں لگایا۔۔۔۔"

شاہنور کی آنکھوں میں بے اختیار نمی اتر آئی تھی۔۔ جس شخص کے آگے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔ وہ بھلا اس کے لیے اتنا پریشان کیوں تھا۔۔ شاہنور نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔

"نورے۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔ کہیں تکلیف تو نہیں ہو رہی۔۔۔؟"

ارشیان نے احتیاط کے ساتھ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے پوچھا تھا۔۔۔ جب شاہنور اس کی جانب سے نگاہیں ہی پھیر گئی تھی۔۔ اس کا یہ نروٹھا انداز ارشیان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھرے گیا تھا۔۔

"آپ پلیز چلے جائیں یہاں سے مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔
میرب کو بلا دیں پلیز۔۔۔"

شاہنور اس کی جانب دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔ ارشیان کو اس طرح منانے کی عادت بالکل بھی نہیں رہی تھی۔۔ نخرے دکھانے والے شخص کے لیے نخرے اٹھانا کافی مشکل تھا۔۔

"یہاں اس وقت میرے سوا آپ کو کوئی بھی دستیاب نہیں ہو گا۔۔ اور اب پوری زندگی ایسا ہی ہونے والا ہے۔۔۔"

ارشیان نے اس کے ہاتھ کو ایک بار پھر سے تھاما تھا۔۔

"مگر مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔"

شاہنور اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔۔

"تو مت کرو بات۔۔ میری سنو بس۔۔۔"

ارشیان نیازی جھکا تھا اور اس کی شکنوں بھری پیشانی پر اپنی محبت بھری مہر ثبت کر گیا تھا۔۔

شاہنور نے ارشیان کی ہتھیلی سختی سے دبوچ لی تھی۔۔ جیسے اس ستمگر کے چھونے سے اس کے پورے وجود میں ہلچل سی مچ گئی ہو۔۔

اس کا یہ ری ایکشن ارشیان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔

"آپ پلیز جائیں یہاں سے۔۔"

شاہنور اس کی جانب دیکھے بغیر بھی خود پر مرکوز اس کی نگاہوں سے پزل ہوتی خفگی سے بولی تھی۔۔

اسے یہی لگ رہا تھا کہ یہ شخص اسے اتنی اہمیت صرف اسی وجہ سے دے رہا تھا کیونکہ اس نے اس کی جان بچائی تھی۔۔وہ اس کا احسان اتارنے کی خاطر اس کا اتنا خیال رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔جو بات شاہنور کہ اذیت میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔

"تم نے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی مجھ سے۔۔۔؟"

ارشیان اس کے چہرے پر اپنی نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔۔مگر دل تھا کہ اس کی موہنی صورت دیکھنے کے باوجود بھرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

"کک کونسی۔۔۔؟؟"

اس کے ایک دم اتنے سنجیدہ لہجے پر شاہنور نے نگاہیں موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو بالکل سنجیدہ لگا تھا اسے۔۔

"کہ اس قدر شدید محبت کرتی ہو مجھ سے۔۔"

جھک کر اس کی ٹھوڑی پر اپنے لب رکھتے وہ شاہنور کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔

"نن نہیں۔۔ای ایسا کلک کچھ ننن نہیں ہہہے۔۔۔"

فوری طور پر شاہنور سے کوئی جھوٹ نہیں بن پایا تھا۔۔وہ ہکلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کا خطرناک حد تک لال پڑتا چہرا ارشیان نیازی کی دیوانگی میں مزید اضافہ کر گئی تھی۔۔۔اس کی پوری زندگی کی اذیتوں کا مداوا کرنے کے لیے اس کے رب نے اس کی زندگی میں شاہنور جیسی معصوم اور ہر طرح کے کھوٹ سے پاک پیاری لڑکی لکھی تھی۔۔۔شاہنور کا یہ انداز ارشیان کا یقین

اس بات پر پختہ کر گئی تھی کہ یہ لڑکی واقعی اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔۔۔

"اوکے میں تو صرف تصدیق کر رہا تھا۔۔اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر بھی ٹھیک ہے۔۔۔"

ارشیان اسے ریلیکس کرتے زیر لب مسکرایا تھا۔۔جب اس کی یہ دلفریب مسکراہٹ شاہنور کی دھڑکنیں منتشر کر گئی تھی۔۔

"کھڑوس۔۔۔"

وہ دل ہی دل میں بولتی نگاہیں موڑ گئی تھی۔۔کیونکہ وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ اس شخص کو پیار جتانا یا کیئر کرنا بھی نہیں آتا تھا۔۔۔غصہ دکھانے کے سوا وہ ہر ایموشن میں اناڑی تھا۔۔

شاہنور کے دائیں کندھے پر گولی لگی تھی۔۔ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ پہلے سے زیادہ ویک ہوگئی تھی۔۔۔ اوپر سے ہاسپٹل کا روم اس کو مزید ڈسٹرب کر رہا تھا۔۔ جو دیکھتے ارشیان نے فوراً ڈسچارج لے لیا تھا۔۔ وہ خود بھی سیکیورٹی ریزنز کی وجہ سے زیادہ وقت شاہنور کا ہاسپٹل میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔۔

اس لیے سارا سیٹ اپ اپنے شہر والے گھر میں کرواتے وہ شاہنور کو گھر شفٹ کروا چکا تھا۔۔

جہاں پہلے بھی ایک بار شاہنور اس کی بانہوں میں سوار ہو کر آئی تھی۔۔ اور آج بھی ویسا ہی ہوا تھا۔۔ شاہنور کو ارشیان نے اپنی بانہوں میں اس احتیاط سے اٹھا رکھا تھا جیسے وہ کوئی پھول ہو جسے زرا سا سختی دکھانے یا بے احتیاطی پر اس کے مرجھا جانے کا خوف ہو۔۔

"آپ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہیں۔۔۔؟ مجھے اپنے ہاسٹل جانا ہے۔۔"

شاہنور اس شخص کے بیڈ روم میں آتے اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں پر اختیار نہیں رکھ پائی تھی۔۔ دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا کہ جس کا شور ارشیان نیازی تک بھی با آسانی پہنچ رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں چاہتا ہوں تم زاراب کے پاس خان حویلی چلی جاؤ۔۔ کل رخصتی ہونی تھی۔۔۔ وہ اپنے وقت پر ہی ہو گی۔۔۔ زاراب نیازی تمہاری بارات لے کر اپنے خاندان کے ساتھ یہاں آئے گا۔۔"

حسین راجپوت نے جو فیصلہ سنایا تھا وہ ان سب کے لیے ناقابلِ یقین تھا۔۔۔ میرب کا دل خوف سے کانپا تھا۔۔ زاراب کا اس حویلی میں آنا بالکل بھی محفوظ نہیں تھا۔۔

ایک بار پھر سے اس کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی جا رہی تھی۔۔

"مگر دادا جان۔۔۔۔"

میرب نے بولنا چاہا تھا۔۔۔

جب حسین راجپوت نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی بولنے سے روک دیا

تھا۔۔۔

"تم ہماری سائیڈ ہو میرب۔۔۔ ہم سے غداری مت کرنا۔۔ زاراب نیازی کو

ہم کچھ نہیں کریں گے اس حویلی میں۔۔ تم ہماری روایت سے واقف ہو۔۔

گھر آئے جانی دشمن کو بھی ہم سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔۔ وہ تو پھر ہمارا داماد

ہے۔۔ اسے کیسے کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔ بے فکر رہو۔۔۔ اسے ختم کرو گی تم۔۔

اپنے ہاتھوں سے۔۔"

حسین راجپوت کے الفاظ اور مسکراتی آنکھیں ایک دوسرے کے بالکل متضاد تھیں۔۔جو بات میرب کو خوف میں مبتلا کر رہی تھی۔۔وہ ان دونوں کی ایک دوسرے کے لیے بے پناہ نفرت سے بہت اچھے سے واقف تھی۔۔

اوپر سے جس طرح وہ زاراب کو چھوڑ کر آئی تھی۔۔وہ شخص اب اس کی ایک نہیں سننے والا تھا۔۔میرب کو بس ایک امید یہی تھی کہ وہ غصے میں اس رخصتی سے انکار کر دے گا۔۔وہ اسے جس طرح بے اعتبار چھوڑ کر آئی تھی۔۔زاراب نیازی جیسا گھمنڈی انسان اسکے آگے جھکنے والا نہیں تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"حسین راجپوت کی کال آئی تھی مجھے۔۔وہ چاہتا ہے کل کی مقرر کردہ تاریخ کے مطابق رخصتی ہو۔۔۔"

یعقوب نیازی تک بھی ساری خبریں پہنچ چکی تھیں۔۔زاراب نیازی نے حسین راجپوت پر سر عام فائرنگ کی تھی۔۔یہ چھوٹی بات نہیں تھی۔۔اس بات پر خاموشی اور پھر حسین راجپوت کا رخصتی کی ڈیمانڈ کرنا یعقوب نیازی کے دل کو ہولا گیا تھا۔۔پہلے ہی جس طرح راجپوتوں نے سامنے آکر ان کے پوتوں پر وار کرنے کی کوشش کی تھی۔۔وہ سب بھی نظر انداز کیے جانے کے قابل بالکل بھی نہیں تھا۔۔

وہ فوری طور پر انکار کرنا چاہتے تھے مگر زاراب کا سوچ کر نہیں کر پائے تھے۔۔وہ اپنی زندگی کا فیصلہ کبھی کسی کو نہیں سونپتا تھا۔۔

"آپ نے انکار کیوں نہیں کیا بابا۔۔؟؟ہمیں ان لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا۔۔فرمان کال کرو ارشیان کو۔۔وہ بھی اس لڑکی سے پیچھا چھڑوائے۔۔"

اسفند نیازی کو جب سے پتا چلا تھا کہ بیچ پنچایت میں ارشیان اور زاراب پر فائرنگ کی تھی اس وقت سے ان کا خون کھول رہا تھا۔۔۔ آج تک اس گھر کی عورتوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔۔تب وہ لوگ کچھ نہ کچھ شک ہوتے ہوئے بھی خاموش رہے تھے۔۔ مگر آج جب بات بیٹوں پر آرہی تھی تو وہ برداشت نہیں کر پارہے تھے۔۔

زاراب خاموشی سے ساری بات سن رہا تھا۔۔جب اسی لمحے اس کا موبائل بجا تھا۔۔ نمبر ان نون تھا۔۔ مگر کسی خیال کے تحت زاراب نے کال پک کر لی تھی۔۔۔

"خان سائیں میں راجپوت حویلی سے بات کر رہی ہوں۔۔ حسین راجپوت نے رخصتی کی جو بات کی ہے وہ اس کی اور اس کی لاڈلی پوتی کی سازش ہے۔۔ میرب راجپوت اپنے دادا کے کہنے پر صرف خان حویلی میں گھسنا چاہتی

ہے۔۔ تاکہ ایک ایک کر کے سب خانوں کو ختم کر سکے۔۔ اس کا پہلا شکار آپ ہیں۔۔ وہ دونوں دادا پوتی شدید نفرت کرتے ہیں آپ سے۔۔۔ آپ کو نقصان پہنچانے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔۔۔"

دوسری جانب موجود عورت کے لہجے میں میرب اور حسین راجپوت کے لیے بے پناہ نفرت تھی۔۔ وہ حرف با حرف وہی بتا رہی تھی جو اس نے سنا تھا۔۔

اسے امید تھی کہ زاراب نیازی اس کی اتنی بڑی خبر سن کر اسے جواب دے گا۔۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔۔ زاراب بنا ایک لفظ بولے اس کی بات ختم ہوتے ہی کال کاٹ گیا تھا۔۔

"یہ رخصتی اپنے مقرر وقت پر ہی ہو گی دادا جان۔۔ آپ اقرار میں جواب دے دیں راجپوتوں کو۔۔ ہر بات دشمنی کی شروعات انہیں کی جانب سے کی گئی ہے۔۔ اب اختتام ہم کریں گے۔۔"

زاراب سرد وسپاٹ لہجے میں اپنی بات کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ جبکہ یعقوب نیازی اپنا سر پکڑ کر رہ گئے تھے۔۔۔ انہوں نے ضد میں آکر اپنے پوتوں کو اس دشمنی میں لانے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر اب انہیں لگ رہا تھا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکے ہیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سلطان شاہ آج تک اور آگے کی زندگی میں صرف نویرہ نیازی کے اوپر مرتا رہا ہے۔۔ اور مرتا رہے گا۔۔۔ تمہاری قسم تمہارے علاوہ آج تک کسی

کو منہ نہیں لگایا۔۔۔۔جو نشہ تم میں ہے وہ اور کسی شے میں نہیں ہے میری جان۔۔۔"

سلطان شاہ اسے ایک پل کے لیے ناراض ہوتے نہیں دیکھ پایا تھا۔۔نویرہ کے سامنے آتے ہی اس کا سارا غصہ اڑن چھو ہو گیا تھا۔۔

اس شخص کو ایک دم پٹڑی سے اترتے دیکھ نویرہ کے پسینے چھوٹے تھے۔۔

"میں غصہ ہوں۔۔۔۔"

نویرہ نے اپنے گال پر محسوس کرتی اس کی گرم سانسوں کے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس شخص کی قربت اسے ہوش وحواس سے بیگانہ کر دیتی تھی۔۔وہ اس پر اپنا ایسا جادو کرتا تھا کہ نویرہ کچھ اور دیکھنے سننے کے قابل بھی نہیں بچتی تھی۔۔۔

"وہی تو کم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔"

سلطان اس کے چہرے سے اپنا چہرا مس کرتے اسکے گداز پن کو اپنے دل میں اتارنے لگا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے سلطان کا فون بجا تھا۔۔۔ جسے دیکھ سلطان نویرہ کو اپنی گرفت سے آزاد کرتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کوئی بھی فون آنے پر سلطان نے اس سے توجہ ہٹائی ہو۔۔

اس وقت سلطان کا ایسا کرنا نویرہ کو شدید غصہ دلا گیا تھا۔۔

وہ فاصلے پر جا کر کال سننے لگا تھا۔۔ بات کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ نویرہ کو مزید تپا گئی تھی۔

جس کی وجہ سے وہ غصے کا اظہار کرتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔اس کا رخ کچن کی جانب تھا۔۔

سلطان نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اور اپنی بیوی کا غصہ دیکھ دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

وہ کچن میں کام کر رہی تھی جب سلطان نے وہاں قدم رکھا تھا۔۔باقی سب ملازمین الرٹ ہوئی تھیں۔۔کیونکہ سلطان نے آج تک کبھی کچن میں قدم تک نہیں رکھا تھا۔۔۔

سلطان نے ان سب کو اشارے سب وہاں سے جانے کا کہا تھا۔۔نویرہ اس کا آنا نوٹ نہیں کر پائی تھی۔۔

وہ مصروف سے انداز میں اپنے کام میں مگن تھی۔۔

جب کچھ دیر بعد اسے اپنی کمر پر اس شخص کے مضبوط حصار کا احساس ہوا

تھا۔۔۔

"یار تم جانتی ہو جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے مزید اچھا لگتا

ہے۔۔۔۔"

اس کی گردن میں چہرا چھپاتے سلطان مخمور لہجے میں بولتا نویرہ کا سارا دھیان

کام سے ہٹا گیا تھا۔۔وہ آج اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے ڈنر بنانے کا ارادہ

رکھتی تھی۔۔

"آپ چاہتے ہیں میں آپ سے ناراض ہی رہا کروں اور بات نہ کروں آپ

سے۔۔۔اوکے ٹھیک ہے جائیں آپ اب میں ایسا۔۔۔"

نویرہ جو پہلے ہی غصے میں تھی۔۔۔ سلطان کی بات پر اسے مزید غصہ آگیا تھا۔۔

وہ اپنے ہی دھیان میں بولتی اس کی جانب پلٹی تھی۔۔غصے کی وجہ سے اس کے گلابی گال مزید پھول چکے تھے۔۔ جبکہ نوز الگ ریڈ ہوئی پڑی تھی۔۔ سلطان اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ اس کے قریب آنے پر گھبرا جانے والی اس کے زرا اگنور کرنے پر آگ کا شعلہ بن جاتی تھی۔۔۔

سلطان نے اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع دیئے بغیر اس کے غصہ دکھاتے نازک ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے اپنے دل کی خواہش پر عمل کرتے اسے اپنے دل کا احساس بخش دیا تھا۔۔

نویرہ کی بات وہیں رہ گئی تھی۔۔غصے سے لال ہوئی رنگت میں اب حیا کی وجہ سے سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔۔

وہ پہلے سے زیادہ حسین لگنے لگی تھی۔۔۔سلطان تو اس کے ان جلوؤں کے آگے چاروں شانے چت ہوا تھا۔۔

"نہیں تمہیں ناراض کرنا نہیں۔۔ناراضگی کے بعد اس طرح محبت سے منانا پسند ہے مجھے۔۔۔"

دھیرے دھیرے اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں منتقل کرتا وہ اسے حال سے بے حال کر گیا تھا۔۔۔

"سلطان۔۔۔۔"

نویرہ کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔وہ اس شخص کی شدتیں برداشت نہیں کر پاتی تھی۔۔جس کا نشہ تھی وہ۔۔سلطان کی وحشت ناک آنکھوں کی جگہ اب ایک انوکھی سی چمک آن ٹھہری تھی۔۔۔جو اس کے خوش ہونے کا پتا دیتی تھی۔۔۔

"اپنی تیاری کر لو۔۔۔کل صبح تمہیں خان حویلی جانا ہے۔۔زاراب نیازی کی شادی اٹینڈ کرنے۔۔۔"

اسے جو فون آیا تھا سلطان شاہ اس کا ریزن اب بتا رہا تھا اسے۔۔جبکہ نویرہ کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔۔وہ حیرت کا پتلا بنی اسے تکے جا رہی تھی۔۔

زاراب کی شادی۔۔۔اور دوسرا سلطان کا اسے اتنے آرام سے خان حویلی جانے کی اجازت دینا۔۔وہ شاک نہ ہوتی تو اور کیا کرتی۔۔۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔میں جاسکتی ہوں وہاں۔۔۔"

نویرہ اس شخص کے پیچھے اپنا سب کچھ چھوڑ چکی تھی۔۔ مگر اب اس کے منہ سے وہاں جانے کا سن کر۔۔اپنے وہ پیاروں سے ملنے کے خیال سے نویرہ کا دل خوش ہوا تھا۔۔

"تھینکیو سو مچ۔۔۔"

وہ آگے بڑھی تھی اور سلطان کے سینے سے آن لگی تھی۔۔اس کی یہ بے پناہ خوشی دیکھ سلطان بھی مسکرا دیا تھا۔ مگر اس کا دل جانتا تھا کہ وہ کیسے نویرہ کو

وہاں بھیج رہا تھا۔۔۔وہ نویرہ کو اس کے گھر والوں سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔۔

جس کے لیے اس نے یہ فیصلہ لیا تھا۔۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہاں بیٹھے اس کے دشمن نویرہ کو اس سے چھیننے کی کوشش کر سکتے تھے۔۔۔

میرب تک زاراب نیازی کے فیصلے کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔اس وقت سے اس کی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔۔بظاہر تو اس کے گھر والے بالکل خاموش تھے۔۔ مگر جس طرح زاراب نے حسین راجپوت پر گولی چلائی تھی۔۔وہ اس بات کو بھولنے والے تو بالکل بھی نہیں تھے۔۔۔

"میرب وہ شخص ہمارا دشمن ہے۔۔اس نے اب تک تمہیں بہت اذیت سے دوچار کیا ہے۔۔ کبھی خوش نہیں رکھ پائے گا تمہیں۔۔۔ابھی بھی وقت ہے

سوچ لو۔۔میں بات کرلوں گا دادا جان سے۔۔وہ بہت محبت کرتے ہیں تم سے۔۔ایسے تمہاری زندگی خراب نہیں ہونے دیں گے۔۔۔مان جائیں گے وہ۔۔۔"

صائم کو یہاں آنے سے پہلے یہاں کے لوگوں کی ان جانی دشمنیوں کا ٹھیک سے اندازہ نہیں تھا۔۔وہ ان سب لوگوں کی سازشوں میں الجھ کر رہ گیا تھا۔۔کون کب کس پر قاتلانہ حملہ کر دیتا تھا۔۔۔پتا ہی نہیں چلتا تھا۔۔۔

وہ یہاں میرب کو حاصل کرنے آیا تھا۔۔جو اگر ایک بار زاراب نیازی کی دسترس میں چلی جاتی تو وہاں سے واپس آپانا ناممکن ہو جانا تھا۔۔۔وہ ان دونوں لوگوں کے ایک دوسرے سے بے پناہ عشق سے بہت اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔۔

صائم کی بات پر میرب نے اتنی پریشانی کے عالم میں بھی اپنے ہونٹوں پر امڈ آنے والی مسکراہٹ کو نہیں روکا تھا۔۔۔

اس کی یہ بات کی زاراب نیازی میرب راجپوت کو خوش نہیں رکھ پائے گا۔۔ میرب کو بہت فنی لگی تھی۔۔

"میں خود یہ سب اس طرح نہیں چاہتی تھی۔۔ مگر جو ہو رہا ہے اسے روک پانا آسان نہیں ہے۔۔۔ زاراب نیازی اور حسین راجپوت دونوں ہی پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہیں۔۔۔"

میرب نے زاراب سے کسی قسم کا کوئی کانٹیکٹ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ زاراب اس پر کتنے غصے میں تھا۔۔۔

سب سے زیادہ خوف اسے انہیں لمحوں کا تھا جب وہ اس شخص کی دسترس میں جائے گی۔۔۔اب تک وہ اس شخص کا جتنا ستا چکی تھی۔۔ان سب باتوں کا حساب دینا ہو گا اسے۔۔یہ سوچ سوچ کر ہی اس کا خون خشک ہو رہا تھا۔۔ رنگت بالکل زرد پڑ چکی تھی۔۔۔

"میرب آپی نیچے آپ کو تائی جان بلا رہی ہیں۔۔مہندی لگوا لیں آ کر۔۔۔"

اس کی کزن اسے پیغام دیتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

"صائم تم میرے بہت اچھے دوست ہو۔۔میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ تم کسی بھی مسئلے میں الجھو۔۔اس لیے پلیز راجپوتوں اور خانوں کے ساتھ شامل ہو کر کچھ غلط مت کرنا۔۔یہاں کے خونی کھیلوں میں یہ سب تمہیں ایسے الجھائیں گے کہ تمہارا نکل پانا ناممکن ہو جائے گا۔۔تم دل کے بہت

اچھے انسان ہو۔۔ میں دل سے قدر کرتی ہوں تمہاری۔۔ تم نے مجھے اس وقت سہارا دیا جب میں بالکل ٹوٹ چکی تھی۔۔ تم ہمیشہ میرے اچھے دوست رہو گے۔۔۔ میں امید کرتی ہوں تم کبھی غلط نہیں کرو گے۔۔۔"

میرب جانتی تھی کہ صائم ان سب مردوں کے انڈر آرہا تھا۔۔ جس کی وجہ سے وہ اسے مخلصانہ صلاح دیتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

"میں تمہیں پانا چاہتا ہوں میرب۔۔۔ ہر بات کو سمجھتی ہو۔۔ مگر میرے دل کی بات کیوں نہیں سمجھ پارہی تم۔۔۔"

صائم اس پیاری لڑکی کی پشت کو گھور کر رہ گیا تھا۔۔

دونوں حویلیوں میں شادی کی تیاریوں عروج پر تھیں۔۔۔کل زاراب نیازی نے بارات لے کر جانی تھی۔۔۔ہر شخص اندر سے ڈرا ہوا تھا۔۔کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔

مگر زاراب نیازی بالکل سرد و سپاٹ تھا۔۔۔یعقوب نیازی اور باقی حویلی والوں کو اس کی یہ خاموشی طوفان سے پہلے والی خاموشی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔یعقوب نیازی اس رخصتی کو رکوانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔۔وہ دونوں قبیلوں کے مزاروں میں پھر سے لڑائی کروانا چاہتے تھے۔۔مگر زاراب ان کی ہر کوشش کو ناکام بنا رہا تھا۔۔۔

"میر و تمہاری مہندی کا کلر کتنا پیارا آیا ہے۔۔۔لگتا ہے زاراب نیازی بہت زیادہ محبت کرتا ہے تم سے۔۔۔"

اس کے ہاتھوں پر سجے مہندی کے رنگ دیکھ سب خواتین ستائشی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔ میرب کے نہ نہ کرنے کے باوجود اس کے دونوں بازوؤں کو پورا مہندی کے ڈیزائن سے بھر دیا گیا تھا۔۔

اور اب سب مل کر اس کی مہندی کا اس قدر گہرا رنگ آنے پر اسے چھیڑ رہی تھیں۔۔ جبکہ میرب توزاراب کاری ایکشن سوچ کر ہی اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھال کر رہ گئی تھی۔۔

اسے مہندی کی خوشبو بہت پسند تھی۔۔۔

وہ پہلے کئی بار اس سے مہندی لگانے کی فرمائش کرتا رہا تھا۔۔ مگر اسے تنگ کرنے کے لیے میرب نے کبھی مہندی نہیں لگائی تھی۔۔ لیکن اب جب وہ اس سے شدید خفا تھا تو وہ سارے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس کے سامنے

جانے والی تھی۔۔یہی سوچ سوچ کر تو اس کی سانسیں رک رہی تھیں۔۔کہ جس شخص کی قربت نارمل موڈ میں اتنی جان لیوا تھی۔۔غصے میں نجانے وہ کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ۔۔

ان سب کی باتوں پر میرب دھڑکتے دل کے ساتھ وہاں سے اٹھ آئی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہیں۔۔۔؟ مجھے اپنے ہاسٹل جانا ہے۔۔"

شاہنور اس شخص کے بیڈروم میں آتے اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں پر اختیار نہیں رکھ پائی تھی۔۔دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا کہ جس کا شور ارشیان نیازی تک بھی باآسانی پہنچ رہا تھا۔۔

"ہاسٹل بھی چلی جانا۔۔۔ مگر جب تک آپ ٹھیک نہیں ہو جاتی۔۔ آپ کو یہیں رہنا ہو گا۔۔۔"

ارشیان اسے نہایت ہی احتیاط کے ساتھ بیڈ پر لٹاتا پیچھے ہوا تھا۔۔

شاہنور کو اس وقت عجیب سا فیل ہو رہا تھا۔۔ جیسے وہ اپنے آپ کو اس شخص کے سر پر مسلط کر چکی ہے۔۔ کیا پتا وہ یہی چاہتا ہوں کہ شاہنور اس سے طلاق مانگے۔۔

شاہنور نے نگاہیں موڑ کر ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اس کے پاس کی کھڑا فون پر کسی کو کوئی میسج کر رہا تھا۔۔

"خان سائیں پلیز کسی ملازمہ کو بلا دیں۔۔۔"

شاہنور نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔وہ چاہتی تھی کہ ارشیان وہاں سے جائے۔۔۔

"کیوں کیا ہوا۔۔؟؟ کہیں درد ہو رہا ہے کیا۔۔؟"

ارشیان ٹیبل پر رکھتا فوراً اس کے قریب آیا تھا۔۔اس شخص کے لیے اب سب سے زیادہ اہم یہ نازک سے گڑیا ہی تھی۔۔جو اس وقت اس سے کافی بدگمان بھی تھی۔۔ مگر ارشیان اسے منانے کا پورا ارادہ رکھتا تھا۔۔وہ لفظوں سے کہنے نہیں بلکہ عمل سے ظاہر کرنے کا عادی تھا۔۔۔

مگر شاہنور جب تک اس شخص کے منہ سے اپنے لیے محبت بھرے الفاظ نہ سن لیتی۔۔اس نے یہی سمجھنا تھا کہ اسے اس شخص پر مسلط کیا گیا ہے۔۔

وہ جس طرح بے قراری سے اس کے قریب آیا تھا۔۔شاہنور اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔

"نہیں۔۔"

شاہنور نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔اسے واش روم جانا تھا۔۔۔اسے ڈر تھا کہ اگر اس شخص کو بتا دیا تو کہیں وہی اسے بانہوں میں اٹھا کر نہ لے جائے۔۔۔

"تو مجھے بتاؤ کیا کام ہے۔۔میں کر دیتا ہوں ملازمہ کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔"

وہ بگڑا خان اس کے کام کرنے پر آمادہ تھا۔۔۔شاہنور کو یقین نہیں آیا تھا۔۔

"کک کچھ نہیں۔۔۔"

وہ فوراً سے اپنا ارادہ بدل گئی تھی۔۔ جب اسی لمحے ارشیان کے موبائل پر یعقوب نیازی کی کال موصول ہوئی تھی۔۔۔

ارشیان نے شاہنور کے پاس بیٹھے ہی وہ کال پک کی تھی۔۔ اس کے چہرے کے تاثرات کافی سپاٹ تھے۔۔۔ دوسری جانب سے اسے نجانے کیا کہا گیا تھا کہ وہ تاثرات مزید سرد ترین ہوئے تھے۔۔۔

"میری بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے دادا جان۔۔ میں نہیں آ سکتا وہاں۔۔ زاراب سے بات ہو گئی ہے میری۔۔۔ اسے کوئی ایشو نہیں ہے اس بات سے۔۔۔"

ارشیان نے دوٹوک انکار کیا تھا۔۔اس شادی میں شاہنور سیف نہیں تھی۔۔اور نہ ہی اسکی طبیعت ٹھیک تھی کہ وہ جاپاتی وہاں۔۔اس لیے ارشیان نے زاراب کی شادی میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔

یہ چھوٹی بات نہیں تھی۔۔۔

"اس لڑکی نے آتے ساتھ ہی تمہیں اپنی جان سے پیارے بھائی سے بھی دور کر دیا۔۔۔"

یعقوب نیازی کو شاہنور راجپوت سے بے پناہ نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔

انہیں یہی لگ رہا تھا کہ شاہنور کو راجپوتوں نے صرف ارشیان کو نقصان پہنچانے کے لیے اور ان سے دور کرنے کے لیے بھیجا ہے۔۔

ارشیان نے ان کی مزید کوئی بھی بات سنے بغیر کال ہی کاٹ دی تھی۔۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ان میں سے کسی نے یعقوب نیازی کی کال کاٹی تھی۔۔۔ مگر ارشیان پہلے ہی سب کو بتا چکا تھا کہ وہ اپنی بیوی کی بے عزتی برداشت نہیں کرے گا۔۔ زاراب اور فیروز ہر معاملے میں اس کے ساتھ تھے۔۔

اسے ان دونوں کے سوا باقی کسی سے کوئی غرض نہیں تھی۔۔

ارشیان کا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا۔۔ جب اس کی نظر شاہنور پر پڑی تھی۔۔

وہ ملازمہ کا لایا ہوا سوپ بہت مشکل سے پی رہی تھی۔۔ صرف اس کے ڈر کی وجہ سے۔۔ اس کے منہ کے زاویے دیکھ ارشیان اپنی مسکراہٹ پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔ اس کا موڈ ایک دم بحال ہوا تھا۔۔

اس نے ملازمہ کو جانے کا اشارہ کرتے سوپ کا پیالہ اس سے لیتے خود شاہنور کے پاس آن بیٹھا تھا۔۔

"مجھے نہیں پینا مزید۔۔۔"

ارشیان نے چمچ میں ڈال کر اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔ جب شاہنور اس کی جانب سے رخ موڑتے انکار کر گئی تھی۔۔ ارشیان نیازی نے آج تک اپنے ہاتھ سے کسی کی جانب لقمہ تک نہیں بڑھایا تھا۔۔۔ یہ پہلی بار تھا۔۔

"نورے آپ مجھے غصہ دلانے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔۔"

ارشیان نے نہایت ہی تحمل سے کہا تھا۔۔۔ اسے انکار سخت ناپسند تھا۔۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔"

شاہنور اسے پوری طرح سے اگنور کرتی تکیے پر سر ٹکا گئی تھی۔۔ جبکہ ارشیان خاموشی سے اسے دیکھتا سوپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔

اسے غصہ بہت جلدی آتا تھا۔۔ یہ اس کی عادت تھی۔۔۔ جس سے اس کے قریب رہنے والا ہر انسان واقف تھا۔۔ وہ اس پر قابو نہیں رکھ پاتا تھا۔۔

شاہنور کا اس طرح بار بار اسے اگنور کرنا، رد کرنا اسے غصہ دلا رہا تھا۔۔ مگر وہ اس لڑکی کو اب اپنے غصے کی ایک زرا سی جھلک بھی نہیں دکھانا چاہتا تھا۔۔ اس وجہ سے خاموشی سے باہر آگیا تھا۔۔۔

"شاہنور راجپوت کیا بنا دیا ہے تم نے مجھے۔۔۔ ایسا تو میں کبھی نہیں تھا۔۔۔"

آج تک لائف میں کبھی اس نے اپنے غصے کو کنٹرول نہیں کیا تھا۔۔ مگر آج یہ سب کررہا تھا۔۔ صرف اس لڑکی کے لیے جو اس کی زندگی کی واحد خوشی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"نہیں دوں گی۔۔۔"

حانم اس شخص کی شرافت سے کچھ حد تک تو واقف تھی ہی۔۔ اس لیے اس کے سامنے نڈر ہوئی تھی کہ وہ اتنی بڑی جسارت کر کے اس کے ٹراؤزر سے کیز نہیں نکالے گا۔۔۔

لیکن شاید ابھی اس نے فیروز نیازی کو ٹھیک سے سمجھا نہیں تھا۔۔

"میرے ساتھ بندھنے کا بہت شوق ہے تمہیں۔۔۔؟؟"

فیروز ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کرتا اس کا ہتھکڑی والا ہاتھ اپنے بندھے ہاتھ کے ساتھ اس کی کمر پر موڑ گیا تھا۔۔وہ ایک دم اس کے بے پناہ قریب آ گیا تھا۔۔

اتنا کے فیروز کی گرم سانسوں کی تپش حانم کی پیشانی کو جھلسانے لگی تھیں۔۔

"کیز نہیں دو گی مجھے۔۔؟؟"

فیروز نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا تھا۔۔اس شخص کی قربت حانم جیسی گینگسٹر کے چھکے چھڑا کر رکھ جاتی تھی۔۔

اسے اپنے اتنے قریب دیکھ حانم بے اختیاری کے عالم میں اپنا سر نفی میں ہلا گئی تھی۔فیروز نے ایک نظر اس کے گلابی پڑتے چہرے کی جانب دیکھا

تھا۔۔وہ اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ اس لڑکی کی اپنے لیے فیلنگز نہ سمجھ پاتا۔۔

فیروز زرا سا جھکا تھا۔۔اور حانم کو ٹھیک سے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کا فراک اٹھا کر اس کے ٹراؤزر کی جانب ہاتھ بڑھا گیا تھا۔۔

جس دوران اس کی انگلی کی پوریں حانم کے پیٹ سب ٹکراتی اس کے پورے وجود میں سنسنی سے دوڑ اگئی تھی۔۔حانم نے چہرا موڑ کر بے یقینی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جس کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ٹراؤزر کی پاکٹ میں تھا۔۔

"مجھے اتنا ہلکے میں لینے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔ ایس پی فیروز نیازی نام ہے میرا۔۔ تم جیسے گینگسٹرز کے چھکے چھڑانا بہت اچھے سے آتا ہے مجھے۔۔۔"

وہ شخص جس سے وہ شرافت کی امید کر رہی تھی۔۔ وہ شریف بالکل بھی نہیں تھا۔۔ ٹراؤزر سے کیز نکالنے کے بعد بھی اس کے دل نے ایک بار پھر سے اس کی نرم گداز جلد کو چھونے کی خواہش کی تھی۔۔ وہ اس کے بارے میں اتنا غلط سن چکا تھا۔۔ مگر اس کا دل اس لڑکی کی جانب سے متنفر نہیں ہو پا رہا تھا۔۔ وہ آج بھی اس کے لیے وہی سہمی ہوئی حانم شاہ تھی۔۔

جسے وہ پاگل خانے سے اٹھا کر لایا تھا۔۔

جس کی آنکھوں کا سنہری پن آج بھی ویسی ہی معصومیت لیے ہوئے تھا۔۔

"ایس پی۔۔۔"

فیروز نے جیسے ہی اس کے پیٹ کو چھوا حانم کے ہونٹوں سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔یہ شخص اس قدر بے باک ہو سکتا تھا حانم نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔

"تم خود بھی تو یہی چاہتی تھی نا۔۔۔"

فیروز اس کو خود سے مزید قریب کرتا اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا حانم کی سانسیں منتشر کر گیا تھا۔۔اس کی ساری دلربائی اس شخص کی میدان میں آتے ہی اڑن چھو ہو گئی تھی۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی۔۔ چھوڑو مجھے فیروز نیازی۔۔ تم ایک انتہائی چھچھورے انسان ہو۔۔حانم شاہ کسی کو اپنے اتنے قریب آنے کی اجازت

نہیں دیتی۔۔اس گستاخی کے بدلے میں تمہارے سینے میں گولیاں اتار سکتی ہوں۔۔۔اپنی حد میں رہو۔۔۔"

حانم کے چہرے پر جسم کا سارا خون سمٹ آیا تھا۔۔اس سے فیروز کی جانب دیکھنا محال ہو رہا تھا۔۔۔اس نے فیروز کے گستاخی کرتے ہاتھ کو پکڑنا چاہا تھا۔۔جواب پیٹ سے اوپر کا فاصلہ طے کرنے ہی والا تھا۔۔

حانم کی جان نکل گئی تھی۔۔۔وہ آئندہ اس شخص سے ایسی کوئی حرکت کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنے والی تھی۔۔

"اگر مجھے مارنا ہوتا تو میرے غم میں حرام شے کو منہ لگا کر اپنے حواسوں سے بیگانہ نہ ہو جاتی۔۔۔تم جتنی بڑی گینگسٹر ہی کیوں نہ ہو۔۔اپنی محبت کو

چھپانے میں بہت ہی اناڑی نکلی ہو حانم شاہ۔۔۔ مگر افسوس کے مجھے تمہاری اس محبت میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔"

فیروز کیز نکال کر ہتھکڑی کھولتا حانم پر کاری وار کر گیا تھا۔۔ اس نے اپنی اس فیلنگ کو بہت چھپا کر رکھا تھا۔ مگر پھر بھی اس شخص کے آگے چھپا نہیں پائی تھی۔۔ اسے بس اسی بات کا ڈر تھا کہ یہ شخص اسے تنگ کرنے کے لیے اس کی محبت پر وار کرے گا۔۔۔

فیروز اپنے ہاتھ کو آزاد کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ اس نے اپنے انسپکٹر کو کہہ کر حانم جو گرفتار کرنے کی ہدایت کی تھی۔۔

"میں بھی کوئی مری نہیں جا رہی تمہاری خاطر۔۔۔ ایڈیٹ ایس پی۔۔۔"

حانم کو اپنی محبت کی توہین کیے جانے پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔۔اسی غصے میں وہ اس شخص کی حوالات میں قید بھی ہو چکی تھی۔۔۔

شاہنور کو زخم میں درد محسوس ہوا تھا۔۔اس کے لیے اتنی تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔۔جو لڑکی کانٹا چبھنے پر بے ہوش ہو جاتی تھی۔۔۔اس کے لیے گولیاں کا زخم برداشت کرنا آسان نہیں تھا۔۔

اوپر سے خون بہت زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے وہ کافی زیادہ کمزور ہو چکی تھی۔۔اس سے ہل پانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔۔ارشیان پورا وقت اس کے ساتھ رہا تھا۔۔۔رات کو بھی وہ جاگ کر اس کے پاس بیٹھا رہا تھا تاکہ ہلنے کی وجہ سے کہیں شاہنور کو تکلیف نہ ہو۔۔۔

شاہنور کی آنکھ صبح کے قریب کھلی تھی۔۔جب اپنے بے حد قریب محسوس ہوتی ارشیان نیازی کی دلفریب مہک اس کے ہونٹوں پر دھیمی سی شرمگی مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔اس نے اکثر اپنے تصور میں اس شخص کے ایسے اتنے قریب ہونے کے سپنے سجائے تھے۔۔آج وہ منظر اس کے سامنے تھا۔۔

شاہنور کا سر ارشیان کے مضبوط بازو پر تھا۔۔ابھی کچھ دیر پہلے شاید اس کی آنکھ لگی تھی۔۔

شاہنور کو اپنے کندھے میں درد محسوس ہو رہا تھا۔۔جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔مگر اس نے ارشیان کو ڈسٹرب نہیں کیا تھا۔۔

شاہنور نے اٹھنے کی کوشش کی تھی جب تکلیف کے شدید احساس سے اس کے ہونٹوں سے کراہ نکلی تھی۔۔اس کی ہلکی سی آواز سنتے ارشیان کی آنکھ فوراً سے کھل گئی تھی۔۔شاہنور کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اسے خود پر غصہ آیا تھا۔۔کہ وہ کیسے لاپرواہی کر گیا تھا۔۔

"نورے کیا ہوا۔۔؟؟"

اس کے نازک وجود کو اپنے بانہوں میں اٹھاتے وہ اسے چھوٹے بچے کی طرح اپنی گود میں لے گیا تھا۔۔

شاہنور اپنی تکلیف بھلائے اس کی اس کیئر پر شرم سے لال ہوئی تھی۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں خان سائیں۔۔۔"

شاہنور کو اس کے ہونٹوں سے اپنے نام کی یہ انوکھی پکار بہت بھلی لگی تھی۔۔ وہ پوری طرح سے اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش شاہنور کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس کی دھڑکنیں پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے دوڑنے لگی تھی۔۔

"مگر میں ٹھیک نہیں ہوں نورے۔۔ کیا جادو کر دیا ہے مجھ پر۔۔۔ تمہارے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا۔۔"

ارشیان جھکا تھا اور شاہنور کے گلابی گال کو اپنے ہونٹوں میں لیتے چوم لیا تھا۔۔ ایک سرور کا احساس اس کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔۔

جبکہ شاہنور کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے ابھی اپنے حواس کھو دے گی۔۔ جو دیکھ ارشیان فوراً اسے اپنے گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔۔ وہ اسی لیے اس سے

دوری بنائے ہوئے تھا۔۔ کہ ابھی یہ لڑکی اس کی شدتیں کسی قیمت پر برداشت نہیں کر پائے گی۔۔

لیکن اس کا یہ معصومیت بھرا انداز اور ہیزل گرین آنکھوں میں چھائی شرم وحیا ارشیان نیازی کے جذبات کو ہوا دے جاتی تھی۔۔ اس وقت بھی وہ خود پر بہت مشکل سے قابو پاتا۔۔ اس کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔۔

شاہنور راجپوت ارشیان نیازی کے حواس اڑانے کی وجہ بن رہی تھی۔۔

ارشیان نے ڈاکٹر کو کال کی تھی۔۔ وہ ایسے ہی شاہنور کی زرا زرا سی تکلیف پر ڈاکٹر کو کال کر دیتا تھا۔۔۔ ڈاکٹرز کی دوڑیں لگوا کر رکھ دی تھیں اس نے۔۔ جو اس کی ایک کال پر دوڑے چلے آتے تھے۔۔۔

جبکہ شاہنور تو ان طرح طرح کی ماڈرن اور سٹائلش ڈاکٹرز کے فیشن دیکھ کر ہی زچ ہو رہی تھی۔۔۔ جو اس کے چیک اپ سے زیادہ اس کے خان کو مرعوب کرنے کی کوششوں میں لگی ہوئی تھیں۔۔

"خان سائیں میں نے ان کی میڈیسن چینج کر دی ہیں۔۔ اب انہیں درد نہیں ہو گا۔۔ ان کا زخم کافی تیزی سے ریکور کر رہا ہے۔۔۔ بس ویک نیس بہت زیادہ ہو گئی ہے ان کو۔۔ اسی وجہ سے انہیں چلنے پھرنے میں دشوار محسوس ہو رہی ہے۔۔۔"

ڈاکٹر شاہنور کی رپورٹس ارشیان کو دکھاتی اس کے کافی قریب جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جو بات نوٹ کرتے شاہنور کا چہرا جلن اور غصے کی شدت سے لال ہوا تھا۔۔

ارشیان جس کی ساری توجہ اپنی نورے پر ہی تھی۔۔اس کا لال پڑتا چہرا دیکھ پہلے وہ فکر مند ہوا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اسے ڈاکٹر کو گھورتا پا کر ارشیان نیازی کے ہونٹوں پر بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ بہت ہی زیادہ دلکش تھی۔۔۔

"اوکے دکھائیں زرا مجھے رپورٹس۔۔"

ارشیان جان بوجھ کر شاہنور کے مزیدری ایکشن لینے کی خاطر ڈاکٹر سے رپورٹ تھامتا اس کے زرا سا قریب ہوا تھا۔۔ان دونوں میں اب بھی فاصلہ برقرار تھا۔۔ مگر شاہنور لڑکیوں سے کوسوں دور رہنے والے اپنے خان کی اس ڈاکٹر میں یہ دلچسپی دیکھ غصے سب آگ بگولا ہوئی تھی۔۔۔

پوری دنیا میں وہ اسی انسان کے معاملے میں ہی تو پوزیسو تھی۔۔وہ بنا اپنی تکلیف کا احساس کیسے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔کندھا زور سے ہلانے کی وجہ سے درد کی شدید لہر اپورے وجود میں سرایت کر گئی تھی۔۔۔

"نورے۔۔۔"

ارشیان ڈاکٹر کو وہاں سے جانے کا اشارہ کرتا تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔مگر شاہنور نے اس کے اپنی جانب بڑھتے ہاتھ کو فوری طور پر جھٹک دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میرب تمہاری بارات آگئی ہے۔۔"

میرب کو خان حویلی سے آئے لال جوڑے اور زیورات سے سجا دیا گیا تھا۔۔

وہ جو بہت کم سکتی سنورتی تھی۔۔اس وقت سولہا سنگھار کیے غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔زاراب نیازی کے ڈر و خوف نے اس کی رنگت میں سرخیاں گھولتے اس حسین روپ کی دلکشی کو مزید بڑھا دیا تھا۔۔۔

وہ اس موقع پر شاہنور کو بہت زیادہ مس کر رہی تھی۔۔۔مگر اس سے بھی بات تک نہیں کر پائی تھی۔۔

بارات کی آمد کی خبر سن کر میرب کا دل دھڑک اٹھا تھا۔۔

حسین راجپوت اسے وہاں جس کام کے لیے بھیج رہے تھے وہ اس کے لیے دوہری اذیت کا باعث بننے والا تھا۔۔۔

"ماشاءاللہ میری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔ اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔"

شمع بیگم اس کا ماتھا چومتے محبت سے بھرپور لہجے میں بولی تھیں۔۔۔ جبکہ اسماء بیگم دور کھڑی اسے نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔۔ ان کی کتنی خواہش تھی اپنی بیٹی کو اسی طرح دلہن بنا کر رخصت کریں۔۔

لیکن انہیں تو اس سے ملنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی تھی۔۔ جو اس وقت نجانے کتنی تکلیف میں تھی۔۔۔

"ماما۔۔"

میرب کو ابھی کچھ دیر میں نیچے لے جانا تھا۔۔۔ جہاں زاراب نیازی موجود تھا۔۔۔

میرب کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔۔

"میرب میں صرف اتنا کہوں گی کہ جو بھی ہو جائے اپنے شوہر کی وفادار رہنا۔۔۔ کسی کی بھی سازش کا حصہ مت بننا۔۔"

اسے سینے سے لگاتے شمع بیگم نے اسے جو نصیحت کی تھی۔۔ میرب اذیت سے آنکھیں میچ کر رہ گئی تھی۔۔ وہ انہیں کیا بتاتی کہ اب تک وہ اور اس کا شوہر انہیں سب سازشوں کا شکار کی تو ہو رہے تھے۔۔ اور آگے بھی نجانے کتنی بار ہونا تھا۔۔ ان دونوں کے ایک ہونے کے سب ہی تو خلاف تھے۔۔۔

میرب کو نیچے لے جایا گیا تھا۔۔۔

وہ اس وقت پوری طرح سے عروسی جوڑے میں ملبوس تھی۔۔ سر سے پیر تک زیورات سے سجی وہ حسین راجپوت اور سرمد راجپوت کا ہاتھ تھامے سٹیج

کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ جہاں موجود زاراب خان نیازی جامد نگاہیں اسی پر گاڑھے کھڑا تھا۔۔۔ وہ اس وقت سیاہ لباس میں سیاہ رنگ کی ہی شال گلے میں ڈالے اپنے مغرور تیکھے نقوش کے ساتھ پوری محفل پر چھایا ہوا تھا۔۔۔ اسکی آنکھوں کی سرخی اور کشادہ پیشانی پر سجا شکنوں کا جال اس کے شدید اشتعال کا پتا دے رہی تھی۔۔ وہاں موجود بہت سارے لوگوں کی ستائشی نگاہیں اس جوڑی پر تھیں۔۔۔ جو شیرہ کوٹ کا سب سے ناقابلِ یقین کپل بن کر ان کے سامنے آیا تھا۔۔۔

اس کے ارد گرد یعقوب نیازی اور اسفند نیازی موجود تھے۔۔ فیروز اور ارشیان اسے وہاں اکیلے نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔۔ مگر زاراب نے انہیں وہاں آنے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔۔

وہ اپنے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔

"میں اپنی پوتی میرب راجپوت تمہیں سونپ رہا ہوں زاراب نیازی۔۔۔۔

اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔۔۔"

حسین راجپوت نے سرد اور کاٹ دار لہجے میں کہتے میرب کا ہاتھ زاراب کی

جانب بڑھایا تھا۔۔۔

جسے تھامنے کے لیے ابھی تک زاراب نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔۔

"اپنی بیوی کو کیسے رکھنا ہے زاراب نیازی بہت اچھے سے جانتا ہے۔۔ہاں مگر

تمہاری تکلیف کا جو باب اب کھلنے والا ہے اس کا تمہیں اور تمہارے خاندان

کو اندازہ بھی نہیں ہے۔۔۔"

میرب کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے زاراب نے راجپوت حویلی میں کھڑے ہوئے اتنے سارے لوگوں کے سامنے حسین راجپوت کو دھمکی دی تھی۔۔۔

یہ کرنے کی ہمت صرف زاراب نیازی ہی کر سکتا تھا۔۔۔

میرب نے گھبرا کر جھٹکے سے چہرا اٹھاتے زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔جو استہزایہ نگاہوں سے حسین راجپوت کی زخمی گردن کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم مجھے سرعام دھمکی دے رہے ہو نیازی۔۔۔اس کا انجام بہت برا ہو سکتا ہے۔۔۔"

حسین راجپوت کا دل چاہا تھا ابھی اپنے آدمیوں کو ایک اشارہ کرے جو زاراب نیازی کا کام تمام کر دے۔۔ مگر اس سب میں وہ میرب کو کھو دیتے۔۔ جو ان کے لیے بہت قیمتی تھی۔۔۔

اسے ہی تو استعمال کر کے وہ خانوں کو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔

"انجام کی پرواہ ہوتی تو اس وقت تمہاری حویلی میں نہ کھڑا ہوتا۔۔۔"

زاراب نیازی کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔۔ اس کا غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔ حسین راجپوت ہمیشہ میرب کو اس سے چھیننے کا باعث بنا تھا۔۔ وہ اس شخص کو اب کسی قیمت پر بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

میرب کو ڈر تھا کہ ان لوگوں کی نفرت اس نازک لمحے میں کوئی انہونی نہ کر دے۔۔۔ زاراب اس سے جتنا سخت ناراض تھا۔۔ وہ اس کی کوئی بات نہیں سننے والا تھا۔۔

"زاراب۔۔۔"

سب لوگوں کے دل ہی اس لمحے میں لرز گئے تھے۔۔ کیونکہ زاراب نیازی پیچھے ہٹنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔۔

انہیں سٹیج پر بیٹھنا تھا جہاں کچھ خاندانی رسموں کے بعد میرب کی رخصتی ہونی تھی۔۔۔ مگر زاراب نیازی ایسے کسی موڈ میں نہیں تھا۔۔

وہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ ہو چکا تھا۔۔ میرب کا ہاتھ تھامے وہ سٹیج سے اترا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ خان حویلی آگئی تھی۔۔اس نے سلطان کو ساتھ آنے پر فورس نہیں کیا تھا۔نہ ہی سلطان اپنے دل کو اس حویلی میں جانے کے لے رضامند کر پایا تھا۔۔

اس نے نویرہ کو خان حویلی جانے کی اجازت دی تھی صرف۔۔اس لیے نویرہ بارات کے ساتھ نہیں گئی تھی۔۔اس کا دل ویسے ہی فیروز اور ارشیان کی غیر موجودگی پر اداس تھا۔۔وہ ان تینوں کی خوشی جس طرح دیکھنا چاہ رہی تھی۔۔ویسا کچھ نہیں ہو پارہا تھا۔۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ سب کچھ بگڑتا ہی جارہا تھا۔۔خان حویلی کا بدلہ ماحول اسے مزید ڈسٹرب کر گیا تھا۔۔بارات میں گھر کی بہت کم خواتین گئی تھیں۔۔

"پھوپھو جان آپ کے سلطان شاہ کیسے ہیں۔۔ان کی آمد نے شیرہ کوٹ کو تو ہلا کر رکھ دیا ہے۔۔ گیلانی تو ایسے دم دبا کر غائب ہوئے ہیں۔۔ کہ ایسا لگتا ہی نہیں کہ گاؤں میں گیلانی نام کا کوئی خاندان کبھی تھا بھی یا نہیں۔۔۔"

حمنہ کو اپنے اکلوتے پھوپھا بہت زیادہ پسند آئے تھے۔۔وہ ان سے ملنا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ شخص تو کسی کو لفٹ ہی نہیں کرواتا تھا سوائے نویرہ کے۔۔۔

نویرہ حمنہ کی باتوں پر مسکرا کر رہ گئی تھی۔۔اس شخص کی دہشت کے قصے ہی تو سنتی آئی تھی وہ پچھلے دس سال سے۔۔اور اب اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ بھی رہی تھی۔۔

وہ ابھی ان سب کے بیچ میں بیٹھی تھی جب سلطان کا میسج موصول ہوا تھا اسے۔۔

"آئی مس یو مائی لیڈی۔۔۔اپنی ایک تصویر تو بھیج دو۔۔اس بچارے دل کو تھوڑا سا قرار ہی مل جائے گا۔۔"

وہ اس کا عادی ہو چکا تھا۔۔۔اس سے کچھ پل کی دوری بھی برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔

"آکر دیکھ لیں۔۔۔اگر اتنی بے قراری ہو رہی ہے تو۔۔۔"

نویرہ اس وقت پنک کلر کے کامدار لہنگے میں ملبوس نئ نویلی دلہن کے روپ میں سجی سنوری غضب ڈھا رہی تھی۔۔

"میں اگر وہاں آگیا تو تمہارے خانوں نے ویسے ہی ہل جانا ہے۔۔ آج وہ صرف راجپوتوں سے بھڑ لیں وہی کافی ہے۔۔"

سلطان نے ان لوگوں کی سچویشن کو انجوائے کیا تھا۔۔ جبکہ اس کے اس طرح مذاق اڑانے پر نویرہ نے اسے غصے بھرے ایموجیز بھیجنے کے ساتھ ساتھ اپنی ایک سیلفی بھیج دی تھی۔۔

"تڑپتے رہو سلطان شاہ۔۔۔"

وہ اپنی ایک بہت ہی خوبصورت تصویر بھیجنے کے بعد زیر لب مسکرائی تھی۔۔ جبکہ اس کی توقع کے عین مطابق اس کی تصویر نے دوسری جانب تباہی مچادی تھی۔۔

"میں تمہیں لینے آرہا ہوں۔۔"

سلطان کا اگلا میسج آیا تھا۔۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔مجھے آج رات یہیں رہنا ہے۔۔ آپ نے پرامس کیا تھا۔۔۔"

نویرہ نے اسے یاد دلایا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے کے وہ سلطان کی جانب سے آیار پلائے پڑھ سکتی۔۔۔ جب اسے ایک انجان نمبر سے کچھ تصویریں موصول ہوئی تھیں۔۔

وہ تصویریں دیکھتے ہی نویرہ کو حویلی کی قد آدم دیواریں اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی تھیں۔۔وہ سلطان کی کسی غیر عورت کے ساتھ کی تصویریں تھیں۔۔ان کے ساتھ ایک بچا بھی تھا۔۔وہ لڑکی سلطان کے کندھے پر سر ٹکائے کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ وہ تین سالہ بچا سلطان کے بازوؤں میں تھا۔۔

نویرہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اسے فون کال پر کہی گئیں اس شخص کی باتیں یاد آئی تھیں۔۔ جس میں اس نے سلطان کی دوسری بیوی اور بیٹے کا ذکر کیا تھا۔۔

اس کی باتوں کو وہ بہت آسانی سے جھٹلا گئی تھی۔۔ مگر ان تصویروں کو جھٹلا پانا آسان نہیں تھا۔۔۔ ان دونوں کی نکاح کی بھی تصویروں کے ساتھ ساتھ نکاح نامے کی تصویر بھی تھی۔۔

نویرہ کے دل کا خون ہوا تھا۔ وہ جواب تک یہی سوچتی آئی تھی کہ سلطان صرف اس کا تھا وہ اتنے سال دور رہنے کے باوجود اس سے بے وفائی کا خطا وار نہیں ہوا تھا۔۔ وہ ساری خوش فہمی مٹی میں مل گئی تھی۔۔

وہ تو باہر اپنی الگ دنیا بسا چکا تھا۔۔۔تو کیا اس شخص کی دوسری بات بھی ٹھیک تھی۔۔ سلطان اسے واقعی اس کے خاندان سے بدلہ لینے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔۔۔ کیا اتنے سال گزر جانے کے بعد اس شخص کی محبت بھی ختم ہو چکی تھی۔۔ لیکن اس کی شدتیں اور بے قراریاں۔۔۔اس کے لیے بے پناہ تڑپ وہ سب کیسے جھوٹ ہو سکتا تھا۔۔

نویرہ اپنے روم میں آتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔اس کا شوہر صرف اس کا نہیں تھا۔۔ کسی اور عورت کے ساتھ بٹا ہوا تھا۔۔۔

سلطان نے نویرہ کو کئی میسج کیے تھے۔۔ مگر اسکی جانب سے چھا جانے والی ایک دم خاموشی سلطان کو پریشان کر گئی تھی۔۔وہ نویرہ کے معاملے میں زرا سا رسک بھی نہیں لے سکتا تھا۔۔اسے نہیں کھو سکتا تھا۔۔

اسی لیے اپنی ساری انا اور اذیت بھلائے وہ اپنے دشمنوں کی حویلی میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔ صرف نویرہ کی خاطر۔۔

وہ سیدھا اس کے روم میں آیا تھا۔۔۔ کسی نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ سلطان نے نویرہ کو بہت کالز کی تھیں مگر وہ اس کی کال ہی پک نہیں کر رہی تھی۔۔ سلطان کی پریشانی سوا نیزے پر پہنچ چکی تھی۔۔

اس نے روم میں قدم رکھا تھا۔۔ جب اندر داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر دیکھ وہ حیران ہوا تھا۔۔ نویرہ جو ہر شے کو نفاست سے سجا کر رکھنے کی عادی تھی۔۔ اس کے کمرے کی کوئی شے بھی اس وقت جگہ پر نہیں ملی تھی۔۔ کمرے کا حشر بتا رہا تھا جیسے ابھی کچھ دیر پہلے وہ کوئی طوفان آ کر گزرا ہو۔۔۔ پہلے قدم پر ہی سلطان کو اپنے پیر کے نیچے کوئی شے چڑ چڑاتی محسوس ہوئی تھی۔۔

اس نے پیر پیچھے کرتے جھک کر اسے اٹھایا تو وہ نویرہ کا جھمکا تھا جو اس نے اسے بھیجی گئی آج کی اپنی تصویر میں پہن رکھا تھا۔۔

سلطان کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔چاروں جانب اس کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتے وہ آگے بڑھا تھا۔۔جب نویرہ اسے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے چہرا گھٹنوں میں دیئے سکڑی سمٹی بیٹھی نظر آئی تھی۔۔

اس کے بال ہر قید سے آزاد اس کے ارد گرد بکھرے ہوئے تھے۔۔جبکہ دوپٹے کو گولا بنا کے وہ اسے بیڈ پر پھینکے ہوئے تھی۔۔سلطان تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ آخر اس سب کی وجہ کیا تھی۔۔۔

"نویرہ۔۔۔"

سلطان نے قریب جا کر اسے پکارا تھا۔۔جب سلطان کی پکار پر نویرہ نے جھٹکے سے اپنا چہرا اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔

آنکھیں مسلسل رونے کی وجہ سے لال ہو چکی تھیں۔۔سلطان کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔

"نویرہ کیا ہوا تمہیں تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟؟ کسی نے کچھ کہا ہے تم سے بتاؤ مجھے۔۔۔"

سلطان اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کرتے اپنے غصے پر قابو پاتے بولا تھا۔۔۔وہ نویرہ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا اب۔۔۔

"جو میرے ان آنسوؤں کی وجہ ہے کیا سزا دیں گے اسے۔۔"

نویرہ بھیگتی آنکھوں سے اس ستمگر کو دیکھتے بولی تھی۔۔ یہ احساس ہی اس کے لیے جان لیوا تھا کہ وہ پوری طرح سے اس کا نہیں تھا۔۔

وہ شخص بٹا ہوا تھا۔۔ وہ کسی اور کے بچے کا باپ تھا۔۔ کوئی اور عورت اس کے شوہر کو اس سے پہلے حاصل کر چکی تھی۔۔ یہ سوچ نویرہ کے دل پر چھریاں چلا دیتی تھی۔۔

"جان سے مار دوں گا اسے۔۔۔"

اسے اپنے قریب کرتے سلطان نے اس کے آنسوؤں کو صاف کرنا چاہا تھا مگر نویرہ اس کے ہاتھ کو جھٹک گئی تھی۔۔

وہ اس وقت اپنے حسین دلنشین سراپے کے ساتھ مٹے میک اور ادھورے ہار سنگھار کے ساتھ کھڑی سلطان شاہ کے جذبات کا امتحان لے رہی تھی۔۔

اس کے گلابی ہونٹوں کو مزید گلابی کرتی لپسٹک واٹر پروف ہونے کی وجہ سے اب بھی قائم و دائم سلطان شاہ کے دل کو گھائل کر رہی تھی۔۔۔

"آپ ہیں میرے ان آنسوؤں کی وجہ سلطان شاہ۔۔۔ آپ ہیں میری زندگی میں آئی ہر اذیت کا باعث۔۔۔ آپ کے جانب سے دیئے ہر وار کو برداشت کیا ہے شاہ۔۔ پر اس بار جو درد ملا ہے اسے برداشت نہیں کر پا رہی میں۔۔ اندر ہی اندر مر رہی ہوں میں۔۔۔ اتنا بڑا ظرف نہیں ہے میرا۔۔۔ آپ کی بے وفائی معاف نہیں کر سکتی میں۔۔۔"

نویرہ اپنے گرد سے اس کا حصار ہٹاتی فاصلے پر ہوتے ہزیانی انداز میں چلائی تھی۔۔ جبکہ سلطان اپنی جگہ کھڑا اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

نویرہ کے الفاظ انتہائی سنگین تھے۔۔

"تم بہت غلط بول رہی ہو نویرہ۔۔۔ یہاں آؤ اور بتاؤ مجھے کیا بولا گیا ہے تمہیں۔۔۔"

سلطان شاہ اتنا تحمل رکھنے والا انسان نہیں تھا۔۔ مگر پھر بھی وہ نویرہ کو مہلت دے رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"خان پلیز۔۔ دور رہیں مجھ سے۔۔۔ مجھے آپ کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آپ مجھ پر ترس کھا کر یہ سب دکھاوا مت کریں۔۔ میں اچھے سے جانتی

ہوں۔۔۔ آپ کو کس قدر نفرت ہے مجھ سے۔۔ جس لڑکی کو آپ ایک پل کے لیے اپنی حویلی میں برداشت نہیں کر سکتے۔۔ اس کے لیے اچانک سے اتنی فکر کیسے جاگ گئی آپ کی۔۔ ترس کھا کر کر رہے ہیں یہ سب میرے لیے۔۔۔ آپ کی وجہ سے میرے گھر والوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔۔ آپ کی جان بچاتے وقت مجھے گولی لگی ہے۔۔ اسی احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں نا میرا اتنا خیال رکھ کر۔۔ تو پلیز مت کریں۔۔ آپ کی جان بچا کر کوئی احسان نہیں کیا میں نے۔۔ بلکہ اس گولی کا حساب برابر کیا ہے جو آپ نے میری جان بچاتے ہوئے اپنے وجود پر کھائی تھی۔۔۔ وہیں سے شروع ہوئی تھی نا میرے لیے آپ کی نفرت۔۔۔ اب اسی مقام پر ختم کرنا چاہتی ہوں میں اپنی محبت کو۔۔۔"

شاہنور غصے کے عالم میں جب بولنے پر آئی تھی تو اپنے دل کا سارا غبار نکالتی چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ ارشیان نیازی شاک مین کھڑا اس لڑکی کی بدگمانی کی انتہا دیکھ رہا تھا۔۔

جو اسی نے اس کے نازک دل میں بھری تھی۔۔ اپنی نفرت دیکھا کر۔۔۔
جس لڑکی نے اس کی نفرت کی انتہا دیکھی تھی۔۔ وہ بھلا اس کی محبت کا یقین کیسے کر سکتی تھی۔۔

وہ اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھی۔۔ وہ ارشیان کی محبت اور کیئر کو اپنے لیے ترس ہی سمجھ رہی تھی۔۔ اس کا اس سب میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔

مگر ارشیان نیازی بھی تو کسی کو اپنے سامنے اس طرح بولنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔ اس کے لیے یہ سب برداشت کرنا بھی آسان نہیں تھا۔۔۔

"میں اتنا اچھا بالکل بھی نہیں ہوں نورے۔۔۔ تم یہ سب بول کر میرے غصے کو ہوا دینے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔ جو اگر ہو گیا تو بہت غلط ہو گا۔۔۔

"

ارشیان غصے کے باوجود نرمی سے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے سینے سے لگاتے بولا تھا۔

شاہنور پوری طرح سے اسی کے سہارے کھڑی تھی۔۔

"کیا کریں گے آپ۔۔۔؟؟ غصے میں آ کر مجھے اس گھر سے بھی نکال دیں گے۔۔ تو یہی چاہتی ہوں میں۔۔ نکال دیں مجھے یہاں سے بھی۔۔۔ مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔۔۔"

شاہنور سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ جاہ و جلال والا ضدی اور گھمنڈی خان اس کی باتوں پر غصہ کیوں نہیں کر رہا تھا۔۔ وہ اتنا کچھ بول چکی تھی۔۔ مگر وہ اسے اب بھی اتنے پیار سے ڈیل کر رہا تھا۔۔

"تم ارشیان نیازی کے دل میں اپنی جگہ بنا چکی ہو شاہنور راجپوت۔۔۔ اب پوری زندگی کے لیے یہاں سے نکل پانا ناممکن ہے تمہارے لیے۔۔۔ میں بار بار اظہار کرنے کا عادی نہیں ہوں۔۔ ہاں مگر وہ اپنے عمل سے ہر پل تمہیں اس بات کا احساس دلاتا رہوں گا۔۔ کہ تم اب صرف اور صرف ارشیان نیازی کے دل کی ملکہ ہو۔۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرے دل پر راج کرے گی۔۔ اب تمہیں کوئی بھی مجھ سے دور نہیں کر سکتا میں بھی نہیں۔۔۔ ابھی تم اس سب کو ترس، ہمدردی، احسان جس کا مرضی نام دو۔۔ مگر عنقریب تم خود میرے دل میں اپنی اہمیت کو مانو گی۔۔ وہ دن

میرے زندگی کا سب سے حسین دن ہو گا۔۔اس دن تمہیں اس ارشیان

نیازی سے بخشش نہیں ملے گی۔۔"

ارشیان نے ہمیشہ کی طرح اپنے انداز میں اس کے سامنے اپنے دل کی بات

رکھ دی تھی۔۔ جس میں وہ بچاری محبت کا لفظ ڈھونڈتی رہ گئی تھی۔۔

یہ شخص اتنا مشکل اور ضدی کیوں تھا۔۔۔شاہنور کرہ کر رہ گئی تھی۔۔۔

اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا کہ اس کے خاندان والوں سے اتنی شدید نفرت

کرنے والا۔۔۔اچانک سے اس سے اتنی محبت کیسے ہو گئی تھی اس شخص

کا۔۔۔

شاہنور اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالے اسے خود سے دور کر گئی

تھی۔۔۔ارشیان نے خفگی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"ہم حویلی جا رہے ہیں آج شام کو۔۔۔"

ارشیان نے اچانک سے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔

"مجھے نہیں جانا۔۔۔"

شاہنور نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

وہ اس کی بیماری کا لحاظ کر کے اسے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ مگر یہ لڑکی اس کی کوئی بھی بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔۔

"آپ کے تو اچھے بھی جائیں گے مسسز۔۔۔"

ارشیان اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ گر نہ جائے۔۔۔ شاہنور زرا سا لڑکھڑائی تھی۔۔ جب اگلے ہی لمحے ارشیان اسے اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔

شاہنور نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ لمحے اسے تھامنے کے لیے تیار کھڑا تھا اسے۔۔اس شخص نے جیسے خود سے عہد کر رکھا تھا۔۔چاہے جو بھی ہو جائے اسے اب تنہا نہیں چھوڑے گا۔۔

"تم مجھے جتنا بھی جھٹلانے کی کوشش کرو۔۔ہر پل ہر لمحہ مجھے اپنے قریب پاؤ گی۔۔۔"

ارشیان نیازی اپنی قربت کی وجہ سے اس کی سہمی ہیزل گرین حسین آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتا لمحے بھر کے لیے اسے پوری دنیا سے بیگانہ کر گیا تھا۔۔

ارشیان جانتا تھا کہ شاہنور کو حویلی لے جانے پر شیرہ کوٹ میں اس کے دشمن ایک نیا طوفان کھڑا کرنے والے تھے۔۔ لیکن وہاں جانے سے پہلے وہ اپنے دشمنوں کو ان کے حصے کے تحفے بھجوا چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سر جب سے حانم شاہ کو گرفتار کیا ہے آپ نے۔۔ نجانے کتنے انجان نمبروں سے کالز اور میسجز موصول ہو رہے ہیں ہمیں۔۔ کہ اگر انہیں آزاد نہ کیا تو وہ لوگ تھانے پر حملہ کر دیں گے۔۔ سب کو مار دیں گے۔۔ سر مجھے فیل ہو رہا ہے کہ حانم شاہ کی جان خطرے میں ہے۔۔۔ وہ لوگ ہر قیمت پر حانم کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

انسپکٹر نے فیروز کو کال کر کے اپنے تجزیے سے آگاہ کیا تھا۔۔ جبکہ فیروز سر نفی میں ہلا کر رہ گیا تھا۔۔

"اس لڑکی کے کسی ڈرامے میں مت آنا۔۔ میں ابھی کچھ دیر میں پہنچتا ہوں وہاں۔۔ مگر میرے آنے تک اس کی لاک اپ کی جانب کسی کو نہیں جانے دینا۔۔۔"

فیروز اس جگہ پر موجود تھا جہاں وین کو تباہ کیا گیا تھا۔۔ اسے وہاں کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں ملا تھا۔۔ سوائے ایک لپسٹک سے سجے نوٹ کے جس پر لال لپسٹک سے آئی لو یو ایس پی لکھا گیا تھا۔۔۔

وہاں ہر شے جل کر راکھ ہو چکی تھی۔۔ جس کا یہی مطلب تھا کہ یہ صاف ستھرا سفید کاغذ بعد میں رکھا گیا تھا۔۔

آخر کیا تھی یہ لڑکی۔۔۔؟

فیروز اس نوٹ کو میڈیا والوں کی نظروں میں لائے بغیر اپنی پاکٹ میں رکھ گیا تھا۔۔ وہ وہیں کھڑا تھا جب اسے ایک کال موصول ہوئی تھی۔۔۔

"کیسے ہو ایس پی۔۔؟؟"

وہ کسی درمیانی عمر کے شخص کی آواز تھی۔۔

فیروز کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

"سنا ہے اپنی پہچان ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔ تمہارا یہ فورس جوائن کرنے کا یہی مقصد تھا۔۔ تمہارے ماں باپ کی با کرداری یعنی ان کے نکاح کے سارے ثبوت میرے پاس موجود ہیں۔۔ میں ہی وہ واحد گواہ ہوں ان کے نکاح کا جسے راجپوت اب تک نہیں مار پائے۔۔۔ پوری دنیا کے سامنے سرخرو ہو جاؤ

گے یہ سب ثبوت پا کر۔۔ مگر اس کے لیے تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا ہو گا۔۔"

دوسری جانب موجود جہانزیب فاروقی بہت ناپ تول کر بول رہا تھا۔۔

ان دونوں باپ بیٹا نے فیروز کو مارنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ ہر بار ناکام ہو جانے کے بعد اتنا تو سمجھ چکے تھے کہ فیروز نیازی کا خاتمہ کرنا آسان نہیں تھا۔۔

اس لیے سب انہوں نے دوسرا حربہ آزمایا تھا۔۔ انہیں کسی بھی حال میں حانم کی شادی ہشام سے کروانی تھی۔۔ اس کے لیے ضروری تھا حانم کے پر کاٹنا۔۔ اس نے جس طرح نہایت ہی ہوشیاری کے ساتھ فیروز سے نکاح

کر کے خود کو اس کے پنجوں میں چھپا رکھا تھا۔۔یہ سب ہوتے ہوئے ان لوگوں کی حانم تک رسائی مشکل تھی۔۔۔

اس لیے اب وہ یہ چال چلنے والے تھے۔۔۔

"میں کیسے یقین کر لوں تمہاری بات کا۔۔۔"

فیروز نے ابھی یہ بات کہی ہی تھی جب اسے ایک نوٹیفیکیشن موصول ہوا تھا۔۔جس میں موجود اس کے ماں باپ کی تصویر شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑ گئی تھی۔۔

فیروز اس شخص کے لہجے کی سچائی بھانپ چکا تھا۔۔وہ اتنے سالوں سے اسی کی تلاش میں تو تھا۔۔۔

"کیا کرنا ہو گا مجھے۔۔۔؟؟"

فیروز نے دو ٹوک سوال کیا تھا۔۔۔

"حانم کو طلاق دے کر ہمارے حوالے کرنا ہو گا۔۔۔"

جہانزیب فاروقی اچھے سے جانتا تھا کہ فیروز کا حانم میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔۔اس نے صرف سلطان شاہ کی بلیک میلنگ میں آکر یہ نکاح کیا تھا۔۔۔اس کے حانم بالکل بھی امپورٹنٹ نہیں تھی۔۔۔

اس لیے انہوں نے یہ کھیل کھیلتے حانم کو پوری طرح سے کمزور کرنا چاہا تھا۔۔۔فیروز سے ان کی کوئی دشمنی نہیں تھی۔۔وہ تو صرف حانم کی وجہ سے ان کے نشانے پر تھا۔۔۔

جبکہ فیروز نیازی یہ شرط سن کر کتنے ہی لمحے اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"زاراب پلیز۔۔میں اتنا تیز نہیں چل سکتی۔۔۔۔"

میرب کے بھاری بھر کم لہنگے کی وجہ سے اس سے اتنی تیزی سے چل پانا مشکل ہوا تھا۔۔اسے لگا تھا اگر اسی سپیڈ میں زاراب کے ساتھ چلی تو ضرور منہ کے بل آن گرے گی۔۔

زاراب نے نگاہیں موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو سرخ عروسی گھونگھٹ میں چہرا ڈھکے اس کے خوف سے منمنائی تھی۔۔

میرب کا لہنگا اس کے پیروں میں آرہا تھا۔۔۔زاراب نے ایک نظر سر سے پیر تک اسے گھورا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے جھک کر اسے اس کے تمام تر وزن کے ساتھ اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا۔۔یہ سب کچھ اتنا غیر متوقع تھا کہ میرب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔

وہاں موجود تمام لوگ بھی زاراب خان نیازی سے اس بات کی توقع نہیں کر پا رہے تھے۔۔وہ شخص حسین راجپوت کی پوتی کو اس طرح شہزادیوں کی طرح ٹریٹ کرے گا۔۔کسی کو یقین نہیں آیا تھا۔۔

دور کھڑے صائم کی آنکھیں جل اٹھی تھیں۔۔حسین راجپوت بھی غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے تھے۔۔زاراب نیازی کی سحر انگیزی سے ہر کوئی واقف تھا۔۔وہ لوگوں کو اپنے بس میں کرنا بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔
میرب تو پھر اس کے عشق میں پاگل تھی۔۔۔

حسین راجپوت اس لمحے سوچ میں پڑ چکے تھے کہ کہیں میرب کو اس خاندان میں سونپ کر انہوں نے کوئی غلطی تو نہیں کی تھی۔۔۔

فیروز سے جہانزیب کی کوئی دشمنی نہیں تھی۔۔وہ تو صرف حانم کی وجہ سے ان کے نشانے پر تھا۔۔۔جبکہ فیروز نیازی یہ شرط سن کر کتنے ہی لمحے اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔وہ ارد گرد کیا ہو رہا تھا یہ سب بھول چکا تھا۔۔۔

"تمہارے پاس بہت وقت ہے فیروز نیازی آرام سے سوچ لو۔۔کیونکہ حانم کو تو ہم اپنے قبضے میں لے کر رہیں گے۔۔اگر تم اس میں ہماری مدد کرتے ہو تو تمہارا ابھی بہت زیادہ فائدہ ہو جانا ہے۔۔۔ویسے بھی وہ لڑکی تمہاری بیوی بننے کے لائق ہے ہی نہیں۔۔کوئی خاندانی طور طریقہ شرم و حیا نہیں ہے اس میں۔"

جہانزیب فاروقی فیروز نیازی کو حانم سے متنفر کرنے میں کوشش کر رہا تھا۔۔

وہ بس ان دونوں کو الگ کرنا چاہتا تھا۔۔ جس کے بعد حانم نے اتنا کمزور ہو جانا تھا کہ وہ زبردستی اس کی شادی ہشام سے کروا کر پوری پاور اپنے نام کر سکتے تھے۔۔۔۔

فون بند ہو چکا تھا جبکہ فیروزا ابھی بھی ویسے ہی ساکت کھڑا تھا۔۔ جب کچھ لمحوں بعد پھر سے فون بج اٹھا تھا۔۔

اس بار وہاں ذاکر نیازی کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔

"السلام و علیکم بابا۔۔۔"

فیروزا نہیں اسی طرح مخاطب کرتا تھا۔ اور وہ بھی آگے سے اسے سگے بیٹوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔۔

"بابا جان چاہتے ہیں تم اب مشی سے شادی کرلو۔۔۔فرقان اپنی بیٹی کے حوالے سے کافی پریشان ہے۔۔وہ امینہ سے کیا وعدہ نبھانا چاہتا ہے۔۔۔تم بھی یہی چاہتے ہو۔۔۔تو مجھے نہیں لگتا اس سب کو مزید کھینچنا چاہیے۔۔۔ مجھے سوچ کر مناسب دن بتادو۔۔۔بابا جان نے اگلے ہفتے ہی کا کوئی دن رخصتی کے لیے کہا ہے۔۔۔"

ذاکر نیازی نے اس کے سر پر ایک اور بم پھوڑا تھا۔۔۔پوری کائنات جیسے مل چکی تھی اسے حانم شاہ سے دور کرنے کے لیے۔۔۔

"اوکے میں بتادوں گا آپ کو۔۔۔"

فیروز انہیں نہایت ہی نرمی کے ساتھ جواب دیتا کال کاٹ گیا تھا۔۔۔اس نے آسمان کی جانب دیکھتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔ کیا ٹھیک تھا اور کیا غلط۔۔۔

آنے والے وقت میں کیا ہونے والا تھا۔۔ فیروز کی کشادہ پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔۔

فیروز وہاں سے سیدھا پولیس اسٹیشن آیا تھا۔۔۔ جہاں وہ حانم جو لاک اپ میں قید کر کے گیا تھا۔۔۔لاک اپ میں آتے سامنے کا منظر دیکھ وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔

حانم فرش پر سکڑی سمٹی لیٹی خود کو پوری طرح سے اپنے دوپٹے سے کور کیے گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔ وہ افسوس میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔۔

اس لڑکی کے نجانے کتنے دشمن تھے۔۔اور یہ اتنی بے فکری سے سو رہی تھی۔۔۔فیروز اس کے قریب گھنٹوں کے بل آن بیٹھا تھا۔۔۔اور دھیرے سے اس کے چہرے سے گلابی پلو سرکایا تھا۔۔اگلے ہی لمحے فیروز کے ہونٹوں پر مبہوت کن مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

حانم کی گھنیری پلکیں اس کی جھیل سی آنکھوں پر سایہ فگن تھیں۔۔چہرے پر معصومیت کے دلفریب رنگ چھائے ہوئے تھے۔۔جبکہ رس بھرے سرخ ہونٹ آدھ کھلے گلاب کی کلی کی مانند معلوم ہو رہے تھے۔۔۔سیاہ زلفوں نے آدھا چہرا ڈھانپ رکھا تھا۔۔اس کا دودھیا چہرا سیاہ بادلوں سے جھانکتے چمکتے ہوئے چاند کی مانند معلوم ہو رہا تھا۔۔

یہ لڑکی اس سے محبت کرتی تھی۔۔مگر اسے بتانا نہیں چاہتی تھی۔۔وہ اس کے قریبی رشتہ کا قاتل تھا۔۔مگر پھر بھی وہ ہر بار اس کی جان بچانے کی

کوشش کرتی رہی تھی۔۔ یہ بے لوث محبت تھی جو فیروز کو آج سے پہلے کسی کی جانب سے محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔ ایک ایسی بے لوث محبت جو یہ لڑکی مرتے دم تک اس کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی۔۔

فیروز اسے جگا کر اس حسین منظر کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اس نے نہایت ہی احتیاط کے ساتھ حانم کو اپنی بانہوں میں سمیٹا تھا۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں سب بھی ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔۔۔ اگر فیروز نیازی کی جگہ کوئی انسان جی حرکت کرتا تو حانم شاہ اس کا کام تمام کر چکی ہوتی۔۔۔ نہایت کی شرافت کے ساتھ ہتھکڑی لگوا کر اس لاک اپ میں بند صرف اسی وجہ سے تھی کہ یہ سب فیروز نیازی نے کرنے کو کہا تھا۔۔۔

فیروز اسے یونہی سینے سے لگائے اپنے بنگلے پر لے آیا تھا۔۔ جہاں وہ پہلے بہت کم رہتا تھا۔۔ مگر جس طرح اس کے فلیٹ پر حملہ کیا گیا تھا۔۔ اب اس نے یہیں پر رہنے کا سوچا تھا۔۔

حانم کو اپنے بستر پر لٹاتے وہ اپنی وردی چینج کرنے لگا تھا۔۔ جو پوری طرح سے حانم کی خوشبو سے مہک رہی تھی۔۔

فیروز اس لمحے بہت زیادہ سنجیدگی تھا۔۔ ہر جانب سے اس پر جو پریشر ڈالا جا رہا تھا۔۔ ان سب میں حانم کو اس سے دور کرنے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔۔

ان دونوں کی ایک دوسرے سے کوئی کمٹمنٹ نہیں تھی۔۔ نہ ہی اندر ہی اندر پلنے والے جذبات کو اظہار دونوں میں سے کسی نے کیا تھا۔۔۔

وہ اپنی اپنی فیلنگز کو اپنے اندر دبائے بیٹھے تھے۔۔اس سب کے باوجود حانم سے رشتہ توڑنے کا احساس اس کی دھڑکنوں کو ساکت کر جاتا تھا۔۔فیروز نے نکاح کے وقت نہیں سوچا تھا کہ یہ لڑکی کبھی اس کے لیے اتنی اہم ہو جائے گی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خان حویلی کی سجاوٹ دیکھنے لائق تھی۔۔جیسے ہی زاراب نیازی کی گاڑی حویلی کے بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئی ہر جانب سے شہنائیوں اور پٹاخوں کی آوازیں گونج اٹھی تھی۔۔زاراب میرب کے ساتھ ہی براجمان تھا۔۔دونوں کے چہرے بالکل سرد و سپاٹ تھے۔۔

کیونکہ وہ اچھے سے جانتے تھے کہ جو لوگ ان کی خوشی میں شریک ہو کر ان کے لیے شہنائیاں بجا رہے تھے۔۔وہی ان دونوں کو الگ کرنا چاہتے تھے۔۔

زاراب گاڑی سے نکلا تھا۔۔یعقوب نیازی اور باقی سب کی گاڑیاں پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھیں۔۔۔وہ سب لوگ وہاں کھڑے تھے۔۔۔جب زاراب میرب کا ہاتھ تھامے اسے لیے اندر آرہا تھا۔۔حویلی کی خواتین ان پر پھول برسا رہی تھیں۔۔یہ منظر دیکھ یعقوب نیازی کے دل پر چھریاں چل رہی تھیں۔۔۔

وہ راجپوتوں سے انتقام لینا چاہتے تھے۔۔مگر ان کا وار انہیں پر الٹ پڑ گیا تھا۔۔۔راجپوتوں کی بیٹی ان کے گھر آچکی تھی۔۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔"

زاراب جیسے ہی یعقوب نیازی کے پاس سے گزرا انہوں نے زاراب کو مخاطب کیا تھا۔۔

میرب نے نگاہیں اٹھا کر مسکراتی طنزیہ نگاہوں سے زاراب نیازی کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یعقوب نیازی اپنے پوتے کے آگے کیا شرط رکھنے والے تھے۔۔۔جیسی شرط اس کے دادا نے اس کے سامنے رکھی تھی۔۔۔

میرب کو کچھ رسموں کے بعد زاراب نیازی کے بیڈروم میں پہنچا دیا تھا۔۔وہ اس کے نام کی سیج پر بیٹھی اس کی منتظر تھی۔۔اس کے دل کی دھڑکنیں فل سپیڈ سے دھڑکتی اسے ہلکان کیے ہوئے تھیں۔۔۔

"تم نے جو چاہا ہم نے وہ کیا۔۔۔میں جاننا چاہتا ہوں اب آگے کیا چاہتے ہو تم۔۔۔کیا واقعی اس لڑکی کو اس خاندان کی بڑی بہو کی صورت قبول کرنا ہو گا ہمیں۔۔۔"

یعقوب نیازی کی نگاہیں بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھے زاراب نیازی پر تھیں۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ اسے خوش ہونا چاہیے تھا۔۔ مگر وہ بالکل سنجیدہ تھا۔۔۔

"زاراب نیازی کی بیوی میرب راجپوت کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی۔۔۔ آپ کو یہ بات اچھے سے سمجھنی ہو گی دادا جان۔۔ میں نہیں چاہتا میری بیوی کو کسی قسم کی سازش میں انوالو کیا جائے۔۔ میں نہ ہی فرمان نیازی ہوں اور نہ یعقوب نیازی کہ اپنے عورت کے ساتھ ہوئی کوئی بھی زیادتی برداشت کروں۔۔۔ بہت محبت کرتا ہوں اس سے۔۔۔ میرب کے حوالے سے کوئی کوتاہی برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔۔ اگر آپ کی جانب سے ایسا کچھ ہوا تو آپ اپنے اس پوتے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں گے۔۔۔"

زاراب اپنی بات مکمل کرتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔ اسفند نیازی نے خاموش نگاہوں سے اپنے باپ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ اب تک سب کو اپنی مرضی سے کنٹرول کرتے آئے تھے۔۔ مگر اب ان کے پوتے انہیں بہت ٹف ٹائم دے رہے تھے۔۔۔

جو بعد بات یعقوب نیازی جیسے انا پرست انسان کے لیے برداشت کر پانا ناممکن تھا۔۔۔

"حسین راجپوت اپنی سازش میں کامیاب ہو گیا آخر۔۔ اپنی پوتیوں کو استعمال کر کے میرے پوتوں کو چھین لیا مجھ سے۔۔ مگر میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔۔۔"

یعقوب نیازی کی آنکھوں میں انتقام کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔

"بابا جان پلیز کچھ ایسے مت کیجیے گا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے پوتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیں۔۔۔"

اسفند نیازی انہیں سمجھاتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔۔

زاراب نے جیسے ہی اپنے روم میں قدم رکھا سامنے کا دلفریب منظر اسے کچھ لمحوں کے لیے ساکت کر گیا تھا۔۔ وہ کافی زیادہ غصے میں تھا۔۔۔ میرب راجپوت نے اسے ہرٹ کیا تھا بہت۔۔۔

لیکن وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کے ساتھ خان حویلی بھی تو آگئی تھی۔۔

ریزن جو بھی سہی مگر وہ اس کے پاس آچکی تھی۔۔۔ یہ خواہش نجانے کب سے کی تھی اس نے۔۔ جو آج پوری ہو چکی تھی۔۔۔

زاراب نیازی دروازہ بند کرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔ جہاں وہ بیڈ پر سجی سنوری گھونگھٹ لیے بیٹھی تھی۔۔۔ زاراب نے ابھی تک اس کا حسین روپ نہیں دیکھا تھا۔۔

ان دونوں کے درمیان جتنے اختلافات سہی مگر وہ اچھے سے جانتے تھے کہ ان دونوں کے دل محبت سے لبریز تھے۔۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ نہ تو ایک دوسرے کے خلاف کچھ کر سکتے تھے نہ جدا ہو سکتے تھے۔۔۔

زاراب کے پاس بیٹھتے ہی بیڈ پر بیٹھے وجود پر دھیرے دھیرے لرز طاری ہوا تھا۔۔ وہ ہیوی لہنگا اس کے نازک سراپے کو پوری طرح سے چھپائے ہوئے تھا۔۔

اس شخص کو اتنا ستانے کے بعد آج وہ اس کے نام کی سیج سجائے اس کی منتظر تھی۔۔۔

میرب آج اس شخص کا ظرف اور محبت دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

زاراب خاموشی سے پہلے اسے تکے گیا تھا۔۔جو سر سے پیر تک خود کو چھپائے ہوئے تھی۔

"ویلکم ٹو مائی ورلڈ۔۔۔"

اس کی جانب زرا سا جھک کر اس کے وجود سے اٹھتی پھولوں اور مہندی کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے وہ عجیب سے احساس سے دوچار ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان نیازی نے کچھ دیر میں شاہنور کو لے کر خان حویلی پہنچنا تھا۔۔ یہ خبر سن کر حویلی کے سب لوگ بہت خوش تھے۔۔ کہ ارشیان واپس ان کے بیچ آرہا تھا۔۔یعقوب نیازی خود کو روم میں بند کر چکے تھے۔۔۔ وہ اس وقت کسی سے بھی نہیں ملنا چاہتے تھے۔۔

فل پروٹوکول کے ساتھ ارشیان نیازی کی گاڑیاں شیرہ کوٹ میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔ وہ کبھی اپنے لیے اتنا پروٹوکول نہیں رکھتا تھا۔۔ مگر شاہنور کی سیفٹی کے لیے کرنا پڑا تھا اسے۔۔۔

ارشیان گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ شاہنور اس کے برابر میں بیٹھی تھی۔۔

گھنے درختوں کے بیچ موجود روڈ سے گزرتے ارشیان کو ایک خیال سا آن گزرا تھا۔۔ اسی روڈ پر ہی تو اس کی شاہنور سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔۔

اس وقت بھی کوئی اس کو جان سے مارنا چاہتا تھا۔۔وہ گیلانیوں کے لوگ تھے۔۔ جنہیں حسین راجپوت کی جانب سے اب تک کھلی چھوٹ ملی ہوئی تھی۔۔

ارشیان نے نگاہیں موڑ کر شاہنور کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ بھی ان بھاگتے دوڑتے مناظر پر نگاہیں جمائے ایسے ہی کسی خیال میں گم تھی۔۔ارشیان نے نوٹ کیا تھا وہ بالکل دروازے کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔۔۔لائٹ بلو کلر کے دوپٹے سے نکلتی بالوں کی لٹیں ہوا کے دوش پر اس کے چہرے سے ٹکراتیں ارشیان نیازی کے دل کو گدگدا گئی تھیں۔۔۔

شاہنور کی مخروطی انگلیاں بار بار اپنے چہرے سے بالوں کو ہٹاتیں چہرے کے مختلف نقوش کو چھو رہی تھیں۔۔ارشیان نیازی نے اپنے پیشانی کو مسلتے اس قیامت خیز منظر سے نگاہیں ہٹالی تھیں۔۔

اور ساتھ ہی آٹو میٹک بٹن پریس کر کے ونڈو کا شیشہ اوپر چڑھا دیا تھا۔۔اس کے ونڈو بند کرنے پر شاہنور نے نگاہیں موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو اپنے مغرور تیکھے نقوش سے سجے چہرے کے ساتھ دائیں ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبائے سنجیدگی کی تصویر بنا اپنے بے قابو ہوتے جذبات کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔۔

شاہنور کی نگاہیں خود پر اٹھتی محسوس کرنے کے باوجود اس نے شاہنور کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

جیسے خود پر سے سارے اختیار کھو دے گا۔۔وہ اس کے کافی قریب بیٹھی تھی۔۔

گاڑی جیسے ہی خان حویلی کے گیٹ سب اندر داخل ہوئی تب جا کر شاہنور نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔ اتنا بورنگ سفر اس کا کبھی نہیں گزرا تھا۔۔ اس مغرور انسان نے ایک بار بھی اس سے بات نہیں کی تھی۔۔ بات کرنا تو دور دیکھا تک نہیں تھا۔۔

اس کی کیفیت سے انجان شاہنور اس سے مزید خفا ہوئی تھی۔۔

وہ اس شخص کی ایٹیٹیوڈ کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔۔ کبھی وہ اتنا کیئرنگ ہو جاتا تھا تو کبھی اس کی موجودگی کو بھی فراموش کر جاتا تھا۔۔

شاہنور کے کندھے پر بینڈیج تھی۔۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے بازو کو بھی نہیں ہلا سکتی تھی۔۔ کمزوری کی وجہ سے کسی کسی وقت اسے چل پانے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔۔

لیکن وہ اس وقت حویلی میں اپنے استقبال کے لیے کھڑے اتنے سارے لوگوں کے سامنے ارشیان نیازی سے اس حرکت کی امید نہیں کر پا رہی تھی۔۔

حویلی کی مین انٹرنس پر حویلی کی خواتین اور باقی سب لوگ ہاتھوں میں پھول اٹھائے ان کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔۔بے شک یہ ویسی رخصتی نہیں تھی جیسے میرب اور زاراب کی ہوئی تھی۔۔ مگر کوثر بیگم اور باقی سب کے لیے یہ ہی کافی تھا کہ ارشیان لوٹ آیا تھا۔۔

اس نے غصے میں آکر ان سب سے قطع تعلق نہیں کیا تھا۔۔

ارشیان گاڑی سے نکلتا شاہنور کی سائیڈ کا دروازہ کھولتا اس کی جانب جھکتے اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے کسی نازک پھول کی طرح اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔

شاہنور کی آنکھیں اس شخص کی بے باکی پر پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔

جبکہ وہاں موجود باقی سب بھی ارشیان خان نیازی کا یہ نیا روپ دیکھ دھنگ ہو چکے تھے۔۔ اس نے ایک ہی پل میں سب کو بتا دیا تھا کہ شاہنور راجپوت اس کے لیے کتنی اہم تھی۔۔ ارشیان نیازی بہت گنے چنے لوگوں کو ہی اپنی زندگی میں اہمیت دیتا تھا۔۔

اس وقت شاہنور ان میں نمبر ون پر لگی تھی سب کو۔۔۔ اس بات کا اندازہ سب کو اچھے سے ہو چکا تھا۔۔۔

اتنے لوگوں کے سامنے خود کو ارشیان کی بانہوں میں پا کر شاہنور کا چہرا شرم سے لال ہو چکا تھا۔۔ وہ جو یہ سوچ رہی تھی کہ جس حویلی سے اس شخص نے اسے بے عزت کر کے نکالا تھا۔۔ وہاں بھلا اس کی کیا عزت ہونے والی تھی۔۔ لیکن ارشیان نیازی نے اگر ماضی میں جذبات میں آ کر اس کے ساتھ غلط کیا تھا تو وہ اب اس کا مداوا کرنے کا حوصلہ بھی رکھتا تھا۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆\∆

حانم گہری نیند میں تھی جب اسے اپنی گردن کسی تپش زدہ لمس پر سلگھتی محسوس ہوئی تھی۔۔ حانم نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھول دی تھیں۔۔ اس نے ہاتھ ہلانے چاہے تھے۔۔ مگر نہیں ہلا پائی تھی۔۔ وہ اس شخص نے قبضے

میں تھے۔۔ جو اس نے ہونٹوں پر اپنی حکمرانی جمائے آہستہ آہستہ اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیل رہا تھا۔۔

جبکہ اس کے گستاخی کرتے ہاتھ کبھی حانم کی گردن کو چھو رہے تھے۔۔ کبھی کندھوں کو تو کبھی مزید نیچے سرک کر حانم کی جان نکال رہے تھے۔۔ وہ شخص اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔۔ ایک کے بعد دوسرا وار کرتا اسے بے حال کر گیا تھا۔۔

چاروں جانب اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔ مگر اس شخص کی سانسوں کی مہک اور اس کی قربت کا بولتا احساس حانم کو اچھے سے پتا دے رہا تھا کہ اس وقت کون اس کی سانسوں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔۔

"فیروز۔۔۔"

حانم جب بھی اسے روکنے یا کچھ بولنے کی کوشش کرتی تھی تو وہ پھر سے اس کی سانسوں پر قابض ہو جاتا تھا۔۔ وہ اسے خود سے دور بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے اپنے دونوں ہاتھ ہتھکڑی میں قید محسوس ہو رہے تھے۔۔ وہ اس کے کندھوں سے شرٹ سرکاتا اس پر اپنے ہونٹ رکھ چکا تھا۔۔۔

"حانم شاہ بہت شوق تھا نا تمہیں۔۔ اپنی اور میری جان ایک کرنے کا آج وہی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔ محبت کرتی ہو نا مجھ سے تو روک کیوں رہی ہو مجھے۔۔۔"

اس کے فراک کی ڈوریاں کھل چکی تھیں۔۔ جس پر رقص کرتا اس کی انگلیاں کا لمس حانم کے حواس چھین رہا تھا۔۔

حانم اس کے دھکتے لمس پر تڑپ اٹھی تھی۔۔ فیروز نیازی پوری طرح سے اس کے وجود پر اپنا تسلط جما چکا تھا۔۔۔ وہ جتنا تڑپ رہی تھی وہ شخص اسے اتنا تڑپا رہا تھا۔۔ اس کے شدت بھرے لمس پر حانم کی دھڑکنوں کا شور بڑھ رہا تھا۔۔ اس شخص کے لمس میں ایک چاہت اور دیوانگی کا احساس تھا۔۔ وہ جہاں لب رکھ رہا تھا۔۔ حانم کو وہاں پھول کھلتے محسوس ہو رہے تھے۔۔

وہ نجانے کب سے اس شخص کو چاہتی آ رہی تھی۔۔۔ وہ ہر پل اس کی خواہاں رہی تھی۔۔ مگر اسے کبھی فیروز کی جانب سے محبت کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔ اگر وہ شخص اس سب محبت نہیں کرتا تھا تو اس کے اتنے قریب کیوں آ رہا تھا۔۔ یہی بات حانم کو تڑپا رہی تھی۔۔۔ وہ اتنی کمزور بالکل بھی نہیں تھی کہ اس شخص کو اس طرح خود پر تسلط جمانے دیتی۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ اس کے وجود کو اپنی وجود میں جذب کر رہا تھا۔۔اس سے پہلے کہ وہ حد سے گزرتا حانم اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی چلا اٹھی تھی۔۔۔

"ایس پی دور رہو مجھ سے۔۔تم میری اجازت کے بغیر میرے اتنے قریب نہیں آسکتے۔۔۔"

وہ چلاتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔جب اس نے آنکھیں کھول کر بے یقینی کے عالم میں سامنے کا منظر دیکھا تھا۔۔فیروز صوفے پر بیٹھ کر اپنا کام کر رہا تھا۔۔

کمرے میں لائٹ جل رہی تھی۔۔۔جبکہ وہ پسینے سے شرابور گہرے گہرے سانس لیتی بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

حانم کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ یہ اس کا خواب تھا۔۔اس نے خواب میں یہ سب محسوس کیا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

فیروز اس کے یوں ڈر کر اٹھنے پر لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔حانم نے اپنا جائزہ لیا تھا۔۔۔وہ ابھی بھی اسی فراک میں تھی۔۔اس کی ڈوریاں بھی بند تھیں۔۔فراک اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھا۔۔۔

حانم نے جو خواب دیکھا تھا اس کے آثار اس کے شرم و حیا سے لال پڑتے چہرے سے صاف جھلک رہے تھے۔۔۔باقی سب کچھ تبدیل تھا۔۔سوائے ہاتھوں میں لگی ہتھکڑی کے۔۔۔

"وہ خواب میں۔۔۔تت تم۔۔۔مم میرے قریب۔۔۔"

حانم کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ اسے کیسے بتائے۔۔جب اچانک سے اپنے ہونٹوں کو دانتوں کے نیچے دباتے اس نے ایک اور بے وقوفی کرنے سے روکا تھا خود کو۔۔وہ اسے کیا بتانے والی تھی۔۔اور اگر یہ شخص جان جاتا کہ اس نے خواب میں کیا دیکھا تھا تو اس نے جینا حرام کر کے رکھ دینا تھا۔۔

"کیا ہوا خواب میں تمہارے۔۔۔؟؟"

فیروز اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھتا اس کی خطرناک حد تک لال پڑتی رنگت اور اس کے کانپتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔جس طرح وہ اس سے نگاہیں چرا کر کانپتے لفظوں سے اسے تھوڑا بہت ہنٹ دے گئی تھی۔۔فیروز جیسا زہین بندہ کافی حد تک سمجھ چکا تھا۔۔

"کک کچھ نہیں۔۔۔"

حانم ابھی بھی خود کو نہیں سنبھال پا رہی تھی۔۔۔وہ نارمل سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا جیسے خواب میں نہیں کچھ دیر پہلے حقیقت میں اس شخص نے اس کی سانسیں روک رکھی تھیں۔۔

"ایسا کیا کر دیا میں نے تمہارے ساتھ تمہارے خواب میں۔۔ کہ حقیقت میں بھی تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے مائی لیڈی گینگسٹر۔۔۔"

فیروز اس کے قریب ہوتا اس کی ٹھوڑی کو تھام کر اس کا چہرا اپنے مقابل کرتے بولا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم بہت غلط بول رہی ہو نویرہ۔۔۔ یہاں آؤ اور بتاؤ مجھے کیا بولا گیا ہے تمہیں۔۔۔"

سلطان شاہ اتنا تحمل رکھنے والا انسان نہیں تھا۔۔ مگر پھر بھی وہ نویرہ کو مہلت دے رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔ اب مزید آپ کے جھوٹے فریب کے جال میں نہیں پھنسوں گی۔۔"

نویرہ کو اچانک سے جو کچھ دیکھنا پڑ رہا تھا۔۔ وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ سلطان دور جاتی نویرہ کی کلائی دبوچ کر اسے اپنے قریب کھینچ گیا تھا۔۔ وہ سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

"کیا بے وفائی کی ہے میں نے۔۔۔؟؟"

سلطان کی آنکھیں لال ہوئی تھیں۔۔ اتنا انتظار کوئی مرد نہیں کرتا تھا جتنا اس نے کیا تھا اس لڑکی کا۔۔ اس کی یاد میں پل پل مرا تھا۔۔۔ اسے پانے کی

خاطر اپنا سب کچھ کھو دیا تھا۔۔ اگر وہ اسے بتا دیتا کہ اس کے بھائی اور بھابھی کا قتل اس سے شادی کرنے کی سزا کے طور پر کیا گیا تھا تو نویرہ وہ اذیت بھی برداشت نہ کر پاتی۔۔۔

وہ اس کی تکلیف کا احساس کرتے اس سب بہت ساری حقیقت چھپائے ہوئے تھا۔۔ مگر یہ لڑکی ایک بار پھر سے اس پر الزامات کی برسات کرتی خود کو اس سے چھین رہی تھی۔۔

"اگر بے وفائی نہیں کی تو پھر کون ہے یہ عورت۔۔ کون ہے یہ بچہ۔۔۔؟؟ یہ نکاح نامہ اور یہ سب تصویریں۔۔ بولو جھوٹ ہے یہ سب۔۔۔ یہ عورت تمہارے اتنے قریب کیا کر رہی ہے سلطان شاہ۔۔ کیا یہ بیوی نہیں ہے تمہاری۔۔۔"

نویرہ اس کے سامنے موبائل پر کھلی وہ ساری تصویریں لاتی اذیت سے پھٹ پڑی تھی۔۔ جبکہ سلطان جس لمحے سے ڈر رہا تھا وہ لمحہ اس کے سر پر آن پہنچا تھا۔۔

اس کے دشمنوں نے انتہائی گھٹیا چال چل کر نویرہ کو اس سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ جس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے تھے۔۔

لیکن سلطان اپنے دشمنوں کی چال میں آکر نویرہ کو کسی قیمت پر خود سے دور نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ نویرہ کو نقصان پہنچا کر اسے کمزور کرنا چاہتے تھے۔۔۔

سلطان کی خاموشی نویرہ کی تکلیف کو کئی گنا بڑھا گئی تھی۔۔

"ہاں میں نے نکاح کیا ہے اس سے۔۔ مگر۔۔۔ "

سلطان کے ہونٹوں سے نکلتا اقرار نویرہ کی دنیا اندھیر کر گیا تھا۔۔اس سے پہلے کہ سلطان مزید کچھ بول پاتا۔۔۔نویرہ اپنے چکراتے سر کو تھامتی ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتی سلطان کی بانہوں میں لہرا گئی تھی۔۔۔

"نویرہ۔۔۔۔"

سلطان اس کی حالت دیکھ پریشان ہوتا اس کے گال کو تھپتھپاتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔

مگر نویرہ کی زرد رنگت اسے خوف میں مبتلا کر گئی تھی۔۔وہ اسے بانہوں میں اٹھائے کسی کی نظروں میں بھی آئے بغیر تیزی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔ اس کے آدمی پہلے ہی اس کے وہاں سے نکلنے کا انتظام کر چکے تھے۔۔

ایک مخصوص نمبر پر میسج چھوڑ تا وہ خان حویلی سے نکل آیا تھا۔۔اس حویلی نے کبھی اسے خوشی نہیں دی تھی۔۔ہمیشہ اس سے کچھ نہ کچھ چھینا ہی تھا۔۔۔

"ڈاکٹر نویرہ کو ہوش آیا۔۔۔؟؟کیا ہوا اسے۔۔۔؟؟وہ اس طرح بے ہوش کیوں ہوئی۔۔۔"

سلطان شاہ جس کے نام سے اس کے دشمن کانپ اٹھتے تھے اس کے چہرے پر اپنی زندگی کی سب سے اہم ہستی کو کھونے کے خوف کے آثار نمایاں تھے۔۔

"مبارک ہو شاہ سائیں۔۔۔آپ کی بیگم امید سے ہیں۔۔۔"

ڈاکٹر کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ سلطان شاہ کو اپنی جگہ منجمد کر گئے تھے۔۔۔وہ خوشی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ڈاکٹر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیا واقعی وہ اتنا خوش نصیب تھا کہ اس کا رب اسے اتنی بڑی خوشی نواز رہا تھا۔۔وہ جو ابھی کچھ لمحے پہلے سب کچھ کھو دینے کے دہانے پر کھڑا تھا۔۔

اب ایک دم سے اسے اپنا آپ دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان محسوس ہونے لگا تھا۔۔ان کی زندگی میں آنے والا وہ ننھا مہمان اس کی نویرہ کو واپس سے اس کے قریب لانے کا سبب بنا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ نویرہ اتنی آسانی سے اسے معاف نہیں کرنے والی تھی۔۔ مگر اب اسے چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتی تھی۔۔ سلطان شاہ ہونٹوں پر پر سکون مسکراہٹ سجائے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ویلکم ٹو مائی ورلڈ۔۔۔"

اس کی جانب زرا سا جھک کر اس کے وجود سے اٹھتی پھولوں اور مہندی کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے وہ عجیب سے احساس سے دوچار ہوا تھا۔۔ یہ خوشبو میرب کی نہیں تھی۔۔

زاراب کو شک گزرا تھا۔۔۔ میرب اس کی خاطر اتنے شرافت سے اس طرح اس کی سیج سجا کر بیٹھے گی۔۔۔ اس بات کی حیرانگی کی تو اسے روم میں قدم رکھتے ہی ہو گئی تھی۔۔

جس طرح اس کے ہاتھ پیر بھی نظر نہیں آرہے تھے۔۔زاراب کو اپنا شک یقین میں بدلتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"کچھ سیکنڈز اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھا تھا۔شاید اس سے پرینک کرنے والے بھول چکے تھے کہ وہ زاراب نیازی تھا۔۔جسے میرب کے معاملے میں بے وقوف بنانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

زاراب نے سائیڈ ٹیبل سے گن نکالتے اسے ان لاک کرتے اپنی سیج پر بیٹھے وجود کی کنپٹی پر رکھ دی تھی۔۔۔

زاراب کو بیڈ پر بیٹھے دیکھ پردے کے پیچھے کھڑی منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی چھپانے کی کوشش میں ہلکان ہوتی میرب اس شخص کے اچانک اٹھائے جانے والے اس اقدام پر شاک رہ گئی تھی۔۔

اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ گولی چلا بھی دیتا۔۔ میرب کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس کا پلان اس طرح چوپٹ ہو گا۔۔

جبکہ گھونگھٹ میں چھپے بیٹھے حسن کی سانسیں زاراب نیازی کی جانب سے رکھی گئی بندوق دیکھ رک چکی تھیں۔۔ اسے لگا تھا میرب اسے بچانے آئی گی۔۔ مگر میرب تو خود زاراب کے غصے کی انتہا دیکھ اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی۔۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟ میرب کہاں ہے۔۔۔؟؟"

زاراب نیازی بنا دیکھے اس کا نہ ہونا پہچان گیا تھا۔۔ یہ احساس میرب کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔ وہ شخص جتنا بھی گھمنڈی سہی تھا تو اس کا ہی۔۔

حسن نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ بھاری دوپٹہ پیچھے پھینکا تھا۔۔۔وہ کیا بتاتا کہ اس کے نہ نہ کرنے کے باوجود اس کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے یہاں بٹھایا گیا تھا۔۔ میرب راجپوت کی کسی بات کی انکاری کی اجازت اسے زاراب کی جانب سے بھی نہیں تھی۔۔۔

گھونگھٹ الٹنے پر آگے کا منظر دیکھ زاراب شاک رہ گیا تھا۔۔۔

وہاں اس کی میرب تو نہیں بلکہ اس کا خاص آدمی حسن چھپا ملا تھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟"

زاراب اتنا اونچا دھاڑا تھا کہ میرب کو آنے والے وقت میں اس شخص کے ہاتھوں اپنا انجام بہت برا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔وہ اسے جتنا ستا رہی تھی۔۔ زاراب نیازی اسے بخشنے والا بالکل بھی نہیں تھا۔۔

مگر اس شخص نے اس کے پرینک کا ستیاناس کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

اس نے شرارت لینے کا رسک تو لیا تھا۔۔۔زاراب کے غصے کو سوچ کر حسن نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ لیکن وہ اس انسان کو مزید ستانا چاہتی تھی۔۔ اتنی آسانی سے اس کے ہاتھ نہیں آنا چاہتی تھی۔۔

زاراب پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔۔ مگر اس حویلی میں اس سے ایسی کوئی شرارت کرنے کی جرات کسی میں نہیں تھی۔۔ لیکن وہ یہ بھول چکا تھا کہ اب اس کی لاڈلی زوجہ محترمہ میرب راجپوت اس حویلی میں آچکی تھیں۔۔۔اب یہاں بھی اس کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔

"معاف کر دیں سائیں۔۔ وہ میرب بی بی کے حکم کو نہیں ٹال سکا۔۔"

حسن کو زاراب نیازی کا غصہ دیکھ کر لگ رہا تھا کہ جیسے یہ اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔۔ مگر یہاں بھی میرب کے نام پر چھوٹ مل گئی تھی اسے۔۔۔

"گیٹ لاسٹ۔۔۔ تم سے تو بعد میں نبٹوں گا میں۔۔۔۔ پہلے تمہاری اس میرب بی بی کا دماغ درست کرلوں۔۔۔"

زاراب کی جانب سے اجازت ملتے ہی حسن وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔۔ اسے اپنی جان بہت پیاری تھی۔۔ اسے اچھے سے اندازہ تھا کہ اب وہ ان دونوں میاں بیوی کی لڑائی میں پوری طرح پسنے والا تھا۔۔۔

"میرب۔۔۔۔"

زاراب نے چاروں جانب نگاہیں گھمائی تھی۔۔۔وہ اس کا حسین روپ دیکھنے کی خاطر جتنا تڑپ رہا تھا۔۔وہ اتنا ہی اسے تڑپا رہی تھی۔۔

وہ کل سے مسلسل اسے غصہ ہی دلا رہی تھی۔۔اس وقت بھی اس کے خطرناک تیور دیکھ وہ وہیں ٹیرس کے دروازے کے پیچھے چھپی کھڑی تھی۔۔

اگر زاراب اس کے اعتبار نہ کرنے پر اس سے ناراض تھا تو میرب بھی اس کے کل والے انداز کو نہیں بھول پائی تھی۔۔۔

"مجھے تڑپانا کبھی نہیں جائے گا تمہارا میرب راجپوت۔۔۔ آج کے دن تو یہ سب نہ کرتی۔۔۔"

زاراب مٹھیاں بھینچے اپنے غصے کر قابو پاتے بولا تھا۔۔۔یہ لڑکی کبھی جو اسے ستانے سے باز آجائے۔۔۔اس کی نظر میرب پر پڑ چکی تھی۔۔جو اس کی

قاتل نگاہوں پر اپنی بکھرتی سانسوں کو قابو کرنے کی کوشش میں ہلکان اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہیں اٹھا پائی تھی۔۔۔

زاراب دھیرے دھیرے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔وہ ابھی تک اس کا دلفریب روپ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔

"اگر نہ کرتی تو میرا کل والا غصہ کیسے اترتا۔۔۔"

ٹھہرتی سانسوں کے باوجود وہ جواب دینے سے اب بھی باز نہیں آئی تھی۔۔۔اس کے ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔

زاراب کو ستا کر اسے بہت مزا آیا تھا۔۔

"اور اگر میں اپنا بدلہ لینے پر آیا تو تمہیں چھپنے کے لیے کہیں جگہ نہیں ملنی میرب راجپوت۔۔۔"

اس کے کان میں جھک کر سرگوشی کرتا وہ اسے روم کے وسط میں لے آیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ایسا کیا کر دیا میں نے تمہارے ساتھ تمہارے خواب میں۔۔ کہ حقیقت میں بھی تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے مائی لیڈی گینگسٹر۔۔۔"

فیروز اس کے قریب ہوتا اس کی ٹھوڑی کو تھام کر اس کا چہرا اپنے مقابل کرتے بولا تھا۔۔ جبکہ حانم اس کے قریب آنے پر خوف سے پیچھے سرکتی تکیے سے آن لگی تھی۔۔۔ وہ اس کے دور ہونے پر مزید آگے ہوتا اس پر جھک آیا تھا۔۔

یہ سچ تھا کہ اپنے ایس پی کے سامنے اس کی ساری گینگسٹر گری دھری کی دھری رہ جاتی تھی۔۔

"مجھ سے دور رہو ایس پی۔۔۔"

حانم نے اپنے ہتھکڑی میں بندھے دونوں ہاتھوں کو بیچ میں لاتے دونوں کے بیچ فاصلہ برقرار رکھنا چاہا تھا۔۔

"نہیں تم نے جو خواب میں دیکھا ہے میرا ارادہ وہ دوہرانے کا ہے۔۔"

فیروز اس کی ڈری سہمی حالت کا حظ اٹھاتے اسے تنگ کر رہا تھا۔۔ جبکہ اس کی اس بات پر حانم کے چہرے پر سارا خون سمٹ آیا تھا۔۔ آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔۔۔ اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

وہ ابھی کچی نیند سے جاگی تھی۔۔ اس شخص کی چالاکی سمجھے بغیر اس کی باتوں میں آ رہی تھی۔۔۔ اور وہ تو آج حانم شاہ کو اس حالت میں دیکھ کر بہت محظوظ ہو رہا تھا۔۔

کیا وہ واقعی اس لڑکی کو ان ظالموں کے حوالے کر سکتا تھا۔۔۔ وہ اپنے مفاد کی خاطر اس لڑکی کو بے سہارا کر سکتا تھا۔۔ جس نے جس ریزن کی وجہ سے بھی سہی مگر خود کو اس کے نام کا تحفظ دے رکھا تھا۔۔

فیروز ساری بات نہیں جانتا تھا۔۔ مگر وہ اتنا سمجھ چکا تھا کہ ضرور کوئی ایسی ہی بات تھی۔۔۔ حانم کے اس سے نکاح کرنے کے پیچھے کوئی بڑی وجہ تھی۔۔

"تم نے اگر وہ سب کیا میرے ساتھ تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔۔

"

حانم اس کی باتوں میں آرہی تھی۔۔ فیروز اس کے ہتھکڑی سے بندھے ہاتھوں کو اوپر لے جا کر تکیے پر ٹکا گیا تھا۔۔ وہ پوری طرح اسے اس پر جھک آیا تھا۔۔۔ حانم وہی خواب والا منظر بنتا دیکھ کانپ گئی تھی۔۔۔

"ویسے کیا کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ۔۔ یہ تو بتادو۔۔ جس نے حانم شاہ کی یہ حالت کر دی ہے۔۔۔"

فیروز کہیں نہ کہیں اس کی بات سمجھتا بہت مشکل سے اپنا قہقہ دبا گیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی بہت شاطر بنتی تھی مگر اس کے سامنے اپنا کوئی نہ کوئی راز چھوڑ جاتی تھی۔۔

"بیوی ہو تم میری اتنے قریب آنے کا حق تو رکھتا ہوں میں۔۔"

فیروز اس کی گردن پر اپنی سانسیں چھوڑتا حانم کے پورے وجود پر لرزا طاری کر گیا تھا۔۔۔

"ایس پی پلیز۔۔۔"

حانم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔وہ گہری گہری سانسیں لیتی اس وقت واقعی اس کا یہ مذاق سہنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔وہ بے پناہ محبت کرتی تھی اس شخص سے۔۔اس کے لیے حانم کے قریب جانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔

مگر حانم شاہ کی تو ہستی فنا ہو جاتی تھی۔۔۔جب وہ اس کی سانسیں محسوس کرتی تھی تو۔۔۔اور یہ احساس کہ وہ اسے پسند نہیں کرتا حانم کو دوہری اذیت کا شکار کر جاتا تھا۔۔اس لیے وہ اسے خود سے دور ہی رکھنا چاہتی تھی۔۔

فیروز اس کی حالت کے پیش نظر اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔۔

"ریلیکس حانم شاہ۔۔۔ تمہاری اجازت کے بغیر اپنا حق وصول نہیں کروں گا۔۔ اور نہ ہی ابھی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔۔"

فیروز اپنی پاکٹ سے کیز نکالتا اس کی ہتھکڑی کھول گیا تھا۔۔۔ اسے کھینچ کر اپنے مقابل بیٹھاتے وہ حانم کو اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

"مجھ سے نکاح کس مقصد کے تحت کیا تھا۔۔۔؟؟"

فیروز اس کی کمر میں بہت نرمی سب بازو حمائل کیے پوچھ رہا تھا۔۔۔

حانم نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ بنا دوپٹے کے اس فٹنگ والے پنک فراک میں قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔ کچی نیند کے گلابی ڈوروں سے سجی روئی روئی حسین آنکھیں فیروز کے بے پناہ قریب اسے یک ٹک تکے جا رہی تھیں۔۔

"نہیں بتا سکتی۔۔۔۔"

حانم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

فیروز کا چہرا اس کے چہرے کے بہت قریب تھا۔۔ان دونوں کے بولنے پر ہونٹ آپس میں چھو رہے تھے۔۔ مگر اس وقت پرواہ دونوں جانب نہیں تھی۔۔۔

"اگر میں تمہیں آزاد کروں تو کتنا فرق پڑے گا تمہیں۔۔۔۔"

فیروز کو اس کے ہونٹوں کی نرماہٹیں مدہوش کر رہی تھیں۔۔

"حانم شاہ ختم ہو جائے گی۔۔۔ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔۔ تو وہ وقت آگیا جب تم مجھے چھوڑ کر دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔ تا کہ خود کو پاک صاف کر سکو۔۔۔۔"

وہ زخمی مسکان کے ساتھ بولتی اپنی کمر کے گرد سے اس کا حصار ہٹا گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور سب سے ملی تھی۔۔ اس کی ویسے ہی سب کے ساتھ بہت اچھی جان پہچان تھی۔۔۔ سب لوگ اسے دیکھ کر بہت خوش تھے۔۔

"آپ نے تو ارشیان بھائی کو بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔۔ وہ ایسے تو کبھی بھی نہیں تھے۔۔۔ سب لوگ ابھی تک شاک ہیں کہ ارشیان بھائی بھی کسی کی محبت میں اس بری طرح گرفتار ہو سکتے ہیں۔"

حمنہ اس کے کان میں گھسی اپنی حیرت کا اظہار کرتے بولی تھی۔۔۔ ارشیان دوبار اسے روم میں آنے کا کہہ چکا تھا۔ مگر شاہنور ان سب کے بیچ بہت

کمفرٹیبل تھی۔۔اس کا ارادہ بھی آج حمنہ کے ساتھ رہنے کا تھا۔۔اس لیے وہ حمنہ کے ساتھ اس کے روم میں آگئی تھی۔۔۔

میرب کی رخصتی کا سن کر شاہنور کو بہت خوشی ہوئی تھی کہ آخر کار ان دونوں کو ان کی محبت مل گئی تھی۔

"آپ کیوں چاہتی ہیں کہ ارشیان بھائی کے ہاتھوں میرا قتل ہو۔۔وہ غصے میں کسی کو نہیں بخشتے۔۔۔۔مجھے بہت ڈر لگتا ہے ان سے۔۔۔"

حمنہ اس معصوم سی شاہنور کی اس دیدہ دلیری پر حیران تھی۔۔جس نے ان کی حویلی کے سب سے بگڑے اور غصیلے خان کے ساتھ ٹکر لی تھی اس کی بات نہ مان کر۔۔۔

"مجھے یہیں سونا ہے۔۔ میں نہیں ڈرتی تمہارے بھائی سے۔۔ جو کرنا ہے کرتے رہیں۔۔۔"

شاہنور بیڈ پر نیم دراز ہوتی بنا دروازے سے اندر داخل ہوتے ارشیان کو دیکھے اپنی دھن میں بولتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔

ارشیان کو اندر آتا دیکھ حمنہ ہمدردی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی۔۔۔

"آپ نہیں ڈرتیں مجھ سے۔۔۔ میں جو کرنا چاہوں کر سکتا ہوں۔۔۔؟؟"

ارشیان دبے پاؤں اس کے قریب آتا اس کے کان کی لوح پر اپنے لب رکھتا گھمبیر سرگوشی کرتے شاہنور کی جان نکال گیا تھا۔۔ وہ جھٹکے سے سیدھی

ہوئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی زخم سے ٹیس اٹھتی اس کے ہونٹوں سے کراہ نکال گئی تھی۔۔

"نورے۔۔۔ آرام سے۔۔۔"

اس کے گھبراہٹ کے ساتھ ساتھ درد سے لال پڑتے چہرے کو دیکھ وہ فکر مند ہوا تھا۔۔

یہ لڑکی خود کو اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔۔

"مجھے آپ کے روم میں نہیں آنا۔۔۔"

شاہنور اس کے سہارا دینے پر اس کے ہاتھوں کو پیچھے جھٹک گئی تھی۔۔ درد کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔۔ مگر یہ اذیت اس اذیت سے کہیں زیادہ تھی۔۔ جب اس شخص نے اسے ذلیل کر کے اپنی

کمرے سے نکالا تھا۔۔وہ اسے اپنی بیوی بننے کے قابل نہیں سمجھتا تھا پھر اب کیوں ترس کھا رہا تھا اس پر۔۔

ارشیان نے لب بھینچتے بہت تحمل ساتھ اس کی اس حرکت کو برداشت کیا تھا۔۔وہ ساری زندگی اس کے نخرے برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔۔

"پوری دنیا کے سامنے معافی مانگوں تو کیا میری وہ خطا معاف ہو جائے گی۔۔۔"

ارشیان اس کے دونوں ہاتھ تھام کر ان پر اپنے لب رکھتے بہت محبت سے بولا تھا۔۔جبکہ اس کی بات شاہنور کو ساکت کر گئی تھی۔۔وہ ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی۔۔وہ بھلا اپنے خان کو اتنے سارے لوگوں کے سامنے اپنے آگے جھکتا کہاں دیکھ سکتی تھی۔۔

"آپ کیوں مانگے گے معافی۔۔۔ آپ نے وہی کیا جو آپ کو ٹھیک لگا۔۔۔"

شاہنور نروٹھے لہجے میں بولتی معصومیت بھرے انداز میں چہرا جھکا گئی تھی۔۔ جبکہ ارشیان کا دل اس دلفریب منظر نے لوٹ لیا تھا۔۔

"میں نے غلط کیا ہے جس کی معافی بھی مانگوں گا سب کے سامنے۔۔۔ سب کو احساس تو ہونا چاہیے مسز ارشیان نیازی کی کیا اہمیت ہے۔۔ مگر ابھی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے نورے اور میں منانے میں ایک دم اناڑی انسان ہوں۔۔ آپ اگر یہ ناراضگی کا سلسلہ روم میں آکر جاری رکھیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔۔"

ارشیان نیازی اب تک غصے اور اشتعال میں آکر اپنی ہر بات منوانے کا عادی تھا۔۔اس کی ایک دھاڑ پر فوراً کام ہو جاتا تھا۔۔کسی کی جرأت نہیں تھی اس کے آگے انکار کرنے کی۔۔

ایسے شخص کے لیے نرمی اور محبت سے بات کرنا انتہائی مشکل تھا۔۔وہ کوشش تو کر رہا تھا۔۔مگر منانے کے معاملے میں بالکل صفر تھا۔۔

شاہنور کے تیور دیکھ کر لگ رہا تھا کہ خان حویلی میں اس کی ریپوٹیشن داؤ پر تھی۔۔

"مجھے نہیں جانا۔۔۔"

شاہنور اس کے پاس سے اٹھنے ہی لگی تھی

"آپ مجھے سختی پر مجبور کر رہی ہیں نورے۔۔۔"

جب ارشیان نیازی بار بار انکار کی تکرار پر زچ ہوتا اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔

شاہنور جس نے احتجاج کرنا تھا ارشیان کے بے حد سنگین تیور دیکھ اس کی اس کی بولتی وہیں بند ہوئی تھی۔۔۔ وہ اسے اپنے بانہوں میں اٹھانے کا ایسے عادی ہو چکا تھا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔۔۔

ارشیان کے ساتھ رہتے بہت کم ہی ایسا ہوا تھا کہ وہ اپنے پیروں پر چلی تھی۔۔۔ ارشیان اسے ایسا کوئی موقع دے ہی کہاں رہا تھا۔۔۔

"اب آپ کو یہاں اس کمرے میں ہی رہنا ہے۔۔ اگر اب اس کے بعد آپ کسی روم میں پائی گئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

اسے اپنے جہازی سائز بیڈ پر بیٹھاتے ارشیان نے اسے سختی سے وارن کیا تھا۔۔۔

وہ جتنا کول رہنے کی کوشش کرتا تھا یہ لڑکی اسے اتنا ہی تپا دیتی تھی۔۔

شاہنور بھی اسے پھر سے پہلے والا غصیلہ ارشیان نیازی بنتا دیکھ منہ بسور کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس شخص کے سامنے انسان اپنا غصہ بھی نہیں دکھا سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ آنکھیں موندے بیڈ پر چت لیٹی ہوئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے تکیے کو بھگو رہے تھے۔۔اسے بھی وہ گڈ نیوز مل چکی تھی۔۔

مگر اس وقت وہ اس شخص کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔وہ برداشت ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ سلطان اس کے ساتھ بے وفائی کر چکا تھا۔۔

"مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی سے نوازنے کا بہت شکریہ میری جان۔۔۔"

اس کے پاس بیٹھ کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتا وہ خوشی سے چور لہجے میں بولتا نویرہ کے غصے کو مزید آگ لگا گیا تھا۔۔اس نے ایک دم آنکھیں کھولتے کاٹ دار نگاہوں سے اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔

"دور رہو مجھ سے سلطان شاہ۔۔۔یہ ناٹک کیوں کر رہے ہو میرے سامنے۔۔تمہیں تو یہ خوشی کسی اور عورت سے مل چکی ہے پہلے ہی۔۔۔کسی

اور عورت کے بچے کی باپ ہو تم سلطان شاہ۔۔ میرے سامنے یہ دکھاوا مت کرو۔۔۔"

اس کے سینے پر دباؤ ڈال کر اسے دور دھکیلتے وہ بستر سے اٹھی تھی۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دور جا پاتی سلطان اس کا بازو تھام کر ہلکا سا جھٹکا دیتے اسے اپنے اوپر گرا گیا تھا۔۔

"میں وضاحت دینا چاہتا ہوں۔۔۔ ایک بار میری پوری بات سن لو۔۔ پھر جو مرضی سزا دینا مجھے قبول ہو گی۔۔۔ سوائے تمہاری جدائی کے۔۔ کیونکہ وہ سزا نہیں موت ہو گی میرے لیے۔۔۔"

سلطان اسے اپنے حصار میں قید کرتا نہایت ہی نرمی سے بولا تھا۔۔ وہ اس لڑکی کی ہر گستاخی برداشت کر رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھی۔۔۔

"وضاحت تو تم دے چکے ہو سلطان شاہ۔۔۔ بیوی ہے وہ تمہاری۔۔ اس سے آگے کیا بتانا چاہتے ہو تم۔۔۔ کس مجبوری کی وجہ سے نکاح کیا تم نے اس عورت سے۔۔ اور اسی مجبوری کے تحت تمہارا بچہ بھی آگیا۔۔۔ میں تمہاری محبت اتنی بھی پاگل نہیں ہوئی کہ دوسری عورت کو قبول کرلوں۔۔۔"

غصے اور اشتعال کے عالم میں بولتی وہ اپنے الفاظ پر غور نہیں کر پائی تھی۔۔ جبکہ مجبوری میں بچہ آنے والی بات پر سلطان اس سیریس سچویشن میں بھی اپنی مسکراہٹ پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔

"بچے کبھی مجبوری میں نہیں آتے۔۔۔دو لوگوں کی باہمی رضامندی سے آتے ہیں۔۔جیسے ہمارا بچا آرہا ہے۔۔اس کنڈیشن میں اتنا غصہ مت کرو۔۔ میں چاہتا ہوں میرا بچہ میرے جیسا سلجھا ہوا دھیمی طبیعت کا مالک ہو۔۔ تمہاری طرح نکچرہ اور عصیلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

سلطان شاہ اپنی بات مکمل کرتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور اس کی سانسوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔۔۔نویرہ کو اس شخص کی بدلتی نگاہیں اور لہجہ ایک دم سے اپنے حلیے کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ اس سے اس کی سانسیں چھین گیا تھا۔۔

وہ اسی لہنگے میں ملبوس تھی ابھی تک۔۔۔

سلطان اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے اوپر جھکائے ہوئے تھا۔۔

نویرہ اس کے دونوں کندھوں پر اپنے ناخن گاڑھے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

وہ جتنا غصہ دکھا رہی تھی سلطان اتنی ہی محبت سے اس کی سانسیں اپنی سانسوں میں الجھاتا اسے اردگرد کے ماحول سے بیگانہ کر گیا تھا۔۔

چاہے اس سے جتنی بھی خفا سہی مگر وہ شخص اس کے اعصاب کو جکڑنے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔۔

"تمہیں مجھ پر بھروسہ رکھنا چاہیے تھا میری جان۔۔۔ ایسے موقعوں پر ہی تو بھروسے کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔۔ لیکن میں پھر بھی تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔ تم اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہو۔۔۔ تمہارا غصہ، ناراضگی ہر

الزام اور سزا سر آنکھوں پر۔۔ مگر تمہارا خود جو اذیت دینا ہمارے بچے کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔۔ پلیز اس کی خاطر کچھ وقت کے لیے اس اب کو ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔۔"

سلطان اس کے چہرے کے ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا اسے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بولا تھا۔۔۔

نویرہ اس شخص کو کسی قیمت پر معاف کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔ مگر سلطان کی بات اسے بالکل ٹھیک لگی تھی۔۔

وہ اگر اسے چھوڑ کر خان حویلی چلی بھی جاتی تو وہاں بھی سلطان کے ہونے والے بچے کی جان محفوظ بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔

اس لیے صرف اپنے بچے کی خاطر وہ اس شخص کے ساتھ کمپرومائز کرنے کے لیے تیار ہو چکی تھی۔۔ مگر اس کا غصہ اور بدگمانی اب بھی کم نہیں ہوئی تھی۔۔

سلطان کے ہاتھ اپنے گرد سے جھٹکتے اس نے اٹھنا چاہا تھا۔۔ اس شخص کا اتنا ریلیکس انداز اسے مزید خفگی دلا رہا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ اتنا غلط کرنے کے باوجود وہ اس قدر پرسکون اور ریلیکس کیسے تھا۔۔

اس کی آنکھوں سے باپ بننے کی خوشی چھلک رہی تھی۔۔ وہ اپنی یہ فیلنگ چھپائے نہیں چھپا پا رہا تھا۔۔۔ جو شخص پہلے ایک بار باپ بن چکا تھا۔۔ اس کا یہ بے پناہ ایکسائیٹڈ انداز نویرہ کو حیران کر رہا تھا۔۔۔

"اور اگر میں اپنا بدلہ لینے پر آیا تو تمہیں چھپنے کے لیے کہیں جگہ نہیں ملنی میرب راجپوت۔۔۔"

اس کے کان پر جھک کر سرگوشی کرتا وہ اسے روم کے وسط میں لے آیا تھا۔۔۔ میرب کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔ کمرے کا رومانوی ماحول اور سامنے کھڑے شخص کی موجودگی کا احساس میرب کی ہتھیلیاں بھیگو گیا تھا۔۔

اسے کل تک بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس طرح اتنی آسانی سے اس کے سامنے بھیج دی جائے گی۔۔ یہ شخص اب اس سے اپنے سارے حساب بے باک کرنے والا تھا۔۔۔

"راجپوت سمجھتے ہیں تم ان کی باتوں پر عمل کر کے مجھے برباد کرو گی۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ تمہارا یہ قاتلانہ حسن اور ادائیں ہی زاراب نیازی کو نکارہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔۔۔"

گھمبیر بھاری لہجہ میرب کی سماعتوں سب ٹکراتا اسے شاک کر گیا تھا۔۔ تو اس کا مطلب وہ پہلے سے ہی ان سب باتوں سے واقف تھا جو حسین راجپوت نے اسے یہاں کہہ کر بھیجی تھیں۔۔۔ اس کے باوجود اس نے رخصتی کے لیے حامی بھری تھی۔ وہ اس شخص کی محبت اور اعتبار پر مسکرا دی تھی۔۔

اگلے ہی لمحے اس کے چہرے سے گھونگھٹ الٹ دیا گیا تھا۔۔ زاراب کو اپنے سینے میں دھڑکتا دل اس لمحے ساکت ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ خدا کا تخلیق کردہ یہ حسین شاہکار اس کی جھولی میں ڈالا گیا تھا۔۔

"ماشاءاللہ۔۔۔"

زاراب کے ہونٹوں سے بے اختیار نکلا تھا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بالکل پرفیکٹ تھے۔۔لمبا چوڑا مضبوط قدو قامت کا مالک زاراب نیازی اور اس کے کندھوں تک آتی وہ دلفریب تراشیدہ سراپے کی مالک میرب راجپوت۔۔

اگر ان کی جوڑی کو سورج چاند کی جوڑی سے مشابہ کیا جاتا تو یہ غلط نہیں تھا۔۔اور رہی سہی کسر ان دونوں کی ایک دوسرے سے بے پناہ محبت نے پوری کر دی تھی۔۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کے لیے بہت انتظار کیا تھا۔۔وہ انتظار آج ختم ہوا تھا۔۔اور اتنے سارے لوگوں کی رضامندی کے ساتھ وہ اس کی دسترس میں اس کے بیڈروم میں کھڑی تھی۔۔۔

میرب کی اٹھتی گرتی پلکیں۔۔سانسوں کا گہرا زیروبم اور ہولے ہولے لرزتا رعنائیاں بکھیرتا پور پور سجا حسین وجود۔۔

"تم آج واقعی زاراب نیازی کو قتل کرنے کے لیے ہی بھیجی گئی ہو۔۔"

اس کی نازک کمر میں اپنا بازو حمائل کر کے اس کی نرماہٹیں کو محسوس کرتا وہ اسے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔

میرب کا بھاری دوپٹہ پھسل کر نیچے جا گرا تھا۔۔وہ نگاہیں جھکائے اپنے دھک دھک کرتے سینے کی دیواریں پھلانگ کر باہر آنے کی کوشش کرتے دل کو سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

جبکہ زاراب نیازی نجانے کتنے ہی لمحے مبہوت کھڑا اس حسن کی مورتی کو دیکھ رہا تھا۔۔اپنے کانفیڈنس سے بڑی بڑی شخصیات کے چھکے چھڑا دینے والی اس وقت اپنے جانی دشمن کے سامنے کھل کر سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔۔

زاراب کی بات پر اس نے خفگی سے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھنا چاہا تھا۔۔مگر وہ اس میں بھی ناکام رہی تھی۔۔

"پلیز ایسے مت دیکھو مجھے۔۔۔"

کانپتی آواز میں بولتی وہ زاراب کی آنکھوں پر اپنی مہندی، پھولوں اور گجروں سے سجی ہتھیلی رکھ گئی تھی۔۔۔

وہ آج سے پہلے ہمیشہ اس کے سامنے سادہ حلیے میں ہی آئی تھی۔۔ کبھی اتنا میک اپ اور جیولری نہین پہنی تھی اس نے۔۔۔ مگر اس وقت تو وہ سولہاں سنگھار کیے اس کے سامنے کھڑی اس کے ہوش اڑا گئی تھی۔۔

وہ آج سارے ہتھیاروں سے لیس ہو کر آئی تھی۔۔۔اس کے ہونٹوں پر سجی لال لپسٹک اور ان سے ٹکراتی بھاری نتھ جو میرب کے ستواں ناک سے گزاری اس کے حسن کو مزید چاند لگا رہی تھی۔۔میک اپ سے سجی گھنیری پلکیں حیا کے بوجھ سے آج اس کے سامنے اٹھ ہی نہیں پا رہی تھیں۔۔

ماتھاپٹی، کانوں میں جھولتے بھاری جھمکے سب زاراب نیازی کے دل کے تار چھیڑ رہے تھے۔۔اور رہی سہی کسر اس کی مہندی سے سجی دودھیا بانہوں نے پوری کر دی تھی۔۔زاراب نیازی نے بوجھل سانس ہوا میں خارج کرتے اس کی جانب پیش قدمی کی تھی۔۔۔

"آج بھی دیکھنے کی اجازت نہ ملی تو مر جاؤں گا میں۔۔۔"

اس کی ہتھیلی کو اپنی گرفت میں لے کر اس پر اپنے ہونٹ رکھتے وہ گھمبیر بھاری لہجے میں بولتا میرب کی سانسیں اتھل پتھل کر گیا تھا۔۔

میرب ساکت سی اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔۔زاراب کے قریب آنے پر اس کی سانسوں کا شور بڑھنے لگا تھا۔۔

"میرب راجپوت آج کوئی نہیں ہے ہمارے بیچ۔۔"

زاراب اس کے وجود کو آہستہ آہستہ خود میں جذب کر رہا تھا۔۔۔اس نے دھیرے سے میرب کی نتھ کو چھوا تھا۔۔۔میرب جی جان سے کانپ گئی تھی۔۔

ان کے دشمن ان کے عشق کو آج بھی نہیں سمجھ پائے تھے۔۔۔انہیں لگا تھا ان کے بیچ نفرت کا بیج بو کر انہیں ایک ساتھ رکھ کر ان کے رشتے کو کمزور کیا جائے گا۔۔مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔۔ان دونوں کی تو روحوں کا ملاپ تھا۔۔ وہ کبھی جدا نہیں ہو سکتے تھے۔۔

آج پہلی بار دشمنوں کی جانب سے کی گئی سازش ان کے حق میں گئی تھی۔۔۔

"آج بھی ٹھکراؤ گے مجھے۔۔۔آج بھی اپنا کوئی انتقام پورا کرو گے۔۔۔"

میرب نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔زاراب نیازی کی آنکھوں میں موجود تڑپ اس کی دھڑکنوں کو پاگل کر گئی تھی۔۔وہ فوراً سے نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔

جب زاراب اس کی کمر میں اپنی گرفت مزید مضبوط کرتا سے پوری طرح سے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔ جیسے محسوس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خوشبو میں مہکا وجود سچ میں اس کی دسترس میں تھا۔۔یہ کوئی خواب نہیں تھا۔۔

اس نے میرب کو اتنے زور سے اپنے کسرتی بازوؤں میں بھینچ رکھا تھا کہ میرب کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ مگر اس نے زاراب کو دور کرنے کے بجائے اپنے لرزتے ہاتھوں سب اس کے گرد اپنی نازک بانہوں کا حصار قائم کرتے اپنی نم آلود آنکھوں کو سختی سے میچ لیا تھا۔۔

ان دونوں کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔۔ایک دوسرے کی سانسوں کا شور اور دھڑکنوں کا ساز محسوس کرتے وہ وصل کے ان حسین لمحوں کو جی رہے تھے۔۔جو اتنی مسافتوں کے بعد ان کو نصیب ہوئے تھے۔۔۔

"دنیا والے جانتے تھے کہ زاراب نیازی کو کمزور کرنے کا ایک ہی آسان طریقہ ہے کہ میرب راجپوت کو اس سے چھین لیا جائے۔۔ لیکن ہماری محبت کی طاقت نے ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے رکھا۔۔۔

تم کبھی زاراب نیازی کا انتقام نہیں رہی۔۔۔"

اس کی ماتھا پٹی ہٹا کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے زاراب نے اپنے تڑپتے دل کو ٹھنڈک پہنچائی تھی۔۔۔

"تو آخر میرب راجپوت کے ہاتھوں پر زاراب نیازی کے نام کی مہندی لگ ہی گئی۔۔۔۔"

اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر ان پر اپنے لب رکھتے زاراب نیازی مخمور لہجے میں بولا تھا۔۔ جہاں میرب نے اس کا نام لکھ رکھا تھا۔۔۔ جبکہ میرب اس کے سامنے بالکل چھوئی موئی بن گئی تھی۔۔ وہ خود کو اس شخص کی وارفتگیاں سہنے کے لیے تیار کر کے آئی تھی۔۔۔

وہ خود بھی تو ہمیشہ سے اسی ساتھ کی تمنائی تھی۔۔ اس شخص نے ہی تو اسے محبت کے رموز سے آگاہی بخشی تھی۔۔

"میرے دل کی اولین ترجیح ہو تم میرب راجپوت۔۔۔ آج تک کسی معاملے میں زاراب نیازی اتنا بے بس نہیں ہوا جتنا تمہاری معاملے میں ہوا ہے۔۔"

زاراب اس کے لال ہوئے کانوں سے بھاری جھمکے اتارتا ان کو اپنے لبوں کا مرہم بخشتے میرب کی جانب مزید مشکل میں ڈال رہا تھا۔۔اس شخص کی جان لیوا قربت برداشت کرنا اس کے لیے کبھی بھی آسان نہیں رہا تھا۔۔

آج تو اس کی شدتیں عروج پر تھیں۔۔۔

میرب کو لگ رہا تھا کہ وہ اپنی ٹانگوں پر مزید کھڑی نہیں ہو پائے گی۔۔۔اس کی حالت کے پیش نظر زاراب اس پوری طرح اپنے سہارے پر کھڑا کر گیا تھا۔۔

"مجھے چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے۔۔۔جانتے تھے نا مجھے تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھیننے کی کوشش کی جائے گی۔۔اگر واقعی میں ان سب کی باتوں

میں آکر تم سے نفرت کرنے لگ جاتی۔۔ دور ہو جاتی تم سے پھر کیا کرتے۔۔۔"

میرب اس کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچے ان اذیت بھرے لمحوں کو یاد کرتی اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو بہنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔ وہ آج اس شخص سے اپنی ہر اذیت کا حساب چاہتی تھی۔۔۔

"غلطی پر تھا۔۔۔ مجھے لگا تھا تمہیں اپنی وجہ سے سازشوں کا حصہ بننے سے بچا لوں گا۔۔ مگر نہیں کر پایا۔۔ تمہیں ہر جگہ میرے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی گئی۔۔۔ مجھے معاف کر دو میرب۔۔۔ میں اپنی محبت میں تمہیں اذیت دینے کا خطاوار رہا ہوں۔۔۔ انا کی جنگ کو محبت کے جذبات پر حاوی کر کے خود بھی اذیت میں رہا اور تمہیں بھی اذیت کا شکار کرتا رہا۔۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ اب زندگی کی ہر جنگ سے اوپر میرب راجپوت ہی

ہو گی۔۔۔زندگی ہار جائے گا زاراب نیازی مگر تمہیں نہیں ہارے گا۔۔۔ مجھ سے جتنا ناراض ہو، غصہ ہو پر پلیز کبھی مجھ سے دور مت جانا۔۔۔اب مزید ہجر کا عذاب ختم کر دے گا مجھے۔۔"

زاراب نیازی کی آنکھیں گزرے لمحوں کی اذیت کو یاد کرتے لہو رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔جبکہ میرب کا ظرف تو ہمیشہ اس شخص کے معاملے میں بہت بڑا رہا تھا۔۔وہ ہمیشہ اس شخص کی بے لوث محبت سے باخبر رہی تھی۔۔ اس کی ضد کو اپنی ضد سے توڑتی آئی تھی۔۔ان دونوں کی محبت ان دونوں کی طرح ٹکر کی رہی تھی۔۔

پھر وہ بھلا کیوں نہ معاف کرتی اپنے محبوب کی خطا۔۔۔

"تم نے جو کیا میں نے اس کا پورا پورا بدلہ لیا ہے زاراب نیازی۔۔ کم تو میں نے بھی نہیں تڑپایا۔۔۔ تو پھر پچھلی ساری کڑوی اور بھیانک یادوں کو بھول کر نئے سفر کی شروعات کرتے ہیں۔۔۔"

میرب کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ زاراب نیازی کا سر جھکا ہو یا وہ کسی بھی معاملے میں شرمندہ ہو۔۔۔

وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کی جیت سے ہی تو خوش ہوئے تھے۔۔۔

"تم سچ کہہ رہی ہو۔۔ میرے ساتھ نئے سفر کی شروعات کے لیے تیار ہو تم۔۔۔"

میرب کی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے وہ مخمور لہجے میں بولتا میرب کی سانسوں میں اپنی مہک اتارنے لگا تھا۔۔۔

"نن نہیں مجھے چینج کرنا ہے۔۔۔"

میرب اس شخص کے بدلتے تیوروں سے پہلے کی اس کے پاس سے ہٹ جانا چاہتی تھی۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دور جا پاتی زاراب نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے جانب کھینچ لیا تھا اور اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر میرب کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو اپنے اعنابی لبوں میں قید کرتے اسے دنیا اور مافیہا کا ہوش بھلا گیا تھا۔۔

آج اس کا لمس پہلے سے کہیں زیادہ شدت لیے ہوئے تھا۔۔ جیسے سالوں کی تڑپ اور جدائی کا حساب آج ہی بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔

میرب نے اس کے کندھوں کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔۔میرب کے وجود کی ہلکی ہلکی کپکپاہٹ زاراب کو مزید بہکا رہی تھی۔۔میرب آنکھیں میچے بنا کوئی مزاحمت کیے آج اپنے آپ کو زاراب نیازی کے رحم و کرم پر چھوڑ چکی تھی۔۔

وہ شخص اس پر پورا پورا حق رکھتا تھا۔۔اور میرب اب اس سے اس کا حق نہیں چھین سکتی تھی۔۔

زاراب دھیرے دھیرے اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اسے اپنی تڑپ اور محبت سے آگاہ کر رہا تھا۔۔

اس شخص کے لمس میں ایک عقیدت بھرا نرم احساس تھا۔۔اس کی مدہوشی میں بھی ایک احتیاط تھی۔۔وہ اسے چھو کر معتبر کر رہا تھا۔۔۔

زاراب نجانے کتنے ہی لمحے ایسے ہی مدہوشی میں گزار دیتا جب اسے میرب کے لرزتے وجود کا احساس ہوا تھا۔۔اس کی شیرنی بھیگی بلی بنی آج پوری طرح سے اس کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔

زاراب اس کی حالت کے پیش نظر نا چاہتے ہوئے بھی اس کی سانسوں کو آزادی بخش گیا تھا۔۔میرب کو لگ رہا تھا جیسے ابھی اس کی سانس رک جائے گی۔۔

اس نے آگے ہوتے زاراب کے سینے پر اپنا چکراتا سر رکھتے اپنی سانسوں کو بحال کرنا چاہا تھا۔۔وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔

اس کے ہونٹ زاراب کے سینے پر تھے۔۔۔وہ اس کی وارفتگیوں سے بچنے کے لیے اسی کے وجود میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی۔۔

جب زاراب اسے یونہی اٹھائے اپنی پھولوں سے سجی سیج کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"زاراب۔۔۔"

اپنی سانسوں کو نارمل کرتے کافی دیر بعد جا کر میرب نے زاراب کو پکارا تھا۔۔جو اسے بیڈ پر بیٹھا تا اب اس کے مقابل آن بیٹھا تھا۔۔

"ہممم۔۔۔زاراب کی میرب۔۔۔"

اس کی دلفریب مہک زاراب کا پاگل کر رہی تھی۔۔وہ جھکا تھا اور میرب کی مہندی سے مہکتی دودھیا کلائیوں پر اپنے ہونٹوں سے مہر محبت ثبت کرنے لگا تھا۔۔یہ خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

میرب کو اس کی مہندی سے دیوانگی سے اچھی طرح اندازہ تھا۔۔وہ آج بالکل اس کے مطابق تیار ہو کر آئی تھی۔۔ مگر اب زاراب نیازی کی یہ دیوانگی اس کی دھڑکنوں کو کسی طور نارمل نہیں ہونے دے رہی تھیں۔۔

"جتنی حسین تم لگ رہی ہو۔۔۔ڈرنے کی ضرورت ہے بھی۔۔۔"

اس کا خوف کم کرنے کے بجائے اس کی گردن پر جھک کر اسے زیورات کے بھاری بوجھ سے آزاد کرتا وہ اس کی جان نکال گیا تھا۔۔

"زاراب۔۔۔"

میرب دبی آواز میں چلائی تھی۔۔

جس پر زاراب اس کی سہمی آواز اور ہرنی جیسی خوفزدہ صورت دیکھ اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔۔۔

"راجپوتوں کی سب سے بہادر لڑکی زاراب خان نیازی سے ڈر رہی ہے۔۔۔

"

زاراب کو اس لمحے اس کی صورت دیکھ ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔ یہ لڑکی اسے بہت زیادہ عزیز تھی۔۔

وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتا میرب کو اپنے سینے پر گرا چکا تھا۔۔

"تم اپنی حد میں رہو زاراب نیازی۔۔۔ میں اب بھی تمہاری دشمن ہی ہوں۔۔۔"

میرب اس کا کالر اپنی مٹھی میں دبوچے اس پر اپنا چہرا اٹکاتے اس کے قریب ہوتے بولی تھی۔۔

"اور میں آج خوشی خوشی اپنی اس جانی دشمن کے آگے اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔۔"

زاراب نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ناک سے نتھ کو جدا کیا تھا۔۔جو بار بار میرب کے ہونٹوں کو چھوتی زاراب کو ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔

اس کی بات پر میرب کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔۔یہ پل اس کی زندگی کے حسین ترین پل تھے۔۔وہ اس وقت اپنے زندگی کے سب سے اہم انسان کی بانہوں میں تھی۔۔اس کے ہر ہر انداز سے خوشی جھلک رہی تھی۔۔

"مجھے تو اس وقت کا سوچ کر ابھی سے مزا آرہا ہے جب یہ دونوں جانی دشمن مل جائیں گے۔۔تو دنیا والوں کا کیا ہو گا۔۔۔"

زاراب کی بات پر میرب کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔ان کے دشمن سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اب ان کے کتنے برے دن شروع ہونے والے تھے۔۔

"زاراب نیازی تمہارے ارد گرد جو ہر وقت اتنی ساری تتلیاں منڈلاتی نظر آتی ہیں۔۔ان کو انکی حد بتادو۔۔۔"

میرب کو اچانک سے اپنا آخری شکوہ یاد آیا تھا۔۔

جب زاراب اسے اپنے حصار میں لیتا کروٹ بدل گیا تھا۔۔۔میرب کا سر تکیے پر ٹکاتے وہ اس کے گرد اپنی باہیں پھیلاتے وہ اس کے بالوں کو ہر قید سے آزاد کر رہا تھا۔۔

"زاراب نیازی اب اپنی اس دل کی ملکہ کی زلفوں سے نکل پائے گا تب کوئی نظر آئے گی۔۔میرب راجپوت پاگل کر رہی ہو مجھے۔۔کیا ہو گا میرا۔۔۔"

اس کے بالوں میں چہرا چھپاتا وہ مدہوشی بھرے لہجے میں بولتا میرب کو پوری طرح سے خود میں گم کر گیا تھا۔۔ جبکہ میرب اس شخص کی محبت بھری سرگوشیوں پر شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ آسودگی بھرے انداز میں اس کے سینے پر اپنا چہرا اٹکا گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"اب آپ کو یہاں اس کمرے میں ہی رہنا ہے۔۔ اگر اب اس کے بعد آپ کسی روم میں پائی گئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

اسے اپنے جہازی سائز بیڈ پر بیٹھاتے ارشیان نے اسے سختی سے وارن کیا تھا۔۔۔

وہ جتنا کول رہنے کی کوشش کرتا تھا یہ لڑکی اسے اتنا ہی تپا دیتی تھی۔۔

شاہنور بھی اسے پھر سے پہلے والا غصیلہ ارشیان نیازی بنتا دیکھ منہ بسور کر رہ گئی تھی۔۔۔اس شخص کے سامنے انسان اپنا غصہ بھی نہیں دکھا سکتا تھا۔۔۔

"مجھے آپ سے بھی بات نہیں کرنی خان سائیں۔۔۔"

شاہنور نروٹھے لہجے میں بولتی اس کی جانب سے رخ موڑ گئی تھی۔۔

"اس کی فکر مت کرو وہ میں خود کروالوں گا۔۔۔"

ارشیان اس کی میڈیسن لے کر اس کے قریب آیا تھا۔۔یہ شخص اس کی ہر چھوٹی بڑی بات کا خیال رکھ رہا تھا۔۔مگر اس کے ہر ہر عمل پر اپنا اختیار چاہتا تھا۔۔

وہ اپنی نورے کے معاملے میں حد سے زیادہ پوزیسو ہو چکا تھا۔۔ایک بار اسے کھونے کا خوف برداشت کر چکا تھا۔۔دوبارہ ایسا کوئی موقع نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔۔

شاہنور تکیے سے ٹیک لگائے نیم دراز تھی۔۔ارشیان کہاں گیا تھا اسے نہیں پتا تھا۔۔شاہنور کی بند آنکھوں کے ساتھ گلابی ہونٹ مسکرا رہے تھے۔۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اتنی حسین بھی ہو جائے گی کہ جو وہ چاہے گی وہ پا لے گی۔۔۔ارشیان نیازی صرف اس کا تھا۔۔۔وہ اس شخص کی ایک ایک قاتلانہ ادا یاد کر رہی تھی جب اس کا سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل بج اٹھا تھا۔۔۔

شاہنور نے ہڑبڑا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کا موبائل یہاں کب آیا تھا اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔

مگر سکرین پر جگمگاتا حسین راجپوت کا نمبر دیکھ وہ اسی سوچ میں پڑ گئی تھی کہ کیا اسے یہ کال پک کرنی چاہیے۔۔ لیکن پھر کسی خیال کے تحت کال اٹینڈ کرتے اسے نے کانپتے ہاتھوں سے فون کان سے لگایا تھا۔۔۔

"مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ میری سب سے فرمانبردار پوتی میری سب سے زیادہ نافرمان نکلے گی۔۔ آج تک تمہاری چھوٹی سے چھوٹی خواہش پوری کی۔۔ تمہیں پڑھنے بھیجا تمہاری ہر بات مانی۔۔ تم سے اتنی بڑی غلطی ہوئی اسے بھی معاف کیا۔۔ تمہیں پھر سے اپنایا۔۔۔ مگر تم نے کیا کیا۔۔ اس شخص کی خاطر ہم سب کی محبتوں پر تھوک دیا جس نے تم پر بھری محفل میں تھوکا تھا۔۔۔ تمہیں دھکے مار کر اپنی حویلی سے نکالا تھا۔۔۔تب

بھی تمہیں ہم نے ہی سہارا دیا تھا۔۔ وہ شخص تمہیں ابھی اتنی اہمیت صرف اسی وجہ سے دے رہا ہے تاکہ تمہیں ہمارے خلاف استعمال کر سکے۔۔

جب وہ اپنا مطلب پورا ہونے پر دوبارہ تمہیں ایسے ہی دھکے مار کر گھر سے نکالے گا تو پھر کہاں جاؤ گی۔۔ کس منہ سے لوٹ کر راجپوت حویلی آؤ گی شاہنور۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے سوچ لو ارشیان خان نیازی کا معیار بہت ہائی ہے۔۔ وہ تم جیسی ڈرپوک اور کمزور لڑکی کو کبھی بھی اپنی بیوی کی حیثیت سے نہیں رکھے گا۔۔ مستقبل کا سردار ہے وہ۔۔۔ اس خان کی خانم وہاں کے لوگ کبھی راجپوتوں کی بیٹی کو نہیں بننے دیں گے۔۔ وہ شخص بہت جلد تمہیں دھتکار دے گا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ تمہیں دھتکارے اسے چھوڑ کر واپس آجاؤ۔۔ ہم سب اب بھی تمہیں کھلے دل سے قبول کرنے کو تیار ہیں۔۔"

حسین راجپوت اس معصوم لڑکی کے نازک سے دل کو اپنے گہرے واروں سے چکنا چور کر گئے تھے۔۔۔

کال کٹ چکی تھی۔۔موبائل شاہنور کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح اس کے گالوں پر پھسل رہے تھے۔۔وہ ساکت سی اپنی جگہ پر بیٹھی تھی۔۔

کیا واقعی اس کا خان اسے استعمال کر رہا تھا۔۔۔؟؟

شاہنور کی سانسیں اٹکی تھیں۔۔

وہ وہاں سے اٹھتی یک بستہ ہواؤں کے بیچ ٹیرس پر آگئی تھی۔۔اس نے کوئی گرم شے نہیں اوڑھ رکھی تھی۔۔مگر اسے ٹھنڈ کا بالکل بھی احساس نہیں ہوا تھا۔۔اس کے اندر سے جیسے اس وقت سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔۔

کیا اس کی کسی انسان کے آگے کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔ کیا وہ کسی کے لیے ضروری نہیں تھی۔۔۔

شاہنور آسمان کی جانب دیکھتی ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے اسے اپنے پیچھے ارشیان کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

"نورے واٹ ہیپنڈ۔۔۔"

اس کا رخ اپنی جانب موڑتے ارشیان اس کی آنکھوں حالت دیکھ پریشان ہوا تھا۔۔۔

شاہنور نے بھیگی نگاہیں اٹھا کر اس ستمگر کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کی محبت اس کی زندگی کا روگ بن گئی تھی۔۔ اس نے ارشیان نیازی کو پہلی بار قبرستان پر اپنی ماں کی قبر کے پاس بیٹھ کر روتے دیکھا تھا۔۔

جو شخص کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا تھا نہ کمزور پڑا تھا۔۔وہ اپنی ماں کی قبر پر سر رکھے چھوٹے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔وہ وہاں اپنی دادی کی قبر پر آئی ہوئی تھی۔۔سب لوگوں سے نظریں بچا کر وہ وہاں تنہا بیٹھے ارشیان کے قریب گئی تھی۔۔۔

مگر وہ اس سے بات نہیں کر پائی تھی۔۔اس میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی۔۔ اسے خوف سا محسوس ہوا تھا۔۔ارشیان نیازی کی شخصیت ہمیشہ سے ایسے ہی رعب دار تھی۔۔

شاہنور وہاں کتنے ہی گھنٹے بیٹھی اسے تکے گئی تھی۔۔

"خان۔۔۔"

شرافت نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ جس پر ارشیان ہوش میں آتا وہاں سے اٹھا تھا۔۔ اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔ شاہنور کو اتنا پتا چل گیا تھا کہ وہ خانوں میں سے تھا۔۔ ارشیان کے جانے کے بعد وہ اس قبر کے پاس آئی تھی۔۔

اس نے قبر پر لکھا نام پڑا تھا۔۔ اس عورت کا نام وہ ایک دوبار اپنے گھر میں بھی سن چکی تھی۔۔ مگر اس بارے میں اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔

جب اچانک شاہنور کی نظر وہاں گرے کارڈ پر پڑی تھی۔۔ تب وہ اس شخص کی شناخت سے آشنا ہوئی تھی۔۔ شاہنور جو پہلی نظر میں ہی اس شخص کو اپنا دل دے چکی تھی۔۔ اس کے خانوں میں سے ہونے کا کنفرم ہوتے شاہنور افسردہ سی ہو گئی تھی۔۔۔

اسے پہلے ہی پتا چل گیا تھا کہ یہ شخص اس کا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

مگر پھر قسمت بار بار اسے ارشیان نیازی کے قریب سے قریب تر لیتی چلی گئی تھی۔۔۔اور اس شخص کو اس کے نام لگا دیا تھا۔۔وہ کیا کرتی۔۔۔

اسے تو کچھ بھی کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔۔

شاہنور اپنی سوچوں میں گم نجانے کتنی ہی دیر ارشیان کے سینے پر سر رکھے روتی رہی تھی۔۔۔اس کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔

اس نے ارشیان نیازی کو راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں مانگا تھا۔۔اس کی دعاؤں کا ثمر تھا کہ اب وہ شخص اس کا ہو چکا تھا۔۔ مگر کیا اس کی رب نے اس ستمگر کے دل میں اس کے لیے محبت بھی ڈالی تھی یا پھر واقعی وہ اس سے انتقام لے رہا تھا۔۔۔

"نورے اگر آپ ابھی رونا بند نہ ہوئیں تو میں آپ کی طبیعت کا لحاظ کیے بغیر اپنے طریقے سے چپ کرواؤں گا۔۔۔"

ارشیان اسے اس اذیت کے ساتھ روتے دیکھ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔۔ وہ اپنے مخصوص سرد لہجے میں بولتا شاہنور کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر گیا تھا۔۔۔

جو رو رو کر اپنی آنکھیں سجا چکی تھی۔۔۔

اس شخص کو نرمی سے پیش آنا نہیں آتا تھا۔۔ آج تک کسی کے نخرے نہیں اٹھائے تھے اس نے۔۔ اس نازک سی لڑکی کو ڈیل کرنے کے لیے وہ سب کچھ سیکھ رہا تھا۔۔ مگر کبھی کبھی اس کی حرکتوں کی وجہ سے وہ اپنا اختیار کھو دیتا تھا۔۔

"آپ کیا مجھے اپنے ساتھ صرف میری گھر والوں سے انتقام لینے کے لیے رکھ رہے ہیں۔۔۔جب آپ کو مقصد پورا ہو جائے گا تو مجھے پھر سے نکال دیں گے یہاں سے۔۔۔"

شاہنور تنگ آچکی تھی اپنے دل میں ان سب باتوں کو دبا دبا کر۔۔اگر آج اس شخص کی جانب سے وضاحت نہ ملتی اسے تو اس نے اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر جانا تھا۔۔

اس کی بات سن کر ارشیان اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔پھر سے اس کی نورے کو اذیت پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔

"اندر چلو۔۔۔"

وہ اس کے ٹھنڈ سے نیلے پڑتے ہونٹوں کو دیکھ ضبط سے بولا تھا۔۔اس کی شکنوں سے سجی چوڑی پیشانی اس کے شدید غصے میں آجانے کا پتا دے رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔پہلے مجھے میری بات کا جواب دیں۔۔۔"

شاہنور وہاں سے ملنے کو تیار نہیں تھی۔۔اس کی طبیعت ابھی ٹھیک سے نہیں سنبھلی تھی۔۔وہ خود کو مزید اذیت دے رہی تھی۔۔۔۔

ارشیان نے ایک نظر اس روتی بسورتی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔جو اس کی زندگی میں سکون کی خاطر اس کے رب کی جانب سے بھیجا گیا ایک حسین تحفہ تھا۔۔

جسے وہ کسی قیمت پر اس طرح اذیت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

ارشیان نے اپنے گرد لپٹی گرم شال کو کھولتے دونوں بازوؤں کو اس کے نازک وجود کے گرد لے جاتے اسے پوری طرح سے اپنے حصار میں قید کر لیا تھا۔۔

وہ نازک جان اس کی بڑی سی شال میں پوری طرح سے چھپ گئی تھی۔۔
ارشیان نے چہرا جھکا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔
جو ہولے ہولے سسکیاں لیتی تکلیف میں تھی۔۔۔ارشیان کے وجود کی حرارت ملتے اس کی ٹھنڈ کچھ حد تک کم ہو گئی تھی۔۔

"نورے۔۔۔"

ارشیان کی پکار میں محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔۔اس لڑکی کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔۔

"میں اس وقت بہت اکیلا اور کمزور تھا جب مجھ سے بہت ہی بے دردی کے ساتھ میری ماں کو چھین لیا گیا تھا۔۔ میری آنکھوں کے سامنے میری ماں کا قتل کیا گیا تھا۔۔۔ اور میری بے بسی دیکھو کہ اب تک اس شخص کو اس کے کیے کی سزا نہیں دے پایا۔۔۔ میں نے اس وقت بھی سب کو بتانے کی کوشش کی تھی کہ میری ماں کا قاتل کون ہے۔۔ میری ماں کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔ لیکن میری ایک نہیں سنی گئی تھی۔۔۔ اس شخص نے ہر ثبوت سرے سے ختم کر دیئے تھے۔۔

ان تمام لوگوں کو مار دیا تھا جو میری ماں کے بے قصور ہونے کے گواہ تھے۔۔۔ میرے باپ تک نے میری بات پر یقین نہیں کیا تھا۔۔ اس دن میں اس مطلبی دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا تھا۔۔ نفرت کرنے لگا تھا ہر انسان سے۔۔ کبھی کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔۔ اذیت اور

تنہائی کے سوا کچھ نہیں بچا تھا میرے پاس۔۔۔ لیکن پھر تم آئی میری زندگی میں۔۔ تمہاری معصومیت اور سادگی نے ارشیان نیازی کو گھائل کر کے رکھ دیا۔۔ تم کب میرے پتھر دل کو نرم کرتی اس تک رسائی پا گئی مجھے پتا ہی نہیں چلا۔۔

بس ایک ڈر تھا جو تمہیں قبول کرنے سے روک رہا تھا کہ کہیں تم بھی باقی دنیا کی طرح مطلبی نہ نکلو۔۔ اور اچانک پھر وہ ہو گیا جس نے مجھے ایک بار پھر سے پتھر بنا دیا۔۔ تم تو ویسی ہی معصوم تھی مگر میں دشمنوں کی سازش میں آ کر تمہیں ہرٹ کر گیا۔۔۔ اپنے اس عمل پر خود کو جتنی سزا دوں وہ کم ہے۔۔ آج بھی جب سوچتا ہوں دل اذیت سے پھٹنے کو آ جاتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ وہ سب کیسے کر سکتا ہوں۔۔ میں بھلا اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہوں۔۔

تمہارے ساتھ تو غلط کیا تھا میں نے مگر کوئی یہ نہیں جانتا ارشیان نیازی کا اس سب میں کتنا بڑا نقصان ہوا تھا۔۔"

ارشیان ایک سیکنڈ کے لیے رکا تھا۔۔اس کی دیوانگی سمیٹی نگاہیں میرب کے چہرے پر تھیں۔۔

"کیسا نقصان۔۔۔؟؟"

اس کے لفظوں میں کھوئی شاہنور نے بھیگے لہجے میں پوچھا تھا۔۔

"ان حسین آنکھوں میں ہر بار اپنے لیے جو چاہت اور محبت کی چمک دیکھنے کا عادی ہو گیا تھا۔۔وہ کھو گئی تھی۔۔یہ ہیزل گرین آنکھیں ہر بار میرے سامنے اداسی کا لبادہ اوڑھے آنے لگی تھیں۔۔

میں خوفزدہ ہو گیا تھا کہ کہیں میں نے اپنی زندگی کی سب سے قیمتی شے کو گنوا تو نہیں دیا۔۔ مگر اس دن سب کے سامنے جس طرح تم نے کسی کی پرواہ نہ کرتے اپنے دل کے کہے پر عمل کرتے مجھ سے جدا نہ ہونے کا فیصلہ لیا۔۔ میں تمہیں بتا نہیں سکتا وہ میری زندگی کا سب سے حسین ترین لمحہ تھا۔۔ جیسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو مجھے۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے جس بے دردی کے ساتھ مجھے تم سے جدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ وہ ارشیان خان نیازی کو ختم کر گئی تھی۔۔۔

تمہاری ٹوٹتی سانسیں مجھ سے میری زندگی چھیننے کا سبب بن رہی تھیں۔۔ مگر میرے رب کو مجھ پر رحم آگیا اور اس نے مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی آزمائش سے بچالیا۔۔ تم میرے لیے بہت قیمتی ہو نورے۔۔۔ نہ تم سے پہلے میری زندگی میں کوئی عورت تھی اور نہ کبھی کوئی آسکتی ہے۔۔ تم

میری پہلی اور آخری چاہت ہو۔۔۔ ارشیان خان نیازی کی خانم بننے کی حقدار صرف تم ہو۔۔۔ تم میرا سب کچھ ہو۔۔ تمہارے پیچھے ارشیان نیازی یہ دنیا بھی چھوڑنے کو خوشی خوشی تیار ہو جائے گا۔۔۔ میری زندگی کا سکون ہو تم۔۔ ارشیان نیازی کی کل کائنات۔۔۔ میں اظہار کے معاملے میں بالکل بھی اچھا نہیں ہوں۔۔ مگر تمہاری خوشی کی خاطر میں یہ سب کرنے کو بھی تیار ہوں۔۔۔ بہت محبت کرتا ہے نورے تمہارا خان تم سے۔۔ کسی کی باتوں میں آکر مجھ سے بدگمان نہ ہونا۔۔

کیونکہ تمہاری نازک جان اس خان کا غصہ بھی برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔ دور جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔"

ارشیان نیازی کے ہونٹوں سے نکلتا ایک ایک لفظ نورے کے دل میں اترتا چلا گیا تھا۔۔ خود بخود اس کے گلابی ہونٹوں کو دلفریب مسکراہٹ نے آن گھیرا تھا۔۔

اذیت کے بادل چھٹ گئے تھے۔۔۔ ہر جانب بہار ہی اتر آئی تھی۔۔ شاہنور بھیگے چہرے کے ساتھ مسکرادی تھی۔۔۔ دھوپ چھاؤں کا یہ حسین منظر ارشیان نیازی کا دل لوٹ کر لے گیا تھا۔۔

وہ جو کب سے اپنے جذبات پر بندھ باندھے کھڑا تھا۔۔ وہ جھکا تھا اور اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتا اس کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چومتا وہ شاہنور کے ہوش اڑا گیا تھا۔۔۔

"خان۔۔۔"

شاہنور بمشکل بول پائی تھی۔۔۔اس کے کانپتے لہجے پر ارشیان کو جیسے ہوش آیا تھا۔۔

"مم میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"

شاہنور نے اسے یاد دلایا تھا۔۔اس کے پھولے ہوئے گلابی گالوں سے اس کی بے پناہ خوشی ٹپک رہی تھی۔۔وہ اس شخص کی اپنے لیے اتنی چاہت کے خیال سے ہی خود کو آسمانوں میں اڑتا محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔

"اسی طبیعت نے ہی تو سارا کام خراب کر رکھا ہے۔۔"

ارشیان اس کے شرم اور حیا سے سجے حسین چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسائے بولتا اسے اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

اس نے معافی نہیں مانگی تھی کیونکہ جتنے لوگوں کے سامنے اس کے نورے کو بے عزت کیا تھا ان سب کے سامنے ہی معافی بھی مانگنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

وہ بھی اس لڑکی سے اظہار سننا چاہتا تھا۔۔ مگر ابھی نہیں۔۔ کیونکہ ابھی اگر وہ ان حسین لبوں سے ایسا کچھ سن لیتا تو خود پر قابو پانا بہت مشکل ہو جاتا اس کے لیے۔۔۔

"حانم شاہ ختم ہو جائے گی۔۔۔ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔۔ تو وہ وقت آگیا جب تم مجھے چھوڑ کر دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔ تاکہ خود کو پاک صاف کر سکو۔۔۔۔"

وہ زخمی مسکان کے ساتھ بولتی اپنی کمر کے گرد سے اس کا حصار ہٹا گئی تھی۔۔۔

حانم شاہ اس کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔۔۔یہ بھی کہ وہ عنقریب اسے چھوڑ دے گا۔۔۔

"تم سچ بتا کیوں نہیں دیتی۔۔۔؟"

فیروز پاس سے اٹھتی شاہنور کی کلائی تھام کر ایک بار پھر سے اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔

"کیسا سچ۔۔۔؟؟"

حانم اس سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی سینے میں اٹھتے شور کو دباتے بولی تھی۔۔وہ بہت سٹرانگ تھی۔۔ لیکن فیروز نیازی کا کسی اور کا ہونا برداشت کرنا بہت مشکل تھا اس کے لیے۔۔۔

وہ اس شخص کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔

"کہ محبت کرتی ہو مجھ سے۔۔۔"

فیروز نیازی اس کے چہرے کی نرماہٹیں محسوس کرتا حانم کی حالت غیر کر گیا تھا۔۔ وہ لڑائی میں شاید اس کا مقابلہ کر پاتی۔۔ مگر محبت میں نہیں۔۔۔ اس شخص کا یہ بدلہ انداز اس کے اوسان خطا کر رہا تھا۔۔۔

"میں محبت نہیں کرتی تم سے۔۔۔ اگر کرتی تو تمہیں کسی اور کا نہ ہونے دیتی۔۔ تم آزاد ہو میری طرف سے فیروز نیازی۔۔ اگر مجھے طلاق دینا چاہو دے سکتے ہو۔۔ مجھے فرق نہیں پڑے گا۔۔۔"

اپنے دل کا خون کرتے اس لڑکی نے اپنی عزت نفس کو آگے رکھا تھا۔۔۔ فیروز نیازی اسے ٹھکرا اتا اس سے پہلے اس نے اس شخص کو ٹھکرا دیا تھا۔۔ فیروز کے سینے پر دونوں ہتھیلیوں کا دباؤ ڈالتے وہ اٹھ گئی تھی۔۔۔

جبکہ فیروز اس لڑکی کی ہمت دیکھ مسکرا دیا تھا۔۔۔یہ لڑکی غلط نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

"مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔۔۔"

فیروز سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھتے بیڈ پر نیم دراز ہوتے بولا تھا۔۔اس بستر سے اسے حانم شاہ کی دلفریب مہک کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

"نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ تمہیں کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتی۔"

حانم جانتی تھی کہ کسی بھی وقت وہ کسی بھی اندھی گولی کا شکار ہو کر کسی گمنام قبر میں دفن ہونے والی تھی۔۔۔اس کا نام لینے والا کوئی نہیں تھا۔۔

وہ فیروز کو اپنے ساتھ اس دلدل میں نہیں دھکیلنا چاہتی تھی۔۔۔

"زندگی کے سب سے بڑے امتحان میں تو پر چکا ہوں میں حانم شاہ۔۔۔ تم سے محبت ہو گئی ہے مجھے۔۔ کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں۔۔ تم ٹھیک ہو یا غلط فیروز نیازی کو ہر دم اپنے ساتھ پاؤ گی۔۔"

فیروز آنکھیں جھپک جھپک کر اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتی حانم کی جانب دیکھتے اپنے دل سے عہد کر گیا تھا۔۔ اس لڑکی نے اپنی زندگی میں کوئی خوشی نہیں پائی تھی۔۔ مگر وہ اب اسے ہر خوشی سے نوازنا چاہتا تھا۔۔

"میری شادی میں آؤ گی۔۔۔"

فیروز نے روم سے نکلتی حانم کے دلفریب سراپے سے نگاہیں چراتے جان بوجھ کر اسے چھیڑا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ اتنی سٹرانگ بھی نہیں ہے حانم شاہ۔۔۔"

آخری بات دل میں کہتی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"حانم تم ابھی کچھ نہیں کرو گی۔۔"

سلطان کو اپنے آدمیوں سے اطلاع ملی تھی کہ حانم اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے جا رہی تھی۔۔۔جو سنتے کی سلطان اس کے پیچھے نکل آیا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی کال کر کے اسے کچھ بھی ایسا کرنے سے سختی سے منع کر گیا تھا۔۔

"مگر چاچو اب ان لوگوں کا خاتمہ ضروری ہے۔۔۔جہانزیب فاروقی اپنی حد سے بڑھ رہا ہے۔۔"

حانم کو پتا چلا تھا کہ جہانزیب نے ملک پھر سے پانچ سو کے قریب بچوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں آج رات افغانستان کے بارڈر سے سمگل کرنا تھا۔۔۔

جس خبر کی تصدیق ابھی نہیں ہو پا رہی تھی۔۔ سلطان کو یہ سب جہانزیب کا کوئی ٹریپ لگ رہا تھا۔۔ وہ حانم کو وہاں جانے سے منع کر رہا تھا۔۔

مگر حانم فیروز کی شادی کے حوالے سے سن کر عجیب سی کیفیت کا شکار اب جلد از جلد یہ سب ختم کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روپ پوش ہو جانا چاہتی تھی۔۔۔ اگر اس خونی کھیل میں وہ بچ جاتی تو اس نے خود کو کسی ایسی جگہ لے جانے کا فیصلہ کر لیا تھا جہاں اسے کوئی نہ جانتا ہو۔۔

"او کے پھر میرا ویٹ کرو۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔"

سلطان کسی قیمت پر حانم کو اکیلے اسی خطرے میں نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔۔ مگر موسم خراب ہونے کی وجہ سے اس کی فلائیٹ کینسل ہو چکی تھی۔۔۔

بائے روڈ وہاں پہنچنے میں اسے چھ گھنٹے لگ جانے تھے۔۔

حانم نے سلطان کو آنے سے منع کرتے کال کاٹ دی تھی۔۔ وہ اب رکنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

سلطان حانم کا نمبر بند دیکھ اس کے لیے بہت زیادہ فکر مند ہوا تھا۔۔ جب آخر کار کچھ سوچتے اس نے ایک نمبر ڈائل کر دیا تھا۔۔

"حانم کو تمہاری ضرورت ہے اس وقت۔۔ تم ہی ہو جو اسے بچا سکتے ہو۔۔۔

"

سلطان کا لہجہ بالکل سنجیدہ تھا۔۔ مگر اس کی اتنی کہی بات بھی دوسری جانب سے سمجھ لی گئی تھی۔۔ جس کے ساتھ کی کال بند ہوتے سلطان سکھ کا سانس لیتا گاڑی کی پشت سے سر ٹکا گیا تھا۔۔

اب وہ حانم کے حوالے سے بالکل پریشان نہیں تھا۔۔ کیونکہ ابھی جس انسان سے اس نے بات کی تھی وہ حانم کو کچھ نہیں ہونے دینے والا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میم بارڈر پر ہمارے جتنے لوگ بھی موجود ہیں سب کا یہی کہنا ہے کہ یہاں دس ٹرک تو کیا۔۔ آج کھاد سے بھرا ایک ٹرک بھی نہیں گزرا۔۔ اور نہ ہی اگلے چوبیس گھنٹوں میں ایسا کچھ ہونا ہے۔۔ ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے۔۔۔ آپ کا یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہو گا۔۔۔"

حانم اپنی پوری ٹیم کو لے کر وہاں پہنچی تھی۔۔

مگر آگے سے وہی ہوا تھا جس کا ڈر تھا۔۔ یہ واقعی کوئی ٹریپ تھا۔۔ جس میں اسے پھنسا کر یہاں تک لایا گیا تھا۔۔

وہ علاقہ بالکل جنگلوں سے گھرا ہوا تھا۔۔ حانم کی گاڑی انہیں درختوں کے جھنڈ میں کھڑی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سب گاڑیوں میں بیٹھتے جب چاروں جانب سے ان پر فائر کھول دیئے گئے تھے۔۔۔

حانم اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔۔ اسے کچھ نہیں کہا جا رہا تھا۔۔ مگر چن چن کر اس کے لوگوں کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔۔

حانم نے اپنی دونوں گنز نکالتے ان لوگوں کی جانب جوابی کارروائی کی تھی۔۔۔ مگر وہ تعداد میں کافی زیادہ تھے۔۔

حانم اور اس کے لوگ ان دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر پارہے تھے۔۔ حانم کے لوگ ایک ایک کر کے گر رہے تھے۔۔

حانم وہیں ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگاتی بیٹھ چکی تھی۔۔ اسے یہی خبر ملی تھی کہ آج فیروز کا نکاح اور رخصتی تھی۔۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتے یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

وہ اتنی جذباتی لڑکی بالکل بھی نہیں تھی۔۔ مگر اس وقت پتا نہیں کیوں اس کا دل اسے اذیت سے دوچار کر رہا تھا۔۔

"کیا ہوا بھتیجی۔۔۔؟؟ تم تو خود کو بہت بہادر کہتی تھی۔۔۔ لڑنے سے پہلے ہی ہار مان لی۔۔۔"

حانم ان برستی گولیوں کے بیچ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی جب اسے اپنے بہت قریب جہانزیب فاروقی کی آواز سنائی دی تھی۔۔

حانم نے جیسے ہی چہرا اٹھایا اس نے خود کو بہت سے اسلحے سے لیس لوگوں سے گھرا ایا پایا تھا۔۔ اس کے سارے لوگ مارے گئے تھے۔۔ وہ وہاں اتنے سارے دشمنوں کے بیچ تنہا تھی اس وقت۔۔۔

"فیروز نیازی کو بولا تھا کہ تمہیں طلاق دے کر ہمارے حوالے کر دے۔۔ مگر تم تو خود ہی ہمارے پاس آگئی۔۔ اب تمہارے شوہر کو بلانا پڑے گا کہ ہمارے پاس آکر تمہیں طلاق دے جائے۔۔ بہت ذلیل کیا ہے تو نے۔۔

اب میں تڑپا تڑپا کر ماروں گا تمہیں۔۔۔ جیسے تیرے باپ کو مارا تھا۔۔۔ بہت اچھائی کا بھوت چڑھا ہوا ہے نا تم لوگوں کو۔۔ وہ سب نکال دوں گا اب۔۔"

جہانزیب فاروقی آگے بڑھا تھا اور ایک زوردار تھپڑ حانم کے منہ پر رسید کیا تھا۔۔ جس کے نتیجے میں وہ منہ کے بل زمین پر جا گری تھی۔۔

اس کی ہتھیلیاں وہاں موجود جھاڑیوں میں اٹکتی لہولہان ہوئی تھیں۔۔

حانم نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔ وہ جیسے اس وقت پر احساس سے عاری ہو چکی تھی۔۔ اس کا دل آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مردہ ہو رہا تھا۔۔

"کیا ہوا اب بول کیوں نہیں رہی۔۔؟؟"

اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرا اوپر کرتے جہانزیب نے اسے ایک اور تھپڑ رسید کیا تھا۔۔ مگر حانم نے اب بھی کوئی ری ایکشن نہیں تھا۔۔

حانم جیسی لڑکی کا اس طرح خاموشی سے ٹارچر سہنا جہانزیب فاروقی کو بالکل بھی ہضم نہیں ہوا تھا۔۔۔

"اس کے دونوں ہاتھ رسیوں سے باندھو اور گاڑی کے ساتھ پورا راستہ گھسیٹتے ہوئے لے کر آؤ۔۔۔ دیکھتا ہوں کیسے منہ سے آواز نہیں نکالتی یہ۔۔۔"

جہانزیب فاروقی نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے گاڑی کی جانب بڑھنا چاہا تھا۔۔جب کہیں سے آتی اندھی گولی اس کے کندھے سے ٹکراتی اس شخص کی کراہیں نکال گئی تھی۔۔

"کون ہے یہاں۔۔؟؟کس نے چلائی مجھ پر گولی۔۔۔کوئی ہے یہاں پر۔۔۔"

وہ سلنسر لگے پستول سے چلی گولی وہاں کھڑے جہانزیب فاروقی کے آدمیوں کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہیں ڈھیر کر گئی تھی۔۔

ایک ایک کرتے وہ سب کھڑے قد سے زمین بوس ہوئے تھے۔۔

حانم نے بھی نگاہیں اٹھا کر دیکھا تھا۔۔جہانزیب فاروقی نے اپنے آدمیوں کو مرتے دیکھ وہاں سے بھاگنا چاہا تھا۔۔جب اگلی گولی اس کی ٹانگ پر لگتی اسے منہ کے بل گرنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

حانم حیران ہوئی تھی کہ آخر یہ کون تھا جو اتنی آسانی کے ساتھ جہانزیب اور اس کے آدمیوں کی پلاننگ چوپٹ کر گیا تھا۔۔۔

کچھ سیکنڈز بعد وہاں کچھ لوگوں کی سوکھے پتوں پر چلنے کی آوازیں آئی تھیں۔۔وہ سیاہ نقاب میں ملبوس افراد جہانزیب فاروقی کا اٹھا کر لے جا رہے تھے۔۔

حانم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔اب وہ چاند کی روشنی میں اس خالی سنسان جنگل میں بالکل تنہا کھڑی تھی۔۔

جب اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔

حانم جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔

جب اپنے پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ وہ دھنگ رہ گئی تھی۔۔۔

"تت تم یہاں۔۔۔۔"

حانم پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھتی ہکلا کر رہ گئی تھی۔۔ فیروز نیازی اس وقت یہاں کیا کر رہا تھا۔۔

اسے تو لگا تھا کہ وہ اس وقت اپنی دوسری بیوی کے پاس ہو گا۔۔

"میری محبت میں ناکام ہو کر اس طرح سنسان جنگلوں میں آکر کونسی محبت کی نئی داستان رقم کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔"

فیروز آگے بڑھا تھا۔۔

اسے آگے بڑھتا دیکھ حانم الٹے قدموں پیچھے ہٹی تھی۔۔

"تت تم فیروز نہیں ہو سکتے۔۔ تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟ تمہاری تو شادی تھی نا آج۔۔۔"

حانم جیسے ابھی بھی یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔

ابھی کچھ دیکھ پہلے اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا۔۔

اور اب اچانک سے فیروز کا آجانا۔۔۔

حانم اپنا سر تھام کر رہ گئی تھی۔۔

"یہاں کیا کرنے آئی تھی۔۔۔؟؟"

پیچھے جاتی حانم کا پیر اچانک سے کسی گڑھے پر آیا تھا۔۔اس سے پہلے کہ اس کا پیر مڑتا اور وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی۔۔فیروز اس کی کلائی کو ہلکا سا جھٹکا دیتا اسے سینے پر کھینچ چکا تھا۔۔

"تمہاری دوسری شادی کا سوگ منانے۔۔۔"

حانم کو اتنا تو اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔۔جو بات اس کے تڑپتے بھڑکتے دل میں سکون سا بھر گئی تھی۔۔

"جہانزیب فاروقی کی ڈیل قبول کر کے مجھ سے جان چھڑوا سکتے تھے۔۔ کیوں نہیں مانی اس کی شرط۔۔۔تم بھی کہیں میری محبت کا شکار تو نہیں ہو گئے ایس پی۔۔۔"

حانم کی آنکھوں میں تیرتی نمی چاند کی مدھم روشنی میں جگمگا رہی تھی۔۔

"ہاں ہو گیا ہوں۔۔۔اب کبھی جان نہیں چھڑوا سکتا تم سے۔۔۔نہ تمہارے قریب اپنے علاوہ کسی کو بھٹکنے دے سکتا ہوں۔۔۔اس ہشام کے تو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔"

فیروز نیازی ہر بات کلیئر رکھنے کا عادی تھا۔۔

مگر محبت کا ایسا روکھا پھیکا اظہار کرنے کی صلاحیت بھی حانم کا وہ اکڑو ایس پی ہی کر سکتا تھا۔۔۔

"تم مذاق کر رہے ہو۔۔۔؟؟"

حانم ہونقوں کی طرح ہونٹ وا کیے اس کی صورت دیکھ رہی تھی۔۔ اس کے ایس پی کو آج ہو کیا گیا تھا۔۔ پہلے جہانزیب فاروقی کو مار گرانا اور اب یہ اظہار۔۔۔

"تمہارے اور میرے درمیان کوئی مذاق ہے۔۔۔"

حانم کے آدھ کھلے ہونٹ فیروز نیازی کے دل کے تار چھیڑ رہے تھے۔۔ جب فیروز کی نظر اس کے ایک جانب سے زخمی ہونٹوں کے کنارے سے نکلتے خون پر پڑی تھی۔۔

فیروز کی مٹھیاں سختی سے بھینچ گئی تھیں۔۔۔ آج جہانزیب فاروقی کی خیر نہیں ہونے والی تھی۔۔۔

"تم دوسری شادی کرنے والے تھے نا۔۔"

حانم ابھی بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

جب فیروز اپنے ضبط کی انتہا پر پہنچتا اسے تھام کر پیچھے موجود درخت کے تنے سے ٹکاتا اس کے زخمی ہونٹوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔

حانم کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے آن لگی تھی۔۔اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔وہ اپنی ہاتھوں سے اپنی شرٹ دبوچے آنکھیں سختی سے میچے اس شخص کا زندگی سے بھرپور لمس محسوس کرتی اپنی آنکھوں سے گرتے گرم سیال مادے کو نہیں روک پائی تھی۔۔

فیروز نیازی اپنے لمس سے اس کے ہونٹوں کو بار بار چھوتا اس کی تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ جو اس لڑکی نے اس کی وجہ سے خود سے بیگانہ ہوتے کھائی تھیں۔۔

وہ اسکے آگے بالکل بھی اظہار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔ مگر اس لڑکی کا ہر ہر انداز اس کی بے پناہ دیوانگی کا پتا دیتا تھا۔۔

"میں اپنی پوری زندگی اس ایک لڑکی کے ساتھ ہی گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔ یہ ایک بیوی ہی پوری زندگی کے لیے بھاری ہے مجھ پر۔۔"

فیروز اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ رہا تھا۔۔

حانم آج اس شخص کو روک پانے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ آج اسکا جنون بہت بھاری تھا۔۔۔

"تم میری اصلیت جان کر نفرت کرو گے مجھ سے ایس پی۔۔۔"

حانم کا دل خالی سا ہوا تھا۔۔ کاش وہ نارمل لڑکی ہوتی۔۔۔

"تمہاری حقیقت جان کر پہلے سے مزید محبت ہو گئی ہے۔۔۔"

فیروز کی بات پر حانم نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

"تت تم میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو۔۔۔"

حانم کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ ایک ایماندار پولیس والا اس گینگسٹر کے ساتھ مل کر کام کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔ صرف اس کی خاطر وہ اپنا پورا کیریئر داؤ پر لگانے والا تھا۔۔ حانم کی آنکھوں میں جگنوں روشن ہوئے تھے۔

مرجھائے ہوئے چہرے پر زندگی کی تازگی لوٹ آئی تھی۔۔۔۔

"سلطان شاہ اس پورے عرصے میں تم مجھ سے دور رہو گے۔۔ تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی میں۔۔۔"

نویرہ اس کے قریب سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مگر سلطان شاہ تو جیسے اس کے اس حسین روپ سے خود کو نکال ہی نہیں پا رہا تھا۔۔

"ہاہاہا یہ ظلم ہے مجھ معصوم پر۔۔"

سلطان کو نویرہ اس وقت غصے سے بپھری زخمی شیرنی بنی بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔ اس کا دل چاہا تھا پوری دنیا سے چھپا کر اس لڑکی کو اپنے سینے میں چھپا لے۔۔ جسے ہر بار اس سے چھیننے کی کوشش کی جاتی تھی۔۔

آور آگے بھی نجانے کتنی بار کی جانی تھی۔۔۔

"مجھے تمہارے ساتھ ایک روم میں بھی نہیں رہنا۔۔۔ میں اپنے روم میں جا رہی ہوں۔۔۔"

نویرہ اس کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کرواتی اسے غصہ دلانے اور اذیت دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جیسی اذیت اس شخص نے اسے دی تھی۔۔۔ مگر اس کی سخت باتوں پر بھی سلطان شاہ کا کوئی ری ایکشن نہیں تھا۔۔۔ وہ بہت ہی پر سکون بیٹھا تھا۔۔ کسی قسم کا کوئی گلٹ اور پیشانی کا احساس نہیں تھا اس کے چہرے پر۔۔

معافی مانگنا تو دور کی بات اس نے ایک بار بھی اپنی غلطی قبول نہیں کی تھی۔۔ کیا اس کے لیے یہ بڑی بات نہیں تھی۔۔ یہ بات نویرہ کا خون مزید جلا رہی تھی۔۔

وہ اسے اپنی جانب سے الگ رہنے کی سزا سناتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ سلطان روشن آنکھوں سے کتنے ہی لمحے اسے جگہ کو تکے گیا تھا جہاں سے وہ گئی تھی۔۔۔

"میری بیوی کو مجھ سے بدگمان کر کے کیا ملا تم لوگوں کو۔۔۔"

سلطان شاہ کی آنکھوں میں غصے کی جھلک نمایاں تھی۔۔

جب اس کی بات پر دوسری جانب سے قہقہ برآمد ہوا تھا۔۔

"آپ کی بیوی ہم سب کی بیویوں میں سے تھوڑی کم جذباتی ہے۔۔ اور تھوڑی زیادہ عقلمند بھی ہے۔۔ خاص طور پر میری بیوی تک تو ایسی کوئی خبر پہنچتی تو میرا قتل پہلے ہونا تھا اور پوچھ گچھ بعد میں۔۔۔"

دوسری جانب سے جس بچارگی اور مسکینیت کا اظہار کیا گیا تھا۔۔اس بار سلطان شاہ بھی اپنا جاندار قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔

وہ دنیاوالوں کے سامنے تو تیس مار خان تھے۔۔مگر اپنی بیویوں کے سامنے آن میں سے کسی کی نہیں چل پاتی تھی۔۔لیکن اس بات پر انہیں افسوس نہیں فخر تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کمرے میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔بستر پر پڑا وجود گہری نیند میں تھا جب اچانک اسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔

وہ کالا سایہ آہستہ آہستہ اس وجود کے قریب آرہا تھا۔جب اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ پاتا جب اس سائے نے اس کی گردن کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔۔

"فیصل راجپوت مجھے گاڑی کے نیچے کچل کر مارا تھا نا۔۔ میرے بے قصور ہوتے ہوئے بھی مجھ پر بدکرداری کا الزام لگوایا تھا۔۔ اب میں تمہیں بھی ویسی ہی موت ماروں گی۔۔ تمہیں بھی ایسے ہی کچلوں گی۔۔۔ نہیں چھوڑوں گی تمہیں میں۔۔۔"

فیصل راجپوت اچانک خود پر ہوئے اس حملے پر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔ آہستہ آہستہ اس کی گردن پر دباؤ بڑھ رہا تھا۔۔ اس کی سانسیں گھٹ رہی تھیں۔۔

وہ ہاتھ پیر چلانا چاہتا تھا مگر وہ باندھ دیئے گئے تھے۔۔

اور جو آواز اس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی اس نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی۔۔ وہ اس عورت کی صورت نہیں دیکھ پا رہا تھا اندھیرے میں۔۔

مگر یہ آواز تو بالکل حلیمہ نیازی کی ہی تھی۔۔ اتنے سالوں بعد اس عورت کا اچانک سے سامنا آنا۔۔ جو مر چکی تھی۔۔

فیصل راجپوت کے ہوش اڑ چکے تھے۔۔ وہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا کسی بھی وقت اس کی سانسیں رک جائیں گی۔۔ وہ چلانا چاہتا تھا مگر چلا نہیں پا رہا تھا۔۔

وہ مر رہا تھا۔۔۔

جب اچانک اس کے اوپر سے وہ سب ہٹا تھا۔۔

"کوئی ہے یہاں۔۔۔؟؟ بچاؤ مجھے۔۔ وہ عورت مار دے گی مجھے۔۔"

وہ مر د رو رہا تھا۔۔ چلا رہا تھا۔۔۔ وہ اتنے سالوں سے روز جو خواب دیکھتا آرہا تھا آج وہ سچ ہوا تھا۔۔ حلیمہ نیازی اپنا بدلہ لینے لوٹ آئی تھی۔۔ فیصل

راجپوت نے جو کچھ حلیمہ کے ساتھ کیا تھا۔۔ اس سب نے پوری زندگی اسے ایک رات بھی چین کی نیند نہیں سونے دیا تھا۔۔

دنیا والوں کے سامنے تو وہ اپنے ہاتھ صاف کر کے سرخرو ہو گیا تھا۔۔ مگر اپنے ضمیر کی مار سے نہیں بچ پایا تھا۔۔ ہر رات وہ روتی بد دعائیں دیتی عورت اس کے خواب میں آتی تھی۔۔ اس شخص کی راتیں جاگ کر بے سکونی میں گزرتی تھیں۔۔ وہ اپنی اس زندگی سے تنگ آچکا تھا۔۔

اور آج تو وہ خواب حقیقت کا رخ اختیار کر گیا تھا۔۔ فیصل راجپوت کانپ رہا تھا۔۔

اس کی حالت انتہائی قابلے رحم تھی۔۔ مگر اس فرعون پر کوئی رحم نہیں ہونے والا تھا۔۔ جیسے اس نے نہیں کیا تھا۔۔

وہ بھاری قدو قامت کا مضبوط مرد اپنے گھٹنوں میں سر دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔ اپنے کیے کی معافی مانگ رہا تھا۔۔ جو اسنے ایک معصوم اور بے قصور عورت پر ظلم ڈھا کر کی تھی۔۔

اس بات سے انجان کے اس کی یہ حالت کرنے کا سارا منصوبہ ترتیب دینے والا اس وقت لائیو اس کی یہ ویڈیو دیکھ رہا تھا۔۔ اور اپنی لال ہوتی آنکھوں میں ٹھنڈک سی اترتی محسوس کر رہا تھا۔۔

ارشیان نیازی کے لیے کام کرنے والی ملازمہ جو کہ اس وقت راجپوت حویلی میں موجود تھی اسی نے یہ سب کیا تھا۔۔ اور اب وہی کھڑکی میں کھڑے ہو کر وہ سارا منظر موبائل میں کیپچر کرتی ارشیان نیازی کو دکھا رہی تھی۔۔

"سائیں کیا حکم ہے آگے۔۔۔؟"

ملازمہ نے ارشیان کو کال کرکے اگلا لائحہ عمل جاننا چاہا تھا۔۔

"ہر رات اس شخص کو ایسی کی ڈراؤنی حقیقت کا چہرا دکھاؤ۔۔۔جب تک یہ شخص روتا پیٹتا پوری دنیا کے سامنے میری ماں کی بے گناہی اور اپنا ظلم اپنے منہ سے نہ بیان کردے۔۔۔"

ارشیان نے اپنی بہت کی قابلے اعتبار ملازمہ کو یہ کام سونپا تھا۔۔ جس نے حلیمہ نیازی کی وفات کے بعد سے ارشیان کو سنبھالا تھا۔۔اور حلیمہ کی خاص ملازمہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہوئے ظلم سے کافی حد تک واقف بھی تھی۔۔۔

ارشیان نے کال بند کرتے روم میں قدم رکھا تھا۔۔جہاں اس کے دل کا سکون اس کی نورے پورےاستحقاق کے ساتھ اس کے بیڈ پر سو رہی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر ایک معصومیت اور بھولپن کا احساس تھا۔۔ ارشیان جھکتا اس معصومیت کو اپنے ہونٹوں سے چھو گیا تھا۔۔

وہ شاہنور کو کوئی اذیت نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ اس لیے فیصل راجپوت کو اس کی حقیقت خود اپنے منہ سے اگلوانے کا یہ پلان بنایا تھا تاکہ پنچایت میں سب کے سامنے فیصل راجپوت کو سزا سنائی جا سکے۔۔

وہ خود اپنے ہاتھوں سے بھی فیصل راجپوت کو مار سکتا تھا۔۔ مگر یہ بات نورے کے لیے بہت اذیت کا باعث ہوتی۔۔ کہ اس کا شوہر اس کے باپ کا قاتل ہے۔۔۔ ارشیان نیازی جس نے کبھی کسی کی رتی برابر بھی پرواہ نہیں کی تھی۔۔ وہ شاہنور راجپوت کی ان ان باتوں کا خیال بھی رکھ رہا تھا۔۔ جن کا شاہنور کو علم تک نہیں تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان شاہ کچھ دیر اس انسان سے بات کرنے کے بعد روم سے نکل آیا تھا۔۔اس کا رخ باہر کی جانب تھا۔۔۔میں ڈور سے نکلتے وہ اسی حویلی کے دوسری جانب بڑھا تھا۔۔جہاں بڑی سی بلڈنگ میں اس وقت بالکل خاموشی کاراج تھا۔۔سلطان کے داخل ہونے کے بعد گیٹ سب تین سب چار کے قریب گاڑیاں اندر داخل ہوئی تھیں۔۔

اپنے روم کے ٹیرس پر کھڑی نویرہ حیرت بھری نگاہوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔آج سے پہلے کبھی اس کا اس بلڈنگ پر دھیان ہی نہیں گیا تھا۔۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں وہ ان لوگوں کو پہچاننے کی کوشش کرتی شاک ہوئی تھی۔۔وہ شہروز گیلانی، سرفراز گیلانی اور اسی خاندان کے باقی لوگ تھے۔۔

سلطان کا گیلانیوں سے میل جول تھا۔۔۔نویرہ کو آج کی دن اس شخص کے حوالے سے شاک پر شاک مل رہا تھا۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ گیلانی کتنے بڑے دشمن تھے ان کے۔۔۔کتنا غلط کیا تھا ان کے خاندان کے ساتھ۔۔ پھر بھی یہ شخص ان سے روابط رکھے ہوئے تھا۔۔۔

نویرہ جلدی سے روم میں جا کر خود کو شال میں ڈھکے اس جانب نکل آئی تھی۔۔۔یقیناً وہاں اس کے خاندان والوں کے خلاف ہی سازش کی جا رہی تھی۔۔

جتنی نفرت سلطان اور باقی سب ان سے کرتے تھے ضرور کچھ بہت غلط ہونے والا تھا۔۔۔

نویرہ دبے پاؤں چلتی اس بلڈنگ میں داخل ہوئی تھی۔۔وہاں باہر کوئی بھی گارڈ موجود نہیں تھے۔۔۔

"خانوں کی اس زمین پر ہمارا کارخانہ بننے کا کام کل سے شروع ہو جائے گا۔۔۔شاہ سائیں آپ کے حکم کے مطابق خان حویلی یا ان کے مزاروں میں سے کسی نے بھی وہاں آکر اگر کام کو روکنے کی کوشش کی تو ان کو وہیں پر گولی ماردی جائے گی۔۔ہماری طرف سے ان لوگوں کو کسی قسم کی کوئی مہلت نہیں ملے گی۔۔۔"

سرفراز گیلانی بول رہا تھا۔۔جبکہ نویرہ کا دل چاہا تھا اس کا مکروہ چہرا نوچ لے جو اس کے خاندان والوں اور غریب مزاروں کے لیے اتنی گھٹیا پلاننگ کر رہے تھے۔۔۔

اور جس شاہ سائیں کے حکم سے ہو رہا تھا۔۔۔ اسے پر تو نویرہ کا دماغ شدید خراب ہو چکا تھا۔۔۔ آج یہ شخص اس کے ہاتھوں بچنے والا نہیں تھا۔۔

اپنی نفرت میں وہ اس حد تک جا سکتا تھا نویرہ کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

"الیکشن میں بہت کم دن رہ گئے ہیں۔۔۔ زاراب نیازی کی پارٹی کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ اس کی خلاف اتنے سکینڈلز اور کیسسز چلانے کے باوجود وہ اب بھی ٹاپ پر ہے۔۔ لوگ بہت محبت کرتے ہیں اس سے۔۔۔ اگر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی گئی تو اس صورت میں بھی فایدہ اس پارٹی کو ہونا ہے۔۔"

شہروز گیلانی پورے دو مہینوں کے بعد بستر سے اٹھا تھا۔۔ زاراب نیازی نے اس کو جس طرح سے پیٹا تھا اس اذیت کا بدلہ تو اس نے اب لینا ہی تھا۔۔۔

مگر سلطان شاہ اسے میرب پر حملہ کرنے کی اجازت ہی نہیں دے رہا تھا۔۔

وہ عورتوں کو استعمال کرنے کے سخت خلاف تھا۔۔ شہروز گیلانی اب سلطان کی مرضی کے خلاف جا کر اپنا کام کرنے والا تھا۔۔

گیلانی ہمیشہ سے جانتے تھے کہ وہ اکیلے خانوں سے لڑنے پانے کے لیے بہت کمزور ہیں۔۔۔ پہلے انہوں نے راجپوتوں کو اپنے ساتھ شامل کیے رکھا تھا۔۔ مگر پھر حسین راجپوت کے خانوں کی جانب جھکاؤ کو دیکھ کر سرفراز گیلانی نے سلطان شاہ کا سہارا لیا تھا۔۔

سلطان شاہ کو بھی اور کیا چاہیے تھا۔۔ اسے تو ان سب دشمنوں کو آپس میں لڑوا کر اور تباہ کر کے ہی سکون ملنا تھا۔۔ جیسے اسے برباد کیا گیا تھا۔۔

وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اس کے بھائی بھابھی کا قاتل کون تھا۔۔۔ مگر ابھی وہ اس شخص کو سزا نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ خود پوری دنیا کے سامنے اس کے منہ سے اگلوا کر اسے وہ سزا دینا چاہتا تھا۔۔ جو سب لوگوں کے لیے عبرت ناک بن سکے۔۔۔

نویرہ خاموشی سے ان کی باتیں سنتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

سلطان آخر یہ سب کیوں کر رہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔ سلطان شاہ کی نظریں کھڑکی سے ہٹتے رنگین پلو پر پڑ چکی تھی۔۔

جس کے اگلے ہی لمحے وہ اپنی پیشانی مسلتا فکر مندی سے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔ اسے لگا تھا نویرہ سو چکی ہو گئی۔۔ مگر وہ اس کے پیچھے یہاں تک آ گئی تھی۔۔ سلطان کو اپنی بے وقوفی پر غصہ آیا تھا۔۔۔

نویرہ نے روم میں آتے ساتھ فیروز کا نمبر ملایا تھا۔۔ اور وہاں سنی ساری بات فیروز کو بتادی تھی۔۔

"آپ فکر مت کریں۔۔ ہم سب دیکھ لیں گے۔ ہمارے دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔"

فیروز اسے تسلی دیتے بولا تھا۔۔ اس نے جیسے ہی فیروز سے بات کر کے فون رکھا۔۔ اسی لمحے سلطان روم میں داخل ہوا تھا۔۔ نویرہ اسے پوری طرح

سے اگنور کرتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔جب سلطان اس کے راستے میں آتا اسے روک گیا تھا۔۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک۔۔۔؟"

نویرہ اس کے ایک دم سامنے آنے پر گڑبڑا گئی تھی۔۔وہ سلطان کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ ابھی ٹھنڈ سے آئی تھی۔۔اس کی نوز ٹھنڈ سے لال ہو چکی تھی۔۔

ہاتھ ہولے ہولے لرز رہے تھے۔۔اس نے ابھی بھی خود کو شال میں لپیٹ رکھا تھا۔

"سونے لگی ہوں۔۔۔"

نویرہ اس کے پاس سے جانے لگی تھی۔۔ جب سلطان نے اس کی شال کو اپنی مٹھی میں مقید کرتے اسے اپنی جانب کھینچتے اس کے یخ بستہ وجود کو اپنے بانہوں میں قید کیا تھا۔۔

"میرے بغیر نیند آجائے گی۔۔۔"

سلطان شاہ اب اس کا عادی ہو چکا تھا۔۔ نویرہ کے بغیر اسے واقعی نیند نہیں آتی تھی اب۔۔۔

نویرہ اس سے شدید غصہ تھی۔۔ مگر اس شخص کی وارفتگیاں اور محبت کی مہک ہر بار اس کا دل نرم کر جاتی تھی۔۔

"اپنی دوسری بیوی کے پاس جاؤ سلطان۔۔ بہت اچھے سے سلائے گی تمہیں۔۔۔۔"

نویرہ اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

وہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔۔

جبکہ سلطان اس کے اس طعنے پر اپنا چھت پھاڑ قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"مجھے صرف اپنی اس لاڈلی بیوی کے پاس سونے کی عادت ہے۔۔۔"

سلطان شاہ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔ جو اس پر اپنی بے پناہ محبت ظاہر کرتی اس کے حوالے سے اتنی بڑی بات سامنے آنے کے باوجود اس سے دور نہیں جا پائی تھی۔۔

اسے شاید اب بھی ایک امید تھی کہ سلطان شاہ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔۔ سلطان شاہ اسی بات پر بے پناہ خوش تھا۔۔۔

"جھوٹ مت بولو سلطان شاہ۔۔۔"

نویرہ کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔

"تمہاری قسم۔۔سچ کہہ رہاہوں۔۔۔"

سلطان اس کی شال سر کاتا اپنا پسندیدہ نشان ڈھونڈنے لگا تھا۔۔ جیسے اتنے دنوں سے نہیں چھوا تھا اس نے۔۔ ایک تشنگی سی رہ جاتی تھی اس کے اندر۔۔ جب وہ نویرہ کے کندھے پر لکھے اپنے نام کو نہیں چھولیتا تھا۔۔

نویرہ اس شخص کا یہ جنون دیکھ لال ہوتی اپنی شال درست کر گئی تھی۔۔ جیسے ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ وہ اس نشان کو چھینے کا حق کھو چکا تھا اپنے دھوکے کی وجہ سے۔۔۔

سلطان نے نویرہ کی اس حرکت پر اپنی لال آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

نویرہ بھی سرد تاثرات کے ساتھ اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

"اس حرکت کی معافی نہیں ملے گی۔۔ سود سمیت حساب لوں گا۔۔ یاد رکھنا۔۔۔"

سلطان شاہ اس لڑکی کو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔ چاہے وہ اس کے سینے میں خنجر کھونپ دیتی۔۔ اس لیے ابھی اس کی ایک ایک بے رخی وہ اپنے دل پر لکھ رہا تھا۔۔ جس کا وقت آنے پر بہت اچھے سے حساب کرنے کا ارادہ تھا اس کا۔۔۔

سلطان شاہ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔۔ اب ساری رات اس نے سیگریٹ پھونکنے تھے۔۔ جبکہ نویرہ غصے بھرے انداز میں اس شخص کو وہاں سے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تت تم میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو۔۔۔"

حانم کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ ایک ایماندار پولیس والا اس گینگسٹر کے ساتھ مل کر کام کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔ صرف اس کی خاطر وہ اپنا پورا کیریئر داؤ پر لگانے والا تھا۔۔ حانم کی آنکھوں میں جگنوں روشن ہوئے تھے۔

مرجھائے ہوئے چہرے پر زندگی کی تازگی لوٹ آئی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔ اگر تم زندگی میں کسی بھی مقام پر میرا ساتھ نہ چھوڑنے کا وعدہ کرو تو میں تمہارا ساتھ مرتے دم تک دینے کو تیار ہوں۔۔ لیکن اگر تم نے آج کی طرح خود کو خطرے میں ڈالنے کی کوشش کی تو سب سے پہلے میری بندوق کی گولی تمہارا کام تمام کرے گی۔۔۔"

فیروز کس حال میں یہاں تک پہنچا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔

"نن نہیں۔۔ تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گی۔۔ مگر یہ مت سمجھنا کہ مجھے تم سے محبت ہے۔۔۔ تم خود ہاتھ بڑھا رہے ہو تو مجھے ٹھکرانا پسند نہیں ہے۔۔اس لیے تھام رہی ہوں۔۔۔"

حانم کو آج تک زندگی میں کسی نے قبول نہیں کیا تھا۔۔ اسے ٹھکرایا گیا تھا۔۔۔ اس کی شناخت اور پہچان کی وجہ سے۔۔ یہ پہلا شخص تھا جو اس کو سب کچھ جانتے ہوئے بھی قبول کر رہا تھا۔۔

وہ اسے گرفتار کر کے اپنے کیریئر کو اونچائیوں پر پہنچا سکتا تھا۔۔ مگر اس شخص نے اسے اپنے دل میں قید کر کے نہ صرف بے پناہ محبت کا ثبوت دیا تھا۔۔ بلکہ اپنے پروفیشن کے ساتھ بھی ایمانداری دکھائی تھی۔۔ جو وہ اب اصل مجرم قانون کے سامنے بے نقاب کر کے حانم شاہ کی پوزیشن بالکل کلیئر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

"بہت احسان مند ہوں آپ کا مادام۔۔۔"

فیروز جھک کر اس کے گالوں کو چوم گیا تھا۔۔۔اس کی ٹھوڑی پر چمکتے حسین تلو کو ہونٹوں سے چھوتا وہ اپنے دل کو قرار پہنچانے لگا تھا۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی کسی سے محبت کرے گا۔۔اپنے ماں باپ کی محبت کا انجام جان کر اسے محبت نام سے نفرت ہوگئی تھی۔۔ مگر حانم شاہ نے اس کی نفرت کو قائم نہیں رہنے دیا تھا۔۔

اپنی بے باک اداؤں سے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔۔

ہمیشہ بے باکی کا مظاہرہ کرنے والی حانم شاہ آج انتہائی شرافت سے کھڑی اس کی وارفتگیوں پر اپنی سانسوں کو بے قابو ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔

"مجھے پہلے والی حانم شاہ چاہیے۔۔۔جو فیروز نیازی کو شریف سمجھ کر اسے اپنے اداؤں سے گھائل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔"

حانم کے بالوں میں ہاتھ پھنسائے وہ اس کا چہرا اپنے سامنے کرتے بولتا حانم کو شرم سے لال کر گیا تھا۔۔

اس نے اب تک واقعی بہت بے شرمی دکھائی تھی۔۔ مگر اس شخص کو شریف سمجھنے کے دھوکے میں۔۔

"وہ بے باکی صرف میرے شریف ایس پی کے لیے تھی۔۔۔"

حانم نے آنکھیں سختی سے میچے اپنی بے قابو ہوتی سانسوں کے ساتھ اقرار کیا تھا۔۔

جس کے جواب میں اسے فیروز کا قہقہ سنائی دیا تھا۔۔وہ دونوں بھول چکے تھے کہ وہ اس وقت اپنے بیڈ روم میں نہیں۔۔بلکہ سنسان ویران جنگل کے بیچوں بیچ کھڑے تھے۔۔

"میں شریف بننے کو تیار ہوں۔۔اس دلفریب بے باکی کے آگے۔۔۔"

فیروز نیازی کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔۔۔حانم شرم سے کانپ اٹھی تھی۔۔

فیروز اس کے چہرے پر جھکتا اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھ گیا تھا۔۔۔

"مجھے بہت بے قرار کیا ہے تم نے۔۔اپنے نجانے کتنے روپ دکھا کر۔۔۔"

آنکھوں سے نیچے کا فاصلہ ہونٹوں کے راستے طے کرتے وہ حانم کو لرزنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔ یہ شخص اس خطرناک گینگسٹر کو اپنی قربت سے بے حال کر دیتا تھا۔۔

مگر حانم سمجھ چکی تھی کہ یہ قربت اس کی ڈوز تھی۔۔ جو اسے طاقت ور بناتی تھی۔۔۔ اس شخص کے بغیر وہ اتنی ہی کمزور تھی۔۔ جتنی کچھ دیر پہلے وہ جہانزیب اور اس کے آدمیوں کے سامنے ہوئی تھی۔۔۔

"فیروز۔۔۔"

اس کی چھوٹی سے ستواں ناک کو اپنے لمس سے لال کرتا وہ بے قراری کے ساتھ حانم کے ہونٹوں پر جھکنے ہی والا تھا۔۔ جب وہ گھبراہٹ کے عالم میں اپنا کانپتا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھ گئی تھی۔۔

"اب یہ دوری ممکن نہیں ہے۔۔۔ان شیریں لبوں نے بہت بے قرار کیا ہے۔۔ آج تم اپنے اس شریف ایس پی کو ان کا میٹھا جام پینے سے نہیں روک پاؤ گی۔۔"

وہ شخص شرافت کی دھجیاں اڑاتا اپنے بے باک الفاظ سے حانم کے کانوں سے دھواں نکال گیا تھا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے باقی کی کسر اس کے ہونٹوں کی بے باک گستاخیوں نے پوری کر دی تھی۔۔۔

حانم کی آنکھوں کی پتلیاں ایک دم سے سکڑ گئی تھیں۔۔فیروز اسے اپنے مضبوط بانہوں میں اٹھائے اپنے مقابل لاتا اس لڑکی کو اپنی دیوانگی اور محبت کا یقین دلانے لگا تھا۔۔۔ دھیرے دھیرے اس کے اندر اپنی محبت انڈیلتا وہ اپنے ساتھ ساتھ اس کی بھی زندگی بھر کی تشنگی دور کر رہا تھا۔۔

ان دنوں کو ہی ہر مقام پر دنیا والوں نے ٹھکرایا تھا۔۔ مگر اب وہ ایک دوسرے کا سہارا بن کر دنیا کو ٹکر دینے والے تھے۔۔

حانم اس شخص کی وارفتگیوں پر رکتی سانسوں کے ساتھ اپنے نم آلود آنکھیں میچ گئی تھی۔۔

اب وہ ایسے ہی زندگی بھر آنکھیں بند کر کے اس شخص کی ہر بات ماننے کا عہد کر گئی تھی خود سے۔۔۔ جس نے اس کا ہاتھ اس کی زندگی کے سب سے کمزور لمحے میں تھاما تھا۔۔۔

وہ شخص اس کی سانسوں پر قابض ہوتا اس کے چہرے اور گردن کے ایک ایک حصے پر اپنا نقش چھوڑتا حانم شاہ کے حواس چھین گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

میرب شاہنور سے مل کر اسے ہنستا مسکراتا دیکھ بہت خوش تھی۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس کی معصوم بہن ارشیان خان نیازی جیسے ٹف بندے کے ساتھ اتنی خوش رہے گی۔۔۔ہاں وہ اس شخص کی ایک نگاہ بھی خود پر اٹھتے دیکھ سہم ضرور جاتی تھی۔۔

مگر اس کی گلابی رنگت اور چمکتی آنکھیں اس کی محبت اور بے پناہ خوشی کا پتا دیتی تھیں۔۔میرب نے شاہنور کی بات راجپوت حویلی کی خواتین سے بھی کروادی تھی۔۔اسماء بیگم کا دل میرب کی اس عنایت پر تھوڑا نرم پڑا تھا۔۔مگر پوری طرح سے ابھی بھی صاف نہیں ہو پایا تھا۔۔

حویلی میں فیروز نیازی کی شادی کی بات چل رہی تھی۔۔جس کی وجہ سے سب لوگ حویلی میں ہی تھے۔۔

ایک جانب جہاں شادی کی ساری تیاریاں مکمل تھیں۔۔ وہیں دوسری جانب نوشی نے فیروز سے شادی سے انکار کر دیا تھا۔۔

یہ خبر کوئی چھوٹی خبر نہیں تھی۔۔

یعقوب نیازی نے اس کا سارا الزام فیروز پر ڈال دیا تھا۔۔ کہ اس نے نوشی کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔۔ اور وہ خود سلطان شاہ کی بھتیجی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔۔

"فیروز نیازی تم تو ہم سے بھی بڑے پلانر نکلے۔۔"

ارشیان نے اسے چھیڑا تھا۔۔

"محبت انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔۔۔ اس لائن کو حقیقت کا رنگ چڑھتے آج دیکھ رہا ہوں۔۔۔"

زاراب نیازی چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتے بولا تھا۔۔

جبکہ کوثر بیگم اور ہاجرہ بیگم نے مسرور سے انداز میں ان تینوں کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کافی زیادہ خوش لگ رہے تھے۔۔۔ ان تینوں کو اس طرح کبھی نہیں دیکھا تھا انہوں نے۔۔

"ماشاءاللہ نظر بد سے بچائے۔۔۔"

کوثر بیگم آگے بڑھتی ان تینوں کی نظر اتار گئی تھیں۔۔ فیروز ہمیشہ سے اپنی ماں کی خواہش پر عمل کرنا چاہتا تھا۔۔ اسے نوشی سے شادی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

مگر کچھ عرصہ پہلے اسے ملازمین سے پتا چلا تھا کہ نوشی اپنے کسی کلاس فیلو میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔

کوثر بیگم کو انوالو کرنے پر اسے پتا چلا تھا کہ نوشی کو فیروز جیسے غصیلے اور سخت گیر انسان سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔ وہ اس کے ساتھ پوری لائف نہیں گزار سکتی تھی۔۔ جو بات تک نہیں کرتا تھا۔۔ وہ اپنے کلاس فیلو کو پسند کرتی تھی اور اسی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔

فیروز نے اسفند نیازی اور زاراب نیازی کی مدد سے نوشی کے والد فرقان نیازی کو اس رشتے کے لیے نہ صرف منایا تھا بلکہ آج نوشی اور فیروز کی جگہ نوشی کی زوہیب کے ساتھ رخصتی کی جارہی تھی۔۔

فیروز نیازی بہت کی وسیع سوچ کا مالک تھا اس نے اس بات کو انا کا مسئلہ بنائے بغیر خود نوشی کے لیے ساری راہیں ہموار کر دی تھیں۔۔ جس کے نتیجے میں انعام کے طور پر اللہ نے اسے حانم شاہ کی بے لوث محبت سے نواز دیا تھا۔۔۔

یعقوب نیازی نے آج تک حویلی کا نظام اپنی مرضی سے چلایا تھا۔۔ مگر اب سب کچھ اس سے الٹ ہی ہو رہا تھا۔۔ ان کے پوتے ان کی روایات کو فالو تو کر رہے تھے مگر اپنے انداز میں۔۔ جو یعقوب نیازی کو بالکل خاموش کروا گیا تھا۔۔

اب یہ خاموشی کونسا طوفان لانے والی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب کی نگاہیں بے قراری سے میرب کو تلاش رہی تھیں۔۔ جو اسے صبح سے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی۔۔ وہ اب میرب راجپوت کو اپنے آگے پیچھے دیکھنے کا عادی ہو چکا تھا۔۔۔ اس لیے آج نہ دیکھنے پر اس کے اندر بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ ہر جانب گہما گہمی تھی۔۔

وہ سب گھر کے افراد ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے۔۔ کچھ دیر پہلے یعقوب نیازی بھی وہاں آئے تھے۔۔ جو ان تینوں کو واضح طور پر اگنور کیے ہوئے تھے۔۔ ان تینوں نے نہایت ہی احترام سے سلام کرنے کے بعد یعقوب نیازی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ بھی اپنی جگہ ان سے خفا تھے۔۔

جب اسی لمحے میرب ملازمین کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔۔ مہرون رنگ کے شیفون کے ہلکے کامدار جوڑے میں وہ نک سک سے تیار دوپٹے کو سلیقے سے سر پر سجائے سعادت مند بہو بنی سب کو چائے صرف کرتی زاراب نیازی کا چین و سکون چھین گئی تھی۔۔

وہ صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا یک ٹک اسے تکے گیا تھا۔۔

میرب ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے سب لوگوں کو بہت محبت کے ساتھ

چائے دے رہی تھی۔۔ ملازمہ ٹرے اٹھائے اس کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔۔

جب یعقوب نیازی کو دیکھ میرب نے گھبرا کر زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس گھر میں اس خان حویلی میں اس سے سب سے زیادہ نفرت یعقوب نیازی کی کرتے تھے۔۔ میرب کو ڈر تھا کہ کہیں وہ بھری محفل میں اسے بے عزت نہ کر دیں۔۔ کیونکہ ایک وہی تھے جن سے میرب کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔

زاراب نے آنکھوں سے میرب کو انہیں چائے دینے کا اشارہ کیا تھا۔۔ سب لوگوں کی نظریں میرب اور زاراب پر تھیں۔۔ وہ جو پوری دنیا کے سامنے ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔۔ ان کا آنکھوں کی اشاروں سے ایک دوسرے کی بات سمجھنا وہاں موجود سب لوگوں کو حیران کرنے

کے ساتھ ان کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔ بہت اچھے سے بے وقوف بنایا تھا انہوں نے سب کو۔۔

زاراب کے کہنے پر میرب بغیر کسی بھی قسم کے نتائج کی پرواہ کیے اثبات میں سر ہلاتی چائے کا کپ اٹھائے یعقوب نیازی کی جانب بڑھا گئی تھی۔۔

اسے لگا تھا جتنی نفرت وہ اس سے کرتے تھے ضرور چائے اٹھا کر پھینک دیں گے۔۔۔ مگر حیرت انگیز طور پر نہ صرف انہوں نے اس سے چائے تھام لی تھی۔۔ بلکہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے دعا بھی دی تھی۔۔

میرب کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی ہونق بنے زاراب نیازی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو وارفتگی بھری نگاہوں سے میرب کی جانب دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔ اسے اپنی بیوی کی عزت کروانا اچھے سے آتا تھا۔۔

میرب اب کی بار دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی جانب بڑھی تھی۔۔اس نے جیسے ہی زاراب کو چائے کا مگ تھمایا وہ چائے کے ساتھ ساتھ اس کا ہاتھ تھامے اسے اپنے مقابل بیٹھا گیا تھا۔۔آج تک خان حویلی میں کسی نے اپنی بیوی کو اتنی عزت سے نہیں نوازا تھا۔۔جتنا وہ شخص دے رہا تھا۔۔۔

وہاں بیٹھے فرمان نیازی اپنے ماضی کے کچھ دردناک لمحے یاد کرتے اپنی نگاہیں جھکا گئے تھے۔۔جس میں اپنی بیوی کو ایسے ہی عزت اور ویلیو دینے کے بجائے انہوں نے اسے خود سے زیادہ پڑھا لکھا جان کر بزدلانہ انداز میں اسے دبانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

میرب راجپوت سیاست سے تعلق رکھنے والی اس نے ٹکر کی لڑکی تھی۔۔جو مخالف پارٹی سے ہونے کے باوجود زاراب نیازی اسے اپنے سر کا تاج بنا کر رکھ رہا تھا اس حویلی میں۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان نیازی فارم ہاؤس پر گیا ہوا تھا۔۔ جس کی وجہ سے شاہنور بہت ہی ریلیکس انداز میں پورے کمرے میں اپنے کپڑے اور جیولری پھیلائے شام کو ہونے والی شادی کی تقریب کی تیاری میں مصروف تھی۔۔

وہ ابھی شاور لے کر آئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس نے بالوں کا ٹاول میں لپیٹ رکھا تھا۔۔ دوپٹہ واش روم میں ہی کہیں چھوٹ گیا تھا۔۔ جبکہ کریم کلر کے گیلے لباس میں اس کے حسین سراپے کی رعنائیاں بہت ہی دلفریب لگ رہی تھیں۔۔ اپنے اس قیامت خیز حسن سے انجان وہ اسی کشمکش میں مبتلا تھی کہ وہ کونسا لباس پہنے۔۔۔ ارشیان کو کونسا کلر اور لباس پسند آئے گا۔۔۔

کوثر بیگم نے اس کے لیے یہ ڈھیر سارے ڈریسز بھیجے تھے۔۔ کچھ ڈریسز پہلے سے کی وارڈروب میں ہینگ تھے۔۔ جو ارشیان نیازی کی پسند کے ہی تھے مگر وہ فنکشن کی مناسبت سے نہیں تھے۔۔ شاہنور کا زخم اب کافی حد تک بھر گیا تھا۔۔ ارشیان نیازی نے اتنے دن جس طرح اس کا خیال رکھا تھا۔۔ زرا زرا سی بات پر احتیاط کی تھی۔۔ اس کا ٹھیک ہونا بنتا ہی تھا۔۔۔

"کونسا پہنوں۔۔؟؟ ان سے کیسے پوچھوں کے انہیں کیا پسند ہے ان میں سے۔۔۔ ایک تو آج ہی جانا تھا باہر۔۔ سب لوگ گھر پر ہیں۔۔۔"

شاہنور کنفیوز تھی۔۔ میرب سے بھی آئیڈیا نہیں لے سکتی تھی۔۔ کیونکہ اسے بھی تو ارشیان کی پسند کا کچھ پتا نہیں تھا۔۔

شاہنور نے بیڈ پر سارے ڈریسز پھیلا رکھے تھے۔۔ڈریسنگ ٹیبل اور صوفے پر ساری جیولری کے ڈبے کھلے پڑے تھے۔۔

جبکہ باقی جوتوں کے ڈبوں کا ڈھیر زمین پر لگا ہوا تھا۔۔۔ارشیان خان نیازی جسے اپنا روم بہت ہی زیادہ نفاست اور ہر شے اس کی جگہ پر دیکھنے کی عادت تھی۔۔۔اس کی نورے صاحبہ اس کے روم کی یہ حالت کیے ہو گی اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔

شاہنور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔جہاں اس نے ایک بہت ہی خوبصورت نگینوں کا سیٹ اٹھا کر اپنی گردن پر رکھا تھا۔۔۔

جو اس کے صاف شفاف حسین چہرے پر بہت زیادہ جچ رہا تھا۔۔۔وہ اپنے دھیان میں کھڑی تھی۔۔جب اس کے کانوں میں ارشیان نیازی کی غصے سے بھری آواز ٹکرائی تھی۔۔

وہ نگینوں سے سجا خوبصورت سیٹ اس کے صاف شفاف حسین چہرے پر بہت زیادہ جچ رہا تھا۔۔۔وہ اپنے دھیان میں کھڑی تھی۔۔جب اس کے کانوں میں ارشیان نیازی کی غصے سے بھری آواز ٹکرائی تھی۔۔

وہ فون پر بات کرتا کسی پر غصے میں دھاڑ رہا تھا۔اس کی آواز اتنی اونچی اور غضبناک تھی کہ شاہنور سہم گئی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ سے وہ ہار چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

چہرا ایک دم زرد ہوا تھا۔۔۔ ارشیان جو غصے کی انتہا پر پہنچتا کچھ سیکنڈز کے لیے یہ بھول گیا تھا کہ اس کمرے میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔۔۔ اور اس نازک جان پر اس شخص کا یہ غصہ کس قدر بھاری پڑ سکتا ہے۔۔

ارشیان نیازی جب غصے میں ہوتا تھا تو اس کے سامنے ٹک پانا بہت مشکل ہو جاتا تھا۔۔

اس کا غصہ اس وقت تک ختم نہیں ہوتا تھا جب تک وہ پوری طرح سے نکال نہ دے۔۔ اندر آتے اس کی نظر اپنے بکھرے روم پر پڑی۔۔۔ اس کے تاثرات مزید خطرناک ہوئے تھے۔۔

"یہ کیا بے ہودگی پھیلا رکھی ہے میرے روم میں۔۔ کس نے کیا ہے یہ سب۔۔۔؟؟"

ارشیان نیازی غصے میں اپنی حواسوں پر کنٹرول بالکل کھو دیتا تھا۔۔ وہ پہلے ہی کافی زیادہ غصے میں اندر داخل ہوا تھا۔۔ اور آگے سے یہ بکھیڑا دیکھ اس کا دماغ شوٹ کر گیا تھا۔۔ اس کے یہ الفاظ شاہنور کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے۔۔

وہ ساکت سی اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی تھی۔۔

شدید غصے کے عالم میں بپھرا شیر بن کر دھاڑتا وہ جیسے ہی پلٹا جب اچانک اس کی نظر کونے میں کھڑی سہمی اپنی زندگی پر پڑی تھی۔۔ اور اس کے لیے ہر شے تھم سی گئی تھی۔۔۔

وہ جو غصے سے بپھر رہا تھا سب کچھ ایک دم ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔۔ آج تک ارشیان خان نیازی کا غصہ اتنی آسانی سے نہیں گیا تھا۔۔ جتنا اس وقت ہوا تھا اس کے ساتھ۔۔

"نورے۔۔۔ اوہ شٹ۔۔"

شاہنور کے تاثرات سے وہ اچھی طرح اپنے لفظوں کے غلط ہونے کا اندازہ لگا گیا تھا۔۔

گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے وہ کال کاٹ کر موبائل پاکٹ میں رکھتا شاہنور کی جانب بڑھا تھا۔۔ جو اس وقت اس سے کافی زیادہ خوفزدہ نظر آرہی تھی۔۔ اپنے خان کو اس حالت میں دیکھنا بھول چکی تھی وہ۔۔۔ اس کا غصہ شاہنور کی جان نکال دیتا تھا۔۔

اور جو الفاظ اس کی چیزوں کو دیکھ کر ارشیان کے ہونٹوں سے نکلے تھے وہ شاہنور کو بہت ہرٹ کر چکے تھے۔۔وہ ارشیان کے قریب آنے پر نروٹھے انداز میں اسے صاف اگنور کرتی وہاں سے ہٹنے لگی تھی جب ارشیان اس کی کلائی تھام کر روک چکا تھا۔۔

"نورے میری بات سنیں۔۔۔میں غصے میں تھا مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔۔"

بنا کسی بات کا لحاظ کیے اپنے کڑوے الفاظ سے مقابل کا منہ توڑ کر رکھ دینے والا ارشیان نیازی اپنی نازک سی بیوی کو منانے کے لیے لفظوں کا چناؤ کرتا اس لمحے بے پناہ حسین لگا تھا۔۔۔

وہ اس وقت کریم کلر کے لباس میں ملبوس دونوں سلیوز کہنیوں تک فولڈ کیے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ اس کے مقابل

کھڑا اپنی حرکت پر پیشمان ساشاہنور کو سیدھا اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا تھا۔۔

اس شخص کے معاملے میں اس کا دل بالکل بھی پتھر نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ چاہے وہ کچھ بھی کرتا۔۔ مگر وہ اس کا یہ خطرناک غصہ کم کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔ جو اس کے خان کے لیے سب سے زیادہ نقصان کا باعث تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب ارشیان نیازی تو اس کے اس نکھرے نکھرے دلفریب روپ کو دیکھ کہیں اور دیکھنے کے قابل ہی نہیں بچا تھا۔۔۔ اس کے وجود کے حسین خدوخال نمایاں ہوتے ارشیان کی سانسیں روک گئے تھے۔۔ ٹاول میں موجود اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا قطرہ قطرہ شاہنور کی کمر کو بھگوتا ارشیان نیازی کی سانسیں بوجھل کر گیا تھا۔۔

اس لڑکی کو اب تک اس کی خراب طبیعت کی وجہ سے بہت مہلت ملی تھی۔۔ مگر اب ارشیان کو لگ رہا تھا کہ اپنے بھڑکتے جذبات پر قابو رکھ پانا بہت مشکل ہونے والا تھا۔۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی خان سائیں۔۔۔۔"

شاہنور اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتی ارشیان کی جانب سے رخ موڑتی اس کی گرفت سے اپنے کلائی آزاد کروانے لگی تھی۔۔

"نورے میں غلطی پر تھا مان رہا ہوں۔۔۔"

جس شخص سے کسی کا باپ بھی اپنی غلطی نہیں منوا سکتا تھا وہ اس دھان پان سی لڑکی کے آگے چٹکیوں میں مان گیا تھا۔۔ ارشیان نیازی نے اسے بتایا تھا کہ وہ منانے کے معاملے میں بالکل اناڑی ہے۔۔۔ اسے نخرے اٹھانا اور

راضی کرنا نہیں آتا تھا۔۔ مگر شاہنور راجپوت کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ اس شخص کو یہ سب کچھ سکھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

"نہیں آپ غصہ کریں۔۔ اور کسی دن اسی غصے میں بھول جائیے گا کہ میں کون ہوں۔۔ جیسے آج میری سامان کو بے ہودگی بولا۔۔ آپ رہیں یہاں اکیلے۔۔ مجھے اس روم میں رہنا ہی نہیں ہے۔۔"

شاہنور کی ناراضگی عروج پر تھی۔۔ وہ ارشیان کی گرفت سے خود کو نکال کر جانے ہی لگی تھی جب ارشیان کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔

ایک تو وہ اس لاپرواہ حلیے میں اس کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔۔ اوپر سے اس کے کہ نخرے۔۔۔ ارشیان نیازی اس سے زیادہ ضبط نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ اس کی نازک کمر میں اپنا بازو حمائل کرتا شاہنور کو اپنے جانب کھینچ چکا تھا۔۔اس جھٹکے کے نتیجے میں شاہنور کی بالوں سے ٹاول نکل کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔

اس کی نم آلود سیاہ زلفیں ارشیان نیازی کے گرد بکھر گئی تھیں۔۔جن سے اٹھتی دلفریب مہک میں اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"ارشیان نیازی اپنی نورے کو بھول جائے وہ دن کبھی نہیں آسکتا۔۔مگر آپ کی یہ جو خطرناک ادائیں ہیں یہ ہمیں ہمارا سب کچھ بھلا دیں گی۔۔۔"

اس کے گیلے بالوں میں اپنا چہرا چھپائے ارشیان شاہنور کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھتا اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑا گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں یہ ساری فائلز ریڈ کر چکی ہوں۔۔۔اس سب میں کچھ ایسا نہیں ہے جو ہمارے لیے کارآمد ثابت ہو۔۔۔اگر زاراب نیازی کا کل کا جلسہ کامیاب رہا تو ہماری پارٹی بہت پیچھے رہ جائے گی۔۔ہمیں کل کے دن اپنی پارٹی کا جلسہ رکھنا ہو گا۔۔"

میرب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی فون پر بات کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تیاری میں بھی مصروف تھی۔۔کل سے اسے اپنے کام پر واپس لوٹنا تھا۔۔۔الیکشن بہت زیادہ قریب تھے۔۔اور ان کی پارٹی پیچھے سے پیچھے ہی جارہی تھی۔۔

زاراب نیازی عروج پر تھا۔۔وہ دو دشمن ایک ہو چکے تھے مگر کام اب بھی الگ تھا۔۔یا پھر شاید وہ ایسا صرف ظاہر کر رہے تھے۔۔ان دونوں کی پلاننگ کبھی کبھی ان دونوں کے لیے بھی ایک معمہ ہی ہوتی تھی۔۔

میرب اتنی مگن تھی کہ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کب زاراب روم میں آکر صوفے پر براجمان ہوتا اپنی جانی دشمن کی اپنے خلاف پلاننگ سن رہا تھا۔۔

میرب نئی نویلی دلہن ہونے کی وجہ سے کوثر بیگم کی خواہش کے مطابق اس وقت ہیوی لباس میں ملبوس تھی۔۔اس نے بلیک کلر کا لہنگا پہن رکھا تھا۔۔۔ وہ انڈین سٹائل کا بڑے سے گھیرے والا بہت خوبصورت لہنگا تھا۔۔

جو فل ستاروں اور سیاہ موتیوں سے مزین میرب کے دودھیا وجود پر سجا آنکھوں کو خیرا کر رہا تھا۔۔میرب راجپوت کے دلکش سراپے پر اس لہنگے کی قدر و قیمت مزید بڑھ گئی تھی۔۔یہ زاراب نیازی کا خیال تھا۔۔

اس لہنگے میں صرف ایک نقص تھا کہ اس کے بلاؤز کی بہت ساری ڈوریاں لگائی گئی تھیں۔۔۔ جن سے اس بلاؤز کی فٹنگ کی جانی تھی۔۔ میرب وہ لباس پہن تو چکی تھی مگر اب یہ ڈوریاں بند کرنا اس کے لیے ناممکن ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے ایک دو ڈوریاں باندھ کر اس بلاؤز کو تھوڑا سا اوپر ٹکا رکھا تھا۔۔ وہ اس کام کے لیے یہاں مدد کے لیے کس کو بلاتی اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ اوپر سے بار بار آتی پارٹی والوں کی کالز نے اسے الگ پاگل کر رکھا تھا۔۔

جیسے ہی زاراب نے اپنے جلسے کا اعلان کیا تھا۔۔ اس وقت سے اس کے مخالفین میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔۔ اس شخص کی ان دونوں پہلے سے بھی دو گنا مقبولیت ان سب کی دلوں پر اپنے ہارنے کا خوف کئی گنا بڑھا گئی تھی۔۔

زاراب نیازی کی نگاہیں میرب کی دودھیا کمر پر تھیں۔۔۔جو اس کے سینے میں دھڑکنوں کو بے ترتیب کر گئی تھیں۔۔۔

آج اسے سیگریٹ بھی بے مزا لگا تھا۔۔اس کا نشہ اس کے پاس تھا پھر ان معصنوعی نشوں کی کیا ضرورت تھی۔۔

"اگر ان بے وقوفوں کے ساتھ دماغ کھپانے کے بجائے مجھ سے مذاکرات کرو تو کیا پتا میں اپنا جلسہ کینسل کرنے پر مان جاؤں۔۔۔"

زاراب کی آواز پر میرب کو گہرا شاک لگا تھا۔۔صدمے کی حالت میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے مرر پر ابھرتی اس کی ساحرانہ شخصیت کو دیکھتے میرب کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

وہ روم میں کب آیا تھا۔۔ میرب کو جہاں تک یاد تھا اس نے روم کو اچھی طرح اندر سے لاک کیا تھا۔۔۔ میرب کو اپنی باتیں سننے سے زیادہ اپنے حلیے کا خیال کرتے پسینے چھوٹے تھے۔۔

زاراب نیازی کی خمار آلود پر شوق نگاہیں میرب کی جان نکال گئی تھیں۔۔۔

وہ ایکدم پلٹتی ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ موجود دیوار سے اپنی کمر ٹکا گئی تھی۔۔ جبکہ زاراب کو تو اس کا یہ رخ بھی دیوانہ بنا گیا تھا۔۔۔اس کے آگے کی جانب ایک طرف سینے پر گرے ہوئے تھے۔۔

لال لپسٹک آج بھی اس کے سہانے روک کو چار چاند لگا رہی تھی۔۔ اٹھتی گرتی گھنیری پلکیں اور سانسوں کا گہرا زیر و بم اس کے حسین وجود کے نشیب و فراز کو اجاگر کر رہا تھا۔۔

"تت تم یہاں کیسے آئے زاراب نیازی۔۔۔"

میرب اسے اپنے قریب پہنچتے دیکھ بمشکل بول پائی تھی۔۔

"ابھی اس پر تمہاری حکمرانی ہے مگر کچھ حد تک یہ کمرہ میرا بھی ہے۔۔۔اور تم میری بیوی ہو۔۔جو قسطوں میں مجھ جیسے مسکین انسان کو مارنے کی پلاننگ کیے بیٹھی ہو۔۔"

زاراب اسکے گرد دائیں بائیں اپنی ہتھیلیاں جماتا اسے پوری طرح اپنے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔وہ وہاں سے زرا بھی ہل نہیں پائی تھی۔۔۔

"مجھے لگا تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے۔۔۔"

اس کے حسین سراپے کو سر سے پیر تک بے باک نگاہیں سے دیکھتے زاراب کا اشارہ کس جانب تھا وہ سوچ کر ہی میرب کی ہتھیلیاں پسینے سے نہا گئی تھیں۔۔

زمین پر گرا اسکا موبائل زور و شور سے بج رہا تھا۔۔ مگر اس ساحر کے سحر میں جکڑی وہ یہ بھی فراموش کر گئی تھی کہ وہ کس سے اور کیا بات کر رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز جانم کا نمبر ڈائل کرتا ٹیرس پر آن کھڑا ہوا تھا۔۔ وہ کئی بار بول چکا تھا اسے کہ وہ خان حویلی آجائے۔۔ مگر وہ نجانے کیوں وہاں آنے سے انکاری اس کی بات کو رد کر رہی تھی۔۔ جس پر فیروز اس سے خفا ہونے کے باوجود اس کی خیریت دریافت کرنے کے لیے اسے کال کر رہا تھا۔۔

جب سے اس نے جہانزیب کو پکڑا تھا اس وقت سے ہشام پاگل ہوا پڑا تھا۔۔ وہ اپنے ہی گینگ کے اپنے وفادار لوگوں کو غدار سمجھ کر مار تا خود کو کمزور کر رہا تھا۔۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ سب لوگ حانم کے ساتھ مل چکے ہیں۔۔

اب ہشام حانم کو پکڑنے کے لیے بھی بھوکا بھیڑیا بنا ہوا تھا۔۔

اسی وجہ سے فیروز کو حانم کی فکر تھی۔۔ مگر وہ کب سے اس کی کال پک نہ کر کے فیروز کی فکر کو کئی گنا بڑھا گئی تھی۔۔

"حانم۔۔۔"

فیروز کا دل بے چین ہوا تھا۔۔۔ ابھی ہی تو اسے پایا تھا۔۔ اسے کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ ابھی اسی کشمکش میں تھا جب اچانک سے اس کے روم کی لائٹ آف ہوئی تھی۔۔۔ پوری حویلی میں لائٹ تھی صرف اس کے روم اور ٹیرس کی لائٹس آف ہوئی تھیں۔۔ جس کی وجہ سے وہاں گھپ اندھیرا چھا گیا تھا۔۔ باہر جلتی لائٹس کی وجہ سے کچھ حد تک منظر دیکھنے کے قابل ہو رہے تھے۔۔۔

جب فیروز کو اچانک سے کسی نے پیچھے سے دونوں ہاتھوں کو رسی کی مدد سے ٹیرس کی ریلنگ کے ساتھ باندھ دیا تھا۔۔ فیروز نے پلٹ کر اسے دیکھنا چاہا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔۔۔ فیروز موومنٹ نہیں کر رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنے اردگرد بکھرتی مہک سے یہ گستاخی کرنے والے کو پہچان چکا تھا۔۔

جو اسے پوری طرح سے بے بس کرنے کے بعد اب اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"کیسے ہو ایس پی۔۔۔؟؟"

اس کے پیروں پر اپنے ننگے پیر رکھتی وہ اس کی گردن پر اپنے ہونٹ رکھتی فیروز نیازی کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔وہ اسے تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھانے ہی لگا تھا۔۔ مگر اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کو محسوس کرتے وہ اس لڑکی کی چالاکی پر ہنس دیا تھا۔۔۔

"اس طرح تو بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔۔ میرے ہاتھ کھولو۔۔ پھر بتاتا ہوں کیسا ہوں میں۔۔۔؟"

فیروز نہ اسے دیکھ پا رہا تھا اور نہ چھو پا رہا تھا۔۔۔ اوپر سے وہ اس کا حال دریافت کر رہی تھی۔۔۔

فیروز کی بے چینی پر حانم شاہ کھکھلا اٹھی تھی۔۔

"تمہیں میرا یہ روپ پسند تھا تو اسی روپ میں تمہارے سامنے آئی ہوں۔۔۔ "

حانم اس کے بندھے ہاتھوں اور بند آنکھوں کی وجہ سے بہادر بنی ہوئی تھی۔۔ وہ اس کے دونوں پیروں پر اپنے پیر رکھے اسکی گردن میں اپنی نازک بانہیں حمائل کیے اسکی ٹھوڑی پر اپنے ہونٹ رکھ گئی تھی۔۔۔

اس کے وجود سے اٹھتی مہک فیروز کو پاگل کر رہی تھی۔۔ وہ حانم کو محسوس ہونے دیئے بغیر اپنے ہاتھ نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"ایک بار میرے ہاتھ کھول دو پھر تمہاری اس بہادری کو ضرور خراج تحسین پیش کروں گا۔۔۔"

فیروز اس کے یہاں آنے سے بہت زیادہ خوش تھا۔۔اسے صحیح سلامت اپنے سامنے دیکھ سکون میں آچکا تھا۔۔مگر یہ لڑکی جس طرح اسے تڑپا رہی تھی۔۔۔وہ برداشت کرنا بھی مشکل تھا۔۔

اس کی دھمکیاں حانم کے دھڑکنوں کو مزید پاگل کر گئی تھیں۔۔۔

"میرا دماغ اتنا بھی خراب نہیں ہے ایس پی۔۔۔اب مجھ جیسی سرپھری گینگسٹر کر بیوی کے روپ میں قبول کیا ہے تو یہ سب تو جھیلنا ہی پڑے گا۔۔ افسوس کی آج تم نیچے کا فنکشن انجوائے نہیں کر پاؤ گے۔۔مجھے تڑپایا تھا نا ایس پی اب تم بھی کچھ وقت کے لیے تڑپو۔۔۔"

"میرا دماغ اتنا بھی خراب نہیں ہے ایس پی۔۔۔ اب مجھ جیسی سرپھری گینگسٹر کر بیوی کے روپ میں قبول کیا ہے تو یہ سب تو جھیلنا ہی پڑے گا۔۔ افسوس کے آج تم نیچے کا فنکشن انجوائے نہیں کر پاؤ گے۔۔ مجھے تڑپایا تھا نا ایس پی اب تم بھی کچھ وقت کے لیے تڑپو۔۔۔"

حانم اس سے بدلہ لے رہی تھی کہ اس نے اسے نوشی کی کہیں اور شادی طے ہونے کا نہیں بتایا تھا۔۔۔ اور بہت مزے سے اس کی اپنے لیے تڑپ دیکھتا رہا تھا۔۔ اب وہ بھی یہی کر رہی تھی۔۔ اس نے فیروز کو اپنا حسین روپ دیکھنے ہی نہیں دیا تھا۔۔۔

"بہت غلط کر رہی ہو لڑکی۔۔۔ اپنی اس غلطی پر پچھتانا پڑ سکتا ہے۔۔"

فیروز نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔وہ مسلسل ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش میں تھا۔۔اس کی آنکھوں پر بندھی پٹی اسے زیادہ زچ کیے ہوئے تھی۔۔اس کی وجہ سے وہ حانم کو نہیں دیکھ پارہا تھا۔۔۔

مگر حانم اس کی تڑپ سے لطف اندوز ہوتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔اس کا رخ نیچے کی جانب تھا۔۔۔وہ پہلے ایک بار یہاں آچکی تھی۔۔اس لیے سب سے ابھی جان پہچان تھی۔۔

فیروز کی حالت یاد کرتے پوراوقت حانم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری رہی تھی۔۔

اسے نیچے آئے آدھا گھنٹہ ہوچکا تھا۔۔اس نے فیروز کے ہاتھ بہت مضبوطی سے باندھے تھے۔۔اس رسی کو کھول پانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔

"حانم بیٹا زرا یہ پھولوں کی ٹوکری تو اوپر لے جائیں۔۔"

حانم کو اوپر کی جانب جاتا دیکھ کوثر بیگم نے اسے ٹوکری لے جانے کا کہا تھا۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتی ٹوکری لے کر سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔ مگر جیسے ہی وہ آخری سیڑھی پر پہنچی کسی نے اچانک سے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔

حانم اس گرفت سے ہی سمجھ گئی تھی کہ یہ جرأت کرنے والا کون تھا۔۔

آنے والے وقت کے خوف کو محسوس کرتے اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔ وہ جس جگہ پر تھیں وہاں آس پاس کافی لوگ موجود تھے۔۔ اس کی چیخ پر سب اس جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

جبکہ کسی کے بھی وہاں پہنچنے سے پہلے فیروز اسے روم میں کھینچ کر دروازہ بند کرتا اسے دروازے سے ٹکا گیا تھا۔۔۔

"حانم آپ ٹھیک ہو۔۔ کیا ہوا آپ کو۔۔۔؟؟"

حمنہ نے اسے پکارا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے ہاجرہ بیگم بھی تھیں۔۔ جبکہ اندر حانم انہیں کوئی بھی جواب دینے کے پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔

فیروز نیازی اس کی گردن میں بازو حمائل کرتا اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا۔۔۔ اس کا لمس اس جدت جنونیت بھرا تھا کہ حانم کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ باہر سب اسے پکار رہی تھیں۔۔ اس کے لیے پریشان ہو رہی تھیں۔۔ اور یہاں یہ شخص جسے وہ اچھی طرح تڑپا کر گئی تھی۔۔ وہ اپنی تڑپ پوری کرتا حانم شاہ کے ہوش اڑا گیا تھا۔۔۔

حانم اس کے کالر کو سختی سے دبوچے دروازے پر ہوتی دستک پر اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اس کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر باہر سب لوگ فکر مند تھے۔۔

فیروز اس کے گداز ہونٹوں کو چھوتا جیسے کسی اور کی دنیا میں تھا۔۔اسے پرواہ نہیں تھی باہر کیا ہو رہا تھا۔۔۔

مگر حانم کا کپکپاتا وجود اور اس کی رکتی سانسوں پر رحم کھاتے فیروز نے ان نازک لبوں کو آزادی بخش دی تھی۔۔جن کی حالت دیکھنے لائق تھی۔۔۔

فیروز کی جانب سے آزادی مل جانے کے باوجود حانم کچھ بھی بول نہیں پائی تھی۔۔۔اس کی سانسیں اس قدر پھول چکی تھیں کہ اس سے بولنا محال ہوا تھا۔۔

اس کی حالت دیکھ فیروز کے ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

"میں جواب دے دوں ان کو۔۔ کہ تم بالکل سیف ہو میرے پاس۔۔۔

میری بانہوں میں۔۔۔"

فیروز اس کی حالت دیکھ چہرا اس کے قریب لے جاتا اس کے بھیگے ہونٹوں کو مزید بھیگو گیا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر حانم نے نفی میں سر ہلاتے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ یہ شخص تو بے شرم تھا ہی مگر وہ باقی سب گھر والوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔

"چچی جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ ڈریس ٹھیک کر کے آ رہی ہوں۔۔۔"

حانم آخر کار ان لوگوں کو جواب دینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔۔ جس کے بعد اس نے گھور کر تیز نگاہوں سے فیروز نیازی کو گھورا تھا۔۔ جس نے چند لمحوں میں اس کی حالت خراب کر کے رکھ دی تھی۔۔

حانم کی بات پر فیروز نے سر سے پیر تک اس کے لباس کو دیکھا تھا۔۔۔ وہ اور ینج کلر کی شارٹ شرٹ اور پینٹ ٹراؤزر کے اوپر ہم رنگ لانگ گاؤن پہنے ہمیشہ کی طرح بے پناہ سٹائلش اور حسین لگ رہی تھی۔۔۔

"تم باہر کیسے آئے ایس پی۔۔۔؟؟"

حانم اسے دور دھکیلتی ابھی بھی فرار کے چکروں میں تھی۔۔ جب فیروز اس کی دونوں کلائیاں اپنی مضبوط ہتھیلی میں قید کرتا دروازے کے ساتھ لاک کر چکا تھا۔۔۔

"تم بہت ہلکے میں لے رہی ہو اپنے ایس پی کو۔۔۔ جس نے تم جیسی سرپھری گینگسٹر کو اپنی محبت پاگل کر لیا ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔"

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے لگا تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے۔۔۔"

اس کے حسین سراپے کو سر سے پیر تک بے باک نگاہیں سے دیکھتے زاراب کا اشارہ کس جانب تھا وہ سوچ کر رہی میرب کی ہتھیلیاں پسینے سے نہا گئی تھیں۔۔

زمین پر گرا اسکا موبائل زور و شور سے بج رہا تھا۔۔ مگر اس ساحر کے سحر میں جکڑی وہ یہ بھی فراموش کر گئی تھی کہ وہ کس سے اور کیا بات کر رہی تھی۔۔۔

"مجھے تمہاری کوئی مدد نہیں چاہیے۔۔۔"

اس کی آفر پر میرب کو اپنی رنگت لال پڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ آگے ہوتا میرب کے گال پر اپنی مہر محبت ثبت کر گیا تھا۔۔جو شرم سے بالکل گلابی ہو چکے تھے۔۔

"کل کے جلسے کے حوالے سے مذاکرات کر سکتا ہوں میں۔۔۔"

زاراب نیازی اپنی بیوی کے آگے ہارنے کو تیار تھا۔۔میرب نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔وہ اس وقت اس شخص سے کوئی مذاکرات افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

زاراب جتنا اس کے قریب ہو رہا تھا وہ اتنا دیوار کے ساتھ چپکتی جا رہی تھیں۔۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ تیار ہونا ہے۔۔ خان حویلی کی سب سے بڑی بہو ہوں، میں لیٹ نہیں ہو سکتی۔۔۔"

میرب نے اسے احساس دلایا تھا۔۔ جو خمار آلود نگاہوں سے اس کے حسین روپ کو گھورتا بہت فرصت کے ساتھ کھڑا تھا۔۔

"میں نے کب روکا ہے میری جان۔۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔ بلکہ میں تو مدد کرنے کی آفر بھی کر رہا ہوں۔۔۔"

زاراب کی انگلی نے اس کی پیشانی پر موجود بندیاں کو چھوتے ناک سے ٹھوڑی تک کا سفر طے کرتے گردن تک آن پہنچی تھی۔۔ میرب اس کی مسلسل گستاخیوں پر کانپ رہی تھی۔۔

زاراب نیازی کی قربت برداشت کرنا کبھی بھی آسان نہیں رہا تھا اس کے لیے۔۔اب تو اس شخص کی کوئی حدود بھی نہیں رہی تھیں۔۔

"زاراب۔۔۔"

میرب نے کانپتی آواز میں اسے پکارا تھا۔۔

"میرب۔۔۔"

زاراب اس کے بالوں کی مہک اپنی سانسوں میں اتارتا اپنا چہرا اس کے چہرے کے بہت قریب لے جاتا اس کی لپسٹک خراب کرنے ہی والا تھا۔۔ جب میرب نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

زاراب پل بھر کے لیے رکا تھا۔۔

اور اگلے ہی لمحے اسے کمر سے پکڑ کر اپنے سے قریب تر کرتا اس کی گردن پر جھکتا اپنے ہونٹوں کے تپیش زدہ لمس سے اس کی جان نکال گیا تھا۔۔

میرب زاراب کی شرٹ سینے سے دبوچے ہوئے تھی۔۔

"مجھ سے فرار ہونے کی جتنی کوشش کروگی میں تمہیں اتنا اپنے قریب لاؤں گا میرب راجپوت۔۔۔"

زاراب اس کے کان کی لوح کو چومتا اسے آزاد کر گیا تھا۔ اس کا لہجہ کافی سنجیدہ تھا۔۔ میرب کا گریز شاید اسے پسند نہیں آیا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب میرب اس کا ہاتھ تھام کر فوراً سے روک گئی تھی۔۔۔

"ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔"

میرب نے اس کے مقابل آتے اسے اپنے گریز کی وجہ بتائی تھی۔۔

"ریزن چاہے کوئی بھی ہو۔۔ تمہیں مجھے فرار ہونے کی اجازت بالکل بھی نہیں ہے۔۔ میں تمہیں یہاں اپنے لیے لایا ہوں۔۔ ان سب کے لیے نہیں۔۔۔"

زاراب خفا ہو چکا تھا۔۔ اس گھمنڈی شخص نے اسے بہت اہمیت دی تھی۔۔ وہ اس کی خاطر اپنے خاندان س پوری دنیا سے لڑ گیا تھا۔۔۔ وہ بھی اس لڑکی سے ایسی ہی اہمیت چاہتا تھا۔۔ وہ یہ بھی برداشت نہیں کر پایا تھا کہ اس کے گھر والوں کی خوشی کی خاطر وہ اسے اگنور کرے۔۔

وہ پھر سے جانے لگا تھا جب میرب اس کا کالر پکڑے اسے اپنے مقابل لاتے یہ بھول چکی تھی کہ وہ مرر کے بالکل سامنے آن کھڑی ہوئی ہے۔۔ اس کی کمر کے حسین نشیب و فراز بنا کسی رکاوٹ کے زاراب خان نیازی کی آنکھوں کے سامنے آچکے تھے۔۔

"تم اب مجھے اگنور کر رہے ہو زاراب نیازی۔۔۔"

میرب کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اتنی ناراضگی کس بات پر دکھا رہا تھا۔۔اس نے کچھ ایسا ویسا کیا بھی نہیں تھا۔۔جب اگلے ہی لمحے زاراب نیازی کی شرارت سے مسکراتی آنکھیں اسے اس شاطر کھلاڑی کا سارا کھیل سمجھا گئی تھیں۔۔

میرب نے دور ہونا چاہا تھا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔

"زاراب نیازی اپنی لاڈلی بیوی کو کبھی اگنور نہیں کر سکتا۔۔ہاں مگر تم مناتی بہت اچھا ہو۔۔۔"

زاراب اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کرتا اس کے غصے سے پھولے گالوں کو چھو گیا تھا۔۔اس کی بات پر میرب دلکشی سے مسکرا دی تھی۔۔۔

اس نے آج تک اس شخص کی سوا کسی کو نہیں منایا تھا۔۔اور اسے تو وہ ہزار بار منا سکتی تھی۔۔میرب کی نگاہیں اس کے مغرور نقوش پر تھیں۔۔اسے پانے کی چاہ لاکھوں لڑکیوں نے کی تھی۔۔

مگر زاراب نیازی تو صرف اس کا دیوانہ تھا۔۔۔

"میں کسی کو بھیجتا ہوں تمہاری مدد کے لیے۔۔"

زاراب اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے پلٹا تھا۔۔

"کیوں زاراب نیازی خود اپنی بیوی کی مدد نہیں کر سکتا کیا۔۔؟"

میرب کی لرزتی کانپتی آواز زاراب کے قدم روک گئی تھی۔۔وہ پلٹا تھا۔۔ جب میرب اپنے بالوں کو تھام کر آگے کرتی اس کی جانب سے اپنا رخ پھیرتی زاراب نیازی کے سینے میں سانسوں کا طوفان برپا کر گئی تھی۔۔۔

بلیک رنگ میں اس کی دودھیا شفاف کمر جس پر تین سب چار ڈوریوں کا پردہ چھایا ہوا تھا۔۔زاراب نیازی کو کمرے میں آکسیجن کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ میرب کی جانب بڑھا تھا۔۔جو اس کے بھاری قدموں کی چاپ پر اپنے لرزتے دل کو تھام کر رہ گئی تھی۔۔

جب اچانک اسے اپنی کمر پر زاراب کی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ اس کی ڈوریاں باندھ رہا تھا۔۔اس نے نگاہیں اٹھا کر مڑ کر سے جھانکتے میرب کے لال پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے اپنے دل کی خواہش پر عمل کرتا اس کی کمر پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا اس حسن کی دیوی کے آگے مدہوش ہوا تھا۔۔

جبکہ میرب اس شخص کی وارفتگیاں سہتی خود کو پوری طرح سے اس کی باہوں میں سونپ گئی تھی۔۔ کل سے ان کی لائف کا سب سے اہم وقت شروع ہونے والا تھا۔۔ الیکشن میں کچھ ہی وقت باقی تھا۔۔ زاراب نیازی کسی بھی قیمت پر جیتنا چاہتا تھا۔۔۔ اس کے سارے دشمن اسے ہرانے کے لیے گٹھ جوڑ کر چکے تھے۔۔ وہ کسی بھی حد تک گر سکتے تھے۔۔ میرب جانتی تھی کہ زاراب نیازی کسی قیمت پر ہار برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اگر وہ اتنی محنت کے بعد دشمنوں کی سازشوں سے ہار گیا تو ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اور میرب اسے کسی قیمت پر ٹوٹتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ارشیان نیازی اپنی نورے کو بھول جائے وہ دن کبھی نہیں آسکتا۔۔ مگر آپ کی یہ جو خطرناک ادائیں ہیں یہ ہمیں ہمارا سب کچھ بھلا دیں گی۔۔۔"

اس کے گیلے بالوں میں اپنا چہرا چھپائے ارشیان شاہنور کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھتا اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑا گیا تھا۔۔ بنا دوپٹے کے اس گیلے سراپے کے ساتھ ارشیان کی بانہوں میں شاہنور شرم سے دوہری ہوئی تھی۔۔

اوپر سے کمر پر محسوس ہوتا ارشیان نیازی کی انگلیوں کا گستاخ لمس ویسے ہی اس کی سانسیں روکے ہوئے تھا۔۔

شاہنور جو اس سے خفگی کا اظہار کرنا چاہتی تھی ارشیان نیازی نے اسے ایسا کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔ وہ فوراً اپنی نورے کے آگے جھک گیا تھا۔۔

"آپ اتنا غصہ کیوں کرتے ہیں۔۔۔؟"

شاہنور منہ بسورے بولتی ارشیان کو بہت زیادہ کیوٹ لگی تھی۔۔وہ اس کی اس معصومیت بھرے انداز پر ہی تو مرمٹا تھا۔۔

"جب آپ پاس ہوتیں ہیں تو غصہ نہیں آتا۔۔ہمیشہ ایسے ہی پاس رہا کریں۔۔۔"

ارشیان نیازی کا موڈ ایک دم سے خوشگوار ہو چکا تھا۔۔

"مجھے آپ سے بہت ڈر لگتا ہے جب آپ میرے سامنے غصہ کرتے ہیں۔۔۔"

وہ دھان پان سی لڑکی اس کی بانہوں میں کھڑی اسے یہ سب بول رہی تھی۔۔اگر کوئی اور یہ سب دیکھ لیتا اور نورے کی باتوں کے جواب میں

ارشیان کے ماتھے پر شکنوں کے بجائے مسکراہٹ دیکھ ضرور اپنے حواس کھو بیٹھتا۔۔

"آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔"

ارشیان نیازی کو اس کا حسین سراپا مدہوش کر رہا تھا۔۔وہ جھک کر اس کی نوز پن پر اپنے ہونٹ رکھتا شاہنور کی سانسوں میں انتشار برپا کر گیا تھا۔۔۔

"میں کونسا ڈریس پہنوں۔۔۔"

شاہنور اس کا دھیان اپنی جانب سے ہٹانے کی کوشش کرتے نیچے گرا ٹاول اٹھا کر اپنے گرد لپیٹ گئی تھی۔۔ارشیان نیازی اس کی اس احتیاط پر مسکرا دیا تھا۔۔۔جس کا اب کوئی فایدہ نہیں تھا۔۔۔

وہ اسکی پسند کے مطابق تیار ہونا چاہتی تھی۔۔ ارشیان کے لب مسکرائے تھے۔۔۔ جب اس کی جانب دیکھتی شاہنور مبہوت ہوئی تھی۔۔۔ اس شخص کی مسکراہٹ بہت ہی زیادہ سحر انگیز تھی۔۔۔

اس شخص کی محبت اس کی دیوانگی کو مزید بڑھا گئی تھی۔۔ پوری دنیا اسے برا انسان مانتی تھی۔۔۔ مگر شاہنور نے ہمیشہ اس کے خوبصورت دل کو اچھا مانا تھا۔۔ اس کے ماضی کے بارے میں اب بھی وہ پوری طرح سے کچھ نہیں جانتی تھی۔۔ لیکن پھر بھی وہ پورے دل کے ساتھ اس بات پر ایمان لاچکی تھی۔۔ کہ ارشیان نیازی کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"آپ کچھ بھی پہنو میرے دل کو ہر روپ میں بہت حسین لگو گی۔۔۔ اگر آپ میری پسند کا کچھ پہننا چاہتی ہیں تو یہ۔۔ میں اس لباس میں دیکھنے کا خواہشمند ہوں آپ کو۔۔۔"

ارشیان نے ان سب لباس کے نیچے رکھے سرخ ہیوی لہنگا نکال کر شاہنور کے سامنے کیا تھا۔۔وہ کسی عروسی لباس سے کم نہیں تھا۔۔۔شاہنور نے خود ہی اسے سب سے نیچے چھپا کر رکھا تھا۔۔۔پھر بھی نجانے یہ ارشیان کی نگاہوں میں کیسے آ گیا تھا۔۔

وہ کسی اور کی شادی میں خود دلہن بننے کے خیال سے لال ہوئی تھی۔۔۔

اس کی چالاکی اسی پر بھاری پڑ گئی تھی۔۔

"یہ ساری لباس میرے ہی بھیجے گئے ہیں۔۔مجھ سے چھپانے کی اچھی کوشش کی گئی تھی۔۔مگر میری جان آپ بہت معصوم ہیں۔۔آپ کی یہ معصومانہ چالاکیاں آپ پر بھاری پر سکتی ہیں۔۔۔"

ارشیان اس کے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا شاہنور کو شرم وخفت سے لال کر گیا تھا۔۔۔

"یہ ساری لباس میرے ہی بھیجے گئے ہیں۔۔ مجھ سے چھپانے کی اچھی کوشش کی گئی تھی۔۔ مگر میری جان آپ بہت معصوم ہیں۔۔ آپ کی یہ معصومانہ چالاکیاں آپ پر بھاری پر سکتی ہیں۔۔۔"

ارشیان اس کے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا شاہنور کو شرم وخفت سے لال کر گیا تھا۔۔۔ وہ اپنی بھاری ہوتی پلکوں کا بوجھ نہیں اٹھا پائی تھی۔۔ اور اسی لمحے ارشیان کے ہاتھوں سے لباس لیتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

"فیصل راجپوت کی طبیعت کافی خراب ہے۔۔۔ مگر اس حالت میں بھی وہ لوگ سازش کرنے سے باز نہیں آرہے۔۔۔ فیصل راجپوت شاہنور بی بی سے

ملنے کی ڈیمانڈ کر رہا ہے۔۔ ان کی نیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔ اگر شاہنور بی بی کو اس بارے میں بتایا ہی نہ جائے تو ٹھیک رہے گا۔۔۔ وہاں جانا ان کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔۔۔"

شرافت نے ارشیان نیازی تک ساری بات پہنچائی تھی۔۔ جو سنتے ارشیان کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔۔ وہ شاہنور کو اس سب میں انوالو نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر شاہنور کے گھر والے اپنی ہی بیٹی کو مہرا بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

"نہیں میں شاہنور سے کچھ نہیں چھپا سکتا۔۔۔ انہیں پورا رائٹ ہے فیصلہ کرنے کا۔۔ اگر وہ اپنے فادر سے ملنے راجپوت حویلی جانا چاہتی ہیں تو ضرور جائیں گی۔۔۔ ارشیان نیازی کبھی بھی موت کے ڈر سے اپنی بیوی کو اکیلے

نہیں چھوڑے گا۔۔ کل پوری تیاری رکھو۔۔ اگر شاہنور نے حامی بھری تو میں خود شاہنور کو لے کر راجپوت حویلی جاؤں گا۔۔۔"

ارشیان کے فیصلے پر شرافت شاک میں جاچکا تھا۔۔ ارشیان نیازی راجپوت حویلی جانے کی بات کر رہا تھا۔۔ جن لوگوں کا نام سن کر ہی وہ غصے سے بپھر جاتا تھا۔۔

"سر آپ کی جان کو شدید خطرہ ہو سکتا ہے وہاں۔۔۔ وہ آپ کے خون کے پیاسے ہیں۔۔۔"

شرافت کو ارشیان سے اس فیصلے کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔

"جانتاہوں شرافت مگر میری بیوی کی خوشی مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہے۔۔راجپوتوں سے چاہے جتنی نفرت بھی سہی مگر میں نورے سے ان کے والدین کو ملنے کا حق نہیں چھین سکتا۔۔"

ارشیان نیازی کا جنون بن چکی تھی شاہنور راجپوت۔۔وہ اپنی ماں کو بدلہ تو ہر حال میں لینے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس سب میں شاہنور کو ہرٹ نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔

شرافت اپنے مالک کی محبت دیکھ مسکرا دیا تھا۔۔یہ شخص ہر کام بہت کی ایمانداری اور دل سے کرتا تھا۔۔چاہے وہ دوستی ہو یا دشمنی۔۔۔

ارشیان نیازی جیسے ہی پلٹا اس نے روم میں شاہنور کو کھڑے پایا تھا۔۔۔وہ کب آئی تھی ارشیان نہیں جانتا تھا۔۔وہ شاہنور کے تاثرات سے بھی اندازہ

نہیں لگا پایا تھا کہ اس نے کچھ سنا ہے یا نہیں۔۔۔ کیونکہ وہ بس خاموشی سے اسے تکے جارہی تھی۔۔

جبکہ ارشیان ایک دم سے سر جھٹکتا اپنی پسند کے لباس میں غضب ڈھاتی شاہنور کا یہ ایک نیا حسین روپ دیکھ مسکرایا تھا۔۔۔

وہ اسے اپنی دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ اس نے بیوٹیشن کو پہلے سے ہی بلوا رکھا تھا۔۔۔

"میں چاہتا ہوں آج تم میرے لیے دلہنوں کی طرح سجاؤ خود کو۔۔۔"

ارشیان کی خواہش سن کر شاہنور کی سانسیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔ وہ کیا چاہتا تھا یہ سوچ کر ہی اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں۔۔ وہ کچھ نہیں

بول پائی تھی۔۔۔اس کا دماغ تو ابھی تک ارشیان خان نیازی کے لفظوں سے الجھا ہوا تھا۔۔

اس شخص کے نزدیک اپنی قدر و منزلت جان کر شاہنور خود کو عرش پر محسوس کرنے لگی تھی۔۔

جس انسان کو ہمیشہ سے وہ دیوانہ کی طرح چاہتی آئی تھی۔۔۔اب وہ اس کی دیوانگی بن چکی تھی۔۔یہ احساس بے پناہ حسین تھا۔۔

ارشیان نیازی نے اس کا بہت خیال رکھا تھا۔۔ایک بار بھی اس سے اپنے جائز حق کی ڈیمانڈ نہیں کی تھی۔۔

اب اس کی باری تھی اپنے محبوب شوہر کی خوشی کا خیال رکھنے کی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ کے پاس سے اس دن سلطان خفا لوٹا تھا۔۔ اس کے بعد ایک بار بھی دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ نویرہ اپنی جگہ غصہ تھی۔۔ جبکہ سلطان اس کے خیال سے اپنے آپ کو اسے دور رکھے ہوئے تھا۔۔

وہ اس لڑکی کو کسی بھی قیمت پر ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ جبکہ نویرہ اس بات کو کچھ اور سمجھی تھی۔۔ اسے لگا تھا شاید سلطان اسے اگنور کر رہا ہے۔۔ مگر جو بھی تھا وہ رہ تو اس کی نگاہوں کے سامنے رہا تھا۔۔

لیکن نویرہ کی حالت اس وقت خراب ہوئی تھی جب سلطان دو دن پہلے اسے دور سے ہی خدا حافظ کرتا کہیں جانے کے لیے نکل گیا تھا۔۔ وہ کافی سنجیدہ تھا۔۔ اور پریشان بھی لگا تھا۔۔ مگر نویرہ اس سے کچھ نہیں پوچھ پائی تھی۔۔

اسے لگا تھا وہ جلد لوٹ آئے گا مگر دو دن گزر جانے کے باوجود وہ لوٹ کر نہیں آیا تھا۔۔ نویرہ ملازمین اور گارڈز سے پوچھ چکی تھی۔۔ کسی کو کچھ خبر نہیں تھی۔۔ یا پھر انہیں بتانے سے منع کیا گیا تھا۔۔

نویرہ بے چین و بے کل سی پورا پورا دن اس کے انتظار میں گزار دیتی تھی۔۔ مگر نہ تو وہ خود لوٹا تھا اور نہ ہی اس کی کوئی کال آئی تھی۔۔

نویرہ کا غصہ بڑھتا جارہا تھا اس پر۔۔ کیا وہ اچانک سے اس کے لیے اتنی غیر اہم ہوگئی تھی کہ اس نے بتانا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

جب آخر کار نویرہ کی برداشت ختم ہوئی تھی۔۔ اس کے محبت اس کی بدگمانی پر حاوی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے سلطان کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔ پہلی کال پر پک نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری بار پر کسی اور نے سلطان کا نمبر اٹینڈ کیا تھا۔۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ سلطان اس سے بات نہ کرے۔۔ وہ چاہے جتنا بھی بزی ہوتا تھا اس سے بات ضرور کرتا تھا۔۔

"سلطان شاہ کہاں ہیں۔۔ بات کرواؤ میری ان سے۔۔۔"

نویرہ نے سلطان کے آدمی کو سختی سے ہدایت کی تھی۔۔ جب اسی لمحے سپیکر سے ابھرتی سلطان کی گھمبیر بھاری آواز نویرہ کی جان میں جان ڈال گئی تھی۔۔

"کیا ہوا میری جان تک ٹھیک ہو۔۔۔؟؟"

سلطان شاہ کی آواز نویرہ کو کافی دھیمی لگی تھی۔ جیسے وہ بہت مشکل سے بات کر رہا ہو۔۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں سلطان شاہ۔۔۔ تمہاری بیوی ہوں تمہاری طرح بہت زیادہ ڈھیٹ۔۔۔ مجھے کیا ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔ مگر تم نے جو کر رہے ہو وہ انتہائی غلط ہے۔۔۔ سچ سچ بتاؤ تم اپنی دوسری بیوی کے پاس ہونا۔۔۔"

نویرہ کوشش کے باوجود بیویوں والی جلن نہیں چھپا پائی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات پر سلطان شاہ تکلیف کے باوجود اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔ اور قہقہے کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں سے کراہ نکلی تھی۔۔ جو نویرہ تک باآسانی پہنچ چکی تھی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔"

نویرہ سب کچھ بھلائے اس کی کراہ سن کر روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"جس انسان کی تم جیسی فکر کرنے والی بیوی ہو۔۔۔ اسے بھلا کیا ہو سکتا ہے۔۔۔"

سلطان اس کے شدید ناراضگی کے باوجود اپنے لیے اتنی فکر اور تکلیف دیکھ جیسے پھر سے جی اٹھا تھا۔۔۔ وہ شخص دو گولیاں کھا کر تیس گھنٹے بے ہوش رہنے کے بعد اب بستر پر پڑا اپنی تکلیف نظر انداز کیے صرف اپنی بیوی کے سامنے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔۔ تا کہ وہ زرا سی پریشانی کا شکار نہ ہو۔۔۔ اس شخص کی ہمت داد دیئے جانے کے قابل تھی۔۔

"مجھ سے جھوٹ مت بولو شاہ۔۔۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔؟ بہت شوق ہے نا تمہیں اپنی جان خطرے میں ڈالنے کا۔۔۔ اگر تم نے خود کو کوئی نقصان پہنچایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

نویرہ سلطان کی ہمت اور حوصلے سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔۔وہ کہیں نہ کہیں بھانپ چکی تھی کہ وہ اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں میری جان۔۔تم جانتی ہو کتنا ڈھیٹ انسان ہوں اتنی آسانی سے کچھ نہیں ہو سکتا مجھے۔۔"

سلطان شاہ اسے بالکل بھی بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

"کب واپس آؤ گے۔۔۔؟؟"

نویرہ بھی اس شخص کی رگ رگ سے واقف تھی۔۔اس کی چھٹی حس اسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی تھی۔۔

"ایک ہفتہ مزید لگ جائے گا۔۔۔"

سلطان گولیاں لگنے کے بعد کافی دیر تک بے یار و مددگار پڑا رہا تھا۔۔ اس کی حالت اتنی خراب تھی کہ اس کے کومہ میں جانے کا خطرہ ظاہر کیا تھا ڈاکٹرز نے۔۔ مگر وہ معجزانہ طور پر بچ گیا تھا۔۔۔ یہ سب ہشام سے لڑائی کے دوران ہوا تھا۔۔ جو اپنے بنگلے پر انڈر ورلڈ کے تمام بڑے سیاہ کاروں کو اکٹھا کیے سلطان اور حانم کی سچائی ان کے سامنے رکھ گیا تھا۔۔ کہ وہ دونوں ان کے ساتھ نہیں خلاف کام کر رہے تھے۔۔ سلطان اسی موقع کی تلاش میں تھا۔۔ وہ ان سب کو ایک ساتھ ختم کرنا چاہتا تھا۔۔ اور اس نے ایسا کر بھی دیا تھا۔۔ اس نے ان سب لوگوں کو وہیں ختم کر کے غیر ملکی ایجنسیوں کو ہشام کی جان کا دشمن بنا دیا تھا۔۔

کیونکہ ان سب کو وہاں اکٹھا ہشام نے ہی کیا تھا۔۔ اور وہ سب غدار غیر ملکی ایجنسیوں کے کارندے بن کر اپنے ملک کی جڑیں کمزور کر رہے تھے۔۔

جنہیں سلطان تن تنہا جو اں مردگی کے ساتھ ختم کر گیا تھا۔ لیکن ہشام فاروقی جاتے جاتے اپنی عادت سے مجبور پیٹھ پر وار کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔

وہ سلطان پر گولیاں چلا کر یہی سمجھا تھا کہ سلطان مر چکا ہے۔۔ لیکن یہ اس کی بد قسمتی تھی کہ سلطان شاہ زندہ بچ گیا تھا۔۔

مگر ابھی اس کی کنڈیشن اتنی بھی نہیں سنبھلی تھی۔۔ اس لیے اس نے نویرہ کو ایک ہفتے کا کہا تھا۔۔

"کل صبح اگر تم میرے پاس حویلی میں نہ ہوئے تو میں خان حویلی واپس چلی جاؤں گی۔۔۔"

نویرہ نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ سلطان شاہ کی بیوی تھی۔۔ بلیک میلنگ اور زہانت کے ساتھ معاملات کو بھانپنے کے معاملے میں وہ اس پر ہی گئی تھی۔۔

"نویرہ میری بات سمجھنے کی۔۔۔"

سلطان تکیوں کے سہارے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔ ایک گولی اس کے سینے کے کافی قریب لگی تھی۔۔۔ جس نے کام زیادہ خراب کیا تھا۔۔ باقی دو گولیاں تو بازو کو چھو کر گزر گئی تھیں۔۔

"مجھے کچھ نہیں سمجھنا۔۔۔ تم کل شاہ حویلی پہنچ رہے ہو۔۔ ورنہ میں چلی جاؤں گی یہاں سے۔۔"

نویرہ کال کاٹ گئی تھی۔۔اس کے دل کی بے چینی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔اسے لگ رہا تھا کہ سلطان اس سے کچھ۔ چھپا رہا ہے۔۔۔اس کا دل بس اسی بات کے لیے دعا گو تھا کہ وہ ٹھیک ہو۔۔

"کل کے ڈسچارج کے پیپرز تیار کرواؤ۔۔"

سلطان شاہ موبائل ٹیبل پر پٹختے اندر داخل ہوتے اپنے آدمی سے مخاطب ہوا تھا۔۔

"مگر شاہ سائیں۔۔۔"

وہ سلطان کی حالت دیکھ حیران ہوا تھا۔۔۔جو بستر سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔کل اسے اپنی بیوی کے سامنے بالکل ٹھیک ہو کر پیش ہونا تھا۔۔۔

"جو کہا ہے وہ کرو۔۔ جہاں سے یہ آرڈر آیا ہے وہاں میری بھی نہیں چلتی تم کیا بول رہے ہو۔۔"

سلطان کے دوٹوک انداز میں کہنے پر وہ شخص مجبوراًاثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا تھا۔۔ جب بیڈ سے اٹھ کر کھڑا ہوتا سلطان شاہ نویرہ کی بے پناہ محبت اور چاہت پر مسکرادیا تھا۔۔ جو اس سے شدید غصہ اور بدگمان ہونے کے باوجود اس کے معاملے میں دل کو پتھر نہیں کر پائی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میری اس حوالے سے ساری بات ہو چکی ہے۔۔۔ گیلانیوں کے گرد دانہ پھینکا جا چکا ہے اب بس ان کے جال میں پھنسنے کی دیر ہے۔۔ پھر ہم انہیں دنیا والوں کے سامنے ایسا ذلیل کریں گے کہ وہ اپنا نام لینا تک بھول جائیں گے۔۔۔"

زاراب بول رہا تھا جب اس کی نظر میرب پر پڑی تھی۔۔۔وہ اپنی اگلی بات بھول چکا تھا۔۔میرب دور کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔اس کی مسکراہٹ اتنی حسین تھی کہ زاراب کو اس میں اپنی دھڑکنیں الجھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ وہ کوثر بیگم کے ساتھ کھڑی خاندان کی عورتوں سے متعارف ہو رہی تھی۔۔

زاراب نے اشارے سے میرب کو اپنے پاس بلایا تھا۔۔مگر وہ وہاں سے بالکل نہیں آسکتی تھی۔۔۔اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"تمہاری توجہ کا مرکز ہمیشہ میں ہونا چاہیے ہوں۔۔۔"

زاراب نے اسے میسج کیا تھا۔۔۔

"تم ہی ہو نیازی۔۔۔زرا ایٹی ٹیوڈ کم رکھو۔۔۔تمہارے خاندان والے تم سے ملنے میں جھجھک رہے ہیں۔۔"

میرب کی بات پر زاراب نیازی کے لب مسکرائے تھے۔۔وہ اس کا مذاق بنا رہی تھی۔۔۔وہ دنیا والوں کے سامنے ایسا کی مغرور تھا۔۔۔کہ لوگ اسے مخاطب کرنے سے پہلے ہزار بار سوچتے تھے۔۔۔مگر وہ انا پرست اور مغرور شخص صرف میرب راجپوت کی توجہ اور محبت کا بھوکا تھا۔۔

اس کی زرا سی لاپرواہی برداشت نہیں کر پاتا تھا۔۔۔

ارشیان نیازی زاراب کی کاروائیاں نوٹ کرتا مسکرا دیا تھا۔۔اسے شدت سے شاہنور کا ویٹ تھا۔۔۔جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔

"نورے آجاؤ اب۔۔۔"

ارشیان نے آنکھیں میچتے جیسے کی کھولیں اسی لمحے وہ اپسرا اپنا سرخ لہنگا تھامے نزاکت کے ساتھ سیڑھیاں اترتی نظر آئی تھی۔۔

اس کا لہنگا کافی ہیوی تھا۔۔ دو ملازمین کی مدد سے وہ بمشکل اتر پا رہی تھی۔۔ بہت سے لوگوں کی نگاہیں شاہنور کے ساتھ ساتھ وارفتگی اور محبت سے اس کی جانب دیکھتے ارشیان نیازی پر بھی تھیں۔۔

جو اپنی نورے کو کنفیوز ہوتا دیکھ اتنے سارے لوگوں کے بیچ آگے بڑھا تھا۔۔۔ ایک ہاتھ سے نورے کا کانپتا ہاتھ تھام کر دوسرے سے لہنگا تھامے وہ اسے نیچھے اترنے میں مدد کرنے لگا تھا۔۔ وہاں موجود لوگوں نے اپنی آنکھیں ملتے حیرت و بے یقینی کی انتہا پر پہنچتے یہ منظر دیکھا تھا۔۔

ارشیان نیازی کا یہ روپ ان میں سے کوئی تصور میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔۔

"یہ نیازی خاندان صرف دکھانے کے لیے ہی غصیلہ اور خونخوار ہے حقیقت میں تو یہ مجنوؤں سے بھرا پڑا ہے۔۔۔"

میرب اپنے برابر میں آن کھڑے ہوتے زاراب نیازی کے ساتھ ساتھ ارشیان پر بھی چوٹ کرتے بولی تھی۔۔۔

جبکہ تیسرا نیازی تو اپنی بیوی کے ساتھ نجانے کہاں غائب تھا۔۔زاراب کے قریب آنے پر دھیرے دھیرے سب خواتین میرب سے بھی دور ہٹ گئی تھیں۔۔۔

اس شخص کی اس دہشت پر میرب اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔ جبکہ میرب کی کہی جانے والی بات پر زاراب اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"ہمیں مجنوں بنانے کے پیچھے ہاتھ کس کا ہے۔۔۔"

زاراب نے دھیرے سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔ جو اتنے سارے لوگوں کے سامنے زاراب نیازی کی وارفتگی بھری نگاہوں پر بالکل یخ ہو چکا تھا۔۔

"راجپوت خاندان کی لڑکیوں کا۔۔۔"

میرب نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ زاراب کوئی جواب دیتا جب اسی لمحے وہاں داخل ہوتی گیلانیوں کو دیکھ زاراب نیازی کے تاثرات غضبناک ہوئے تھے۔۔۔ دوسری جانب ارشیان کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

"تم بہت ہلکے میں لے رہی ہو اپنے ایس پی کو۔۔۔ جس نے تم جیسی سرپھری گینگسٹر کو اپنی محبت میں پاگل کر لیا ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔"

اس کے گاؤن کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر اس کی کمر پر اپنا بازو ڈالتے وہ اسے اپنے قریب تر کرتے بولا تھا۔۔وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔اس نے بالوں کی ٹیل پونی بنا رکھی تھی۔۔جس کی وجہ سے اس کی صفائی دار دودھیا گردن نمایاں ہو رہی تھی۔۔۔وہ دیکھنے میں کسی باربی ڈول سے کم نہیں لگتی تھی۔۔کوئی اسے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ لڑکی اتنے خطرناک کام کر سکتی ہے۔۔۔

اسی لیے تو شروع میں فیروز بھی دھوکا کھا گیا تھا۔۔

"میں محبت نہیں کرتی تم سے۔۔۔"

حانم اب بھی اس کے سامنے قبول کرنے سے انکاری تھی۔۔وہ جانتی تھی اگر اس نے یہ بول دیا تو اس ایس پی نے اس کا جینا حرام کر دینا ہے۔۔۔

"ایک دن انہیں حسین لبوں سے یہ اقرار کرواؤں گا تم سے۔۔"

فیروز پر عزم تھا۔۔

"اوکے پھر ابھی میں جاؤں۔۔۔"

حانم کی سانسیں رک رہی تھیں۔۔۔وہ فیروز کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش میں تھی۔۔ مگر وہ اسے ہلنے بھی نہیں دے رہا تھا۔۔

"کہاں۔۔۔؟؟ابھی مجھے اس حسین روپ کو خراج تحسین تو پیش کرنے دو۔۔ابھی تو میں نے پوری طرح سے اپنی تڑپ کا بدلہ بھی نہیں لیا۔۔"

فیروز اس کے بالوں سے پونی نکالتا ان سیاہ گیسوؤں کو اپنے گرد بکھیر گیا تھا۔۔حانم کانپی تھی۔۔۔کیونکہ فیروز کا شدت بھرا لمس اسے اپنے کندھے پر محسوس ہوا تھا۔

وہ شخص دھیرے دھیرے اس کی شہ رگ کو چھو رہا تھا۔۔اس کے وجود کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتار رہا تھا۔۔اس کی نرماہٹوں پر اپنے پورے وجود میں ایک سرور سا اترتا محسوس کر رہا تھا۔۔فیروز نیازی کو اس لڑکی نے پوری طرح سے اپنا اسیر بنا لیا تھا۔۔۔

"تمہارا ایس پی تمہارے ہاتھ میں اپنی زندگی کی ڈور تھما رہا ہے۔۔مجھے برباد کرو یا آباد یہ اب تم پر ہے۔۔۔ آج تک کبھی خود کو کسی کے آگے نہیں سونپا۔۔ مگر تمہیں سونپ رہا ہوں۔۔کیونکہ اس ایس پی فیروز کی زندگی میں بس تم ہی ہو۔۔۔"

اس کی سانسوں میں اپنی خوشبو بکھرتا وہ حانم کی جانب دیکھنے لگا تھا۔۔۔جو اس وقت بالکل چھوئی موئی بنی خود کو پوری طرح سے اس کے رحم و کرم پر چھوڑے ہوئے تھی۔۔

فیروز اس پیاری سی لڑکی کو دیکھ کر دلکشی سے مسکرا دیا تھا۔۔ جس نے اس کا چین و قرار لوٹ لیا تھا۔۔۔

اس کی لاپڑتی رنگت اور خوف سے لرزتی پلکیں اس کی قربت کے احساس کا ظاہر کر رہی تھیں۔۔

دشمنوں کو گولیوں سے چھلنی کرنے سے پہلے ایک پل کے لیے بھی نہ سوچنے والی اس سے خوف زدہ تھی۔۔

"حانم اپنے ایس پی کو کبھی برباد نہیں کرے گی۔۔۔ خود ختم ہو جائے گی۔۔ مگر تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گی۔۔۔"

حانم کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اس کے دشمن اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑنے والے تھے۔۔ فیروز نیازی کے ساتھ زندگی گزارنے کی اسکی خواہش نامکمل رہنے والی تھی۔۔۔

"میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارا بال بھی بیکار نہیں کر سکتا میری معصوم گینگسٹر۔۔۔ تم ہمیشہ ان بانہوں میں رہو گی۔۔"

فیروز اسے اپنے سینے میں بھینچتا آنے والے وقت کا سوچ کر سختی سے آنکھیں میچ گیا تھا۔۔

جبکہ حانم اس کے وجود کی حرارت پاتے کی آسودگی سے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ اس شخص کی دلفریب خوشبو حانم کو پاگل کر رہی تھی۔۔۔ اس نے

دھیرے سے اپنے لب فیروز کے دل کے مقام پر رکھتے فیروز نیازی کی دھڑکنوں میں طوفان برپا کر دیا تھا۔۔

"میرا نیچے جانے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔۔"

فیروز نیازی کا موڈ ایک دم سے بدلہ تھا۔۔ حانم نے اس سے دور ہوتے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟"

وہ گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔ فیروز نیازی کے تیور دیکھ اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے لگا تھا۔۔

جب اس کے بکھرے بے باک سراپے کی جانب دیکھتے فیروز نے زاراب کو کال ملائی تھی۔۔۔

"میں فنکشن میں نہیں آسکتا۔۔۔میری جانب سے سب سنبھال لینا۔۔۔"

فیروز کی بات پر زاراب بنا کوئی دوسرا سوال کیے فوراً حامی بھر گیا تھا۔۔وہ تینوں ہی ایک دوسرے کے لیے بے پناہ خوش تھے۔۔۔

"تم فنکشن میں کیوں نہیں جا رہے۔۔۔؟؟"

حانم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کا دل تیزی سے دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔۔

"میں نہیں۔۔۔ہم نہیں جا رہے فنکشن میں۔۔۔"

فیروز اس کی جانب جھکتا اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔

"میں اتنی محنت سے تیار ہوئی تھی۔۔۔"

حانم کی رگوں میں خون منجمند ہو رہا تھا۔۔وہ بالکل لال ہو چکی تھی۔۔

"جس کے لیے تیار ہوئی تھی وہ دیکھ اور سراہ چکا ہے۔۔ کسی اور کو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔۔"

فیروزا سے بانہوں میں اٹھائے اپنے پورشن کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ اس شخص کی گھمبیر بھاری آواز حانم کی جان مشکل میں ڈال رہی تھی۔۔۔

اس شخص کا یہ پوزیسو انداز اور آنکھوں کی گستاخیاں حانم کے وجود پر لرزا طاری کر گیا تھا۔۔

بیڈ روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر حانم کی سانسیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔ فیروزا سے روم کے وسط میں اتارتا ایک نظر اس کی غیر ہوتی حالت دیکھتا دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔

"تم مجھ سے ڈر رہی ہو۔۔۔"

فیروز کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔ جو ویسے ہی حانم کی سانسیں تیز کر جاتی تھی۔۔

وہ اس کے سامنے مضبوط قد کاٹھ کا مالک اسے پوری طرح اپنے پیچھے چھپائے کھڑا تھا۔۔ اور حانم چہرا جھکائے اس کے سامنے نگاہیں اٹھانے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

فیروز کے سوال پر حانم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"بہت زیادہ ڈر لگ رہا ہے۔۔ تم بہت ہی زیادہ جنگلی اور پاگل انسان ہو۔۔۔"

حانم نے ترچھی آنکھوں سے اسے گھورتے اس مقام پر اس کی جو خصوصیات بیان کی تھیں۔۔ وہ سنتے فیروز اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"مگر میں نے تو ابھی تک اپنا کوئی جنگلی پن دکھایا ہی نہیں تمہیں۔۔۔اور نہ پاگل پن۔۔۔وہ سب تم آج دیکھو گی مائی لٹل گینگسٹر۔۔۔"

فیروز اسے تھام کر اپنے قریب کرتا اس کا گاؤن حانم کے کندھوں سے سرکاتا اس کے وجود سے جدا کر گیا تھا۔۔۔حانم نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔۔

کیونکہ اس کی نچلی شرٹ سلیولیس تھی اور یہ شخص اس کی دودھیا گداز بانہوں کا دیوانہ تھا۔۔

"پورے تیس منٹ ٹیرس پر کھڑا تمہارا یہ سہانا روپ دیکھنے اور محسوس کرنے کے لیے تڑپا ہوں۔۔۔جس کا میں اب سود سمیت حساب لوں گا۔۔۔"

فیروز اس کی بانہوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا حانم کو سر سے پیر تک لال کر گیا تھا۔۔اس کے پر تپش لمس میں چھپی بے قراری حانم کی سانسیں روک رہی تھی۔۔۔اسے کلائیوں سے کندھوں تک اپنے بازو جلتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

"ایس پی تم۔۔۔"

حانم نے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔ مگر اس کے ایس پی نے اسے اجازت نہیں دی تھی۔۔وہ ان ہونٹوں کا جام پیتا اسے آہستہ آہستہ اپنی سانسوں میں اتار رہا تھا۔۔۔

جبکہ حانم آہستہ آہستہ اس شخص کی سانسوں کی عادی ہوتی اپنا آپ پوری طرح سے اس کے حوالے کر گئی تھی۔۔وہ اس شخص کی دیوانی تھی۔۔ مگر

کبھی اس کے آگے جھک کر اپنی محبت کا اظہار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ ہوا بھی ایسا ہی تھا۔۔ اس کے ایس پی نے اس کا مان رکھتے اسے اظہار کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔۔ یہ لڑکی باقی لڑکیوں سے کافی مختلف تھی۔۔ فیروز اسے ویسے ہی ڈیل کر رہا تھا۔۔

ان دونوں نے اپنی زندگی میں بہت احساس محرومی دیکھی تھی۔۔۔ جس کے مداوے کے طور پر ان کے رب نے ان کو ایک دوسرے کا ساتھ سونپ دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"راجپوت خاندان کی لڑکیوں کا۔۔۔"

میرب نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ زاراب کوئی جواب دیتا جب اسی لمحے وہاں داخل ہوتی گیلانیوں کو دیکھ

زاراب نیازی کے تاثرات غضبناک ہوئے تھے۔۔۔ دوسری جانب ارشیان کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔

"ان کو کس نے بلایا ہے یہاں۔۔۔؟؟"

زاراب غصے کے عالم میں آگے بڑھنے ہی لگا تھا جب میرب اس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔۔

"زاراب کالم ڈاؤن۔۔۔ پلیز نارمل ہو کر بھی بات کی جا سکتی ہے۔۔۔"

میرب جانتی تھی زاراب کو زیادہ غصہ شہروز گیلانی کو دیکھ کر آیا تھا۔۔ اور وہیں ارشیان نیازی بھی اپنی حویلی میں قدم رکھے نوفل گیلانی کو دیکھ غصے سے پاگل ہوا تھا۔۔

جبکہ شاہنور جس کا اس دن کے بعد سے نوفل سے کوئی سامنا نہیں ہوا تھا اسے اس طرح یہاں دیکھ شاہنور خوف سے کانپ گئی تھی۔۔ یہ شخص ایک بار ارشیان کو اس کی جانب سے بدگمان کرنے کا سبب بنا تھا۔۔

اب پھر وہ کونیت سے آیا تھا یہاں۔۔

"خان سائیں۔۔۔۔"

ارشیان کو بپھرے طوفان کی مانند نوفل کی جانب بڑھتا دیکھ شاہنور کے ہونٹوں سے کپکپاتی آواز نکلی تھی۔ جو ارشیان کو وہیں تھمنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔ اس کے لیے سب سے زیادہ اہم اس کی نورے ہی تھی۔۔۔

"نورے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟؟ میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔ کہیں نہیں جا رہا میں۔۔"

ارشیان بنا کسی کی پرواہ کیے اپنے لرزتی کانپتی بیوی کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔ جو اسے غصے میں آتا دیکھ خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔۔

جبکہ دور کھڑا نوفل ان دونوں کی اس نزدیکی پر آگ اگلتی نگاہوں سے انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ اس نے شاہنور سے سچی محبت کی تھی۔۔ مگر ارشیان نیازی نے اپنے انتقام کی وجہ سے نورے کو اسے چھین لیا تھا۔۔ اب وہ پھر سے لوٹ آیا تھا۔۔ ارشیان نیازی سے شاہنور راجپوت کو چھیننے کے لیے۔۔۔

"یہ حویلی میں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟ کس نے بلایا ہے انہیں یہاں۔۔۔؟؟"

اسفند نیازی زاراب کا غصہ دیکھ اس کے قریب آئے تھے۔۔ جسے میرب بہت مشکل سے روکے کھڑی تھی۔۔ ورنہ اب تک وہ ان گیلانیوں کا منہ توڑ چکا ہوتا۔۔۔

"بابا جان نے بلایا ہے۔۔۔ آپ کچھ نہیں کرو گے زاراب۔۔۔ میں بات کرتا ہوں۔۔۔ ابھی واپس لوٹ جائیں گے وہ۔۔۔"

اسفند نیازی کی بات پر زاراب کا دماغ مزید گھوم گیا تھا۔۔ اسے کبھی کبھی یہی فیل ہوتا تھا کہ ان کا سب سے بڑا دشمن یعقوب نیازی ہی تھے۔۔۔ جو ہمیشہ ان کے دشمنوں کو ان میں شامل کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ گیلانی اب تک اپنا کتنا گھٹیا پن دکھا چکے تھے۔۔۔ ان کو پھر بھی اس حویلی میں بلانا۔۔۔ زاراب کا خون کھول رہا تھا۔۔

"مجھے وہاں جانے دو میرب۔۔۔میں کچھ نہیں کروں گا۔۔۔"

زاراب نیازی کا دماغ غصے سے پھٹ رہا تھا مگر اس نے بہت ہی نرمی اور بے چارگی بھرے انداز میں اپنی بیوی سے اجازت چاہی تھی۔۔۔

جو اس کا بازو تھامے کھڑی اسے جانے ہی نہیں دے رہی تھی۔۔اتنے لوگوں کے سامنے وہ بہت ہی سکون کے ساتھ زاراب کے بازو میں اپنا بازو ڈالے کھڑی اسے کالم ڈاؤن کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

"وہ یہاں کسی گھٹیا پلاننگ کے تحت ہی آئے ہیں۔۔اگر تمہارا ہاتھ اٹھا تو میں بات نہیں کروں گی تم سے۔۔۔"

میرب نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔جب اس کی بات پر زاراب اثبات میں سر ہلاتا ان لوگوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جو ابھی بھی یعقوب نیازی کے پاس کھڑے ان کے گیسٹ اور خاص کر خواتین کو خباثت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔زاراب کا دل چاہا تھا ہاتھ نہیں سیدھی بندوق اٹھائے ان کمینوں پر۔۔۔

"کیوں آئے ہیں یہ لوگ یہاں۔۔۔؟؟"

زاراب سرفراز گیلانی کی جانب سے بڑھایا گیا ہاتھ اگنور کرتا یعقوب نیازی سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

اتنے لوگوں کے سامنے اپنی بے عزتی پر سرفراز گیلانی کا چہرا لال ہوا تھا۔۔۔ مگر وہ پھر بھی خاموش کھڑا رہا تھا۔۔

"یہ ہماری زمین ہمیں واپس لوٹانے آئے ہیں۔۔۔جو دھوکے سے حاصل کی گئی تھی ہم سے۔۔"

یعقوب نیازی نے وہ فائل زاراب کی جانب بڑھائی تھی۔۔ جسے تھامنے کے بجائے وہ حسن کی جانب اشارہ کر گیا تھا۔ حسن نے فوراً سے فائل تھام لی تھی۔۔

"ہم آپسی اختلافات ختم کرنا چاہتے ہیں۔۔"

شہروز نے بہت ہی اچھے سے زاراب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جو مٹھیاں بھینچے مشکل سے خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔۔ یہ شخص اس کی بیوی کے حوالے سے اتنی گھٹیا پلاننگ کرتا رہا تھا۔۔ زاراب کی جانب سے پڑنے والی مار کی وجہ سے اتنا وقت بستر پر رہا تھا۔۔ وہ شخص اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا تھا۔۔۔

"میرب سے معافی۔۔۔۔"

شہروز اس کے تاثرات دیکھ اخذ کر چکا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔۔ مگر جیسے ہی شہروز کے منہ سے میرب کا نام نکلا۔۔ زاراب نے کھینچ کر ایک زوردار مکا اس کے منہ پر مارتے اس کا جبڑا ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

شہروز سر کے بل پیچھے جا گرا تھا۔۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ نام لینے کی۔۔۔ دوبارہ ایسی گستاخی کی تو منہ نوچ لوں گا تمہارا.."

زاراب نیازی کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔۔ جبکہ دور کھڑی میرب سمجھ گئی تھی کہ اس اشتعال اور غصے کی وجہ وہی تھی۔۔

"ہم بہت اچھے سے بات کرنے آئے تھے تم سے۔۔ تم یہ اچھا نہیں کر رہے۔۔۔"

سر فراز گیلانی آگے آئے تھے۔۔ باقی سب نے زاراب کو روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جس سے کوئی بعید نہیں تھی وہ سر فراز گیلانی کا بھی منہ توڑ دیتا۔۔ شہروز کا چہرا لہولہان ہو چکا تھا۔۔۔ اس نے خون آشام نگاہوں سے زاراب کی جانب دیکھا تھا۔۔ اب یہ شخص اس سے بچنے والا نہیں تھا۔۔۔

وہ لوگ زاراب کو دھمکیاں دیتے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔

"زاراب نیازی اپنے حواسوں پر قابو رکھو۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے قبر نے کھودو۔۔۔"

یعقوب نیازی ان لوگوں کی دھمکیوں سے خوفزدہ ہو چکے تھے۔ وہ اپنے پوتوں کو ایک بار موت کے منہ تک جاتا دیکھ چکے تھے۔۔۔ دوبارہ ایسا نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔۔۔ اسی لیے انہوں نے گیلانیوں کی جانب دوستی کا

ہاتھ بڑھایا تھا۔۔اس بات کو فراموش کیے کے وہی ان کے خاندان کی بربادی کا باعث تھے۔۔

"ہم نہیں آپ ہماری قبر کھودنا چاہتے ہیں دادا جان۔۔جو لوگ ہماری جانوں اور عزتوں کے لٹیرے ہیں آپ انہیں دوست بنا کر حویلی میں گھسا رہے ہیں۔۔تاکہ وہ ایک بار پھر ہماری عزتوں سے کھلواڑ کر کے ہماری گردنیں کاٹ دیں۔۔۔مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔ہر بار عورتیں قربان نہیں ہونگی۔۔۔آپ ہمیں اپنے بیٹوں کے جیسا مت سمجھیں۔۔جو آپ کے کہنے پر بے غیرت بن کر اپنی عورتوں کے ساتھ ہوئے ظلم پر آنکھیں بند کر لیں گے۔۔ہم اتنا جگرا رکھتے ہیں کہ اگر ہماری عورتوں کی جانب کوئی دیکھے گا تو ہم ان کی آنکھیں نوچنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔۔ہماری زندگیوں سے بڑھ کر ہماری عزتیں ہیں۔۔۔"

"آپ ہمیں اپنے بیٹوں کے جیسا مت سمجھیں۔۔ جو آپ کے کہنے پر بے غیرت بن کر اپنی عورتوں کے ساتھ ہوئے ظلم پر آنکھیں بند کرلیں گے۔۔ ہم اتنا جگرا رکھتے ہیں کہ اگر ہماری عورتوں کی جانب کوئی دیکھے گا تو ہم ان کی آنکھیں نوچنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔۔ ہماری زندگیوں سے بڑھ کر ہماری عزتیں ہیں۔۔۔"

زاراب نیازی جب بولنے پر آیا تھا تو بولتا چلا گیا تھا۔۔۔ آج پہلی بار کوئی یعقوب نیازی کے سامنے اتنی اونچی آواز میں بات کر رہا تھا۔۔

زاراب نے اپنی بات کے دوران جن نگاہوں سے فرمان نیازی کی جانب دیکھا تھا وہ اپنی نگاہیں اٹھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔۔ ان کا ضمیر انہیں پہلے دن سے ملامت کرتا آرہا تھا۔۔ مگر آج زاراب نے یعقوب نیازی کے ساتھ ساتھ انہیں جو آئینہ دکھایا تھا۔۔ وہ اپنی نگاہوں میں گر گئے تھے۔۔

ان کی بیوی کو جن لوگوں نے نشانہ بنایا تھا۔۔وہ انہیں کو دوست بنائے پھر رہے تھے۔۔وہ واقعی مرد کہلانے کے لائق نہیں تھے۔۔۔

زاراب کا دماغ اس وقت بہت بری طرح خراب ہو چکا تھا۔۔وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔میرب دور کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔۔

وہ اس کی خاطر لڑ رہا تھا۔۔وہ شخص اسے ہر جگہ معتبر کر جاتا تھا۔۔۔زاراب کی باتیں سن کر وہاں موجود تمام خواتین نے رشک بڑھی نگاہوں سے میرب کی جانب دیکھا تھا۔۔زاراب نیازی نے ایک مثالی شوہر بن مردانگی کا معیار بہت اونچا کر دیا تھا۔۔۔یہاں کے لوگ جس نام نہاد غیرت کی بات کرتے تھے اس نے اس کے معنی ہی بدل دیئے تھے۔۔

میرب زاراب نیازی کی اس محبت پر دل سے مسکرادی تھی۔۔ مگر جس طرح دھمکیاں دیتے وہ لوگ یہاں سے گئے تھے۔۔ وہ سوچ کر میرب کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان نوفل کی بھی ویسی ہی حالت کرنا چاہتا تھا جیسی زاراب نے شہروز کی کی تھی۔۔ مگر اس کی نورے اسے اپنے پاس سے ہلنے بھی نہیں دے رہی تھی۔۔

"میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔"

نورے اپنا سر تھامتی اپنے خان کی پوری توجہ اس وقت اپنے اوپر چاہتی تھی۔۔۔

"میری جان مجھے طبیعت درست کرنا بہت اچھے سے آتا ہے۔۔"

ارشیان اس معصوم لڑکی کی یہ معصومانہ چالاکیاں فوراً سمجھ جایا کرتا تھا۔۔۔

"یہ سب لڑکیاں آپ کی جانب کیوں دیکھ رہی ہیں۔۔"

شاہنور اپنی آؤٹ پٹانگ باتوں سے اس کا دھیان اس جانب سے ہٹا رہی تھی۔۔۔جب ارشیان کی نظر اس کی خالی ہتھیلیوں پر پڑی تھی۔۔۔

"کیونکہ سب لوگوں نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا ہے۔۔کوئی یقین نہیں کر رہا کہ میں وہی پہلے والا ارشیان نیازی ہوں۔۔۔"

ارشیان نیازی نے اسے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔شاہنور کے لب مسکرائے تھے۔۔۔

آپ نے گجرے کیوں نہیں پہنے۔۔۔؟؟"

ارشیان نے آنکھوں میں شوخی بھرے پوچھا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر اسی حویلی میں گزرے پچھلے فنکشن کو یاد کرتے شاہنور کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

کتنی بے دردی کے ساتھ اس شخص نے اس کے اتنے پیارے گجرے خراب کر دیئے تھے۔۔۔ اس دن کے بعد سے اس کے حکم کو مانتے شاہنور نے گجرے پہننے چھوڑ دیئے تھے۔۔

"آپ نے منع کیا تھا۔۔۔"

شاہنور اس شخص کے سوال پر حیران ہوئی تھی۔۔ اس نے کی تو کہا تھا کہ اسے گجرے سخت ناپسند تھے۔۔

"ہاں۔۔۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے گجرے نہیں پسند۔۔ کیا تم اب بھی نہیں سمجھی کہ ان گجروں کا وہ حال کیوں ہوا تھا۔۔۔"

ارشیان نیازی کی بات پر اچانک سے شاہنور کی دماغ میں جھما کا سا ہوا تھا۔۔۔ وہ گجرے نوفل کو بھجوائے تھے تیمور نے۔۔ اور ارشیان نے اسے نوفل کے ہاتھوں سے گجرے لیتے دیکھا تھا۔۔ تو کیا یہ شخص اس وقت سے اس کے لیے اتنا پوزیسو تھا۔۔ شاہنور خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئی تھی۔۔۔ اس کا چہرا خوشی سے جگمگا اٹھا تھا۔۔

جب ارشیان اس خوشی پر نہال ہوتا ملازمہ سے گجرے منگواتا شاہنور کی دونوں کلائیوں میں اپنے ہاتھوں سے پہنا گیا تھا۔۔ ان کی دلفریب مہک اپنی سانسوں میں اتارتے ارشیان باری باری اس کی کلائیوں پر اپنے ہونٹ رکھ گیا تھا۔۔۔

شاہنور گھبرا کر اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔وہ سائیڈ پر کھڑے تھے مگر وہاں آس پاس چند ایک لوگ موجود تھے۔۔۔شاہنور اتنے لوگوں کے سامنے اس شخص کی وارفتگی پر لال ہوئی تھی۔۔

باہر جو ہنگامہ ہو رہا تھا وہاں فنکشن کی تو کوئی صورت بچی نہیں تھی۔۔یعقوب نیازی کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔۔۔زاراب نے آج اتنے سالوں کے بعد انہیں ان کا جو چہرا دکھایا تو وہ برداشت نہیں کر پائے تھے۔۔

انہیں شدت سے اپنی ہر ہر غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔اپنے بچوں کو بچانے کی خاطر وہ انہیں ایسی دلدل میں دھکیل گئے تھے۔۔وہ اس وقت ارشیان سے ملنا چاہتے تھے۔۔۔زاراب کے علاوہ باقی سب لوگ بھی وہاں پر موجود تھے۔۔۔

"مجھے معاف کر دو ارشیان۔۔۔ تمہاری ماں کی ساتھ ظلم ہوا ہے۔۔۔ تم بار بار مجھے ان ظالموں سے بدلہ لینے کا کہتے رہے اور میں تمہیں روکتا رہا۔۔۔ میں اسی قابل تھا کہ تم مجھ سے صرف ناراض نہ رہتے بالکل نفرت کرتے۔۔۔"

یعقوب نیازی کی حالت اس وقت کافی قابلِ رحم تھی۔۔۔ انہوں نے ہمیشہ سارا نظام اپنے طریقے سے سنبھالنی چاہی تھی مگر نہ صرف بری طرح ناکام رہے تھے۔۔۔ بلکہ اپنے بچوں کو بھی خود سے دور کر دیا تھا۔۔۔

ان کی انا اور ضد نے انہیں اپنے ہی بچوں کے آگے رسوا کر دیا تھا۔۔۔

مگر ارشیان نے اس کی حالت دیکھ انہیں معاف کر دیا تھا۔۔جو بھی تھا مگر وہ اس کے دادا تھے۔۔ جنہوں نے ہمیشہ انہیں بہت محبت دی تھی۔۔۔ہاں مگر آج تک ان کے حوالے سے جتنے بھی فیصلے لیے تھے وہ سب غلط ہی تھے۔۔ جن فیصلوں نے ان کی زندگیاں مزید تنگ کر دی تھیں۔۔

"میں اپنی سرداری تمہیں سونپنا چاہتا ہوں۔۔۔"

یعقوب نیازی کی بات پر ارشیان نے لال آنکھیں اٹھا کر سامنے کھڑی شاہنور کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس سرداری کے بدلے اسے کیا کرنا تھا کہ سوچ کر ہی اسے اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ سرداری چھوڑ سکتا تھا مگر اپنی نورے کو زرا سی بھی اذیت میں مبتلا نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ جانتا تھا نورے اس کی دوسری شادی کا ذکر بھی برداشت نہیں کر پائے گی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ انکار کر دیتا۔۔ جب یعقوب نیازی پھر سے بولے تھے۔۔

"تم پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہو گا۔۔ اگر تم نیازی خاندان کی کسی بھی لڑکی سے دوسری شادی کرنا چاہو تو تمہاری مرضی۔۔۔ ورنہ ہم شاہنور بیٹی کو اس حویلی کی خانم کی حیثیت سے تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔۔۔"

ارشیان اس پوری بات کے دوران شاہنور کی جانب ہی دیکھتا رہا تھا۔۔ جو شاک کی کیفیت میں اس کی دوسری شادی کے حوالے سے سن رہی تھی۔۔۔ اور ارشیان نیازی کا ریلیکس انداز اس کا چین و سکون غارت کر گیا تھا۔۔۔

وہ بنا مزید کوئی بات سنے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت سرخ رنگ کے لباس میں اس کے نام پر سجی بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔ مگر یہ بات سن کر اس کی معصوم سی نورے جو آتش فشاں بنی تھی۔۔ وہ دیکھ ارشیان اپنی پیشانی مسل گیا تھا۔۔۔

اس کے دادا جان آج اس کی بھلائی کرتے کرتے بھی پھر سے بہت بڑی مشکل میں ڈال گئے تھے۔۔۔ ارشیان یعقوب نیازی کی خوشی کی خاطر اس سرداری کے لیے مان گیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا اس زمہ داری نے اسی کے سر آنا تھا۔۔ زاراب کو سیاست میں ہونے کی وجہ سے اس جانب سے چھوٹ مل گئی تھی۔۔ سب لوگ آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹنے لگے تھے۔۔۔

ارشیان کافی دیر ان کے پاس بیٹھا انہیں ریلیکس کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔۔۔ جو اس وقت اپنی ماضی میں کی گئی تمام غلطیوں کو یاد کرتے شدید تکلیف کا شکار تھا۔۔۔

زاراب ان سے شدید ناراض تھا۔۔ جس نے ہمیشہ ان کے بکھیڑوں کو سمیٹنے کی کوشش کرتے خاندان کو جوڑے رکھا تھا۔۔ خاص کر ارشیان اور فیروز کو خاندان کے خلاف نہیں ہونے دیا تھا۔۔ ورنہ انہوں نے تو فیروز کو بھی نفرت دیکھاتے اس کی زندگی برباد کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

ارشیان کافی دیر بعد اٹھ کر خود کو اپنے نورے کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتا روم میں آیا تھا۔۔

نورے تک اس کی سرداری قبول کرنے کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔اور وہ نازک جان تب سے خود کو یہی سوچ کر ہلکان کیے ہوئے تھی کہ ارشیان دوسری شادی کے لیے بھی مان گیا ہے۔۔کیونکہ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ سردار کی بیوی نیازی خاندان سے نہ ہو۔۔۔اسے ایک خاندانی بیوی لازمی رکھنی پڑتی تھی۔۔جو اس کی نسل آگے لے کر جائے۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

روم میں ملگجا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔ارشیان نے لائٹ آن کی تو روم کی ہر شے اپنی جگہ پر موجود تھی۔۔اور شاہنور بیڈ پر سکڑی سمٹی لیٹی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔۔

اس نے شدید غصے اور ناراضگی کے باوجود لباس تبدیل نہیں کیا تھا۔۔

ارشیان کو تسلی ہوئی تھی۔۔۔وہ اپنی شال اتار کر صوفے پر رکھتا شاہنور کے

قریب بیڈ پر جا بیٹھا تھا۔۔جو شاید روتے روتے ہی سو گئی تھی۔۔

اس کے چہرے پر آنسوؤں کے نشان اور مٹا مٹا میک اپ واضح تھا۔۔۔

ارشیان کو اس کی لرزتی پلکوں سے محسوس ہوا تھا کہ شاید وہ جاگ رہی تھی۔

"میری زندگی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔"

ارشیان نے جھک کر اس کے ماتھے سے بندیا اتارتے وہاں اپنے لب رکھے

تھے۔۔۔شاہنور کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔ مگر وہ ایسے ہی پڑی رہی

تھی۔۔۔ارشیان نیازی سے سخت خفا تھی وہ۔۔

"آپ جانتی ہیں نورے خان کے لیے آپ سے اوپر کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ چاہے وہ اس ایک گاؤں کی سرداری ہو یا پوری دنیا کی حکمرانی۔۔۔ اپنی نورے کی خاطر سب ٹھکرا دوں گا۔۔۔"

ارشیان نے ایک ایک کر کے اس کی کانوں سے جھمکے جدا کیے تھے۔۔۔ لال لہنگے میں اس کا حسن دو آتشہ لگ رہا تھا۔۔۔ اس کے سر پر ابھی بھی بھاری کامدار دوپٹے کا پلو جما ہوا تھا۔۔۔ بالوں کو جوڑا ہنوز قائم تھا۔۔

دودھیا گداز کلائیاں چوڑیوں اور گجروں سے مہک رہی تھیں۔۔ ناک میں چمکتی نوز کی تو چھب ہی نرالی تھی آج۔۔ اوپر سے وہ جس طرح اس کے سامنے نروٹھے انداز میں سوئی پڑی تھی۔۔ ارشیان کے لیے اپنے جذبات پر قابو رکھ پانا مشکل ہوا تھا۔۔

ہونٹوں پر سجی مہرون لالی اس کی دل کو بے قرار کر گئی تھی۔۔وہ اپنے نازک سراپے کو ڈھکنے کے لیے اسی عروسی دوپٹے کا استعمال کرتی دلکشی بھرے وجود کی رعنائیوں کو مزید اجاگر کرتی ارشیان نیازی کی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر ہی مدہوش ہوا تھا۔۔۔

وہ بنا اسے حاصل کیے اس کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب گیا تھا۔۔

اسے خوف محسوس ہو رہا تھا کہ جب وہ خود کو اس حسن کی بارش میں بھگو کے لے گا تو کیا ہو گا اس کا۔۔

ارشیان جھکا تھا اور ان لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی ابھرتی گرتی سانسوں کا زیر و بم ہلا کر رکھ گیا تھا۔۔

وہ نازک جان اپنے خان کے اس لمس پر جی جان سے کانپ اٹھی تھی۔

ارشیان اس کے دائیں بائیں ہتھیلیاں جمائے اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ

شاہنور کا سر تکیے پر رکھا ہوا تھا۔۔

اس شخص کی شدتیں برداشت کرتے اس نے تکیے کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا

تھا۔۔

"اب جب بھی تم نے سے ناراض ہو گی میں ایسے ہی مناؤں گا۔۔ اچھا طریقہ

ہے منانے کا۔۔۔"

ارشیان اس کے دوپٹے کو اس کے حسین سراپے سے سرکاتا دور اچھال چکا

تھا۔۔

"خان۔۔۔ آپ دوسری شادی کریں گے۔۔۔اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مر جاؤں گی۔۔۔"

شاہنور اس کی شدتوں پر پھولی سانسوں کے ساتھ بولتی اپنے دل کو پریشان کرتی اس بات پر چپ نہیں رہ پائی تھی۔

ارشیان نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"اگر دوسری شادی کرنا ہوتی تو میں سرداری کو اسی وقت ٹھکرا دیتا۔۔۔میں آپ کو بار بار بتا چکا ہوں نورے۔۔ارشیان نیازی کی زندگی میں نہ آپ سے پہلے کسی کی گنجائش تھی اور اب آپ کے بعد تو بالکل بھی نہیں رہی۔۔۔ صرف آپ ہی ہو۔۔۔میری زندگی۔۔۔دنیا والے کچھ بھی کہیں۔۔۔آپ کے لیے صرف آپ کے خان کی کہی بات اہم ہونی چاہئے۔۔"

ارشیان اس کی آنکھوں میں جھانکتا اسے ہر خوف سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔

شاہنور اس کی بات پر آنکھیں موندے دل سے مسکرادی تھی۔۔

اس نے اپنے خان کو اظہار کرنا سکھا دیا تھا۔۔

اس نے آنکھیں موند رکھی تھیں جب اسے پھر سے اپنے گجروں کی سختی آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ آج تو اس شخص نے بہت محبت سے اسے پہنائے تھے۔۔

"خان۔۔۔"

شاہنور نے آنکھیں کھول کر اسے گھورا تھا۔۔

جو گجروں کی پتیاں اس پر بکھیرنے کے بعد اب ایک ایک کر کے اس کی چوڑیاں اتار رہا تھا۔۔

"مجھے چوڑیاں بہت پسند ہیں۔۔"

شاہنور اس شخص کے ارادے جان کر اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے بولی تھی۔۔ ارشیان نیازی نے اپنی خمار آلود نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھتے اس کے سینے میں دھڑکنوں کا طوفان برپا کر دیا تھا۔۔۔

"مجھے بھی بہت پسند ہیں۔۔ مگر اس وقت یہ مجھے ڈسٹرب کر رہی ہیں۔۔۔"

وہ ان چوڑیوں کی وجہ سے اس کی کلائیوں کو چھو نہیں پا رہا تھا۔۔۔

"خان مجھے نیند آ رہی ہے۔۔۔"

شاہنور کی دھڑکنوں کا شور بڑھنے لگا تھا۔۔ کیونکہ اب اس کا خان اس کے وجود سے ہر بوجھ کو آزاد کرتا پوری فرصت سے اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"تو سو جاؤ نورے۔۔۔"

آنکھوں میں شوخی بھرے بے باک انداز میں اسے سر سے پیر تک گھورتے یہ جو سونے کی اجازت دی گئی تھی اس کا مفہوم جان کر ہی شاہنور کو اپنے کانوں سے دھویں نکلتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

"مجھے دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان بنانے کا بہت شکریہ نورے۔۔۔ میں اندھیروں میں جی رہا تھا۔۔ مجھے روشنیوں میں لانے کا شکریہ۔۔۔"

وہ بولنے کی ساتھ ساتھ اس کی گردن پر جگہ جگہ اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا سائیڈ پر رکھی مخملی ڈبیا اٹھا کر اس کی گردن میں ایک نہایت ہی نازک اور خوبصورت سی چین پہنا گیا تھا۔۔ جس میں موجود لاکٹ پر اس کا نام جگمگا رہا تھا۔۔

"میں چاہتا ہوں میرا نام ہمیشہ تمہارے دل کے قریب رہے۔۔۔"

ارشیان اپنی بات مکمل کرتا اپنے نام کے لاکٹ پر لب رکھتا شاہنور کو شرم و حیا سے لال کر گیا تھا۔۔۔اسے کی ہونٹوں کی شدت پر شاہنور اندر تک کانپ اٹھی تھی۔۔۔

وہ اس کے آگے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتی تھی کہ اس وقت سے اس سے محبت کرتی آرہی تھی جب وہ اس کے ہونے سے بھی واقف نہیں تھا۔۔

مگر ارشیان نیازی کی شدتوں کے آگے وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔وہ شخص اس سے اظہار کا طلبگار تھا۔۔۔اس نے ایک بار بھی یہ بات زبان پر نہیں لائی تھی۔۔مگر شاہنور اپنے خان کی بات بنا کہے ہی سمجھ جاتی تھی۔۔وہ آج

اظہار کرنے کا پورا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔ مگر اس وقت اس ساحر کے آگے کچھ بھی بول پانے کی ہمت نہیں بچی تھی اس کے اندر۔۔۔

آہستہ آہستہ اس کا خان اس پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔اس کی شدتوں اور وارفتگیوں پر بکھرتی وہ واپس اسی کی پناہوں میں سمٹ رہی تھی۔۔۔

وہ اپنی نورے کو اتنی محبت اور نرمی سے چھو رہا تھا کہ وہ لڑکی خود پر نازاں ہو اٹھی تھی۔۔۔اس شخص کی جنونیت اور دیوانگی پر شرم سے دوہری ہوتی وہ واپس اس کے مضبوط چوڑے سینے پر سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

اس کی شفاف مانگ پر عقیدت بھرے انداز میں اپنے لب رکھتے ارشیان اپنی نازک نورے کو نرمی سے خود میں سمیٹ گیا تھا۔۔۔

نویرہ صبح سے سلطان کے واپس لوٹنے کا ویٹ کر رہی تھی۔۔ وہ پوری رات فکر مندی اور بے چینی سے سو نہیں پائی تھی۔۔۔ اس وقت بھی وہ بے کل سی پوری حویلی میں چکر کاٹتی پھر رہی تھی۔۔

جب گاڑی کی آواز آئی تھی۔۔۔ نویرہ کا دل چاہا تھا باہر جانے کو مگر سلطان کو اس کا گارڈز کے سامنے آنا پسند نہیں تھا۔۔۔ اس لیے وہ ڈرائینگ روم میں ہی کھڑی اپنی بے قرار نگاہیں انٹرنس پر جمائے ہوئے تھی۔۔۔ جب کچھ لمحوں بعد سلطان شاہ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ اندر داخل ہوتا نویرہ کے بے چین دل میں چین اور سکون بکھیر گیا تھا۔۔

وہ اس وقت سیاہ لباس میں موجود سیاہ شال کو اپنے گرد بہت اچھے سے لپیٹے ہوئے تھا۔۔ وہ بہت تکلیف میں تھا۔۔ اس کے زخم ابھی بالکل کچے تھے۔۔

مگر صرف نویرہ کو پریشان نہ کرنے کے لیے وہ اس کے سامنے اپنی تکلیف ظاہر نہیں کر رہا تھا۔۔

اگر نویرہ اس شخص کی اپنے لیے اس قدر محبت کے بارے میں جان جاتی تو اپنے دل سے اس شخص کی حوالے سے ہر بدگمانی نکال پھینکتی۔۔۔

سلطان چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا۔۔

"کیسی ہو۔۔۔؟؟"

چند قدموں کے فاصلے پر رکھتے اس نے پوچھا تھا۔۔۔ نویرہ نے بہت غور سے اس کا یہ رکنا اور دھیرے دھیرے چلنا نوٹ کیا تھا۔۔ وہ جس کے بھاری قدموں کی چاپ سے دل کانپ اٹھتے تھے اس کا یہ انداز۔۔۔

سلطان جب بھی کہیں باہر سب واپس آتا تھا۔۔ چاہے وہ کچھ گھنٹوں کے لیے ہی کیوں نہ گیا ہو۔۔ واپس آکر اسے سینے سے لگا کر ضرور محسوس کرتا تھا۔۔۔ وہ کہتا تھا نویرہ کا لمس اس کے زندہ رہنے کی وجہ تھی۔۔ وہ اس کی طاقت تھی۔۔۔

مگر آج دور سے کھڑے ہو کر اس کا صرف حال احوال دریافت کرنا اور پھر اسی دوری سے بنا اسے روم میں آنے کا کہے اپنے علیحدہ بیڈ روم میں چلے جانا نویرہ کو اپنی جگہ منجمند کر گیا تھا۔۔۔

آخر ایسا کیا ہوا تھا۔۔۔ یہ شخص ایسا بی ہیو کیوں کر رہا تھا۔۔ فون پر تو اس نے بالکل ٹھیک بات کی تھی۔۔۔ ایسا بی ہیوئیر تو وہ شدید ناراضگی کے وقت بھی نہیں رکھتا تھا۔۔۔

نویرہ ابھی وہی کھڑی تھی۔۔جب حانم اور فیروز اندر داخل ہوئے

تھے۔۔۔

ان دونوں کے چہروں سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔۔

"چاچو کہاں ہیں۔۔۔؟؟"

اس سے ملنے کے بعد حانم نے بظاہر نارمل انداز میں نویرہ سے پوچھا تھا۔۔

مگر اس کی کا پریشانی اور بے چینی بھرا انداز نویرہ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں

رہ پایا تھا۔۔۔

سب سے زیادہ حیرت تو اسے فیروز کو سلطان کے لیے پریشان ہوتے دیکھ

ہوئی تھی۔۔۔فیروز نیازی سلطان سے ملنے آیا تھا۔۔۔

نویرہ سلطان کے روم کی جانب اشارہ کرتی خود ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔۔

یہ سب لوگ اس کی ناک کے نیچے کیا کھیل کھیل رہے تھے۔۔ایک طرف فیروز اور سلطان ایک دوسرے کی موت کی پلاننگ کر رہے تھے۔۔تو دوسری جانب یہ پریشانی اور فکر۔۔۔

نویرہ کا دماغ غصے سے آؤٹ ہوا تھا۔۔۔

اس نے فوراً زاراب کا نمبر ملایا گیا۔۔۔

"کیا ڈرامہ چل رہا ہے تم سب کچھ بیچ۔۔۔؟"

نویرہ نے اس کے کال اٹینڈ کرتے ہی غصے سے پوچھا تھا۔۔

"کونسا ڈرامہ اور کس کے بیچ۔۔میں سمجھا نہیں۔۔۔؟"

زاراب کی نا سمجھی بھری آواز نویرہ کو مزید آگ لگا گئی تھی۔۔۔

"زاراب خان نیازی مجھے مزید نے وقوف مت بناؤ۔۔۔ تم پر یہ ناسمجھی کی ایکٹنگ بالکل بھی سوٹ نہیں کر رہی۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ فیروز شاہ حویلی میں موجود ہو اور تم اس بات سے لاعلم ہو۔۔۔"

نویرہ کافی زیادہ غصے میں لگ رہی تھی۔۔ زاراب کو اس وقت سلطان شاہ سے بہت ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔۔

"آپ اپنے شوہر نامدار سے ہی پوچھ لیں پھوپھو جان۔۔۔ مجھے ان کی جانب سے آپ کو کچھ بھی بتانے کی اجازت نہیں ہے۔۔"

زاراب نیازی بہت صفائی کے ساتھ اس معاملے سے نکل گیا تھا۔۔۔

"تو مطلب تم چاروں ایک دوسرے کے دشمن نہیں۔۔۔ آپس میں ملے ہوئے ہو۔۔۔"

نویرہ کو غصے کی شدت سے اپنا دماغ کی نسیں پھٹتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

ان سب نے مل کر اسے بے وقوف بنایا تھا۔۔۔زاراب کی جانب سے اثبات میں جواب ملتے ہی اس نے زاراب کی مزید کوئی بات سنے بغیر کال کاٹ دی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے اسے حانم اور فیروز سلطان کے روم سے باہر آتے دکھائی دیئے تھے۔

"چچی جان وہ۔۔۔۔"

حانم نے کچھ بولنا چاہا تھا جب نویرہ اس کی بات کاٹ گئی تھی۔۔۔

"تم بھی ان سب کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔۔۔"

نویرہ نے فیروز کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتے حانم کو گھورا تھا۔۔۔

"نن نہیں۔۔مجھے ابھی کچھ دن پہلے پتا چلا۔۔۔ان سب نے مجھے بھی ایسے ہی بے وقوف۔۔۔۔۔"

حانم اپنے لفظوں کا خیال کرتے فوراً زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔۔۔جس پر نویرہ ان دونوں کو وہیں چھوڑتی غصے سے بھڑکتی سلطان کے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"آج خیر نہیں ہے چاچو کی۔۔۔"

حانم فیروز کے ساتھ مسکراتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب اسی رات غصے میں شہر آ گیا تھا۔۔۔ جبکہ میرب اگلے دن پہنچی تھی۔۔۔ مگر زاراب کے شہر والے بنگلے پر جانے کے بجائے سیدھا اپنے آفس چلی گئی تھی۔۔۔

جہاں سب اسی کے منتظر تھے۔۔۔ ان سب کو میرب راجپوت سے کافی امیدیں تھیں۔۔۔ کیونکہ اب تک میرب نے ہر انسان کے سامنے زاراب کے لیے جس قدر نفرت کا اظہار کیا تھا۔۔ حسین راجپوت سمیت سب لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ میرب نے زاراب سے شادی انتقام کے تحت ہی کی تھی۔۔

اور اب وہ ان کے ساتھ مل کر زاراب نیازی کے خلاف کام کرے گی۔۔ مگر یہ ان کی بہت بڑی بھول تھی۔۔

"زاراب نیازی آج شام کو جلسہ کرنے سے روکنا ہو گا۔۔"

صائم کسی بھی قیمت پر یہ چاہتا تھا۔۔ بہروز اور باقی سب بھی اس کے حامی تھے۔۔۔زاراب کا یہ جلسہ کامیاب ترین ہونے کا مطلب تھا ان کی پارٹی کا دیوالیہ نکل جانا۔۔

"اس کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔"

میرب نے سوالیہ نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو نجانے اس سے کیا ڈیمانڈ رکھے ہوئے تھے۔۔۔

"زاراب نیازی کو صرف آپ روک سکتی ہیں۔۔اس پارٹی نے آپ کو اس وقت سپورٹ دیا جب کوئی بھی پارٹی آپ کو اپنے ساتھ رکھنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔اب آپ کو اس پارٹی کو کچھ تو دینا ہو گا۔۔۔"

بہروز نے بھی سب کچھ میرب پر ڈال دیا تھا۔۔۔اس کے الفاظ پر میرب نے صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اس وقت نگاہیں جھکا چکا تھا۔۔رخصتی کے بعد سے میرب صائم کے رویے میں واضح تبدیلی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"آپ لوگ غلط کر رہے ہیں۔۔میرب نے یہ پارٹی جوائن کرتے ہوئے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کہ وہ زاراب نیازی کو نقصان پہنچا کر اس پارٹی کو فایدہ پہنچائیں گی۔۔انہوں نے ہمیشہ اپنی پرسنل اور پروفیشنل لائف کو سائیڈ پر رکھا ہے۔۔۔"

یمنہ ان مردوں کی سائیکی پر خفگی سے بولی تھی۔۔۔

"مگر ہمیں نے انہیں اسی لیے اس پارٹی میں اتنی اہم پوزیشن دی کیونکہ سے زاراب نیازی کی وائف ہیں۔۔۔"

دانیال حسن نے آفس میں قدم رکھتے باآواز بلند اپنی بات کہی تھی۔۔۔

ان کے ساتھ اندر داخل ہوتے شہروز گیلانی کو دیکھتے میرب ان لوگوں کا سارا کھیل سمجھ گئی تھی۔۔۔

اسے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ یہ دونوں پارٹیز بھی خفیہ طور پر اتحاد کر چکی تھیں۔۔۔ میرب نے نگاہیں موڑ کر صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس نے شہروز سے مصافحہ نہیں کیا تھا۔۔ مگر اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ بھی اس ساری سازش میں شریک ہے۔۔۔

یمنہ بھی کہیں کہیں یہ سب سمجھ رہی تھی۔۔۔ وہ زاراب نیازی کو اپنا آئیڈیل مانتی تھی۔۔ اور اب تو اس کی نگاہوں میں زاراب کی عزت کئی گنا

بڑھ گئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اتنا ایماندار اور پاور فل شخص تھا کہ اسے ہرانے کے لیے سب بدیانت لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔

وہاں اس وقت وہی کچھ لوگ موجود تھے۔۔ جبکہ شہروز گیلانی کی کمینگی بھری نگاہیں میرب پر تھیں۔۔

"کیا زاراب نیازی جانتا ہے کہ اس کی بیوی ہمارے پاس ہے۔۔۔؟؟"

شہروز گیلانی بول رہا تھا مگر میرب کی نظریں تو صائم پر فوکس تھیں۔۔۔

دوستی میں اتنا گہرا دھوکا اس نے آج پہلی بار کھایا تھا۔۔

صائم بھی اپنی غلطی جانتا تھا۔۔۔ اس لیے اس نے ایک بار بھی میرب سے نگاہیں نہیں ملائی تھیں۔۔۔

میرب نے گھڑی کی جانب دیکھا تھا۔۔اگر زاراب یہاں آجاتا تو وہ جلسے سے رہ جاتا۔۔۔اسکا جلسہ بس شروع ہونے ہی والا تھا۔۔۔

"تم جیسے ڈرپوک اور کاہل دشمن میں نے اب تک نہیں دیکھے۔۔۔جو زاراب نیازی کے سامنے جاکر مردوں کی طرح اس پر وار نہیں کرسکتے۔۔بلکہ اس کی بیوی کو کمزور مہرا بنا کر اسے ہرانا چاہتے ہیں۔بہت بڑی بھول ہے یہ تمہاری۔۔۔"

میرب زاراب نیازی کی بیوی تھی ڈرنا تو اس نے بھی نہیں سیکھا۔۔۔دشمنوں کے بیچ بیٹھتے اس نے ان کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دی تھی۔۔۔

"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔ہاں نہیں ہے ہم میں مردانگی۔۔۔ ہمیں عورتوں سے لڑنے میں کی مزا آتا ہے۔۔۔ مردانگی تمہارے شوہر کو ہی مبارک ہو۔۔۔ آج وہ بھی مردانگی کا مزا چکھ لے گا۔۔جب اس کے جلسے پر تعینات سیکیورٹی گارڈز میں موجود میرے شاپ شوٹر اس کا کام تمام کر دیں گے۔۔۔ سیدھا سینے پر گولی مارنے کا حکم دیا ہے میں نے انہیں۔۔۔ اسے بہت شوق ہے نا سینہ تان کر اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے گا۔۔۔

اب اسی سینے پر گولیاں کھائے گا۔۔۔"

شہروز گیلانی کو وہاں اتنی شے دے دی گئی تھی کہ وہ ڈائریکٹ میرب سے بات کرتا اسے دھمکا رہا تھا۔۔ میرب کو اب صائم سے بھی کوئی امید نہیں رہی تھی۔۔۔

زاراب کی جان خطرے میں ہونے کا سن کر میرب کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا تھا۔۔۔

"میرب رک جاؤ۔۔۔"

صائم فورا بھاگ کر اس کے قریب آیا تھا۔۔مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔ میرب وہ پورا گلاس پی چکی تھی۔۔۔جس میں شہروز گیلانی کے کہنے پر زہر ملائی گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

فیروز اور حانم سلطان سے مل کر شاہ حویلی سے نکل آئے تھے۔۔۔ان کا رخ اب شہر کی جانب تھا۔۔

ابھی وہ شیرہ کوٹ کی حدود سے نکل رہے تھے جب فیروز کو اپنے آدمیوں کی جانب سے کال موصول ہوئی تھی۔۔۔سلطان کی جانب سے کیے جانے والی حملے کے بعد ہشام اس قدر بپھر چکا تھا کہ اس نے فیروز کی قید میں موجود اپنے باپ کو مروا دیا تھا۔۔۔

اسے شاید اندازہ تھا کہ اگر فیروز نے جہانزیب فاروقی سے اپنے ماں باپ کے حوالے سے ثبوت اگلوا لیے تو اسے وہ کتوں کی موت مار دیں گے۔۔۔اس لیے اس نے جہانزیب کو مار کر وہ ساتھ ثبوت اپنے پاس محفوظ کر لیے تھے۔۔۔

مگر جہانزیب کے مرنے کی خبر سن کر فیروز کی رنگت خطرناک حد تک لال ہوئی تھی۔۔

وہ جب بھی اپنی ماں کی بے گناہی کے قریب پہنچتا تھا۔۔ پھر سے کوئی رکاوٹ آجاتی تھی۔۔ اگر جہانزیب مر چکا تھا تو اب ہشام سے وہ سارے ثبوت نکلوانا آسان نہیں ہونے والا تھا۔۔ جو پہلے ہی ان دونوں کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا۔

وہ کسی بھی قیمت پر فیروز کو مار کر یا حانم کو فیروز سے طلاق دلوا کر اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔

اور پھر جب سارا اقتدار اسے مل جاتا تو حانم کو بہت ہی بے دردی کے ساتھ مارنے کا ارادہ تھا۔۔

"فیروز ڈونٹ وری ہم ہشام کو ضرور پکڑ لیں گے۔۔۔ بہت کمزور اور بزدل انسان ہے وہ۔۔۔ زیادہ دیر بچ نہیں سکے گا۔۔۔"

حانم اسٹیرنگ پر موجود فیروز کے مضبوط ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتی اسے تسلی دیتے بولی تھی۔۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ بزدل انسان سامنے آکر نہیں لڑے گا۔۔ گیدڑوں کی طرح پیٹھ پیچھے وار کرتا رہے گا۔۔۔ جو اپنے باپ کو مار سکتا ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔"

فیروز نے ابھی بات مکمل کی ہی تھی۔۔ جب اچانک سے دونوں جانب سے ان کے اوپر فائر کھول دیا گیا تھا۔۔ وہ اندھادھند فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ جس سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ ان کا نشانہ فیروز تھا۔۔

"حانم نیچے ہو جاؤ تمہیں گولی لگ سکتی ہے۔۔۔"

فیروز ڈرائیونگ کرنے کے ساتھ ساتھ حانم کو تھام کر نیچے کر گیا تھا۔۔ جو اس خوف سے اپنی جان بھی خطرے میں ڈالے ہوئی تھی کہ میں فیروز کو کچھ نہ ہو جائے۔۔۔ جبکہ فیروز اسے محفوظ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

وہ جوابی کاروائی نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ کیونکہ وہاں پورے راستے پر ان کو مارنے کے لیے ہشام نے اپنے آدمیوں کا جال بچھا رکھا تھا۔۔ ہر طرف سے فائرنگ کی جا رہی تھی۔۔۔

انہیں فیروز کو مار کر حانم کو اٹھوانے کا حکم تھا۔۔ وہ دونوں کبھی بھی اپنی سیکیورٹی لے کر نہیں نکلے تھے۔۔۔ انہیں اکیلے نکلنے کی عادت تھی۔۔۔

جو آج ان پر بھاری پڑ گیا تھا۔۔ مگر ہشام فاروقی ابھی ان کی پاور سے پوری طرح سے واقف نہیں تھا۔۔۔ فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوتے ہی دونوں نے

اپنی سیکیورٹی کو کال کر دی تھی۔۔فیروز جس تیز سپیڈ اور زگ زیگ انداز میں گاڑی چلارہا تھا اس سے مسلسل ان لوگوں کا نشانہ چوک رہا تھا۔۔

جب اچانک سے ایک گولی فیروز کے بازو میں آن لگی تھی۔۔

"فیروز۔۔۔"

حانم چیخی تھی۔۔۔وہ فیروز کو کسی قیمت پر نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔اس نے آج تک ہمیشہ لائف میں سب کچھ کھو یا ہی تھا مگر اس شخص کو کھونے کا حوصلہ نہیں تھا اس میں۔۔۔

"حانم ریلیکس میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

اسے اپنے سینے سے لگاتے۔۔۔وہ زخمی بازو کے باوجود ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔نہایت ہی بہادری کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرنے والی فیروز کی

جان خطرے میں دیکھ بے بسی کی انتہا پر پہنچتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

فیروز کو اپنی تکلیف سے زیادہ اس کا رونا اذیت دے رہا تھا۔۔جب اسی لمحے دور سے پولیس کی گاڑیوں کا سائرن سنائی دیا تھا۔۔

تیز رفتاری سے آتے انہوں نے فیروز کی گاڑی کے گرد حفاظتی حصار بناتے دشمنوں پر ایک ساتھ فائرنگ کھول دی تھی۔۔۔فیروز نے گاڑی روک دی تھی۔۔۔اس کی پوری شرٹ خون آلود ہو چکی تھی۔۔۔مگر اپنی بینڈ تیج کروانے سے پہلے اسے حانم کے اس بری طرح سے رونے کی فکر ہوئی تھی۔۔

"حانم میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔"

فیروز نے اسے اپنے سینے میں بھینچتے قیمتی متاع کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔۔ وہ حانم کا رونا نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔

جبکہ حانم کے آنسوؤں میں شدت اپنی زندگی کا سب سے مشکل ترین فیصلہ کرنے کے بعد آئی تھی۔۔۔ جب تک وہ فیروز کے نکاح میں تھی۔۔۔ تب تک فیروز کی زندگی محفوظ نہیں تھی۔۔۔

وہ اتنی مطلبی نہیں بن سکتی تھی۔۔۔ اسے اب فیروز نیازی سے طلاق لینی تھی۔۔۔ اس حتمی فیصلے پر پہنچتے وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔ اور پوری طرح سے آنسوؤں میں بھیگ گئی تھی۔۔۔

اسے اپنی محبت کے انجام پر شدت سے رونا آ رہا تھا۔۔

وہ اتنی مطلبی نہیں بن سکتی تھی۔۔۔اسے اب فیروز نیازی سے طلاق لینی تھی۔۔۔اس حتمی فیصلے پر پہنچتے وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔اور پوری طرح سے آنسوؤں میں بھیگ گئی تھی۔۔۔۔

اسے اپنی محبت کے انجام پر شدت سے رونا آرہا تھا۔۔۔

"حانم میری جان ہم بالکل سیف ہیں۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

فیروز اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔مگر وہ یہ تو جان ہی نہیں پایا تھا کہ حانم کیا فیصلہ کر بیٹھی ہے۔۔

حانم نے اب تک اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔مگر وہ اس شخص سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس کی زندگی کی خاطر اس سے دور ہونے اور خود کو برباد کرنے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔۔۔

وہ لوگ وہاں سے واپس گھر آ گئے تھے۔۔۔ حانم کی حالت دیکھ فیروز ہاسپٹل نہیں گیا تھا۔۔۔ وہ ڈاکٹر کو وہیں پر بلوا کر اپنے بینڈ تج کروا رہا تھا۔۔

جب حانم کے موبائل پر ہشام کی کال موصول ہوئی تھی۔۔

"کیسا لگا میرا ویلکم حانم شاہ۔۔۔؟؟ اس بار تمہارا شوہر بچ گیا۔۔ مگر تمہیں کیا لگتا ہے وہ ہر بار ایسے ہی بچ جائے گا۔۔ اور جب وہ اپنے ماں باپ کے حوالے سے ثبوت نہ ملنے پر تڑپے گا۔۔ پھر کیا حالت ہو گی بچارے کی۔۔۔ کیوں اس کو اپنی وجہ سے خوار کر رہی ہو۔۔۔ میرے پاس آ جاؤ۔۔۔ اس کی زندگی تو سکون میں آ جائے گی۔۔۔ وعدہ کرتا ہوں کچھ مڑ کروں گا اسے۔۔ زندہ چھوڑ دوں گا۔۔۔"

ہشام کو بھی حانم کی فیروز سے محبت کا اندازہ ہو چکا تھا۔۔اسی لیے وہ اس بات کا فائدہ اٹھاتے اسے بلیک میل کر رہا تھا۔۔

"میں تمہارے پاس آنے کو تیار ہوں۔۔۔بہت جلد وقت بتا دوں گی۔۔"

حانم خون ہوتے دل کے ساتھ بولتی کال کاٹ گئی تھی۔۔جبکہ اس کی بات سنتے دوسری جانب ہشام تو جشن منانے لگا تھا۔۔اس کا تیر ایک دم نشانے پر لگا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نویرہ کا دماغ غصے سے کھول رہا تھا۔۔یہ لوگ کب سے نجانے کیا کیا کھچڑی پکا رہے تھے اور اسے کچھ بھی پتا نہیں تھا۔۔وہ ان سب کے ہاتھوں بے وقوف بنی تھی۔۔۔سب سے زیادہ غصہ تو اسے سلطان پر آرہا تھا۔۔

جو آج اسے اگنور کرنے کی قسم کھائے ہوئے تھا۔۔زور دار آواز کے ساتھ دروازہ کھولتے نویرہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔جب سلطان کو اس نے بیڈ پر لیٹے پایا تھا۔۔یہ شخص اتنے سکون سے تو کبھی ٹک پر نہیں بیٹھتا تھا۔۔۔
نویرہ پھر سے ٹھٹھکی تھی۔۔۔۔

"سلطان شاہ اتنی بڑی بات کیوں چھپائی مجھ سے۔۔یہ سب کیا ڈرامہ چل رہا ہے۔۔۔کیا اب میری تمہارے نزدیک اتنی حیثیت بھی نہیں ہے کہ تم مجھے کچھ بھی بتانا ضروری سمجھو۔۔تم اس حویلی میں مجھے صرف شو پیس کی طرح سجا کر رکھنے کے لیے لائے ہو۔۔۔"

نویرہ کا غصے سے برا حال تھا۔۔۔وہ اس کے قریب آتے اپنی دل کی بھڑاس نکالنے لگی تھی۔۔

جبکہ سلطان سر کے پیچھے بازو ٹکائے خاموشی سے اسے تکے گیا تھا۔۔۔ دو دن سے وہ نظر نہیں آئی تھی۔۔ اس سے پہلے بھی وہ اس سے ناراض ناراض اور دور رہی تھی۔۔۔

دل اسے فرصت سے دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔۔ لال چہرے کے ساتھ بولتی وہ اپنے غصے کا اظہار کر رہی تھی۔۔ سلطان کا دل چاہا تھا اسے تھام کر اپنے سینے میں چھپا لے۔۔ وہ اب پہلے سے کہیں زیادہ حسین ہو گئی تھی۔۔۔ اس وقت بھی لائٹ گرین ڈریس میں ملبوس بالوں کو کیچر میں جکڑے جن میں سے بہت سی لٹیں نکل کر اس کے چہرے کے ارد گرد پھیلی اس کی دلکشی میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔۔۔ نازک سراپے پر دوپٹے کو ایک کندھے پر ڈالے وہ سلطان شاہ کو پھر سے گھائل کر گئی تھی۔۔

وہ موت کے منہ سے واپس آیا تھا۔۔اگر اسے ہاسپٹل پہنچانے میں تھوڑی سی بھی دیر مزید ہو جاتی تو ڈاکٹر کے مطابق اس کا بچ پانا نا ممکن تھا۔۔

اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اسے واپس اسی لڑکی کی وجہ سے ہی تو نئی زندگی ملی تھی۔۔جو غصے میں بھی اس کے لیے فکر مند ہی تھی۔۔

"نہیں تمہیں یہاں سلطان شاہ کے دل کی سلطنت بنانے کے لیے لایا گیا۔۔۔"

سلطان خمار آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتا اسے ہاتھ بڑھا کر اپنے قریب آنے کا اشارہ کرتے بولا تھا۔جبکہ نویرہ اپنی اتنی ساری باتوں میں صرف ایک اس بات پر غور کیے جانے پر اسے گھورتی قریب آنے کے بجائے وہیں کھڑی رہی تھی۔۔

"نہیں آؤ گی وہاں۔۔۔ تم جس طرح بی ہیو کر رہے ہو۔۔ میں تمہیں سمجھ نہیں پا رہی۔۔ کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔۔"

نویرہ کو آج سلطان کا ہر انداز عجیب لگا تھا۔۔

"دماغ میں کچھ نہیں چل رہا۔۔ ہاں دل تڑپ رہا ہے تمہیں اپنے قریب دیکھنے اور محسوس کرنے کے لیے۔۔"

سلطان شاہ کے چہرے سے واقعی اس کی تڑپ ظاہر ہو رہی تھی۔۔ وہ اس کے لمس کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔۔

"سلطان شاہ کیا چھپا رہے ہو مجھ سے۔۔؟؟"

نویرہ بھی خود پر ضبط نہ رکھ پاتے سلطان کے پاس جاتی اس کا گریبان دونوں مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔ جس کی وجہ سے سلطان کو اپنے زخم میں بہت

درد محسوس ہوا تھا۔۔ مگر وہ پھر بھی نویرہ کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا اسے خود سے قریب کر گیا تھا۔۔۔

"سلطان شاہ کا کچھ بھی تم سے چھپا ہوا نہیں ہے میری جان۔۔ ہاں بس سلطان شاہ تمہیں اذیت میں نہیں دیکھ سکتا۔۔ جسے تم سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔۔۔"

اس کی پیشانی پر لب رکھتے وہ اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ نویرہ کوئی جواب دیتی جب دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔۔ آج سے پہلے کبھی کسی نے اس طرح انہیں ڈسٹرب نہیں کیا تھا۔۔نہ کسی نے بھی سلطان کے کمرے میں آنے کی جرأت کی تھی۔۔

نویرہ فوراً سلطان کے حصار سے دور ہوئی تھی۔۔۔جبکہ سلطان آنے والے کا سوچ کر غصے سب مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔اتنی مشکل سے تو وہ قریب آئی تھی۔۔

سلطان کی جانب سے اجازت ملتے ہی اس کا خاص آدمی نگاہیں جھکائے اندر داخل ہوا تھا۔۔اسے نویرہ کے ہوتے ہوئے نگاہیں اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔۔

"سائیں وہ ڈاکٹر۔۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکا تھا۔۔نویرہ کی موجودگی کی وجہ سے وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ بولے یا نہیں۔۔۔سلطان کی ڈاکٹر اس کا چیک اپ کرنے آئی تھی۔۔۔سلطان کو سفر کرنے کی اجازت بلکل بھی نہیں تھی۔۔مگر صرف اپنی بیوی

کے آرڈر پر وہ بنا اس بات کی پرواہ کیے اتنا لمبا سفر طے کر کے آیا تھا۔۔اب سے اپنے زخموں میں درد محسوس ہو رہا تھا۔۔ جس کی شدت برداشت کرنے سے باہر ہوئی تھی۔۔۔

وہ اب نویرہ سے زیادہ دیر نہیں چھپا سکتا تھا۔۔نہ ہی اسے خود سے زیادہ دیر دور رکھ سکتا تھا۔۔

سلطان کی اجازت پر ڈاکٹر کو اندر بلا لیا گیا تھا۔۔ جسے دیکھ نویرہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔ جیسے جیسے سلطان اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔۔۔اس کے سینے کے قریب لگا اتنا بڑا بینڈیج دیکھ نویرہ شاک کی کیفیت میں کھڑی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ارشیان نیازی اپنے وعدے کے مطابق شاہنور کو لے کر راجپوت حویلی کے لیے نکل آیا تھا۔۔ خان حویلی والوں میں سے کسی کا بھی دل اس بات پر رضامند نہیں تھا۔۔

راجپوتوں نے جس طرح بھری محفل میں ارشیان کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔۔ وہ عام بات نہیں تھی۔۔ اب تو وہ ان کی حویلی جا رہا تھا۔۔ جس میں کچھ بھی کر سکتے تھے وہ لوگ۔۔۔ ان سے کوئی بعید نہیں تھی۔۔

شاہنور اپنے بابا کی طبیعت خرابی کا سن کر بہت زیادہ بے چین تھی۔۔ مگر ارشیان کی خاطر وہ اس حویلی میں جانے کا سوچ کر بھی گھبرا رہی تھی۔۔ وہاں صرف ارشیان کے نہیں اس کے بھی دشمن تھے۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔ ان کو اچھے طریقے سے ویلکم کیا گیا تھا۔۔ اسماء بیگم اپنی بیٹی کو دیکھ خوشی سے کھل اٹھی تھیں۔۔ انہیں لگا تھا شاید خان حویلی میں شاہنور کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جارہا تھا۔۔ مگر شاہنور کی آنکھوں سے چھلکتی خوشی اور ارشیان نیازی کا اس کے لیے اتنا فکر مند انداز دیکھ وہ بہت خوش ہوئی تھیں۔۔

ارشیان کے لیے بے اختیار ان کے دل سے دعائیں نکلی تھیں۔۔ جس نے اس ساری سچویشن کے باوجود ان کی بیٹی کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی تھی۔۔

ارشیان پورا وقت شاہنور کے ساتھ ساتھ ہی تھا۔۔ اس نے راجپوتوں کی بہت کوشش کے باوجود ایک بار بھی شاہنور کو اکیلے نہیں چھوڑا تھا۔۔

حسین راجپوت کی نگاہیں نور ے پر ہی تھیں۔۔۔وہ حیران ہو رہے تھے کہ ان کی سب سے معصوم اور سادہ طبیعت کی مالک پوتی بہت کی نازک اور ڈرپوک تھی وہ اچانک سے اتنی سٹرانگ کیسے ہو گئ تھی کہ اس پر ان کی سنگین دھمکیوں کا بھی کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

مگر ارشیان نیازی جس طرح شاہنور کو ٹریٹ کر رہا تھا وہ شاہنور کے اتنے سٹرانگ اور کانفیڈنٹ ہونے کی وجہ سمجھ چکے تھے۔۔

ارشیان جیسے ہی فیصل راجپوت کے روم میں داخل ہوا۔۔اس شخص کی حالت دیکھ ارشیان کے دل میں سکون سا سرایت کر گیا تھا۔۔اسی شخص نے فرعون بن کر اس کی ماں کو بہت بے دردی سے مارا تھا۔۔ کہ جیسے اس کا ہر گناہ حلیمہ نیازی کے مرنے کے بعد ختم ہو جائے گا۔۔ مگر وہ مکافات عمل کا سلسلہ فراموش کر گیا تھا۔۔

فیصل راجپوت کی حالت انتہائی قابلِ رحم تھی۔۔وہ لیٹے لیٹے تڑپنے لگ جاتا تھا۔۔رونے پیٹنے لگتا تھا۔۔اسے کوئی عورت دکھائی دیتی تھی۔۔جو اسے مارنا چاہتی تھی۔۔۔شاہنور اپنے باپ کی یہ حالت دیکھ رو دی تھی۔۔ کیونکہ وہ ابھی اس ظلم سے انجان تھی جو اس شخص نے ارشیان کی ماں پر کیا تھا۔۔اس کے بدلے میں تو ارشیان نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا تھا فیصل راجپوت کے ساتھ۔۔۔

"بابا کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

شاہنور نے انہیں ہمیشہ صحت مند اور مضبوط دیکھا تھا۔۔ان کی یہ حالت وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔اچانک سے انہیں کیا ہوا تھا۔۔فیصل راجپوت کو نیند کا انجیکشن دے کر سلا دیا گیا تھا۔۔

جب شاہنور وہاں موجود لوگوں سے مخاطب ہوئی تھی۔۔روم کی قدم رکھتے حسین راجپوت بھی اس کی بات سن چکے تھے۔۔۔

"اپنے شوہر سے پوچھو کیا ہوا ہے تمہارے باپ کو۔۔کیونکہ فیصل راجپوت کی اس حالت کا زمہ دار ارشیان نیازی ہے۔۔۔تمہارے شوہر نے تمہارے باپ کو اس نوبت میں پہنچایا ہے۔۔اور ہم سب کو بھی پہنچانا چاہتا ہے۔۔مگر تمہیں تو اب بھی ہم ہی غلط لگ رہے ہونگے۔۔۔"

حسین راجپوت کی بات پر شاہنور نے شاکی نگاہوں سے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔اسے لگا تھا ایک بار پھر سے ارشیان کے حوالے سے اس سے جھوٹ بولا جا رہا ہے۔۔

مگر اب وہ کسی بھی فریب میں آکر اس شخص کو بے اعتبار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

"نہیں۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔ آپ ہر بات کا الزام میرے شوہر پر نہیں لگا سکتے۔۔۔"

شاہنور فوراً انکاری ہوئی تھی۔۔ جبکہ اس کے اتنے یقین پر ارشیان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ وہ ابھی اس کا یہ یقین توڑنے والا تھا۔۔

"اپنے شوہر سے ہی پوچھ لو۔۔"

حسین راجپوت ارشیان کی جانب طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے بولے تھے۔۔
ارشیان کی خاموشی شاہنور کا دل ہولا گئی تھی۔۔

"فیصل راجپوت کو اس کے کیے کی سزا ملی ہے۔۔جو اس نے سالوں پہلے بویا تھا وہی کاٹ رہا ہے۔۔۔"

ارشیان کی بات پر شاہنور الجھی تھی۔۔جبکہ اس کے اس زو معنی جواب پر حسین راجپوت کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میرب رک جاؤ۔۔۔"

صائم فورا بھاگ کر اس کے قریب آیا تھا۔۔ مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔ میرب وہ پورا گلاس پی چکی تھی۔۔۔جس میں شہروز گیلانی کے کہنے پر زہر ملائی گئی تھی۔۔۔

"بچارہ زاراب نیازی اپنی بیوی سے آخری بار مل بھی نہیں پائے گا۔۔"

شہروز کی نگاہیں میرب کی زرد پڑتی رنگت پر تھیں۔۔۔ میرب کو اپنا گلا بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ جبکہ اس کی نظریں ٹی وی سکرین پر فوکس تھیں۔۔۔ جہاں زاراب کا جلسہ شروع ہو چکا تھا۔۔ اس وقت اس کا فون بند تھا۔۔۔ اس کے حوالے سے کوئی خبر زاراب تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔

"اپنی یہ گھٹیا پلاننگ بند کرو۔۔۔ بہروز میرب کو فوری طور پر ہاسپٹل لے جانا ہو گا۔۔"

صائم میرب کی حالت دیکھ اپنی آنکھوں میں نمی آنے سے نہیں روک پایا تھا۔۔ وہ بے پناہ محبت کرتا تھا اس سے۔۔ غصے میں آکر اس نے صرف میرب اور زاراب کو جدا کرنے کی سازش میں شامل ہونا چاہا تھا۔۔ مگر اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس سب میں وہ میرب کی جان خطرے میں ڈال جائے گا۔۔

"نہیں۔۔ کہیں نہیں لے جاسکتے تم لوگ اسے۔۔"

شہروز اپنی پاکٹ سے گن نکالتے صائم پر تان گیا تھا۔۔۔

"بابا۔۔۔"

بہروز اپنے باپ کی جانب دیکھتے چلایا تھا۔۔۔ جو خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

"تم اس معاملے سے دور رہو بہروز۔۔ تم سیاست کے داؤ پیچ سے واقف نہیں ہو۔۔"

دانیال حسن نے بیٹے کو ٹوکا تھا۔۔۔ جبکہ میرب ابھی تک اپنے پورے ہوش وحواس میں تھی۔۔ زاراب کو اپنے لوگوں سے خطاب کرتا دیکھ اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔ اسے بہت بھاری مقدار میں سلو پوائزن دیا گیا

تھا۔۔۔جو آہستہ آہستہ اس کے وجود کو نکارہ کر رہا تھا۔۔۔۔ شہروز گیلانی نے آج اپنا آخری حربہ آزما کر اتنی بہادری دکھادی تھی۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اگر میرب کو کچھ ہو جاتا تو زاراب نیازی نے اس کی نسلیں برباد کر دینی تھیں۔۔لیکن اگر زاراب نیازی یہ الیکشن جیت جاتا تو ان کے لیے زمین تنگ ہو جانی تھی۔۔

وہ میرب کو خوفزدہ کر رہا تھا تا کہ وہ کسی بھی طرح زاراب کو بلوا لے۔۔ مگر ہمیشہ کی طرح اس کا سارا پلان ان دونوں میاں بیوی نے چوپٹ کر دیا تھا۔۔

زاراب نیازی کو جلسہ اختتام پر پہنچ چکا تھا۔۔

میرب اپنی جگہ سے اٹھتی صائم کی جانب بڑھی تھی۔۔اس کا سر چکرا رہا تھا۔۔مگر اس نے صائم کی جانب سے مدد لینا اپنی توہین سمجھی تھی۔۔۔

"تمہارے مطابق تم محبت کرتے تھے مجھ سے صائم۔۔ تم نے تو دوستی کا حق بھی ادا نہیں کیا۔۔ مگر میں نے دوست مانا تھا تمہیں۔۔۔ اس لیے میں تمہیں اپنے شوہر کے ہاتھوں مرتے نہیں دیکھ سکتی۔۔ جتنی جلدی ہو سکے اس ملک سے نکل جاؤ۔۔ کیونکہ زاراب نیازی یہاں موجود کسی بھی شخص کا نہیں چھوڑے گا۔۔۔"

میرب کے لہجے میں صائم کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔۔ صائم نے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔۔ اس کے آگے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی تھی۔۔ مگر میرب نے اسے مزید کوئی موقع نہیں دیا تھا۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ شہروز گیلانی اسے یہاں سے نہیں جانے دے گا۔۔۔

"میرب سے بات ہوئی۔۔۔؟؟ "

سٹیج سے نیچے آتے زاراب نے حسن سے سب سے پہلے یہی سوال کیا تھا۔۔۔ مگر حسن کے چہرے پر چھائی مایوسی زاراب کی ہستی فنا کر گئی تھی۔۔

"حسن میرب کہاں ہیں۔۔ اگر تمہیں اس کے حوالے سے کوئی خیریت کی خبر نہیں ملی تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔ "

زاراب چلایا تھا۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا حسن کا گلا دبا دے۔۔ جو اتنی بڑی بے وقوفی کر چکا تھا۔۔

"میرب میم کا میسج آیا تھا جلسہ شروع ہونے سے پہلے کہ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ گھر آ چکی ہیں۔۔ مگر میں نے ابھی گھر کال کر کے پتا کیا ہے۔۔ وہاں

سب کا یہی کہنا ہے کہ وہ ابھی تک نہ تو گھر پہنچی ہیں نہ ان سے کوئی رابطہ ہو پا رہا ہے۔۔۔ اور۔۔"

حسن کی آنکھوں سے نکلتے آنسو زاراب کا دل بند کر گئے تھے۔۔ وہ میرب کے حوالے سے اتنی لاپرواہی کیسے برت گیا تھا۔۔ ان ملازمین پر سب کچھ کیوں چھوڑ دیا تھا۔۔

"اور کیا۔۔۔ حسن مجھے کوئی بری خبر مت دینا ورنہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان نکال لوں گا۔۔۔"

زاراب اس وقت بے بسی کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

باہر بہت سے بھیڑ تھی۔۔ اس کی گاڑی اس بھیڑ میں پھنسی ہوئی تھی۔۔۔

موسم بہت زیادہ خراب تھا۔۔ بارش کہ رفتار تیز ہو گئی تھی۔۔ ہیلی کاپٹر کا

یوز نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔زاراب کے دل کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔۔۔

اسے لگ رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔

"سر میم کے ڈرائیور کی لاش کچھ دیر پہلے جلسے کے باہر سے جلی ہوئی حالت میں ملی ہے۔۔"

حسن نے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔وہ میرب کو اپنے بہن مانتا تھا۔۔اس کے خطرے میں ہونے کا سن کر حسن کا دل رو رہا تھا۔۔۔

جبکہ زاراب نیازی تو اس سے آگے کچھ سن ہی نہیں پایا تھا۔۔اس کی جان کو بھی شدید خطرہ تھا۔۔مگر اس کی پرواہ کیے بغیر وہ گاڑی سے نکلتے بھیڑ کو چیرتا باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔سب لوگ زاراب خان نیازی کو یوں دیوانوں کی طرح بھاگتے دیکھ حیران ہوئے تھے۔۔کیمروں کا فوکس اسی پر ہوا تھا۔۔

شہروز کے بھیجے گئے آدمی موقع ملتے ہی زاراب نیازی پر فائر کھول گئے تھے۔۔۔ مگر زاراب کے سیکیورٹی گارڈز جو اس پر جان دیتے تھے۔۔

وہ فوراً اس کے گرد دیوار بن گئے تھے۔۔۔ بھیڑ سے نکلتے ہی زاراب کی گاڑی تیار کھڑی تھی۔۔۔

"سر شہروز گیلانی نے جگہ جگہ پر آپ کو مارے کا پلان بنار کھا ہے۔۔ آپ کا اس طرح اس کے آفس جانا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔۔۔"

اس کا سیکیورٹی ہیڈ اسے ہر خطرے سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔ مگر زاراب خان نیازی کی زندگی خطرے میں تھی۔۔ اس کے بغیر وہ بھلا زندہ رہ کر کیا کرتا۔۔۔

ہر طرف زاراب نیازی کے بھاگ کر آنے کی نیوز چل رہی تھی۔۔جو دیکھ رکتی سانسوں کے ساتھ میرب مسکرادی تھی۔۔۔اسے اپنا پوراوجود سن ہوتا محسوس ہورہا تھا۔۔اسے لگ رہا تھاوہ اب نہیں بچ پائے گی۔۔۔صائم میرب کے پاس جانا چاہتا تھا اسے بچانا چاہتا تھا۔۔مگر شہروز نے اس کے دونوں ہاتھ رسیوں سے باندھ دیئے تھے۔۔

وہ جس لڑکی سے محبت کرتا تھا۔۔اسے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھ رہا تھا۔۔محبت سے دغابازی کرنے کی اس سے بڑی سزااور کوئی نہیں ہوسکتی تھی اس کے لیے۔۔

صائم کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔۔۔دانیال حسن نے بہروز کو وہاں سے نکال دیا تھا۔۔جبکہ یمنہ بالکل خاموش تھی۔۔۔وہ کچھ بھی بول کر یہاں سے نکلنا نہیں چاہتی تھی۔وہ لوگ اس وقت گراؤنڈ فلور کے سب سے

آخری روم میں تھے۔۔ جہاں تک پہنچنے سے پہلے شہروز زاراب کو مارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ اس نے جگہ جگہ اپنے آدمیوں کو بیٹھا رکھا تھا۔۔۔

کہ کسی بھی قیمت پر زاراب نیازی زندہ سلامت یہاں نہیں پہنچنا چاہیے۔۔

شہروز کی یہ بات سن کر میرب نے مدد طلب نگاہوں سب یمنہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس سے اس کی کافی اچھی دوستی ہو چکی تھی۔۔۔ وہ زاراب کو اپنا آئیڈیل مانتی تھی۔۔ اور کہیں نہیں کہیں لائک بھی کرتی تھی۔۔ مگر یہ بات اس نے اپنے دل میں ہی رکھی ہوئی تھی۔۔ وہ کبھی زبان پر نہیں لانا چاہتی تھی۔۔۔ ہاں مگر وہ اس شخص کی مدد کرنے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈال سکتی تھی۔۔

اس نے بہروز سے مدد مانگی تھی۔۔ جو باہر ہی تھا۔۔۔ اور دانیال حسن کے آفس میں اس کے آرڈر بھی فالو ہوتے تھے۔۔ اگر آج میرب یا زاراب کو کچھ ہو جاتا تو اس کا دوست صائم زندگی بھر کے لیے انہیں پچھتاؤں میں گھر جاتا۔۔ وہ زندہ تو بچ جاتا مگر اس کی آگے کی ساری زندگی تباہ ہو جاتی۔۔

جبکہ میرب اور زاراب کی محبت کا تو وہ بھی فین ہو گیا تھا۔۔ ان دونوں کی مدد بہروز ہر قیمت پر کرنا چاہتا تھا۔۔

زاراب کے وہاں پہنچنے کی خبر پر ہی بہروز فوراً وہاں پہنچا تھا۔۔۔ اور خفیہ طریقے سے زاراب نیازی کو ساری صورتحال سے آگاہ کرتے خفیہ راستے سے اندر لے جانے کا انتظام کر لیا تھا۔۔

شہروز گیلانی جو ہر جانب سب زاراب کے لیے جال بچھائے ہوئے تھا۔۔

اسں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوئی تھی کہ زاراب نیازی موت کی صورت اس کے کتنے قریب پہنچ چکا تھا۔۔

میرب کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں۔۔جب اسے کے کانوں میں زاراب کی آواز ٹکرائی تھی۔۔۔

"میرب۔۔۔۔"

یہ آواز اتنی پاورفل تھی کہ شہروز گیلانی کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔اس نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔جہاں زاراب نیازی اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ کھڑا اس کا خون خشک کر گیا تھا۔۔

وہ یہاں تک کیسے آن پہنچا تھا۔۔

اس کے آدمی تو ابھی تک اسے یہی بتا رہے تھے کہ زاراب پہنچا ہی نہیں تھا ابھی تک۔۔۔

شہروز کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔

اس نے دوسرے دروازے سے نکلنا چاہا تھا۔۔ مگر اس سے پہلے کی زاراب نیازی اسے گردن سے دبوچتا سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اس کا سر دیوار سے پھوڑ گیا تھا۔۔

پے در پے دیوار پر اس کا سر پٹختے وہ شہروز لہولہان کر چکا تھا۔۔ اس کی صورت دیکھنے کے قابل نہیں بچی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میں تمہارے پاس آنے کو تیار ہوں۔۔۔ بہت جلد وقت بتا دوں گی۔۔"

حانم خون ہوتے دل کے ساتھ بولتی کال کاٹ گئی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات سنتے دوسری جانب ہشام تو جشن منانے لگا تھا۔۔ اس کا تیر ایک دم نشانے پر لگا تھا۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے مقابل کوئی کمزور لڑکی نہیں بلکہ حانم شاہ تھی۔۔۔ جسے کمزور کرنا اور توڑنا اتنا آسان نہیں تھا۔۔

فیروز نیازی اب کسی بھی قیمت پر ہشام کو پکڑنا چاہتا تھا۔۔ جس کے لیے اس نے اپنی کوشش مزید تیز کر دی تھیں۔۔ سلطان نے اس کام میں اس کی بہت مدد کی تھی۔۔ وہ پہلے ہی ہشام کے تمام خاص کارندوں کو مار کر اس کے بہت سارے اڈے تباہ کر چکا تھا۔۔

اگر وہ چاہتا تو ہشام کو ہلاک کر سکتا تھا۔۔ مگر اس نے ہشام کو زندہ پکڑنا تھا۔۔ تاکہ اس سے وہ تمام ثبوت حاصل کر سکے جو اس نے جہانزیب سے چھین کر اپنے پاس محفوظ کر لیے تھے۔۔ہشام یہ بات اچھی طرح سے جانتا تھا۔۔ اس وجہ سے وہ بہت زیادہ اچھل رہا تھا۔۔وہ کسی بھی قیمت پر حانم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔

فیروز اپنے کام میں مصروف تھا۔۔جب اسے انجان نمبر سے کال موصول ہوئی تھی۔۔

"کیسے ہو ایس پی۔۔۔؟اپنے کام میں اتنے مصروف ہو کہ اپنی حسین بیوی سے غافل ہو گئے۔۔ جانتے بھی ہو وہ کہاں ہے اس وقت۔۔"

ہشام کی بات پر فیروز کے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔وہ خاموش رہا تھا۔۔جو محسوس کرتے اب کی بار ہشام پہلے سے بھی زیادہ جوش سے بولتا فیروز کا خون کھولا گیا تھا۔۔۔

"میری بانہوں میں ہے تمہاری بیوی۔۔۔جہاں بہت پہلے آجانا چاہیے تھا اسے۔۔مگر وہ کیا کہتے ہیں نا دیر آئے درست آئے۔۔"

ہشام فون پر بات کرتا اپنے سامنے زنجیروں میں بندھی حانم کی جانب دیکھتے بول رہا تھا۔۔

جبکہ حانم کے ہشام کے پاس ہونے کا سن کر فیروز کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔اس کے منع کرنے کے باوجود یہ لڑکی وہاں پہنچ گئی تھی۔۔

"اپنی بکواس بند کرو کمینے انسان۔۔۔ میری بیوی کے بارے میں ایک لفظ بھی مت بولنا ورنہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھوکے کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔۔ میری بیوی اتنی کمزور نہیں ہے کہ وہ تمہیں اپنے پاس آنے دے۔۔"

فیروز اتنی شدت سے دھاڑا تھا کہ سپیکر آن ہونے کی وجہ سے اس کی یہ بات حانم کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔ جو سنتے حانم کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔۔

یہ مسکراہٹ ہی تھی جو ہشام کو غصے سے پاگل کر گئی تھی۔۔

"مجھے قریب نہیں آنے دے گی۔۔ مگر تمہیں تو خود سے دور ضرور کرے گی۔۔ یہ کو بات کرو اپنی بیوی سے۔۔ دیکھتا ہوں اس کا منہ کیسے بند کرتے ہو تم۔۔"

ہشام فاروقی اس وقت ان دونوں میاں بیوی کے بیچ کچھ پل کے لیے بوکھلا گیا تھا۔۔ وہ دونوں کی بہت زیادہ پاورفل تھے۔۔ فیروز نیازی بہت اچھے سے جانتا تھا کہ حانم کو نقصان پہنچانا ہشام کے لیے اتنا آسان نہیں ہونے والا تھا۔۔

اگر وہ خود وہاں گئی تھی تو ضرور کسی پلاننگ کے تحت ہی گئی تھی۔۔ مگر اس لڑکی کی خود سے محبت اور جذباتی نیچر سے بھی وہ بہت اچھی طرح واقف تھا۔۔

اس کے دماغ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔

"ایس پی فیروز نیازی۔۔ میں حانم شاہ اپنے پورے ہوش و حواس میں تم سے طلاق چاہتی ہوں۔۔۔ مجھے طلاق چاہیئے۔۔۔"

حانم کے الفاظ تھے یا کوئی پگھلا ہوا سیسہ جو فیروز نیازی کے کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔ وہاں کیوں گئی تم۔۔۔؟"

فیروز تو اسکی آواز اور الفاظ پر ہی غصے سے پاگل ہوا تھا۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا یہ لڑکی اس کے سامنے ہو اور وہ اس کے ہوش ٹھکانے لگا دے۔۔

"مجھے طلاق چاہیے فیروز نیازی۔۔۔ اگر تم نے مجھے طلاق نہ دی تو ہشام مجھے مار دے گا۔۔۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔۔"

حانم کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔۔اس کی فل ایکٹنگ جاری تھی۔۔۔
اسے ہمیشہ سے ایکٹنگ کا بہت شوق رہا تھا۔۔جو وہ مختلف موقعوں پر دکھاتی رہتی تھی۔۔

اس وقت بھی جس شدت سے اس نے یہ آنسو نکالے تھے اور سسکی بھری تھی ہشام فاروقی اسی شاک میں جا چکا تھا کہ کیا وہ اتنا پاور ہو چکا ہے کہ حانم شاہ اس کے خوف سے رو رہی تھی۔۔۔

"تو مر جاؤ لیکن میں طلاق نہیں دوں گا تمہیں۔۔۔"

فیروز نیازی غصے سے دھاڑتا فون ہی بند کر گیا تھا۔۔حانم نے بے یقینی کے عالم میں موبائل کی سکرین کو گھورا تھا۔۔اسے لگا تھا فیروز اس کے لیے

پریشان ہو گا۔۔اس کی جان خطرے میں جان کر کچھ تو بولے گا تڑپے گا۔۔ مگر اس شخص کو تو پرواہ ہی نہیں تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"فیصل راجپوت کو اس کے کیے کی سزا ملی ہے۔۔جو اس نے سالوں پہلے بویا تھا وہی کاٹ رہا ہے۔۔۔"

ارشیان کی بات پر شاہنور الجھی تھی۔۔جبکہ اس کے اس زو معنی جواب پر حسین راجپوت کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا۔۔

"کیا تم فیصل راجپوت کو جان سے نہیں مارنا چاہتے۔۔۔؟؟"

حسین راجپوت ارشیان کے منہ سے سچ نکلوانا چاہتے تھے۔۔ مگر وہ بھول چکے تھے کہ مقابل بھی ارشیان نیازی تھا۔۔ جب تک وہ خود نہیں چاہتا تھا تب تک کوئی اس کے منہ سے کچھ نہیں نکلوا سکتا تھا۔۔۔

"نہیں میں فیصل راجپوت کو مارنا نہیں چاہتا۔۔۔ بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ جیسے اس شخص نے میری ماں کو مارا ویسے ہی یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو مار دے۔۔"

ارشیان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ شاہنور کو وہیں منجمند کر گئے تھے۔۔

یہ کونسی حقیقت تھی جس سے اب تک اسے لاعلم رکھا گیا تھا۔۔ وہ ہمیشہ سوچتی آئی تھی کہ ایسی کیا وجہ تھی جو ارشیان اس کے خاندان والوں اور خاص کر اس کے بابا سے اتنی نفرت کرتا تھا۔۔

اس کے بابا ارشیان کی ماں کے قاتل تھے۔۔شاہنور اس بات کو قبول نہیں کرپائی تھی۔۔۔وہ شاکی نظروں سے ارشیان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔جس کا چہرا اپنی ماں کے ذکر پر لال ہوا تھا۔۔

حسین راجپوت جس طرح یہ سب شاہنور کے سامنے لانا چاہتے تھے ارشیان نیازی ویسے کچھ نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا اس شاطر انسان کو یہاں سے غائب کر دے۔۔جو ان کی پوتی کو پوری طرح سے اپنے سائے تلے لیے ہوئے تھا۔۔انہیں ایک بار بھی شاہنور سے بات کرنے کا موقع نہیں مل پایا تھا۔۔۔

انہیں اب بھی یہی لگ رہا تھا کہ شاہنور ان کی سائیڈ پر ہو جائے گی۔۔۔

"تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے جس کے تحت تم اپنی ماں کے قتل کا الزام میرے بیٹے پر لگا رہے ہو۔۔۔وہ تو ان دونوں شیرہ کوٹ میں تھا ہی نہیں۔۔۔تمہاری ماں نجانے کس کے ساتھ منہ کالا کرتی رہی اور تم نے الزام میرے۔۔۔"

حسین راجپوت ابھی بول ہی رہا تھا جب ارشیان اپنی مری ہوئی ماں کی اس طرح بے حرمتی کی جانے پر غصے سے بپھرتے آگے بڑھا تھا۔۔اور بنا کوئی لحاظ کیے حسین راجپوت پر ٹوٹ پڑا تھا۔۔

"میری ماں ایک پاکباز اور باکردار عورت تھی۔۔اس کے بارے میں غلط بولنے کی ہمت بھی کیسے کی تم نے۔۔۔جان سے مار دوں گا میں تمہیں۔۔۔"

ارشیان لاتوں اور گھونسوں سے حسین راجپوت کو مار تا وہاں کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔۔اس شخص نے ان کی زندگیوں میں اب تک بہت ذہر گھولا تھا۔۔اب وہ اس شخص کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔

شاہنور ایک جانب ساکت کھڑی یہ خون خرابہ ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔وہاں موجود ارشیان کے گارڈز اور حسین راجپوت کے آدمی اندر آچکے تھے۔۔ سب حسین راجپوت کو ارشیان سے چھڑوانے کی کوشش کررہے تھے۔۔

جب اسی لمحے ارشیان کے بندوق سے نکلتیں یکے بعد دیگر کئ گولیاں حسین راجپوت کی ٹانگوں کو نکارہ کرگئ تھیں۔۔اس سے پہلے کہ ارشیان نیازی مزید اپنا قہر دکھاتا جب اس کی نورے کی کانپتی لرزتی آواز اس آتش فشاں بنے خان کو وہی ساکت کرگئ تھی۔۔۔

"خان سائیں۔۔۔"

شاہنور کی آواز میں چھپا خوف ارشیان نیازی کے دل کو بھی خوفزدہ کر گیا تھا۔۔وہ شاہنور کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

شہروز نے دوسرے دروازے سے نکلنا چاہا تھا۔۔ مگر اس سے پہلے کی زاراب نیازی اسے گردن سے دبوچتا سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اس کا سر دیوار سے پھوڑ گیا تھا۔۔

پے در پے دیوار پر اس کا سر پٹختے وہ شہروز لہولہان کر چکا تھا۔۔اس کی صورت دیکھنے کے قابل نہیں بچی تھی۔۔

وہ ابھی نجانے مزید کتنی بری حالت کرتا اس کی جب حسن نے اس کا دھیان میرب کی جانب دلوایا تھا۔۔۔ میرب کو ہاتھ لگانے کی اجازت کسی کو بھی نہیں تھی۔۔

زاراب شہروز کو وہیں پٹختا جلدی سے میرب کے پاس گیا تھا۔۔ جس کا چہرا بالکل سفید ہو چکا تھا۔۔ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ جیسے خون کی ایک بوند بھی نہ بچی ہو اس کے اندر۔۔۔

"میرب آنکھیں کھولو۔۔۔"

زاراب اسے اپنے بانہوں میں اٹھائے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔ اس لڑکی نے اس کی خاطر اپنی جان پر اتنی اذیت برداشت کرلی تھی۔۔ مگر ہاتھ میں موبائل تھامے ہونے کے باوجود اس نے زاراب تک اطلاع نہیں دی

تھی۔۔ تاکہ اس کی اتنی سالوں کی محنت ضائع نہ جائے۔۔۔ یا یہاں آنے پر
اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔

"میرب۔۔ تمہیں اگر کچھ ہوا تو میں تمہاری یہ غلطی کبھی معاف نہیں
کروں گا۔۔"

زاراب اس وقت اتنے غصے میں تھا کہ اس پر بھی چلایا اٹھا تھا۔۔۔ وہ کیوں
نہیں سمجھ پائی تھی کہ اس سے زیادہ ضروری کوئی نہیں تھا زاراب نیازی کے
لیے۔۔ وہ کیسے اپنی جان اتنے خطرے میں ڈال گئی تھی۔۔۔

زاراب نے وہاں موجود صائم اور دانیال حسن کو کچھ نہیں کہا تھا۔۔ مگر وہ ہر
اس انسان کا انجام بہت برا کرنے والا تھا جو اس کی میرب کو اذیت دینے میں
شریک رہا تھا۔۔۔

زاراب نے کس حال میں میرب کو ہاسپٹل پہنچایا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔

ڈاکٹرز میرب کے ساتھ ساتھ زاراب خان نیازی کی حالت دیکھ کر بھی ڈر گئے تھے۔۔۔وہ مضبوط انسان جو ان کی سیاست کی سب سے پاورفل شخصیت مانا جاتا تھا۔۔اپنی بیوی کی یہ حالت اسے رلا گئی تھی۔۔۔

زندگی میں پہلی بار شاید وہ رویا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے گرتے آنسو بتا رہے تھے کہ میرب اس کے لیے کیا تھی۔۔وہ دو جانی دشمن ایک دوسرے پر جان قربان کرنے کو تیار کھڑے تھے۔۔۔

آج تک لوگوں نے صرف ان کی نفرت دیکھی تھی۔۔مگر آج ان دونوں کی محبت وہاں کھڑے ہر شخص کو رلا گئی تھی۔۔۔حسن سمیت وہاں موجود تمام

لوگوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔سب کے دل میرب کی سلامتی کے لیے دعا گو تھے۔۔۔مگر ڈاکٹرز کافی ناامید نظر آرہے تھے۔۔

میرب کے پورے جسم میں زہر پھیل چکا تھا۔۔۔اس کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے۔۔۔

باہر زاراب کی سانسیں رک رہی تھیں۔۔۔

جب کچھ دیر بعد ڈاکٹرز آئی سی یو سے باہر آئے تھے۔۔۔

"ہمیں ان کا آپریشن کرنا پڑے گا۔۔جس میں ان کے بچنے کی چانسز بہت کم ہیں۔۔۔اور اگر یہ آپریشن نہ ہوا تو بھی ان کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔۔۔زہر بہت پاورفل تھا۔۔جو ان کے جسم کے مختلف اعضاء کو نقصان پہنچا چکا ہے۔۔"

ڈاکٹرز نے اس کے آگے جو آپشن رکھے تھے۔۔ وہ زاراب کی دنیا اندھیر کر گئے تھے۔۔۔

اذیت میں انتہا پر پہنچتے اس نے آپریشن کی اجازت دیتے سائن کر دیئے تھے۔۔۔ سائن کرتے جس طرح زاراب کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ وہاں کھڑے ڈاکٹرز بھی اپنے آنسو نہیں روک پائے تھے۔۔

کچھ دیر بعد میرب کا آپریشن شروع کر دیا گیا تھا۔۔

زاراب کو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

زاراب نے کسی کو بھی کچھ بھی بتانے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔ہاسپٹل کے باہر میڈیا کی بھیڑ جمع تھی۔۔ شہروز گیلانی جو زاراب نیازی کو بدنام کرنا چاہتا تھا۔۔۔اب لوگ مزید اس کے حق میں ہو گئے تھے۔۔۔

باقی پارٹی والوں نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔۔۔اتحاد لیگ کا سب نے بائیکاٹ کر دیا تھا۔۔انہیں ساتھ رکھنے کا مطلب تھا۔۔جو تھوڑی بہت عوام ان کے سائیڈ پر تھی ان سے بھی ہاتھ دھو دینا۔۔۔

سرفراز گیلانی ہر جانب اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔نہ شہروز کی کوئی خیر خبر تھی نہ ہی نوفل کی۔۔۔

زاراب کا دل پورا وقت میرب کے لیے دعا گو تھا۔۔۔وہ آئی سی یو کے دروازے پر آنکھیں گاڑھے کھڑا تھا۔۔جب ایک بار پھر سے کھلا تھا۔۔۔

ڈاکٹرز کی جھکی نگاہیں زاراب کا دل کو منجمد کر رہی تھیں۔۔

"آئم سوری خان صاحب۔۔۔۔"

ڈاکٹرز کے ہونٹوں سے نکلتے الفاظ زاراب نیازی کی سانسیں کھینچ گئے تھے۔۔۔وہ لڑکھڑایا تھا جب حسن نے آگے آتے اسے سہارا دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس سے پہلے کہ ارشیان نیازی مزید اپنا قہر دکھاتا جب اس کی نورے کی کانپتی لرزتی آواز اس آتش فشاں بنے خان کو وہی ساکت کر گئی تھی۔۔۔

"خان سائیں۔۔۔"

شاہنور کی آواز میں چھپا خوف ارشیان نیازی کے دل کو بھی خوفزدہ کر گیا تھا۔۔وہ شاہنور کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

جو خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی نم آنکھوں کے ساتھ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔

ارشیان نیازی کو غصہ اس کی نورے کو ایک بار پھر سے اس سے چھیننے کا باعث بننے والا تھا۔۔

ارشیان اس کی جانب بڑھا تھا جب شاہنور نفی میں سر ہلاتی اسماء بیگم کی آغوش میں جا چھپی تھی۔۔

یہ ظالم شخص اس کا خان نہیں ہو سکتا تھا۔جو اس کے ہی گھر میں کھڑے ہو کر اس کے دادا کا یہ حشر کر گیا تھا۔۔

شاہنور اصل حقیقت سے انجان تھی۔۔وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ آج تک اس کے باپ اور دادا خان حویلی والوں پر کتنا ظلم ڈھاتے آئے تھے۔۔

وہ تو بس یہ دیکھ پائی تھی کہ ارشیان نیازی کے دل میں اس کے گھر والوں کے لیے کس قدر نفرت تھی۔۔اگر وہ ان سب سے اتنی نفرت کرتا تھا تو اس سے محبت کیسے کر سکتا تھا۔۔

شاہنور اس وقت بہت ہی عجیب سے احساسات کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔

"نورے چلو میرے ساتھ۔۔۔"

ارشیان نے اسے پکارا تھا۔۔

مگر نورے نفی میں سر ہلاتے اس کی جانب دیکھنے سے بھی انکاری تھی۔۔

حسین راجپوت کو وہاں سے لے جایا جا چکا تھا۔۔اس کی حالت کافی خراب تھی۔۔جو شاہنور نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔پلیز آپ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔میں آپ کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔"

شاہنور کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ انتہائی سنگین تھے۔۔ارشیان کو جس بات کا خوف تھا وہی ہوا تھا۔۔

وہ سب کچھ شاہنور کے سامنے لانا چاہتا تھا۔۔مگر اس طرح بالکل بھی نہیں۔۔

حسین راجپوت یہاں بھی اپنے مکروہ ارادوں میں بہت اچھی طرح سے کامیاب ہو چکا تھا۔۔

"شاہنور ایک بار ان کی بات سن لو۔۔۔تم غلط کر رہی ہو۔۔۔"

اسماء بیگم اپنی بیٹی کی حالت اور ارشیان نیازی کا بے پناہ غصہ دیکھ پریشان ہوئی تھیں۔۔۔ انہوں نے میرب کا گھر خراب کرنا چاہا تھا۔۔ مگر سب کچھ الٹ ہو گیا تھا۔۔

وہ پہلے ہی اپنے کیے پر پشیمان تھیں۔۔ اب ان کا پچھتاوا مزید بڑھ گیا تھا۔۔

"نہیں مجھے ان کی کوئی بات نہیں سنیں۔۔۔ یہ میرے خاندان کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ میری آنکھوں کے سامنے میرے اپنوں کا جان سے مار رہے ہیں۔۔۔ ایسے انسان کے ساتھ نہیں رہنا مجھے۔۔۔ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے ان سے۔۔۔ میں بھی تو راجپوتوں کا خون ہوں نا اگر کسی دن ایسے ہی مجھ سے بھی نفرت کا شکار ہو کر مجھے بھی مار دیں گے۔۔۔ نہیں رہنا مجھے ایسے انسان کے ساتھ۔۔ جسے اپنے غصے پر ہی کوئی کنٹرول نہیں ہے۔۔۔"

شاہنور اسماء بیگم کے پہلو سے لگی انتہائی سخت الفاظ ادا کرتی ارشیان خان نیازی کی ذات کی دھجیاں بکھیر گئی تھی۔۔ کچھ وقت پہلے ارشیان نیازی نے اسی طرح اپنے پورے خاندان کے سامنے شاہنور کو ایسے ہی بے عزت کیا تھا۔۔

آج یہ لڑکی بھی جانے انجانے میں اس سے اپنا بدلہ پورا کر گئی تھی۔۔

ارشیان نیازی کی آنکھیں لال ہوئی تھیں۔۔ جیسے ابھی ان میں سے خون ٹپک پڑے گا۔۔ وہ بہت مشکل سے خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں رہنا ان کے ساتھ۔۔ ماما کہیں ان سے یہ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔"

شاہنور اس کی بات سننے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ وہ روتے ہوئے جو بھی بول رہی تھی۔۔ اس کے ہونٹوں سے نکلنے والا ایک ایک لفظ ارشیان کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو رہا تھا۔۔

"نورے۔۔۔ بات سنیں میری۔۔۔"

ارشیان نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے نارمل کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر شاہنور اس کا لمس پاتے ہی اس کا ہاتھ دور جھٹک گئی تھی۔۔

" دور رہیں مجھ سے پلیز۔۔۔ اگر آپ نے مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی تو میں خود کو نقصان پہنچا لوں گی۔۔"

شاہنور ارشیان کی صورت دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔ اس کا یہ نفرت بھرا شدید ری ایکشن ارشیان کو شاک کر گیا تھا۔۔ کچھ لمحے اسے پتھرائی نگاہوں

سے دیکھنے کے بعد ارشیان آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

اسماء اور شمعہ بیگم شاہنور کو سمجھانے کی کوشش کرتی رہی تھیں۔۔ مگر اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔

اس نے اپنے دل و دماغ پر اتنا بوجھ لے لیا تھا کہ وہ مزید کچھ بھی برداشت نہ کرپاتی اپنے حواس مکمل طور پر کھوتی ان لوگوں کی باہوں میں گر گئی تھی۔۔۔

"تم یہی رکو۔۔۔ شاہنور بی بی کی حفاظت کرو۔۔۔ وہ یہاں محفوظ نہیں ہے۔۔۔ گیلانیوں سے آیا کوئی بھی شخص شاہنور کے قریب بھی نہیں بھٹکنا چاہیے۔۔۔"

ارشیان نیازی کا چہرا بالکل سفید پڑ چکا تھا۔۔اس کے اندر آتش فشاں ابل رہا تھا۔۔۔ مگر اس وقت وہ کسی کے سامنے کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

شاہنور کی اس بے اعتباری اور برے سلوک کے باوجود بھی اسے صرف اپنی نورے کی ہی فکر تھی۔۔

شرافت اپنے مالک کی حالت دیکھ تکلیف کا شکار ہوا تھا۔۔۔ پچھلے دنوں وہ کتنا خوش رہنے لگا تھا۔۔وہ چاہتا تو شاہنور کو یہاں نہ لاتا۔۔ مگر صرف اس کی خوشی کے لیے وہ اسے یہاں لایا تھا۔۔

راجپوتوں پر احسان کیا تھا۔۔ مگر یہ لوگ پھر بھی اسے ڈسنے سے باز نہیں آئے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تو مر جاؤ لیکن میں طلاق نہیں دوں گا تمہیں۔۔۔"

فیروز نیازی غصے سے دھاڑتا فون ہی بند کر گیا تھا۔۔حانم نے بے یقینی کے عالم میں موبائل کی سکرین کو گھورا تھا۔۔اسے لگا تھا فیروز اس کے لیے پریشان ہو گا۔۔اس کی جان خطرے میں جان کر کچھ تو بولے گا تڑپے گا۔۔ مگر اس شخص کو تو پرواہ ہی نہیں تھی۔۔۔

"اس شخص کی خاطر مجھے چھوڑ کر گئی تھی۔۔اب دیکھ لی اس کے نزدیک اپنی اہمیت۔۔سنا تھا میں نے یہ نیازی اپنی عورتوں کو پیروں کی جوتی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔۔ابھی بھی وقت ہے میرے پاس لوٹ آؤ۔۔فایدہ میں رہ جاؤ گی۔۔"

حانم زنجیروں سے بندھی دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔۔اسے زنجیروں کی سختی سے اپنی کلائیاں کٹتی کوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

اوپر سے فیروز کا رویہ اسے ویسے ہی رلا گیا تھا۔۔۔ آخر کیوں کیا تھا اس نے ایسے۔۔

جبکہ دوسری جانب فیروز کال کے دوران ان کی لوکیشن ٹریس کرتے ہی کال کاٹ گیا تھا۔۔یہ لوکیشن اس سے زیادہ دور نہیں تھی۔۔۔وہ اپنے کمانڈوز کو لے کر نکل گیا تھا۔۔

وہ آج کل میں ہشام پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ مگر حانم کی وہاں موجودگی کا سن کر جہاں غصے سے اس کا دماغ خراب ہوا تھا۔۔وہیں ایک سیکنڈ کے لیے بھی سوچے بغیر وہ اپنی ٹیم کو وہاں جانے کا آرڈر دے گیا تھا۔۔

اسے حانم پر بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ حانم صرف اس کی خاطر وہاں گئی تھی۔۔ مگر فیروز کے لیے یہ کسی قیمت پر بھی قابلے قبول نہیں تھا۔۔

اس وقت اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔اس کی وحشت ٹپکاتی لال آنکھیں اس کے سینے میں بھڑکتی آگ کا پتا دے رہی تھی۔۔

وہ ابھی اس لوکیشن سے کچھ فاصلے پر تھا۔۔جب اسے حانم کے نمبر سے میسج موصول ہوئے تھے۔۔ حانم نے اسے اس کے پیرنٹس سے ریلیٹڈ سارے ثبوت بھیج دیئے تھے۔۔۔

جس کا مطلب تھا وہ اب آرام سے ہشام کا کام تمام کر سکتا تھا۔۔ لیکن فیروز کو حانم کے لیے فکر مزید بڑھ گئی تھی۔۔ اس کو بس نہیں چل رہا تھا وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر حانم کے پاس پہنچ جائے۔۔

فیروز کی نفری ہشام کے بنگلے کے ارد گرد پھیل چکی تھی۔۔۔ اس کے ارد گرد کافی گھنے درخت تھے۔۔ جس میں چھپے ہشام کے ایک ایک آدمی کو مارتے انہیں کافی وقت لگ گیا تھا۔۔ فیروز احتیاط کا مظاہرہ کر رہا تھا تاکہ کسی بھی طرح حانم کی جان کو خطرہ نہ ہو سکے۔۔

مگر وہ جیسے ہی اندر پہنچا اسے ہشام فاروقی اپنے آدمیوں کے ساتھ وہاں سے فرار ہوتے دکھائی دیا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلتا فیروز نے اس کے پیر پر فائر کرتے اسے فرار ہونے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔

فیروز کو وہاں دیکھ ہشام کو اپنی موت بہت قریب دکھائی دی تھی۔۔حانم کو وہاں کہیں نہ پاکر اور ہشام کے چہرے پر منڈلاتا خوف فیروز کی دھڑکنیں ساکت کر گیا تھا۔۔

کیا کر دیا تھا اس شخص نے اس کی حانم کے ساتھ۔۔

"حانم کہاں ہے۔۔۔؟؟"

فیروز اس کے سر پر بندوق کا وار کرتا چلایا تھا۔۔اس کے اہلکار وہاں ہر شے پر قابض ہو چکے تھے۔۔انہیں نے ہر شے چھان ماری تھی مگر حانم کہیں نہیں ملی تھی اسے۔۔

فیروز کی بات پر ہشام نے قہقہ لگایا تھا۔۔وہ تو مرنے ہی والا تھا۔۔مگر ان لوگوں کو بھی برباد کر کے۔۔

"اس لڑکی نے مجھے پوری زندگی بہت تڑپایا۔۔ میں جو اقتدار حاصل کرنا چاہتا تھا وہ چھین لیا مجھ سے۔۔ اور مجھے یہاں موت کے منہ تک پہنچا دیا۔۔ تو تمہیں کیا لگتا ہے میں اسے زندہ چھوڑ دوں گا۔۔۔ غلط فہمی ہے تمہاری ایس پی۔۔۔ تمہارے ساتھ میری کوئی دشمنی نہیں تھی۔۔۔ اصل دشمنی جس کے ساتھ تھی۔۔ اسے میں اس کے انجام تک پہنچا چکا ہوں۔۔۔ میں چاہتا تھا اس بنگلے میں وہ میرے نام کی دلہن بن کر آئے مگر وہ اس بات پر نہیں مانی۔۔۔ اب میں نے اسے اسی بنگلے کی مٹی میں دفن کر دیا ہے۔۔ اب اس لڑکی کو زندہ نہیں دیکھ پاؤ گے تم۔۔۔"

ہشام کے منہ سے نکلنے والی ایک ایک بات فیروز کا دل چیر گئی تھی۔۔۔

حانم کو دفن کر دیا گیا تھا۔۔۔

فیروز کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔۔

"کہاں دفن کیا ہے حانم کو۔۔؟ بولو ورنہ زندہ نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں۔۔ بہت عبرت ناک موت دوں گا۔۔۔"

فیروز اس کی کنپٹی پر گن رکھے چلایا تھا۔۔ مگر ہشام فاروقی کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔ وہ اپنا بدلہ پورا کر چکا تھا۔۔

"کہاں دفن کیا ہے حانم کو۔۔؟ بولو ورنہ زندہ نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں۔۔ بہت عبرت ناک موت دوں گا۔۔۔"

فیروز اس کی کنپٹی پر گن رکھے چلایا تھا۔۔ مگر ہشام فاروقی کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔ وہ اپنا بدلہ پورا کر چکا تھا۔۔

"عبرت ناک موت تو تم ویسے بھی مجھے دینی ہی ہے۔۔تو کیوں نہ میں بھی اپنی زندگی کے آخری لمحات میں لطف اٹھا سکوں۔۔"

ہشام فیروز کو تڑپتا دیکھ سکون میں آ چکا تھا۔۔فیروز ابھی اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔شدید غصے کے عالم میں اس کے دونوں بازوؤں گولیوں سے چھلنی کرتا وہ اس کی چیخیں نکال گیا تھا۔۔۔

یہ بنگلہ بہت بڑا تھا۔۔۔جس کی زمین نجانے کتنے ایکڑز پر پھیلی ہوئی تھی۔۔جس میں حانم کو ڈھونڈنا آسان نہیں تھا۔۔مگر فیروز جلد از جلد حانم تک پہنچنا چاہتا تھا۔وہ یہ سوچنا ہی نہیں چاہ رہا تھا کہ حانم اب اس کے ساتھ نہیں رہی تھی۔۔یہ شخص اس کی حانم کو اس سے چھین چکا تھا۔۔

فیروز کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔ سیاہ آسمان تلے کھڑے ہوتے فیروز نے شکوہ کناں انداز میں اپنے پرودگار کو مخاطب کرتے اس لڑکی کی حفاظت کی دعا کی تھی۔۔ جواب اس کی زندگی تھی۔۔

اس کا دل اب بھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ حانم زندہ نہیں ہے۔۔ وہ پوری امید کے ساتھ حانم کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔

اس کے لوگ ہر جانب سے زمین کو کھود رہے تھے۔۔ وہ خود بھی یہی کر رہا تھا۔۔ یہ سب بہت اذیت ناک تھا اس کے لیے۔۔ نجانے کتنی دیر سے وہ زمین کے نیچے تھی۔۔۔ اگر تھوڑی بہت سانس باقی ہوئی تو وہ بھی اب تک۔۔

فیروز اس سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پایا تھا۔۔

اس کا دل آہستہ آہستہ بے جان ہو رہا تھا۔ وہ مسلسل دعاؤں کے ورد کرتا حانم کی سلامتی کی دعا مانگ رہا تھا۔۔ جب اسی لمحے اسے زمین کھودتے حانم کا ہاتھ نظر آ گیا تھا۔۔

فیروز تیزی سے مٹی ہٹا رہا تھا۔۔۔ باقی سب بھی وہی لگ گئے تھے۔۔ فیروز ایسا اذیت ناک لمحہ دوبارہ کبھی اپنی زندگی میں نہیں چاہتا تھا۔۔

حانم کو مٹی سے نکلتے فیروز کا دل کئی ٹکڑوں میں بٹا تھا۔۔ حانم کا چہرا پوری طرح سے مٹی سے اٹا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے مٹی ہٹاتے فیروز اسے پوری طرح سے اپنی آغوش میں لے گیا تھا۔۔۔

اس نے ارد گرد کھڑے لوگوں کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔۔حانم کے پورے وجود کو اپنی شال میں ڈھانپے ہوئے تھا۔۔حانم کا وجود بالکل ساکت سا تھا۔۔فیروز نے بند ہوتے دل کے ساتھ حانم کی نبض چیک کی تھی۔۔

جو رک رک کر چل رہی تھی۔۔فیروز کے لیے یہی غنیمت تھا۔۔وہ لیٹ نہیں ہوا تھا۔۔اس نے اپنی حانم کو بچالیا تھا۔۔وہ اب یہ رکتی سانسوں کو اعتدال پر لانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔

"حانم آنکھیں کھولو۔۔۔حانم خدا کے لیے مجھے اتنی اذیت مت دو۔۔۔اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اچھا نہیں کیا تم نے۔۔کیوں کیا یہ سب۔۔۔؟؟"

فیروز گاڑی میں بھی اسے بانہوں میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔وہ بار بار اس کے چہرے کو چومتا اس کے زندہ سلامت ہونے کا یقین دلا رہا تھا اپنے دل کو۔۔

کتنے اذیت ناک لمحے تھے وہ جب اسے مٹی سے نکالا تھا۔۔

فیروز کی کال کے بعد حانم نے ہشام سے فیروز کے حوالے سے سارے ثبوت لے لیے تھے۔۔ جس کے بدلے ہشام نے اسے خود سے نکاح کرنے کو کہا تھا۔۔

مگر حانم فیروز کے نکاح میں ہوتے ہوئے ایسا گناہ نہیں کر سکتی تھی۔۔اس نے سارے ثبوت فیروز کو سینڈ کرنے کے بعد ہشام کی اس بات سے انکار کر دیا تھا۔۔وہ مرتے دم تک اپنے ایس پی کی بیوی کی بن کر رہنا چاہتی تھی۔۔

جبکہ ہشام ایک بار پھر سے اس لڑکی کی جانب سے ملنے والا دھوکا برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ اور اسے دوہری اذیت سے مارنے کے لیے حانم کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے زندہ دفن کر دیا تھا۔۔ جہاں وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔۔ مگر دوبارہ اس شخص کا چہرا نہ دیکھ پائے۔۔۔ جس کی خاطر اس نے انہیں ذلیل کیا تھا۔۔

مگر حانم کی نیت ہمیشہ صاف رہی تھی۔۔۔ تو اس کے پرودگار نے بھی اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دیا تھا۔۔

اور اسے پھر سے فیروز کو لٹا دیا تھا۔۔۔

ہشام کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔۔ اس کے گینگ کا وہ آخری سرغنہ بچا تھا۔۔

سلطان اور حانم نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا تھا۔ مگر ہشام جاتے جاتے بھی ان کی زندگیوں میں جو زہر گھول گیا تھا اسے ابھی ختم کرنا باقی تھا۔۔

نویرہ کو کال کر کے سلطان کی دوسری شادی کے حوالے سے ساری خبریں دینے والا ہشام ہی تھا۔۔ یہ وہی لڑکی تھی جس سے ہشام فاروقی محبت کرتا تھا۔۔ مگر سلطان نے اسے ہشام کی حقیقت بتادی تھی۔۔ جسکے بعد اس لڑکی نے ہشام کو چھوڑ کر اپنے کزن سے شادی کرلی تھی۔۔ ہشام کو جیسے ہی اس بات کی خبر ملی وہ یہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ ابھی بینش کی شادی کو کچھ مہینے ہی گزرے تھے جب ہشام نے اس کے شوہر اور پورے خاندان کو مروادیا تھا۔۔

وہ زبردستی بینش سے شادی کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر بینش نے سلطان سے مدد مانگی تھی۔۔۔ سلطان نے اسے دل سے بہن کا درجہ دیا تھا۔۔ مگر اس طرح بھی وہ بینش کو پروٹیکٹ نہیں کر سکتا تھا۔۔ اگر وہ بینش کا نکاح کسی اور کے ساتھ کروا دیتا تو ہشام اس انسان کو بھی مار دیتا۔۔ ایک سلطان ہی تھا کہ جس کا ہشام اتنی آسانی سے کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔۔ اسی لیے سلطان نے بینش کا پیچھا ہشام سے چھڑوانے کے لیے اس کا اور اپنا جعلی نکاح نامہ بنوا کر ہشام کو بھیج دیا تھا۔۔ اور ایسی ثبوت کی جس سے ہشام کو شک کی کوئی گنجائش نہ بچے۔۔ ہوا بھی ایسا ہی تھا ہشام اس بات پر یقین کرتا بینش کا پیچھا چھوڑ کر سلطان کا مزید دشمن بن گیا تھا۔۔

اس رات ہوٹل کے باہر نویرہ کو اغوا کرنے کی کوشش کرنے والا بھی ہشام ہی تھا۔۔

وہ چاہتا تھا جس طرح سلطان نے اس کی محبت کو چھینا تھا ویسے ہی وہ بھی سلطان کی محبت چھین لے اس سے۔۔ جب وہ اس کام میں ناکام ہوا تو اس نے نویرہ کو سلطان کے خلاف بدگمان کرنا چاہا تھا۔۔

جس میں کچھ حد تک کامیاب بھی رہا تھا۔۔ مگر جو وہ چاہتا تھا وہ نہیں ہو پایا تھا۔۔ سلطان کی محبت اس سے جدا نہیں ہو پائی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شاہنور کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔ وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔ اسکی آنکھوں سے وہ منظر ہی نہیں نکل رہا تھا۔۔ جب ارشیان نے اس بے دردی کے ساتھ اس کے دادا کو مارا تھا۔۔۔

وہ بہت حساس لڑکی تھی۔۔۔ وہ جس نے آج تک کسی کو زرا سا تھپڑ نہیں مارا تھا۔۔ اس کا شوہر اس بے دردی کے ساتھ لوگوں کو مارتا تھا۔۔

وہ بھی اسی کے آگے رشتوں کو۔۔

حسین راجپوت ہاسپٹل میں تھے۔۔۔وہ ہوش میں تھے مگر ان کی دونوں ٹانگیں نکارہ ہو چکی تھیں۔۔۔ڈاکٹر نے بول دیا تھا کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے۔۔۔نہ ہی وہ اٹھ رک بیٹھ سکتے تھے۔۔۔اب پوری زندگی انہیں زرا سا ہلنے کے لیے بھی کسی اور کا محتاج رہنا تھا۔۔۔

حسین راجپوت اپنی جگہ بالکل ساکت تھے۔۔انہیں شاہنور کے فیصلے کی خبر مل چکی تھی۔۔کہ شاہنور نے ارشیان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔

وہ اپنوں کے ساتھ ہوتا ظلم نہیں دیکھ پائی تھی۔۔اس نے ارشیان نیازی پر انہیں چن لیا تھا۔۔ارشیان نیازی ہار گیا تھا وہ جیت گئے تھے۔۔

مگر یہ سن کر انہیں کسی قسم کی کوئی خوشی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔اب تک وہ یہ سب کیوں کر رہے تھے۔۔کونسے اقتدار کی چاہ کے لیے وہ اپنے بچوں کی زندگیاں داؤ پر لگا رہے تھے۔۔۔

انہیں نے برسوں پہلے یعقوب نیازی کی گھر کی عورتوں کی زندگیاں برباد کی تھیں۔۔اور آج ویسا سلوک اپنی پوتیوں کے ساتھ بھی کر گئے تھے۔۔۔ان پوتیوں کے ساتھ جوان کے اتنا غلط کرنے کے باوجود آج بھی ان کے سائیڈ پر تھیں۔۔

شاہنور کو اس بات کا گلٹ کھائے جارہا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے شوہر نے راجپوت حویلی میں آکر اس کے دادا پر حملہ کیا تھا۔۔

یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا تھا۔۔ کہیں نہ کہیں اسے یہ غم بھی کھائے جا رہا تھا کہ یہ لوگ اب ارشیان کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔۔ یہ سوچ کر ہی اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

وہ دونوں طرف سے بری طرح پھنس گئی تھی۔۔ شاہنور کی اپنی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ مگر وہ حسین راجپوت سے ملنا چاہتی تھی۔۔

اس کی ضد پر اس کی خراب طبیعت کے باوجود اسماء بیگم اور تیمور اسے ہاسپٹل حسین راجپوت کے پاس لے آئے تھے۔۔

حسین راجپوت نے پتھرائی نگاہوں سے شاہنور کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس کی حالت دیکھ ان کا دل میں گھونسا سا آن پڑا تھا۔۔ کچھ وقت پہلے جب وہ ارشیان کے ساتھ راجپوت حویلی آئی تھی تو کتنی خوش تھی وہ۔۔

اتنا خوش تو انہوں نے اسے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔ اور اب اس کا اجاڑ ویران چہرا اسے برسوں کا بیمار بتا رہا تھا۔۔ حسین راجپوت کی اذیت مین اضافہ ہوا تھا۔۔

آنکھوں سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔۔

"مجھے معاف کر دیں دادا جان میری وجہ سے آپ کی یہ حالت ہوئی۔۔۔

مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ارشیان ایسا کچھ کریں گے۔۔ وہ غصے کے تیز ہیں مگر وہ آپ سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ آپ کی جان لینے کی کوشش کریں گے مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔"

شاہنور حسین راجپوت کا ہاتھ تھامے بھیگی آنکھوں کے ساتھ بولتی انہیں اندھیروں کی نذر کر گئی تھی۔۔ اگر وہ ارشیان کا یہ روپ دیکھ کر رو رہی تھی تو ان کی حقیقت جان کر کیا حالت ہو گی اس معصوم کی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سلطان کی اجازت پر ڈاکٹر کو اندر بلا لیا گیا تھا۔۔ جسے دیکھ نویرہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔ جیسے جیسے سلطان اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔۔۔ اس کے سینے کے قریب لگا اتنا بڑا بینڈ تج دیکھ نویرہ شاک کی کیفیت میں کھڑی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

ڈاکٹر سلطان کے قریب جا کر اس کے زخموں پر بینڈ تج ٹھیک کر رہی تھی۔۔ سینے کے ساتھ ساتھ بازو پر بھی اتنا بڑا زخم دیکھ نویرہ لڑکھڑا گئی تھی۔۔ اس نے بمشکل دیوار کو تھامتے خور کو گرنے سے بچایا تھا۔۔

سلطان آنکھیں سختی سے میچے درد کی شدت کو برداشت کر رہا تھا۔۔اس کے سینے کا زخم کافی گہرا تھا۔نویرہ کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کا پورا چہرا بھیگو رہے تھے۔۔سلطان اتنی تکلیف میں تھا اور اس کے سامنے ایک بار بھی ظاہر نہیں کیا تھا۔۔

نویرہ کو فون پر اس کا کراہنا یاد آیا تھا۔۔آہستہ آہستہ اسے ساری بات سمجھ آرہی تھی۔۔۔وہ ہاسپٹل میں تھا اور صرف اس کے کہنے پر شدید زخمی ہونے کے باوجود اس کے پاس لوٹ آیا تھا۔۔۔نویرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

وہ بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔اتنی جلدی کسی شے سے نہیں گھبراتا تھا۔۔مگر اس وقت اس کے چہرے پر موجود درد نویرہ کی تکلیف کو بھی بڑھا

گیا تھا۔۔اس کے سینے کے ساتھ موجود زخم دیکھ نویرہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔بہت تھوڑا سا فاصلہ اگر نشانہ نہ چوکتا تو۔۔۔

اس سے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہیں پائی تھی۔۔۔نویرہ ایک کونے میں کھڑی بس آنسو بہائے جا رہی تھی۔۔

اسے سلطان پر شدید غصہ آ رہا تھا۔۔جس نے اسے اپنی تکلیف کا حصے دار بنانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔نویرہ کے درد کی شدت بڑھ رہی تھی۔۔

وہ یک ٹک فیروز کی بند آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ ڈاکٹر سلطان کے کافی قریب کھڑی اس کی بینڈیج کر رہی تھی۔۔بینڈیج کے بعد اس نے جیسے ہی سلطان کی شرٹ کے بٹن بند کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا نویرہ کا خون کھول اٹھا تھا۔۔

ٹھیک ہے وہ ڈاکٹر تھی مگر اس کے شوہر کے اتنے قریب جانے کی کیا ضرورت تھی۔۔

سلطان کا چوڑا سینہ اور مضبوط کسرتی شانے کسی کا بھی ایمان متزلزل کر سکتے تھے۔۔اور جس کی بیوی اپنے زخمی شوہر سے کوسوں دور کھڑی تھی۔۔

ڈاکٹر کو تو موقع ملنا ہی تھا۔۔

مگر نویرہ ناراضگی کے باوجود یہ سب برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ناراضگی تو نجانے کہاں چلی گئی تھی۔۔

ابھی تو اسے صرف اس شخص پر غصہ تھا۔۔جو خود کو نجانے کتنا بڑا تیس مار خان سمجھتا تھا کہ ہر اذیت اپنے دل پر لینا چاہتا تھا۔۔

"آپ سائیڈ پر ہوں میں کر لوں گی۔۔۔"

نویرہ اسے سائیڈ پر ہونے کا کہتی خود سلطان کے قریب آن بیٹھی تھی۔۔جو آنکھیں موندے ہوئے بھی سامنے کا منظر تصور میں لاتا شدید تکلیف کے باوجود اپنے ہونٹوں پر امڈ آنے والی آسودگی بھری مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

نویرہ زیادہ دیر اس ڈاکٹر کو بھی اس کے قریب برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ ڈاکٹر پیچھے ہٹ گئی تھی۔۔ جبکہ نویرہ سلطان کے قریب ہوتی اس کی شرٹ کے بٹن بند کرتی اسے گھورتی رہی تھی۔۔نویرہ کا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔

جو سلطان نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔یہ منظر اس کی اذیت کو بڑھا سکتا تھا۔۔ مگر نویرہ کے قریب ہونے پر اس کے دل کا سکون بڑھ گیا تھا۔۔

درد کی شدت اب آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی۔۔

ڈاکٹر جا چکی تھی۔۔اب روم میں وہ دونوں ہی تھے۔۔۔دو نفوس کے ہوتے ہوئے بھی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

سلطان ویسے ہی نیم دراز تکیے پر سر رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

اس نے دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر نویرہ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے اسے اپنے سینے کے قریب رکھ لیا تھا۔۔جس کا مطلب تھا وہ اسے اپنے پاس چاہتا تھا۔۔

اسے ابھی بھی اپنی خونخوار بیوی سے امید تھی کہ شاید وہ غصے میں اس کے پاس سے چلی جائے۔۔مگر اب وہ ایک منٹ کے لیے بھی اس کی دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ اٹھ کر نہیں گئی تھی بلکہ کچھ سیکنڈز بعد سلطان کو اپنے چہرے پر اس کی مہکتی سانسوں کا احساس ہوا تھا۔۔وہ اس کے کافی قریب تھی۔۔اس کے نرم گرم گداز وجود کا لمس سلطان کو اپنے بازو پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

مگر وہ بنا کوئی موومنٹ کیے خاموشی سے پڑا رہا تھا۔۔

"سلطان شاہ تم نہیں جانتے تمہاری زندگی میرے لیے کتنی قیمتی ہے۔۔پھر اسے خطرے میں ڈالنے کا رسک کیوں لیا۔۔محبت کے بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہو۔۔مگر ہمیشہ ہر وہ کام کرتے ہو جس سے مجھے اذیت ہو۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی پر اپنے لگ رکھے نویرہ نیازی سلطان شاہ کے درد کی شدت کو کم کر گئی تھی۔۔۔

فیروز حانم کو لیے فوری طور پر ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔۔ جہاں حانم کی حالت دیکھتے اسے فوراً آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔۔

وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آ پا رہی تھی۔۔ اس کی سانسیں بھی بہت مدھم چل رہی تھیں۔۔

فیروز سانسیں روکے کھڑا تھا۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کچھ بھی کر نے حانم کو ہوش میں لے آئے۔۔
فیروز نے موبائل نکال کر حانم کے لاسٹ میں کیے میسجز اوپن کیے تھے۔۔

"تم نے کہا تھا نا کہ میں مر جاؤں تمہیں فرق نہیں پڑے گا۔۔ اب رونا مت میرے رونے پر ایس پی۔۔۔ شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔۔
میری اذیت ناک زندگی کے کچھ لمحوں کو اتنا حسین بنانے کے لیے کہ اب

انہیں آنکھوں میں بسائے میں اپنی اس دردناک موت کو بھی گلے لگالوں گی آرام سے۔۔ میری سانسیں رک رہی ہیں ایس پی۔۔ میں مر رہی ہوں۔۔۔ کاش آخری بار تمہیں دیکھ سکتی۔۔۔ بہت محبت کی ہے میں نے تم سے۔۔ بہت زیادہ۔۔ کاش کچھ لمحے مزید گزار لیتی تمہارے ساتھ۔۔ بہت اچھے ہو تم۔۔۔ بہت پیارے۔۔ محبت کے قابل۔۔۔ میں بھی یہی سوچتی تھی کہ میں اتنی خوش قسمت کیسے ہوگئی کہ تم مجھے مل گئے۔۔ مگر میں ٹھیک سوچتی تھی۔۔ میں اتنی خوش قسمت نہیں ہوں۔۔ دیکھو تمہیں چھین لیا گیا ہے مجھ سے۔۔ اپنی باقی کی زندگی اکیلے مت رہنا۔۔ کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کرلینا۔۔ میرے جیسی اچھی تو نہیں مل پائے گی۔۔ مگر کوشش کرنا۔۔ تم سے تو کسی کو بھی محبت ہو جائے گی ایس پی۔۔ پلیز مجھے مت بھولنا۔۔ اگر ہوسکے تو دل کا ایک چھوٹا سا کونا میری یاد سے آباد رکھنا۔۔۔ مجھے سانس

نہیں آرہی ایس پی۔۔ مگر میں اتنا کہنا چاہوں گی کہ میں تم سے بہت۔۔۔۔

"

حانم نے اس کے نمبر پر وائس میسیج چھوڑا تھا۔۔ وہ گھٹ گھٹ کر سانسیں لیتے اسے اپنے دل کی باتیں کہہ گئی تھی۔۔ مگر ہمیشہ سے فیروز اس کے منہ سے جو محبت کا اظہار سننا چاہتا تھا۔۔ وہ نہیں کر پائی تھی حانم۔۔

وہ ہمیشہ سے یہی کہتی آئی تھی کہ وہ اسے کبھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کرے گی۔۔ مگر آج جب کرنا چاہا تھا تو اس کی سانسوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔

فیروز نیازی کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔ وہ رو رہا تھا۔۔ مگر وہ پر امید تھا اس نے اپنی حانم جو وقت پر بچا لیا تھا۔۔ وہ اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔۔ اپنے ایس پی کے حکم کے خلاف نہیں جا سکتی تھی۔۔۔

"نہیں جانے دوں گا تمہیں۔۔۔ اتنی آسانی سے نہیں چھوڑوں گا تمہاری جان۔۔ اپنا اظہار ادھورا چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہو تم۔۔ اتنا فرمابردار ہونے کو کس نے کہا تھا کہ میری غصے میں کہی بات کو بھی سیریس لے گئی۔۔"

اس کی نویرہ کی شادی میں کھینچی گئی تصویر کو ہونٹوں سے چھوتا فیروز اس وقت اذیت کی انتہا پر تھا۔۔ ڈاکٹرز کی کوششیں مسلسل جاری تھیں۔۔۔

اور باہر فیروز کی جان نکلی جا رہی تھی۔۔ اس کی حانم بہت سٹرانگ تھی۔۔ وہ جانتا تھا وہ اتنی آسانی سے ہار نہیں مانے گی۔۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔

مگر کہیں نہ کہیں ایک خوف تھا جو اس کے دل میں انگڑائی لیے بیٹھا تھا۔۔

کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں سے حانم کی حالت دیکھی تھی۔۔

اس لڑکی کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے۔۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ وہاں رک کر ڈاکٹرز کی کوئی بھی سنگین الفاظ سن سکے۔۔۔

وہ وہاں سے ہٹتا مسجد کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ آج تک اس کے رب نے اس سے بہت کچھ چھینا تھا۔۔بن ماں باپ کے دنیا والوں کے ساتھ ساتھ اپنوں کے طعنے برداشت کرنا آسان نہیں تھا اس کے لیے۔۔۔بہت مشکل وقت گزارا تھا اس نے۔۔

اس نے اپنی اب تک کی زندگی اس رب العالمین سے ناراضگی میں گزار دی تھی۔۔ جس بات کا آج اسے شدت سے احساس ہوا تھا۔۔اپنے رب کے

حضور سجدہ ریز ہوتے وہ اپنی غفلت کی معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ اس سے اپنی زندگی کی سب سے قیمتی شے مانگنے لگا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے معاف کر دیں دادا جان میری وجہ سے آپ کی یہ حالت ہوئی۔۔۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ارشیان ایسا کچھ کریں گے۔۔ وہ غصے کے تیز ہیں مگر وہ آپ سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ آپ کی جان لینے کی کوشش کریں گے مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔ ارشیان بہت اچھے ہیں۔۔۔ انہیں پتا نہیں اچانک کیا ہوا۔۔ میں اسی لیے ان سے ناراض ہوں۔۔ نہیں جاؤں گی واپس ان کے پاس۔"

شاہنور حسین راجپوت کا ہاتھ تھامے بھیگی آنکھوں کے ساتھ بولتی انہیں اندھیروں کی نذر کر گئی تھی۔۔ اگر وہ ارشیان کا یہ روپ دیکھ کر رو رہی تھی

تو ان کی حقیقت جان کر کیا حالت ہو گی اس معصوم کی۔۔۔۔ حسین راجپوت کو زندگی مزید تنگ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

حسین راجپوت مسلسل رو رہے تھے۔۔ ان کی ساری اکڑ اور تکبر دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔۔ وہ خود کو بہت عقلمند اور سمجھدار انسان سمجھتے تھے۔۔۔ مگر ان سے بڑا بے وقوف اس پوری دنیا میں کوئی نہیں تھا۔۔ جو اپنی کی اولاد کو برباد کرنے کا باعث تھا۔۔

انہوں نے جب شاہنور جیسی اپنی سب فرمابردار پوتی کو معاف نہیں کیا تھا تو باقی تو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔ انہوں نے تو میرب کے ساتھ اس سے بھی زیادہ برا کرنا چاہا تھا۔۔ مگر میرب کی عقلمندی اور خوش قسمتی تھی کہ وہ اس سب سے بچ نکلی تھی۔۔

"داداجان آپ سب سے کہیں نا کہ وہ ارشیان کو کچھ نہ کہیں۔۔انہیں جو سزا دینی ہو گی میں خود دوں گی۔۔"

شاہنور کا دل ایک کی خوف سے لرز رہا تھا کہ اب اس کے خاندان والے ارشیان کو نقصان پہنچانے کی سر توڑ کوشش کریں گے۔۔۔

وہ لڑکی ارشیان نیازی کے سامنے یہی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ صرف اپنے خاندان کو سپورٹ کر رہی ہے۔۔مگر سچ یہ تھا کہ وہ اس حویلی میں رکی ہی اس لیے تھی کہ اس خونی جنگ کو روک سکے۔۔۔

حسین راجپوت کا ضبط ختم ہوا تھا۔۔اگلے ہی لمحے وہ شاہنور کے ہاتھ پر چہرا ٹکاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے تھے۔۔ان کی یہ حالت دیکھ شاہنور بوکھلا گئی تھی۔۔

سرمد راجپوت اور باقی سب بھی وہاں آچکے تھے۔۔

"داداجان پلیز روئیں مت۔۔۔"

شاہنور زندگی میں پہلی بار انہیں روتا دیکھ رہی تھی۔۔ یہ اس کے لیے اذیت کا مقام تھا۔۔۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا۔۔۔ تمہارا شوہر کسی بھی بات میں قصوروار نہیں ہے۔۔۔ جتنا ظلم اب تک میں اس پر اور اس کے خاندان پر کرواچکا ہوں اس کے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔"

حسین راجپوت نے شاہنور کے سر پر بم پھوڑتے اسے اپنی جگہ ساکت کر دیا تھا۔۔

باقی سب کہیں نہ کہیں اس سب سے واقف تھے۔۔اس لیے خاموشی سے حسین راجپوت کا یہ نیا روپ دیکھ رہے تھے۔۔ کبھی کبھی زندگی میں ملنے والا ایک چھوٹا سا دھچکا انسان کا سارا غرور اور تکبر مٹی میں ملا کر رکھ دیتا ہے۔۔ حسین راجپوت کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔

"کک۔۔کک کیا مطلب۔۔۔؟؟"

شاہنور کو اپنی آواز حلق میں اٹکتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

جب حسین راجپوت نے اٹکتے اٹکتے ساری حقیقت اسے بتادی تھی۔۔ انہوں نے کیسے کیسے خان حویلی والوں کو نیچا دکھانے کے لیے ان کی عورتوں کا ٹارچر کیا تھا۔۔

صرف شاہنور ہی نہیں وہاں کھڑا حویلی کا ہر انسان اسی شاک میں تھا۔۔وہ سب آج بھی یہی سمجھتے رہے تھے کہ حسین راجپوت صرف غصے اور اقتدار پانے کی چاہ میں خان حویلی والوں کے خلاف ہیں۔۔ مگر انہیں تو اس بات کا اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ کس طرح خان حویلی والوں کی مجرم تھے۔۔

زاراب، فیروز اور ارشیان کس وجہ سے ان سے اتنی نفرت کرتے تھے۔۔ کہ ان کی حویلی میں قدم رکھنا بھی اپنی توہین سمجھتے۔۔

لیکن اس سب کے باوجود ارشیان نے اس کے ساتھ حویلی میں آنے کا فیصلہ کیا تھا مگر اس نے کیا کیا تھا۔۔ اپنے سب گھر والوں کے ساتھ اس شخص کو رسوا کر کے رکھ دیا تھا۔۔

شاہنور کی اذیت کئی گناہ بڑھ گئی تھی۔۔اسے اپنی سانسیں اٹکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

وہ کیسے منائے گی اس پیارے انسان کو۔۔جس نے اس کے گھر والوں کے مکروں چہرے جاننے کے باوجود اسے اتنی محبت دی تھی۔۔۔اس کی خاطر وہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر دشمنوں کے بیچ آن کھڑا ہوا تھا۔۔

اس نے تو اس کے باپ کو بھی کچھ نہیں کہا تھا۔۔

حسین راجپوت نے ان سب کو امینہ نیازی اور اس کے شوہر خرم کے خاندان پر کیے ظلم کا سارا راز کھول دیا تھا۔۔امینہ کو اس جانب راغب کرنا اور پھر پورے گاؤں میں ذلیل اور رسوا کر کے اسے اس کے خاندان سے دور کیا تھا کہ وہ بے چاری ایریاں رگڑتے رگڑتے مر گئی تھی۔۔۔

اور حلیمہ نیازی پر جو ظلم ڈھایا تھا وہ تو کسی صورت معافی کے قابل نہیں تھا۔۔پہلے اسے اس کی حویلی سے اغوا کر کے پھر اس کے معصوم بچے کے سامنے اسے کچل ڈالا تھا۔۔

شاہنور کو یہ سب سن کر اپنا کلیجہ منہ کو آتا محسوس ہوا تھا۔۔ارشیان نیازی اتنے غصے والا کیوں تھا اسے اب سمجھ آئی تھی۔۔وہ اس لیے اتنا بے حس اور لوگوں سے دور رہنے والا تھا کیونکہ اس کو دنیا والوں کی جانب سے دھوکا ہی ملا تھا۔۔

اور اب شاہنور نے کیا کیا تھا اس کی اتنی محبت کے نتیجے میں اسے کیا دیا تھا رسوائی اور اذیت۔۔۔

"میں ظالم ہوں بچے۔۔ان لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔اتنی نفرت کے باوجود انہیں نے تو ہمارے خاندان کی بیٹیوں کو اپنی عزت بنایا ہے۔۔۔اس میں بھی میں نے ارشیان نیازی کو قتل کرنے کی کوشش کی۔۔۔اس کی ماں کو مارنے کے بعد بھی اس کے کردار پر کیچڑ اچھالا۔۔۔"

حسین راجپوت کو بستر مرگ پر پڑے اپنی زندگی میں کیا ہر ظلم یاد آرہا تھا۔۔۔جواب ان کی باقی کی زندگی میں پچھتاوا بن کر ڈسنے والا تھا۔۔۔

حسین راجپوت شاہنور سے معافی مانگ رہے تھے۔۔وہ میرب سے بھی معافی مانگنا چاہتے تھے۔۔خان حویلی والوں کے تو سامنے جانے کے قابل بھی نہیں تھے وہ۔۔۔

مگر شاہنور بنا کچھ بولے خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھ گئی تھی۔۔اس کا دل ارشیان نیازی کی تکلیف کا تصور کرتے بند ہو رہا تھا۔۔

اس شخص کے ساتھ اتنا غلط ہوا تھا پھر بھی اس نے شاہنور کو اتنی عزت اور محبت دی تھی۔۔کتنے بڑے ظرف کا مالک تھا وہ شخص۔۔۔جس نے صرف محبت کی نہیں تھی ہر قیمت پر اسے نبھایا بھی۔۔جبکہ شاہنور زرا سی بات پر اسے خود سے جدا کر گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آئم سوری خان صاحب۔۔۔ہم انہیں کومہ میں جانے سے نہیں بچا پائے۔۔۔وہ کوما سے کب باہر آتی ہیں ہم اس حوالے سے کوئی بھی جھوٹی امید نہیں دے سکتے آپ کو۔۔۔وہ کچھ گھنٹوں میں بھی ہوش میں آسکتی

ہیں۔۔۔یا پھر ان کی آگے کی ساری زندگی ایسے ہی بستر پر پڑے گزر جائے گی۔۔۔یا پھر ایسے ہی ان کی موت۔۔"

ڈاکٹرز کے ہونٹوں سے نکلتے الفاظ زاراب نیازی کی سانسیں کھینچ گئے تھے۔۔۔وہ لڑکھڑایا تھا جب حسن نے آگے آتے اسے سہارا دیا تھا۔۔۔

ڈاکٹرز زاراب کے اذیت سے لال پڑتے چہرے کو دیکھ اپنی بات مکمل نہیں کر پائے تھے۔۔۔کیونکہ زاراب میرب کے حوالے سے اتنے سنگین الفاظ سن ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔اس میں بالکل بھی ہمت نہیں تھی ہر وقت ہنستی مسکراتی لڑتی جھگڑتی میرب کو اس حال میں دیکھنے کی۔۔۔

مگر دل اسے ایک نظر دیکھنے کے لیے بے چین ہوا تھا۔۔۔ وہ اس سے سخت ناراض تھا۔۔ لیکن کیا کرتا اس ناراضگی کا جب منانے والی اس کی جانب سے بالکل بے خبر ہو گئی تھی۔۔۔۔

اسے میرب کی دی وہ دھمکی یاد آئی تھی۔۔ اگر تم نے شہروز گیلانی پر ہاتھ اٹھایا تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔۔ وہ ہمیشہ اپنا کہا نبھاتی تھی۔ لیکن زاراب ہر بار اس کی ناراضگی اور خفگی کو ہینڈل کر لیتا تھا۔۔۔ لیکن اس بار اس کی یہ ناراضگی زاراب نیازی سے ہینڈل نہیں ہو پائی تھی۔۔

وہ اندر سے ٹوٹ گیا تھا اپنی عزیز از جان ہستی کو اس حال میں دیکھ کر۔۔۔

زاراب نیازی بھاری ہوتے قدموں کے ساتھ بستر پر ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی میرب کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"کیوں کیا یہ سب۔۔۔؟؟ جانتی تھی نا تمہاری جان کو خطرہ ہے وہاں۔۔ پھر کیوں مجھ سے جھوٹ بول کر وہاں گئی۔۔ کیوں دی اتنی بڑی سزا مجھے۔۔۔ ہر بات مانی ہے نا تمہاری۔۔۔ ایک چھوٹی سی بات نہ ماننے کی اتنی بڑی سزا کون دیتا ہے میرب۔۔۔ تم جاتی تھی نا کہ زاراب نیازی ہر شے کی بغیر رہ سکتا ہے۔۔ مگر تم نہ ملو تو میں پاگل ہو جاتا ہوں۔۔۔ پھر کیوں چھینا خود کو مجھ سے۔۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گا تمہیں۔۔۔"

زاراب نیازی کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔اس کے ہاتھ کو اپنی مضبوط ہتھیلیوں میں جکڑے وہ اس پر اپنے ہونٹ رکھے ہوئے تھا۔۔

اس کے آنسو میرب کے ہاتھ کو بھگو رہے تھے۔۔ مگر اس کی زرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والی آج اس شخص کے رونے پر بھی بالکل بے سدھ پڑی تھی۔۔۔

"ایک بار ہوش میں آجاؤ۔۔ پھر بتاؤں گا تمہیں زاراب نیازی کی بات نہ ماننے پر کیسی سزا دیتا ہے وہ۔۔۔ تمہیں ہوش میں آنا ہو گا میرب۔۔۔ ورنہ اس دنیا کو آگ لگا دوں گا۔۔۔"

زاراب نیازی اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامے اس پر جھکتا ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا چلا گیا تھا۔۔ مگر اس کی زرا سی قربت پر دھک اٹھنے والی آج آنکھیں موندے بے تاثر چہرے کے ساتھ پڑی رہی تھی۔۔۔

سفید چہرے پر زرا سی سرخی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔۔۔ یہ لمحہ زاراب نیازی کی زندگی کا سب سے دردناک لمحہ تھا۔۔۔

"اتنی ظالم مت بنو میرب۔۔۔۔ بہت بری سزا دوں گا اس گستاخی کی۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی پر اپنے لب رکھتے زاراب اذیت سے چور لہجے میں بولتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ مزید یہ سب نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ آج تک اسے زندگی میں اتنی اذیت کسی نے نہیں دی تھی۔۔ جتنی یہ لڑکی اسے دے رہی تھی۔۔۔

اس سب نے اس کے دل میں انتقام کی آگ کو مزید بھڑکا دیا گیا۔۔۔۔

اب باری تھی اس کے دشمنوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کی۔۔ بہت عبرت ناک انجام ہونے والا تھا اب ان سب کا۔۔۔ جنھوں نے آج تک ان سے بہت کچھ چھینا تھا۔۔۔ مگر اب وہ انہیں مہلت نہیں دینے والے تھے۔۔۔ ان کی زندگیوں میں ایسی تاریکی اتارنے والا تھا کہ وہ زندہ رہ کر بھی زندوں میں شامل نہیں کیے جاسکتے تھے۔۔

اب باری تھی اس کے دشمنوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کی۔۔بہت عبرت ناک انجام ہونے والا تھا اب ان سب کا۔۔۔ جنہوں نے آج تک ان سے بہت کچھ چھینا تھا۔۔۔ مگر اب وہ انہیں مہلت نہیں دینے والے تھے۔۔۔ان کی زندگیوں میں ایسی تاریکی اتارنے والا تھا کہ وہ زندہ رہ کر بھی زندوں میں شامل نہیں کیے جاسکتے تھے۔۔

فیروز اور ارشیان کو جیسے ہی زاراب کی جانب سے اطلاع ملی تھی وہ فوراً زاراب کے پاس پہنچے تھے۔۔۔زاراب کی اذیت انہیں بھی شدید اذیت میں مبتلا کر گئی تھی۔۔وہ خود بھی اس وقت ٹوٹے بکھرے ہوئے تھے۔۔حانم کے بارے میں فیروز کو ابھی تک کوئی خبر نہیں مل پائی تھی۔۔وہ ہوش میں نہیں آپارہی تھی۔۔۔اس کی ہرٹ بیٹ نارمل نہیں ہو رہی تھی۔۔

ڈاکٹر کے مطابق کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔ مگر فیروز ہمت نہیں ہارنا چاہتا تھا۔۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ حانم اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔۔

وہ لڑکی اس سے بے وفائی نہیں کر سکتی تھی۔۔

جبکہ ارشیان نیازی کا تو دکھ ہی الگ تھا۔۔ اس کی نورے جسے وہ اپنی زندگی سے بڑھ کر چاہنے لگا تھا وہ اس کے پاس رہنے سے انکاری ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اسے بے اعتبار کر گئی تھی۔۔ اس کی صورت دیکھنے سے انکاری تھی۔۔۔ وہ اسے ظالم کہتی تھی۔۔ مگر خود اس کا دل چیر گئی تھی۔۔ ارشیان نیازی اسی وجہ سے کسی کو اپنے قریب نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ پھر اس انسان کا دور جانا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ اسے پتا تھا کہ شاہنور اس سے دور ہوئی تو وہ جی نہیں پائے گا۔۔

اور اب وہی ہو رہا تھا وہ نہیں جی پا رہا تھا۔۔ وہ اس وقت ان دونوں کے ساتھ تو تھا مگر وہ اندر سے بھر بھری ریت کی مانند ڈھے رہا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ اندر سے کھوکھلا ہو چکا ہے۔۔ وہ بہت زیادہ انا پرست انسان تھا۔۔

شاہنور کی خاطر اس نے اپنی انا کو سائیڈ پر رکھ دیا تھا۔۔ مگر یہ لڑکی خود کو اس سے چھین کر اسے پھر سے پہلے والا ارشیان نیازی بنا گئی تھی۔۔

وہ تین ٹوٹے ہوئے تارے جڑ کر پھر سے بہت بے دردی کے ساتھ توڑ دیئے گئے تھے۔۔

"اب وقت آ گیا ہے ان لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کا۔۔۔"

زاراب نیازی کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔۔ فیروز اور ارشیان بھی پر عزم تھے۔۔۔ کیونکہ ان کے دشمنوں پر ان تینوں کا بہت قرض باقی

تھا۔۔ انہیں اپنی ہر اذیت کا بدلہ لینا تھا۔۔ اپنے اپنوں کی اذیت کا بدلہ لینا تھا۔۔

آج سارے حساب چکتا کرنے وہ ایک ساتھ جا رہے تھے۔۔ ان میں سے کسی ایک کا نام سن کر ہی ان کی دشمن کانپ جایا کرتے تھے۔۔ آج تو وہ تینوں ایک ساتھ تھے۔۔۔ آج ان کا خاتمہ ہر صورت میں لازم تھا۔۔۔

اور اس وقت وہ تینوں جس اذیت اور توڑ پھوڑ کا شکار تھے۔۔ ان کی دہشت ان کے چہروں سے ٹپک رہی تھی۔۔

گیلانیوں کو بھی خبر مل چکی تھی۔۔۔ انہوں نے اپنے بلوں میں چھپنا چاہا تھا۔۔ مگر ان تینوں نے اس کی مہلت نہیں دی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سلطان شاہ تم نہیں جانتے تمہاری زندگی میرے لیے کتنی قیمتی ہے۔۔ پھر اسے خطرے میں ڈالنے کا رسک کیوں لیا۔۔ محبت کے بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہو۔۔ مگر ہمیشہ ہر وہ کام کرتے ہو جس سے مجھے اذیت ہو۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی پر اپنے لگ رکھے نویرہ نیازی سلطان شاہ کے درد کی شدت کو کم کر گئی تھی۔۔۔ اس کی بھیگی آواز سلطان کو بے چین کر گئی تھی۔۔

وہ ابھی بھی آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔

"میں اتنی غیر اہم ہوں تمہارے لیے کہ اپنی تکلیف میں ایک بار بھی یاد نہیں کیا مجھے۔۔ ضرور اپنی اس دوسری بیوی کو اپنے پاس بلا لیا ہو گا۔۔۔"

نویرہ شدید غصے اور اذیت کا شکار کیا بول رہی تھی اسے خود بھی آئیڈیا نہیں تھا۔۔ جبکہ سلطان تکلیف کے باوجود اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں کھولتا اپنے اوپر تقریباً جھکی نویرہ کی بالوں کی گدی میں اپنا ہاتھ پھنساتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے چہرے پر جابجا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا چلا گیا تھا۔۔

نویرہ اس شخص کی اس شدت پسندی پر بوکھلا گئی تھی۔۔وہ اس کے پورے چہرے کو اپنے ہونٹوں کا نشانہ بناتا کچھ لمحوں میں ہی لال کر گیا تھا۔۔

نویرہ کی دھڑکنیں بے قابو ہو اٹھی تھیں۔۔یہ شخص اس حالت میں بھی اس کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔۔جتنے دن اس سے دور رہا تھا ان سب لمحوں کا حساب بھی تو پورا کرنا تھا۔۔

اس کی تشنگی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔اس کے لمس کا میٹھا سا سرور سلطان کے رگ وپے میں سکون اتار رہا تھا۔۔دل چاہ رہا تھا ایسے ہی اپنی تشنگی جاں پوری کرتا رہے۔۔۔

"شاہ۔۔۔"

نویرہ نے اس کی طبیعت کا خیال کرتے بولنا چاہا تھا۔۔مگر سلطان اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر اس کے ہلتے گلابی لبوں کو دیکھ مدہوش ہوتا۔۔انہیں اپنی شدت بھری قید میں لے گیا تھا۔۔

اس کا ہر انداز نویرہ کے لیے اس کی تڑپ کی گواہی دے رہا تھا۔۔نویرہ اب کی بار اس شخص کو روکنے کی گستاخی نہیں کر پائی تھی۔۔وہ آنکھیں میچے بے قابو ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اپنے آپ کو اس شخص کی رحم و کرم پر چھوڑ گئی تھی۔۔جو اس کے وجود پر اس سے زیادہ ملکیت رکھتا تھا۔۔

جو اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بہت دور جا سکتا تھا۔۔مگر اس کی کوئی نیکی کام آگئی تھی کہ اس کی پروردگار نے اس کے دل کا سکون اس کا محبوب شوہر اسے واپس لوٹا دیا تھا۔۔

وہ اب کبھی اس سے دور نہیں ہونے والی تھی۔۔چاہے کچھ بھی ہو جاتا۔۔

وہ اس پر کسی اور عورت کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔ سلطان کو کسی سے بانٹنے پر اس کا دل نہیں مانتا تھا۔۔ اس بات کو وہ چاہ کر بھی قبول نہیں کر پائی تھی۔۔

دھیرے دھیرے اس کے لبوں کا جام اپنے اندر اتارتا سلطان شاہ اپنے دل کا قرار واپس پا گیا تھا۔۔

یہ سکون دنیا کی کسی شے میں نہیں تھا۔۔ وہ اپنی اس سر پھری بیوی کو کیسے بتاتا کہ آج تک وہ کبھی کسی عورت کے قریب نہیں گیا تھا۔۔ اس کے دل و روح کی تسکین صرف نویرہ نیازی تھی۔۔

نویرہ کو اب اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔ سلطان شاہ کی شدتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔ جب وہ خود ہی ناچاہتے ہوئے بھی اسے آزاد کرتا اس کا سر اپنے سینے پر ٹکا گیا تھا۔۔

"تو تم قبول کر چکی ہو میری دوسری بیوی کو۔۔ بلا لوں اسے بھی حویلی میں۔۔۔"

اس لڑکی نے خود کو اس سے دور رکھ کر بہت ستایا تھا۔۔ اب تھوڑا سا حساب بے باک کرنے کی باری اس کی بھی تھی۔۔

سلطان کی بات پر نویرہ نے جھٹکے سے چہرا اوپر اٹھاتے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

ساتھ ہی اس بات کے تصور سے بھی اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

"بلا کر شوق پورا کر لو شاہ۔۔ تمہیں اس حالت کے ساتھ اٹھا کے باہر پھینکوں گی۔۔"

سلطان کی تکلیف پر نویرہ کی آنکھیں ایک بار پھر سے نم ہوئی تھیں۔۔وہ اتنی اذیت میں رہا تھا اور وہ اس کے پاس نہیں تھی۔۔اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔۔

نویرہ کی سانسیں اس مقام پر آکر رک جاتی تھیں۔۔

نویرہ کی دھمکی اور اس کی تکلیف پر آنکھوں سے نکلتے آنسو سلطان شاہ کو گھائل کر گئے تھے۔۔

کتنی محبت کرتی تھی یہ لڑکی اس سے۔۔وہ اس کی زندگی کو کل سرمایہ تھی۔۔ سلطان کتنے ہی لمحے محبت پاش نگاہوں سے اسے تکے گیا تھا۔

"ایک بات کہوں۔۔۔"

اسے اپنے اوپر گراتا وہ اس کے وجود کی مہک میں بہکنے لگا تھا۔۔وہ اس سے ناراض تھی غصہ تھی۔ مگر اس کے پاس تھی سلطان کے لیے یہی کافی تھا۔۔۔

"ہمم۔۔۔"

اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے نویرہ کی بولتی بند ہوئی تھی۔۔وہ اب اسے خود سے دور نہیں کر رہی تھی۔۔نہ وہ ہونا چاہتی تھی۔۔ ایک بار اس شخص کو خود سے دور جھٹک کر اسے جو پچھتاوا ہو رہا تھا وہی بہت تھا۔۔

وہ اب کبھی اسے خور سے دور کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

"میری ایک ہی بیوی ہے نویرہ سلطان شاہ۔۔۔اس جنم میں تو تمہارے مقام پر کوئی نہیں آسکتا میری زندگی۔۔۔"

سلطان شاہ مخمور لہجے میں بولتا اس کے کان میں گنگنایا تھا۔۔وہ مزید ان آنکھوں میں تڑپ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔چاہ کر بھی اسے مزید نہیں ستا پایا تھا۔۔

جبکہ نویرہ کتنے ہی لمحے خوشی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسے تکے گئی تھی۔۔

"وہ نکاح کے پیپرز وہ تصویریں۔۔وہ سب کیا تھا اور میرے پاس کس نے بھیجا تھا۔۔"

نویرہ خوشی کے مارے ٹھیک سے بول بھی نہیں پارہی تھی۔ جبکہ سلطان تو اپنی بیوی کے کھلتے چہرے کو دیکھ نہال ہوا تھا۔۔ مرجھائے ہوئے چہرے پر ایک دم سے رونق اتر آئی تھی۔۔

جیسے اسے دنیا کی سب سے بڑی دولت مل گئی ہو۔۔ جیسے وہ اس کے معاملے میں پوزیسو تھا ویسے ہی نویرہ بھی کسی اور عورت کے ساتھ اس نہیں بانٹ سکتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ سب سے پہلے گیلانیوں کے ڈیرے پر پہنچے تھے۔۔ جہاں موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔ وہ سب اپنے اپنے بلوں میں چھپ گئے تھے۔۔ وہ پیٹھ پیچھے وار کرنے والے اتنے بہادر بالکل بھی نہیں تھے کہ ان تینوں کا سامنا کر سکتے۔۔

اگر وہ لوگ چاہتے تو اپنے دشمنوں کی طرح ان کی حویلی پر حملہ کر کے ان کی عورتوں کو نشانہ بنا کر انہیں اپنے سامنے پیش کر سکتے تھے۔۔ مگر وہ ایسا ہر گز نہیں کرنے والے تھے۔۔ کیونکہ اس کے بعد ان میں اور ان کے دشمنوں میں کوئی فرق نہ رہتا۔۔

وہ پہلے دن سے عورتوں کو ان کا اصل مقام دینے کے حق میں تھے۔۔ وہ مردوں کی طرح مردوں سے ہی لڑنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔۔

انہیں اچھے سے پتا تھا سرفراز گیلانی اور اس کے خاندان کا یہاں پیش کیسے کرنا تھا۔۔

زاراب نے شہروز گیلانی کو وہاں لے کر آنے کا حکم دیا تھا۔۔ جس کی شکل پر کپڑا چڑھایا گیا تھا۔۔ اس کی حالت دیکھنے لائق تھی۔۔ وہ اذیت سے تڑپتا اس

دن کو پچھتا رہا تھا جب اس نے واپس سے یہاں آ کر میرب پر بری نظر ڈالنے اور زاراب نیازی سے ٹکرانے کا سوچا تھا۔۔

"خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔۔۔"

شہروز زاراب کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ تڑپ رہا تھا۔۔

"یہ لو موبائل اگر اپنی تکلیف میں کمی چاہتے ہو تو فون کر کے بلاؤ اپنے باقی کمینوں کو۔۔ جنہیں صرف عورتوں کے آگے شیر بننے کا شوق ہے۔۔ ورنہ تمہیں وہ وہ اذیت دوں گا کہ مرنے کی دعا مانگو گے مگر موت نہیں آئے گی۔۔"

زاراب نے فون شہروز کی جانب بڑھایا تھا۔۔ جسے اس نے فوراً سے تھام لیا تھا۔۔ اس کی اس حرکت پر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔ یہ لوگ تو ایک دوسرے کے بھی سگے نہیں تھے۔۔

اپنے بچاؤ کے لیے وہ دوسروں کی جان بھی خطرے میں ڈال رہا تھا۔۔

"نوفل کا آج شاہنور راجپوت کو اغوا کرنے کا ارادہ ہے۔۔ وہ اسی پلان کے تحت راجپوت حویلی گیا ہے۔۔ وہ شاہنور راجپوت سے معافی مانگنے کی نیت سے اس کے پاس جائے گا اور پھر اسے اٹھالے گا وہاں سے۔۔"

شہروز کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ ارشیان نیازی کو بھسم کر گئے تھے۔۔ زاراب اور فیروز نے فوراً پلٹ کر شہروز کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کا اطمینان بتا رہا تھا کہ وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہے۔۔۔وہ کچھ نہیں بولا تھا بلکہ وہاں داخل ہوتے شرافت کے کندھے پر خون میں لت پت موجود نوفل کا وجود ان کے سوال کا جواب دے گیا تھا۔۔

ارشیان نیازی بظاہر اپنی نورے سے غافل تھا۔۔ مگر اس کے پاس نہ ہو کر بھی وہ اس کے پاس تھا۔۔اسے جیسے کی پتا چلا تھا کہ شاہنور حسین راجپوت سے ملنے حویلی سے نکلی ہے۔۔ شرافت کو اس کے پاس چھوڑنے کے باوجود وہ خود بھی گاڑی تبدیل کر کے پورا وقت شاہنور کی گاڑی کے پیچھے ہی رہا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس کے دشمن نورے کے اس سے دور ہونے کا فایدہ ضرور اٹھائیں گے۔۔

اس لڑکی کو وہ دل سے اپنامان چکا تھا۔۔اس سے خفا ہو کر وہ اسے دشمنوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔ارشیان نے اپنی آنکھوں سے شاہنور کو ہاسپٹل سے روتے ہوئے واپس نکلتے دیکھا تھا۔۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ کیوں رو رہی ہے مگر اس کے آنسو ارشیان نیازی کی تکلیف میں اضافہ کر گئے تھے۔۔کیوں ہوئی تھی اسے اس لڑکی سے اتنی محبت کے وہ اس کے اتنے برے سلوک کے بعد بھی اس پر غصہ نہیں کر پا رہا تھا۔۔

وہ آج بھی اس کے لیے وہی معصوم نورے تھی۔۔نوفل شاہنور کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔۔جیسے ہی وہ اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ شاہنور کی جانب بڑھا تھا۔۔اس سے پہلے کہ وہ شاہنور کو نقصان پہنچاتا ارشیان نیازی اس پر حملہ آور ہوتا اسے اس کی پہچان بھلا گیا تھا۔۔۔

شہروز گیلانی نے اپنی جان بچنے کی شرط پر اپنے باپ، چچا اور کزنز کو وہاں دھوکے سے بلوا لیا تھا۔۔ وہ تینوں سمجھ گئے تھے کہ ان گیلانیوں کے خون میں ہی دھوکا تھا۔۔

سرفراز گیلانی اپنے خاندان والوں کے ساتھ جیسے ہی وہاں پہنچا تینوں خانوں کو وہاں بیٹھا دیکھ ان سب کی پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔۔

"تم۔۔ تم نے جھوٹ بولا ہم سے۔۔۔"

سرفراز گیلانی نے اپنے بیٹے کو خون آشام نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

"ہاں اس نے جھوٹ بولا۔۔ کیونکہ وہ ہم سے اپنی جان کے بدلے ڈیل کر چکا ہے۔۔ تم لوگوں کو اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو تم بھی ڈیل کر لو۔۔"

فیروز نیازی کے لہجے میں ان لوگوں کے لیے نفرت اور حقارت تھی۔۔ مگر اس کے الفاظ ان سب کو الجھا گئے تھے۔۔

"کیسی ڈیل۔۔۔؟؟؟"

سرفراز گیلانی کو امید کی کرن نظر آئی تھی۔۔ مگر اسے ان تینوں خانوں سے رحم کی کوئی امید نہیں تھی۔۔

"کل پنچایت میں پورے گاؤں والوں کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرنا ہو گا۔۔ خانوں کے خلاف کب کب تم نے کیا کیا سازش کی۔۔ ان سب کے بارے میں بتانا ہو گا۔۔ راجپوتوں میں کون کون تمہارے ساتھ ملا ہوا تھا۔۔۔ سب کچھ بتانا ہو گا۔۔ دردناک موت سے بچ جاؤ گے۔۔"

زاراب نیازی بے تاثر چہرے کے ساتھ بول رہا تھا۔۔۔

"کل پنچایت میں پورے گاؤں والوں کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرنا ہو گا۔۔ خانوں کے خلاف کب کب تم نے کیا کیا سازش کی۔۔ ان سب کے بارے میں بتانا ہو گا۔۔ راجپوتوں میں کون کون تمہارے ساتھ ملا ہوا تھا۔۔۔ سب کچھ بتانا ہو گا۔۔ درد ناک موت سے بچ جاؤ گے۔۔"

زاراب نیازی بے تاثر چہرے کے ساتھ بول رہا تھا۔۔۔

جبکہ گیلانیوں کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔انہیں کسی طور معافی نہیں ملنے والی تھی۔۔

"اگر ہم تمہاری یہ بات مان لیں تو کیا گارنٹی ہے کہ تم لوگ ہمیں کچھ نہیں کہو گی۔۔ہماری جان بخش دو گے۔۔"

سرفراز گیلانی کو موت اپنے بہت قریب نظر آ رہی تھی۔۔ان کا اپنا بیٹا انہیں دھوکے سے یہاں پھنسا گیا تھا۔۔اب انہیں سمجھ آ رہی تھی کہ دھوکا کھانا کتنا اذیت دیتا تھا۔۔

"تمہیں اس بات کی گارنٹی ہے کہ ابھی میں تمہاری جان نہیں لے سکتا۔۔ کچھ پل اور جی لو۔۔کیا پتا پنچایت سے ملی سزا ہماری سزا سے کم دردناک ہو۔۔۔"

ارشیان نیازی کے چہرے پر کسی کی لچک یا رحم کے کوئی آثار نہیں تھے۔۔۔

جوسن کران سب کے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے۔۔ان کے پاس اپنی جان بچانے کی کوئی چوائس نہیں بچی تھی۔۔ان تینوں خانوں کی بات ماننے کے سوا۔۔

ان کے گناہوں کا گھڑا ابھر چکا تھا۔۔

"سلطان شاہ بھی اس سب میں ہمارے ساتھ ملا ہوا تھا۔۔اس کی حویلی جاتے تھے ہم سب۔۔وہ ہمیں لیڈر بن کر گائیڈ کرتا تھا۔۔سلطان شاہ پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں ہے خانوں میں۔۔"

سرفراز گیلانی اب آہستہ آہستہ منہ کھولتا سلطان شاہ کی اصلیت میں ان کے سامنے رکھ گیا تھا۔۔

جوسن کران تینوں نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"سلطان شاہ ہمارے خاندان کا حصہ ہے وہ تم لوگوں جیسا پنچ کبھی نہیں ہو سکتا۔۔ اس نے صرف تمہیں تمہارے مزید گھٹیا پن سے روکنے کے لیے بے وقوف بنائی رکھا۔۔ کبھی سوچا تم نے سلطان شاہ کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر بنایا تمہارا ہر پلان کیوں فلاپ ہو جاتا تھا۔۔۔ کیونکہ اسے روکنے والا بھی سلطان شاہ ہی ہوتا تھا۔۔ اس زمین پر کارخانہ بنانا چاہتے تھے نا تم لوگ مل کر۔۔۔ کیوں نہیں بن سکا ابھی تک۔۔"

زاراب نیازی نے ان کا مذاق اڑایا تھا۔۔ جو سن کر ان لوگوں کے چہرے کی رنگت زرد پڑی تھی۔۔ تو اس کا مطلب سلطان بھی ان کا دشمن تھا۔۔ اور وہ جواب تک سلطان کے خاندان کے ساتھ کر چکے تھے۔۔

وہ بھی اس کا حساب لینے والا تھا۔۔ سر فراز گیلانی کی آنکھوں کے آگے اندھیرے چھانے لگے تھے۔۔

سلطان شاہ بھی ان تینوں کے ساتھ اپنے دشمنوں کو ان کے انجام پر پہنچانے کی خواہش رکھتا تھا۔۔ مگر نویرہ نے اسے کہیں بھی جانے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔۔ اس کی طبیعت پہلے ہی بہت خراب تھی۔۔ نویرہ مزید اس کے معاملے میں کوئی رسک نہیں چاہتی تھی۔۔

کسی کی بات نہ ماننے والا اب بہت ہی شرافت اور محبت کے ساتھ اپنی بیوی کی ہر بات مان رہا تھا۔۔۔

سرفراز گیلانی یہی سوچ رہا تھا کہ جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا تو یہ گاؤں والے اس کا کیا حال کریں گے۔۔ جن پر اس نے کم قہر نہیں برسایا تھا۔ اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ایک دن وہ ان سب کے ایک ہو جانے پر ایسے ان کے آگے بے بس ہو جائے گا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"وہ نکاح کے پیپرز وہ تصویریں۔۔وہ سب کیا تھا اور میرے پاس کس نے بھیجا تھا۔۔"

نویرہ خوشی کے مارے ٹھیک سے بول بھی نہیں پا رہی تھی۔جبکہ سلطان تو اپنی بیوی کے کھلتے چہرے کو دیکھ نہال ہوا تھا۔۔مرجھائے ہوئے چہرے پر ایک دم سے رونق اتر آئی تھی۔۔

جیسے اسے دنیا کی سب سے بڑی دولت مل گئی ہو۔۔جس طرح وہ اس کے معاملے میں پوزیسو تھا ویسے ہی نویرہ بھی کسی اور عورت کے ساتھ اس نہیں بانٹ سکتی تھی۔۔

جب سلطان نے اسے ساری بات بتا دی تھی۔۔کہ کیسے بینش کی مدد کرنے کے لیے اسے وہ سب کرنا پڑا تھا۔۔۔

جبکہ نویرہ بینش کی کہانی سن کر اذیت کا شکار ہوئی تھی۔۔ محبت میں دھوکا کھانا یا محبت کو کھو دینا کس قدر اذیت ناک تھا۔۔ یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا بھلا۔۔

"مجھے معاف کر دیں سلطان میں نے آپ پر بھروسہ نہیں کیا۔۔ مگر میں اس معاملے میں کبھی اپنا ظرف اتنا بڑا نہیں کر سکتی۔۔ آپ کو کسی کے ساتھ نہیں بانٹ سکتی۔۔"

سلطان نے جب اس کے سامنے بولا تھا کہ یہ نکاح ہوا ہے تو وہ اس کی جعلی نکاح والی بات سنے بغیر اس سے پوری طرح سے بائیکاٹ کر گئی تھی۔۔ وہ اس سے اس قدر بدگمان ہو گئی تھی کہ خود کو اس سے دور کر لیا تھا۔۔

سلطان شاہ بھی اس وقت دوبارہ ان باتوں کو دوہرا کر اسے مزید اذیت نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا ہشام پھر سے کوئی نئی سازش چل دے گا۔۔

اس لیے اس نے نویرہ کو کچھ وقت کے لیے خود سے بھی دور رکھا تھا۔۔ تاکہ وہ پہلے اپنے دشمنوں کو ختم کرے اور پھر اس کے قریب آئے۔۔

"سلطان شاہ کبھی کسی اور کا ہو سکتا بھی نہیں ہے۔۔ ہمیشہ سے تمہارا تھا اور تمہارا ہی رہوں گا۔۔"

اس کی پیشانی چومتا وہ نویرہ کے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چن گیا تھا۔۔

"مجھے سب جاننا ہے سلطان۔۔۔ ان گزشتہ دس سالوں میں آپکی لائف میں کیا ہوا۔۔ سب جاننا ہے۔۔۔ ایک ایک بات۔۔"

نویرہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔وہ جانتی تھی اس شخص نے وہ گزشتہ سال کتنی اذیت میں گزارے تھے۔۔

جب سلطان اسے سینے سے لگائے ایک ایک بات بتاتا چلا گیا تھا۔۔

کیسے وہ حانم سے اور پھر اس کے فادر سے ملا تھا۔۔یعقوب نیازی کے کیے جانے والے قاتلانہ حملے والی بات اس نے پوشیدہ رکھی تھی۔۔وہ نویرہ اور اپنے بیچ پھر کوئی دوری نہیں چاہتا تھا۔۔نہ ہی نویرہ کو پھر سے کسی اذیت میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔۔

"احمر بھائی اور آمنہ بھابھی کو کس نے مارا تھا۔۔؟؟"

سلطان کی لائف کے بارے میں سن کر نویرہ کا چہرا آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا۔۔ مگر یہ ایک بات جس کا جواب نجانے کتنے سالوں سے اسے نہیں مل پایا تھا کہ سلطان کے بھائی بھابھی کو کس نے مارا تھا۔۔

"یاور راجپوت نے۔۔۔"

سلطان کی بات پر نویرہ کو گہرا شاک لگا تھا۔۔ سلطان یاور کو مارنے سے پہلے تک یہی سمجھتا آیا تھا کہ اس کے بھائی بھابھی کو مارنے والا یعقوب نیازی تھا۔۔ ورنہ وہ یاور کو اتنی آسان سزا نہ دیتا۔۔ لیکن وہ پوری زندگی کے لیے بستر کو ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ بھی کم نہیں تھی۔۔ وہ زندہ لاش بن چکا تھا۔۔ جب سلطان نے گیلانی کو اپنے ساتھ ملایا تھا۔۔

تب اسے سرفراز گیلانی سے پتا چلا تھا کہ یاور راجپوت نے نویرہ کو حاصل کرنے کے لیے یہ گیم کھیلا تھا۔۔ احمر شاہ کی دشمنی چل رہی تھی یعقوب نیازی سے۔۔ وہ امینہ جو کھونے کے بعد سے یعقوب نیازی سے سخت ناراض تھا۔۔ احمر امینہ سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔

مگر بہت ساری ملی جلی سازشوں کے تحت جب امینہ کو اس سے دور کیا گیا تو وہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ وہ پہلے ہی کہیں نہ کہیں سمجھ گیا تھا کہ امینہ کو اس سے چھین لیا جائے گا۔۔ اس نے یعقوب نیازی کی بہت منتیں کی تھیں۔۔ کہ وہ امینہ نا نکاح اس سے کر دیں۔۔ جو نہیں کیا گیا تھا۔۔ یہی وجہ تھی کہ امینہ دشمنوں کی سازش کا شکار بن گئی تھی۔۔

احمر نے اس دن سے سلطان شاہ سے ہر تعلق ختم کر دیا تھا۔۔ وہ چاہتے تھے سلطان بھی اس سب سے دور رہے۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ جس اذیت کا شکار وہ ہوئے ویسا ہی ان کے بھائی کے ساتھ بھی ہو۔۔

مگر سلطان نے اس بارے میں ان کی کوئی بات نہیں مانی تھی۔۔ اسے پوری امید تھی کہ وہ اپنی محبت حاصل کر لے گا۔۔ مگر سلطان کے تو احمر سے بھی زیادہ دشمن نکلے تھے۔۔

یاور راجپوت اور اس کے ساتھی جو یہی سمجھ رہے تھے کہ یعقوب نیازی سلطان کو اپنی بیٹی نہیں دیں گے۔۔ سلطان اور نویرہ کے اچانک ہونے والے نکاح نے سب کو شاک کر دیا تھا۔۔ احمر اچھے سے جانتا تھا کہ صرف اسے نیچا دکھانے کے لیے یعقوب نیازی نے یہ نکاح کروایا ہے۔۔ اور یہ بات کافی حد تک سچ بھی تھی۔۔

جبکہ دوسری جانب یاور جو نجانے کب سے نویرہ کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔وہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔اور اس شادی کو روکنے کے لیے اس نے احمر اور اس کی فیملی کو مار دیا تھا۔۔اور یہ سازش اس طرح کھیلی تھی کہ خان حویلی والوں کے سامنے یہ بنا کر پیش کیا گیا تھا کہ ان کا قتل کرنے والا سلطان شاہ ہے۔۔جبکہ سلطان کے سامنے یعقوب نیازی کا نام لایا گیا تھا۔۔تاکہ وہ آپس میں لڑ بھڑ جائیں۔۔

یاور راجپوت اتنی بڑی سازش کے باوجود نویرہ کو حاصل نہیں کر پایا تھا۔۔لیکن سارے خسارے سلطان کے حصے میں آئے تھے۔۔اس سے اس کا سب کچھ چھن گیا تھا۔۔

نویرہ جو خاموشی سے سلطان کی باتیں سن رہی تھی۔۔ اسے لگ رہا تھا اس کا دل درد سے پھٹ جائے گا۔۔ اس شخص کو جب اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی تو اس نے اسے دھتکار دیا تھا۔۔

اسے مرنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا تھا۔۔ کیسی محبت تھی اس کی۔۔ اگر وہ اس جگہ پر ہوتی تو سلطان کبھی اسے تنہا نہ چھوڑتا۔۔ نویرہ کو ایک ایک بات یاد آتے رلا رہی تھی۔۔

وہ اس سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ سلطان سے معافی مانگ سکے۔۔ جب اس نے اس ٹوٹے بکھرے شخص کو مزید توڑ دیا تھا۔۔

"شاہ۔۔۔"

نویرہ نے اس کے سینے سے سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"ان سب کرداروں میں سب سے ظالم تو میں نکلی۔۔ کیسی محبت تھی میری۔۔ مجھے اتنی آسانی سے کیسے معاف کر دیا آپ نے۔۔ غصہ نہیں آیا نفرت محسوس نہیں ہوئی مجھ سے۔۔"

نویرہ کا دل اس اذیت سے بند ہو رہا تھا کہ اب تک اس شخص کی ہر تکلیف اور خسارے کی زمہ دار تو وہی رہی تھی۔۔ اس کے بھائی بھابھی کو بھی اسی کی وجہ سے چھینا گیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ تم تو میری زندگی ہو۔۔۔ تم پر کیوں غصہ کروں گا۔۔ تمہیں تو ہر سازش میں ایسا الجھایا گیا کہ اس وقت تمہیں جو ٹھیک لگا تم نے وہ کیا۔۔ تم

خود کو قصوروار مت سمجھو۔۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔۔ بلکہ میرے خلاف پھیلائی گئی اتنی نفرت کے باوجود مجھے اپنے دل سے نہیں نکالا۔۔ میرا انتظار کیا۔۔ اور میرے ایک بار ہاتھ بڑھانے پر اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر میرے ساتھ آگئی۔۔ تم ہی تو وجہ ہو کہ سلطان شاہ اب تک زندہ ہے۔۔ میری بے مقصد زندگی کو جینا کا مقصد دیا۔۔ خوشیوں سے بھر دیا ہے تم نے میرے دل کو۔۔ خود کو کسی اذیت کا شکار مت کرو۔۔۔ تمہاری اذیت برداشت نہیں کر سکتا میں۔۔۔"

سلطان شاہ بول رہا تھا جبکہ نویرہ مبہوت سی یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔ کتنا پیارا انسان تھا یہ۔۔۔ اسے گزرے برس اس شخص سے دور رہنے کا بہت پچھتاوا ہوا تھا۔۔

مگر وہ اس پچھتاوے کو اب اپنی زندگی کا حصہ بنا کر اس حسین زندگی کی رعنائیوں کو ختم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ وہ اب خود بھی خوش رہنا چاہتی تھی اور سلطان کو بھی خوشیوں سے مالامال کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شیرہ کوٹ میں آج اب تک کی سب سے بڑی پنچایت لگی تھی۔۔ جس میں ارد گرد کے تمام گاؤں کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔۔ کیونکہ یہ پنچایت بہت بڑے ظلم کے خاتمے کے لیے لگائی گئی تھی۔۔

وہاں آج پہلی بار راجپوت، گیلانی اور خان ایک ساتھ موجود تھے۔۔ فیصل راجپوت اور حسین راجپوت کو بھی لایا گیا تھا۔۔ آج سب کے سامنے خان اپنے دشمنوں کی ہر سازش کا پردہ فاش کرنے والے تھے۔۔ ارشیان نیازی کو

برسوں پہلے اس کے دادا نے کہا تھا کہ اگر وہ اپنی ماں کی گناہی ثابت کرنا چاہتا ہے تو ثبوت پیش کرے۔۔ وہ خود اس شخص کو سزا دیں گے۔۔

ارشیان چاہتا تو اپنی ماں پر ظلم کرنے والے انسان کو پہلے ہی بے دردی سے مار دیتا۔۔ اسے عبرت کا نشانہ بنا دیتا۔۔ مگر ایسا کرنے سے اس کی ماں کے اوپر لگا بدکرداری کا ٹیگ نہیں اتر سکتا تھا۔۔

وہی داغ دھونے کے لیے اسے اتنا وقت لگ گیا تھا۔۔

بھری پنچایت میں سب لوگوں کے بیچ فیصل راجپوت نے اپنے گناہوں کا اعتراف حلیمہ نیازی پر لگے ہر الزام کو نہ صرف ختم کر دیا تھا۔ بلکہ یعقوب نیازی اور فرمان نیازی کو نگاہیں اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔

جو اپنی بہو اور بیوی کو انصاف دلانے کے بجائے اسے ہی پوری دنیا کے سامنے بزدلوں کی طرح بدکردار کہہ کر خود کو ہر الزام سے بری الزمہ کر دیا تھا۔۔

مگر ارشیان ان جیسا نہیں تھا۔۔ اس نے آج اپنی مری ماں سے کیا وعدہ پورا کر دکھایا تھا۔۔ ارشیان کے چہرے پر سکون بکھرا ہوا تھا۔۔ وہ لوگ جو پہلے اس کی ماں کو بدکردار کہتے تھے وہی آج فیصل راجپوت کی رچائی سازش کا سن کر حلیمہ نیازی کو سرخرو کر رہے تھے۔۔

ارشیان آسمان کی جانب دیکھا دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔

ایک کے بعد دوسرا شخص اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہا تھا۔ گیلانیوں اور راجپوتوں نے مل کر خانوں کے خلاف جو کچھ بھی کیا تھا۔ آہستہ آہستہ سب

اپنے گناہوں کو قبول کر رہے تھے۔۔ گاؤں کے لوگ ان پر تھوک رہے تھے۔۔

جنہوں نے اپنی نفرت میں عورتوں کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔

سلطان شاہ بھی وہاں موجود تھا۔۔ جس کے سامنے حسین راجپوت نے یاور کے جرم کا اقرار کیا تھا۔۔

پنچائیت میں ان لوگوں کی سزا جزا کا فیصلہ خانوں پر چھوڑا گیا تھا۔۔

زاراب کے اشارے پر ان سب کو وہاں سے لے جایا گیا تھا۔۔ فیصل راجپوت کی دماغی حالت کافی خراب تھی۔۔ وہ بات کرتے کرتے رونے لگ جاتا یا خود کو پیٹنے لگ جاتا تھا۔۔ ارشیان نے اس شخص کو یہی سزا سنائی تھی کہ اسے اس کے خاندان سے دور پاگل خانے میں چھوڑ دیا جائے۔۔

وہ شخص اب ساری زندگی اپنے گناہ پر تڑپنے والا تھا۔۔ فیصل راجپوت نے ارشیان کے آگے ہاتھ جوڑے تھے کہ وہ اسے مار دے۔۔ مگر ارشیان نیازی نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔

وہ اس شخص کو زندہ رکھنا چاہتا تھا تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھنے کے لیے۔۔

فیصل راجپوت نے ارشیان کے آگے ہاتھ جوڑے تھے کہ وہ اسے مار دے۔۔ مگر ارشیان نیازی نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔

وہ اس شخص کو زندہ رکھنا چاہتا تھا تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھنے کے لیے۔۔

گاؤں والوں کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ گیلانیوں میں جو قصوروار تھے انہیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔۔ اور باقی سب کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔۔ جس پر عمل کرتے انہیں اپنی ساری زمین اور جائیدادیہیں پر

چھوڑ کر خالی ہاتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ گاؤں چھوڑنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔۔

خانوں نے اپنے وعدے کے مطابق گیلانیوں کو مارا نہیں تھا۔۔ بلکہ اپنی ایک دردناک قید میں ڈال دیا تھا۔۔ جہاں پر جتنی دیر ہو زندہ تھے انہیں ٹارچر ہی ملنا تھا۔۔

حسین راجپوت سے گاؤں کا ہر اختیار چھین لیا گیا تھا۔۔ اس کی حیثیت گاؤں میں رہنے والے کتے کے برابر بھی نہیں بچی تھی۔۔ جو اس شخص کو زندہ ہوتے ہوئے بھی مار گئی تھی۔۔ خانوں نے ہر شخص کو اس کے کیے کے مطابق عبرت ناک سزا سنا دی تھی۔۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

فیروز نیازی وہاں سے نکلنے لگا تھا جب سرمد راجپوت اس کے قریب آیا تھا۔۔ جس کے جواب میں فیروز نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"حانم کے حوالے سے۔۔۔"

فیروز جو بہت بے دلی سے وہاں کھڑا تھا کیونکہ اسے جلد از جلد حانم کے پاس پہنچنا تھا۔۔ سرمد راجپوت نے منہ سے حانم کا نام سن کر وہ حیران ہوا تھا۔۔

"حانم میری بیٹی ہے۔۔۔ میری ناجائز اولاد۔۔"

سرمد راجپوت نے فیروز کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔

وہ کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔ اسے یاد آیا تھا کہ حانم نے اس دن نشے کی حالت مین راجپوتوں کا نام لیا تھا۔۔ تو اس کا مطلب حانم بھی یہ بات جانتی تھی۔۔

"مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔۔۔ حانم کی ماں سے بہت محبت کرتا تھا میں۔۔ خاندانی پریشر کی وجہ سے شادی نہیں کر پایا۔۔ اس نے حانم کو جنم دیتے کی خودکشی کرلی تھی۔۔ اور حانم کو اپنے بھائی شاہنواز فاروقی کے حوالے کر دیا تھا۔۔ جو بے اولاد تھا۔۔ اور اپنی لاڈلی بہن کی اکلوتی نشانی کو سینے سے لگا کر رکھا۔۔ اور میں اس کا کمزور اور بزدل باپ اسے ایک بار بھی اپنے سینے سے نہیں لگا پایا۔۔ اور شاید آگے بھی نہ لگا پاؤں۔۔ حانم کو یہ ساری بات پتا ہے۔۔ وہ نہیں چاہتی یہ سچائی کسی کو پتا چلے۔۔ کہ وہ ناجائز اولاد ہے۔۔ مگر میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔۔ میں دیکھ چکا ہوں تم بہت بڑے ظرف کے

مالک ہو۔۔اس بات کو بنیاد بنا کر اسے چھوڑو گے نہیں۔۔ میں آج تک اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کر پایا۔۔ مگر ایک یہ چھوٹا سا کام کرنا چاہتا تھا۔۔ تاکہ وہ ساری زندگی یہ سچائی تمہارے سامنے آنے کے خوف سے نہ گزارے۔۔ بلکہ اس خوشی اور بے فکری سے گزارے کے اس کا شوہر اسے پوری طرح سے قبول کر چکا ہے۔۔

حانم نے سختی سے منع کیا ہے ورنہ میں اب دنیا والوں کے سامنے اسے اپنا نام دینے کو بھی تیار ہوں۔۔ مگر وہ مجھے اپنا باپ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔۔ میری یہی سزا ہے۔۔"

سرمد راجپوت کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔ وہ نہ تو اپنی محبت کو اس کا مقام دے پایا تھا نہ بیٹی کو۔۔

وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔ مگر فیروز کتنے ہی لمحے وہاں کھڑا یہی سوچتا رہا تھا کہ وہ نازک لڑکی اپنی لائف میں مزید کتنی اذیت سمیٹے ہوئے تھی۔۔ کیا اس کی زندگی کا کوئی پہلو خوش کن بھی تھا۔۔ یا سارے تاریکی اور اذیت سے پر تھے۔

"جہانزیب فاروقی میرے ماں باپ کو کیسے جانتا تھا۔۔"

فیروز کو اب تک یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی کہ اس کے ماں باپ کے نکاح اور پاکیزہ رشتے کے ثبوت جہانزیب کے پاس کہاں سے آئے تھے۔

"جہانزیب نہیں شاہنواز فاروقی تمہارے باپ خرم شہزاد کا دوست تھا۔۔ اسی نے ان کا نکاح کروایا اور انہیں پناہ گاہ دی تھی۔۔ مگر خرم کی جان نہیں

بچا سکا۔۔وہ ان کے نکاح کا گواہ تھا۔۔اس نے اپنے بھائی کو اس راز میں شریک کیا تھا۔۔جسے جہانزیب فاروقی نے غلط طریقے سے استعمال کیا۔۔"

سرمد راجپوت فیروز کے سوالوں کے جواب دیتا خاموشی سے وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

اگر گیلانی خاندان کو گاؤں سے کی نکال دیا گیا تھا۔۔تو راجپوتوں کی سزا زیادہ سخت تھی کہ وہ گاؤں میں رہتے ہوئے بھی کوئی حیثیت اور اوقات نہیں رکھتے تھے۔۔

حسین راجپوت زندہ لاش بن چکا تھا۔۔جس کہ زندگی اس کی موت سے بدتر ہو چکی تھی۔۔

ان سب نے مل کر ظلم وزیادتی کے پہاڑ کھڑے کر دیئے تھے۔۔ مگر جب اللہ تعالٰی نے اس کی رسی کھینچی تھی تو وہ سب اسی بلندی سے منہ کے بل گرتے دھول چاٹنے کے قابل بھی نہیں بچے تھے۔۔

برائی چاہے کتنی بھی طاقتور ہو کبھی چھپتی نہیں تھی۔۔ ایک دن اس کا خاتمہ ایسے ہی نسلیں اجاڑ کر رکھ دیتا تھا۔۔ جیسے گیلانیوں اور راجپوتوں کے ساتھ ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ساری سچائی جان کر شاہنور کی حالت مزید خراب ہوئی تھی۔۔ اسے رہ رہ کر وہ منظر یاد آرہا تھا جب اس نے اپنے سب گھر والوں کے سامنے ارشیان نیازی کو دھتکارا تھا۔۔

وہ اس پیارے انسان بہت سخت خفا کر چکی تھی۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے معافی ملے گی یا نہیں۔۔ مگر وہ اب ایک پل کے لیے بھی ارشیان نیازی کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔۔

وہ جو اس کے ساتھ سلوک کر چکی تھی ارشیان نیازی اسے لینے نہیں آنے والا تھا۔۔اب اسے خود ہی اس شخص کی جانب قدم بڑھانا تھا۔۔

اسے بتانا تھا کہ وہ نجانے کب سے اس سے بے پناہ محبت کرتی آرہی تھی۔۔
وہ جاتے ہوئے نہ تو فیصل راجپوت سے ملی تھی اور نہ ہی حسین راجپوت سے۔۔

وہ ان لوگوں کی وجہ سے بہت زیادہ دکھی تھی۔۔اب تک بہت اذیت سہی تھی۔۔انہیں معاف کرنا آسان نہیں تھا اس کے لیے۔۔وہ خود بھی اس سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں بچے تھے۔۔

شاہنور نے دھڑکتے دل کے ساتھ خان حویلی میں قدم رکھا تھا۔۔وہ شرافت کے ساتھ آئی تھی جو راجپوت حویلی میں پورا وقت اس کی حفاظت پر معمور کیا گیا تھا۔۔

"خان سائیں بہت ناراض ہونگے نا مجھ سے۔۔"

شاہنور کی رنگت خوف سے لال ہو چکی تھی۔۔اس نے شرافت کو مخاطب کرتے پوچھا تھا۔۔جو اس کے پیچھے نگاہیں جھکائے چل رہا تھا۔۔

"جی وہ بہت زیادہ غصے میں ہیں۔۔ جس طرح وہ بات بات پر غصہ کر رہے ہیں۔۔ انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے پہلے والا ارشیان نیازی واپس لوٹ آیا ہے۔۔۔"

شرافت نے صاف گوئی سے بتایا تھا۔۔ جو سن کر شاہنور کا دل بے کل سا ہوا تھا۔۔ اس کی پیشمانی کئی گنا بڑھ گئی تھی۔۔

وہ ابھی انٹرنس پر ہی تھی۔۔ جب ارشیان فون پر کسی سے غصے سے بات کرتا باہر آ رہا تھا۔۔

اس کی آواز سن کر شاہنور کا دل اچھل کر حلق میں آن ٹھہرا تھا۔۔ وہ بہت زیادہ غصے سے بول رہا تھا۔۔

جب شاہنور کو سامنے دیکھ وہ رکا تھا۔۔اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔آنکھیں غضبناک حد تک لال تھیں۔۔شاہنور کو لگا تھا شاید وہ غصے میں اسے حویلی سے ہی نکال دے گا۔۔

مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔۔وہ اس کی جانب سے نگاہوں کا شوقیہ بدلتا وہاں سے جانے کے لیے مڑا تھا۔۔شاہنور کو یہ بات شدت سے محسوس ہوئی تھی۔۔ جب بھی شاہنور اس کے سامنے ہوتی تھی وہ شخص اپنی نگاہوں کا زاویہ نہیں بدلتا تھا۔۔مگر آج اس نے ایسا کیا تھا۔۔

شاہنور کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"خان سائیں۔۔۔"

شاہنور نے اسے پکارا تھا۔۔۔ ارشیان نیازی شدید ناراضگی کے باوجود اس کی پکار کو نظر انداز نہیں کر پایا تھا۔۔

شرافت خاموشی سے وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔ ارشیان اپنی جگہ رک گیا تھا اس نے پلٹ کر شاہنور کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

جب شاہنور چلتی ہوئی اس کے سامنے آئی تھی۔۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔"

شاہنور کی بے قراری بھری نگاہیں اپنے خان کے وجیہہ دلکش سراپے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔ وائٹ لباس کے اوپر بلیک کوٹ پہنے وہ بہت زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔ اوپر سے اس کا غصہ۔۔

شاہنور دل و جان سے اس کی دیوانی ہوئی تھی۔۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی شاہنور راجپوت۔۔"

ارشیان نیازی بنا اس کی جانب دیکھے موبائل پر نظریں گاڑھے بولا تھا۔۔

اس کے ہونٹوں سے یہ نام شاہنور کو بہت اجنبی لگا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

"پلیز خان۔۔۔"

شاہنور اس کی بے رخی دیکھ سسکی تھی۔۔

جب ارشیان نیازی غصے کی انتہا پر پہنچتا اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا سے خود سے قریب تر کر گیا تھا۔۔ اتنا کہ اس کی گرم سانسوں شاہنور کا چہرا اجھلسانے لگی تھی۔۔

"کیوں بات سنوں میں۔۔ ارشیان نیازی کسی کو اپنا دل توڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ اس کی خطاوار ہوئی ہیں شاہنور راجپوت۔۔ آپ نے میرے بڑھے ہاتھ کو دھتکارا ہے۔۔ میری محبت کو جھٹلایا ہے۔۔۔ شکریہ یہ بتانے کے لیے کہ آپ کو مجھ سے محبت نہیں تھی۔۔ آپ ایک سمجھوتے کے تحت رہ رہی تھیں میرے ساتھ۔۔ کیونکہ محبت کرنے والے یوں بیچ راہ میں رسوا کر کے نہیں جاتے۔۔۔ میرے دل نے یہ بات قبول کر لی ہے کہ میں اتنا خوش قسمت نہیں ہوں کہ مجھے شاہنور راجپوت کی محبت ملے۔۔۔ مجھ سے معافی مانگنے یا شرمندہ ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آپ کا ذات اب بھی میرے لیے سر آنکھوں پر ہے۔۔ مگر آپ کو مجبوری کے تحت مجھ سے کوئی رشتہ نہیں نبھانا پڑے گا۔۔

خوش رہیں اور ریلیکس رہیں۔۔ خود کو اذیت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ یہ دل پہلے بھی کچھ لوگوں نے توڑا ہے۔۔ آپ نے بھی توڑ دیا۔۔ اب اس تک دوبارہ کسی کو رسائی نہیں پانے دوں گا۔"

ارشیان نیازی کا چہرا ضبط کی شدت سے لال ہوا تھا۔۔ وہ اپنے اندر نجانے کتنا درد اکٹھا کیے ہوئے تھا۔۔

نہایت کی نرمی کے ساتھ شاہنور کو اپنی گرفت سے آزاد کرتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

جبکہ شاہنور کی آنکھیں پوری طرح سے نم ہو چکی تھیں۔۔ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔ وہ بہت زیادہ ناراض تھا۔۔ اس شخص کو منانا اسے اپنے لائف کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔۔

مگر وہ کسی بھی قیمت پر یہ کرنا چاہتی تھی۔۔ ارشیان کے الفاظ شاہنور کے دل کو درد سے بھر گئے تھے۔۔ اس کے خان نے اسے سب سے زیادہ اہمیت دے کر سر آنکھوں پر بیٹھایا تھا۔۔ لیکن اس نے کیا کیا تھا۔۔ اس شخص کو واپس اس کی زندگی کے پہلے مقام پر پہنچا دیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب نے ہاسپٹل کے روم میں قدم رکھا تھا۔۔ سارے معاملات نبٹاتے اسے اتنے دن گزر گئے تھے۔۔ مگر وہ ہر روز میرب کے پاس آتا تھا۔۔ پوری رات اس کے پاس گزارتا تھا۔۔

ایک پل کے لیے بھی اس کی آنکھیں بند نہیں ہوتی تھیں۔۔ پورا وقت وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے دیکھتا رہتا تھا۔۔ اپنے دل کی ہر بات اس سے کہتا تھا۔۔ وہ جانتا تھا وہ اسے سن رہی ہے۔۔

زاراب نیازی کی آنکھوں سے اس کی اذیت عیاں تھی۔۔

وہ الیکشن جیت چکا تھا۔۔اس نے اپنے تمام دشمنوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔

صائم کسی سے بھی ملے بغیر واپس چلا گیا تھا۔۔۔اس نے جو کیا تھا۔۔دوبارہ میرب کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔

دانیال حسن نے شہروز گیلانی کی سازش میں اس کا شریک ہو کر جو گھناؤنا جرم کیا تھا۔۔اور جتنے بھی باقی ناجائز فعل میں ملوث تھا۔۔اسے تاعمر نا اہل قرار دے دیا تھا۔۔اب بہروز یمنہ کے ساتھ مل کر اس پارٹی کو اپنے طریقے سے لے کر چل رہا تھا۔۔وہ لوگ زاراب سے کانٹیکٹ میں تھے۔۔

زاراب کو ان سے پوری امید تھی کہ وہ صاف نیت کے مالک لوگ اچھا کام کریں گے۔۔

"میرب بس کر دو یار۔۔ اتنی سنگدل تو تم کبھی نہیں تھی۔۔ رحم نہیں آتا تمہیں مجھ پر۔۔ تمہارے بغیر میری ہر خوشی ادھوری ہے۔۔ زندگی کا سکون روٹھ گیا ہے۔۔۔ نہیں جی سکتا تمہارے بغیر۔۔ پلیز میری سزا ختم کر دو۔۔ وعدہ کرتا ہوں تمہاری ہر بات مانوں گا۔۔ جو تم کہو گی وہ کروں گا۔۔ ایک بار واپس آ جاؤ۔۔ سینے سے لگا کر رکھوں گا کبھی دور نہیں جانے دوں گا۔۔"

زاراب نیازی اپنی میرب کے لیے تڑپ رہا تھا مگر وہ اس پر رحم نہیں کھا رہی تھی۔۔

زاراب اس کا ہاتھ اپنی مضبوط ہتھیلیوں میں قید کیے اس پر اپنے ہونٹ ٹکائے یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔ جھک کر اس کے گالوں کو چومتا وہ جیسے ہی پیچھے ہوا اسے محسوس ہوا تھا کہ میرب کی پلکیں ہلی ہیں۔۔ اور اس کے چہرے پر سرخی سے بکھری ہے۔۔۔

یہ چند سیکنڈز کے لیے ہوا تھا۔۔ مگر زاراب نیازی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ پایا تھا۔۔

اس نے اسی لمحے ڈاکٹرز کو بلوایا تھا۔۔

"میرب نے ری ایکشن دیا ہے۔۔ وہ ریکور کر رہی ہے۔۔ چیک کریں پلیز میرب ٹھیک ہو رہی ہے۔۔"

زاراب نیازی کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔۔ ڈاکٹرز تیزی سے میرب کا چیک اپ کرنے لگے تھے۔۔ مگر کچھ دیر بعد اسی مایوسی سے زاراب کی جانب پلٹے تھے۔۔

"سوری سر انہوں نے ابھی تک ایک پرسنٹ بھی ری کور نہیں کیا۔۔"

زاراب کے بگڑتے تاثرات دیکھ ڈاکٹرز نے ڈرتے ڈرتے یہ بات کہی تھی۔۔

"کیا مطلب ہے نہیں کر رہی ریکور۔۔۔؟؟میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔ اگر آپ لوگ ٹھیک سے اپنا کام نہیں کر پا رہے تو مجھے بتا دو میں اپنی وائف کو کہیں اور لے جاتا ہوں۔۔ کیونکہ اپنی بیوی کے حوالے سے میں زرا سی لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا۔۔"

زاراب ان لوگوں پر غصے سے دھاڑتا واپس میرب کے پاس آن بیٹھا تھا۔۔
جواب واقعی پہلے کی طرح بالکل ساکت تھی۔

زاراب نیازی الجھ گیا تھا۔۔ وہاں موجود سب ڈاکٹرز بہت ہی زیادہ قابل تھے۔۔ پھر ان کی رپورٹس میں یہ سب کیوں نہیں آ پا رہا تھا۔۔

زاراب ابھی اسی سوچ میں ڈوبا میرب کے قریب بیٹھا تھا جب اسے ارشیان کی کال آئی تھی۔۔

"زاراب تمہیں ابھی اور اسی وقت حویلی آنا ہو گا۔۔ یہاں بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے۔۔"

ارشیان کے لہجے سے اس کی پریشانی جھلک رہی تھی۔۔ وہ اسے ایسے کبھی کال نہیں کرتا تھا۔۔ زاراب ایک دم پریشان ہو اٹھا تھا۔۔

"اوکے میں ابھی نکل رہا ہوں۔۔ پر ہوا کیا ہے۔۔؟"

زاراب میرب کے ماتھے پر اپنی مہر محبت ثبت کرتا تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ اس کے وہاں سے نکلتے ہی ڈاکٹرز اور نرسز نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔

زاراب کا غصہ دیکھ انہیں اپنی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹی ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔ مگر شکر تھا کہ وہ بچ گئے تھے۔

"تم سب کے ہوتے ہوئے ایک بستر پر پڑی بیمار لڑکی غائب ہو گئی اور تم سب سوتے رہ گئے۔۔ اتنی بڑی غفلت کیسے کر سکتے ہو تم۔۔۔ ابھی اور اسی وقت اس ہاسٹل پر تالے لگواتا ہوں میں۔۔"

فیروز ہاسپٹل پہنچا تھا جہاں حانم کو نہ پا کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔

کسی کو بھی کچھ علم نہیں تھا کہ حانم کہاں گئی ہے۔۔ فیروز اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ حانم جہاں بھی گئی ہے اپنی مرضی سے گئی ہے۔۔ اسے اس لڑکی کی ایک اور جذباتی حرکت کر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔

پہلے ایک بار خود کو ہشام کے آگے پیش کر کے وہ خود کو موت کے منہ تک پہنچا گئی تھی۔۔ اور اب پھر نجانے کیوں اس طرح سے غائب ہو گئی۔۔

فیروز ہر طرف اسے تلاش کر رہا تھا۔۔وہ اس کی طبیعت کو لے کر بہت زیادہ فکر مند بھی تھا۔۔اور اس کی اس حرکت پر شدید غصے کا شکار بھی۔۔

"حانم شاہ ہو تم۔۔۔اتنا کیوں ستا رہی ہو مجھے۔۔؟"

فیروز ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر لوٹا تھا۔۔وہ حانم جو ہر جگہ تلاش کر چکا تھا مگر وہ اسے کہیں نہیں مل رہی تھی۔۔فیروز کی پریشانی بڑھ چکی تھی۔۔

"سر آپ سے نیچے یعقوب نیازی ملنے آئے ہیں۔۔"

فیروز اسی رف سے حلیے میں ٹہل رہا تھا جب ملازم کی جانب سے یہ پیغام ملنے پر وہ حیران ہوا تھا۔۔وہ گاؤں گیا تھا مگر نہ تو یعقوب نیازی سے ملا تھا اور نہ ہی حویلی گیا تھا۔۔

وہ اپنے والدین کو سب کی نظروں میں سرخرو کر چکا تھا۔۔اس کی زندگی کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔۔

اسے اس بات کا اندازہ بالکل بھی نہیں تھا کہ یعقوب نیازی اس طرح اس سے ملنے آجائیں گے۔۔انہیں تو اپنا غرور بہت پیارا تھا۔۔پھر کیسے وہ خود چل کر اس کے پاس آگئے تھے۔۔

فیروز چاہتا تو اب تک جیسا سلوک وہ اس کے ساتھ کرتے آئے تھے وہ بھی ویسا ہی کرتا ان سے ملنے سے انکار کر دیتا۔۔مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔

کیونکہ اس کی ماں اپنے باپ سے بہت پیار کرتی تھی۔۔اس لیے فیروز ان سے ملنے نیچے آگیا تھا۔۔

"میں نے آج تک تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔۔ تمہاری ماں مرتی مر گئی پر اسے معاف نہیں کیا۔۔ تمہیں ہمیشہ ناجائز اولاد کہہ کر بلایا۔۔ میری کوئی بھی غلطی معاف کیے جانے کے قابل نہیں ہے۔۔ مگر میں پھر بھی تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں۔۔ کیونکہ کہ جانتا تم میری امینہ کی طرح بہت بڑے ظرف کے مالک ہو۔۔ اپنے نانا کی اذیت کو کم کر دو گے۔۔ میری موت کو میرے لیے آسان کر دو گے۔۔۔"

فیروزان کا عمل اور الفاظ دیکھ شاک ہوا تھا۔۔ کسی کے آگے کبھی نہ جھکنے والے۔۔ غلطی پر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو درست قرار دینے والے اس کے آگے ہاتھ جوڑے اس کے قدموں میں آن جھکے تھے۔۔۔

فیروز نیازی اتنا سنگدل نہیں ہو سکتا تھا کہ ایک شرمندہ اور پچھتاوں سے گھرے شخص کو مزید شرمندہ کرتا۔۔یہ شخص اس کی ماں کے لیے بہت اہم تھا۔۔وہ اسے اپنے آگے جھکتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

فیروز اپنے دل میں موجود ہر شکوہ بھلاتا آگے بڑھا تھا اور یعقوب نیازی کو سینے سے لگاتا ان کی جانب سے کی گئی ہر زیادتی ختم کر گیا تھا۔۔

"شکر الحمد اللہ۔۔"

اندر داخل ہوتے ذاکر نیازی اور اسفند نیازی یہ منظر دیکھ تشکر بھرے انداز میں مسکرا دیئے تھے۔

وہ خوش تھے آج ان کی بہن کی آخری خواہش بھی پوری ہو گئی تھی۔۔

"تمہیں ہمارے ساتھ خان حویلی چلنا ہو گا ابھی اور اسی وقت۔۔"

یعقوب نیازی اب ایک پل کے لیے بھی اسے یہاں رہنے دینے کے حق میں نہیں تھے۔۔ جبکہ فیروز کی اداسی اور پریشانی وہ سب دیکھ کر اگنور کر گئے تھے۔۔

"نہیں نانا جان میں ابھی وہاں نہیں آسکتا۔۔ میری بیوی۔۔"

فیروز نے بولنا چاہا تھا جب یعقوب نیازی نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔۔

"حویلی میں تمہاری شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔ اور تم وہاں نہیں آؤ گے۔۔ چھوڑو سب کچھ اور چلو ہمارے ساتھ۔۔"

اسفند نیازی کی بات پر فیروز نے ہونقوں کی طرح ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ اب یہ کونسی شادی کی بات کر رہے تھے۔۔ اگر اس کی گینگسٹر بیوی کو پتا چل گیا تو اب وہ کسی کو نہیں چھوڑے گی۔۔

"میری شادی۔۔؟؟ مگر میری شادی تو ہو چکی ہے۔۔"

فیروز کی پریشانی پر وہ سب اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائے تھے۔۔

"وہ شادی تم نے اکیلے اکیلے کی تھی۔۔اب ہم سب مل کر تمہاری شادی انجوائے کرنا چاہتے ہیں۔۔بابا جان نے تمہاری اور ارشیان کی شادی دھوم دھام سے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔۔ جس کے لیے تمہیں ہمارے ساتھ حویلی چلنا ہو گا۔۔"

ذاکر نیازی نے اسے تفصیل بتائی تھی۔۔جب فیروز نے اچھنبے سے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ کچھ کچھ سمجھ رہا تھا۔۔۔

"حانم کہاں ہے۔۔۔؟؟"

امید بھرے انداز میں اس نے ان سے یہ سوال کیا تھا۔۔

"خانوں کی بہو ہے خان حویلی میں ہی ہو گی۔۔ میری غلطیوں نے مجھے زندگی میں بہت اچھا سبق دے دیا ہے۔۔ میری بیٹیوں اور بہوؤں کی مرضی میرے لیے سب سے پہلے ہو گی اب۔۔"

یعقوب نیازی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ فیروز کی ساری پریشانی پل بھر کی ختم ہوئی تھی۔۔ حانم بالکل ٹھیک اور سیف تھی کہ سوچ کر ہی اس کا دل پر سکون ہوا تھا۔۔

مگر اس کو بتائے بغیر غائب ہو کر اس لڑکی نے اسے جو اتنے گھنٹوں کی ذہنی اذیت سے دوچار کیا تھا۔۔

اس کا حساب تو وہ اس سے پہلے اچھے سے لینے والا تھا۔۔ مگر ابھی وہ اپنی شادی کو بھی انجوائے کرنا چاہتا تھا۔۔ فیروز نیازی کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا

کہ حانم شاہ اس کی زندگی میں خوشیوں کی بہار لے کر اترے گی کہ ہر شے اتنی حسین اور خوبصورت ہو جائے گی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"سلطان شاہ آپ کے زخم ابھی بھرے نہیں ہیں۔۔ لیکن پھر بھی آپ اس سیگریٹ کو منہ لگانے سے باز نہیں آرہے۔۔ اگر آپ کے بازو کا زخم خراب ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

نویرہ اس حالت میں بھی سلطان شاہ کو سیگریٹ پینے سے باز نہ آتے دیکھ زچ ہوتے بولی تھی۔۔ اور آگے بڑھ کر اس کے ہونٹوں سے سیگریٹ کھینچ لیا تھا۔۔

اس کے زخم کافی حد تک بھر چکے تھے۔۔ نویرہ چھوٹے بچوں کی طرح اس کا خیال رکھ رہی تھی۔۔ جبکہ سلطان اس کی اتنی توجہ اور محبت دیکھ بہت انجوائے کر رہا تھا۔۔

"تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔ یہ جو مجھ سے دور دور رہ رہی ہو ایک بار مجھے ٹھیک ہونے دو پھر بتاؤں گا تمہیں۔۔"

سلطان شاہ مصنوعی خفگی دکھاتے بولا تھا۔۔

نویرہ پورا وقت اس کے ساتھ ہی ہوتی تھی۔۔ کبھی اس کے لیے کچھ بنانے کے لیے کچن میں جاتی تھی۔۔ ورنہ اس کے علاوہ پورا وقت اس کے پاس بیٹھی اس کے سارے نخرے برداشت کر رہی تھی۔۔

"میں دور رہ رہی ہوں آپ سے۔۔"

نویرہ اس کے الزام پر صدمے کا شکار ہوئی تھی۔۔

"ہاں دیکھو نا کتنی دور کھڑی ہو مجھ سے۔۔"

سلطان پرپل کلر کی نہایت ہی خوبصورت لباس میں اس کے کیے نک سک سے تیار نویرہ کا یہ دلفریب روپ اپنی آنکھوں میں بساتا اس کی کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔

نویرہ کے ہونٹوں سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔یہ شخص کئی بار ایسا کر چکا تھا۔۔اور ہر بار وہ اس کا زخم ہرٹ ہونے کے خوف سے چلا اٹھتی تھی۔۔

سلطان اس کی نازک کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے نہایت قریب کر گیا تھا۔۔

"تم دن بدن پہلے سے بھی کہیں زیادہ حسین ہوتی جا رہی ہو۔۔"

اس کے چہرے پر اپنی سانسیں چھوڑتا وہ اس کے چہرے کی نرماہٹیں محسوس کرتے مخمور لہجے میں بولتا نویرہ کی دھڑکنیں بڑھا گیا تھا۔۔

اس شخص کی قربت ہمیشہ کی طرح جان لیوا تھی۔۔

"سلطان شاہ میں نے ابھی آپ کو معاف نہیں کیا۔۔ مجھ سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ صرف آپ کی بیماری کا لحاظ کر کے مہلت مل رہی ہے آپ کو۔۔"

نویرہ اس کی بے باک نگاہوں پر اپنی حیا سے بھاری بوجھل پلکوں کو نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔

"اگر تم ایسے ہی میرے قریب رہو تو میں ساری زندگی ایسے ہی زخمی ہونے کو تیار ہوں۔۔"

سلطان نے جھک کر اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے تھے۔۔

نویرہ کی پلکیں لرز اٹھی تھی۔۔۔ سانسوں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔۔

"مجھے قریب دیکھنا چاہتے ہیں یا اس لیڈی ڈاکٹر کو۔۔ جسے بہت شوق ہے آپ کی شرٹ کے بٹن بند کرنے کا۔۔"

نویرہ آخر کار وہ بات زبان پر لے ہی آئی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ جلن کا شکار ہوئی تھی۔۔ اس کی اسی چیز کو دیکھتے سلطان ڈاکٹر بھی تبدیل کر چکا تھا۔۔

مگر نویرہ کا طعنہ ہنوز تھا۔۔

سلطان کا زندگی سے بھرپور قہقہ کمرے میں گونجا تھا۔۔

"اس نے دیکھا بچارے کو اس کی بیوی لفٹ نہیں کروا رہی۔۔ میں ہی کروا دوں۔۔ پیاری تھی ویسے بچاری۔۔"

سلطان شاہ کو نویرہ کا غصے سے لال پڑتا چہرا مزا دلا گیا تھا۔۔

"سلطان شاہ میں آپ کے بیمار ہونے کا لحاظ نہیں کروں گی۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے نویرہ اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑتے اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔۔

"میں کب لحاظ کرنا چاہتا ہوں۔۔ آؤ سارے لحاظ ختم کرتے ہیں میری جان۔۔"

اس کی بات کو اپنے ڈھنگ میں تبدیل کرتا وہ اس کی گردن میں اپنی ہتھیلی جماتا اسے اپنے ہونٹوں پر جھکا گیا تھا۔۔ سلطان کا سر تکیے پر تھا۔۔ جبکہ نویرہ پوری طرح اس پر جھکی ہوئی تھی۔۔ کمرے میں پوری طرح سے خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ بس ان دونوں کی سانسوں کا شور ان کی دھڑکنوں کو بڑھا رہا تھا۔۔

وہ نجانے کتنے ہی لمحے ایسے ہی اسے خود میں مدہوش رکھتا جب دروازے پر ہوتی دستک نے ان کا فسوں توڑا تھا۔۔ نویرہ لال چہرے کے ساتھ جلدی سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔

مگر کمر پر موجود سلطان کی مضبوط گرفت نے اسے زیادہ دور نہیں جانے دیا تھا۔۔

"دن بدن بہت میٹھی بھی ہوتی جارہی ہو۔۔"

سلطان شاہ کی بے باکی کا لیول ہی الگ تھا آج۔۔ جبکہ نویرہ کے لیے اس شخص کی شوخیوں پر شرم سے لال پڑتے نگاہیں اٹھانا دشوار ہوا تھا۔۔

"شاہ سائیں۔۔ خان حویلی سے سب لوگ ملنے آئے ہیں آپ سے۔۔"

ملازمہ کے پیغام پر نویرہ نے سلطان کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو نہایت سنجیدگی کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

نویرہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔ وہ اپنا ہر فیصلہ اسی پر چھوڑنا چاہتی تھی۔۔

"ان کی مہمان نوازی میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔۔ ہم آرہے ہیں۔۔۔"

سلطان شاہ کی بات پر نویرہ نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو محبت پاش نگاہوں سے نویرہ کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔ یہ شخص اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوش نصیبی تھا۔۔ جسے اتنے سال خود سے دور رکھ کر وہ اپنے ساتھ زیادتی کرتی آئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیوں بلایا مجھے یہاں۔۔۔؟؟"

زاراب ارشیان کے ایمرجنسی بلاوے پر حویلی آچکا تھا۔۔ جہاں سب کچھ نارمل دیکھ وہ تپے ہوئے انداز میں ارشیان کے پاس آیا تھا۔

وہ میرب کو ایک پل کے لیے بھی اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔ مگر ارشیان نے کبھی اس طرح نہیں بلایا تھا اسے۔۔ اس لیے اسے آنا پڑا رہتا۔۔ اور

اب رات ہو چکی تھی موسم بھی کافی خراب تھا۔۔اس کا واپس جانا تقریباً ناممکن تھا۔۔اگر نکلتا بھی تو اس نے راستے میں پھنس جانا تھا۔۔

"تمہاری یاد آرہی تھی اس لیے بلایا۔۔"

ارشیان نیازی سنجیدگی بھرے انداز میں بولتا سیگریٹ سلگھاتا اس کے سامنے صوفے پر براجمان ہوا تھا۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔؟میں وہاں اپنی بیوی کو اکیلے چھوڑ کر آیا ہوں۔۔تمہاری اس فضول سی بکواس کے لیے۔۔"

زاراب غصے سے دھاڑا تھا۔۔جو وہاں آتے فیروز نیازی کو بی واضح سنائی دی تھی۔۔اس نے ارشیان کا انداز دیکھ بہت مشکل سے اپنی ہنسی چھپائی تھی۔۔

اگر اس وقت زاراب کے سامنے اگر ارشیان کے علاوہ کوئی اور شخص ہوتا تو ضرور پٹ جاتا۔۔

"اس سے ثابت ہوا کہ تم اپنی بیوی سے زیادہ مجھ سے پیار کرتے ہو۔۔"

ارشیان کو ہمیشہ کول رہنے والا زاراب نیازی کو اس حال میں دیکھ کر کافی مزا آرہا تھا۔۔ وہ اپنے ساتھ ساتھ اس پر بھی ہنس دیا تھا۔۔ محبت انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔۔

"شٹ اپ۔۔"

زاراب اگر مزید وہاں کھڑا ہوتا تو ارشیان کی ان بے تکی باتوں پر اس کا منہ ضرور توڑ دیتا اس لیے راستے میں آئی ہر شے ٹھوکروں سے اڑاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"میں نے اپنے حصے کا کام کر دیا ہے۔۔وہ کافی غصے میں ہے سنبھال لیجیئے گا۔۔ بہت بپھرا ہوا طوفان ہے اس کا غصہ۔۔"

ارشیان نیازی موبائل کان سے لگائے بولتا دوسری جانب سے ملنے والے جواب پر مسکراتا فون رکھ گیا تھا۔۔

"ٹکر کی بیوی ملی ہے زاراب نیازی کو بھی۔۔"

فیروز زاراب کی حالت دیکھ ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔۔

"بیویاں تو ہم تینوں کو ہی ٹکر کی ملی ہیں۔۔ محبت سے دور رہنے کے بڑے بڑے دعوے کیے تھے تینوں نے۔۔ مگر ان لڑکیوں نے تو ہمارے سارے کس بل نکال دیئے ہیں۔۔ زرا سی تیز نظر برداشت نہ کرنے والے تینوں

خان اپنی بیویوں کے آگے خوشی خوشی اپنی گردنیں کٹوانے کو بھی تیار بیٹھے

ہیں۔۔"

ارشیان نیازی بے چارگی سے ہنسا تھا۔۔ جس میں فیروز نے بھی پورا پورا ساتھ

دیا تھا اس کا۔۔۔

حویلی میں ان دونوں کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔۔۔
آج مہندی کا فنکشن کیا جا رہا تھا اور کل بارات تھی۔۔۔

ارشیان نیازی جو اس امید میں تھا کہ اس کی نورے اس کے پاس آئے گی۔

اسے منانے کی کوشش کرے گی۔۔ اس کے تھوڑے بہت نخرے تو

اٹھائے گی۔۔ اپنی محبت کا اظہار کرے گی۔۔ مگر ساری خوش فہمیاں دھری

کی دھری رہ گئی تھیں۔۔

وہ لڑکی دروازے پر ہوئی ملاقات کے بعد اس کے سامنے تک نہیں آئی تھی۔۔ ہر آہٹ پر اس کی منتظر نگاہیں مایوسی سے واپس لوٹ آتی تھیں۔۔

جبکہ دوسری جانب فیروز نیازی کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔۔وہ کئی بار حانم سے ملنے کا کہہ چکا تھا۔۔ اسے ہر جگہ تلاش بھی کر چکا تھا۔۔ لیکن کوثر بیگم کی ایکٹیو کی گئی فوج ہر جانب بھاری ثابت ہو رہی تھی۔۔

انہیں مہندی کی دلہن دیکھنے کو بھی نہیں ملنے والی تھی۔۔ڈائریکٹ بارات میں اپنی دلہن دیکھنے کا آرڈر ملا تھا۔۔ لیکن وہ خواتین شاید بھول گئی تھیں کہ وہ ان باغی خانوں کو نہیں روک سکتی تھیں۔۔

ارشیان نہیں جانتا تھا کہ شاہنور کہاں ہے۔۔ اس نے اور فیروز نے ملازمہ کے ہاتھ اندر یہ پیغام دیا تھا کہ وہ لوگ فارم ہاؤس پر جا رہے تھے۔۔ اور آج رات وہیں گزارنے کا ارادہ تھا۔۔

ارشیان اور فیروز نے ملازمہ کے ہاتھ اندر یہ پیغام دیا تھا کہ وہ لوگ فارم ہاؤس پر جا رہے تھے۔۔ اور آج رات وہیں گزارنے کا ارادہ تھا۔۔ کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ دونوں خان انہیں چکما بھی دے سکتے ہیں۔۔

جبکہ جیسے ہی یہ خبر حانم اور شاہنور تک پہنچی انہیں یہی لگا تھا کہ وہ مزید ناراض ہو چکے ہیں۔۔ اور آنے والے وقت میں ان کا غصہ برداشت کرنا ان کے لیے آسان بالکل بھی نہیں ہونے والا تھا۔۔

شاہنور کے ہاتھوں پیروں پر مہندی لگی ہوئی تھی۔۔ جو کافی حد تک سا کھ چکی تھی۔۔ اسے ابھی کچھ دیر بعد مہندی کے فنکشن کے لیے تیار ہونا تھا۔۔

ساری چیزیں اوپر روم میں رکھ دی گئی تھیں۔۔ وہ کچھ دیر ریسٹ کرنے اوپر آگئی تھی۔۔

روم میں قدم رکھتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔ وہ جیسے یہ روم چھوڑ کر گئی تھی۔۔ بالکل ویسا ہی پڑا تھا۔۔ بیڈ پر جس سائیڈ پر ارشیان سوتا تھا وہاں اس کا دوپٹہ رکھا ہوا تھا۔۔

جس کا مطلب سمجھتی شاہنور مسکرا دی تھی۔۔ وہ اس سے ناراض تھا مگر محبت کی شدت ابھی بھی کم نہیں ہوئی تھی۔۔ شاہنور ان اس وقت یلو کلر کا نہایت ہی خوبصورت سا سلیو لیس کرتا پہن رکھا تھا۔۔ اسے پورے بازوؤں پر مہندی لگائی گئی تھی۔۔ جبکہ ٹراؤزر ٹخنوں سے کافی اوپر تک فولڈ کیا گیا

تھا۔۔ سفید پنڈلیوں پر لگی مہندی بہت دلکش نظارہ پیش کر رہا تھی۔ دوپٹہ اس نے روم میں آتے ہی صوفے پر ڈال دیا تھا۔۔

بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں مقید کیا گیا تھا۔۔ جس میں سے بہت سارے بال نکل کر شاہنور کے حسین مکھڑے کے ارد گرد بکھرے بادلوں میں چھپے چاند جیسا منظر دکھا رہے تھے۔۔

ارشیان نیازی کو گھائل کرنے کی پوری تیاری کی گئی تھی۔۔

شاہنور آگے بڑھی تھی جب اسے کمرے میں ارشیان کی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔۔

ایک پل کے لیے اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے خود کو تسلی دیتی وہ جیسے ہی واش روم کی جانب بڑھی اچانک سے بر آمد ہوتے ارشیان

نیازی کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔اس کا سر سیدھا ارشیان نیازی کے فولادی سینے سے ٹکراتا شاہنور کے چودہ طبق روشن کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی سانسیں بھی روک گیا تھا۔۔

ارشیان نے بروقت اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں سنبھالتے گرنے سے بچایا تھا۔۔

مگر اس کے دلنشین سراپے پر نظر پڑتے ہی ارشیان کو اپنا دل اس اپسرا کے حسین روپ میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ اس مایوں کے جوڑے میں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ارشیان نیازی کو گھائل کر گئی تھی۔۔وہ کتنے ہی لمحے اسے ایسے ہی تکے گیا تھا۔۔

"خان سائیں۔۔۔"

شاہنور کی کانپتی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لوٹا گئی تھی۔۔ وہ اسے سیدھا کرتا اپنے حصار سے آزاد کر گیا تھا۔۔ مگر نگاہیں اس حسن کی مورتی سے ہٹا پانا ناممکن ہوا تھا۔۔

وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔۔ ارشیان نیازی کا دل کیا تھا ساری ناراضگی ختم کرتے اسے اپنے سینے میں قید کر لے۔۔ جو اسکی خاطر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خان حویلی لوٹ آئی تھی۔۔ مگر وہ چاہتا تھا وہ اسے منائے۔۔ وہ اپنے لیے اس کی شدت دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

شاہنور ابھی اسی شاک سے نہیں نکل پائی تھی کہ وہ یہاں موجود ہے۔۔ اوپر سے اس کا حلیہ۔۔ لیکن ابھی اپنے پاس آیا یہ موقع وہ گنوانا نہیں چاہتی تھی۔۔

ارشیان کا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔۔ جسے اٹھاتا وہ سیگریٹ سلگھانے کے ساتھ ساتھ فون پر بھی مصروف ہوا تھا۔۔ شاہنور کو لگا تھا کہ وہ اسے اگنور کر رہا ہے۔۔ اس بات سے انجان کے وہ مرر سے اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔

اس کی گھبراہٹ اور لرزتا حسین سراپا ارشیان نیازی کو پاگل کر رہا تھا۔۔

"سائیں مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔ اب اگر آپ نے مجھے اس طرح نظر انداز کیا تو میں آپ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناراض ہو جاؤں گی۔۔"

شاہنور خود کی ہمت مجتمع کرتی ارشیان کی جانب بڑھی تھی۔۔ اور اس کے کان سے موبائل چھین کر دور اچھالتی اس کی توجہ اپنی جانب کر گئی تھی۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ ارشیان بھی دھیان نہیں دے پایا تھا۔۔ اور اس کے منہ سے نکلنے والا سیگریٹ کا سارا دھواں شاہنور کے اوپر پڑتا اس کو کھانسنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"نورے۔۔۔"

ارشیان سیگریٹ وہیں پھینکتا فوراً سے شاہنور کو اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔ جو بری طرح کھانس رہی تھی۔۔ زاراب ہمیشہ اس کے قریب ہوتے سیگریٹ کو خود سے میلوں دور رکھتا تھا۔۔

"نورے میری جان آپ ٹھیک ہو۔۔؟؟"

ارشیان اسے پانی پلاتے فکرمندی سے بولا تھا۔۔ یہ لڑکی اتنی نازک تھی کہ وہ شخص اس کی جانب سے زراسی لاپرواہی بھی نہیں برت سکتا تھا۔۔

"آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔میں کیسے ٹھیک ہو سکتی ہوں۔۔؟؟"

شاہنور آنسوؤں بھری آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔

"ناراض انسان کو منایا جاتا ہے۔۔اس سے چھپا نہیں جاتا۔۔"

ارشیان نیازی اسے بانہوں میں قید کرتے خود سے قریب تر کرتے اس کی فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا تھا۔۔

"مجھے ڈر لگتا ہے آپ سے۔۔ آپ کے غصے سے۔۔"

شاہنور منمنائی تھی۔۔وہ ابھی بھی زور وشور سے کانپ رہی تھی۔۔اس شخص کی وارفتگی بھری نگاہیں اسے سر سے پیر تک لال کر گئی تھیں۔۔ اپنے حلیے کا خیال کرتے وہ کرا ہی تھی۔۔

اس کی مہندی کافی حد تک سا کھ چکی تھی۔۔ مگر جو گیلی جگہیں تھیں وہ ارشیان نیازی کے سفید کرتے کو اپنا رنگ لگا چکی تھیں۔۔

لیکن اس شخص کو بھلا کس شے کی پرواہ ہوتی تھی جب اس کی نور ے اس کی بانہوں میں ہوتی تھی۔۔ وہ اس کا نشہ تھا جو کچھ وقت کے لیے اس سے چھین گیا تھا۔۔

"جتنا دور رہ کر تڑپایا ہے مجھے۔۔ ڈرنا بھی چاہیے۔۔"

ارشیان نیازی آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔

"آپ مجھے مزید ڈرا رہے ہیں۔۔ میں آپ کو منا نہیں پاؤں گی۔۔"

شاہنور روہانسی ہوئی تھی۔۔

اس کی اس معصومیت پر ارشیان نیازی اپنے دل پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔وہ جھکا تھا اور شاہنور کی گردن کی ابھری رگ پر اپنے شدت بھرے ہونٹ رکھتا اسے اپنی بے قراری کا پتا دے گیا تھا۔۔

"جو شخص خود تم سے ڈرتا ہے وہ تمہیں کیسے ڈرائے گا بھلا۔۔۔مناؤ مجھے میں کچھ نہیں بولوں گا اب۔۔"

اس کے گالوں سے اپنے گال مس کرتا وہ اس کی سانسیں بکھیر رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زاراب نے ہاسپٹل کال کر کے حسن سے میرب کی طبیعت کا پوچھا تھا۔۔وہ میرب کے معاملے میں حسن پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ آج تک حسن میرب کے لیے اس کے آگے بھائی سے بھی بڑھ کر رہا تھا۔۔

"سائیں میرب بی بی بالکل ٹھیک ہیں۔۔ آپ بے فکر ہو کر رہیں وہاں۔۔۔"

حسن نے زاراب کو پوری تسلی دلائی تھی۔۔ اسی دوران زارب کو چوڑیوں اور پائل کی کھنکھناہٹ سنائی دی تھی۔۔ اس نے کال کٹ کرتے حیرت سے ٹیرس سے آتی ان آوازوں کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس سے پوچھے بغیر اس کے کمرے کے ٹیرس پر کون تھی۔۔ اسے وہاں اب پردوں پر کسی دوشیزہ کا سایہ معلوم دکھا تھا۔۔ ساڑھی میں ملبوس وہ زاراب نیازی کو الجھا گئی تھی۔ اس سراپے کو وہ لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔۔

زاراب کا دماغ گھوم چکا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ صرف اس کا وہم تھا یا وہ واقعی یہاں موجود تھی۔۔

زاراب تیزی سے ٹیرس کی جانب بڑھا تھا۔۔ مگر جیسے ہی وہ وہاں پہنچا پورا ٹیرس خالی ملا تھا اسے۔۔۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

"ڈیم اٹ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔؟؟ اب اس طرح ستاؤ گی تم مجھے۔۔۔"

زاراب اپنی پیشانی کو مسلتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ ایک کونے میں چھپی کھڑی میرب راجپوت اتنی ٹھنڈ میں برف بنتی اس شخص کا ایٹی ٹیوڈ دیکھ تپ اٹھی تھی۔۔

میرب کو ایک دن بعد ہی ہوش آ گیا تھا۔۔ اس وقت زاراب شیرہ کوٹ میں تھا۔۔ ڈاکٹرز کا کوشش کے باوجود زاراب کو یہ اطلاع دینے کے لیے اس سے رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔ جب میرب نے پوری طرح سے ہوش سنبھالتے سب کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔۔

زاراب کے وہاں تعینات سیکورٹی اور ہاسپٹل کے پورے عملے کو۔۔جو زاراب نیازی کے نزدیک اس کی بیوی کے لیے بے پناہ اہمیت اور محبت دیکھ چکے تھے۔۔۔

اس لیے میرب کو ناراض کرنے کی جرأت نہیں کر پائے تھے۔۔وہ جو کہتی گئی تھی وہ سب زاراب کے سامنے ویسے کی بی ہیو کرتے رہے تھے۔۔میرب کافی حد تک ری کور ہو چکی تھی۔۔اس نے فیروزاور ارشیان کی بھی مدد لی تھی۔۔

وہ حویلی فیروز کے ساتھ آئی تھی۔۔جبکہ ارشیان نے اسی کے کہنے کے زاراب کو ایمر جنسی میں حویلی بلوایا تھا۔۔یہ میرب راجپوت کا ہی کمال تھا کہ زاراب نیازی کے لوگوں کو ہی ساتھ ملا کر اسی کو ستا رہی تھی۔۔

اس کی طبیعت ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔۔ ٹیرس پر اتنی شدید ٹھنڈ میں کھڑے ہوتے یہاں اب دوبارہ سے بارش شروع ہو چکی تھی میرب کو لگ رہا تھا وہ پہلے تو بچ گئی تھی مگر اب اس شخص کو ستانے کے چکر میں ضرور اوپر پہنچنے والی تھی۔۔

وہ ابھی وہاں کھڑی یہی سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔۔ جب اسے روم کی لائٹ آف ہونے کے ساتھ ساتھ روم کا دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔

جس کا مطلب تھا زاراب نیازی وہاں سے جا چکا تھا اور اس کا سارا پلان چوپٹ ہو گیا تھا۔۔ میرب خفگی کا شکار ہوتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔ وہ ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی۔۔

اسے اپنی طبیعت واپس سے خراب ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ ابھی کافی زیادہ ویک تھی۔۔روم کی چھایا اندھیرا اور خالی کمرہ دیکھ میرب کا غصے سے برا حال ہوا تھا۔۔

"زاراب نیازی بھاڑ میں جاؤ تم۔۔انسان کو کبھی تو تھوڑا بہت بے وقوف بن جانا چاہیے۔"

میرب تپ کر بولتی اپنے گرد سے شال اتار کر دور اچھالتی لائٹ آن کرنے ہی والی تھی۔۔جب وہی ایک جانب کھڑے زاراب نیازی نے اس کی ساڑھی کے پلو کو اپنی گرفت میں لیتے اسے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔

میرب سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔اس کی ساڑھی اتنے زور دار جھٹکے کی وجہ سے کھل چکی تھی۔۔جبکہ زاراب نیازی اسے تھام کر دیوار کے ساتھ لگاتا اس کی سانسوں پر قابض ہوا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

یعقوب نیازی اور کوثر بیگم اپنے تینوں بیٹوں اور بہوؤں کے ساتھ شاہ حویلی آئے تھے۔۔جہاں سلطان شاہ نے صرف اپنی بیوی کی خاطر انہیں بہت اچھے ویلکم کیا تھا۔۔

"میرے سب خاندان والے اور خاص کر میری اپنی بیٹی ہمیشہ یہی سوچتے رہے کہ آخر ایسا کیا ہوا کہ سلطان شاہ اتنا دور ہو گیا ہم سے۔۔مجھے جسے وہ اپنے باپ کی حیثیت دیتا تھا اس انسان کے تصور سے بھی اتنی نفرت کیوں کرنے لگا۔۔

جب باپ اولاد کے سینے پر گولیاں چلانے کا حکم دے تو اولاد کیا کرے گی۔۔ میں ایک بیٹی کو کھو چکا تھا۔۔ دوسری بیٹی کو اذیت میں نہیں دیکھ پایا تھا۔۔ نویرہ کی جو حالت تھی مجھے لگا تھا میں اسے کھو دوں گا۔۔ میں اسے اس اذیت سے نکالنا چاہتا تھا۔۔ میں جانتا تھا کہ سلطان اسے کسی قیمت پر طلاق نہیں دے گا۔۔ نویرہ کو سلطان سے چھٹکارا صرف سلطان کی موت کی صورت ہی مل سکتا ہے۔۔

میں نے دو بار سلطان پر قاتلانہ حملہ کروایا تھا۔۔ دونوں بار ہی سلطان شدید زخمی ہوا تھا۔۔"

یعقوب نیازی بول رہے تھے جبکہ سلطان کے علاوہ وہاں بیٹھا ہر شخص یعقوب نیازی کی اس بے رحمی پر اذیت کا شکار ہوا تھا۔۔ سلطان کے ساتھ بیٹھی نویرہ نے اس کا ہاتھ بہت ہی مضبوطی سے تھام لیا تھا۔۔ اسے تکلیف

سے اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔ سلطان یہ بات جانتا تھا مگر سلطان نے اس کے سامنے اس کے باپ کی عظمت کو قائم رکھا تھا۔۔

وہ کس طرح اس شخص کی اس محبت کا حساب چکا پائے گی۔۔ نویرہ نے نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اس وقت بھی نویرہ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ پایا تھا۔

"میں نے سب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے۔۔ مگر سلطان تمہارے ساتھ جو میں نے کیا ہے اس کی معافی نہیں بنتی۔۔ میں چاہتا ہوں تم مجھے سزا دو۔۔

جیسے میں نے تمہارا خون بہایا ہے تمہیں اذیت دی ہے۔۔ ویسے ہی تم بھی اپنا بدلہ پورا کرو۔۔ تم سے سزا پا کر ہی مجھے سکون ملے گا۔۔"

یعقوب نیازی اپنی جگہ سے اٹھتے سلطان کے ہاتھ میں گن دے گئے تھے۔۔

وہ گن ان لاک تھی۔۔ اور اس کا رخ یعقوب نیازی کے سینے پر تھا۔۔

سب لوگ ساکت نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔ جب سلطان نے اس گن کو ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔۔

"سلطان شاہ اپنے دشمنوں کو معاف نہیں کرتا نیازی صاحب۔۔ اسی وقت سزا دیتا ہے۔۔ اگر آپ سے بدلہ لینا ہوتا تو بہت پہلے لے چکا ہوتا۔۔ مگر آپ نے میرا جتنا خون بھی بہایا ہے وہ سب میں اپنی بیوی کے صدقے معاف کر چکا ہوں آپ کو۔۔ اسی بات کا ثبوت ہے کہ آج دوسری بار آپ یہاں شاہ حویلی میں کھڑے ہیں۔۔"

سلطان شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ جبکہ نویرہ بھیگتے چہرے کے ساتھ سلطان شاہ کی محبت کی انتہا دیکھ رہی تھی۔۔

سلطان شاہ کی باتیں یعقوب نیازی کے دل کا بوجھ بڑھا گئی تھیں۔۔ جس کے ساتھ اب تا عمر انہیں زندہ رہنا تھا۔۔

"آپ خود یہاں چل کر آئے ہیں۔۔ میں کھلے دل سے تسلیم کرتا ہوں آپ سب کو۔۔"

سلطان شاہ نویرہ کی خوشی کی خاطر دل بڑا کرتا یعقوب نیازی سے بغل گیر ہوا تھا۔۔ وہ چاہتا تھا نویرہ پوری طرح سے خوش رہے۔۔ اب تک اس نے بہت اذیت برداشت کی تھی۔۔ اب آگے بھی ادھوری خوشی کے ساتھ جینا ڈیزرو نہیں کرتی تھی وہ۔۔۔

سلطان شاہ نے ہر میل دل سے نکال دی تھی۔۔

یعقوب نیازی کی شرمندگی اور پچھتاوا کئی گنا بڑھ گیا تھا۔۔اب شاید آگے کی پوری زندگی ان کی نگاہیں سلطان شاہ کے آگے جھکی ہی رہنے والی تھیں۔۔

"سلطان شاہ کس مٹی کے بنے ہو تم۔۔اتنی اعلیٰ ظرفی کہاں سے لے کر آتے ہو تم۔۔"

ان سب کے جانے کے بعد نویرہ سلطان شاہ کے مقابل آتے بولی تھی۔۔ اس کا دل اس شخص کی محبت کے آگے سجدہ ریز ہو چکا تھا۔۔

"تمہاری محبت میں سلطان شاہ اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے۔۔تمہارے لبوں پر ہنسی لانے کی خاطر بار بار اپنا خون بہا سکتا ہے۔۔شاید میں لفظوں سے تمہیں کبھی نہ سمجھا سکوں کہ تم کتنی اہم ہو میرے لیے۔۔مگر میرا ہر

عمل تمہیں تمہاری سلطان شاہ کے دل میں اپنی اہمیت کا احساس دلاتا رہے

گا۔۔"

سلطان اسے سینے میں مقید کرتا اس کے ماتھے پر عقیدت بھرے انداز میں

اپنی مہر محبت ثبت کر گیا تھا۔۔۔

زاراب کے کھینچنے پر میرب سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔اس

کی ساڑھی اتنے زور دار جھٹکے کی وجہ سے کھل چکی تھی۔۔ جبکہ زاراب نیازی

اسے تھام کر دیوار کے ساتھ لگاتا اس کی سانسوں پر قابض ہوا تھا۔۔

میرب جو پہلے اس اچانک حملے پر گھبرا گئی تھی۔۔اب اس شخص کی شدتیں

اس کی جانب نکال گئی تھیں۔۔اس کا ٹھنڈ سے کانپتا وجود زاراب نیازی کی

پر حدت گرفت پاتا ٹھنڈ سے تو نجات پا چکا تھا۔۔ مگر اب زاراب نیازی کی قربت اسے کانپنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلتا اپنے دل کو اس کے صحیح سلامت ہونے کا یقین دلا رہا تھا۔۔ جبکہ میرب اس کی شرٹ کو دونوں کندھوں سے جکڑے اس کی جنونیت پر پگھل رہی تھی۔۔

"مجھے کتنا تڑپایا۔۔ ایسا بھی کوئی کرتا ہے کیا۔۔"

اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے زاراب نیازی اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چومتا اپنے بے قرار دل کو سکون پہنچا رہا تھا۔۔

"میں بتا نہیں سکتا تمہیں ٹھیک ہو تا دیکھ میں کتنا خوش ہوں۔۔ میری جان نکال دی تھی تم نے میرب۔۔ بہت ڈر گیا تھا میں۔۔ بہت رویا بہت تڑپا۔۔ تمہارے بغیر جینے کا تصور ہی نہیں ہے۔۔ آئندہ کبھی اس طرح مت روٹھنا میرب برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔ مجھے چاہے جو سزا دے لو۔۔ مگر یہ دوری اور ایسی خطرناک ناراضگی مت دکھانا۔۔ مر جائے گا تمہارا زاراب۔۔"

اسے اپنے سینے میں بھینچتا وہ اپنے دل کو اس کے صحیح سلامت ہونے کا یقین دلاتے بولتا میرب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھرے گیا تھا۔۔

اس شخص کی یہ تڑپ اور بے قراری اسے ساتویں آسمان پر پہنچا گئی تھی۔۔ میرب نے اپنے لرزتے ہاتھ زاراب کے گرد باندھتے اسی محبت کے ساتھ

اپنے ہونٹ اس کے دل کے مقام پر رکھ دیئے تھے۔۔وہ دونوں نجانے کتنے ہی پل ایسے ہی کھڑے ایک دوسرے کو محسوس کرتے رہے تھے۔۔۔

زاراب نے اسے بہت مضبوطی کے ساتھ اپنے سینے میں بھینچ رکھا تھا۔۔ جیسے وہ اسے اپنے سینے میں چھپا لینا چاہتا تھا۔۔میرب کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔ مگر وہ بھی اس سے دور جانے کو تیار نہیں تھی۔۔یہ مضبوط سینہ اور محفوظ پناہ پانے کے لیے اس نے اپنی لائف میں نجانے کتنی تکلیفیں برداشت کی تھیں۔۔اب فائنلی وہ دونوں ہر رکاوٹ کو پار کرتے ایک دوسرے کے بہت قریب آ چکے تھے۔۔

زاراب نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی تھی۔۔اب میرب کا بکھرا دلفریب حلیہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔اس کی ساڑھی کے بل کھل چکے

تھے۔۔ ریڈ کلر کی شیفون کی باریک سی ساڑھی میں وہ اپنے نازک سراپے کے ساتھ زاراب نیازی کے دل پر قیامت ڈھا گئی تھی۔۔

"میں ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوں زاراب نیازی۔۔ اپنی حد میں رہو۔۔"

میرب کانپتے لہجے میں اس شخص کو وارن کرتے بولی تھی۔۔ جس کی قربت ہمیشہ اس کا یہی حال کر دیتی تھی۔۔ اس کے جواب پر زاراب اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔۔

"تو کس نے کہا تھا اس قیامت خیز روپ میں میرے سامنے آنے کا۔۔"

زاراب اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔اس کی ساڑھی کا حشر بگڑ چکا تھا۔۔پلو پوری طرح سے نیچے گر چکا تھا۔۔ریڈ کلر کا بلاؤز اس کے حسن کی رعنائیوں کو مزید بکھیر رہا تھا۔۔

میرب کی رنگت ٹھنڈ کی وجہ سے بالکل سفید پڑ چکی تھی۔۔اتنی دیر وہ ٹیرس پر کھڑی رہی تھی۔۔ٹھنڈ اسے اپنی ہڈیوں میں گھستی محسوس ہوئی تھی۔۔

"سرپرائز دینا چاہتی تھی۔۔"

زاراب نیازی اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹاتا خود اس کے ساتھ نیم دراز ہوا تھا۔۔میرب کافی زیادہ ویک تھی۔۔اوپر سے اس کی حالت دیکھ زاراب کو خوف محسوس ہوا تھا۔۔اس کی طبیعت پھر سے نہ بگڑ جائے۔۔

اس کی سر پھری بیوی کومہ سے اٹھ کر اسے سرپرائز دینے چل پڑی تھی۔۔

حسن نے ابھی کچھ دیر پہلے اسے میسج کر کے سب کچھ بتا دیا تھا۔۔وہ جانتا تھا کہ میرب کی طبیعت اگر اس پلان کے باعث زرا سی بھی خراب ہوئی تو زاراب نیازی کسی کو نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔

زاراب کو پہلے ہی آئیڈیا ہو چکا تھا۔۔ حسن جانتا تھا وہ سمجھ جائے گا۔۔اس لیے اپنی جان بچانے کے لیے خود بھی اسے سب بتا دیا تھا۔۔

"تمہارا ہر سرپرائز سر آنکھوں پر میری جان۔۔ لیکن پہلے ٹھیک تو ہو جاؤ۔۔"

زاراب نیازی اس کا سر اپنے سینے پر رکھے اسے پوری طرح سے کمبل سے کور کرتا اسے اپنے ساتھ بھینچ گیا تھا۔۔ میرب کی ٹھنڈ کم نہیں ہو رہی تھی۔۔

"ایک منٹ۔۔ تم جانتے تھے اس سب کے بارے میں۔۔۔"

میرب کو اب اچانک سے خیال آیا تھا کہ اس کے سرپرائز تو بری طرح فلاپ ہو چکا تھا اسے تو اتنی جلدی زاراب کے ہاتھ نہیں آنا تھا۔۔

"پہلے نہیں ابھی کچھ دیر پہلے جانا ہوں۔۔ حسن میرا خاص آدمی ہے۔۔ وہ تم سے زیادہ میرے لیے کام کرتا آیا ہے۔۔ اس نے آج تک تم تک جتنی بھی نیوز پہنچائی ہیں وہ سب میرے کہنے پر تھیں۔۔ وہ تمہارا پیارا بھائی تمہارا نہیں ہمیشہ میرا مخبر رہا ہے۔۔۔"

زاراب بول رہا تھا۔۔ جبکہ میرب ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے تکے جا رہی تھی۔۔ یہ شخص کیسی کیسی پلاننگز کرتا رہا تھا۔۔ اور اسے خبر بھی نہیں تھی۔۔ وہ اس کے ساتھ نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے آس پاس ہی رہا تھا۔۔

زاراب نیازی جھک کر ان کھلے ہونٹوں کو چوم گیا تھا۔۔ جن پر لگی ریڈ لپسٹک اپنے آثار پوری طرح سے کھو گئی تھی۔۔

"اس حسن کے بچے کو میں چھوڑوں گی نہیں۔۔"

میرب تپ اٹھی تھی۔۔ جبکہ زاراب نیازی کی وارفتگی بھری نگاہیں ویسے ہی اس کے اوسان خطا کر رہی تھیں۔

"میں جیت گیا ہوں میرب۔۔ مجھے جیتنے کی مبارکباد نہیں دو گی۔۔"

زاراب نیازی اس کی نگاہیں اس کے دودھیا کندھوں پر تھیں۔۔ جنہیں نہ تو وہ بچاری ساڑھی کور کر پا رہی تھی۔۔ اور کمبل بھی سرک رہا تھا۔۔

زاراب نیازی جھکا تھا اور اس کے کندھوں پر اپنے لب رکھتا اپنے دل کی تشنگی کو کم کرنے لگا تھا۔۔۔ وہ اس لڑکی کی قربت کے لیے بہت تڑپا تھا۔۔ وہ بار بار

اس کے پاس آکر بہت دور چلی جاتی تھی۔۔ مگر اب وہ کبھی ایسا نہیں ہونے دینے والا تھا۔۔ اب وہ ایک سیکنڈ بھی میرب کو خود سے جدا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔

"زاراب۔۔"

میرب کسمسائی تھی۔۔

"بولو میری جان۔۔۔"

زاراب کو اس کی کسمساہٹیں مزید مدہوش کر رہی تھیں۔۔

"مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔"

میرب کی کانپتی آواز زاراب نیازی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔

"مجھے اپنے طریقے سے یہ ٹھنڈ کم کرنے کی اجازت ہے۔۔"

زاراب اس کے یخ بستہ پیروں کو اپنے پیروں سے مسلتا انہیں حرارت بخش رہا تھا۔۔اس کے کانوں کی لوح کو چومتا وہ گھمبیر سرگوشی کرتا میرب سے مخاطب تھا۔۔

جو شرم سے لال ہوئی تھی۔۔اس کی خاموشی زاراب نیازی کے لیے رضامندی ہی تھی۔۔اگلے کچھ لمحوں بعد وہ پوری طرح سے اس شخص کے رحم و کرم پر خود کو چھوڑتی اس کے سینے پر چہرا ٹکا گئی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"جو شخص خود تم سے ڈرتا ہے وہ تمہیں کیسے ڈرائے گا بھلا۔۔۔مناؤ مجھے میں کچھ نہیں بولوں گا اب۔۔"

اس کے گالوں سے اپنے گال مس کرتا وہ اس کی سانسیں بکھیر رہا تھا۔۔وہ اس کے اتنے قریب تھا کہ شاہنور کے بولنے پر اس کے لب ارشیان نے لبوں سے ٹچ ہونے تھے۔۔

اس شخص کی یہ قربت اس کے اوسان خطا کر دیتی تھی۔۔وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اپنے سے بہت قریب کیے ہوئے تھا۔۔اس کے نازک وجود کو وہ ہمیشہ پھولوں کی مانند ٹریٹ کرتا تھا۔۔

"آپ میرے لیے بہت اہم ہیں۔۔سب سے زیادہ اہم۔۔۔پلیز مجھ سے ناراض مت ہوا کریں۔۔ آپ کے بات نہ کرنے پر پوری دنیا روٹھتی محسوس ہوتی ہے مجھے۔۔"

شاہنور کانپتے لہجے میں صرف اتنا ہی اقرار کر پائی تھی۔۔اس شخص کے آگے اس کی بولتی بالکل بند ہو جایا کرتی تھی۔۔وہ الفاظ بھولنے لگتی تھی۔۔

ارشیان نیازی جو اس کے ہونٹوں سے محبت کے اظہار کا خواہشمند تھا۔۔اس کے لفظوں پر مسکراتا گہری سانس ہوا میں خارج کر گیا تھا۔۔

یہ لڑکی اس کی جان لے کر ماننے والی تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا۔۔
جب باہر دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

"شاہنور دادی جان نیچے بلا رہی ہیں آپ تیار ہو چکی ہیں۔۔"

حمنہ اسے بلانے آئی تھی۔۔جبکہ شاہنور کو سختی سے منع کیا گیا تھا ارشیان کے سامنے جانے سے۔۔

ایک دم یہ بات یاد آتے اس نے ارشیان سے دور ہونا چاہا تھا مگر ارشیان نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔۔

"مجھے آپ کے سامنے نہیں آنا تھا۔۔ آپ مجھے دیکھ لیں گے تو کل مجھ پے روپ نہیں آئے گا۔۔ آپ نے چیٹنگ کی ہے میرے ساتھ۔۔۔"

شاہنور کوثر بیگم کی کہی بات سوچ کر روہانسی ہوتے بولتی ارشیان نیازی کو گھائل کر گئی تھی۔۔ اس حسن و معصومیت کی مورتی پر وہ دل و جان سے فدا نہ ہوتا تو کیا کرتا۔۔

ارشیان کا جاندار قہقہ گونجا تھا۔۔ شاہنور نے گھبرا کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"آپ پلیز چپ کریں۔۔۔ کسی کو پتا نہیں چلنا چاہئے کہ آپ روم میں ہیں۔۔۔"

شاہنور اسے خفگی سے دیکھتی خاموش رہنے کا اشارہ کر گئی تھی۔۔ اس چکر میں وہ ارشیان کے کافی قریب آ گئی تھی۔۔ وہ کچھ لمحوں کے لیے بھول چکی تھی کہ وہ ارشیان نیازی کے سامنے کھڑی اسے کیا بول رہی تھی۔۔

"ایکسکیوز می تم میری بیوی ہو۔۔ کون روک سکتا ہے تمہیں میرے قریب آنے سے۔۔"

اس کی سچویشن سمجھنے کے باوجود ارشیان مصنوعی خفگی دکھاتا اس کی لال پڑتی رنگت کو انجوائے کرتے بولا تھا۔

"یہ رسم ہوتی ہے آپ کو نہیں پتا۔۔"

شاہنور نے اپنی کمر کے گرد سے اس کی بانہوں کو ہٹانا چاہا تھا جب وہ اسے مزید خود سے قریب کرتا اس کی شفاف گردن پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"یہ رسم تمہیں پوری کرنی ہے مجھے تو نہیں۔۔مجھے اس رسم کو پورا کرنے پر تمہاری طرف سے کیا ملے گا۔۔"

باہر دستک مزید تیز ہو رہی تھی۔۔جبکہ یہاں اس شخص کی ڈیمانڈز بڑھ رہی تھیں۔۔

"جو آپ کہیں گے۔۔پر پلیز ابھی مجھے جانے دیں۔۔"

شاہنور اس شخص کی شوخیوں پر اپنے سینے میں اٹھتے طوفان کو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"جو میں کہوں گا وہ ملے گا نا۔۔"

اس کے دونوں گالوں کو باری باری چومتا وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تھا۔۔ اس شخص کی ڈیمانڈز کے بارے میں جانے بغیر اس کی معصوم بیوی اس کی بات پر حامی بھر گئی تھی۔۔ جس پر دلفریبی سے مسکراتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے آزاد کر گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ کو دادی جان بلا رہی ہیں نیچے رسم کرنے کے لیے۔۔"

حانم فیروز کے روم میں جانے کے بجائے نیچے حمنہ کے روم میں ہی تیار ہو گئی تھی۔۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ فیروز نیازی اتنی آسانی سے اسے بخش کر فارم ہاؤس نہیں جانے والا تھا۔۔

اس لیے وہ خطرے کے پاس سے بھی نہیں گزری تھی۔۔

وہ اس وقت ییلو اور اورینج شرارے میں ملبوس گجروں اور مہندی سے سجی مہندی کی دلہن کے روپ میں بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔

اس نے پوری طرح سے پھولوں کے زیورات پہن رکھے تھے۔بڑی بڑی بالیاں، ماتھاپٹی گلے میں سجی پھولوں کی مالا اور بالوں میں پھول ڈال کر چٹیا گندھی گئی تھی۔۔دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں اور گجرے مہندی سے سجی کلائیوں کو مزید حسین بنارہے تھے۔۔

وہ روم سے نکلتی نیچے کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔جب اس کی نظر سامنے کوریڈور سے چل کر آتے فیروز نیازی پر پڑی تھی۔۔وہ جتنا اس سے چھپ رہی تھی۔۔اتنا ہی بالکل سامنے آن ٹکرائی تھی۔۔۔فیروز نے بھی اسی لمحے

اس کی جانب دیکھا تھا۔۔حانم کے گھبراہٹ کے عالم میں پسینے چھوٹے تھے۔۔

کیونکہ وہ رکا نہیں تھا۔۔نہایت ہی سنجیدگی بھرے تاثرات کے ساتھ اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

"ایس پی وہ۔۔۔"

حانم الٹے قدموں پیچھے جا رہی تھی۔۔فیروز بنا منہ سے کچھ بولے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

جب اس کے قریب پہنچتے وہ اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر کندھے پر ڈالتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"ایس پی یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔؟؟"

حانم اس کے غصے بھرے تیور دیکھ اندر سے لرز رہی تھی۔۔ مگر پھر بھی اس شخص کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیا تھا۔۔ کیونکہ اگر وہ پوری طرح سے حاوی ہو جاتا تو حانم کو بچت مشکل سے ہونی تھی آج۔۔

فیروز نیازی کی نگاہیں اس کے حسین دلفریب سراپے سے الجھ رہی تھیں۔۔ وہ جب بھی ایسے تیار ہوتی تھی۔۔ فیروز کا خود پر سے اختیار ختم ہو جاتا تھا۔۔ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ فیروز نیازی ہر شے بھولنے لگا تھا۔۔ مگر اس لڑکی نے اس کی جان جس طرح نکالی تھی۔۔ وہ اتنی آسانی سے اسے بخشنے والا نہیں تھا۔۔۔

"بدتمیزی اتنے دنوں سے کون کر رہا ہے جانتی ہو تم۔۔ ؟؟"

فیروز نیازی اس کی کمر دیوار سے لگاتا اس کے ارد گرد اپنے بازو ٹکاتا اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

اس لڑکی کو ایک بار کھو کر واپس پایا تھا اس نے۔۔وہ اس کی زندگی کا سب سے حسین تحفہ تھی۔۔اس کی بن مانگی دعا۔۔اس کے رب کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں میں سے سب سے خوبصورت نعمت۔۔

"ایس پی تم مجھ پر یہ شوہروں والا رعب ڈال کر مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتے۔۔

"

وہ اس کے رعب میں نہیں آنے والی تھی۔۔جب فیروز نیازی اس کے بے حد قریب ہوتا درمیانی فاصلہ پوری طرح سے ختم کر گیا تھا۔۔

حانم کی سانسیں تیز ہوئی تھیں۔۔

"کیوں ڈالی اپنی جان خطرے میں۔۔اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔؟ جانتی ہو نا وہ کتنا گھٹیا شخص تھا۔۔ تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو میں تمہیں طلاق دوں گا۔۔"

فیروز نیازی اس کی گردن کو اپنے ہتھیلی کی نرم گرفت میں لیے اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتا اسے اس لمحے ہپنوٹائز کر گیا تھا۔۔ صرف فیروز نیازی ہی یہ صلاحیت رکھتا تھا۔۔

حانم بنا کچھ بولے یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔

فیروز نیازی کی گرم سانسیں اس کا چہرا جھلسا رہی تھیں۔۔

"مجھے معاف کر دو ایس پی۔۔میں ڈر گئی تھی۔۔وہ تمہاری جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔۔اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتی۔۔میرے پاس تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔۔"

حانم کی آنکھوں میں آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔ جن کے بے مول ہونے سے پہلے فیروز انہیں اپنے ہونٹوں سے چن گیا تھا۔۔

"میں بھی ڈر گیا تھا تمہیں کھونے کے خوف سے۔۔ جان نکال دی تھی میری۔۔۔"

فیروز نیازی اسے اپنے سینے میں بھینچتا اپنی روح میں سکون اترتا محسوس کرنے لگا تھا۔۔ ان گزرے کچھ دنوں میں اس لڑکی کو کھونے کے خیال سے کتنا تڑپا تھا وہ۔۔

"میں بھی ڈر گیا تھا تمہیں کھونے کے خوف سے۔۔ جان نکال دی تھی میری۔۔۔"

فیروز نیازی اسے اپنے سینے میں بھینچتا اپنی روح میں سکون اترتا محسوس کرنے لگا تھا۔۔ ان گزرے کچھ دنوں میں اس لڑکی کو کھونے کے خیال سے کتنا تڑپا تھا وہ۔۔

"محبت کرتے ہو مجھ سے ایس پی۔۔۔؟"

حانم نے اس کے سینے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"تمہیں نہیں پتا۔۔؟؟"

فیروز نے اسی نے انداز میں سوال کیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔"

حانم نہایت ہی نا سمجھی سے سر اثبات میں ہلاتے بولی تھی۔۔ اس کا شریف ایس پی اپنی معصوم گینگسٹر کی اس نا سمجھی پر دل و جان سے فدا ہوا تھا۔۔

"بتاؤں۔۔؟؟"

فیروز اس کے دلفریب روپ کو مبہوت کن نگاہوں سے دیکھتا اس کی کان کی لوح پر لب رکھتا زیر لب گنگنایا تھا۔۔

"ہاں۔۔۔"

حانم اس کے گھمبیر بھاری لہجے پر لرزتی آواز میں اتنا ہی بول پائی تھی۔۔

"سہہ پاؤ گی۔۔۔؟؟"

اس کے ہونٹوں کے اوپر مہکتے تل پر اپنے لب رکھتے وہ پوچھ رہا تھا۔۔ اس شخص کا انداز حانم کی سانسیں روک گیا تھا۔۔ جو اس کے پھولوں سے مہکتی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتا مدہوش ہو چکا تھا۔۔

وہ مہندی کی دلہن بنی اتنا غضب ڈھا رہی تھی۔۔ کل نجانے اس کے بچارے دل کا کیا حشر ہونے والا تھا۔۔

"اپنے پیرنٹس کی محبت کا انجام سن کر مجھے اس جذبے سے شدید نفرت ہوگئی تھی۔۔ جس نے میرے ماں باپ سے ان کا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔ میں نے ہمیشہ خود سے یہی عہد کیا تھا کہ کبھی زندگی میں محبت کو اپنے قریب بھی نہیں بھٹکنے دوں گا۔۔ مگر تمہیں پہلی نظر دیکھ کر ہی مجھے اپنے الفاظ پر قائم رہنا بہت مشکل لگا تھا۔۔

میں اس وقت تمہارے بارے میں صرف اتنا جانتا تھا کہ تم سلطان شاہ کی بھتیجی ہو۔۔۔ اس سے زیادہ سلطان نے مجھے تمہارے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔شاید تمہارے ہی منع کرنے پر۔۔اس دن پہلی بار فیروز نیازی کی اکڑ ٹوٹی تھی۔۔اس مینٹل ہاسپٹل کے روم میں بیٹھی اس پاگل لڑکی کے

آگے۔۔ جو خود تو پاگل پن کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔۔ مگر اپنے ساتھ ساتھ اپنے اس ایس پی کو بھی اپنی محبت میں پاگل دیوانہ بنا گئی۔ جس کا اندازہ مجھے بہت بعد میں ہوا تھا۔۔ تم جو مجھے نہایت ہی شریف انسان سمجھ کر میرے سامنے اپنی معصوم بے باکیوں کا اظہار کرتی تھی۔۔ یہ ایس پی آدھے سے زیادہ تو وہیں گھائل ہو گیا تھا۔

اور اب ان بے باکیوں کا دل و جان سے جواب دینے کو بھی تیار ہے۔۔"

فیروز اپنی بات مکمل کرتا حانم کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر شوخ گستاخی کرتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔ حانم اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے چلائی تھی۔۔ اس کی گرفت ابھی بھی حانم کے پیٹ پر تھی۔۔

یہ شخص شریف تو بالکل بھی نہیں تھا۔۔

اسے وہ ہتھکڑی کی چابی چھپانے والی بات بہت اچھے سے یاد کروا گیا تھا۔۔۔

"ایس پی۔۔۔"

حانم اس شخص کی بے باک گستاخیوں پر کانپ اٹھی تھی۔۔اس کا اپنے پیٹ پر سرکتا ہاتھ کا لمس حانم کی جان نکال گیا تھا۔۔وہ لرز اٹھی تھی۔۔۔

"بولا تھا میرا اظہار برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔"

فیروز اس کی لال پڑتی رنگت دیکھ شوخی بھری مسکراہٹ کے ساتھ مزید آگے ہوا تھا۔۔مگر حانم اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جماتے اسے وہیں دور روک گئی تھی۔۔

"نہیں اتنا اظہار کافی ہے مزید نہیں سننا مجھے۔۔۔"

حانم کی دھڑکنیں اس کے سینے میں تغیانی مچا رہی تھیں۔۔ وہ جانے لگی تھی جب فیروز نے اس کی کلائی دبوچ کر اسے واپس سے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔

"ایک منٹ۔۔۔ ایسے نہیں جاسکتی تم۔۔۔ تمہیں بھی اپنا ادھورا اظہار مکمل کرنا ہو گا۔۔۔"

فیروز نیازی کب سے بے چین تھا۔۔ اس لڑکی سے اظہار سننے کو۔۔۔

"کونسا اظہار ایس پی صاحب۔۔ میں محبت ہی نہیں کرتی آپ سے۔۔"

حانم ابھی بھی اسے تڑپانا چاہتی تھی۔۔

"تمہارا یہ ستانا بہت بھاری پڑے گا تم پر۔۔۔"

فیروز نے لال آنکھوں کے ساتھ اسے وارن کیا تھا۔ جبکہ حانم اس کی بات کا مفہوم سمجھتی دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے حصار سے نکلتی مرر کے سامنے

آ کھڑی ہوئی تھی۔۔ اسے نیچے جانا تھا۔۔ مگر اس کے ایس پی صاحب کا ایسا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا۔۔

وہ شخص حانم کے اوپر بیوٹیشن کی کی گئی ساری محنت برباد کر چکا تھا۔۔ اس کا سر پر سجا دوپٹہ نجانے کب سے پھسل کر زمین بوس ہو چکا تھا۔۔ بالوں پر سجی پھولوں کی لڑیاں ٹوٹ کے نیچے لٹک رہی تھیں۔۔

جبکہ اس شخص کے ہونٹوں کی گستاخیوں نے میک اپ تو چھوڑا ہی نہیں تھا۔۔ حانم مرر پر نظر آتا اپنا حلیہ دیکھ صدمے کا شکار ہوئی تھی۔۔

"ایس پی یہ کیا کیا تم نے۔۔۔؟؟"

وہ چلاتی فیروز کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔

"ابھی تو کچھ نہیں کیا میں نے۔۔ قسم سے بہت زیادہ شرافت کا مظاہرہ کر رہا ہوں۔۔"

فیروز کی معصومیت دیکھنے لائق تھی۔۔

"نیچے سب کو کیا کہوں گی میں۔۔؟ یہ سب کیسے ہوا۔۔؟"

حانم کی رنگت حیا اور خفت سے لال پڑی تھی۔۔ وہ سب اس کا ٹھیک ٹھاک ریکارڈ لگانے والی تھیں۔۔

"بتا دینا کیسے ہوا۔۔ اگر تم نہ بتا پائی تو میں حاضر ہوں۔۔"

اس کی کلائیوں کی نرماہٹیں محسوس کرتا وہ خمار آلود لہجے میں بولتا حانم کو سر سے پیر تک لال کر گیا تھا۔۔ ان بانہوں کا تو شروع سے نشہ تھا اسے۔۔۔

جو اس وقت مہندی، گجروں اور چوڑیوں سے سجیں مزید حسین لگ رہی تھیں۔۔

حانم کو اب اس شخص کے پاس سے شدید خطرہ محسوس ہوا تھا۔۔۔

"تم بہت بے شرم انسان ہو ایس پی۔۔۔مجھے پہچاننے میں بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔مجھے شریف انسان چاہیے تھا۔۔اور دنیا کا سب سے بے شرم انسان ملا ہے مجھے۔۔"

حانم دروازے کی قریب پہنچتی اس کی جانب شرارتی مسکان اچھالتے اسے ایک نیا نام دے گئی تھی۔۔جسے سینے پر ہاتھ رکھتے فیروز نے دل و جان سے قبول کیا تھا۔۔

"ابھی کچھ نہیں دیکھا آپ نے جانم۔۔اصل بے شرمی تو کل دیکھے گی آپ۔۔جائیں آج کے لیے چھوٹ ملی آپ کو۔۔"

فیروز نیازی کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ اور بے باک نگاہیں دروازے پر کھڑی جانم کی ہتھیلیاں بھیگو گئی تھیں۔۔وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ دروازے سے نکل گئی تھی۔۔

باہر آتے ہی اس شخص کی شوخیوں پر تیز ہوتی دھڑکن کے ساتھ ساتھ اس کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بھی چھائی ہوئی تھی۔۔

اس شخص کی یہ محبت ہی تو اب اس کی زندگی تھی۔۔اور وہ اس کی کل کائنات تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خان حویلی کے بڑے سے ڈائننگ ہال میں اس وقت رونق لگی ہوئی تھی۔۔۔

کوثر بیگم کی ساری رسموں کا ان کے لاڈلے پوتے ستیاناس کر چکے تھے۔۔

وہ جو چاہتی تھیں کہ فیروز اور ارشیان کی نظر بھی نہ پڑیں اپنی دلہنوں پر وہ

موصوف اپنی بیگمات کے ساتھ ڈنر نوش فرما رہے تھے۔۔

یعقوب نیازی اپنی بیگم کی روہانسی صورت دیکھ اپنی مسکراہٹ نہیں روک

پائے تھے۔۔

"کیا ہوا بیگم صاحبہ۔۔ آپ کو تو اپنے یہ ہوتے بہت معصوم اور مظلوم لگتے

تھے۔۔اب سمجھ آئی یہ تینوں کتنے بدمعاش ہیں۔۔"

یعقوب نیازی نے بھی کوثر بیگم کا مذاق اڑایا تھا۔۔ جو ہمیشہ ان کے سامنے

اپنے لاڈلے پوتوں کی وکالت کرتی آئی تھیں۔۔

آج وہ تینوں انہیں بھی چکما دے چکے تھے۔۔

ارشیان جو اپنی مہندی کی دلہن دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔۔ اسے جیسے ہی اس بات کی خبر ہوئی تھی کہ مہندی کے فنکشن کے بعد سب خواتین ڈنر ٹیبل پر موجود ہیں تو وہ باقی سب کے ساتھ ساتھ یعقوب نیازی کو بھی کھینچ لایا تھا۔۔ تاکہ ان کی بیگم کی خفگی وہ ہی ہینڈل کر لیں۔۔ اور ارشیان اپنی بیوی کا حسین روپ دیکھ سکے۔۔

شاہنور جو وہاں سب کے ساتھ مزے سے انجوائے کرتی ڈنر سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔ وہاں داخل ہوتے ارشیان نیازی کو دیکھ اس کی سانسیں اتھل پتھل ہوئی تھیں۔۔

صرف ارشیان ہی نہیں اس کے پیچھے داخل ہوتے زاراب نیازی اور فیروز نیازی کو دیکھ میرب اور حانم کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔

ارشیان بہت ہی سہولت کے ساتھ شاہنور کے ساتھ رکھی خالی کرسی پر آن براجمان ہوا تھا۔۔۔ اور بہت ہی فرصت کے ساتھ اس کا سجا سجایا دلفریب روپ تکے گیا تھا۔۔ وہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔۔ ارشیان یہاں سب کے سامنے اس کے حسن کو خراج پیش نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ تو آرام سے ایسا کر جاتا مگر پھر اس کی نازک اندام بیگم صاحبہ نے کل تک ہوش میں نہیں آنا تھا۔۔

کوثر بیگم جو اپنی رسم خراب ہونے پر ناراض ہو رہی تھیں۔۔ وہ زیادہ دیر اپنی خفگی نہیں دکھا پائی تھیں۔۔۔ ان سب کے چہروں پر آتی خوشی دیکھ وہ بھی مسکرا دی تھیں۔۔

"تم اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ میرا دل کر رہا ہے سب کے سامنے تمہیں۔۔۔۔"

ارشیان نیازی سرگوشیانہ لہجے میں نجانے کیا کہنے والا تھا۔۔جب شاہنور کانپتی آواز میں اس کی بات وہی روک گئی تھی۔۔

"خان پلیز۔۔سب ہمیں دیکھ رہے ہیں۔۔۔"

شاہنور اتنے سارے لوگوں کے سامنے ارشیان کی اتنی توجہ اور وارفتگی پر شرم و خفت سے لال ہوئی تھی۔۔

وہ اٹھنے لگی تھی جب ارشیان اس کی گداز ہتھیلی کو اپنی گرفت میں لیتا اپنے گھٹنے پر رکھتا اس کے بھاگنے کی ساری راہیں بند کر گیا تھا۔۔

سب لوگ اپنی اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔جو دیکھ شاہنور کو تھوڑی بہت تسلی آئی تھی۔۔اب ان کی جانب کوئی متوجہ نہیں تھا۔۔

جبکہ اس شخص کی گستاخیاں اب بھی جاری تھیں۔۔۔وہ کبھی اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو چھوتا تھا تو کبھی اس کے بازو کو۔۔۔

"خان۔۔۔"

شاہنور نے اسے تنبیہی نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

"جی خان کی جان۔۔۔"

ارشیان نیازی کا لہجہ آہستہ بالکل بھی نہیں تھا۔۔

"اف۔۔۔"

اس شخص کی بے باکی پر شاہنور کے کانوں سے دھویں نکلے تھے۔۔اس کا چہرا بالکل لال ہو چکا تھا۔۔

"آہستہ آہستہ سب لوگ ڈائننگ ٹیبل چھوڑ کر اٹھ رہے تھے۔۔مگر وہ شخص نہ تو خود اٹھ رہا تھا نہ اسے اٹھنے دے رہا تھا۔۔

"آپ کا آج پوری رات ڈنر کرنے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔"

شاہنور زچ ہوتے بولی تھی۔۔

جس کے جواب میں ارشیان کا زوردار قہقہہ برآمد ہوا تھا۔۔جس پر وہاں سے گزرتے ملازمین نے خوشگوار حیرت سے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس حویلی میں اتنے سال کام کرتے ہوئے آج پہلی بار انہیں نے ارشیان کا اس طرح زندگی سے بھرپور قہقہہ سنا تھا۔۔

ڈائننگ ٹیبل پورا خالی ہو چکا تھا۔۔اب صرف وہ دونوں ہی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔۔ارشیان نیازی کی آنکھوں کی پیاس اسے دیکھ دیکھ کر بھی نہیں بجھ رہی تھی۔۔

وہ نازک اپسرا مہندی کی دلہن بنی اپنے خان کے دل کو پوری طرح سے گھائل کر گئی تھی۔۔

"اتنی حسین لگ رہی ہو تم دل چاہ رہا ہے ایسے ہی دیکھتا رہوں تمہیں۔۔۔ ساری زندگی کے لیے۔۔۔"

ارشیان نیازی کرسی سے اٹھا تھا۔۔شاہنور کا ہاتھ تھامے وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔۔اگر ایسے ہی وہ اس کے قریب بیٹھی رہتی تو ضرور اس سے کوئی گستاخی

سرزد ہو جانی تھی۔۔اور اس کی نازک سی بیوی کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ ابھی ایسا کچھ بھی سہنے کی کنڈیشن میں نہیں تھی۔۔۔

"پورے بیس گھنٹے ہیں تمہارے پاس۔۔۔اپنے خان کی وارفتگیاں سہنے کے لیے تیار کر لو خود کو خان کی نازک سی خانم۔۔۔ہر بار یہ خان اپنے دل پر جبر کر کے تمہیں مہلت نہیں دے گا نورے۔۔اتنی نازک کیوں ہو تم سپنے خان پر تھوڑا سا رحم کرو۔۔"

ارشیان نیازی اس کے ماتھے پر اپنی مہر محبت ثبت کرتا بے بسی بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

اس کا بالکل بھی دل نہیں تھا۔۔اپنی نورے کو ایک رات بھی خود سے دور رکھنے کا۔۔اسے یہ ساری رسمیں ختم کرنے میں ایک سیکنڈ نہ لگتا۔۔مگر یہ

اس کی نورے کی خواہش تھی کہ وہ پراپر طریقے سے رخصت ہو کر اس کے پاس آنا چاہتی تھی۔۔اسی وجہ سے اس کا خان اس کی خوشی کے آگے بے بس ہو چکا تھا۔۔

وہ اپنی نورے کی کوئی بات نہیں ٹال سکتا تھا۔۔

ارشیان اپنی بات کہتا مڑنے لگا تھا۔۔جب شاہنور کی پکار نے اس کے قدم وہیں روک دیئے تھے۔۔

"خان۔۔۔"

وہ واپس پلٹا تھا۔۔جب شاہنور دھیرے دھیرے چلتی اس کے قریب آتی۔۔اس کے پیروں پر اپنے پیر رکھتی وہ اس کے مقابل آئی تھی۔۔

ارشیان خاموشی سے کھڑا اس دھان پان سی لڑکی کی یہ جرأت دیکھ رہا تھا۔۔
اس کی محبت شاہنور راجپوت کو اتنا کانفیڈنس تو دے گئی تھی۔۔

"آپ نے جتنا بھی صبر کیا ہے کل آپ کو اس کا بہت میٹھا پھل مل جائے گا۔۔ تھوڑا سا صبر مزید کر لیں۔۔ آپ کی نور ے جلد ہی آپ کی بانہوں میں ہو گی۔۔۔"

ارشیان کی ٹھوڑی پر اپنے گداز ہونٹوں کا لمس چھوڑتی وہ ارشیان نیازی کو کچھ لمحوں کے لیے مسمرائز سا کر گئی تھی۔۔ مگر جب تک وہ ہوش میں آیا تھا۔۔ تب تک شاہنور اس سے دور ہوتی روم میں داخل ہوتی دروازہ لاک کر گئی تھی۔۔

جیسے اپنے خان کے ہاتھ لگ جانے کا خوف ہو۔۔

"نورے۔۔۔اب تو میری آج کی رات کو مزید مشکل کر دیا ہے تم نے۔۔ کیسے کٹے گی یہ رات۔۔۔"

ارشیان کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اپنے حالت پر مسکراتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خان حویلی میں آج بہاریں اتری ہوئی تھیں۔۔یعقوب نیازی کو آج شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنی بے جا کی ضد اور انا میں اپنے خاندان کو کتنی اذیت سے دوچار کر رہے تھے۔۔کاش اگر وہ پہلے دن سے اپنے پوتوں کی بات مان کر ان کو ساتھ لے کر چلتے تو ان کے پیاروں کو اتنی اذیت کا شکار نہیں ہونا پڑتا۔۔

ہر شخص اتنے عرصے اپنی جگہ اذیت میں رہا تھا۔۔

لیکن وہ اب بھی اپنے پرودگار کے آگے بہت شکر گزار تھے جس نے انہیں بڑے نقصان سے بچا لیا تھا۔۔

یعقوب نیازی کے سب بچوں نے انہیں کھلے دل سے معاف کر دیا تھا۔ ان کا غرور اور تکبر اپنے سے چھوٹوں کی بڑائی دیکھ کر ڈھے گیا تھا۔۔

ان کے دل پر ایک بوجھ تھا کہ شاید سلطان نے انہیں معاف نہیں کیا مگر اسے نویرہ کے ساتھ خان حویلی آتے دیکھ وہ بہت زیادہ خوش تھے۔۔ اپنی جس بیٹی کو ہمیشہ روتے اور درد سے تڑپتے دیکھا تھا۔ اسے سلطان شاہ کی سنگت میں خوش و خرم دیکھ وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے۔۔

جس نے ان کی غلطیوں کو ساری عمر کا پچھتاوا نہیں بننے دیا تھا۔۔

خواتین کی نجانے کون کون سی رسمیں چل رہی تھیں۔۔ جبکہ سب مرد حضرات اپنی الگ محفل لگائے بیٹھے تھے۔۔ سلطان شاہ اب کافی بہتر تھا۔۔ مگر نویرہ کی جانب سے اسے زیادہ ملنے جلنے کی اجازت بالکل بھی نہیں تھی۔۔

خواتین کی نجانے کون کون سی رسمیں چل رہی تھیں۔۔ جبکہ سب مرد حضرات اپنی الگ محفل لگائے بیٹھے تھے۔۔ سلطان شاہ اب کافی بہتر تھا۔۔ مگر نویرہ کی جانب سے اسے زیادہ ملنے جلنے کی اجازت بالکل بھی نہیں تھی۔۔

"شاہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔ آپ کی بیگم کو آپ کی بہت زیادہ فکر ہو رہی ہے۔۔۔"

فیروز ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ سجائے سلطان کے پاس آیا تھا۔۔ جہاں ارشیان اور زاراب بھی اس کے پاس بیٹھے تھے۔۔ فیروز کی بات پر وہ سب مسکرا دیئے تھے۔۔

کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ سلطان شاہ کے لیے یہ زخم تو کوئی زخم تھے ہی نہیں۔۔ اس نے نجانے کتنی بار ایسی ہی کئی گولیوں کو اپنے وجود پر برداشت کیا تھا۔۔ اور اس ساری تکلیف کے باوجود کبھی اپنی زرا سی پرواہ نہیں کی تھی۔۔

اس کا فولادی وجود ان ساری تکلیفوں کا عادی تھا۔۔ جس طرح نویرہ اس کا خیال رکھ رہی تھی۔۔ آج تک کبھی کسی نے نہیں رکھا تھا۔۔

وہ سب ان دونوں کا یہ آئیڈیل کپل دیکھ مسکرا دیئے تھے۔۔ ان کے رشتے میں بہت تلخیاں اور روکاوٹیں آئی تھیں۔۔ مگر انہوں نے اپنے رشتے کو خراب نہیں ہونے دیا تھا۔۔

سلطان کو جب یعقوب نیازی کی یاور کے ساتھ نویرہ کی شادی طے کرنے کو پتا چلا تو اس سے پہلے وہ ان تینوں کو اپنی سچائی بتا چکا تھا۔ اس کے بعد کی ساری پلاننگ اپنے دشمنوں کو الجھانے کے لیے ہی کی گئی تھی۔۔

حانم نہیں جانتی تھی کہ فیروز بہت سی باتیں جانتا ہے۔۔ جو سلطان کو بتانے سے منع کی تھیں اس نے۔۔ مگر سلطان نے مصلحت کے تحت وہ سب بتا دی تھیں فیروز کو۔۔

لیکن حانم کے اپنی سگی بھتیجی نہ ہونے والی بات اور اس کی اصل پہچان حانم کی قسم پر سلطان فیروز کو نہیں بتا پایا تھا۔۔ وہ سب فیروز جو بعد میں ہی پتا چلا تھا۔۔

حانم کئی بار فیروز کو اشاروں میں بتاتی آئی تھی کہ سلطان اس کا دشمن نہیں بلکہ ہشام اور جہانزیب ہیں۔۔

بینش سے بنوائے جعلی نکاح اور اس کے بیٹے کے ساتھ بنوائی گئی تصویروں کا علم بھی فیروز کو اچھی طرح سے تھا۔ شاہ حویلی میں ہشام کوشش کے باوجود ایسی کوئی انفارمیشن نویرہ تک نہیں پہنچا پایا تھا۔۔ کیونکہ سلطان کا پورا کنٹرول نویرہ کے موبائل پر تھا۔۔ ایک بار ہشام کی کال کی بعد اس نے دوبارہ ایسی نوبت نہیں آنے دی تھی۔۔ جبکہ خان حویلی میں ہشام آسانی سے اس تک ساری انفارمیشن پہنچا گیا تھا۔۔

سلطان اسی لیے نویرہ کو خان حویلی نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔۔اس نے صرف فیروز کے کہنے پر بھیجا تھا۔۔

جس کے بعد نویرہ کے بدگمان ہونے پر وہ کال والا شخص فیروز ہی تھا۔۔جسے سلطان کی کنڈیشن پر ہمدردی ہوئی تھی۔۔مگر اسے تسلی بھی تھی کہ نویرہ نے اتنا شدید ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔وہ اب بھی اسی کے پاس تھی۔۔

"بہت خوش قسمت ہیں آپ شاہ۔۔کتنی خدمت گزار بیوی ہے آپ کی۔۔۔ورنہ ہماری بیویوں کو تو ہماری پرواہ ہی نہیں ہے۔"

زاراب جان بوجھ کر پاس سے گزرتی میرب کو دیکھتا باآواز بلند ٹھنڈی آہ بھرتے بولا تھا۔۔میرب نے پلٹ کر اس کی جانب گھورتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

"کیا ہوا نیازی صاحب آپ کو۔۔۔؟؟ کیا خدمت چاہتے ہیں آپ ہم سے۔۔"

میرب ایک دم سعادت مند بیوی بنی اس کے قریب آئی تھی۔۔باقی سب ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

"کیا ہوا نیازی صاحب آپ کو۔۔۔؟؟ کیا خدمت چاہتے ہیں آپ ہم سے۔۔"

میرب ایک دم سعادت مند بیوی بنی اس کے قریب آئی تھی۔۔باقی سب ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

"جو ہم چاہتے ہیں وہ کرنے کو تیار ہیں آپ۔۔"

زاراب نیازی اپنی جگہ سے اٹھتا نہایت کی آہستگی سے بولا تھا کہ صرف میرب سن پائی تھی۔۔۔ جبکہ اس کے لہجے کی معنی خیزی میرب کا چہرا لال کر گئی تھی۔۔

"آہم آہم۔۔۔ ہم مسکینوں کو فلحال ہماری بیویوں سے دور رکھا گیا ہے۔۔۔ کیوں ہمیں احساس کمتری کا شکار کر رہے ہو۔۔"

ارشیان نیازی کی آواز پر جہاں زاراب کا قہقہ گونجا تھا وہیں میرب سب کے سامنے اس شخص کی بے باک نگاہوں پر پزل ہوتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

جبکہ زاراب کی وارفتگی بھری نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔

"یار یہ بیویاں بھی جتنی حسین تخلیق ہوتی ہیں نا۔۔ اتنی محبت سے آپ کی شخصیت کو اپنے پیار کے سانچے میں ڈھالتی ہیں۔۔ ہم سب کو ہی دیکھ لو۔۔

کیا کیا دعوے تھے ہمارے۔۔ ہم جیسے تیس مار خان کی ساری اکڑ ملیامیٹ کر کے رکھ دی ہیں انہوں نے۔۔ مگر جو بھی ہے یہ زندگی سب سے زیادہ حسین ہے۔۔"

فیروز نیازی جس نے ہمیشہ سے ایک بات ہی کہی تھی کہ وہ کبھی دل اور گھر نہیں بسائے گا۔۔ اس کی گینگسٹر بیوی نے اس کے ساتھ کس بل نکال کر رکھ دیئے تھے۔۔

ان تینوں نے بھی بھرپور طریقے سے اس کی بات کی تائید کی تھی۔۔ انکار کرتے بھی کیسے ان سب کے حالات بھی ایسے ہی تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"شاہ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ روم میں کیوں آ گئے۔۔؟"

نویرہ کو جیسے ہی سلطان کے روم میں جانے کی خبر ملی تھی وہ فوراً اندر آگئی تھی۔۔

"ہاں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"

سلطان جو کھڑکی کے قریب کھڑا چہرا دوسری جانب موڑا ہوئے تھا۔۔ اس لڑکی کی اتنی فکر پر زیر لب مسکراتے بولا تھا۔۔ وہ اتنی مصروف تھی شادی کے فنکشن میں۔۔ مگر ایک پل کے لیے بھی اس کی جانب سے غافل نہیں ہوئی تھی۔۔

وہ بالکل ٹھیک تھا اس کے زخم اب ٹھیک ہو رہے تھے۔۔ مگر نویرہ کی نظر میں وہ ابھی بھی پہلے دن کے جیسا ہی تھا۔۔

"کہاں درد ہو رہا ہے۔۔۔؟؟"

نویرہ گھبرائی ہوئی فوراً اس کی جانب بڑھی تھی۔۔اس کا خوشبوؤں میں مہکتا وجود اپنے قریب آتے محسوس کرتا سلطان شاہ دل سے مسکرایا تھا۔۔

"کہاں درد ہو رہا ہے۔۔۔؟؟"

نویرہ گھبرائی ہوئی فوراً اس کی جانب بڑھی تھی۔۔اس کا خوشبوؤں میں مہکتا وجود اپنے قریب آتے محسوس کرتا سلطان شاہ دل سے مسکرایا تھا۔۔

وہ اس کے مقابل آتے اس کے ہاتھ میں سیگریٹ دیکھ اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگی تھی۔۔

"سلطان شاہ باز آجائیں۔۔۔"

وہ اس کے ہاتھ سے سیگریٹ چھین کر کھڑکی سے باہر اچھال گئی تھی۔۔جبکہ سلطان تو ساکت سا کھڑا اس کا دلفریب روپ کو تکے گیا تھا۔۔وہ اس وقت

اپنے شادی والے سرخ لہنگے میں ویسے ہی بھاری زیورات کے ساتھ ہار سنگھار کیے نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔

اس نے دوپٹہ کمر اور کندھوں پر سیٹ کر رکھا تھا۔۔اس کی حسین زلفیں کمر پر بکھری ہوئی تھیں۔۔ دونوں ہاتھوں پر مہندی لگائے وہ خوشیوں میں مہکتا وجود اس کے لیے فکر مند تھا۔۔

سلطان اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے خود سے قریب تر کر گیا تھا۔۔

"یہاں درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔"

سلطان شاہ نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے مخمور لہجے میں کہا تھا۔۔

"میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔"

نویرہ کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا۔۔وہ جانے لگی تھی مگر سلطان کی گرفت نے اسے ایک انچ بھی نہیں ہلنے دیا تھا۔۔

"تم جب دور جاتی ہو تو درد ہوتا۔۔اب پاس آگئی ہو تو درد بھی ختم ہو گیا ہے۔۔۔"

سلطان شاہ اس کی دلفریب مہک کے آگے اپنے آپ کو بہکنے سے نہیں روک پا رہا تھا۔۔

"شاہ۔۔۔جان نکال کر رکھ دی تھی آپ نے میری۔۔"

نویرہ اس شخص کی جذبے لٹاتی نگاہوں اور گھمبیر سرگوشی پر اس کی بات کا مفہوم سمجھتی دھڑکتے دل کے ساتھ خفگی کا اظہار کرتے بولی تھی۔۔

"جان تو میں اب نکالوں گا میری زندگی۔۔"

سلطان کی بے قرار نگاہیں اس کے کندھے پر موجود اپنے نام کو تلاشتی اس کے دوپٹے کی پن کھولتی شرٹ کو کندھے سے سرکا گئی تھیں۔۔

"شاہ میری تیاری خراب ہوجائے گی۔۔"

نویرہ اس شخص کی دیوانگی بھری قربت پر اپنی منتشر ہوتی سانسوں کے ساتھ بولی تھی۔۔ جبکہ وہ اس کے کندھے پر اپنی گرم سانسوں کا لمس چھوڑتا اپنی تشنگی کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

نویرہ اس کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔۔

"میں ٹھیک کرلوں گا۔۔۔"

وہ نشان بالکل لال ہوچکا تھا۔۔ سلطان شاہ کی سلگھتی سانسیں نویرہ کو دہکا گئی تھیں۔ اس کی گہری ہوتی سانسیں سلطان کو مدہوش کر رہی تھیں۔۔

نویرہ نے اپنے دونوں بازو اس کی گردن میں حمائل کر رکھے تھے۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو زندگی۔۔۔ آج میں بالکل بھی احتیاط نہیں کروں گا۔۔۔"

اس کے بالوں میں چہرا چھپاتے وہ اپنے جذبات کے امڈتے طوفان کو نہیں دبا پا رہا تھا۔۔

"جیسے اب تک بہت احتیاط کرتے آئے ہیں نا۔۔ آپ کو روکنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔۔"

نویرہ اس شخص کی یہ سعادت مندی ہضم نہیں کر پائی تھی۔

"اتنے دن دور رکھا ہے تم نے مجھے خود سے۔۔۔"

سلطان شاہ کے ارادے آج خطرناک تھے۔۔

نویرہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس سے نگاہیں اٹھانا محال ہوا تھا۔۔

"میں آج تک آپ کو روک پائی ہوں جو اب روکوں گی۔"

نویرہ اس سے دور ہوتی اپنا حلیہ درست کرتے مرر کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔ جبکہ اس کا جواب سلطان کے ہونٹوں پر دلکشی بھری مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔

"چلیں۔۔۔"

نویرہ نے اس کی جانب محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہاتھ بڑھایا تھا۔ وہ اس وقت براؤن لباس کے اوپر کریم کلر کی شال لیے اپنی رعب دار شخصیت کے

ساتھ مسلسل نویرہ کا دل دھڑکائے جا رہا تھا۔۔۔وہ دل ہی دل میں کئی بار اس کی نظر اتار چکی تھی۔۔

"ایک منٹ۔۔۔"

روم سے باہر نکلنے سے پہلے نویرہ اپنی جگہ رکتی اس کے مقابل آئی تھی۔۔ سلطان نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میرے شوہر کو کسی کی نظر نہ لگے۔۔"

اس کی نظر اتارتے وہ اتنی کیوٹ لگی تھی کہ سلطان شاہ ایک بار پھر سے اس کا دیوانہ ہوا تھا۔۔

"تم خود ایسی حرکتیں کرتی ہو۔۔اور پھر سارا قصور مجھ پر ڈال دیتی ہو۔۔۔"

سلطان فدا ہوتی شرارتی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔ مگر اس کے تیور دیکھ نویرہ دروازہ کھولتی باہر نکل آئی تھی۔۔۔

"سلطان شاہ یہ آپ کی حویلی نہیں ہے۔۔ پلیز تھوڑی احتیاط کریں۔۔"

اس اپنی کمر میں بازو حمائل کرتے دیکھ نویرہ شرم سے لال ہوتی اسے ٹوک گئی تھی۔۔

"ایک بار میری حویلی آجاؤ یہ جو تم کر رہی ہو سب کا جواب بہت اچھے سے دوں گا۔۔"

اس کی پیشانی پر سجا ٹیکا درست کرتے وہ اس پر کب رکھ گیا تھا۔۔ جبکہ نویرہ اس کی محبت بھری دھمکیوں پر اپنی دھڑکنوں کا شمار لگاتی اس کی مضبوط

ہتھیلی تھامے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ جہاں سب لوگ موجود تھے۔۔ خوشیوں اور رنگوں کا سیلاب اترا ہوا تھا۔۔۔

نویرہ نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی سلطان کو اکیلے نہیں چھوڑا تھا۔۔ وہ جہاں بھی گیا تھا وہ اس کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔۔ ان دونوں کی یہ محبت دیکھ وہاں موجود ان کے اپنے ان کو ان خوشیوں کے دائمی ہونے کی دعا دے گئے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میرب بی بی جی وہ خان سائیں اوپر کمرے میں بلا رہے ہیں آپ کو۔۔ وہ کافی زیادہ غصے میں ہیں۔۔۔ آپ پلیز ایک بار آکر ان کی بات سن لیں۔۔"

میرب شاہنور اور حانم کے پاس موجود ان کی تیاری میں مدد کروا رہی تھی۔۔ ابھی اس نے خود تیار ہونا تھا۔۔ جب گھبرائی بوکھلائی ملازمہ نے آکر اسے پیغام دیا تھا۔۔

"اف خدایا۔۔۔ کیا کروں اس شخص کے غصے کا۔۔۔؟"

میرب تب کر بولی تھی۔۔ سب لوگ اس خوشگوار ماحول میں ہنسی خوشی رہ رہے تھے۔۔ مگر اس کے شوہر کا غصہ کسی طور کنٹرول میں نہیں آرہا تھا۔۔۔

"جاؤ جا کر علاج کر آؤ اپنے شوہر کے غصے کا۔۔ بعد میں زیادہ مشکل نہ ہو جائے تمہارے لیے۔۔۔"

شاہنور نے اسے چھیڑتے کہا تھا۔ جس پر میرب اسے گھورتی اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ اوپر والے پورشن کی تو آج چھب ہی نرالی تھی۔۔ ہر جانب گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔

"زاراب نیازی کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔۔۔ آج کے دن بھی غصہ کرنا ضروری ہے کیا۔۔۔"

میرب خفگی سے بولتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔ مگر سامنے کا منظر دیکھ اس کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔

زاراب نیازی کمرے کی وسط میں کھڑا اکڑے تیوروں سے گھور رہا تھا اسے۔۔

"میرا مسئلہ صرف تم ہو میرب راجپوت صرف اور صرف تم۔۔"

اس کے چہرے پر خطرناک تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔ بلیک کرتے کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے چوڑے سینے اور کسرتی کندھوں سا مضبوط سراپا۔۔ مغرور نقوش میں غصہ لیے وہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

میرب کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنے غصے میں ہو گا۔۔ اس سمجھ نہیں آئی تھی کہ اب کونسی غلطی کر دی تھی اس نے۔۔ زاراب کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ وہ الٹے قدموں پیچھے ہوئی تھی۔۔

"کیا کیا میں نے اب۔۔۔؟؟"

میرب ناسمجھی سے بولی تھی۔۔ زاراب کے کڑے تیور اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔۔ وہ اب پھر سے اس شخص کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

وہ پیچھے ہوتی دیوار سے آن لگی تھی۔۔

"لنچ کیا ہے تم نے۔۔۔؟؟ میڈیسن لیں۔۔۔؟؟"

زاراب اس کے گرد دیوار پر اپنا ہاتھ رکھتا اس کے قریب جھکتے اس کی جانب فکر مندی اور خفگی سے دیکھتے بولا تھا۔۔

میرب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔وہ اتنی مصروف رہی تھی کہ میڈیسن لینا ہی بھول گئی تھی۔۔

وہ ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں تھی۔۔زاراب کی جانب سے بہت مشکل سے اسے شادی کی مصروفیات میں حصہ لینے کی اجازت ملی تھی۔۔اور وہ اتنی بڑی غلطی کر گئی تھی۔۔

مگر وہیں اس مغرور شخص کو اپنے لیے اتنا فکر مند ہوتے دیکھ وہ اندر تک سرشار ہوئی تھی۔۔

"اب تم رات تک اس روم سے باہر نہیں نکلو گی۔۔ یہ سزا ہے تمہاری۔۔"

زاراب روم میں اس کے لیے لنچ اور میڈیسن منگوا چکا تھا۔۔ اس کا ہاتھ تھامے اسے ٹیبل کی جانب لے جاتے اس نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔ میرب کی رنگت بالکل زرد پڑ چکی تھی۔۔ وہ اپنا خیال بالکل بھی نہیں رکھتی تھی۔۔ ایسی ہی لاپرواہ تھی اپنے بارے میں۔۔

"نیچے سب کیا کہیں گے کہ خان حویلی کا بڑا بیٹا اور بہو روم میں گھس کر بیٹھے ہیں۔۔"

میرب اس کے قریب صوفے پر بیٹھی اسے احساس دلاتے بولی تھی۔۔جو اب اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا رہا تھا۔۔یہ لڑکی اس کی زندگی تھی۔۔جس سے برتی وہ زرا سی لاپرواہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

"جو کہنا ہے کہتے رہیں مجھے پرواہ نہیں ہے۔۔"

زاراب نیازی کی خفگی ابھی بھی کم نہیں ہوئی تھی۔۔

"زاراب نیازی تم مجھ پر غصہ کر رہے ہو۔۔۔"

میرب اس کے سخت تیور دیکھ بولی تھی۔۔

"تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں میرب راجپوت۔۔۔۔"

زاراب نے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر میں جا رہی ہوں۔۔۔ تم اپنا ایٹی ٹیوڈ لے کر یہیں بیٹھو زاراب خان نیازی۔۔۔۔"

میرب مصنوعی خفگی کا اظہار کرتے اس کے پاس سے اٹھی تھی۔۔جب زاراب اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے جانب کھینچتا اپنے سینے پر گرا گیا تھا۔۔

"میرب راجپوت اب تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔۔۔"

اسے کی کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کرتا وہ اسے اپنے اوپر جھکاتے بولا تھا۔۔۔ وہ پوری طرح اس کی گود میں تھی۔۔زاراب کی وارفتگی بھری نگاہیں اس کے ایک ایک نقش کا طواف کر رہی تھیں۔۔

"تمہیں غصہ کرنے کے سوا کچھ آتا بھی نہیں ہے زاراب نیازی۔۔"

میرب اس کے گریبان کو اپنی مٹھیوں میں جکڑے اسی کے انداز میں بولی تھی۔۔

"تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے زاراب نیازی کو محبت کرنی نہیں آتی۔۔۔"

زاراب نے آبرو اچکاتے اس سے پوچھا تھا۔۔ اس کے ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ چھپی ہوئی تھی۔۔

"ہاں بالکل۔۔۔ سب پر رعب ڈالنے اور خوفزدہ کرنے کے سوا آپ کو کچھ نہیں آتا زاراب نیازی۔۔"

میرب اس کے خطرناک تیور دیکھ کر بھی اپنی بات پر قائم تھی۔۔ اسے لگا تھا کہ اسے طبیعت خرابی کی وجہ سے مہلت مل جائے گی۔۔ اسی لیے وہ اسے

چھیڑ رہی تھی۔۔ مگر زاراب نیازی بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی بیوی اس سے زرا سا بھی شکوہ رکھے۔۔

ابھی میرب کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب زاراب اسے پیچھے صوفے پر لٹاتا اس کی دونوں کلائیوں کو اپنے گرفت میں لیتا پوری طرح سے بے بس کر گیا تھا۔۔

"میری طبیعت خراب ہے۔۔۔"

میرب نے اسے یاد دہانی کروائی تھی۔۔

"میری ابھی ڈاکٹرز سے بات ہوئی ہے۔۔ ان کے مطابق تم اب پوری طرح سے کومہ سے ریکور کر چکی ہو۔۔"

میرب کا صبح چیک ہوا تھا۔۔ جس کی رپورٹس آچکی تھیں اسے اس بات کا علم نہیں تھا۔۔

"میری ابھی ڈاکٹرز سے بات ہوئی ہے۔۔ ان کے مطابق تم اب پوری طرح سے کومہ سے ریکور کر چکی ہو۔۔"

میرب کا صبح چیک ہوا تھا۔۔ جس کی رپورٹس آچکی تھیں اسے اس بات کا علم نہیں تھا۔۔ اپنی اسی لاعلمی کے زیر اثر وہ اس شیر کی کچھار میں جا کر خود کو پوری طرح سے پھنسا چکی تھی۔۔

"کک کیا۔۔ تت تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں زاراب نیازی۔۔؟"

میرب نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ اس کے اوپر جھکا اسے ایسا کوئی موقع دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔

"ابھی بتاتو رہا ہوں۔۔اور یہ بھی بتانے لگا ہوں کہ زاراب نیازی کو نہ صرف محبت کرنی آتی ہے بلکہ لٹانی بھی آتی ہے۔۔"

زاراب اپنی بات مکمل کرتا اس کے دائیں گال کو چوم گیا تھا۔۔اس کے پر تپش لبوں کا لمس میرب کی سانسیں بکھیر گیا تھا۔۔

"میں سمجھ گئی ہوں۔۔۔"

میرب نے اس کے گستاخی پر آمادہ ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی رکھتے کپکپاتے لہجے میں کہا تھا۔۔

جبکہ اس کی لال رنگت اور لرزتے ہونٹ زاراب نیازی کو بہکا گئے تھے۔۔۔

"مگر اب میری نیت خراب ہو چکی ہے۔۔۔"

زاراب اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو دیوانہ وار چومتا اس کے لرزتے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی قید میں لیتا اس کی سانسوں کے راستے اپنے عشق کی انتہا اور دیوانگی کی حدوں کو چھوتا جنون اس کے اندر انڈیلتا میرب راجپوت کو اپنی محبت کی وادیوں میں اتار گیا تھا۔۔

میرب اس کی شرٹ کو کندھوں سے دبوچے اپنے آپ کو اس شخص کے سپرد کر گئی تھی۔۔ جو اس کے تن بدن کا مالک تھا۔۔

وہ دھیرے دھیرے اس کے لبوں کا جام پیتا اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں مدغم کر گیا تھا۔۔۔

"زاراب۔۔۔"

جیسے ہی اس نے میرب کی سانسوں کو آزادی بخشی میرب گہری ہوتی سانسوں کے ساتھ اسے پکار گئی تھی۔۔

"بولو زاراب کی زندگی۔۔۔۔۔"

زاراب نے اس کے گیلے ہوتے سرخ لبوں کو اپنی انگلی سے چھوتے خمار آلود لہجے میں اسے جواب دیا تھا۔۔

"مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔"

میرب کی سانسیں بحال نہیں ہو پا رہی تھیں۔۔۔اس کا پورا وجود اس شخص کی قربت میں لرز رہا تھا۔۔۔

"میں تیار کروں۔۔۔"

وہ ہمیشہ سے اسے تیار کرنے کا شوقین رہا تھا۔۔اس کی بات پر میرب کی حالت مزید غیر ہوئی تھی۔۔

مگر وہ شرمگی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"میں چینج کر کے آجاؤں۔۔۔"

میرب نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا کہ کہیں یہ شخص اس کی آفر بھی نہ کر دے۔۔۔ مگر زاراب نیازی اپنی بیوی کی خطرناک حد تک لال پڑتی رنگت پر اسے جانے کی اجازت دے گیا تھا۔۔

وہ وہیں صوفے پر بیٹھا فون پر مصروف تھا۔۔۔وہ شہر اپنے بہت سارے کام ادھورے چھوڑ کر آیا ہوا تھا۔۔ صرف اپنی میرب کی خاطر۔۔

وہ شادی اٹینڈ کرنے کے بعد اسے اپنے ساتھ واپس لے کر جانے والا تھا۔۔

"ہاں نرمین میں نہیں آپاؤں گا۔۔۔"

میرب جو واش روم سے نکل رہی تھی زاراب کو نرمین سے بات کرتے دیکھ ٹھٹھک کر رکی تھی۔۔ یہ نرمین اب پھر اس کے شوہر کو کیوں کال کر رہی تھی۔۔

جب اسی لمحے زاراب نے بھی میرب کی جانب دیکھا تو اور جیسے ہر شے فراموش کرتا یک ٹک اسے تکتا بے خودی کے عالم میں اس کی جانب بڑھا تھا۔۔ نرمین اس کے اچانک سے خاموش ہو جانے پر اسے پکارتی رہ گئی تھی۔۔

مگر ارشیان نیازی تو اپنی بیوی کی خوبصورتی کا اسیر ہوتا کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔۔

میرب نے گولڈن کلر کا نہایت ہی خوبصورت سا فراک پہنا تھا۔۔ جس میں اس کا نازک سراپا اپنے دلفریب نشیب و فراز کے ساتھ زاراب نیازی کو پاگل کر گئے تھے۔۔

میرب کے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ جن میں سے کچھ بالوں کو آگے کرتی وہ اپنے ڈیپ گلے کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

زاراب کو نرمین سے بات کرتا سن کر وہ اس سب کو فراموش کرتی اب خفگی بھری نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔۔

جو اس کے نہایت قریب آن کھڑا محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"نرمین نے آپ کو کال کیوں کی۔۔۔"

زاراب کو اپنی جانب ہاتھ بڑھاتا دیکھ وہ پیچھے ہوئی تھی۔۔ وہ اس کے معاملے میں بہت زیادہ پوزیسو تھی۔۔ جو کبھی کم نہیں ہو سکتی تھی۔۔

"تم اب بھی شک کر رہی ہو مجھ پر۔۔"

اس کا دور ہونا زاراب نیازی ایک پل کے لیے بھی برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ اس کی فراک کے بیلٹ کو اپنے گرفت میں لیتا وہ اسے ایک جھٹکے سے اپنے جانب کھینچ گیا تھا۔۔

اس شخص کی بے باکی پر میرب کا چہرا لہو رنگ ہوا تھا۔۔

"آپ پر شک نہیں کر رہی۔۔۔ اس لڑکی کی آپ کے لیے فیلنگز آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی۔۔"

میرب اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں رکھے اس لمحے اس سے ناراض نظر آئی تھی۔۔

زاراب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔اس لڑکی کی دیوانگی اس کے ہر ہر انداز سے چھلکتی تھی۔۔زاراب جھک کر اس کے پھولے گالوں کو چوم گیا تھا۔۔۔

"نرمین اور بہروز منگنی کر رہے ہیں۔۔۔اسی پر انوائیٹ کرنے کے لیے نرمین نے کال کی تھی۔۔ تمہیں بھی انوائیٹ کرنا چاہتی تھی پرسنلی۔۔ مگر اس کا کہنا ہے کہ اسے میری مسز سے بہت ڈر لگتا ہے تو میں ہی ان دونوں کی جانب سے تمہیں بتادوں۔۔"

آخری جملہ ادا کرتے زاراب کے ہونٹوں پر شرارتی مسکان تھی۔۔نرمین اس کی مسز سے کیوں ڈرتی تھی اس بات کا خیال آتے میرب کے ہونٹوں پر بھی خفیف سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔ماضی میں وہ اس شخص کی خاطر نجانے کیا کیا کر چکی تھی۔۔

مگر اس کی دیوانگی اب بھی زاراب نیازی کے لیے ویسی ہی تھی۔۔وہ اب بھی ایک پرسنٹ نہیں بدلی تھی۔۔وہ اب بھی زاراب نیازی کی خاطر کسی کی بھی جان لے سکتی تھی۔۔

بہروز اور نرمین کی شادی کا سن کر اسے خوشی ہوئی تھی۔۔

"آپ میرا میک اپ کریں گے۔۔۔"

وہ اسے تیاری میں ہیلپ کرنے کی آفر کر چکا تھا۔۔ جبکہ میرب زاراب نیازی کے ہاتھ میں برش دیکھ کر اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔۔

"مجھے انڈر ایسٹیمیٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے لڑکی۔۔ ملک کی نمبر ون سیاسی لیڈر رہوں۔۔"

زاراب اسے اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے اوپر بیٹھا چکا تھا۔۔ اور اب بہت ہی مہارت سے اس کا میک اپ کر رہا تھا۔۔

"زاراب نیازی یہ سب کرنا کہاں سے سیکھا ہے۔۔؟؟"

میرب کہ شکی طبیعت پھر سے عود آئی تھی۔۔ اس نے مڑ کر مرر میں اپنا چہرا دیکھا تھا۔۔ صرف لپسٹک باقی تھی۔۔ وہ اس کا لائٹ سا بہت خوبصورت میک اپ کر چکا تھا۔۔

"اتنی بار تمہارا میک اپ خراب کر چکا ہوں۔۔وہ دیکھ دیکھ کر اتنا تو سمجھ آ ہی گیا ہے۔۔۔"

اس شخص کا بے باکی لیا جواب میرب کو سر سے پیر تک لال کر گیا تھا۔۔۔وہ اب اس کے ہونٹوں پر اپنی پسندیدہ ریڈ لپسٹک لگا تا محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میرب نے جیسے ہی اٹھ کر خود کو مرر میں دیکھا وہ کھل کر مسکرا دی تھی۔۔۔ زاراب نے اس کا میک اپ بالکل ویسا ہی کیا تھا جیسا وہ ہمیشہ فنکشنز میں کرتی تھی۔۔اس شخص کو واقعی سب یاد تھا۔۔

اس نے مرر سے نظر آتے زاراب نیازی کے عکس کو وارفتگی بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔ جس کے مضبوط توانا وجود کے آگے وہ بالکل دھان پان سی نازک گڑیا لگ رہی تھی۔۔

زاراب کی نظریں بار بار اس کے ڈیپ گلے سے جھانکتی بیوٹی بون سے الجھتیں اس کے ضبط کے بندھن کو توڑ گئی تھیں۔۔

ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑتا وہ اس پر جھکتا اپنے لبوں کے دہکتے پر شدت لمس سے اس کو لال کر گیا تھا۔۔ میرب نے لرزتی پلکیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔

"کیا کروں یہ نشہ کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔۔۔ تمہارے لمس اور قربت کی تشنگی کم ہی نہیں ہو پا رہی۔۔ پاگل کر دو گی تم مجھے۔۔۔"

زاراب نیازی اس کی گردن پر چمکتے تل کو چومتا مدہوشی بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ اس کی گھمبیر بوجھل سرگوشی میرب کی جان نکال گئی تھی۔۔

باہر دستک ہورہی تھی۔۔انہیں نیچے بلایا جارہا تھا۔۔

جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے میں پوری طرح سے مدہوش تھے۔۔

زاراب نے آگے بڑھ کر اس کا دوپٹہ اچھی طرح سے اس کے گرد سیٹ کرتے اس دلکش حسن کو چھپا دیا تھا۔۔

جو دیکھنے کا حق صرف اسی کو تھا۔۔ جبکہ میرب تو پوری طرح سے اپنے آپ کو اس شخص نے سپرد کیے ہوئے اپنے لیے اس کی یہ عاشقانہ انداز دیکھ رہی تھی۔۔

جو شخص لاکھوں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تھا۔۔۔اس کے دل کی دھڑکنیں صرف اس کے لیے بے قابو ہوتی تھیں۔۔یہ خوش نصیبی نہیں تو اور کیا تھا۔۔

اسے اس کی محبت مل گئی تھی اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی تھی۔۔۔اسے اب اپنی زندگی میں مزید کسی شے کی طلب نہیں رہی تھی۔۔۔

میرب اس کے بازو میں اپنا بازو حمائل کرتی مرر کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔وہ پوری طرح سے تیار تھی۔۔زاراب نیازی ہمیشہ کی طرح سیاہ لباس میں ملبوس میرب کے دل پر بجلیاں گرا رہا تھا۔۔

وہ دونوں اسی طرح باہر آ گئے تھے۔۔باہر سب کے بیچ آ کر بھی میرب نے اس کا بازو تھامے رکھا تھا۔۔۔

"زاراب نیازی۔۔۔"

وہاں کافی شور تھا۔۔۔میرب نے آواز کو زرا بلند رکھے اسے پکارا تھا۔۔

زاراب نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اسے اپنی جانب جھکنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔

شاید وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی جس شور ہونے کی وجہ سے دور سے نہیں کہہ پا رہی تھی۔۔زاراب اس کی جانب جھکتا اپنا کان اس کے قریب کر گیا تھا۔۔

"آئی لو یو سو مچ زاراب نیازی۔۔صرف محبت نہیں عشق ہو تم میرا۔۔جس کی اسیری میں ساری زندگی گزارنا چاہتی ہوں میں۔۔۔"

میرب اس کے کان میں سرگوشیانہ آواز میں بولتی زاراب کے دل میں روشنیاں بھر گئی تھی۔۔ بہت خوبصورت مسکراہٹ نے زاراب کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

اس نے یہاں سب کے بیچ کھڑے ہو کر اس بات کا اظہار اسی لیے کیا تھا کیونکہ اسے لگا تھا۔۔ یہاں اس کی بچت ہو جائے گی اس شخص سے۔۔۔ مگر یہ اس کی خام خیالی ہی تھی۔۔

"تم میرے عشق کی انتہا ہو۔۔۔ میرا جنون میری دیوانگی۔۔ اور میری روح کی تشنگی ہو۔۔ لو یو ٹو مائی ورلڈ۔۔۔ "

زاراب نیازی بنا ارد گرد کے ماحول اور لوگوں کی پرواہ کیے دور جاتی میرب کا بازو تھام کر واپس اپنے قریب لاتے اس کے گال پر اپنے حدت بھرے لب

رکھتا مخمور لہجے میں اس کے کان میں گنگنا تا بھری محفل میں اسے لال کر گیا تھا۔۔

ان کی جانب متوجہ سب لوگ شرمسار سے نگاہیں چراتے ادھر ادھر ہو چکے تھے۔۔ میرب کی اپنی حالت غیر ہوئی تھی۔۔ وہ جلدی سے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

جبکہ زاراب نیازی سینے پر بازو باندھے پورے فنکشن میں دیوانہ وار نگاہوں سے صرف اسے کی تکتا رہا تھا۔۔ جس کی وجہ سے بے حد کانفیڈنٹ سی میرب راجپوت پورا وقت نروسنیس کا شکار رہی تھی۔۔ مگر جو بھی تھا یہ سب بہت حسین اور دلفریب تھا اس کے لیے۔۔ وہ زندگی بھر ایسے ہی اس شخص کی توجہ پانا چاہتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"میر و تھوڑی دیر میرے پاس رہو نا۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔میں بے ہوش نہ ہو جاؤں۔۔۔"

شاہنور کو رخصت کروا کر ارشیان کے روم میں اس کی سیج پر بیٹھا دیا تھا۔۔ پورا وقت سٹیج پر اس کے پاس بیٹھنے کے باوجود ارشیان نیازی اس کا حسین روپ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔وہ بے قرار تھا اپنی دلہن دیکھنے کے لیے۔۔بہت انتظار کیا تھا اس نے۔۔اب مزید انتظار اس کے لیے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب شاہنور کی حالت بھی دیکھنے لائق تھی۔۔اس نے اب تک اپنے خان کو بہت تڑپایا تھا۔۔۔اب وقت تھا وہ سارے حساب واپس لوٹانے کا۔۔۔

نویرہ اور میرب اس کی حالت دیکھ اپنی مسکراہٹ روک نہیں پائی تھیں۔۔۔ اور خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔ انہیں خود بھی یہی لگ رہا تھا کہ شاہنور کی جو حالت تھی اس نے واقعی بے ہوش ہو جانا تھا۔۔

"جلدی جاؤ اندر اس سے پہلے کہ تمہاری بیوی تمہارے خوف سے اپنے حواس کھو بیٹھے۔۔۔"

وہ لوگ جیسے ہی باہر نکلیں ارشیان کو اس جانب آتا دیکھ نویرہ نے اسے شاہنور کی حالت سے آگاہ کیا تھا۔۔ جو سن کر پہلے سے مسکراتے ارشیان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔ وہ اثبات میں سر ہلاتا روم میں داخل ہوتا دروازہ لاک کرتے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جو بیڈ پر سکڑی سمٹی بیٹھی کپکپا رہی تھی۔۔۔ارشیان نیازی کے قریب آتے قدموں کی چاپ اس کی دھڑکنوں کا شور بڑھا رہی تھی۔۔۔

وہ دھیرے سے اس کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔۔

لال عروسی لباس میں ملبوس وہ پورپور سجی حویلی کے رواج کے مطابق خود کو بڑے سے گھونگھٹ میں چھپائے ہوئے تھی۔۔

"نورے۔۔۔"

ارشیان نے دھیرے سے اسے پکارا تھا۔۔اس محبت بھرے جذبوں کی چاشنی میں ڈوبی آواز پر شاہنور کو اپنا دل ساکت ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ اس جذبات کی شوریدہ آندھی کو کیسے برداشت کرپائے گی۔۔شاہنور کے ہاتھ ٹھنڈے پڑرہے تھے۔۔

"میری خانم کو اپنے خان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میری جان۔۔۔"

اس کے ٹھنڈے یخ پڑتے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے ارشیان نے بہت ہی محبت کے ساتھ اسے پکارتے اس کے خوف اور گھبراہٹ کو کم کرنا چاہا تھا۔۔

اور آگے ہوتے اس کے گھونگھٹ کو الٹتے اپنے انتظار کی سولی کو ختم کیا تھا۔۔وہ کتنے ہی لمحے مبہوت سا اسے تکے گیا تھا۔۔ آج دنیا کا سارا حسن جیسے اس کی دلہن بنی شاہنور میں آن سمایا تھا۔۔۔

ارشیان نیازی اس کی جانب جھکتا اس کے ماتھے پر اپنے حدت بھرے لب رکھتا اپنے بے قرار دل پر سکون کی پہلی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔۔

شاہنور نے اپنی لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اس کے ہاتھوں کو دھیرے دھیرے سہلاتے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

اس کا خان اس مقام پر بھی صبر کیے بیٹھا تھا۔۔۔وہ اس شخص پر فدا نہ ہوتی تو کیا کرتی۔۔۔

"بے ہوش تو نہیں ہو جاؤ گی۔۔۔"

اس کی جانب جھکتے ارشیان نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ اس سے پوچھا تھا۔۔جس کے جواب میں اپنی مسکراہٹ چھپانے میں ناکام ہوتے شاہنور اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

وہ ابھی بھی خوف سے کانپ رہی تھی۔۔جو دیکھ ارشیان آگے ہوا تھا اور اسے ہمیشہ کی طرح نازک سی گڑیا جیسے پوری احتیاط کے ساتھ اپنی بانہوں میں بھرتے اپنی گود میں لے گیا تھا۔۔۔

وہ بہت آرام سے اس کی گود میں سما گئی تھی۔۔۔

شاہنور ابھی بھی خوف سے کانپ رہی تھی۔۔جو دیکھ ارشیان آگے ہوا تھا اور اسے ہمیشہ کی طرح نازک سی گڑیا جیسے پوری احتیاط کے ساتھ اپنی بانہوں میں بھرتے اپنی گود میں لے گیا تھا۔۔وہ بہت آرام سے اس کی گود میں سما گئی تھی۔۔۔

اس کے اتنے قریب آجانے پر شاہنور کے لیے نگاہیں اٹھانا محال ہوا تھا۔۔

"نورے۔۔۔مجھے بالکل بدل دیا ہے تم نے۔۔۔ میں پہلے والا ارشیان نیازی نہیں رہا۔۔۔پہلے جو انسان غصے کے سوا بات نہیں کرتا تھا۔۔۔اب غصہ کرنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم دیکھ نہ لو اور پھر سے مجھ سے دور نہ ہو جاؤ۔۔۔ تم جب زرا سا بھی دور جاتی ہو مجھے لگتا ہے میں پھر سے اس مطلبی دنیا کے بیچ تنہا ہو جاؤں گا۔۔ کھو جاؤں گا۔۔ تمہاری معصومیت اور بے لوث محبت نے مجھے بدل دیا ہے نورے۔۔ میرے لیے اپنی محبت کو ہمیشہ ایسے ہی رکھنا۔۔۔"

ارشیان نیازی اسے کسی قیمتی متاع کی طرح اپنے سینے میں سمیٹے اس کے چہرے پر اپنے گرم سانسیں چھوڑتا اسے بتا رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہم تھی۔۔

وہ اسے کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔۔وہ مضبوط شخص اس کے معاملے میں کسی ضدی معصوم بچے کی طرح تھا۔۔جسے کسی بھی قیمت پر اس کی نورے چاہیے تھی۔۔شاہنور ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے اس شخص کا صبر دیکھ رہی تھی۔۔

جو اس کے خوف اور گھبراہٹ کے باعث اپنے جذبات پر کنٹرول کیے خود کو اسے چھونے سے روکے ہوئے تھا۔۔۔یہ شخص ہر بار اپنی عمل سے اس کے دل میں اپنا مقام بڑھا جاتا تھا۔۔

وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اپنے خان کی مزید دیوانی ہو رہی تھی۔۔۔

اب وقت تھا اس کے محبوب ترین انسان کے انتظار کو ختم کرنے کا۔۔۔

"خان سائیں مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے۔۔۔"

شاہنور سانسوں کے گہرے زیر و بم میں بہت مشکل سے ہمت مجتمع کرتے بولی تھی۔۔وہ اس پیارے شخص کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔۔۔ نجانے کب سے وہ اسے اپنے دل میں بسائے ہوئے ہے۔۔

وہ اس کی نورے کا خان سائیں بہت پہلے سے تھا۔۔۔اس نے کہاں کہاں کب کب اس کے بارے میں لوگوں سے غلط سنا تھا۔۔وہ جب اس سے انجان تھا وہ تب بھی اس کی وکالت کرتی آئی تھی۔۔۔

ارشیان نے اب تک ایک بار بھی اس سے اظہار کی فرمائش نہیں کی تھی۔۔جس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اظہار سننے کا خواہش مند نہیں تھا۔۔بلکہ وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی نورے کو کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔

وہ پوری زندگی صبر کر سکتا تھا۔۔ مگر اس نازک جان کو کسی بھی آزمائش کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"بولو میری جان۔۔ تمہارا خان دل و جان سے تمہیں سننے کا طلبگار ہے۔۔۔"

ارشیان نے جھک کر اس کی لال پڑتی ناک پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔

"یہاں نہیں۔۔۔ آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا۔۔۔"

شاہنور اس کے حصار سے نکلتی اپنے بھاری لہنگے کو سنبھالتی بیڈ سے نیچے اتر آئی تھی۔۔ ارشیان حیران ہوا تھا۔۔ مگر کچھ بھی بولے بغیر بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"چلیں گے میرے ساتھ۔۔۔"

شاہنور نے اپنی سجی سنوری نازک ہتھیلی اس کے آگے پھیلائی تھی۔۔

"آف کورس۔۔۔"

ارشیان اس گداز مہندی سے سجی ہتھیلی کو اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لیتے اس پر اپنے لب رکھتا اپنی خانم کے کہے پر اس کے پیچھے چل دیا تھا۔۔

جو مین ڈور کے بجائے حویلی کے پچھلے دروازے سے اسے لے جا رہی تھی۔۔ ارشیان زیر لب مسکرایا تھا۔۔ تو اب اس کی نازک سی خانم اس کے لوگوں پر اس سے زیادہ اختیار رکھتی تھی۔۔ وہ سمجھ گیا تھا اس راستے کے بارے میں شاہنور کو شرافت نے ہی بتایا ہے۔۔۔

"آپ کو یہ پٹی باندھنی ہو گی۔۔۔"

پچھلے گیٹ پر شرافت سر جھکائے مؤدبانہ انداز میں ان کا منتظر تھا۔۔ اس نے ایک بار بھی نگاہیں اٹھا کر ان دونوں کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

آج پہلی بار اس نے ارشیان نیازی کے علم میں لائے بغیر کچھ کیا تھا۔۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس کے مالک کی نورے کا معاملہ تھا اسے بخشش مل جانی تھی۔۔۔

ارشیان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔ وہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا شاہنور نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔۔ وہ بگڑا مغرور شہزادہ نہایت کی سعادت مندی کے ساتھ اپنی بیوی کا ہر آرڈر فالو کر رہا تھا۔۔

شاہنور نے پورے راستے اس کا ہاتھ تھامے رکھا تھا۔۔ جبکہ ارشیان نیازی کی مسکراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔۔ وہ پوری زندگی انہیں راستوں سے گزرا تھا۔۔ آنکھوں پر پٹی بندھی ہونے کے باوجود وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔۔

مگر صرف اپنی نورے کی خوشی کی خاطر وہ ناسمجھی کا اظہار کی کر رہا تھا۔۔

کچھ دیر کی مسافت طے کرتے گاڑی ارشیان نیازی کی فارم ہاؤس پر آن رکی تھی۔۔شاہنور نے پٹی اب بھی نہیں اتاری تھی۔۔وہ گاڑی سے نیچے اترتی ارشیان کی سائیڈ کا دروازہ کھولتی اس کا ہاتھ تھام کر سہارا دیتی اسے باہر نکال گئی تھی۔۔

جبکہ ارشیان نیازی اسے اتنا ہلکان ہوتے دیکھ بے چین ہوا تھا۔۔وہ اس کیسے بتاتا کہ وہ اپنے فارم ہاؤس کے ایک ایک حصے سے اتنی اچھی طرح آشنا تھا کہ بنا دیکھے سے اپنی بانہوں میں اٹھائے اندر لے جا سکتا تھا۔۔

مگر وہ ایسا کچھ نہیں کر رہا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا اتنی محنت کے بعد اس کی نورے کا سرپرائز خراب ہو۔۔

گاڑی کے وہاں سے جانے کی آواز کے ساتھ نور ے اس کا ہاتھ تھامے انٹرنس کی جانب بڑھتی اسے اندر لے آئی تھی۔۔

اور دھیرے سے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹا دی تھی۔۔ سامنے کا منظر دیکھ ارشیان نیازی دھنگ رہ گیا تھا۔۔ وہ فارم ہاؤس تو اس کا ہی تھا مگر اس کا حلیہ آج پوری طرح سے بدلہ ہوا تھا۔۔

وہاں موجود پھول پودے اور درخت برقی قمقموں سے سجائے گئے تھے۔۔۔ پورے راستے پر پھولوں کی پتیاں بچھائی گئی تھیں۔۔

فارم ہاؤس پر کوئی بھی نہیں تھا۔۔ آج سب کی چھٹی کر دی گئی تھی۔۔ جبکہ سب سے زبردست شے جو ارشیان نیازی کو اب سے زیادہ خوشگوار احساس سے ہمکنار کر گئی تھی۔۔ وہ تھیں جگہ جگہ لگیں اس کی پینٹنگز۔۔

وہ نورے کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا۔۔ پہلی پینٹنگ وہ تھی جو اس کی قبرستان کے باہر گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے بنائی گئی تھی۔۔ جس میں اس نے سن گلاسز لگا کر اپنی اذیت میں ڈوبی آنکھوں کو چھپا رکھا تھا۔۔ مگر اس کے چہرے پر نہایت ہی مہارت سے اس کی اذیت اور درد کو ڈرا کیا گیا تھا۔۔

آگے چل کر ایسی ہی اس کی تصویریں تھیں۔۔ جو اس کو بہت سارے مناظر یاد دلا گئی تھیں۔۔

یہ وہ وہ تصویریں تھیں جب جب وہ شاہنور سے ملا تھا۔۔ کہیں اس کے چہرے پر غصہ تھا تو کہیں قہر۔۔۔ مگر سب سے پیاری بات یہ تھی کہ آخر کی ساری تصویروں میں اس کی آنکھوں میں بے پناہ محبت کی شدت واضح کی گئی تھی۔۔ وہ چلتے ہوئے اندر آ گئے تھے۔۔

ہر پینٹنگ پر ارشیان کی نگاہیں ٹھہر رہی تھیں۔۔ جبکہ شاہنور مبہوت سی اس شخص کو دیکھتی اس کے دلفریب تاثرات سے اسے اپنی محنت وصول ہوتی محسوس کر رہی تھی۔۔

اندر آتے مزید حسین مناظر تھے۔۔ پورا فارم ہاؤس سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔۔۔

"نورے۔۔۔ یہ ساری پینٹنگز تم نے بنائی ہیں۔۔ یہ اتنے پرانے ٹائم کی۔۔ تم کیسے۔۔"

ارشیان نیازی یہ سب دیکھ کر جو اخذ کر پایا تھا۔۔ اس سے وہ اپنے آپ کو ساتویں آسمان پر محسوس کر رہا تھا۔۔ تو کیا وہ اتنے پہلے سے اسے جانتی تھی۔۔۔

یہ لمحہ ارشیان نیازی کی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ تھا۔۔ شاہنور آگے بڑھی تھی اور اپنے خان کے گلے میں اپنی نازک بانہیں حمائل کرتی اس کے بے پناہ قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔ ارشیان نیازی خاموشی سے اپنے صبر کا اتنا حسین پل وصول کر رہا تھا۔۔

"خان سائیں آپ کی نورے آپ سے اس وقت سے محبت کرتی آرہی ہے جب آپ اس کی ذات سے بھی پوری طرح لاعلم تھے۔۔ میں تو بہت پہلے سے دیوانی تھی آپ کی۔۔ آپ کے لیے کون کون سی جنگ لڑی آپ جانتے بھی نہیں ہیں۔۔ ہر انسان کا یہی کہنا تھا کہ ارشیان نیازی اچھا نہیں ہے۔۔ مگر میرا دل کسی کی بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ بات کبھی۔۔۔ اور پھر میرا یقین پہلی بار اس دن جیتا جب آپ نے میری جان بچائی تھی۔۔ دشمن ہونے کے باوجود میری اور میری عزت کی حفاظت کی تھی۔۔ آپ کی ایک

جھلک دیکھنے کی خاطر میں پہروں یونیورسٹی کے گیٹ پر کھڑے رہ کر گزار دیتی تھی۔۔۔ آپ بہت پہلے سے میری روح کے مکین ہیں خان سائیں۔۔۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے آپ کی نورے کتنی محبت کرتی ہے آپ سے۔۔"

اپنی بات مکمل کرتے وہ آگے ہوتی ارشیان نیازی کی شہہ رگ پر اپنے گداز لبوں کا لمس چھوڑتی ارشیان نیازی کے دل میں جذبات کا طوفان برپا کر گئی تھی۔۔وہ اتنا خوش نصیب تھا اسے اندازہ ہی نہیں تھا۔۔

اسے کئی بار لگا تھا کہ یہ لڑکی اس سے محبت کرتی ہے مگر وہ اتنی پرانی اور اتنی شدت بھری تھی ارشیان نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔

ارشیان نیازی کو اپنی نورے کا یہ سرپرائز کتنا اچھا لگا تھا اس کی چمکتی آنکھوں اور مسکراتے چہرے سے صاف ظاہر تھا۔۔جو دیکھ شاہنور دل و جان سے سرشار ہوئی تھی۔۔

وہ بھی اس شخص کو کچھ حد تک اس کی محبت لٹانے کا باعث بنی تھی۔۔یہ بہت بڑی بات تھی اس کے لیے۔۔۔

شاہنور نے پیچھے ہونا چاہا تھا جب ارشیان اس کی نازک کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔

"اتنے قریب آکر اب دور مت جاؤ۔۔۔"

ارشیان کی نورے کافی دیر سے خود کو بہت تھکا چکی تھی۔۔اس لیے اب وہ اسے بانہوں میں اٹھا تا روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جس کی سجاوٹ بھی نہایت ہی خوبصورت تھی۔۔

پھولوں کی مہک اور نیم تاریکی میں کمرے کا رومانوی ماحول اس کے دل کی دھڑکنیں دوہری کر گیا تھا۔۔

یہ سب اسی کا پلان کیا گیا تھا۔۔ مگر اب اسی کی جان نکل رہی تھی۔۔

"میری زندگی کے اس سب سے حسین سرپرائز کا بہت بہت شکریہ نورے۔۔۔ تمہاری محبت نے ارشیان نیازی کو مکمل کر دیا ہے۔۔۔"

ارشیان نیازی جھکا تھا اور اتنے سارے زیوارات میں سے اپنے دیئے گئے چمکتے لاکٹ پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔نورے اس شخص کی وارفتگی پر لرز اٹھی تھی۔۔۔

"خان مجھے چینج کرنا ہے۔۔"

شاہنور ان بھاری بھر کم زیوارات اور لباس میں تھک چکی تھی۔۔اس کی کمزور سی آواز پر ارشیان نے اجازت دے دی تھی۔۔خود ایک جانب دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ خاموشی سے اسے تکے گیا تھا۔۔

جو دوپٹے کی پنز نکالنے کے بعد اب ایک ایک کر کے اپنے زیورات اتار رہی تھی۔۔جو حویلی کی رسم کے مطابق بھر بھر کر پہنائے گئے تھے اسے۔۔

ارشیان خود بھی چینج کرنے کی غرض سے واش روم کی جانب بڑھا تھا۔۔

جس پر نورے کی رکی سانسیں بحال ہوئی تھیں۔۔اس شخص کی شوخ نگاہیں برداشت کرنا انتہائی مشکل تھا۔۔

وہ سب چیزیں اتار چکی تھی۔۔جب اچانک سے اس کے بھاری ہار کی ڈوری اس کے بلاؤز کی زپ میں پھنس گئی تھی۔۔وہ مسلسل کوشش کرتی اب ہلکان ہو چکی تھی۔۔

جب آہٹ پر اس نے ارشیان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ بھی اس کی مشکل دیکھ چکا تھا۔۔۔

شاہنور نے مدد طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اجازت ہے۔۔۔"

ارشیان نیازی اس کے قریب آتا اپنی نازک سی نورے کی لال پڑتی رنگت پر شوخی سے بولا تھا۔۔ کہ کہیں اب اس کا بے ہوش ہونے کا کوئی پلان تو نہیں تھا۔۔

اس کی شوخی پر نورے نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ اب مزید اس شخص کی دوری خود بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

جب کچھ لمحوں بعد اسے ارشیان نیازی کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس ہوئی تھیں۔۔

ہر بار اس شخص کے آگے ہی اس کی زپ اٹک جاتی تھی۔۔ اس وقت بھی وہ اس کی زپ نکل گئی تھی۔۔ ارشیان نے جیسے ہی ہار کی ڈوری کھینچی اس کی زپ کمر پر پوری کھلتی چلی گئی تھی۔۔

شاہنور نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

جبکہ ارشیان نیازی اتنے عرصے بعد اس کی دودھیا کمر کر جگمگاتا تل دیکھ ہر لحاظ بلائے طاق رکھتا اس تل پر جھکا تھا اور اپنے ہونٹوں کے شدت بھرے لمس پر نورے کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

وہ جان سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔

"خان کی نورے۔۔۔اس کی شدتیں سہنے کو تیار ہے۔۔"

ارشیان نیازی اس کے کپکپاتے وجود کا رخ اپنی جانب کر گیا تھا۔۔جب شاہنور نے آنکھیں موندے سر اس کے چوڑے سینے پر ٹکاتے اسے اجازت دے دی تھی۔

اس کے اس خود سپردگی کے دلفریب انداز پر ارشیان نیازی دل و جان سے فدا ہوتا اس کے نازک وجود کو بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

کھڑکی سے جھانکتا چاند اس حسین ملن پر جھومتا شرما کر بادلوں میں جا چھپا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حانم فیروز نیازی کے بیڈروم میں آچکی تھی۔۔ مگر اس کا دل اتنی تیز سپیڈ سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیوں کی دیوار توڑ کر باہر آن گرے گا۔۔۔

جب فیروز نیازی نے کمرے میں قدم رکھا تھا اور اپنی توقع کے عین مطابق اپنی بیوی کو بیڈ کے بجائے کمرے میں ٹہلتا دیکھ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

یہ لڑکی اس کی سیج پر بھی ٹک کر نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔ فیروز کو دیکھ حانم پیچھے ہوتی دیوار سے جالگی تھی۔۔ جب فیروز نے نوٹ کیا تھا کہ وہ بے چینی کا شکار تھی۔۔ جیسے اس سے کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔۔

مگر پھر خود ہی خود کو روک لیتی تھی۔۔

وہ اس وقت مہرون رنگ کے عروسی لباس میں موجود اپنے حسن کی رعنائیوں کے ساتھ الجھی الجھی سے فیروز کو سیدھی اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ مسلسل ہونٹ کاٹتی فیروز نیازی کو بے قرار کر گئی تھی۔۔ اس کے ہونٹوں کی حرکت پر اس کی نتھ کی موومنٹ اور پلکوں کو اٹھنا گرنا۔۔ یہ لڑکی ٹینشن میں کھڑی فیروز کے دل کو اپنی اداؤں سے پاگل کر گئی تھی۔۔

"اس سے پہلے کہ تم میرے قریب آؤ۔۔میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں

ایس پی۔۔۔"

حانم نے اسے اپنے قریب آتے دیکھ وہیں رکنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

مگر وہ فیروز نیازی ہی کیا جو کسی کی سن لے۔۔

"میں اس وقت کوئی کہانی سن کر اپنی اس حسین رات کو برباد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ایس پی کی سرپھری گینگسٹر۔۔"

فیروز نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی تھی۔۔

"میں اس وقت کوئی کہانی سن کر اپنی اس حسین رات کو برباد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ایس پی کی سرپھری گینگسٹر۔۔"

فیروز نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی تھی۔۔

مہرون رنگ کے جوڑے میں وہ اپنے دلکشی کے ساتھ آسمان سے اتری پری معلوم ہو رہی تھی۔۔ چہرے پر معصومیت اور آنکھوں نہیں خوف آج بھی ہنوز تھا۔۔

وہ اسے آج پھر سے وہی پہلے دن والی حانم لگی تھی۔۔ جو اس کی ہونا بھی چاہتی تھی مگر اپنے ماضی کو لے کر خوفزدہ بھی تھی کہ کہیں فیروز نیازی اسے دھوکے باز نہ سمجھے۔۔

اس کی چوڑیوں اور پائلوں میں کھنکھار فیروز نیازی کے دل پر قیامت برسا رہی تھی۔۔

اتنے دن اس لڑکی کو اس سے دور رکھا گیا تھا۔۔ اور وہ ظالم بنی ابھی بھی دیواریں حائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جن سب کو توڑتا اس کا ایس پی اب اس سے دور رہنے کو قطعی تیار نہیں تھا۔۔

"اتنے بڑے بول مت بولو ایس پی۔۔ کیا پتا میری بات سن کر میری صورت دیکھنا بھی گوارہ نہ کرو۔۔"

حانم نے اسے روکنا چاہا تھا مگر وہ اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

"دنیا کی ایسی کوئی شے اب اتنی طاقت نہیں رکھتی کہ وہ مجھے تم سے دور رہنے پر مجبور کر دے۔۔"

فیروز نیازی اس کے ارد گرد اپنے بازو جماتا جھک کر اس کے وجود کی مہک اپنی سانسوں میں اتارتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔۔

حانم کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔وہ فیروز کی راجپوتوں سے نفرت سے اچھی طرح واقف تھی۔۔اچانک سے اس کا یہ خوف بڑھ گیا تھا کہ اگر فیروز کو بعد میں کسی اور سے یہ بات پتا چل گئی تو وہ اسے دھوکے باز نہ سمجھے۔۔

اس لیے وہ ابھی اس مقام پر اسے یہ بات بتانے کا فیصلہ کر گئی تھی۔۔جبکہ اس کا دل خوف کے عالم میں سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔

اگر فیروز نے اسے اس کی سچائی کے ساتھ قبول نہ کیا تو۔۔اس سوچ سے آگے حانم کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

"فیروز نیازی ایک بار میری بات سن لو۔۔بعد میں کہیں ساری زندگی کے لیے پچھتانا نہ پڑ جائے۔۔۔میں سرمد راجپوت کی نا جا۔۔"

اس سے پہلے کے حانم اپنی بات مکمل کر پاتی فیروز اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اسی جھٹکے سے اسے اپنے قریب تر کرتا اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی بولتی بند کر گیا تھا۔۔

حانم اس شخص کی اس جنونیت بھرے انداز پر تڑپ اٹھی تھی۔۔ جو اس کی سانسوں پر پوری طرح سے قابض ہوتا اس کی کمر کے گرد سے دوپٹے کی پن اتارتا اسے اس کے وجود سے جدا کر گیا تھا۔۔

اس کا یہ حسین روپ فیروز نیازی کے دل میں جذبات کا طوفان برپا کر گیا تھا۔۔ دوپٹے کی قید سے آزاد ہوتا اس کا نازک وجود اپنے دلنشین خدوخال کے ساتھ نمایاں ہوتا فیروز نیازی کو مزید بہکا گیا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں حانم۔۔ سب کچھ جانتا ہوں۔۔۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ تمہارے ماں باپ کون ہیں یا تم نے کس کے پاس پرورش پائی۔۔ میرے لیے صرف تم اہم ہو۔۔ اور تمہارا یہ ایس پی صرف اتنا جانتا ہے کہ اسے حانم شاہ جیسی لڑکی پوری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔۔۔ اور اس کی حانم شاہ آج اس کے نام کی دلہن بنی۔۔ پور پور اس کے لیے خود کو سجائے اتنی حسین لگ رہی ہے۔۔۔ کہ اس کا ایس پی آج خود پر کنٹرول کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔۔"

فیروز نیازی اس کی سانسوں کو آزادی بخشتا مہکتے لہجے میں جو بات بول گیا تھا۔۔ وہ سن کر حانم شاک کی کیفیت میں اسے تکے گئی تھی۔۔ وہ سب جانتا تھا۔۔ مگر اس نے ایک بار بھی اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔

فیروز نیازی نے دھیرے سے اس کی نتھ اتار دی تھی۔۔۔وہ اسے اس بھاری بھر کم زیوارت سے آزاد کر رہا تھا۔۔۔جو اس کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے۔۔

"فیروز نیازی تم میرے بارے میں سب جانتے ہو۔۔"

حانم ابھی بھی شاک میں تھی۔۔

"ہاں جان من سب جانتا ہوں۔۔یہ بھی کہ ایس پی کی حانم اس سے محبت نہیں کرتی۔۔صرف ایس پی ہی پاگل دیوانہ ہے۔۔"

فیروز نیازی اس کے کانوں سے جھمکے اتارتا لال ہوتے کانوں پر اپنے لبوں کا مرہم رکھ گیا تھا۔

اس کی بات پر حانم ہلکی پھلکی ہو کر مسکرادی تھی۔۔۔

"ہاں نہیں ہے محبت۔۔۔"

اس کے چہرے پر وہی بے فکری بھری دلفریب شرارتی مسکان آن ٹھہری تھی جو فیروز نیازی ہمیشہ کے لیے دیکھنے کا خواہشمند تھا۔۔

اس کے سینے سے لگی کھڑی وہ اس کی جانب محبت پاش نگاہوں سے دیکھتی فیروز نیازی کے دل کو مزید بے قرار کر گئی تھی۔۔

"حانم شاہ مت تڑپاؤ۔۔۔ تم پر بھاری پڑے گا۔۔"

فیروز نیازی نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔ جو آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب ہوتی اس سے دور جانے کی کوششوں میں تھی۔۔ جبکہ فیروز نیازی مسلسل اس کی جانب بڑھتا۔۔۔ حانم سے چند انچ کے فاصلے پر اس کے پیچھے بیڈ تھا۔۔

"میں نہیں ڈرتی تم سے ایس پی۔۔ اپنی دھمکیاں اپنے پاس رکھو۔۔۔"

حانم شاہ ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ اچانک سے پیچھے موجود بیڈ کی ٹھوکر پر سر کے بل پیچھے جا گری تھی۔۔

"ایس پی صرف خالی خولی دھمکیاں نہیں دیتا۔۔۔ ان پر عمل بھی کرنا جانتا ہے۔۔"

بیڈ پر گری حانم کے برابر نیم دراز ہوتا وہ اس کی خوف سے زرد پڑتی رنگت پر اپنے مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔ حانم نے اٹھنا چاہا تھا۔۔ جب فیروز اس کی کلائی کو جھٹکا دیتا اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔ حانم سیدھی اس کے سینے پر جا گری تھی۔۔

فیروز نیازی کی تڑپ اسے مزا دے رہی تھی۔۔

مگر اب مزید اس شخص کے صبر کا امتحان لینا ٹھیک نہیں لگا تھا اسے۔۔ اس کے سینے پر اپنی کہنیاں ٹکائے وہ زرا سا اونچی ہوتی فیروز کی گستاخ آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھتی اس کے چہرے کے قریب جھکی تھی۔۔

"میرے جنگلی بے شرم اور جلاد ایس پی یہ سچ ہے کہ میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں۔۔ اتنی محبت کے اگر تم حانم کی زندگی میں نہ آتے تو حانم اب تک اپنے آپ کو ختم کر چکی ہوتی۔۔۔ تم ہو تو میں ہوں۔۔۔ تم ہی سب کچھ ہو میرے لیے۔۔"

حانم نہایت ہی دلفریب انداز میں اپنا اظہار کرتی فیروز نیازی کے ہونٹوں پر دھیرے سے اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتی پیچھے ہونے ہی والی تھی۔۔ جب فیروز نیازی ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔۔ اتنے دنوں بعد تو اسے اپنی گینگسٹر بیوی کی یہ بے باک ادائیں دیکھنے کو ملی تھیں۔۔

اس کے اظہار پر فیروز نیازی کی آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی تھی۔۔

"میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔۔اب جانے دو مجھے۔۔۔"

حانم پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ بولتی فیروز نیازی کو مزید اپنا دیوانہ کر گئی تھی۔۔

"اب تو کسی بھی قیمت پر نہیں جانے دے سکتا۔۔۔اب تک جو مجھے تڑپاتی آئی ہو اس کا حساب کون چکائے گا۔۔"

فیروز نیازی حانم کی سانسوں پر قابض ہوتا اسے اپنی شدتوں سے آشنا کر گیا تھا۔۔جبکہ وہ خود کو اس شخص کی پناہوں کی سپرد کرتی مسرور سے انداز میں مسکرا دی تھی۔۔

اس کی زندگی کا تنہائیوں اور اذیتوں سے شروع ہوا سفر بہت خوبصورتی کے ساتھ فیروز نیازی کی سنگت میں خوشیوں اور چاہتوں کی راہوں پر جا نکلا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ماما بابا آپ کو بلا رہے ہیں۔۔۔"

نویرہ کچن میں کھڑی ملازمین کو آج کے فنکشن کے حوالے سے ہدایت دے رہی تھی۔۔جب چھ سالہ ہادی اپنے باپ کا پیغام لیے اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

آج اس کی چار سالہ بیٹی جیا کا برتھ ڈے تھا۔۔جس کے لیے خان حویلی سے سب کو انوائیٹ کیا گیا تھا۔۔سلطان شاہ اپنی لاڈلی بیٹی کا برتھ ڈے بہت دھوم دھام سے منانا چاہتا تھا۔۔اس کی جان بستی تھی اپنی بیٹی میں۔۔کیونکہ

وہ ہنستی کھکھلاتی بچی بالکل نویرہ کی پرچھائی تھی۔۔ جبکہ ہادی بہت حد تک اپنے باپ کی طرح غصیلہ اور مغرور تھا۔۔۔

مگر وہ نویرہ کا لاڈلہ تھا۔۔۔

"شاہ آپ کی تیاری کب مکمل ہو گی۔۔ مہمان آنے والے ہیں۔۔"

نویرہ خفگی بھرے انداز میں روم میں داخل ہوئی تھی۔۔ اس شخص کی تیاریاں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔ جب سلطان شاہ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتا دروازے کے ساتھ لگاتا اس پر جھک گیا تھا۔۔

"آپ کے بغیر ہماری زندگی میں کچھ بھی مکمل نہیں ہے مسسز۔۔"

سلطان شاہ اس کی سانسوں کی مہک اپنے اندر اتار تا مدہوش بھرے انداز میں بولا تھا۔۔ جب اسی لمحے دروازے پر ہوتی جیا کی دستک جہاں سلطان شاہ کو بدمزہ کر گئی تھی۔۔ وہیں نویرہ اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔۔

جیا میں سلطان کی جان بستی تھی۔۔ مگر نویرہ سے بڑھ کر اسے آج بھی کوئی نہیں تھا۔۔

"بابا کی پرنسز آپ کی ماما کہاں ہیں۔۔۔؟؟"

زاراب نیازی گھر لوٹتے ہی متلاشی نگاہوں سے میرب کو ڈھونڈنے لگا تھا۔۔

زاراب اور میرب کی پانچ سالہ بیٹی فلک ان دونوں کے جگر کا ٹکڑا تھی۔۔۔ جو دکھنے میں بالکل میرب کی فوٹو کاپی تھی جبکہ عادت میں بالکل اپنے باپ پر تھی۔۔ جس کا ایٹیٹیوڈ اس کے ناک پر دھرا رہتا تھا۔۔

"ماما تیار ہو رہی ہیں بابا۔۔۔"

پنک گھیرے دار فراک میں ملبوس وہ گلابی سی روئی جیسی گالوں والی پیاری سی بچی ننھی پرنسز ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔

زاراب روم میں داخل ہوا تھا جہاں سامنے ہی مرر کے آگے کھڑی پنک کلر کی خوبصورت ساڑھی میں ملبوس اس کی لاڈلی بیوی اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچا گئی تھی۔۔

ابھی بھی اس کی تیاری ادھوری تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ اسی کے انتظار میں تھی۔۔۔ جو اپنی ساری مصروفیات چھوڑ کر اپنی بیوی کی تیاری میں اس کی مدد کرنے آیا تھا۔۔

"میں نے تمہیں بہت مس کیا آج۔۔۔"

زاراب نیازی اسے پیچھے سے اپنے حصار میں قید کرتے اس کی گردن پر اپنے لب رکھتے محبت پاش لہجے میں بولتا میرب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔۔

میرب زاراب کے ساتھ اس کی پارٹی جوائن کر چکی تھی۔۔اپنی محنت اور لگن سے کام کرنے کی وجہ سے وہ اس کی نائب چیئرمین بن چکی تھی۔۔

زاراب نیازی اپنے کہے کے مطابق اسے ایک پل کے لیے بھی خود سے دور نہیں کرتا تھا۔۔

"نیازی صاحب آپ دو گھنٹوں کے اندر اندر واپس آ چکے ہیں۔۔"

میرب اس کی جانب پلٹتی اس کی ٹائی کھولتے بولی تھی۔۔جو اس کا حسین روپ دیکھ پوری طرح سے اس پر فدا ہوا تھا۔۔

"میرے لیے تو یہ دو گھنٹے دو صدیوں کے برابر تھے۔۔۔ آئندہ ایک گھنٹے کے لیے بھی جانا ہوا تو تم میرے ساتھ آؤ گی۔۔"

زاراب نیازی کے عشق کی انتہا پر گزرے دن کے ساتھ بڑھتی کی جا رہی تھی۔۔ میرب کے لیے اس کا شوہر اور بیٹی اس کی کل کائنات تھے۔۔۔

جن سے آگے اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔

شاہنور تیزی سے روم سے نکلتی اپنے ٹونز حنان اور سنان کے پیچھے بھاگی تھی۔۔ جو اتنے زیادہ شرارتی تھے کہ اس کے ہاتھ ہی نہیں آتے تھے۔۔

جب اسی لمحے اس کا سامنے سے آتے ارشیان نیازی سے زوردار تصادم ہوا تھا۔۔ ارشیان نے فوراً اسے بانہوں میں بھرتے گرنے سے محفوظ رکھا تھا۔۔

"نورے آرام سے کیا ہوا۔۔؟؟"

شاہنور کی لال پڑتی رنگت دیکھ وہ تشویش کا شکار ہوا تھا۔۔ دو بچوں کے بعد بھی اس کے نازک سراپے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔۔ وہ آج بھی ارشیان نیازی کے لیے اس کی نازک سی گڑیا ہی تھی۔۔۔

"خان میں آپ کے بچوں سے تنگ آچکی ہوں۔۔ انہوں نے میرے ناک میں دم کر کے رکھ دیا ہے۔۔۔"

شاہنور رو دینے کو تھی۔۔ جب ارشیان اسے اپنے حصار میں لیے اسے اندر کی جانب لے آیا تھا۔۔

"میرے دو بچوں سے ہی گھبرا گئی خان کی خانم۔۔ مجھے تو ابھی مزید پانچ بچے چاہیے۔۔۔"

ارشیان نیازی اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتا اس کا چہرا اپنے چہرے سے قریب کرتے بولتا شاہنور کی جان نکال گیا تھا۔۔

"خان میں مر جاؤں گی۔۔۔"

شاہنور کی آواز کانپ گئی تھی۔۔

"میں کچھ نہیں ہونے دوں گا نورے۔۔۔"

اس کے پھولے گال پر اپنے ہونٹ رکھتا وہ اونچی آواز میں اپنے دونوں بیٹوں کو پکار گیا تھا۔۔ جو پانچ سال کے تھے۔۔ مگر ابھی سے اپنے باپ کے رعب میں تھے۔۔ مگر ماں کو ہر وقت کان پکارائے رکھتے تھے۔۔

فیروز نیازی ایک بہت اہم کیس نبٹاتا اپنے آفس پہنچا تھا۔۔ جب اندر داخل ہوتے ہی اپنے آفس کی حالت دیکھ وہ صدمے کا شکار ہوا تھا۔۔ اس کی کوئی

شے جگہ پر نہیں پڑی تھی۔۔ ساری فائلیں بکھری پڑی تھیں۔۔ جبکہ اس کی دو ننھی شہزادیاں جو ابھی سے اپنی گینگسٹر ماں کے جیسی ہی مظاہر معصوم اور اندر سے پوری خرافاتی تھیں۔۔

ایک جگہ آرام تو انہیں آتا ہی نہیں تھا۔۔ جبکہ فیروز نیازی نہ تو آج تک ان کی ماں کو کچھ کہہ پایا تھا اور نہ ان دونوں کو کچھ کہنے کو دل چاہتا تھا اس کا۔۔

حانم فیروز کے پیچھے آفس میں داخل ہوئی تھی۔۔ جب آفس کی حالت دیکھ اور پھر فیروز کی صورت دیکھ وہ اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائی تھی۔۔

"کیا ہوا ایس پی صاحب۔۔۔ ابھی تو تمہیں پوری کرکٹ ٹیم چاہیے تھی۔۔ اپنا فیصلہ بدلنے کا تو نہیں سوچ رہے۔۔۔"

حانم اس کے پاس سے گزرتے آگے بڑھ رہی تھی جب فیروز اسکی کمر میں بازو حمائل کرتا اسے اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔

فیروز کی ترقی ہو چکی تھی۔۔ مگر حانم اب بھی اسے ایس پی کہہ کر ہی پکارتی تھی۔۔

"فیروز نیازی اپنے ارادے نہیں بدلتا جان من۔۔۔ میری کرکٹ ٹیم بنانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔"

اس کی لال پڑتی رنگت کو دلچسپی بھری نگاہوں سے دیکھتا وہ اسے اپنے ارادوں پر پر عزم ہونے کا یقین دلانے لگا تھا۔ جبکہ حانم اس شخص کے آگے یہ بول کر پچھتائی تھی۔۔

میرب اور شاہنور کبھی کبھار راجپوت حویلی جاتی رہتی تھیں۔۔ دو سال پہلے فیصل راجپوت کی ڈیتھ ہو چکی تھی۔۔ جبکہ حسین راجپوت کی سزا ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔۔ لیکن میرب اور شاہنور نے انہیں معاف کر دیا تھا۔۔۔ وہ ان سے ملتی بھی تھیں۔۔

چاہے ان کے دادا کی نیت صاف نہیں رہی تھی۔۔ مگر بری نیت کے ساتھ بھی انہوں نے ان کی زندگی کے جو فیصلے لیے تھے زاراب نیازی اور ارشیان نیازی کو ان کی زندگی میں شامل کر کے۔۔۔ وہ یہ احسان نہیں بھول سکتی تھیں۔۔

خان حویلی والے اپنے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے بے پناہ محبت سمیٹنے یک جاں ہو کر رہ رہے تھے۔۔ ان کی جانب بڑھتی بڑی سے بڑی آندھی طوفان بھی انہیں نہیں توڑ پائی تھی۔۔ اس حویلی کے تین خان آج بھی

چٹان کی مانند مضبوطی سے ایک ساتھ جڑے کھڑے تھے۔۔ کہ کوئی دشمن ان کی جانب بڑی نظر ڈالنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔